خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

هو القادر

جميع حقوق الطبع محفوظ للناشر

نام کتاب ———— شرح سنن نسائی شریف

مترجم ———— ابو العلاء محمد محی الدین جہانگیر

کمپوزنگ ———— ورڈز میکر

باہتمام ———— ملک شبیر حسین

سن اشاعت ———— ستمبر 2015ء

سرورق ———— اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212

طباعت ———— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ہدیہ ———— روپے

اسٹاکسٹ

شاکر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور فون: 042-37240084

شبیر برادرز زبیدہ سنٹر 40، اردو بازار لاہور فون: 042-37246006

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

ترتیب

باب الْمَعْدِنِ

باب زَكَاةِ النَّحْلِ

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ دُوْنَ الْمُعَاهِدِيْنَ

باب فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُوْلِ الزَّكَاةِ

باب مَكِيلَةِ زَكَاةِ الْفِطْرِ

باب التَّمْرِ فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ

كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ

مقدمہ رضویہ

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کے علمی احوال کا بیان

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب ہے۔ آپ چونکہ خراسان کے شہر نساء میں پیدا ہوئے اس لیے اس نسبت سے آپ کو نسائی کہتے ہیں۔ امت مسلمہ میں آپ کی پہچان ایک محدث کی ہے، آپ نے سنن نسائی کے نام سے صحیح احادیث کا ایک عظیم الشان مجموعہ ترتیب دیا۔ آپ نے بڑی عرق ریزی سے قابل اعتماد احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع کیا، اس مقصد کے لیے آپ نے دوردراز کے سفر کیے اور بہت تکالیف بھی برداشت کیں۔ امت مسلمہ میں کل دس کتب احادیث کو سند کا درجہ حاصل ہے، چھ اہل سنت کے ہاں جنہیں صحاح ستہ کہا جاتا ہے جس کا مطلب چھ صحیح کتابیں ہیں اور چار اہل تشیع کے ہاں جنہیں کتب اربعہ کہا جاتا ہے یعنی چار کتابیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی سنن نسائی کا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش **215**ھ میں ہوئی، اس وقت خراسان ممالک اسلامیہ کا بہت اہم صوبہ سمجھا جاتا تھا۔ خراسان کا اسلامی تاریخ میں جہاں بہت اہم سیاسی کردار ہے وہاں یہ علاقہ اپنی علمی کاوشوں میں بھی پیچھے نہیں رہا، امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سمیت امت کے بہت وقیع بزرگ اس خطے سے تعلق رکھتے ہیں۔

امام نسائی نے پندرہ سال کی عمر میں حدیث کا علم سیکھنا شروع کیا۔ علم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے حصول کے لیے آپ نے خراسان جیسے دوردراز علاقے سے حجاز، عراق، شام اور مصر جیسے ممالک تک کا سفر کیا۔ اس زمانے میں علم کے حصول کیلئے سفر کرنا بہت ضروری خیال کیا جاتا تھا، کسی کو اس وقت تک اچھا عالم نہ سمجھا جاتا جب تک کہ وہ دوردراز کے سفر کر کے تو اچھے اچھے اور قابل اساتذہ فن سے حصول علم نہ کر آتا۔ آپ کا آبائی وطن اگرچہ خراسان تھا لیکن آپ نے خدمت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہجرت کی اور مصر میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

علمی دنیا کی یہ حسین روایت ہے کہ استاد اپنے شاگرد سے اور شاگرد اپنے استاد سے پہچانا جاتا ہے۔ گم نام اساتذہ کو انکا کوئی شاگرد روشن کر دیتا ہے اور نالائق طالب علم کسی استاد کی نسبت سے آسمان کا ستارہ بن جاتا ہے۔ لیکن علمی تاریخ انسانیت نے وہ دن بھی دیکھے کہ جب استاد اور شاگرد دونوں آسمان علم کے سورج چاند ستارے تھے۔ حضرات قتیبہ بن سعید، اسحاق بن راہویہ، سلیمان بن اشعث جو امام ابوداود کے نام سے معروف ہیں۔

اور ابوعبداللہ بن اسماعیل جنہیں ایک زمانہ امام بخاری کے نام سے پہچانتا ہے اور سعید بن نصر، محمد بن غشار اور علی بن حجر جیسے نابغہ روزگار لوگوں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے حصول علم کیا۔

آپ سے اگرچہ ہزار ہا لوگوں نے سماع حدیث کیا یعنی حدیث کا علم حاصل کیا۔ آپ جب درس حدیث دیا کرتے تھے تو

مساجد کے صحن میں جگہ کم پڑ جاتی تھی مخلوق خدا اللہ اللہ کر آپ کے درس میں شرکت سماع ہوتی۔نہ صرف قرب وجوار سے بلکہ دور دراز سے اور بہت اچھیاوراعلی دینی و دنیاوی مراتب کے لوگ آپ کے سامنے طالب علم بن کر بیٹھتے تھے۔تاہم تاریخ نے آپ کے جن شاگردوں کے نام اپنے سینے میں محفوظ کیے ہیں ان میں سے حافظ ابوقاسم اندلسی علی بن ابوجعفر طحاوی،ابوبکر بن حدادلفقیہ،ابوالقاسم الطبر انی،حافظ ابوعلی نیشاپوری،ابوعلی حسن السیوطی اورالحسن العسکری لوگ قابل ذکر ہیں،یہ اگرچہ اپنی اپنی جگہ مکمل دبستان علوم ورشد ہیں لیکن امام نسائی کا شاگرد ہونا بھی انکے لیے قابل فخر امور میں شامل ہے۔

دولت مندلوگ جس طرح اپنا سرمایا اپنی اولادمیں چھوڑ جاتے ہیں،اہل اقتدار جس طرح اپنی جاگیر اپنے وارثوں کے نام کر جاتے ہیں اسی طرح اہل علم لوگوں کی میراث انکی کتب اورانکی نصانیف ہوتی ہیں جو انکی روحانی اولاد اپنے سینے سے لگا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اگرچہ بہت سی نصانیف چھوڑیں اور ان میں سب سے اہم سنن نسائی ہی ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سی تصانیف آپ کا روشن سرمایا ہیں۔ان تصانیف میں سے خصائص علی رضی اللہ عنہ،المجتبیٰ،مسندامام مالک رحمۃ اللہ علیہ ،فضائل صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم،کتاب الجرح والتعدیل،اسماء الرواۃ اور مناسک حج زیادمشہور ہیں۔آپ چونکہ بنیادی طور پر محدث تھے۔اسی میدان علم سے متعلق کتب وتصانیف ہی آپ کے قلم سے پھوٹنے والی روشنیاں ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ سرخ وسفید چہرے اوروجیہ شخصیت کے مالک تھے۔آپ کا دسترخوان انواع واقسام کے کھانوں سے پر رہتا تھا۔خوش لباسی اور خوش خوراکی کے کئی قصے آپ سے منسوب ہیں۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بھنا ہوا مرغ بہت شوق سےکھاتے تھے اور اس وقت کے مروج بہت اچھے اچھے مشروب کھانے کے بعد پیا کرتے تھے۔آپ کچھ عرصہ حمص شہر میں قاضی بھی رہے لیکن بوجوہ یہ منصب ترک کر دیااور زیادہ وقت تصنیف وتالیف اور درس وتدریس کو دینے لگے۔

دمشق کی ایک مسجد میں ایک بار آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی منقبت میں اپنی کتاب کے اقتباسات سنا رہے تھے تو بعض لوگ طیش میں آگئے اور حضرت کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔بہت زخمی حالت میں جوش ایمان آپ کو حجاز مقدس کھینچ چلا،حرم کعبہ پہنچ جانے کے باوجود بھی آپ کی علالت باقی تھی اور اسی حالت میں صفاومروہ کے درمیان خالق حقیقی سے جا ملے۔یہ **13** صفر **303**ھ کی تاریخ تھی۔

امام ابوعبدالرحمن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی وجہ شہرت انکی شہرہ آفاق تالیف سنن نسائی شریف ہے۔اسکا شمار صحاح ستہ میں ہوتا ہے۔ سنن اس کتاب حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے ہیں جس کے ابواب کی ترتیب فقہ کی کتابوں کے مطابق تیار کی گئی ہو۔امت کے بے شمار بزرگ اس کتاب سنن نسائی شریف کی تعریف میں رطب اللسان ہیں حتیٰ کہ بعض علمائے حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اس کتاب سنن نسائی شریف کو بخاری ومسلم پر بھی ترجیح دیتے ہیں۔

پہلے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے سنن کبری تصنیف کی تھی۔یاد رہے کہ یہ وہ وقت تھا جسے تاریخ حدیث میں دور فتن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کتاب جب امیر رملہ کو پیش کی تو اس نے پوچھا کیا اس میں سب صحیح احادیث ہیں؟آپ نے جواب دیا نہیں،تب امیر رملہ نے کہا کہ میرے لیے ایک ایسی کتاب تیار کریں جس میں سب احادیث صحیح ہوں۔اس پر امام صاحب نے سنن نسائی شریف کی تدوین کی۔

احادیث نبوی ﷺ کے اس مجموعہ سنن نسائی شریف میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے وہی اسلوب اختیار کیا ہے جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تالیفات میں اختیار کیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث کو متعدد مقامات پر تحریر کیا ہے اور اس سے مسائل بھی اخذ کیے ہیں۔امام صاحب نے متعدد مسائل کے لیے مختلف ابواب تشکیل دیے ہیں۔ایک حدیث کو بہت سارے لوگ روایت کررہے ہوں تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ حدیث کے سب راویوں کا ذکر کردیتے ہیں۔فن اصول حدیث کی اصطلاح میں ایک حدیث کے بہت سارے راویوں کے سلسلے کو طرق کہتے ہیں۔حدیث کا بیان کرنے والا راوی اپنے سے زیادہ مرتبہ کے آدمی کی مخالفت کرتے۔امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کو بھی تفصیل سے ذکر کرتے ہیں ایسی حدیث کو شاذ کہتے ہیں۔

حدیث بیان کرنے والے پہلے زمانے کے لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے،ان کے بعد تابعین آئے، پھر تبع تابعین آئے اس کے بعد فقہا کا دور شروع ہوتا ہے تب محدثین کا زمانہ آتا ہے۔کسی بھی حدیث میں کسی بھی زمانے کے راوی میں کوئی خامی ہو تو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اس کا بھی ذکر کرتے ہیں اس عمل کو فن اصول حدیث کی اصطلاح میں راوی پر نقد کرنا کہتے ہیں۔بعض اوقات متن حدیث پر بھی نقد و جرح کرتے ہیں اور یہ آپ کی کسر نفسی ہے کہ بعض اوقات طویل بحث کرچکنے کے بعد بھی لکھ دیتے ہیں کہ میں اس بات کو حسب منشا نہیں سمجھا۔

علمائے حدیث نے امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی اخذ کردہ احادیث کو تین اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

پہلی قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی کتابوں میں درج کی ہیں، یہ اعلیٰ درجے کی احادیث ہیں۔

دوسری قسم کی وہ احادیث ہیں جو امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے درج کی ہیں اور وہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی قائم کردہ سخت شرائط پر بھی پوری اترتی ہیں لیکن ان دونوں بزرگوں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے بوجوہ ان حدیثوں کو درج نہیں کیا۔

تیسری قسم کی احادیث وہ ہیں مذکورہ بالا دونوں اقسام میں نہیں آتیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس نابغہ روزگار کتاب سنن نسائی شریف میں کم و بیش ساڑھے پانچ ہزار احادیث رقم کی ہیں۔اس کتاب کے قبول عام کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صدیاں گزرجانے کے باوجود یہ کتاب زندہ ہے، آج بھی مشرق سے مغرب تک علوم اسلامیہ کے طلبہ و طالبات اور علماء و عالمات اس کتاب کی درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔اس کتاب کی بہت سی شروحات لکھی گئی ہیں، الاعان فی شرح سنن نسائی، زوائد نسائی اور زہر الربی علی المجتبیٰ بہت مشہور ہیں آخرالذکر شرح کی تالیف حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ جیسی ہستی کے قلم کا مبارک نتیجہ ہے۔اللہ تعالیٰ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ کو غریق رحمت کرے اور اللہ کرے اس کتاب سے پھوٹنے والی کرنیں باغ حدیث نبوی ﷺ کو تاقیامت روشن و تابندہ رکھیں۔

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور

کِتَابُ الصِّیَامِ

یہ کتاب روزوں کے بیان میں ہے

روزہ کا لغوی اور شرعی معنی اور اس کی مشروعیت کی تاریخ

روزہ کا لغوی معنی ہے۔ کسی چیز سے رکنا اور اس کو ترک کرنا اور روزہ کا شرعی معنی ہے: مکلف اور بالغ شخص کا ثواب کی نیت سے طلوع فجر سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع کو ترک کرنا اور اپنے نفس کو تقوی کے حصول کے لیے تیار کرنا۔

تمام ادیان اور ملل میں روزہ معروف ہے قدیم مصری یونانی رومن اور ہندو سب روزہ رکھتے تھے موجودہ تورات میں بھی روزہ داروں کی تعریف کا ذکر ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چالیس دن روزہ رکھنا ثابت ہے یروشلم کی تباہی کو یاد رکھنے کے لیے یہود اس زمانہ میں بھی ایک ہفتہ کا روزہ رکھتے ہیں اس طرح موجودہ انجیلوں میں بھی روزہ کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور روزہ داروں کی تعریف کی گئی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر روزہ فرض کیا گیا تھا اسی طرح تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کو روزہ رکھنے میں رغبت ہو کیونکہ جب کسی مشکل کام کو عام لوگوں پر لاگو کر دیا جاتا ہے تو پھر وہ سہل ہو جاتا ہے۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی نے لکھا ہے کہ ہجرت کے ڈیڑھ سال اور تحویل قبلہ کے بعد دس شعبان کو روزہ فرض کیا گیا۔

(در المختار علی حامش رد المختار ج ۲ ص ۸۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

سب سے پہلے نماز فرض کی گئی پھر زکوۃ فرض کی گئی اس کے بعد روزہ فرض کیا گیا کیونکہ ان احکام میں سب سے سہل اور آسان نماز ہے اس لیے اس کو پہلے فرض کیا گیا پھر اس سے زیادہ مشکل اور دشوار زکوۃ ہے کیونکہ مال کو اپنی ملکیت سے نکالنا انسان پر بہت شاق ہوتا ہے پھر اس کے بعد اس سے زیادہ مشکل عبادت روزہ کو فرض کیا گیا کیونکہ روزہ میں نفس کو کھانے پینے اور عمل تزویج سے روکا جاتا ہے اور یہ انسان کے نفس پر بہت شاق اور دشوار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بہ تدریج احکام شرعیہ نازل فرمائے اور اسی حکمت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارکان اسلام میں نماز اور زکوۃ کے بعد روزہ کا ذکر فرمایا قرآن مجید میں بھی اس ترتیب کی طرف اشارہ ہے۔

(آیت) والخشعین والخشعت والمتصدقین والمتصدقت والصآئمین والصمت، (الاحزاب: ۳۵)

ترجمہ: اور نماز میں خشوع کرنے والے مرد اور نماز میں خشوع کرنے والی عورتیں اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں۔

رمضان اور روزوں کے فضائل کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: روزہ ڈھال ہے روزہ دار نہ جماع کرے نہ جہالت کی باتیں کرے اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اس کو گالی دے تو وہ دو مرتبہ یہ کہے میں روزہ دار ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کو مشک کی خوشبو سے زیادہ پسند ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وہ اپنے کھانے پینے اور نفس کی خواہش کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور (باقی) نیکیوں کا اجر دس گنا ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریان ہے اس دروازہ سے قیامت کے دن روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہوجائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا کہا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ پھر روزہ دار کھڑے ہوجائیں گے ان کے علاوہ اور کوئی اس دروازہ سے داخل نہیں ہوگا ان کے داخل ہونے کے بعد اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا پھر اس میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۵۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازہ کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امام مسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں جنت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے اور دوسری روایت میں رحمت کے دروازوں کا ذکر کیا ہے۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۴۶)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے لیلۃ القدر میں قیام کیا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے حالت ایمان میں ثواب کی نیت سے روزہ رکھا اس کے پہلے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: جس نے جھوٹی بات اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا تو اللہ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی کوئی حاجت نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کے سوا ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا روزہ ڈھال ہے اور جب تم میں سے کوئی شخص روزہ سے ہو تو وہ نہ جماع کی باتیں کرے نہ شور وشغب کرے اگر کوئی شخص اس کو گالی دے یا اس سے لڑے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے! روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک

مشک سے زیادہ پسندیدہ ہے روزہ دار کے لیے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت ایک خوشی اپنے رب سے ملاقات کے وقت ہوگی اس وقت وہ اپنے روزہ سے خوش ہوگا۔ (صحیح بخاری ج اص ۲۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال کے روزے رکھے تو صحابہ نے بھی وصال کے روزے رکھے ان پر یہ روزے دشوار ہوئے آپ نے ان کو منع فرمایا: صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ بھی تو وصال کے روزے رکھتے ہیں آپ نے فرمایا: تم میں میری مثل کون ہے؟ مجھے تو کھلایا جاتا ہے اور پلایا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری ج اص ۲۵۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کا ایک روزہ بھی بغیر عذر یا بغیر مرض کے چھوڑا تو اگر وہ تمام دہر بھی روزے رکھے تو اس کا بدل نہیں ہوسکتا۔

(صحیح بخاری ج اص ۲۵۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے چہرہ کو جہنم سے ستر سال کی مسافت دور کر دیتا ہے۔

(صحیح مسلم ج اص ۳۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

حافظ منذری لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ نمازیں ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ گناہ کبیرہ سے بچا جائے۔ (صحیح مسلم)

حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے جب آپ نے پہلی سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! جب دوسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر جب تیسری سیڑھی پر پیر رکھا تو فرمایا: آمین! پھر آپ نے فرمایا: میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا: اے محمد! جس نے رمضان کو پایا اور اس کی بخشش نہیں کی گئی اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اس کے باوجود دوزخ میں داخل ہوگیا اللہ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے میں نے کہا: آمین! اور کہا: جس کے سامنے آپ کا ذکر کیا گیا اور وہ آپ درود نہ پڑھے اللہ اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دے میں نے کہا: آمین! (صحیح ابن حبان)

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن خطبہ دیا اور فرمایا: اے لوگو! تمہارے پاس ایک عظیم اور مبارک مہینہ آ پہنچا ہے اس مہینہ میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ نے اس مہینہ میں روزہ کو فرض کر دیا ہے اور اس کی رات میں قیام کو نفل کر دیا ہے جو شخص اس مہینہ میں فرض ادا کرے تو وہ ایسا ہے جیسے دوسرے مہینہ میں ستر فرض ادا کیے یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے غمگساری کرنے کا مہینہ ہے یہ وہ مہینہ ہے جس میں مومن کے رزق میں زیادتی کی جاتی ہے اس مہینہ میں جو کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے اس کے لیے گناہوں کی مغفرت ہے

اوراس کی گردن کے لیے دوزخ سے آزادی ہے اوراس کو بھی روزہ دار کی مثل اجر ملے گا اوراس روزہ دار کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی صحابہ نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم میں سے ہر شخص کی یہ استطاعت نہیں ہے کہ وہ روزہ دار کو افطار کرا سکے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی یا ایک گھونٹ دودھ سے روزہ افطار کرائے یہ وہ مہینہ ہے جس کا اول رحمت ہے جس کا اوسط مغفرت ہے اور جس کا آخر جہنم سے آزادی ہے جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے خادم سے کام لینے میں تخفیف کی اللہ اس کی مغفرت کردے گا اوراس کو دوزخ سے آزاد کردے گا۔ اس مہینہ میں چار خصلتوں کو جمع کرو دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو اور دو خصلتوں کے بغیر تمہارے لیے کوئی چارہ کار نہیں ہے جن دو خصلتوں سے تم اپنے رب کو راضی کرو گے وہ کلمہ شہادت پڑھنا ہے اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا ہے اور جن دو خصلتوں کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے جنت کا سوال کرو اوراس سے دوزخ سے پناہ طلب کرو اور جو شخص کسی روزہ دار کو پانی پلائے گا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض سے پلائے گا اسے پھر کبھی پیاس نہیں لگے گی حتیٰ کہ وہ جنت میں چلا جائے گا۔ (صحیح ابن خزیمہ، بیہقی، صحیح ابن حبان)

امام ابن حبان نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے مہینہ میں اپنی حلال کمائی سے کسی روزہ دار کو روزہ افطار کرایا تو رمضان کی تمام راتوں میں فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے ہیں اور لیلۃ القدر میں جبریل علیہ السلام اس سے مصافحہ کرتے ہیں اور جس سے جبریل علیہ السلام مصافحہ کرتے ہیں اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اوراس کے بہت آنسو نکلتے ہیں۔ حضرت سلمان نے کہا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ فرمایئے اگراس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک مٹھی طعام دے دے میں نے کہا: یہ فرمایئے اگراس کے پاس روٹی کا ایک لقمہ بھی نہ ہو؟ آپ نے فرمایا: وہ ایک گھونٹ دودھ دے دے میں نے عرض کیا: اگراس کے پاس وہ بھی نہ ہو؟ فرمایا: ایک گھونٹ پانی دے دے (امام ابن خزیمہ اور بیہقی نے بھی اس کو روایت کیا ہے)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں جب رمضان آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے پاس رمضان آگیا ہے یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ تم کو اس میں ڈھانپ لیتا ہے اس میں رحمت نازل ہوتی ہے اور گناہ جھڑ جاتے ہیں اوراس میں دعا قبول ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اس مہینہ میں تمہاری رغبت کو دیکھتا ہے سو تم اللہ کو اس مہینہ میں نیک کام کر کے دکھاؤ کیونکہ وہ شخص بدبخت ہے جو اس مہینہ میں اللہ عزوجل کی رحمت سے محروم رہا (اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اوراس کے تمام راوی ثقہ ہیں البتہ اس کے ایک راوی محمد بن قیس کے متعلق مجھے کوئی جرح یا تعدیل مستحضر نہیں ہے)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ماہ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو جنتوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور پھر پورے ماہ ان میں سے کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا اور سرکش جنوں کے گلوں میں طوق ڈال دیا جاتا ہے اور ہر رات صبح تک ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے: اے نیکی کے طلب کرنے والے! نیکی کا قصد

کر اور زیادہ نیکی کر اور اے برائی کے طلب کرنے والے! برائی میں کمی کر اور آخرت میں غور وفکر کر کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے تو اس کی مغفرت کر دی جائے اور کوئی توبہ کرنے کا والا ہے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور کوئی دعا کرنے والا ہے تو اس کی دعا قبول کی جائے اور کوئی سوال کرنے والا ہے تو اس پورا کیا جائے اور اللہ تعالیٰ ماہ رمضان کی ہر رات میں ساٹھ ہزار لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اور رمضان کی ہر رات میں جتنے لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے عید کے دن اس سے تیس گنا زیادہ لوگوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے (اس حدیث کو امام بیہقی نے روایت کیا ہے اور یہ حدیث حسن ہے)

حضرت عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا ذکر کیا اور تمام مہینوں پر اس کی فضیلت بیان کی پس فرمایا: جس نے رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے قیام کیا وہ گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جس طرح آج ہی اپنی ماں کے بطن سے پیدا ہوا ہو (اس حدیث کو امام نسائی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے: صحیح یہ ہے کہ یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے)

حضرت عمرہ بن مرہ جہنی رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتایئے اگر میں اللہ کے وحدہ لاشریک ہونے اور آپ کے رسول اللہ ہونے کی گواہی دوں اور پانچوں نمازیں پڑھوں اور زکوۃ ادا کروں اور رمضان کے روزے رکھوں اور قیام کروں تو میرا کن لوگوں میں شمار ہوگا؟ آپ نے فرمایا: صدیقین اور شہداء میں۔ (مسند بزار صحیح ابن خزیمہ صحیح ابن حبان) (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۱۰۶-۹۲ ملتقطا مطبوعہ دارالحدیث قاہرہ)

بعض نفلی روزوں کی فضیلت کا بیان

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عبداللہ! کیا مجھے یہ خبر نہیں دی گئی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے فرمایا: نہ کر و روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو (بغیر روزہ کے رہو) قیام بھی کرو اور سوؤ بھی کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے لیے یہ کافی ہے تم ہر مہینہ کے تین دن روزے رکھو اور تمہیں نیکی کا دس گنا اجر ملے گا اور یہ تمہارے پورے دہر کے روزے ہو جائیں گے میں نے شدت کی اور کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں قوت پاتا ہوں تو آپ نے فرمایا: اللہ کے نبی داؤد کے روزے کس طرح تھے؟ آپ نے فرمایا: نصف دہر (ایک دن روزہ ایک دن افطار)۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: ابن ملحان قیسی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ایام بیض کے روزے رکھنے کا حکم دیتے تھے تیرھویں چودھویں اور پندرھویں تاریخ کے روزے کا اور فرماتے: ان روزوں سے پورے دہر کے روزوں کا اجر ملے۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۲ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

تین روزوں کا دس گنا اجر ملے گا جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں ہے تو ہر ماہ تین روزے رکھنے سے پورے ماہ کے

روزوں کا اجر ملے گا اور جو شخص ہمیشہ یہ روزے رکھے گا اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے پھر اس نے شوال کے چھ روزے رکھے تو اس کو تمام دہر کے روزوں کا اجر ملے گا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۹ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

ہر نیکی کا دس گنا اجر ہوتا ہے تو چھتیس روزوں کا اجر ۳۶۰ روزوں کے برابر ہوا گویا وہ پورا سال روزہ دار رہا۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ کا روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہ مٹا دے گا اور دس محرم کا روزہ رکھنے سے مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دے گا۔ (صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۶۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں: قدامہ بن مظعون بیان کرتے ہیں کہ وہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے ساتھ وادی القریٰ میں اپنے مال کی طلب میں گئے حضرت اسامہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے قدامہ نے کہا: آپ بوڑھے آدمی ہیں آپ پیر اور جمعرات کا روزہ کیوں رکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کا روزہ رکھتے تھے آپ سے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا پیر اور جمعرات کو بندوں کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مسلسل) روزے رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے کہ اب آپ افطار (روزہ ترک کرنا) نہیں کریں گے اور آپ روزے نہ رکھتے حتیٰ کہ ہم کہتے: اب آپ روزے نہیں رکھیں گے اور میں نے رمضان کے علاوہ آپ کو کسی ماہ کے مکمل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں روزے رکھتے ہوئے دیکھا (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۳۱۔۳۳۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

بعض ایام میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

امام ابوداؤد بیان کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا: عید الاضحیٰ کے دن کیونکہ اس دن تم اپنی قربانی کا گوشت کھاتے ہو اور عید الفطر کے دن کیونکہ اس دن تم اپنے روزوں سے افطار کرتے ہو۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت عقبہ بن عامر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یوم عرفہ یوم نحر اور ایام تشریق ہم اہل اسلام کی عید ہیں اور یہ کھانے پینے کے ایام ہیں۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۳۲۹۔۳۲۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنا منع ہے اور دوسری جگہوں میں اس دن روزہ رکھنا کار ثواب ہے اور عیدین میں روزہ رکھنا ممنوع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات میں یوم عرفہ کا روزہ رکھنے

سے منع فرمایا۔ (سنن ابوداؤد ج اص ۳۳۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص (صرف) جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے الا یہ کہ اس سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد میں روزہ رکھے۔

(سنن ابوداؤد ج اص ۳۲۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

ابوداؤد نے کہا: یہ حدیث منسوخ ہے۔ (سنن ابوداؤد ج اص ۳۲۹ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

یہود ہفتہ کے دن کی تعظیم کی وجہ سے اس دن کا روزہ رکھتے تھے ان کی مشابہت کی وجہ سے اس دن کے روزہ سے منع فرمایا:

روزہ کے اسرار و رموز کا بیان

(۱) روزہ رکھنے سے کھانے پینے اور شہوانی لذات میں کمی ہوتی ہے اس سے حیوانی قوت کم ہوتی ہے اور روحانی قوت زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) کھانے پینے اور شہوانی عمل کو ترک کر کے انسان بعض اوقات میں اللہ عزوجل کی صفت صمدیہ سے متصف ہو جاتا ہے اور بہ قدر امکان ملائکہ مقربین کے مشابہ ہو جاتا ہے۔

(۳) بھوک اور پیاس پر صبر کرنے سے انسان کو مشکلات اور مصائب پر صبر کرنے کی عادت پڑتی ہے اور مشقت برداشت کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۴) خود بھوکا اور پیاسا رہنے سے انسان کو دوسروں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہوتا ہے اور پھر اس کا دل غرباء کی مدد کی طرف مائل ہوتا ہے۔

(۵) بھوک پیاس کی وجہ سے انسان گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہتا ہے۔

(۶) بھوکا پیاسا رہنے سے انسان کا تکبر ٹوٹتا ہے اور اسے احساس ہوتا ہے کہ وہ کھانے پینے کی معمولی مقدار کا کس قدر محتاج ہے۔

(۷) بھوکا رہنے سے ذہن تیز ہوتا ہے اور بصیرت کام کرتی ہے حدیث میں ہے: جس کا پیٹ بھوکا ہو اس کی فکر تیز ہوتی ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۱۸)

اور پیٹ (بھر کر کھانا) بیماری کی جڑ ہے اور پرہیز علاج کی بنیاد ہے۔ (احیاء العلوم ج ۳ ص ۲۲۱) اور لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کی: اے بیٹے! جب معدہ بھر جاتا ہے تو فکر سو جاتی ہے اور حکمت گونگی ہو جاتی ہے اور عبادت کرنے کے لیے اعضاء ست پڑ جاتے ہیں دل کی صفائی میں کمی آ جاتی ہے اور مناجات کی لذت اور ذکر میں رقت نہیں رہتی۔

(۸) روزہ کسی کام کے نہ کرنے کا نام ہے یہ کسی ایسے عمل کا نام نہیں ہے جو دکھائی دے اور اس کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جائے یہ ایک مخفی عبادت ہے اس کے علاوہ باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور

روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات کسی کام کے کرنے کا نام ہیں وہ دکھائی دیتی ہیں اور ان کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور روزہ کو اللہ کے سوا کوئی نہیں دیکھتا باقی تمام عبادات میں ریا ہو سکتا ہے روزہ میں نہیں ہو سکتا یہ اخلاص کے سوا اور کچھ نہیں۔

(۹) شیطان انسان کی رگوں میں دوڑتا ہے اور بھوک پیاس سے شیطان کے راستے تنگ ہو جاتے ہیں اسی طرح روزہ سے شیطان پر ضرب پڑتی ہے۔

(۱۰) روزہ امیر اور غریب شریف اور خسیس سب فرض ہے اس سے اسلام کی مساوات مؤکد ہو جاتی ہے۔

(۱۱) روزانہ ایک وقت پر سحری اور افطار کرنے سے انسان کو نظام الاوقات کی پابندی کرنے کی مشق ہوتی ہے۔

(۱۲) فربہی تبخیر اور بسیار خوری ایسے امراض میں روزہ رکھنا صحت کے لیے بہت مفید ہے۔

روزہ کے فساد و عدم فساد کے بعض ضروری مسائل کا بیان

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: اگر روزہ دار بھولے سے کھالے یا پی لے یا جماع کرے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر روزہ دار کے حلق میں غبار یا مکھی یا دھواں داخل ہو خواہ اس کو روزہ یاد ہو تو اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ ان سے بچنا مشکل ہے تیل لگانے سے یا سرمہ لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ ان کا ذائقہ حلق میں محسوس ہو فصد لگوانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بوسہ لینے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا بہ شرطیکہ اس سے انزال نہ ہو احتلام سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا کلی کرنے کے بعد جو تری منہ میں رہ گئی اس کو نگلنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا کان میں پانی داخل ہونے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اگر دانتوں کے درمیان سے خون نکلا اور اس کو نگل لیا تو اگر خون غالب تھا تو روزہ ٹوٹ گیا ورنہ نہیں استمنا بالید سے اگر انزال ہو گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ اگر ناک (رینٹ) کو اندر کھینچ لیا اور وہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹے گا کسی چیز کے چکھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ اگر رات سمجھ کر سحری کی اور صبح ہو چکی تھی یا غروب آفتاب سمجھ کر روزہ افطار کیا اور آفتاب غروب نہیں ہوا تھا تو روزہ ٹوٹ گیا اور اس پر صرف قضاء ہے اور کفارہ نہیں ہے اگر کوئی شخص رمضان کے روزہ میں عمداً جماع کرے یا عمداً دوا یا غذا کھائے یا پیے تو ان تمام صورتوں میں قضا اور کفارہ ہے اور اگر از خود قے آئے اور وہ اس کو واپس حلق میں نہ لوٹائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا خواہ قے منہ بھر کر آئے یا منہ بھر کر نہ آئے اور اگر خود بخود واپس حلق میں چلی جائے پھر بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر عمداً قے لوٹائی تو روزہ ٹوٹ جائے گا بہ شرطیکہ منہ بھر کر قے آئی ہو یہ مختار مذہب ہے اور اگر از خود قے کی تو اگر منہ بھر کر قے کی ہے تو اجماعاً روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس میں صرف قضاء ہے کفارہ نہیں ہے۔

روزہ میں کسی چیز کو بلا عذر چکھنا مکروہ ہے دنداسہ چبانا مکروہ ہے بوسہ لینا اور معانقہ کرنا مکروہ ہے مونچھوں پر تیل لگانا اور سرمہ لگانا مکروہ نہیں ہے مسواک کرنا مکروہ نہیں ہے خواہ شام کے وقت کی جائے۔

(درمختار علی هامش رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۲۔ ۱۰۷ ملتقطا مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹنے کا بیان

تحقیق یہ ہے کہ انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے قدیم فقہاء کے دور میں انسانی جسم کی اور اس کے تمام اعضاء کی

مکمل تحقیق نہیں ہوئی تھی اور ان کے نظریات محض مفروضات پر مبنی تھے انہوں نے انسان کے جسم کا مکمل مشاہدہ اور تجزیہ نہیں کیا تھا اور اب تحقیق اور تجربہ سے ان کے کئی نظریات غلط ثابت ہو گئے مثلاً ان کا مفروضہ تھا کہ دماغ اور معدہ کے درمیان ایک منفذ (راستہ) ہے اور دماغ سے معدہ میں یا معدہ سے دماغ میں کوئی چیز چلی جاتی ہے حالانکہ دماغ اور معدہ میں کوئی منفذ نہیں ہے نیز ان کا مفروضہ تھا کہ کان اور معدہ میں منفذ ہے حالانکہ کان اور معدہ میں کوئی منفذ نہیں ہے انہیں مفروضات کی بنا پر انہوں نے یہ کہا کہ جوف معدہ یا جوف دماغ میں کوئی غذا یا دوا چلی جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا لیکن یہ فقہاء اس غلطی میں معذور تھے کیونکہ اس زمانہ میں پوسٹ مارٹم کے ذریعہ جسم کے تمام رگ و ریشہ کا مکمل مطالعہ اور مشاہدہ نہیں کیا گیا تھا نیز ان کے زمانہ میں جسم کو غذا یا دوا کے ذریعہ منفعت پہنچانے کا ذریعہ صرف معدہ کا نظام ہضم تھا اس لیے انہوں نے کہا: دوا یا غذا معدہ میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ ٹوٹ جائے گا جب ہم منہ کے ذریعہ دوا کھاتے ہیں تو معدہ کے ہضم کرنے کے بعد وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور جب تک وہ دوا خون میں نہ مل جائے اس کا کوئی اثر مرتب نہیں ہوتا پہلے دوا سے استفادہ کا صرف یہی ایک طریقہ تھا لیکن اب میڈیکل سائنس نے ترقی کر لی ہے اور انجیکشن کے ذریعہ دوا کو براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے بعض اوقات کسی عارضہ کی وجہ سے معدہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور منہ سے دوا کھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا بعض دفعہ اس قدر الٹیاں آتی ہیں کہ جو دوا کھاؤ وہ فوراً الٹی کے ذریعہ نکل جاتی ہے پہلے اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں تھا لیکن اب جب معدہ کام نہ کرے یا کسی چیز کو قبول نہ کرے یا دوا کا اثر جلدی مطلوب ہو تو دوا کو انجیکشن کے ذریعہ براہ راست خون میں پہنچا دیا جاتا ہے۔ لہٰذا منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے جو فائدہ مطلوب ہوتا ہے وہ انجیکشن کے ذریعہ دوا خون میں پہنچانے سے بہ طریق اتم اور اکمل حاصل ہو جاتا ہے فرق یہ ہے کہ منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے معدہ کے عمل ہضم کے بعد دوا خون میں پہنچتی ہے اور انجیکشن کے ذریعہ اسی وقت براہ راست دوا خون میں پہنچ جاتی ہے اور اثر کرتی ہے اس لیے جس طرح منہ کے ذریعہ دوا کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہے اسی طرح دوا کا انجیکشن لگوانے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

بعض علماء یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ پھر مچھر یا بھڑ کے ڈنگ لگانے سے روزہ کیوں نہیں ٹوٹتا اس کا جواب یہ کہ روزہ ٹوٹنے کا مدار اس پر ہے کہ انسان اپنے قصد اور اختیار سے کوئی دوا یا غذا جسم میں پہنچائے اور مچھر یا بھڑ کے کاٹنے میں انسان کا قصد اور اختیار نہیں ہے۔ ثانیاً انکے ڈنک سے جو زہر جسم میں پہنچتا ہے وہ دوا یا غذا نہیں ہے نہ اس میں جسم کی منفعت ہے بلکہ اس سے جسم کو ضرر لاحق ہوتا ہے۔ دوا یا گلوکوز کا انجیکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس میں صرف قضا ہے کفارہ نہیں ہے کیونکہ قاعدہ یہ ہے کہ جو چیز صورۃ اور معنیً دونوں طرح مفطر ہو اس سے قضا اور کفارہ دونوں لازم آتے ہیں اور جو صرف صورۃ یا صرف معنیً مفطر ہو اس سے صرف قضا لازم ہے کفارہ لازم نہیں ہے اور دوا یا گلوکوز کا انجیکشن لگوانا صرف معنیً مفطر ہے صورۃ مفطر نہیں ہے۔ (تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

روزے کے آداب کا بیان

روزے میں صوفیاء کرام کے آداب میں یہ معمول رہا ہے۔

ظاہری اور باطنی حالت کو ضبط میں لایا جائے،
اعضاء و جوارح کو گناہ سے باز رکھا جائے،
جیسے نفس کو کھانے سے روکا جائے، اسی طرح نفس کے افطار کے لئے اہتمام نہ کیا جائے۔
میرے سننے میں یہ بات آئی ہے کہ عراق کے بعض مشائخ کرام اور ان کے مریدین کا یہ معمول تھا کہ وہ روزے رکھتے، اور افطار کے لئے انہیں نذر نیاز کی طرح اللہ کی طرف سے جو کچھ میسر آ جاتا، وہ اسی پر اکتفا کرتے ہوئے افطار کرتے۔ یہ بات خلاف ادب ہے کہ مرید مباح چیزیں چھوڑ کر حرام اور گناہ کی چیزوں سے افطار کرے۔

اہل یقین اور اہل فریب کے اعمال کا بیان

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے: ''داناؤں کا سونا اور روزہ افطار کرنا کتنا اچھا اور قابل تعریف ہے، — اس کے برعکس احمقوں کا رات بھر جاگنا اور روزے رکھنا بعض اوقات ان کے نقصان کا باعث ہوتا ہے کیونکہ اہل یقین اور پرہیزگاروں کا ایک ذرہ برابر عمل، اہل فریب کے اعمال کے پہاڑ سے کہیں زیادہ افضل ہے۔''

روزے کے آداب کا بیان

صوفیاء کرام کے ہاں روزے کے آداب اور اس کی فضیلت کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انسان عام دنوں میں کھائے جانے کی نسبت افطار میں کم کھائے، — افطار کے موقع پر یا کسی کھانے کے وقت اگر بہت سے کھانے اکٹھے کر لئے جائیں تو اس صورت میں روزے کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے، — جبکہ روزے کی غرض و غایت یہ ہے کہ:
نفس کو مغلوب کیا جائے،
نفس کو حد سے بڑھنے سے روکا جائے،
کھانا بقدر ضرورت کھایا جائے۔
اہل صفا کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ضرورت کے مطابق اور نفس کی طلب میں کمی لانے سے، نفس کو سب افعال و اقوال میں حسب ضرورت پر اکتفا کرنے کی عادت ڈالی جا سکتی ہے۔ — اور نفس کی یہ خصلت ہے کہ اگر اسے اللہ کے کاموں کے حوالے سے کسی ایک کام میں فقط حسب ضرورت کا پابند بنایا جائے تو وہ سبھی احوال میں اس معمول کی پابندی کرتا ہے — اسی اصول کے پیش نظر وہ کھانے میں ضرورت کی پابندی کرتے ہوئے سونے، بات چیت کرنے اور افعال میں بھی اسی ''حسب ضرورت'' کے اصول کی پابندی کرنے لگے گا۔
چنانچہ ''حسب ضرورت پر اکتفا'' کرنا اہل طریقت کے لئے خیر و برکت کا ایک بڑا وسیلہ اور ذریعہ ہے۔ جس کا لحاظ اور خیال کرنا بہت ضروری ہے۔ کیونکہ ضرورت کے علم کا فائدہ اور اس کی طلب صرف ان بندوں کے لئے مخصوص ہے جنہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنا مقرب بناتا ہے اور جن کی خود تربیت فرما اپنا برگزیدہ بندہ بناتا ہے۔

روزے کی حالت میں اپنی اہلیہ سے ہنسی دل لگی کرنا اور بدن سے بدن ملانا (ملامست) بھی منع ہے تاکہ روزہ زیادہ پاکیزہ رہے۔

روزے دار کے لئے سحری کھانا بھی سُنّت ہے۔ سحری کھانے میں خیر کے دو پہلو ہیں:
اس سے سُنّت کی پیروی ہوتی ہے۔
سحری کھانے سے روزے کو تقویت پہنچتی ہے۔
حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''سحری کھاؤ کیونکہ سحری میں برکت ہے۔''
اسی طرح افطار جلد کر لینا بھی سُنّت ہے، — اگر عشاء کے بعد کھانا کھانے کا ارادہ ہو، — اور کوئی شخص مغرب اور عشاء کے درمیان عبادت کرنا چاہتا ہو تو اسے پانی یا کشمش یا چھوہارے کے چند دانوں سے افطار کر لے، بشرطیکہ نفس کشمکش میں مبتلا ہو۔ تاکہ ان دونوں نمازوں کا درمیانی وقت بخوبی گزر جائے۔
اسی طرح احیائے وقت کی بڑی فضیلت ہے اور اس میں بڑی بھلائی ہے، — اور اگر ایسا معاملہ نہ ہو تو سُنّت کے مطابق فقط پانی سے افطار کر لے۔
شیخ العالم ضیاء الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے بالا سناد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان (حدیث قدسی) ارشاد فرمایا:
''میرا وہ بندہ محبوب ترین ہے جو افطار میں زیادہ جلدی کرے۔''
ایک اور مقام پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
''جب تک لوگ افطاری میں جلدی کرتے رہیں گے، تب تک ان میں بھلائی موجود رہے گی۔''
نماز مغرب سے پہلے افطار کرنا سُنّت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ آپ ایک گھونٹ پانی، یا دودھ، یا چند کھجوروں سے روزہ افطار فرمایا کرتے تھے۔ (عوارف المعارف، مطبوعہ لاہور)

باب وُجُوْبِ الصِّيَامِ

یہ باب روزوں کی فرضیت کے بیان میں ہے

2089 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّ اَعْرَابِيًّا جَاءَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَائِرَ الرَّاْسِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ مَاذَا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ الصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا .
قَالَ اَخْبِرْنِيْ بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الصِّيَامِ قَالَ صِيَامُ شَهْرِ رَمَضَانَ اِلَّا اَنْ تَطَوَّعَ شَيْئًا . قَالَ اَخْبِرْنِيْ

2089- تقدم في الصلاة، باب كم فرضت في اليوم والليلة (الحديث 457) .

بِمَا افْتَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنَ الزَّكَاةِ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشَرَائِعِ الْإِسْلَامِ . فَقَالَ وَالَّذِي أَكْرَمَكَ لَا أَتَطَوَّعُ شَيْئًا وَّلَا أَنْقُصُ مِمَّا فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيَّ شَيْئًا . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْلَحَ إِنْ صَدَقَ . أَوْ دَخَلَ الْجَنَّةَ إِنْ صَدَقَ .

☆☆ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس کے بال بکھرے ہوئے تھے' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں ہیں' البتہ تم کچھ نفلی نمازیں بھی ادا کرلیا کرو' اس نے عرض کی: آپ مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنے روزے فرض کیے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رمضان کے ایک مہینے کے روزے فرض ہیں' البتہ تم کچھ نفلی روزے بھی رکھ لیا کرو۔ اس شخص نے عرض کیا: آپ مجھے بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی زکوٰۃ فرض کی ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے شرعی تعلیمات سے آگاہ کیا' اس شخص نے عرض کی: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو عزت عطا کی ہے! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو چیز فرض قرار دی ہے میں اس میں کسی (نفلی چیز کا اضافہ) نہیں کروں گا اور اس میں کوئی کمی بھی نہیں کروں گا۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ ٹھیک کہہ رہا ہے' تو یہ کامیاب ہوگیا (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اگر یہ ٹھیک کہہ رہا ہے' تو یہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔

پچھلی امتوں میں روزہ کا حکم

روزے کی فرضیت کا حکم مسلمانوں کو ایک خاص مثال سے دیا گیا ہے حکم کے ساتھ یہ بھی ذکر فرمایا کہ یہ روزے کی فرضیت کچھ تمہارے ساتھ خاص نہیں پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض کئے گئے تھے اس سے روزے کی خاص اہمیت بھی معلوم ہوئی اور مسلمانوں کی دلجوئی کا بھی انتظام کیا گیا کہ روزہ اگرچہ مشقت کی چیز ہے مگر یہ مشقت تم سے پہلے بھی سب لوگ اٹھاتے آئے ہیں طبعی بات ہے کہ مشقت میں بہت سے لوگ مبتلا ہوں تو وہ ہلکی معلوم ہونے لگتی ہے۔ (روح المعانی)

حضرت سعید بن جبیر فرماتے ہیں کہ پہلے لوگوں پر رات کی تاریکی شروع ہونے سے دوسری رات تک کا روزہ فرض تھا اور ابتدائے اسلام میں بھی اسی طرح روزہ فرض تھا اس لیے دونوں مشابہ ہوئے اہل علم کے ایک گروہ نے کہا ہے کہ جس طرح ہم پر ماہ رمضان کے روزے فرض ہیں اسی طرح نصاریٰ پر بھی اس مہینے کے روزے فرض تھے تو اکثر ایسا ہوتا تھا کہ جب یہ روزے سخت گرمی میں واقع ہو جاتے تھے تو تشنگی کی شدت سے روزے ان پر بھاری ہوتے تھے اور جب موسم سرما میں آتے تھے تو بھوک کی وجہ سے شاق ہو جاتے تھے جب یہ حالت دیکھی تو سب علماء اور روسا جمع ہوئے اور آپس میں مشورہ کر کے روزوں کو موسم بہار میں قرار دیا اور اپنی اس کرتوت کی وجہ سے دس دن بطور کفارہ کے اور بڑھا دیئے۔ کل چالیس دن کے روزے اپنے اوپر مقرر کر لیے پھر اتفاقاً جوان میں بادشاہ تھا وہ بیمار ہو گیا اس نے یہ نذر کی کہ اگر مجھے شفا ہو گئی تو میں ایک ہفتہ کے روزے اور بڑھا دوں گا اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دی اس نے ایک ہفتہ کے روزے اور مقرر کر دیئے پھر اس کے بعد ایک اور بادشاہ ہوا اس نے پورے پچاس کر دیئے۔

اور مجاہد فرماتے ہیں کہ نصاریٰ میں ایک مرتبہ مری (وباء پھوٹ) پڑی۔ کثرت سے لوگ مرنے لگے انہوں نے آپس میں کہا کہ روزے بڑھادو۔ دس روزے اوّل بڑھائے پھر چند روز کے بعد دس اور بڑھادیئے۔

امام شعبی نے کہا ہے کہ اگر میں تمام سال کے سال روزے رکھوں تو جس دن میں شک کیا جاتا ہے کہ کوئی اس کو رمضان سے شمار کرے اور کوئی شعبان سے اس میں ضرور افطار کروں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب نصاریٰ پر رمضان کے روزے فرض ہوئے تو انہوں نے یہ کیا کہ ادھر تیس شعبان سے پہلے ایک روزہ رکھا اور اسی طرح تیس رمضان کے بعد روزہ رکھا اور اسی طرح ہر سال روزے بڑھاتے گئے حتیٰ کہ پچاس تک نوبت پہنچ گئی۔

علامہ بغوی نے اسی طرح کہا ہے کہ اور ابن جریر نے سدی سے بھی اس قصہ کو نقل کیا ہے۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ) یعنی روزہ رکھو تاکہ معاصی سے بچ جاؤ کیونکہ روزہ سے شہوت منکسر ہوتی ہے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ اے جوانوں کے گروہ جو تم میں سے نکاح کی استطاعت رکھتا ہو اس کو چاہیے کہ نکاح کرے کیونکہ نکاح نگاہ کو پست کردیتا ہے اور فرج کو حرام سے محفوظ بنادیتا ہے اور جس میں نکاح کا مقدور نہ ہو اس کو روزے رکھنے چاہئیں۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے یا یہ معنی ہیں کہ روزہ اسی لیے فرض کیا گیا ہے کہ روزے میں تم خلل ڈالنے سے بچو (یعنی جب تک فرض نہ تھا تو اس میں یہ خلل ہوتا تھا کہ کبھی رکھا کبھی چھوڑ دیا اب چونکہ فرض کردیا گیا اس سے محفوظ رہو گے۔

احکام اسلام میں کمی یا زیادتی نہ کرنے کا بیان

2090 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيْرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نُهِيْنَا فِي الْقُرْآنِ اَنْ نَسْاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ شَيْءٍ فَكَانَ يُعْجِبُنَا اَنْ يَجِيْءَ الرَّجُلُ الْعَاقِلُ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَيَسْاَلَهُ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اَتَانَا رَسُوْلُكَ فَاَخْبَرَنَا اَنَّكَ تَزْعُمُ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اَرْسَلَكَ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ السَّمَاءَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَمَنْ خَلَقَ الْاَرْضَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَمَنْ نَصَبَ فِيْهَا الْجِبَالَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَمَنْ جَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ قَالَ اللّٰهُ ۔ قَالَ فَبِالَّذِيْ خَلَقَ السَّمَاءَ وَالْاَرْضَ وَنَصَبَ فِيْهَا الْجِبَالَ وَجَعَلَ فِيْهَا الْمَنَافِعَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا زَكَاةَ اَمْوَالِنَا قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا صَوْمَ شَهْرِ رَمَضَانَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ ۔ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ وَزَعَمَ رَسُوْلُكَ اَنَّ عَلَيْنَا الْحَجَّ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ۔ قَالَ صَدَقَ ۔ قَالَ فَبِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اللّٰهُ اَمَرَكَ بِهٰذَا قَالَ نَعَمْ ۔ قَالَ فَوَالَّذِيْ

209- اخرجه البخاري في العلم، باب ما جاء في العلم (الحديث 63م) تعليقا ۔ واخرجه مسلم في الايمان، باب السوال عن اركان الاسلام (10 و 11) واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء اذا اديت الزكاة فقد قضيت ما عليك (الحديث 619) ۔ تحفة الاشراف (404) ۔

بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اَزِيْدَنَّ عَلَيْهِنَّ شَيْئًا وَّلَا اَنْقُصُ . فَلَمَّا وَلَّى قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَئِنْ صَدَقَ لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہمیں قرآن میں نبی اکرم ﷺ سے سوالات کرنے سے منع کر دیا گیا تو ہمیں یہ بات پسند ہوتی تھی کہ کوئی عقل مند دیہاتی شخص آئے اور نبی اکرم ﷺ سے سوال کرے' ایک مرتبہ ایک دیہاتی شخص آیا اور بولا: اے حضرت محمد! آپ کا پیغام رساں ہمارے پاس آیا اور اس نے ہمیں بتایا: آپ ﷺ نے یہ فرمایا ہے' اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔ دیہاتی نے دریافت کیا: آسمان کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے دریافت کیا: زمین کو کس نے پیدا کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے دریافت کیا: پھر زمین میں پہاڑ کس نے بنائے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے' اس نے دریافت کیا: زمین میں نفع دینے والی چیزیں کس نے بنائی ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے۔ اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا ہے! زمین میں پہاڑ نصب کیے ہیں' اس میں نفع دینے والی چیزیں پیدا کی ہیں' کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ کہا ہے' ہم پر روزانہ پانچ نمازیں پڑھنا لازم ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے؟ تو اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے' ہم پر اپنے مال کی زکوٰۃ دینا لازم ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے' اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے' ہم پر ہر سال میں رمضان کے مہینے کے روزے رکھنا لازم ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے' اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اس دیہاتی نے کہا: آپ کے پیغام رساں نے یہ بھی کہا ہے' جو شخص وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اس پر حج کرنا لازم ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے' اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو مبعوث کیا ہے! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات کا حکم دیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تو اس دیہاتی نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے! میں ان میں کسی بھی چیز کا اضافہ نہیں کروں اور کوئی کمی نہیں کروں گا۔

(راوی کہتے ہیں:) جب وہ شخص چلا گیا تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر اس نے ٹھیک کہا ہے' تو یہ شخص جنت میں ضرور داخل ہوگا۔

2091 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ عَنِ اللَّيْثِ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ فِي الْمَسْجِدِ جَاءَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ فَقَالَ لَهُمْ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ

- وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَّكِءٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ - قُلْنَا لَهُ هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِءُ فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ . فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّي سَائِلُكَ يَا مُحَمَّدُ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْاَلَةِ فَلَا تَجِدَنَّ فِي نَفْسِكَ . قَالَ سَلْ مَا بَدَا لَكَ . فَقَالَ الرَّجُلُ نَشَدْتُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اَللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّيَ الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ . قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اَللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ نَعَمْ . فَقَالَ الرَّجُلُ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِي مِنْ قَوْمِيْ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُو بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ . خَالَفَهُ يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ایک شخص اونٹ پر سوار ہوکر آیا اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھایا' پھر اسے باندھ دیا' اس نے لوگوں سے دریافت کیا: تم میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے درمیان ٹیک لگا کے بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اس سے کہا: سفید رنگ کے مالک ٹیک لگا کر یہ جو صاحب بیٹھے ہیں (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔

اس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: اے عبدالمطلب کے صاحبزادے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں متوجہ ہوں' اس شخص نے عرض کی: اے حضرت محمد! میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا' میرے لہجے میں کچھ سختی ہو سکتی ہے' لیکن آپ اس سے ناراض نہ ہوئیے گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو مناسب لگتا ہے وہ پوچھو' اس شخص نے عرض کی: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے نام کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے یہ صدقہ وصول کریں اور اسے ہمارے غریب لوگوں میں تقسیم کر دیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس شخص نے عرض کی: آپ جو احکام لے کر آئے ہیں' میں ان پر ایمان لاتا ہوں اور میں اپنی قوم کا پیغام رساں ہوں' میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے' میرا تعلق بنو سعد بن بکر کے خاندان سے ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یعقوب بن ابراہیم نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

2091-اخرجه البخاري في العلم، باب ما جاء في العلم (الحديث 63) و سياتي (الحديث 2092) . واخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في فرض الصلوات الخمس و المحافظة عليها (الحديث 1402) . والحديث عند: ابي داؤد في الصلاة، باب ما جاء في المشرك يدخل المسجد (الحديث 486) . تحفة الاشراف (907) .

2092 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ مِنْ كِتَابِهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ وَغَيْرُهُ مِنْ اِخْوَانِنَا عَنْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ شَرِيْكِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ نَمِرٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جُلُوْسٌ فِي الْمَسْجِدِ دَخَلَ رَجُلٌ عَلٰى جَمَلٍ فَاَنَاخَهُ فِي الْمَسْجِدِ ثُمَّ عَقَلَهُ ثُمَّ قَالَ اَيُّكُمْ مُحَمَّدٌ - وَهُوَ مُتَّكِئٌ بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ - فَقُلْنَا لَهُ هٰذَا الرَّجُلُ الْاَبْيَضُ الْمُتَّكِئُ. فَقَالَ لَهُ الرَّجُلُ يَا ابْنَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ. فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَجَبْتُكَ. قَالَ الرَّجُلُ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ سَائِلُكَ فَمُشَدِّدٌ عَلَيْكَ فِي الْمَسْاَلَةِ. قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ. قَالَ اَنْشُدُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ اِلَى النَّاسِ كُلِّهِمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ السَّنَةِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ. قَالَ فَاَنْشُدُكَ اللّٰهَ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ مِنْ اَغْنِيَائِنَا فَتَقْسِمَهَا عَلٰى فُقَرَائِنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ. فَقَالَ الرَّجُلُ اِنِّيْ اٰمَنْتُ بِمَا جِئْتَ بِهِ وَاَنَا رَسُوْلُ مَنْ وَّرَائِيْ مِنْ قَوْمِيْ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ اَخُوْ بَنِيْ سَعْدِ بْنِ بَكْرٍ. خَالَفَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ.

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کر آیا تو اس نے اپنا اونٹ مسجد میں بٹھا دیا پھر اسے باندھ دیا پھر وہ بولا: آپ لوگوں میں سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت ہمارے درمیان ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے ہم نے اسے جواب دیا: یہ سفید رنگت کے مالک صاحب جو ٹیک لگا کر بیٹھے ہیں (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں)۔ اس شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے کہا: اے عبدالمطلب کے صاحبزادے! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: میں تمہاری طرف متوجہ ہوں وہ شخص بولا: حضرت محمد! میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور شاید میرے لہجے میں کچھ سختی ہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا جو جی چاہتا ہے تم پوچھو وہ بولا: میں آپ کو آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے اس نے عرض کی: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم دیا ہے آپ سال کے اس ایک مہینے میں روزے رکھا کریں؟ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے۔ اس نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے صدقہ وصول کر کے اسے ہمارے غریب لوگوں میں تقسیم کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے تو وہ شخص بولا: آپ جو تعلیمات لے کر آئے ہیں میں ان پر ایمان لاتا ہوں میں اپنی قوم کا پیغام رساں ہوں میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے میرا تعلق بنو سعد بن بکر سے ہے۔

عبیداللہ بن عمر نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے۔

2092-تقدم (الحديث 2091) .

2093 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عُمَارَةَ حَمْزَةُ بْنُ الْحَارِثِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يَذْكُرُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَصْحَابِهٖ جَاءَ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ قَالَ اَيُّكُمُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ قَالُوْا هٰذَا الْاَمْغَرُ الْمُرْتَفِقُ - قَالَ حَمْزَةُ الْاَمْغَرُ الْاَبْيَضُ مُشْرَبٌ حُمْرَةً - فَقَالَ اِنِّىْ سَائِلُكَ فَمُشْتَدٌّ عَلَيْكَ فِى الْمَسْاَلَةِ قَالَ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ ـ قَالَ اَسْاَلُكَ بِرَبِّكَ وَرَبِّ مَنْ قَبْلَكَ وَرَبِّ مَنْ بَعْدَكَ اللّٰهُ اَرْسَلَكَ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تُصَلِّىَ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَاْخُذَ مِنْ اَمْوَالِ اَغْنِيَائِنَا فَتَرُدَّهٗ عَلٰى فُقَرَائِنَا قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ تَصُوْمَ هٰذَا الشَّهْرَ مِنَ اثْنَىْ عَشَرَ شَهْرًا قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاَنْشُدُكَ بِهِ اللّٰهُ اَمَرَكَ اَنْ يَحُجَّ هٰذَا الْبَيْتَ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا قَالَ اللّٰهُمَّ نَعَمْ ـ قَالَ فَاِنِّىْ اٰمَنْتُ وَصَدَّقْتُ وَاَنَا ضِمَامُ بْنُ ثَعْلَبَةَ ـ

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے' ایک دیہاتی شخص وہاں آیا اور بولا: آپ میں سے عبدالمطلب کے صاحبزادے کون ہیں؟ لوگوں نے جواب دیا: یہ سرخی آمیز سفید رنگت کے مالک صاحب جو کہنی کے بل ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

حمزہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے' روایت میں استعمال ہونے والے لفظ ''امغر'' سے مراد ایسی سفید رنگت ہے' جس میں سرخی ملی ہوئی ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) اس شخص نے کہا کہ میں آپ سے کچھ سوالات کروں گا اور سوالات کرتے ہوئے میرا لہجہ تیز ہو سکتا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہیں جو مناسب لگتا ہے تم پوچھو' اس نے کہا: میں آپ کے پروردگار اور آپ سے پہلے لوگوں کے پروردگار اور آپ کے بعد آنے والوں کے پروردگار کے واسطے سے آپ سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! ایسا ہی ہے' اس نے کہا: میں آپ کو اسی کا واسطہ دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو حکم یہ دیا ہے' آپ روزانہ پانچ نمازیں پڑھا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! تو اس نے دریافت کیا: میں آپ کو اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ ہمارے خوشحال لوگوں سے کچھ مال وصول کر کے اسے ہمارے غریب لوگوں کو دیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس نے کہا: میں آپ کو اسی ذات کی قسم دے کر یہ پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' آپ بارہ مہینوں میں سے اس ایک مہینے میں روزے رکھا کریں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! اس نے کہا: میں آپ کو اسی کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے' جو شخص وہاں تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو' وہ حج کرے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم! جی ہاں! تو وہ شخص بولا: میں ایمان لاتا ہوں اور میں تصدیق کرتا ہوں' میرا

2093-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (12993) ـ

نام تمام بن ثعلبہ ہے۔

روزہ کی فرضیت

(۱) امام بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرنا، زکوۃ ادا کرنا۔ رمضان کے روزے رکھنا اور حج کرنا۔

نماز وروزے کے حکم میں تبدیلی

(۲) امام احمد، ابوداؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے سنن میں معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نماز تین احوال میں پھیری گئی اور روزہ تین احوال میں پھیرا گیا۔ نماز کے تین احوال یہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لئے تو آپ نے سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر نازل فرمایا۔ لفظ آیت قد نری تقلب وجھك فی السماء فلنولینك قبلة ترضھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا رخ مکہ کی طرف کرلیا یہ تبدیلی تھی۔ حضرت معاذ نے (پھر) فرمایا نماز کے لئے پہلے لوگ جمع ہوتے تھے اور ایک دوسرے کو نماز کی اطلاع کرتے تھے یہاں تک کہ وہ اس طریقے کو اچھا نہ سمجھنے لگے پھر انصار میں سے ایک آدمی جس کو عبد اللہ بن زید کہا جاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر کہنے لگا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے اس بارے میں جو نیند کرنے والا دیکھ رہا ہے اور اگر میں کہوں کہ میں نیند میں نہیں تھا تو بھی میں سچا ہوں گا۔ میں نیند اور جاگنے کی درمیانی حالت میں تھا جب میں نے ایک شخص کو دیکھا جو دو سبز کپڑے پہنے ہوئے تھا اس نے قبلہ رخ ہو کر یوں کہا لفظ آیت اللہ اکبر اللہ اکبر اشھد ان لا الہ الا اللہ دو مرتبہ یہاں تک کہ اذان سے فارغ ہو گیا پھر وہ تھوڑی دیر ٹھہرا رہا پھر اس نے اسی طرح کہا اور اس میں قد قامت الصلوۃ کو زیادہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو یہ (کلمات) سکھا دو تا کہ وہ ان الفاظ کے ساتھ اذان دیں حضرت بلال پہلے شخص تھے جنہوں نے ان کلمات کے ساتھ اذان دی راوی کہتے ہیں کہ (اتنے میں) حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی تشریف لے آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس بھی اس قسم کا آدمی آیا تھا لیکن یہ مجھ سے (آپ کے پاس پہلے آئے ہیں) سبقت لے گیا یہ دوسری تبدیلی ہے۔

پہلے صحابہ اکرام نماز کی طرف آتے تھے (اور) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کچھ نماز پہلے پڑھ چکے ہوتے تھے ایک آدمی (دوسرے نماز پڑھنے والے) کے پاس جاتا اور (نماز کی حالت میں اس سے پوچھ لیتا تھا) کتنی رکعتیں پڑھی جا چکی ہیں۔ وہ کہتا تھا کہ ایک یا دو رکعتیں (پڑھ لی ہیں) پھر وہ ان دونوں رکعتوں کو پہلے پڑھ لیتا پھر جماعت میں شریک ہوتا۔ حضرت معاذ تشریف لائے اور فرمایا میں آپ کو ہمیشہ اس حال میں نہیں پایا مگر اس حالت میں آپ کے پاس شریک ہو جاتا تھا (کہ میری ایک دو رکعت رہ جاتی تھی) پھر میں بعد میں قضا کر لیتا تھا (اس رکعت کو) جو مجھ سے رہ جاتی تھی۔ (ایک دفعہ) میں آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آگے جا چکے تھے ایک دو رکعت پڑھ چکے تھے تو میں آپ کے ساتھ (نماز میں) کھڑا ہو گیا جب رسول اللہ صلی اللہ

وسلم نے نماز کو پورا فرمایا تو میں نے کھڑے ہو کر بقیہ نماز کو پورا کرلیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ سے) فرمایا تمہارے لئے معاذ رضی اللہ عنہ نے سنت قائم کردی ہے۔ تم بھی اسی طرح کیا کرو یہ تیسری تبدیلی ہوئی۔

اور روزے کے احوال یہ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ ہر مہینہ کے تین دن کے روزے اور عاشوراء کا روزہ رکھتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے روزے آپ پر فرض فرما دیئے اور اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت۔

یایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ۔الی قولہ ۔ وعلی الذین یطیقونہ فی فدیۃ طعام مسکین ۔

پس جو شخص چاہے روزے رکھے اور جو شخص چاہے مسکین کا کھانا کھلائے یہ اس کا قائم مقام ہوگا پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت نازل فرمائی لفظ آیت **شھر رمضان الذی انزل فیہ القران ھدی للناس الی قولہ فمن شھد منکم الشہر فلیصمہ** (اس طرح) اللہ تعالیٰ نے مقیم اور تندرست پر روزہ فرض فرما دیا اور مریض اور مسافر کے لئے رخصت عطا فرما دی اور بوڑھے آدمی کے لئے کھانا کھلانے کو ثابت فرما دیا جو روزوں کی طاقت نہیں رکھتا تو یہ دو حالتیں ہوئیں۔

اور فرمایا لوگ کھاتے پیتے رہتے تھے اور اپنی عورتوں کے پاس آتے تھے جب تک کہ سوتے نہ تھے جب سو جاتے تھے (پھر کھانے پینے اور عورتوں کے پاس آنے سے) منع کر دیئے جاتے تھے انصار میں سے ایک آدمی جس کو صرمہ کہا جاتا تھا روزہ کی حالت میں شام تک کام کرتا تھا (شام کے وقت) وہ اپنی بیوی کے پاس آیا، عشا کی نماز پڑھی اور سو گیا صبح تک اس نے نہ کھایا نہ پیا صبح کو پھر روزہ رکھ لیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سخت تکلیف میں دیکھا اور فرمایا میں تجھ کو انتہائی تکلیف اور مشقت میں دیکھ رہا ہوں؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں کل سارا دن کام کرتا رہا (روزے کی حالت میں) تو میں پیٹ گیا اور میں سو گیا پھر میں نے (بغیر کھائے پیئے) صبح کا روزہ رکھ لیا (کیونکہ سو جانے کے بعد کھانا پینا جائز نہیں تھا (پھر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (کچھ دیر) نیند کرنے کے بعد اپنی بیوی سے ہم بستری کی (کیونکہ نیند کرنے کے بعد عورتوں سے ملنا جائز نہ تھا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر اپنا واقعہ بیان فرمایا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی **احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی قولہ ثم اتموا الصیام الی الیل۔**

(۳) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کما کتب علی الذین من قبلکم** یعنی اس سے اہل کتاب مراد ہیں۔

(۴) ابن جریر نے شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ نصاریٰ پر رمضان کا مہینہ فرض کیا گیا جیسے ہم پر فرض کیا گیا ان کے روزے موسم گرما میں آتے تو وہ انہیں دوسرے موسم کی طرف پھیر دیتے تھے (کفارے کے طور پر) ان میں اضافہ کر دیتے تھے یہاں تک کہ پچاس دن ہو گئے پس اس آیت کا یہی مطلب ہے لفظ آیت **کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ۔**

(۵) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد نصاریٰ ہیں جو ہم سے پہلے تھے ان پر رمضان (کے روزے) فرض کئے گئے اور ان پر (یہ بھی) فرض کیا گیا کہ نیند کے بعد نہ کھاؤ اور پیو اور نہ رمضان کے مہینہ میں نکاح کرو رمضان کے روزے نصاریٰ پر بھاری پڑ گئے۔ وہ اکٹھے ہوئے اور روزوں کو موسم گرمی اور سردی کے درمیان کر دیا اور کہنے لگے کہ ہم بیس دن زیادہ کر دیں گے یہ ہمارے اس تبدیلی کا کفارہ ہوگا جو ہم نے (اللہ کے حکم کے خلاف) کیا (اور بعد میں) مسلمان بھی وہی کرتے رہے (یعنی نیند کے بعد کھانا پینا چھوڑ دیتے تھے) یہاں تک کہ ابو قیس بن صرمہ اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ پیش آیا (جو پہلی روایت میں گذر چکا ہے) تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے کھانا پینا اور جماع کو طلوع فجر سے پہلے تک حلال فرمادیا۔

(۶) ابن حنظلہ نے اپنی تاریخ میں النحاس نے تاریخ میں اور طبرانی نے معقل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نصاریٰ پر رمضان کے روزے (فرض) تھے۔ ان کا بادشاہ بیمار ہوا تو انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا دے دی تو ہم دس (روزے) زیادہ کردیں گے پھر دوسرا بادشاہ ہوا اس نے گوشت کھایا تو وہ منہ کے درد میں مبتلا ہو گیا کہنے لگے اگر اللہ تعالیٰ نے اس کو شفا عطا فرمادی تو ہم سات (روزے) اور زیادہ کردیں گے پھر ان کا ایک اور بادشاہ تھا تو کہنے لگے ہم بقیہ تین روزوں کو نہیں چھوڑیں گے ہم دس روزے پورے کریں گے اور ہم اپنے روزوں کو موسم ربیع میں کردیں گے انہوں نے ایسا ہی کیا اور اس طرح ان کے پچاس روزے ہوگئے۔

(۷) ابن جریر نے ربیع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم سے مراد ہے کہ ان پر روزے فرض کئے گئے ایک عشاء سے دوسری عشاء تک۔

(۸) ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علی الذین من قبلکم سے مراد اہل کتاب۔

(۹) ابن جریر نے سدی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت لعلکم تتقون تاکہ تم پہلے لوگوں کی طرح کھانے پینے اور عورتوں سے بچتے رہو۔

(۱۰) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے عطا رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ایاما معدودات سے مراد ہے کہ ہر مہینے کے تین دن روزے تھے اور پورے مہینہ کو ایاما معدودات کا نام نہیں دیا گیا۔ (اور) فرمایا کہ اس سے پہلے لوگوں کے یہی تین روزے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر رمضان کے مہینے کو فرض فرمادیا۔

(۱۱) سعید بن منصور نے ابو جعفر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رمضان کے مہینے نے سب روزے منسوخ کردیئے۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے مقاتل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ایاما معدودات سے مراد رمضان کے تیس دن کے روزے ہیں۔

(۱۳) ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کتب علیکم الصیام سے مراد ہے کہ ہر ماہ تین دن کے روزے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزوں کے بارے میں (حکم) نازل فرما کر ان کو

منسوخ فرمادیا سو یہ پہلا روزہ عشاء سے شروع ہوتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک مسکین کو کھانا کھلانے کا فدیہ بھی رکھا تھا پس جو مسافر چاہتا ایک مسکین کو کھانا کھلا کر روزہ افطار کر لیتا اور جوان کے لئے رخصت تھی پھر اللہ تعالیٰ نے لفظ آیت **فعدة من ایام اخر** کا حکم نازل فرمایا اور اس دوسرے حکم میں مسکین کے کھانے کے دفیہ کا ذکر نہیں فرمایا تو فدیہ منسوخ ہوگیا اور دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا ثابت ہوگیا (اور) فرمایا لفظ آیت **یرید اللہ بکم الیسر ولا یریدبکم العسر** اور افطار کرنا ہے سفر اجازت ہے اور پھر اس کی قضا دوسرے دنوں میں کرتے۔

(۱۴) عبد بن حمید نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم** سے مراد وہ رمضان کے روزے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا ان لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے اور پہلے وہ لوگ ہر ماہ تین دن کے روزے رکھتے تھے اور دو رکعت صبح کو اور دو رکعت شام کو پڑھتے تھے یہاں تک کہ ان پر (اللہ تعالیٰ) نے رمضان کا مہینہ فرض کر دیا۔

(۱۵) ابن ابی حاتم نے ضحاک رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ پہلا روزہ وہ تھا جس کو نوح علیہ السلام نے اور ان کے بعد والوں نے رکھا یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے بھی اسی طرح روزہ رکھا۔

(۱۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان کے روزے اللہ نے تم سے پہلی امتوں پر بھی فرض فرمائے تھے۔

(۱۷) ابن ابی حاتم نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہر امت پر پورے رمضان کے روزے فرض کئے گئے تھے جو پہلے گزر چکی۔ جیسا کہ ہم پر پورے ماہ کے روزے فرض ہیں۔

(۱۸) عبد بن حمید نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نصاریٰ پر اس طرح روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم پر فرض کئے گئے اور اس کی تصدیق اللہ کی کتاب میں ہے یعنی لفظ آیت **کتب علیکم** پھر فرمایا کہ نصاریٰ کا معاملہ یہ ہوا کہ ایک دن انہوں نے پہلے روزہ رکھا کہنے لگے ہم نہیں چوکیں گے پھر انہوں نے ایک دن بڑھایا اور ایک دن پیچھے کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم نہیں چوکیں گے پھر ان کا آخری معاملہ یہ ہوگیا انہوں نے کہا کہ ہم دس (روزے) آگے کریں گے اور دس پیچھے کریں گے یہاں تک کہ ہم نہیں چوکیں گے پس وہ لوگ روزوں کا مہینہ ہی گم کر بیٹھے۔

(۱۹) ابن ابی حاتم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کتب علیکم الصیام** سے مراد ہے کہ ان پر (روزے) اس طرح فرض کئے گئے جب ان میں سے کوئی عشاء کی نماز پڑھ کر سو جاتا تھا تو اس پر کھانا اور پینا اور عورتوں کے پاس جانا حرام ہو جاتا تھا۔

(۲۰) عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **کتب علیکم الصیام** سے مراد ہے کہ پہلے لوگوں پر روزہ اس طرح فرض تھا کہ جب ان میں سے کوئی کچھ کھانے سے پہلے سو جاتا تھا تو پھر اس کے لئے آئندہ رات تک کھانا حلال نہیں ہوتا تھا اور روزہ کی رات عورتیں ان پر حرام تھیں اور یہ حکم ان پر ثابت رہا لیکن تم کو اس کی رخصت دی گئی ہے۔

(۲۱) امام بخاری اور مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ عاشوراء کا دن روزہ رکھا جاتا تھا جب رمضان کا حکم نازل ہوا تو پھر جو شخص چاہتا (عاشوراء کا روزہ) رکھتا اور جو چاہتا نہ رکھتا۔

(۲۲) امام سعید اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت یایها الذین امنوا کتب علیکم الصیام (الآیہ) یعنی اس سے اہل کتاب مراد ہیں اور اس کا حکم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی تھا کہ ایک شخص عشاء کی نماز یا سوے سے پہلے کھا پی سکتا تھا اور جمع کر سکتا تھا۔ جب وہ عشاء کی نماز پڑھ لیتا یا سو جاتا تو یہ تمام کام آنے والی رات تک منع ہو جاتے تو اس آیت احل لکم لیلۃ الصیام نے اس حکم کو منسوخ کر دیا۔

و أما قوله تعالیٰ: وعلی الذین یطیقونه فدیة:

(۲۳) عبد بن حمید نے ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خطبہ دیتے ہوئے اس آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة پڑھا اور فرمایا کہ یہ آیت منسوخ کر دی گئی۔

روزے کا فدیہ دینے کا حکم

(۲۴) ابن ابی حاتم، نحاس نے الناسخ میں اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ یہ آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة نازل ہوئی تو جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور مسکین کو کھانا کھلا دیتا پھر یہ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه نازل ہوئی تو پہلا حکم منسوخ ہو گیا مگر بہت بوڑھے کے لئے باقی رہ گیا کہ اگر وہ چاہے تو ہر دن کے روزہ کے بدلہ کسی مسکین کا کھانا کھلا دے اور روزہ نہ رکھے۔

(۲۵) ابو داؤد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة سے مراد ہے کہ ان میں سے جو چاہے (روزہ کے بدلہ میں) ایک مسکین کے کھانے کا فدیہ دے اور اپنے روزہ کو پورا کرے پھر فرمایا لفظ آیت فمن تطوع خیرا فهو خیرله، وان تصوموا خیرلکم اور فرمایا لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه۔

(۲۶) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابو داؤد، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ بہت بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت کے لئے اجازت تھی جبکہ وہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے ہوں اور ہر دن کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت فمن شهد منکم الشهر فلیصمه جو تم میں سے اس مہینہ کو پائے روزہ رکھے اور ایسے بوڑھے شخص کے لئے افطار کی رخصت کو باقی رکھا کہ اگر روزے کی طاقت نہ رکھیں تو افطار کر لیں اور مسکین کو کھانا کھلا دیں اور (اس طرح) حمل والی عورت اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت جب بچے کی ہلاکت کا خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور مسکین کو کھانا کھلا دیا کریں ہر دن کے بدلہ اور ان پر روزہ کی قضا بھی نہیں ہے۔

(۲۷) امام دارمی، بخاری، مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن جریر، ابن خزیمہ، ابو عوانہ، ابن ابی حاتم، نحاس، ابن حبان، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے اپنی سنن میں سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت وعلی الذین

یطیقونه فدیة (الآیہ) طعام مسکین نازل ہوئی تو ہم میں سے جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا اس کے بدلہ میں فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی جو اس کے بعد ہے اور اس آیت لفظ آیت **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** سے سابقہ آیت منسوخ ہوگئی۔

(۲۸) ابن حبان نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم رسول کے زمانہ میں مرضی سے روزے رکھتے تھے تو جو چاہتا روزہ رکھ لیتا اور جو چاہتا روزہ نہ رکھتا اور فدیہ دے دیتا یہاں تک کہ یہ آیت لفظ آیت **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** نازل ہوئی۔

(۲۹) امام بخاری نے ابو یعلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم میں سے کچھ ساتھیوں نے ہم کو خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جب رمضان کے بارے میں حکم نازل ہوا تو ان پر یہ حکم مشکل ہوا جو شخص ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا وہ رمضان کے روزے چھوڑ دیتا تھا لیکن جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا تھا اس کو روزہ چھوڑنا بھاری لگتا تھا اور ان کو رخصت دی گئی تھی پھر اس آیت لفظ آیت **وان تصوموا خير لكم** نے اس حکم کو منسوخ کر دیا اور روزے رکھنے کا حکم دیا گیا۔

ابتداء اسلام میں ہر ماہ تین روزے کا حکم تھا

(۳۰) ابن جریر نے ابو یعلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے ان کو ہر ماہ تین دن کے روزوں کا حکم دیا جو نفلی تھے فرض نہ تھے پھر رمضان کے روزوں کا حکم نازل ہوا اور لوگ روزہ رکھنے کے عادی نہ تھے (یہ حکم) ان پر بھاری ہوا اور جو شخص روزہ نہ رکھتا تھا مسکین کو کھانا کھلا دیتا تھا پھر یہ آیت لفظ آیت **فمن شهد منكم الشهر فليصمه، ومن كان مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر** نازل ہوئی تو مریض اور مسافر کے لئے رخصت ہوئی اور ہم کو روزہ کا حکم ہوا۔

(۳۱) عبد بن حمید، ابن المنذر نے عامر شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب یہ آیت لفظ آیت **وعلى الذين يطيقونه فدية** نازل ہوئی تو مالدار لوگ روزہ نہ رکھتے تھے اور (مساکین کو) کھانا کھلا دیتے تھے اور فقراء پر روزہ کر دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** تو سب لوگوں نے روزہ رکھا۔

(۳۲) امام وکیع اور عبد بن حمید نے ابو یعلی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے عطا بن ابی رباح رحمہ اللہ علیہ کے پاس رمضان کے مہینے میں آیا تو وہ کھا رہے تھے میں نے اس سے کہا کیا آپ کھا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا روزہ کے بارے میں جو حکم اول نازل ہوا کہ جو شخص چاہیے روزہ رکھے اور جو شخص چاہے روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے جب یہ آیت لفظ آیت **فمن تطوع خيرا فهو خير له** نازل ہوئی تو مسکینوں کو کھانا کھلانا مستحب تھا پھر جب یہ آیت لفظ آیت **فمن شهد منكم الشهر فليصمه** نازل ہوئی تو ہر مسلمان پر روزہ فرض ہوگیا مگر مریض یا مسافر یا میری طرح بہت بوڑھے آدمی پر فرض نہیں ہوا بے شک وہ افطار کرے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دے۔

(۳۳) امام وکیع، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، بخاری، ابن جریر، ابن المنذر اور بیہقی نے اپنی سنن میں

طعام مسکین پڑھتے تھے اور فرماتے تھے یہ منسوخ ہے اس
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت فدیة
آیت کو اس کے بعد والی آیت لفظ آیت فمن شھدمنکم الشھر فلیصمه نے منسوخ کر دیا۔
(۳۴) امام وکیع، سفیان، عبدالرزاق، الفریابی، بکاری، ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے مصاحف میں، طبرانی، دارقطنی، بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة پڑھتے تھے (تشدید کے ساتھ) مطلب یہ ہے کہ وہ مشقت اور تکلیف کے ساتھ روزہ رکھتے ہیں اور فرماتے تھے کہ (یہ آیت) منسوخ نہیں ہے۔ اس سے مراد بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت ہے (جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتے) وہ ہر دن کے لئے مسکین کو کھانا کھلائیں اور روزے قضا بھی نہ کریں۔
(۳۵) ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، دارقطنی، حاکم (ان دونوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه فدیة سے مراد ہے کہ وہ تکلیف کے ساتھ روزے رکھتے ہوں تو ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں لفظ آیت فمن تطوع خیرا یعنی اور جو ایک مسکین سے زائد دیں لفظ آیت فھو خیر له تو یہ اس کے لئے بہتر ہے لفظ آیت وان تصوموا اور تمہارے لئے روزہ رکھنا بہتر ہے فرماتے ہیں کہ آیت منسوخ نہیں ہے اور اس میں اس بوڑھے کے لئے رخصت دی گئی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا ہو یا اس مرض کے لئے جو جانتا ہو کہ اب اسے شفایاب ہونا مشکل ہے۔
(۳۶) ابن جریر، بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ وہ یطیقونه پڑھتی تھیں۔
(۳۷) ابن ابی داؤد نے المصاحف میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه پڑھتے تھے۔
(۳۸) امام وکیع، عبد بن حمید، ابن الانباری نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه پڑھتے تھے پھر فرمایا یہ آیت منسوخ نہیں ہے جو لوگ بڑی مشکل سے روزہ رکھ سکتے ہیں جیسے بہت بوڑھا شخص تو ان پر فدیہ ہے۔
(۳۹) ابن جریر، ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه (یعنی جو لوگ طاقت رکھتے ہیں) ان کو مشقت میں ڈالا گیا اور انکو مکلف بنایا گیا پڑھتے تھے اسکا معنی مشکل سے روزہ رکھنا۔
(۴۰) سعید بن منصور، ابوداؤد نے الناسخ میں اور ابن جریر نے عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه پڑھتے تھے اور فرمایا اگر وہ روزے کی طاقت نہیں رکھیں تو وہ روزہ نہ رکھیں۔
(۴۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلی الذین یطیقونه بہت بوڑھے آدمی کے لئے نازل ہوئی جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا اس کو اجازت دی گئی ہے کہ وہ اس کے بدلہ میں ہر دن مسکین کا کھانا کھلا دیا کرے۔
(۴۲) عبد بن حمید، ابوداؤد نے الناسخ میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلى الذين يطيقونه فدية منسوخ نہیں ہے اس سے مراد وہ بہت بوڑھا آدمی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن آدھا صاع گیہوں میں سے ایک فدا اس کے کھانے کے لئے اور ایک مد اس کے سالن کے لئے صدقہ کر دیں۔

(۴۳) ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ یہ آیت مولیٰ قیس بن ثابت رضی اللہ عنہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ یعنی لفظ آیت وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر دن کے لئے ایک مسکین کو کھانا کھلا دیں۔

(۴۴) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وعلى الذين يطيقونه فدية سے مراد ہے کہ جو شخص مشقت کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے اور اسی طرح حاملہ عورت، دودھ پلانے والی، بہت بوڑھا آدمی اور جو شخص ہمیشہ بیمار رہے (روزہ کے بدلہ میں صدقہ دیدے)۔

(۴۵) ابن جریر نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لفظ آیت وعلى الذين يطيقونه کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد بہت بوڑھا آدمی ہے جو روزہ کی طاقت نہیں رکھتا تو وہ اس کے بدلہ میں ہر دن مسکین کو کھانا کھلا دیا کرے۔

(۴۶) ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن المنذر، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت مالک بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ اپنی موت سے ایک سال پہلے کمزور ہو گئے (روزہ نہ رکھ سکے) تو انہوں نے ایک بڑے پیالہ میں ثرید بنالیا اور تیس مسکین کو بلا کر کھانا کھلا دیا۔

(۴۷) امام طبرانی نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انسان روزہ رکھنے سے ضعیف ہو جائے اپنی موت سے ایک سال پہلے تو وہ روزہ نہ رکھے اور ہر دن مسکین کو کھانا کھلائے۔

حاملہ اور مرضعہ کے لئے روزے کی رخصت کا بیان

(۴۸) عبد بن حمید، ابن جریر، دارقطنی (انہوں نے اسے صحیح بھی کہا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے اپنی ام ولد سے فرمایا جو حاملہ تھی یا مرضعہ بچے کو دودھ پلانے والی تھی کہ تو ان لوگوں کی طرح ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے تجھ پر مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور تجھ پر قضا نہیں ہے۔

(۴۹) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم، دارقطنی نے نافع رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی بیٹیوں میں ایک بیٹی کو حضرت ابن عمر کے پاس حمل کی حالت میں رمضان کے روزے کے بارے میں پوچھنے کے لئے بھیجا انہوں نے فرمایا نہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

(۵۰) عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حاملہ عورت اس ماہ روزہ نہ رکھے اور اسی طرح دودھ پلانے والی جو اپنے بچے پر خوف کرے تو وہ روزہ نہ رکھے اور دونوں ہر دن مسکین کو کھانا کھلاتی رہیں اور ان پر قضا بھی

نہیں ہے۔

(۵۱) عبد بن حمید نے عثمان بن اسود رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہے کہ میں نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے اس عورت کے بارے میں پوچھا جو حاملہ ہو اور اس پر روزہ رکھنا دشوار ہو انہوں نے فرمایا کہ اس کو حکم کر دو کہ روزہ رکھے اور ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلا دیا کر دجن صحت مند ہو جائے تو اسے چاہئے کہ قضا کر لے۔

(۵۲) عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ دودھ پلانے والی کو جب خوف ہو تو روزہ نہ رکھے اور مسکین کو کھانا کھلا دے اور حاملہ عورت کو جب اپنی جان پر خوف ہو تو وہ بھی روزہ نہ رکھے اور (بعد میں) قضا کر لے یہ عورت مریض کی طرح ہے۔

(۵۳) عبد الرزاق، عبد بن حمید نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ (حاملہ اور مرضعہ) دونوں روزہ نہ رکھیں اور (بعد میں) قضا کر لیں۔

(۵۴) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حاملہ اور مرضعہ جب دونوں کو خوف ہو تو روزہ نہ رکھیں اور (بعد میں) قضا کر لیں۔

(۵۵) عبد بن حمید نے ابراہیم رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جب رمضان میں انسان کو اپنی جان پر خوف ہو (کہ روزہ رکھوں گا تو مر جاؤں گا) تو اس کو چاہئے کہ روزہ نہ رکھے۔

وما قولہ تعالیٰ: طعام مسکین:

(۵۶) سعید بن منصور نے ابن سیرین رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے سورۃ بقرہ ممبر پر پڑھی جب آیت پر آئے تو پڑھا لفظ آیت **طعام مسکین** ۔

(۵۷) عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انہوں نے لفظ آیت **فدیة طعام مسکین** کے بارے میں کہ اس سے مراد ہے ایک مسکین۔

(۵۸) امام وکیع نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت **فدیة عام مسکین** سے اہل مکہ کا مد مراد ہے۔

(۵۹) عبد الرزاق، عبد بن حمید نے عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے اپنی والدہ کے بارے میں پوچھا جن کو پیاس تھی اور روزہ نہیں رکھ سکتی تھیں تو انہوں نے فرمایا کہ روزہ رکھے اور ہر دن (مسکین کو) گیہوں کا ایک مد کھلائیں میں نے کہا کون سا مد؟ فرمایا تیری زمین (یعنی تیرے علاقے) والا مد۔

(۶۰) دار قطنی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس کو بڑھاپا پہنچ جائے اور رمضان کا پہلا روزہ نہ رکھ سکے تو ہر روز ایک مد گندم کھلائے۔

(۶۱) عبد الرزاق، عبد بن حمید نے سفیان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صدقات اور کفارات کا اندازہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے ساتھ ہو گا۔

وما قولہ تعالیٰ: فمن تطوع خیرا فھو خیر ۔:

(۶۲) امام وکیع نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کہ مسکین کو ایک صاع کھانا کھلائے

(۶۳) عبد بن حمید نے عکرمہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کہ دو مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

(۶۴) عبد بن حمید نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت فمن تطوع خیرا سے مراد ہے کئی مساکین کو کھانا کھلادے

(۶۵) امام وکیع، عبد بن حمید نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ رمضان میں روزے نہ رکھتے تھے کیونکہ وہ بوڑھے ہو چکے تھے اور ہر دن چار مسکینوں کو کھانا کھاتے تھے۔

(۶۶) دار قطنی نے سنن میں مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے قیس بن سائب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رمضان کا مہینہ کا انسان فدیہ دے تو ہر دن کے لئے مسکین کو کھانا کھلائے۔ سو تم لوگ مری طرف سے ہر روز دو مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔

قولہ تعالیٰ: وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون :

(۶۷) ابن جریر نے ابن شہاب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وان تصوموا خیر لکم یعنی روزہ بہتر ہے تمہارے لئے فدیہ سے۔

(۶۸) امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابن آدم کے ہر عمل دس گنا سے سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے اللہ عزوجل نے فرمایا کہ خبردار روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا وہ میری وجہ سے اپنا کھانا، اپنا پینا اور اپنی خواہش کو چھوڑتا ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت اور ایک خوشی (قیامت کے دن) اپنے رب سے ملاقات کے وقت اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

(۶۹) ابن ابی شیبہ، مسلم، نسائی، بیہقی نے ابوہریرہ و ابوسعید رضی اللہ عنہ دونوں سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اور روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کے لئے خوشیاں ہیں ایک خوشی جب افطار کرے اور دوسری خوشی جب وہ اپنے رب سے ملاقات کرے گا اور وہ اس کو جزا دے گا خوش ہوگا اور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

روزہ ڈھال ہے

(۷۰) امام احمد اور بیہقی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے رب نے فرمایا روزہ ڈھال ہے بندہ اس کی ذریعہ آگ بچاؤ کرتا ہے اور وہ (روزہ) میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا

راوی نے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ آگ سے بچانے والی مضبوط ڈھال ہے۔

(۷۱) امام بیہقی نے ایوب بن حسان واسطی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ایک آدمی کو سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے سوال کرتے ہوئے سنا کہ اے ابو محمد (یہ ان کی کنیت تھی) ان احادیث میں ہے جن میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب سے روایت فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابن آدم کا ہر عمل اسی کے لئے ہے مگر روزہ کہ وہ میرے لئے اور میں اس کا بدلہ دوں گا (یہ حدیث کیسی ہے) ابن عیینہ نے فرمایا یہ حدیث عمدہ اور محکم احادیث میں سے ہے جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا حساب فرمائیں گے اور اس کے مظالم کی وجہ سے اس کے سارے اعمال دوسرے لوگوں کو دیئے جائیں گے یہاں تک کہ صرف روزہ اس کے لئے باقی رہ جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے باقی مظالم کو اٹھالیں گے اور اس کو روزہ کے بدلہ میں جنت میں داخل فرمادیں گے۔

(۷۲) امام مالک، ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ جل شانہ فرماتے ہیں ابن آدم کا ہر عمل اس کے اپنے لئے ہے سوائے روزہ کے کہ وہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ اور روزہ ڈھال ہے جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو فحش گوئی نہ کرے اور نہ شور مچائے اگر کوئی اس کو برا کہے یا گالی دے تو اس کو کہہ دے کہ میں روزہ سے ہوں اور قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی جب افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے۔ اور دوسری خوشی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔

(۷۳) ابن ابی شیبہ، احمد، بخاری، مسلم، نسائی، ابن خزیمہ، بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں اس میں سے ایک دروازہ جس کا نام ریان ہے قیامت کے دن اس میں روزہ دار داخل ہوں گے ان کے علاوہ کوئی بھی ان کے ساتھ داخل نہ ہوگا کہا جائے گا کہاں ہیں روزہ دار؟ تو وہ لوگ اس سے داخل ہوں گے جب ان میں آخری آدمی داخل ہو جائے گا تو دروازہ بند کردیا جائے گا پھر ان میں سے داخل نہ ہوگا۔

ابن خزیمہ رحمہ اللہ علیہ نے زیادہ کہا کہ جو آدمی اس میں سے داخل ہوگا وہ پیئے گا اور جو شخص پیئے گا وہ پیاسا نہ ہوگا۔

(۷۴) امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ میں کوئی ریا کاری نہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا میری وجہ سے اپنے کھانے اور پینے کو چھوڑتا ہے۔

(۷۵) ابن ابی شیبہ، بخاری، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے اس کے پہلے گناہ سب معاف کردیئے جائیں گے۔

(۷۶) امام نسائی اور بیہقی نے عمرو بن سعید رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ

انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا افطار کے وقت روزہ دار کی دعا قبول ہوتی ہے۔

(۷۷) امام بیہقی نے عبداللہ بن روفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روزہ دار کی نیند عبادت ہے اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے اس کا عمل دوگنا ہے۔ اس کی دعا قبول کی جاتی ہے اور اس کے گناہ معاف ہے۔

(۷۸) ابن عدی نے، ابوالحسن، محمد بن جمیع العسائی، ابوسعید بن الاعرابی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کوئی بندہ جب روزہ کی حالت میں صبح کرتا ہے تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اس کے اعضاء تسبیح کرتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے رہنے والے استغفار کرتے ہیں یہاں تک کہ سورج پردے میں چھپ جاتا ہے اگر وہ ایک رکعت یا دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو اس کے لئے آسمان نور سے روشن ہو جاتے ہیں اور حورعین میں سے اس کی بیویاں کہتی ہیں کہ اے اللہ اس کو ہماری طرف بھیج دے ہم اس کو دیکھنے کی مشتاق ہیں اور اگر وہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے یا تسبیح بیان کرتا ہے یا تکبیر کہتا ہے تو اس سے ستر ہزار فرشتے ملاقات کرتے ہیں اور اس کے اس ذکر کا ثواب سورج غروب ہونے تک لکھتے رہتے ہیں۔

روزے دار کے لئے جنت کی بشارت

(۷۹) بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جس شخص کو روزہ نے کھانے اور پینے سے روکے رکھا جس کی اس کو خواہش تھی تو اللہ تعالیٰ اس کی خواہش کے مطابق جنت کے پھل کھلاتے ہیں اور اس کو جنت میں سے پلائے گا۔

(۸۰) امام بیہقی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے دئے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اسرائیل میں سے ایک نبی کے پاس یہ وحی بھیجی کہ اپنی قوم کو یہ بتا دیجئے جب کوئی بندہ کسی دن اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے روزہ رکھے گا تو میں اس کے جسم کو صحت عطا کروں گا اور اس کے اجر کو بڑا کر دوں گا۔

(۸۱) ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ہم سمندری جنگ میں جارہے تھے کہ ایک آواز دینے والے نے آواز دی اے کشتی والوں اپنی خبر دو ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے کہا کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ ہوا ہمارے لئے اچھی ہے (یعنی سازگار ہے) لنگر ہمارے لئے اٹھائے گئے ہیں کشتی ہمارے لئے سمندر کی گہرائی میں چل رہی ہے؟ تو اس آواز دینے والے نے کہا کیا میں تم کو اس فیصلہ کے متعلق نہ بتاؤں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر لازم رکھا ہے؟ میں نے کہا کیوں نہیں ضرور بتاؤ۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ فیصلہ فرمالیا ہے کہ جو بندہ دنیا میں اللہ کی رضا کے لئے اپنے آپ کو ایک دن پیاسا رکھے گا (یعنی روزہ رکھے گا) تو اللہ تعالیٰ پر یہ حق ہے کہ اس کو قیامت کے دن سیراب فرمائیں گے۔

(۸۲) امام احمد، نسائی، ابن خزیمہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیں جو میں آپ سے حاصل کروں اور اللہ تعالیٰ اس سے مجھے نفع

(عمل) نہیں۔
عطا فرمادیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ کو لازم پکڑ لے کہ اس کی مثل کوئی
(۸۳) امام بیہقی نے عبد اللہ بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن روزے داروں کے لئے
دستر خوان رکھے جائیں گے وہ کھا رہے ہوں گے اور لوگ حساب دینے کی مشقت میں ہوں گے۔
(۸۴) بیہقی نے کعب احبار رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ ہر کاشتکار
کو اپنی کھیتی کا بدل دیا جاتا ہے اور زیادہ دیا جاتا ہے۔ لیکن اہل قرآن اور روزوں کو بغیر حساب کے اجر دیا جائے گا۔
(۸۵) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیک عمل
کرنے والوں کے لئے جنت کے دروازوں میں سے ایک مخصوص دروازہ ہوگا جس سے وہ بلائے جائیں گے اور روزہ والوں کے
لئے ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے۔
(۸۶) امام مالک نے مؤطا میں، ابن ابی شیبہ، بخاری، مسلم، نسائی اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ ڈھال ہے (آگ سے)
(۸۷) امام بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے یہ
روایت فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے رب نے فرمایا روزہ ڈھال ہے میرا بندہ اس کے ذریعہ آگ سے بچاؤ حاصل کرتا ہے۔
(۸۸) امام احمد اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا
روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچاؤ کا مضبوط قلعہ ہے۔
(۸۹) ابن ابی شیبہ، نسائی اور ابن ماجہ، ابن خزیمہ اور بیہقی نے عثمان بن ابی عاصم ثقفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی کے لئے ڈھال ہوتی ہے
لڑائی سے (بچاؤ کے لئے)۔
(۹۰) ابن ابی شیبہ، نسائی، ابن خزیمہ، اور بیہقی نے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ اس کو نہ پھاڑ دیا جائے۔
(۹۱) امام طبرانی نے الاوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ
ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑا نہ جائے پوچھا گیا یہ کس طرح پھٹتا ہے؟ آپ نے فرمایا جھوٹ اور غیبت سے۔
(۹۲) امام ترمذی اور بیہقی نے بنو سلیم کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا
اور فرمایا سبحان اللہ نصف میزان ہے اور الحمد للہ میزان کو بھر دیتا ہے اور اللہ اکبر زمین و آسمان کے درمیان کو بھر دیتا ہے اور وضو
(بھی) نصف ایمان ہے۔ اور روزہ آدھا صبر ہے۔
(۹۳) ابن ابی شیبہ، ابن ماجہ اور بیہقی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
روزہ آدھا صبر ہے اور ہر چیز کی زکوۃ ہے اور جسم کی زکوۃ روزہ ہے۔

(٩٤) ابن عدی اور بیہقی نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔

روزہ دار کے سامنے کھانا

(٩٥) ابن سعد، ابن ابی شیبہ، ترمذی (انہوں نے اس کو صحیح کہا ہے) نسائی، ابن ماجہ اور بیہقی نے ام عمارہ بنت کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میں نے آپ کو کھانا پیش کیا آپ نے فرمایا تم بھی کھاؤ میں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب روزہ دار کے پاس کھانا کھایا جاتا ہے تو اس کے لئے ہر فرشتے دعا کرتے ہیں یہاں تک کہ دوسرے لوگ کھانے سے فارغ ہو جاتے ہیں یا کھانا ختم کر دیتے ہیں۔

(٩٦) ابن ماجہ اور بیہقی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے جب آپ کا کھانا تناول فرما رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بلال کھانے میں حاضر ہو جاؤ انہوں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں یا رسول اللہ! اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم اپنا رزق کھا رہے ہیں اور بلال کا رزق جنت میں باقی ہے کیا تم جانتے ہو اے بلال! بلاشبہ روزہ دار کی ہڈیاں تسبیح پڑھتی ہیں اور فرشتے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جب تک اس کے پاس کھانا کھایا جائے۔

(٩٧) ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(٩٨) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو فرشتے اس کے لئے دعا کرتے ہیں۔

(٩٩) ابن ابی شیبہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ روزہ دار کے پاس جب کھایا جاتا ہے تو اس کے مناصل تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں۔

(١٠٠) ابو یعلی، طبرانی، بیہقی نے امام ابن ابی شیبہ نے یزید بن خلیل رحمہ اللہ علیہ سے اسی طرح روایت ہے سلمہ بن قیصر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے (صرف) ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے اتنی دور کر دے گا جتنی دور تک کو بچپن سے مرنے تک اڑنا شروع کرے۔ یہاں تک کہ بوڑھا ہو کر مر جائے۔

(١٠١) البزار اور بیہقی نے احمد اور بزار نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں قبول ہوتی ہیں روزہ دار کی دعا، مسافر کی دعا اور مظلوم کی دعا۔

(١٠٢) بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کی طرف تشریف لائے اور اس میں اپنے اصحاب کی ایک جماعت سے فرمایا جس کے پاس طاقت ہو اس کو چاہئے کہ نکاح کرے ورنہ اس پر روزہ لازم ہیں

کیونکہ وہ شہوت کو کم کر دیتا ہے اور ہڈیوں کو مضبوط کرتا ہے۔

(۱۰۳) ترمذی، ابن ماجہ نے سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت پر ایک دروازہ ہے جس کو ریان کہا جاتا ہے اس سے روزہ داروں کو بلایا جائے گا۔ جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اس سے داخل ہوگا اور جو شخص اس (دروازہ) سے داخل ہوگا اس کو کبھی پیاس نہ لگے گی۔

(۱۰۴) ابن ماجہ حاکم بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ افطار کے وقت روزہ دار کی دعا رد نہیں کی جاتی۔

(۱۰۵) البزار نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ داروں کے لئے ایک حوض ہوگا کہ غیر روزہ دار اس پر نہیں آئیں گے۔

(۱۰۶) ابن ابی الدنیا اور البزار نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو سمندر کی ایک لڑائی میں بھیجا اس درمیان کہ وہ اسی طرح بیٹھے ہوئے تھے اور اندھیری رات میں (کشتیوں کے) بادبان اٹھا دیئے گئے تھے ان کے اوپر سے غیب سے ایک آواز آئی کہ اے کشتی والوں ٹھہر جاؤ میں تم کو اپنے فیصلہ کی خبر دیتا ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے۔ ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اگر تو خبر دینے والا ہے تو ہم کو خبر دے اس نے کہا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات پر یہ فیصلہ لازم کر رکھا ہے کہ جو گرمی کے دن میں اپنے آپ کو اللہ کی رضا کے لئے پیاسا رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو پیاس کے دن (یعنی قیامت کے دن) پلائے گا۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو پانچ کلمات کا حکم

(۱۰۷) ابن سعد، ترمذی (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) نسائی۔ ابن ماجہ، ابن حبان، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے الدعوات میں الحرث الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اللہ تعالیٰ نے یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کو پانچ کلمات پہ عمل کرنے کا حکم فرمایا اور نبی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم فرمایا اور ہوسکتا ہے کہ وہ تھوڑی سی دیر تاخیر کریں عیسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ کلمات پر عمل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور بنی اسرائیل کو بھی عمل کرنے کا حکم فرمائیں یا تو آپ انہیں ان باتوں کا حکم دیں ورنہ میں ان کو حکم دیتا ہوں یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اگر آپ ان کلمات کے ساتھ مجھ سے سبقت لے گئے تو مجھے دھنسا دیا جائے یا عذاب دیا جائے (اگر میں نے ان کاموں کا حکم نہ کیا) (پھر) تمام لوگ بیت المقدس میں جمع ہوئے اور وہ ہجوم سے بھر گیا اور آپ ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گئے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو پانچ کلمات کا حکم فرمایا ہے کہ میں ان پر عمل کروں اور تم کو بھی ان پر عمل کرنے کا حکم کروں، ان میں سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ کرو مثال اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرتا ہے اس آدمی کی مثال ہے جس نے خالص سونے اور چاندی سے ایک غلام خریدا اور اس سے کہا یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا کام ہے سو تو کام کر اور اس کا صلہ مجھے پہنچا وہ کام کرتا ہے مگر اس کا صلہ اپنے مالک کے علاوہ دوسرے کو پہنچاتا ہے کون تم میں

سے اس بات کو پسند کرتا ہے اس کا غلام اس طرح کا ہو اور اللہ تعالیٰ نے تم کو نماز کا حکم دیا ہے جب تم نماز پڑھو تو ادھر ادھر توجہ نہ کرو بلاشبہ اللہ تعالیٰ بندہ کے سامنے ہوتا ہے جب تک بندہ اپنی نماز میں ادھر ادھر متوجہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ نے تم کو روزہ کا حکم فرمایا اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو جماعت کے ساتھ ہے اور اس کے پاس ایک تھیلی ہو جس میں مشک ہو اور جماعت کا ہر آدمی اس کی خوشبو کو پسند کرتا ہو اور بلاشبہ روزہ دار کی بو اللہ کے نزدیک اس مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے تم کو صدقہ کا حکم فرمایا ہے اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کو دشمن قید کر لے اور اس کے ہاتھ کو اس کی گردن کے ساتھ باندھ دیئے ہوں اور وہ سب لوگ اس کی گردن مارنے کے لئے آگے بڑھیں تو وہ کہے کہ میں اپنی جان کا قلیل وکثیر کے ساتھ فدیہ دیتا ہوں۔ تو (اس طرح) اس نے اس کو اپنی جان کا فدیہ دے دیا (اور اپنی جان کو چھڑا لیا) اور اللہ تعالیٰ تم کو حکم فرماتے ہیں کہ تم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرو اس کی مثال اس شخص کی طرح ہے کہ اس کا دشمن (اس کو مارنے کے لئے اس کے نشانات قدم پر تیزی سے نکلا یہاں تک کہ ایک مضبوط قلعہ کی طرف آ گیا اور اپنی جان کو دشمن سے بچا لیا اسی طرح بندہ اپنی جان کو شیطان سے نہیں بچا سکتا مگر اللہ کے ذکر سے۔

(۱۰۸) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد کرو غنیمت (کامال) پاؤ گے روزے رکھو صحت مند ہو جاؤ گے۔ اور سفر کرو مالدار ہو جاؤ گے۔

(۱۰۹) امام احمد، ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع اور حاکم نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن دونوں قیامت کے دن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور شہوت کے پورا کرنے سے روکے رکھا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمایئے قرآن کہے گا میں نے اس کو رات کو سونے سے روکے رکھا اس لئے میری سفارش اس کے متعلق فرمایئے پھر فرمایا کہ دونوں کی سفارش قبول کی جائے گی۔

(۱۱۰) ابو یعلی اور طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر ایک آدمی کسی دن نفلی روزہ رکھے پھر اس کو زمین بھر سونا دے دیا جائے تو حساب کے دن سے پہلے اس کا ثواب مکمل نہ ہوگا۔

(۱۱۱) امام طبرانی نے الاوسط میں اور الصغیر میں ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان (اتنی بڑی) خندق بنا دیں گے جتنا آسمان وزمین کے درمیان (فاصلہ) ہے۔

(۱۱۳) طبرانی نے عمرو بن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھے گا جہنم اس سے ایک سو سال کی مسافت تک دور کر دی جائے گی۔

(۱۱۴) ترمذی، نسائی، ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستہ میں ایک دن کا روزہ رکھا تو اللہ تعالیٰ اس کو اس دن (کے روزہ) کی وجہ سے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال دور

فرمادیں گے۔

(۱۱۵) ترمذی نے ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان (اتنی بڑی) خندق بنا دیں گے جتنا زمین و آسمان کے درمیان (فاصلہ) ہے۔

(۱۱۶) امام احمد، ترمذی (انہوں نے اسے حسن کہا ہے) ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابن حبان نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمیوں کی دعا رد نہیں کی جاتی روزہ دار کی یہاں تک کہ وہ افطار کرے، عادل بادشاہ کی، مظلوم کی دعا، اللہ تعالیٰ بادل کو اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور رب تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میری عزت کی قسم میں تیری ضرور مدد کروں گا اگرچہ عرصہ کے بعد ہو۔

(۱۱۷) ابن ابی الدنیا نے کتاب الجوع میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ داروں کے منہ سے مشک کی خوشبو پھوٹتی ہوگی اور قیامت کے دن عرش کے نیچے ان کے لئے دسترخوان بچھایا جائے گا وہ اس میں سے کھائیں گے اور لوگ (قیامت کے دن کی) سختی میں ہوں گے۔

(۱۱۸) الطبرانی نے الاوسط میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ایک ایسا دسترخوان لگائیں گے کہ کسی آنکھ نے ایسا نہیں دیکھا، کسی کان نے ایسا نہیں سنا کسی آدمی کے دل میں اس کا خیال بھی نہیں آیا (اور) اس (دسترخوان) پر صرف روزہ دار بیٹھیں گے۔

(۱۱۹) ابوالشیخ بن حسان نے الثواب میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اور روزہ دار اپنی قبروں سے نکلیں گے اپنے روزے کی خوشبو سے وہ پہچانے جائیں گے ان کے مونہوں سے مشک سے زیادہ خوشبو ہوگی ان کے لئے دسترخوان اور لوٹے رکھے جائیں گے جن پر مشک کی مہر لگی ہوگی ان سے کہا جائے گا کھاؤ تم (دنیا میں) بھوکے رہے اور پیو تم (دنیا میں) پیاسے رہے لوگوں کو چھوڑو اور تم آرام کرلو اس کے لئے کہ تم نے اس وقت تھکاوٹ برداشت کی جب کہ لوگ آرام میں ہوتے تھے اور کھاتے پیتے تھے وہ آرام کریں گے جبکہ لوگ مشقت میں ہوں گے اور پیاسے ہوں گے۔

(۱۲۰) ابن ابی الدنیا نے کتاب الاھوال میں مغیب بن سمی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ سورج کے سروں کے اوپر ایک ہاتھ کی بلندی پر ہوگا اور جہنم کے دروازے کھول دیئے جائیں گے، آگ کی لپیٹ اور گرم لو ان پر چلے گی اور دوزخ کے شعلے ان پر نکل رہے ہوں گے یہاں تک کہ زمین پر لوگوں کے پسینے سے ایسی بدبو اٹھے گی جیسے مردار کی بدبو ہوتی ہے اور روزہ دار اس وقت عرش کے سایہ کے نیچے ہوں گے۔

(۱۲۱) الاصبہانی نے الترغیب میں، احمد بن ابی الحوری کے طریق سے روایت کیا ہے کہ ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے پاس ابوعلی اصم ایک عمدہ حدیث لے کر تشریف لائے کہ میں نے اس حدیث کو دنیا میں ان سے سنی تھی کہ روزہ داروں

کے لئے دسترخوان لگایا جائے گا جس سے وہ کھائیں گے اور لوگ حساب (کی سختی میں) مبتلا ہوں گے عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم تو حساب دے رہے ہیں اور یہ لوگ کھانا کھا رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے انہوں نے برابر روزے رکھے اور تم نے نہیں رکھے اور یہ راتوں کو قیام میں ہوتے تھے۔ اور تم سوئے ہوئے ہوتے تھے۔

جنت کا اعلیٰ مقام

(۱۲۲) امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک ایسا کمرہ ہے کہ اس کا باہر اس کے اندر سے دکھائی دیتا ہے اور اس کا اندر اس کے باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ یہ اس شخص کے لئے اللہ تعالیٰ نے تیار فرما رکھا ہے جو نرم بات بات والا (بھوکوں کو) کھانا کھلاتا ہے، لگاتار روزے رکھتا ہے اور رات کو نماز پڑھتا ہے جبکہ لوگ سو رہے ہوتے ہیں۔

(۱۲۳) بیہقی نے نافع رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ ہر مومن کی دعا افطار کے وقت ہوتی ہے یا تو دنیا میں اس کو جلدی دے دیا جاتا ہے یا اس کی دعا آخرت میں ذخیرہ کر لی جاتی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما افطار کے وقت فرمایا کرتے تھے لفظ آیت واسع المغفرة اغفرلی (اے وسیع رحمت والے مجھ کو بخش دیجئے)۔

(۱۲۴) احمد نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے فرمایا (آج) تم میں سے کون جنازہ میں حاضر ہوا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں پھر پوچھا آج کس نے مریض کی عیادت کی؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ پھر پوچھا (آج) کس نے صدقہ کیا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ پھر پوچھا آج کس نے روزہ رکھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (جنت) واجب ہوگئی، واجب ہوگئی۔

(۱۲۵) ابن ابی شیبہ نے عبداللہ بن رباح رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہم معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف نکلے تو ایک راہب کے پاس سے گزرے تو اس نے کہا (قیامت کے دن) دسترخوان لگائے جائیں گے تو سب سے پہلے اس میں سے روزہ دار کھائیں گے۔

(۱۲۶) ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، دارقطنی، بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رمضان کا ایک روزہ بغیر رخصت اور بغیر فرض کے چھوڑ دیا تو ساری عمر کے روزے بھی اس کی قضا نہ کریں گے اگرچہ وہ روزے رکھ بھی لے۔

(۱۲۷) دارقطنی نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بغیر عذر کے رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو (بطور قضا کے) اس پر ایک ماہ کے روزے ہیں۔

(۱۲۸) دارقطنی نے رجاء بن جمیل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص

رمضان کے ایک دن کا روزہ نہ رکھے تو وہ پھر (بطور قضا کے) بارہ دن کے روزے رکھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے بارہ مہینوں میں سے ایک مہینہ پر راضی ہو۔

(۱۲۹) ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے رمضان کے روزے کا ایک دن کا روزہ بھی نہیں رکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو صدقہ کر اور اللہ تعالیٰ سے استغفار کر اور روزہ کی جگہ ایک دن کا روزہ رکھ۔

(۱۳۰) ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے جان بوجھ کو بغیر سفر اور مرض کے رمضان کا روزہ رکھا تو کبھی اس کی ادائیگی نہ ہوگی۔ اگرچہ ساری عمر کے روزے رکھے۔

(۱۳۱) ابن ابی شیبہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص جان بوجھ کر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دے وہ ساری عمر اس کو پورا کر سکے گا۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، لاہور)

باب الْفَضْلِ وَالْجُودِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب رمضان کے مہینے میں فضل اور سخاوت کے بیان میں ہے

2094 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِىْ رَمَضَانَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ وَكَانَ جِبْرِيْلُ يَلْقَاهُ فِىْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ فَيُدَارِسُهُ الْقُرْآنَ . قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَلْقَاهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے' اور آپ رمضان کے مہینے میں اور زیادہ سخی ہو جاتے تھے' جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ سے ملاقات کرتے تھے' رمضان کے مہینے میں روزانہ رات کے وقت حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آتے تھے' اور وہ آپ کے ساتھ قرآن کا دور کیا کرتے تھے۔

جب حضرت جبریل علیہ السلام آپ کے پاس آیا کرتے تھے (یعنی قرآن کا دور کرنے کے لیے آتے تھے) اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھلائی کے بارے میں چلتی ہوئی ہوا سے بھی زیادہ فضیل ہوتے تھے۔

2095 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِىْ حَفْصُ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ

2094-اخرجه البخاري في بدء الوحي، باب . 6 . (الحديث 5) ، و في الصوم، باب اجود ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يكون في رمضان (الحديث 1902)، و في بدء الخلق، باب ذكر الملائكة (الحديث 3220)، و في المناقب، باب صفة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 3554)، و في فضائل القرآن، باب كان جبريل يعرض القرآن على النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4997) . و اخرجه مسلم في الفضائل، باب كان النبي صلى الله عليه وسلم اجود الناس بالخير من الريح المرسلة (الحديث 50) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في خلق رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 336) . تحفة الاشراف (5840) .

حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ وَّالنُّعْمَانُ بْنُ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا لَعَنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ لَعْنَةٍ تُذْكَرُ وَكَانَ إِذَا كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِجِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُدَارِسُهُ كَانَ أَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيحِ الْمُرْسَلَةِ . قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ وَّالصَّوَابُ حَدِيثُ يُونُسَ بْنِ يَزِيدَ وَأَدْخَلَ هٰذَا حَدِيثًا فِي حَدِيثٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی کسی پر لعنت نہیں کی اور جب وہ وقت آتا جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن کا دور کرنا ہوتا' اس وقت آپ چلتی ہوئی ہوا سے زیادہ سخی ہوتے تھے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے' درست روایت وہ ہے' جسے یونس بن یزید نے نقل کیا' یہاں راوی نے ایک حدیث کو دوسری حدیث میں شامل کر دیا ہے۔

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مدینہ منورۃ میں سخت قحط پڑا۔ ملک شام سے ایک قافلہ غلہ لے کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو مدینہ منورہ کے تاجر لوگ غلہ خریدنے کے لئے آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ نے ان تاجروں سے فرمایا تم مجھے کتنا نفع دو گے؟ تاجروں نے عرض کیا ہم دس درہم پر دو درہم آپ کو نفع دیں گے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس سے بھی زیادہ نفع دو۔ تاجروں نے عرض کیا ہم مدینہ منورہ کے رہنے والے ہیں۔ ہم زیادہ نفع کون دے گا؟

حضرت عثمان غنی ذو النورین رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ مجھے ایک درہم کے بدلے دس درہم نفع دے گا۔ تحقیق میں نے یہ سارا غلہ مدینہ منورۃ کے فقراء کے لئے صدقہ کر دیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، اس حال میں کہ آپ ابلق گھوڑے پر سوار ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جسم پاک پر نور کی ریشمی چادر ہے چنانچہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: میں آپ کا مشتاق ہوں۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے صدقہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے وہ صدقہ قبول فرما لیا ہے۔ اور جنت میں ایک دلہن سے ان کا نکاح کیا ہے اور میں وہاں دعوت پر جا رہا ہوں۔ (حکایات قلیوبی، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

باب فَضْلِ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب ماہِ رمضان کی فضیلت کے بیان میں ہے

ایک رمضان سے دوسرے رمضان تک گناہوں کے معاف ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا

2095-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16673) .

رہے تو پانچوں نمازیں اور جمعہ سے جمعہ تک اور رمضان سے رمضان تک اس کے گناہوں کو مٹا دیتے ہیں جو ان کے درمیان ہوئے ہیں۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 531)

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی آدمی پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھے، جمعہ کی نماز پورے آداب کے ساتھ ادا کرے اور اسی طرح رمضان کے روزے رکھے تو ان کے درمیان جو صغیرہ گناہ صادر ہوئے ہیں سب ختم ہو جاتے ہیں البتہ کبیرہ گناہ نہیں بخشے جاتے ہاں اگر اللہ چاہے تو وہ کبیرہ گناہ بھی معاف فرما سکتا ہے۔ یہاں ایک ہلکا سا خلجان واقع ہوتا ہے کہ جب ہر روز کی پانچوں وقت کی نمازیں ہی تمام گناہ مٹا دیتی ہیں تو پھر یہ جمعہ وغیرہ کون سے گناہ ختم کرتے ہیں؟ چنانچہ اس خلجان کو رفع کرنے کے لئے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ان سب میں گناہوں کو مٹانے اور ختم کرنے کی صلاحیت ہے چنانچہ اگر گناہ صغیرہ ہوتے ہیں تو یہ تینوں ان کو مٹا دیتے ہیں ورنہ ان میں سے ہر ایک کے بدلے بے شمار نیکیاں لکھی جاتی ہیں جس کی وجہ سے درجات میں بلندی حاصل ہوتی ہے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ یہ تینوں صغیرہ گناہوں کے لئے کفارہ ہیں اور ان کو ختم کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں اور اگر ان میں سے کوئی ایک کسی گناہ کے لئے کفارہ بن سکے تو دوسرا کفارہ ہو جاتا ہے مثلاً نماز میں کسی تقصیر اور نقصان کی وجہ سے اگر وہ نماز گناہوں کے لئے کفارہ نہ ہو سکے تو ان کو جمعہ ختم کر دیتا ہے اور جمعہ میں بھی کسی تقصیر کی وجہ سے کفارہ ہونے کی صلاحیت نہ رہے تو پھر رمضان ان کے لئے کفارہ ہو جاتا ہے اور اگر سب کے سب کفارہ بننے کی صلاحیت رکھیں تو یہ سب مل کر گناہوں کو اچھی طرح مٹا دیتے ہیں اور کفارے کی زیادتی کا باعث ہوتے ہیں چنانچہ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے کئی چراغوں کی۔ اگر کسی مکان میں ایک چراغ ہوگا تو اندھیرا تو ختم ہو جائے گا مگر روشنی کم ہوگی اور اگر چراغ زیادہ ہوں گے تو نور اور روشنی حیثیت سے زیادتی ہوگی۔

2096 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِينُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے' تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شیاطین کو پابند سلاسل کر دیئے جانے کا بیان

2097 – اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ الْجُوزَجَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي مَرْيَمَ قَالَ اَنْبَاَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ

2096-اخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (الحديث 1898 و 1899) مختصراً، و في بدء الخلق، باب صفة ابليس و جنوده (الحديث 3277) . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل شهر رمضان (الحديث 1 و 2 و 3)، وسياتي (الحديث 2097)، و باب ذكر الاختلاف على الزهري فيه (الحديث 2098 و 2099 و 2100 و 2101 و 2102) . تحفة الاشراف (14342) .

عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ سُهَيْلٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِّدَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب رمضان آتا ہے' تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شرح

آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ اس ماہ مقدس کے شروع ہوتے ہیں باری تعالیٰ کی پے در پے رحمتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے اور بندوں کے اعمال بغیر کسی مانع اور رکاوٹ کے صعود کرتے ہیں نیز باب قبولیت وا ہو جاتا ہے کہ بندہ جو دعا مانگتا ہے بارگاہ الوہیت میں شرف قبولیت سے سرفراز ہوتی ہے۔ جنت کے دروازے کھو لے جاتے ہیں سے اس طرف کنایہ مقصود ہے کہ بندہ کو ان نیک اور اچھے کاموں کی توفیق عطا فرمائی جاتی ہے جو دخول جنت کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں سے اس بات کی طرف کنایہ مقصود ہے کہ روزہ دار ایسے کاموں سے بچا رہتا ہے جو دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہوتے ہیں اور یہ ظاہر ہی ہے روزہ دار کبیرہ گناہوں سے سے محفوظ و مامون رہتا ہے اور جو صغیرہ گناہ ہوتے ہیں وہ اس کے روزے کی برکت سے بخش دیئے جاتے ہیں۔ شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے کا مطلب یہ ہے کہ ان شیاطین کو جو سرکش و سرغنہ ہوتے ہیں زنجیروں میں باندھ دیا جاتا ہے اور ان کی وہ قوت سلب کر لی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ بندوں کو بہکانے پر قادر ہوتے ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہ جملہ دراصل اس بات کی طرف کنایہ ہے کہ ماہ رمضان میں شیاطین لوگوں کو بہکانے سے باز رہتے ہیں اور بندے نہ صرف یہ کہ ان کے وسوسوں اور ان کے اوہام کو قبول نہیں کرتے بلکہ ان کے مکر وفریب کے جال میں پھنستے بھی نہیں اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ روزہ کی وجہ سے انسان کی قوت حیوانیہ مغلوب ہو جاتی ہے جو غیظ وغضب اور شہوت کی جڑ ہے اور طرح طرح کے گناہوں کا باعث ہوتی ہے اس کے برخلاف قوت عقلیہ غالب اور قوی ہو جاتی ہے جو طاعات اور نیکی کا باعث ہوتی ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ رمضان میں دوسرے مہینوں کی بہ نسبت گناہ کم صادر ہوتے ہیں اور عبادات واطاعات میں زیادتی ہوتی ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں زہری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2098 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّیْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ نَافِعُ بْنُ اَنَسٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

2097-تقدم (الحديث 2096) . 2098-تقدم (الحديث 2096) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

2099 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي اَنَسٍ مَوْلَى التَّيْمِيِّينَ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاءَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب رمضان آتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

شرح

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے اندر شیطان اس طرح دوڑتا پھرتا ہے جیسے رگوں میں خون گردش کرتا رہتا ہے۔ (صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث ۶۴)

مطلب یہ کہ شیطان انسان کو بہکانے کی کامل قدرت رکھتا ہے۔ صرف یہی نہیں کہ وہ مختلف صورتوں میں اچھے انسانوں اور نیک بندوں کو نیکی و بھلائی کے راستہ پر چلنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے بلکہ انسان کی داخلی کائنات میں گھس کر اس کے ذہن وفکر اور اس کے قلب و دماغ کو پراگندہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

2100 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ فِي حَدِيثِهِ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ اَبِي اَنَسٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ . رَوَاهُ ابْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

اس روایت کو ابن اسحاق نے زہری کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2101 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّي قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِي اَنَسٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ

2099-تقدم (الحديث 2096) .

2100-تقدم (الحديث 2096) .

2101-تقدم (الحديث 2096) .

الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ ۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا - يَعْنِيْ حَدِيْثَ ابْنِ اِسْحَاقَ - خَطَاٌ وَلَمْ يَسْمَعْهُ ابْنُ اِسْحَاقَ مِنَ الزُّهْرِيِّ وَالصَّوَابُ مَا تَقَدَّمَ ذِكْرُنَا لَهُ ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت یعنی ابن اسحاق کے حوالے سے منقول روایت خطاء ہے کیونکہ ابن اسحاق نے زہری سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے درست روایت وہی ہے جو اس سے پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

2102 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ وَذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ اُوَيْسِ بْنِ اَبِيْ اُوَيْسٍ عَدِيْدِ بَنِيْ تَيْمٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰذَا رَمَضَانُ قَدْ جَاءَكُمْ تُفَتَّحُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغَلَّقُ فِيْهِ اَبْوَابُ النَّارِ وَتُسَلْسَلُ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا الْحَدِيْثُ خَطَاٌ ۔

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

یہ رمضان کا مہینہ تمہارے پاس آ گیا ہے' جس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت میں بھی غلطی ہے۔

شیطان کے وسواس کا بیان

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے بعض آدمیوں کے پاس شیطان آتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ فلاں فلاں چیز کو کس نے پیدا کیا اور اس چیز کو کس نے پیدا کیا؟ تا آنکہ پھر وہ یوں کہتا ہے کہ تیرے پروردگار کو کس نے پیدا کیا؟ جب نوبت یہاں تک آ جائے تو اس کو چاہیے کہ اللہ سے پناہ مانگے اور اس سلسلہ کو ختم کر دے۔"

(صحیح البخاری وصحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 61)

شیطان انسان کے روحانی ارتقاء کا سب سے بڑا دشمن ہے۔ اس کا بنیادی نصب العین ہی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں کو، جو اللہ کی ذات وصفات پر ایمان ویقین رکھتے ہیں، ورغلانے اور بہکانے میں لگا رہے ہیں، یہی نہیں کہ وہ فریب کاری کے ذریعہ انسان کے نیک عمل اور اچھے کاموں میں رکاوٹ اور تعطل پیدا کرنے کی سعی کرتا رہے بلکہ اس زبردست قدرت کے بل پر کہ جو حق اللہ تعالیٰ نے تکوینی مصلحت کے تحت اس کو دی ہے۔

وسوسہ اندازی کے ذریعہ انسان کی سوچ فکر اور خیالات کی دنیا میں مختلف انداز کے شبہات اور برائی بھی پیدا کرنے کی

2102-تقدم في الصيام، باب فضل شهر رمضان (الحديث 2096) . تحفة الاشراف (240) .

کوشش کرتا ہے، لیکن جن لوگوں کی سوچ، فکر اور خیالات کے سرچشموں پر ایمان ویقین کی مضبوط گرفت ہوتی ہے وہ اپنے ایمان کی فکری اور شعوری طاقت سے شیطان کے وسوسوں کو ناکارہ بنا دیتے ہیں، چنانچہ اس حدیث میں جہاں بعض شیطانی وسوسوں کی نشان دہی کی گئی ہے وہیں اس پہلو کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے جو ان وسوسوں کو غیر موثر اور ناکارہ بنانے سے تعلق رکھتا ہے۔ فرمایا گیا ہے کہ پہلے تو شیطان اللہ کی مخلوقات اور موجودات کے بارہ میں وسوسہ اندازی کرتا ہے، مثلاً فکر وخیال میں یہ بات ڈالتا ہے کہ انسان کو وجود کس نے بنایا، یہ زمین وآسمان کی تخلیق کس کا کارنامہ ہے، چونکہ اللہ کی ذات وصفات پر ایمان رکھنے والوں کی عقل سلیم کائنات کی تمام مخلوقات وموجودات کی تخلیقی وتکوینی نوعیت کا بدیہی شعور وادراک رکھتی ہے اس لئے مخلوقات کی حد تک شیطان کی وسوسہ اندازی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی لیکن معاملہ وہاں نازک ہو جاتا ہے۔

جب یہ سلسلہ نازک ہو کر ذات باری تعالیٰ تک پہنچ جائے اور وسوسہ شیطانی دل ودماغ سے سوال کرے جب یہ زمین و آسمان اور ساری مخلوقات اللہ کی پیدا کردہ ہیں تو پھر خود اللہ کو کس نے پیدا کیا؟ فرمایا گیا کہ جوں ہی یہ وسوسہ پیدا ہو اپنے اللہ سے پناہ مانگو اور اپنے ذہن سے اس فاسد خیال کو فوراً جھٹک دو تا کہ وسوسہ شیطانی کا سلسلہ منقطع ہو جائے اللہ کی پناہ چاہنے کا مطلب محض زبان سے چند الفاظ ادا کر لینا نہیں ہے بلکہ یہ کہ ایک طرف تو اپنے فکر وخیال کو یکسو کر کے اس عقیدہ یقین کی گرفت میں دے دو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات قدیم ہے، وہ واجب الوجود ہے اس کو کسی نے پیدا نہیں کیا، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اور دوسری طرف ریاضت ومجاہدہ اور ذات باری تعالیٰ کے ذکر واستغراق کے ذریعہ اپنے نفس کے تزکیہ اور ذہن وفکر کے تحفظ اور سلامتی کی طرف متوجہ رہو۔ وسوسہ کی راہ روکنے کا ایک فوری موثر طریقہ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس بدل دی جائے۔ یعنی جس جگہ بیٹھے یا لیٹے ہوئے اس طرح کا وسوسہ پیدا ہو وہاں سے فوراً ہٹ جائے اور کسی دوسری جگہ جا کر کسی کام اور مشغلہ میں لگ جائے اس طرح دھیان فوری طور پر ہٹ جائے گا اور وسوسہ کی راہ ماری جائے گی۔

باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلٰى مَعْمَرٍ فِيْهِ

اس روایت میں معمر سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2103 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِىْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ فِىْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ عَزِيْمَةٍ وَّقَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَسُلْسِلَتْ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ. اَرْسَلَهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ.

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باقاعدہ طور پر لازم کیے بغیر' رمضان کے مہینے میں نوافل ادا

2103-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 174) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1371) واخرجه الترمذي في الصوم، باب الترغيب في قيام رمضان و ما جاء فيه من الفضل (الحديث 808) . وسياتي باب ثواب من قام رمضان و صامه ايمانًا و احتسابًا و الاختلاف على الزهري في الخبر في ذلك (الحديث 2197). تحفة الاشراف (15270) .

کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے آپ یہ فرماتے تھے:

جب رمضان کا مہینہ آ جاتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس مہینے میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

ابن مبارک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2104 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى - خُرَاسَانِيٌّ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِيْنُ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جب رمضان آ جاتا ہے تو رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے۔

شیطانی افواج کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابلیس اپنا تخت حکومت پانی (یعنی سمندر) پر رکھتا ہے۔ پھر وہاں سے اپنی فوجوں کو روانہ کرتا ہے تا کہ لوگوں کو فتنہ اور گمراہی میں مبتلا کریں۔ اس کی فوجوں میں ابلیس کا سب سے بڑا مقرب وہ ہے جو سب سے بڑا فتنہ انداز ہو۔ ان میں سے ایک واپس آ کر کہتا ہے۔ میں نے فلاں فلاں فتنے پیدا کئے ہیں۔ ابلیس اس کے جواب میں کہتا ہے: تو نے کچھ نہیں کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پھر ان میں سے ایک آتا ہے اور کہتا ہے! میں نے (ایک بندہ کو گمراہ کرنا شروع کیا اور) اس وقت تک اس آدمی کا پیچھا نہیں چھوڑا جب تک کہ اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی نہ ڈالو دی۔ رسول اللہ فرماتے ہیں کہ ابلیس (یہ سن کر) اس کو اپنے قریب بٹھالیتا ہے اور کہتا ہے کہ تو نے اچھا کام کیا (حدیث کے ایک راوی) اعمش فرماتے ہیں میرا خیال ہے جابر رضی اللہ عنہ نے بجائے (فیدنیہ کے) فیلتزمہ (پس ابلیس اس کو گلے لگا لیتا ہے) کے الفاظ نقل کئے تھے۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 67)

جدائی ڈلوانے سے مراد لڑائی جھگڑے کے ذریعہ مرد کی زبان سے ناسمجھی میں ایسے الفاظ ادا کر دینا ہے جس سے اس کی بیوی پر طلاق بائن پڑ جائے۔ طلاق بائن میں عورت اپنے خاوند پر حرام ہو جاتی ہے، اس سے شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ مرد اپنی جہالت کے سبب اس عورت کو اپنے نکاح میں داخل سمجھتے ہوئے اس سے صحبت کرتا رہے جو دراصل حرام کاری ہوتی ہے اور اس طرح کے لوگوں کی حرام کاری کے نتیجہ میں ناجائز اولاد پیدا ہوتی رہے، جس سے روئے زمین پر ناجائز اولاد کی تعداد بڑھتی رہے اور وہ ناجائز پیدا ہونے والے لوگ دنیا میں فسق و فجور اور گناہ و معصیت زیادہ سے زیادہ پھیلاتے رہیں۔

2104-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14604) .

ماہ رمضان کی برکات کا بیان

2105 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ اَيُّوبَ عَنْ اَبِى قِلَابَةَ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاكُمْ رَمَضَانُ شَهْرٌ مُبَارَكٌ فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكُمْ صِيَامَهُ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَحِيْمِ وَتُغَلُّ فِيْهِ مَرَدَةُ الشَّيَاطِيْنِ لِلّٰهِ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِنْ اَلْفِ شَهْرٍ مَنْ حُرِمَ خَيْرَهَا فَقَدْ حُرِمَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آ گیا ہے' جو برکت والا مہینہ ہے' اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں' اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق ڈال دیئے جاتے ہیں' اس مہینے میں ایک ایسی رات بھی ہے' جو ایک ہزار مہینوں سے زیادہ بہتر ہے' جو شخص اس رات کی بھلائی سے محروم رہے' وہ محروم شخص ہے۔

2106 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ عُدْنَا عُتْبَةَ بْنَ فَرْقَدٍ فَتَذَاكَرْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ فَقَالَ مَا تَذْكُرُوْنَ قُلْنَا شَهْرَ رَمَضَانَ . قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ تُفْتَحُ فِيْهِ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَتُغْلَقُ فِيْهِ اَبْوَابُ النَّارِ وَتُغَلُّ فِيْهِ الشَّيَاطِيْنُ وَيُنَادِى مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَا بَاغِىَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَا بَاغِىَ الشَّرِّ اَقْصِرْ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ .

☆☆ عرفجہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ عتبہ بن فرقد کی عیادت کرنے کے لیے گئے' وہاں رمضان کے مہینے کا تذکرہ ہو گیا' انہوں نے دریافت کیا: تم لوگ کس بات کا تذکرہ کر رہے ہو؟ ہم نے جواب دیا: رمضان کے مہینے کا' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

اس مہینے میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں شیاطین کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے' اس کی ہر رات میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے' اے بھلائی کو چاہنے والے! آگے بڑھو' اے برائی کو چاہنے والے! رک جاؤ!

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔

2107 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ عَرْفَجَةَ قَالَ كُنْتُ فِىْ بَيْتٍ فِيْهِ عُتْبَةُ بْنُ فَرْقَدٍ فَاَرَدْتُ اَنْ اُحَدِّثَ بِحَدِيْثٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَنَّهُ اَوْلٰى بِالْحَدِيْثِ مِنِّى فَحَدَّثَ الرَّجُلُ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِىْ رَمَضَانَ تُفْتَحُ

2105-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13564) .

2106-انفرد به النسائي . وسياتي (الحديث 2107) . تحفة الاشراف (9758) .

2107-تقدم (الحديث 2106) .

فِيهِ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَتُغْلَقُ فِيهِ أَبْوَابُ النَّارِ وَيُصَفَّدُ فِيهِ كُلُّ شَيْطَانٍ مَرِيدٍ وَيُنَادِي مُنَادٍ كُلَّ لَيْلَةٍ يَا طَالِبَ الْخَيْرِ هَلُمَّ وَيَا طَالِبَ الشَّرِّ أَمْسِكْ .

☆☆ عرفجہ بیان کرتے ہیں' میں ایک گھر میں موجود تھا' جس میں حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے' میں نے ایک حدیث بیان کرنے کا ارادہ کیا' تو حضرت عتبہ بن فرقد رضی اللہ عنہ چونکہ صحابئ رسول تھے' اس لیے میرے مقابلے میں حدیث بیان کرنے کے وہ زیادہ حقدار تھے' تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ بات نقل کی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

رمضان کے مہینے میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں' جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور اس میں ہر سرکش شیطان کو پابند سلاسل کر دیا جاتا ہے' اس کی ہر رات میں ایک منادی یہ اعلان کرتا ہے: اے بھلائی کے طلب گار شخص! آگے بڑھو' اے برائی کے طلب گار شخص! رک جاؤ!

شیطان اور فرشتے کے تصرف کا بیان

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا! حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان پر ایک تصرف تو شیطان کا ہوا کرتا ہے اور ایک تصرف فرشتہ کا شیطان کا تصرف تو یہ ہے کہ وہ برائی پر ابھارتا ہے اور حق کو جھٹلاتا ہے اور فرشتہ کا تصرف یہ ہے کہ وہ نیکی پر ابھارتا ہے اور حق کی تصدیق کرتا لہذا جو آدمی (نیکی پر فرشتہ کے ابھارنے کی) یہ کیفیت اپنے اندر پائے تو اس کو سمجھنا چاہیے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے (ہدایت) ہے اس پر اس کو اللہ کا شکر بجالانا چاہیے اور جو آدمی دوسری کیفیت (یعنی شیطان کی وسوسہ اندازی) اپنے اندر پائے تو اس کو چاہیے کہ شیطان مردود سے اللہ کی پناہ طلب کرے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ قرآنی آیت پڑھی (جس کا ترجمہ ہے) شیطان تمہیں فقر سے ڈراتا ہے اور گناہ کے لئے اکساتا ہے۔ اس روایت کو جامع ترمذی نے نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 70)

فرشتہ کے ابھارنے کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ نیکی کی اہمیت اور نیکی پر ملنے والے اجر و انعام کی کشش ظاہر کرتا ہے اور انسان کے احساس و شعور میں یہ بات ڈالتا ہے کہ اللہ کا سچا دین ہی انسانیت کی بقاو ترقی کا ضامن ہے اللہ کے رسول جو شریعت لے کر آئے ہیں اسی میں بنی آدم کی دنیاوی اور آخروی نجات پوشیدہ ہے۔ اگر اپنی فلاح و نجات چاہتے ہو تو برائی کے راستہ سے بچو اور نیکی کے راستہ کو اختیار کرو۔ شیطان کا ابھارنا یہ ہوتا ہے کہ وہ راہ حق کو تاریک کر کے دکھاتا ہے وسوسہ اندازی کے ذریعہ دین کی بنیادی باتوں مثلاً توحید، نبوت آخرت اور دوسرے معتقدات میں تردد و تشکیک پیدا کرتا ہے۔

نیکی کو بدنما صورت میں اور بدی کو اچھی شکل و صورت میں پیش کرتا ہے، انسانی دماغ میں یہ بات بٹھانے کی سعی کرتا ہے کہ اگر ان چیزوں کو اختیار کرو گے جو نیکی سے تعبیر کی جاتی ہیں تو پریشانیاں اٹھاؤ گے، تکلیفیں، برداشت کرو گے، مثلاً توکل و قناعت کی زندگی اختیار کرو گے اور اپنے اوقات کو دنیا سازی میں صرف کرنے کی بجائے اللہ کی عبادت اور دین کی خدمت میں لگاؤ گے تو تم نہ مال دولت حاصل کر پاؤ گے اور نہ دنیا کی کوئی آسائش و راحت اٹھا پاؤ گے، اس لئے فقر و محتاجگی میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

باب الرُّخْصَةِ فِي اَنْ يُقَالَ لِشَهْرِ رَمَضَانَ رَمَضَانُ

یہ باب ہے کہ رمضان کے مہینے کو صرف رمضان کہنے کی اجازت

2108 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُهَلَّبُ بْنُ اَبِي حَبِيبَةَ ح وَاَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْمُهَلَّبِ بْنِ اَبِي حَبِيبَةَ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ عَنْ اَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَقُولَنَّ اَحَدُكُمْ صُمْتُ رَمَضَانَ وَلَا قُمْتُهُ كُلَّهُ . وَلَا اَدْرِي كَرِهَ التَّزْكِيَةَ اَوْ قَالَ لَا بُدَّ مِنْ غَفْلَةٍ وَرَقْدَةٍ اللَّفْظُ لِعُبَيْدِ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

کوئی بھی شخص یہ نہ کہے' میں نے رمضان کے روزے رکھے یا میں نے پورا رمضان نوافل ادا کیے۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) مجھے نہیں معلوم کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عبادت کا اظہار کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے یا آپ یہ واضح کرنا چاہتے ہیں' آدمی کو درمیان میں سو بھی جانا چاہیے (یعنی غیر معمولی شدت کے ساتھ عبادت نہیں کرنی چاہیے)۔

یہ الفاظ عبیداللہ نامی راوی کے ہیں۔

ریاکاری کے معنی ومفہوم کا بیان

ریاء" رویت سے مشتق ہے اور صراح میں لکھا ہے کہ ریاء کے معنی ہیں اپنے آپ کو لوگوں کی نظر میں اچھا بنا کر پیش کرنا۔ اور عین العلم میں لکھا ہے کہ ریاء کا مطلب یہ ہے اپنی عبادت ونیکی کا سکہ جمانا اور اس کے ذریعہ لوگوں کی نظر میں اپنی قدر ومنزلت چاہنا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ریاء کا تعلق خاص طور پر ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے جو عبادت ونیکی کے ظاہری عمل کہلاتے ہیں اور جو چیزیں کہ از قسم عبادت نہ ہوں جیسے کثرت مال ومتاع، علم وذہانت کی فراوانی، اشعار وغیرہ کا یاد رکھنا اور نشانہ بازی کی مہارت وغیرہ تو ان میں دکھاوے کے لئے کیے جانے والے کام کو ریاء نہیں کہا جاتا بلکہ وہ افتخار وتکبر (ناز وگھمنڈ) کی ایک قسم کہلاتا ہے۔

اسی طرح نیکی وعبادت کے ظاہری اعمال میں بھی اگر کوئی کام اس صورت میں لوگوں کو دکھانے کے لئے کیا جائے جب کہ اس کا مقصد عزت وجاہ کی طلب نہ ہو، جیسا کہ بعض مشائخ اپنے مریدوں کو تلقین وتعلیم، لوگوں کے دلوں کو نیک اعمال کی طرف مائل کرنے اور ان کو اتباع وپیروی کی طرف راغب کرنے کے لئے بعض اعمال اس طرح کرتے ہیں کہ لوگ ان کو دیکھیں تو یہ بھی حقیقت کے اعتبار سے ریا نہیں کہلائے گا۔

اگرچہ ظاہر میں ان کا وہ عمل ریاء کاری معلوم ہو اسی وجہ سے یہ کہا گیا ہے کہ ریاء الصدیقین خیر من اخلاص المریدین یعنی اونچے درجہ کے مشائخ اور بزرگوں کا ریاء مریدین کے اخلاص یعنی عدم ریاء کاری سے بہتر ہے۔ یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ریاء اصل میں اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی ذات میں واقعۃً کوئی صفت وکمال ہو اور وہ اپنے اس واقعی وصف وکمال پر

2108-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من يقول: صمت رمضان كله (الحديث 2415) . تحفة الاشراف (11664) .

لوگوں کے سامنے نمایاں کرے اور یہ خواہش رکھے کہ لوگ اس کے اس وصف وکمال کو جانیں تا کہ ان کی نظر میں قدر ومنزلت اور عزت ووقعت حاصل ہو۔

پس جو شخص کسی ایسے وصف وکمال کو اپنی طرف منسوب کر کے لوگوں پر ظاہر کرے کہ جو واقعۃً اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو ریا نہیں بلکہ خالص کذب اور منافقت کہا جائے گا اسی پر قیاس کر کے یہ کہا گیا ہے کہ غیب اس چیز کا نام ہے کہ کسی شخص کی پیٹھ پیچھے اس کا وہ عیب بیان کیا جائے تو واقعتاً اس کی ذات میں موجود ہو اور اگر اس کی طرف منسوب کر کے کوئی ایسا عیب بیان کیا جائے جو حقیقت کے اعتبار سے اس کی ذات میں نہیں ہے تو اس کو افتراء اور بہتان کہیں گے۔

ریاکاری کی اقسام وصورتوں کا بیان

ریاء کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں اور ان اقسام میں سب سے زیادہ بری اور نہایت قابل نفریں وہ قسم ہے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا قصد اور حصول ثواب کا ارادہ قطعاً نہ ہو بلکہ واحد مقصد لوگوں کو دکھانا اور ان کی نظر میں قدر ومنزلت حاصل کرنا، جیسا کہ خالص ریاء کار بلکہ دھوکہ باز لوگوں کا شیوہ ہوتا ہے کہ جب وہ لوگوں کے درمیان ہوتے ہیں تو نماز پڑھتے ہیں اور مختلف قسم کے اوراد ووظائف میں مشغول رہتے ہیں، لیکن جب تنہا ہوتے ہیں تو نہ نماز سے سروکار رکھتے ہیں اور نہ اوراد وظائف سے بلکہ ان بدنصیبوں کی حالت تو یہ ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ نماز میں بغیر پاکی اور وضو کے ہی کھڑے ہو جاتے ہیں ریاء کاری کی یہ قسم ارذل ترین اور اللہ تعالیٰ کے تحت غضب وقہر کے نازل ہونے کا باعث ہے اور اس صورت میں کیا جانے والا کوئی بھی عمل قطعی باطل ہوتا ہے۔

بلکہ بعض حضرات نے تو یہاں تک کہا ہے اگر وہ عمل فرض ہو تو اس کا کرنا فرض کے ادا ہو جانے کے حکم میں نہیں ہوگا بلکہ اس کی قضا واجب ہوگی۔

دوسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کرنے میں دونوں چیزیں ہوں یعنی ارادہ ثواب بھی اور ریاء کاری بھی دکھانے کی نیت، لیکن ریا کا پہلو غالب ہو اور ارادہ ثواب کا پہلو ضعیف ہو، بایں حیثیت کہ اگر اس عمل کو کرنے والا تنہائی میں ہوتا تو اس عمل کو نہ کرتا اور اس کا قصد اس عمل کے صدور کا باعث نہ ہوتا اور اگر بالفرض اس عمل کا ثواب کوئی نہ ہوتا تو بھی محض ریاء کاری کا جذبہ ہی اس عمل کو اختیار کرنے کا باعث بن جاتا، اس قسم کا بھی وہی حکم ہے جو پہلی قسم کا ہے۔

تیسری قسم وہ صورت ہے جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں دونوں چیزیں یعنی ریاء کاری کا جذبہ اور حصول ثواب کا ارادہ برابر ہوں، بایں حیثیت کہ اگر بالفرض وہ عمل ان دونوں چیزوں میں سے بھی ایک چیز سے خالی ہوتا تو اس کو اختیار کرنے کا کوئی داعیہ پیدا نہ ہوتا بلکہ اس عمل کی طرف رغبت اسی صورت میں ہوتی جب کہ دونوں چیزیں ایک ساتھ پائی جاتی۔

اس قسم کے بارے میں بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں نفع، نقصان، دونوں برابر ہوں، لیکن احادیث وآثار سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ قسم بھی مذموم اور اس صورت میں کیا جانے والا عمل بھی نا قابل قبول ہوتا ہے اور چوتھی قسم وہ صورت ہے کہ جس میں کسی نیک عمل کو اختیار کرنے میں، ثواب کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ارادہ، راجح اور غالب ہو اور بظاہر یہ

معلوم ہوتا ہے کہ یہ قسم نہ تو محض باطل ہے اور نہ اس میں کوئی نقصان ہے، یا زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ اس صورت میں اختیار کیا جانے والا عمل نیت وارادہ کے اعتبار سے ثواب اور عتاب دونوں کا یکساں طور پر باعث ہوتا ہے کہ ارادہ ونیت میں جس قدر اخلاص یا عدم اخلاص ہوگا اسی کے مطابق ثواب یا عتاب ہوگا۔

نیز اس صورت میں یہ بھی دیکھا جا سکتا ہے کہ قصد عمل میں ریاء کاری کی جو آمیزش ہے (جو اگرچہ ثواب کے ارادہ ونیت سے کمتر اور ضعیف ہے) وہ کب پیدا ہوئی ہے؟ اگر ریاء کاری کی آمیزش ابتداء عمل میں ہوئی ہے تو یہ صورت زیادہ بری کہلائے گی اور اگر عمل کے درمیان پیدا ہوئی ہے تو یہ صورت پہلی صورت سے کم برائی کی حامل ہوگی اور اگر یہ عمل کرنے کے بعد آئی ہے تو یہ صورت دوسرے صورت سے بھی کم تر قرار دی جائے گی اور اس کی وجہ سے اختیار کیا جانے والا عمل باطل نہیں کہلائے گا۔ علاوہ ازیں ایک فرق یہ بھی ملحوظ رکھا جائے گا کہ ریاء کاری کا وہ جذبہ اگر پختہ قصد وعزم کی صورت میں نمودار ہوا ہے تو اس میں زیادہ برائی ہوگی اور اگر محض ایک خیال کی صورت میں پیدا ہوا اور اس خیال ہی کی حد تک محدود رہا، آگے کچھ نہ ہوا تو یہ صورت حال یقیناً زیادہ نقصان دہ نہیں کہلائے گی۔

بہر حال حقیقت یہ ہے کہ "ریاء" ایک ایسا جذبہ ہے جس سے پوری طرح خلاصی نہایت دشوار ہے اور ہر حالت میں حقیقی اخلاص کا پایا جانا بہت مشکل، اسی لئے علماء نے یہاں تک لکھا ہے کہ کسی کے منہ سے اپنی تعریف سن کر خوش ہونا ریاء کے پائے جانے کی علامت ہے، اسی طرح تنہائی میں کوئی عمل کرتے وقت بھی دل میں ریاء کا خیال آجائے تو وہ بھی ریاء ہی کہلائے گا۔

اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے اور بہر صورت اخلاص عطا فرمائے کہ اس کی مدد وتوفیق کے بغیر اس دولت کا ملنا ممکن ہی نہیں ہے۔ علماء نے ایک خاص صورت وحالت اور بیان کی ہے اور وہ یہ کہ اگر کوئی شخص کوئی نیک کام کرے اور کسی عبادت وطاعت میں مصروف ہو اور لوگ اس کو وہ نیک کام اور عبادت وطاعت کرتا ہوا دیکھ لیں تو اس کو چاہئے کہ اس وقت اپنے اندر اس وقت اس بات پر خوشی ومسرت کے جذبات پیدا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم اور لطف وعنایت سے نیک عمل کی توفیق عطا فرمائی اور لوگوں کی نظر باعزت بنانے کا یہ سبب پیدا فرمایا کہ گناہوں اور عیوب کی تو پردہ پوشی فرمائی اور نیک اعمال واخلاق کو آشکارا فرمایا اور ان جذبات مسرت کے ساتھ یہ نیت وقصد رکھے کہ اگر میرے نیک عمل کے اظہار سے دین وطاعات کا چرچہ ہوتا ہے تو لوگ دین کی طرف راغب ہوں گے اور ان کے اندر بھی نیک اعمال کو اختیار کرنے کا داعیہ پیدا ہوگا۔ یہ چیز نہ صرف یہ کہ "ریاء" کے حکم میں داخل نہیں ہوگی، بلکہ اس کو محمود ومستحسن بھی کہا جائے گا جیسا کہ اس سلسلے میں وارد احادیث سے ثابت ہوتا ہے۔ واضح رہے کہ یہ مسئلہ بہت دقیق وپیچیدہ ہے اور اپنے اندر بہت تفصیل ومباحث رکھتا ہے، اگر اس کی تحقیق زیادہ وضاحت کے ساتھ جاننی ہو تو اہل اللہ اور عارفین کی کتابوں اور ان کے اقوال وملفوظات سے راہنمائی حاصل کرنی چاہئے۔

ریاکاری کرنے والوں کے لئے وعید کا بیان

حضرت جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں کو سنانے اور شہرت حاصل کرنے کے لئے کوئی عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا حال لوگوں کو سنائے گا ذلیل ورسوا کرے گا نیز جو شخص لوگوں کو دکھانے کے لئے کوئی

عمل کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ریاء کاری کی سزا دے گا یعنی قیامت کے دن اس سے کہے گا کہ اپنا اجر وثواب اسی سے مانگو جس کے لئے تم نے وہ عمل کیا تھا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1246)

بعض حضرات نے کہا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کوئی نیک کام محض شہرت وناموری اور حصول عزت وجاہ کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس دنیا میں اس کے ان عیوب اور برے کاموں کو اپنی مخلوق کے سامنے ظاہر کر دے گا جن کو وہ چھپاتا ہے اور لوگوں کی نظر میں اس کو ذلیل ورسوا کر دے گا، یا یہ کہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی فاسد نیت اور بری غرض کو دنیا والوں پر آشکار کر دیتا ہے اور قیامت کے دن بھی اپنی مخلوق پر کھول دے گا کہ یہ شخص مخلص نہیں تھا، ریاء کار تھا۔

اور بعض علماء نے یہ مراد بیان کی ہے کہ جو شخص اپنا کوئی عمل لوگوں کو سنائے گا یا وہ عمل لوگوں کو دیکھائے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے اس نیک عمل کا ثواب صرف اس کو سنا اور دکھا دے گا، دے گا نہیں تا کہ وہ حسرت وافسوس زدہ رہے، یا یہ مراد ہے کہ جو شخص اپنا کوئی نیک عمل لوگوں کو سنائے گا، یا وہ عمل لوگوں کو دکھائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی نیت کے مطابق اس کا وہ عمل لوگوں کو سنا اور دکھا دے گا اور گویا اس کے اس عمل کا یہی اجر وثواب ہوگا جو اس کو اسی دنیا میں مل جائے اور آخرت کے اجر وثواب سے قطعا محروم رہے گا۔

شرک وریا کاری کرنے والوں کے بارے میں وعید

حضرت ابوسعید بن فضالہ رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کہ جس کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے، لوگوں کو حساب اور جزاوسزا کے لئے جمع فرمائے گا، تو ایک اعلان کرنے والا فرشتہ یہ اعلان کرے گا کہ جس شخص نے اپنے اس عمل میں کہ جس کو اس نے اللہ کے لئے کیا تھا، اللہ کے سوا کسی اور کو شریک کیا ہو یعنی جس شخص نے دنیا میں ریاء کے طور پر کوئی نیک عمل کیا ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اپنے اس عمل کا ثواب اسی غیر اللہ سے طلب کرے جس کو اس نے شریک کیا تھا کیونکہ اللہ تعالیٰ شرک کے تئیں، تمام شریکوں سے نہایت زیادہ بے نیاز ہے۔ (احمد، مشکوۃ المصابح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 1248)

علامہ طیبی کہتے ہیں لیوم میں حرف لام "جمع" سے متعلق ہے، جس کے معنی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو اس دن کے لئے جمع کرے گا کہ جس کا پیش آنا یقینی امر ہے اور اس دن کے آنے میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور یہ جمع کرنا اس کے لئے ہوگا کہ ہر ایک کو چیز کے مطابق جزاوسزا دے جس کو اس نے دنیاوی زندگی میں اختیار کیا۔ اس اعتبار سے یوم القیامۃ مابعد کے الفاظ کی تمہید کے طور پر ہے تاہم اس کو "جمع" کا ظرف بھی قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کی تائید اس روایت کے مطابق الفاظ سے ہوتی ہے جو استیعاب میں نقل کی گئی ہے کہ اذا کان یوم القیامۃ یجمع اللہ الاولین والاخرین لیوم لاریب فیہ الخ۔ اس صورت میں "لیوم" کے لفظ کو ایسا مظہر کیا جائے گا جو مضمر کی جگہ واقع ہوا ہو اور جو اس مفہوم کو ظاہر کرتا ہے کہ جمع اللہ الخلق یوم القیامۃ لیجزیہم فیہ یعنی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا تا کہ اس دن سب کو جزاوسزا دے۔

نیت واخلاص کی اہمیت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص کی نیت محض آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالی اس کے دل کو غنی اور اس کی پریشانیوں کو جمع کر کے اطمینان خاطر بخشتا ہے نیز اس کے پاس دنیا آتی ہے لیکن اس کی نظر میں اس دنیا کی کوئی وقعت نہیں ہوتی۔ یعنی کسی بھی علمی یا عملی کار خیر کو اختیار کرنے کے سلسلے میں جس شخص کی نیت اور اصل مقصد، محض رضائے مولی اور ثواب آخرت کی طلب ہو تو اللہ تعالی اس کو قدر کفایت پر قانع وصابر بنا کر اور زیادہ طلبی کی محنت ومشقت کے کشت ورنج سے بچا کر قلبی غنا عطا کر دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ اس بات سے بے نیاز اور مستغنی ہو جاتا ہے کہ ریاکاری کے ذریعہ لوگوں سے مال وجاہ اور عزت ومنفعت حاصل کر کے آخرت کا نقصان وخسران مول لے۔ نیز اللہ تعالی حصول معاش اور ضروریات زندگی کی تکمیل کے سلسلے میں ان کی پریشانیوں، الجھنوں اور ذہنی انتشار وتفکرات کو سمیٹ کر خاطر جمعی میں تبدیل کر دیتا ہے، بایں طور کہ اس کو ایسی جگہوں اور ایسے ذرائع سے اسباب معیشت مہیا فرما دیتا ہے جن کے بارے میں اس کو معلوم بھی نہیں ہوتا اور اس کے معاملات کو اس طرح استوار فرما دیتا ہے کہ اس کا وہم وگمان بھی اس کو نہیں ہوتا اور پھر ان تمام چیزوں کا مجموعی اثر یہ ہوتا ہے کہ اس شخص کی نظر میں دنیا اور دنیا بھر کی نعمتیں اور لذتیں کوئی اہمیت نہیں رکھتیں، وہ دنیا سے دامن بچاتا ہے اور دنیا اس کے قدموں میں کھنچی چلی آتی ہے، اس کی ضروریات زندگی اور معیشت کے وہ اسباب جو اس کے لئے مقدر ہیں بغیر کسی محنت ومشقت کے بغیر کسی سعی وکوشش کے اور بغیر کسی ذلت وخواری کے اس کو حاصل ہوتے رہتے ہیں۔ اور جس شخص کی نیت اور اصل مقصد، دنیا کی طلب ہو یعنی جس شخص پر دنیا اس حد تک سوار ہو جائے کہ وہ اعمال خیر کو بھی محض دنیا کے حصول کا واسطہ بنانا شروع کر دے تو اللہ تعالی اس کا فقر واحتیاج، اس کی آنکھوں کے سامنے پیش کر دیتا ہے (یعنی اللہ تعالی اس کو لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت وخواری میں مبتلا کر دیتا ہے اور وہ اپنے فقر وافلاس اور محتاجگی کو نظر آنے والی چیز کی طرح اپنی آنکھوں کے سامنے دیکھتا ہے۔ اور اس کو ہر معاملہ میں پراگندہ خاطر اور ذہنی انتشار وتفکرات کا شکار بنا دیتا ہے نیز دنیا بھی اس کو صرف اسی قدر ملتی ہے جتنا کہ اللہ نے اس کے لئے مقدر کر دیا ہے (ترمذی) نیز احمد اور دارمی نے اس روایت کو ابان سے اور انہوں نے زید بن ثابت سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1250)

مطلب یہ ہے کہ اعمال کے نتائج وآثار ہونے کا مدار نیت پر ہے، جس شخص کے پیش نظر صرف آخرت کا مفاد ہوتا ہے اور جو اپنے اعمال کے تئیں مخلص وصادق ہوتا ہے، وہ آخرت کی سعادتوں اور نعمتوں کا مستحق تو ہو ہی جاتا ہے، اس دنیا میں بھی اس کو اپنے تمام معاملات زندگی میں اطمینان وعافیت اور خاطر جمعی کی دولت حاصل رہتی ہے، نیز اس کو اس کا رزق نہایت آسانی اور آسودگی کے ساتھ پہنچتا ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص محض دنیا کی طلب وچاہ رکھتا ہے اور اپنے اعمال کو وسیلہ آخرت بنانے کے بجائے دنیاوی مال وزر اور دنیاوی نعمتوں کا وسیلہ وذریعہ بناتا ہے اس کو آخرت میں تو اس کی سزا بھگتنی ہوگی، اس دنیا میں بھی اس پر اس برائی کا یہ وبال پڑتا ہے کہ وہ خاطر جمع اور اطمینان وسکون کی دولت سے محروم ہو جاتا ہے، ہر وقت طرح طرح کی پریشانیوں اور مختلف تفکرات کی وجہ سے حیران وسرگردان رہتا ہے، نیز اس کو وہ رزق تو ضرور ملتا ہے جو اس کے مقدر میں ہے مگر

اس کے حصول کے لئے بھی اس کو نہایت محنت ومشقت اور پریشانی وکشت برداشت کرنا پڑتی ہے۔

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کی فضیلت کا بیان

2109 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يُخْبِرُنَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِامْرَاَةٍ مِنَ الْاَنْصَارِ اِذَا كَانَ رَمَضَانُ فَاعْتَمِرِي فِيْهِ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ تَعْدِلُ حَجَّةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک انصاری خاتون سے یہ فرمایا: جب رمضان کا مہینہ آجائے' تو تم اس میں عمرہ کر لینا' کیونکہ اس میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے۔

باب اخْتِلَافِ اَهْلِ الْاٰفَاقِ فِي الرُّؤْيَةِ

یہ باب ہے کہ جب مختلف علاقوں کے لوگوں کے درمیان (پہلی کا چاند) دیکھنے میں اختلاف ہو جائے

2110 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ اَبِي حَرْمَلَةَ - قَالَ اَخْبَرَنِي كُرَيْبٌ اَنَّ اُمَّ الْفَضْلِ بَعَثَتْهُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ بِالشَّامِ - قَالَ - فَقَدِمْتُ الشَّامَ فَقَضَيْتُ حَاجَتَهَا وَاسْتَهَلَّ عَلَيَّ هِلَالُ رَمَضَانَ وَاَنَا بِالشَّامِ فَرَاَيْتُ الْهِلَالَ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ ثُمَّ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فِي اٰخِرِ الشَّهْرِ فَسَاَلَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ ثُمَّ ذَكَرَ الْهِلَالَ فَقَالَ مَتٰى رَاَيْتُمْ فَقُلْتُ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ . قَالَ اَنْتَ رَاَيْتَهُ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ قُلْتُ نَعَمْ وَرَاٰهُ النَّاسُ فَصَامُوْا وَصَامَ مُعَاوِيَةُ . قَالَ لٰكِنْ رَاَيْنَاهُ لَيْلَةَ السَّبْتِ فَلَا نَزَالُ نَصُوْمُ حَتّٰى نُكْمِلَ ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا اَوْ نَرَاهُ . فَقُلْتُ اَوَلَا تَكْتَفِي بِرُؤْيَةِ مُعَاوِيَةَ وَاَصْحَابِهِ قَالَ لَا هٰكَذَا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ کریب بیان کرتے ہیں' سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا نے انہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں شام بھیجا' وہ کہتے ہیں: میں شام آیا' وہاں میں نے سیدہ اُم فضل رضی اللہ عنہا کا کام پورا کیا' وہاں میں نے رمضان کا پہلی کا چاند دیکھا' میں اس وقت شام میں ہی موجود تھا' میں نے وہ چاند جمعہ کی رات کو دیکھا' پھر میں مہینے کے آخری حصے میں مدینہ منورہ پہنچا' حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھ سے دریافت کیا' انہوں نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے دریافت کیا: تم نے وہ کب دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: میں نے اسے جمعہ کی رات دیکھ لیا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: کیا تم نے خود اسے جمعہ کی رات دیکھا تھا؟ میں نے جواب دیا: جی ہاں! اور بہت سے لوگوں نے بھی دیکھا تھا' اور ان لوگوں نے روزہ بھی رکھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی روزہ رکھا تھا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: لیکن ہم نے تو اسے ہفتہ کی رات دیکھا تھا۔ اس لیے

2109-اخرجه البخاري في العمرة، باب عمرة في رمضان (الحديث 1782) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب فضل العمرة في رمضان (الحديث 221) . تحفة الاشراف (5913) .

2110-اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان لكل بلد رؤيتهم و انهم اذا راوا الهلال ببلد لا يثبت حكمه لما بعد عنهم (الحديث 28) واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اذا رئي الهلال في بلد قبل الآخرين بليلة (الحديث 2332) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء لكل اهل بلد رؤيتهم (الحديث 693) . تحفة الاشراف (6357) .

ہم مسلسل روزے رکھیں گے یہاں تک کہ 30 دن پورے نہیں کر لیتے یا (اس سے پہلے شوال کا چاند نہیں) دیکھ لیتے' میں نے ان سے کہا: کیا آپ کے لیے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا چاند دیکھ لینا کافی نہیں ہے؟ انہوں نے فرمایا: نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسی طرح حکم دیا ہے۔

باب قَبُولِ شَهَادَةِ الرَّجُلِ الْوَاحِدِ عَلٰى هِلَالِ شَهْرِ رَمَضَانَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ فِيْهِ عَلٰى سُفْيَانَ فِيْ حَدِيْثِ سِمَاكٍ

یہ باب ہے کہ رمضان کے پہلی کے چاند کے بارے میں ایک شخص کی گواہی قبول کرنا

اس بارے میں سفیان کے حوالے سے روایات میں اختلاف کا تذکرہ جو سماک نامی راوی کی روایت کے بارے میں ہیں۔

2111 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِیْ رِزْمَةَ قَالَ اَنْبَانَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَاَيْتُ الْهِلَالَ . فَقَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ . قَالَ نَعَمْ . فَنَادَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ صُوْمُوْا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے جواب دیا: جی ہاں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کروا دیا' کہ تم لوگ روزہ رکھو۔

شرح

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ جو شخص مستور الحال ہو یعنی اس کا فاسق ہونا معلوم نہ ہو تو رمضان کے چاند کے بارے میں اس کی شہادت معتبر اور قابل قبول ہوگی نیز یہ کہ رمضان کے چاند کی گواہی دیتے ہوئے لفظ شہادت کا استعمال شرط نہیں ہے۔ نیز اس حدیث سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ہلال رمضان شریف شہادت میں صرف ایک شخص کی گواہی قبول کی جا سکتی ہے چنانچہ حنفی مسلک میں صحیح مسئلہ یہی ہے کہ ہلال رمضان کی رویت ایک عادل یا مستور الحال شخص کی شہادت سے ثابت ہو جاتی ہے نیز یہ کہ ہلال رمضان کی شہادت میں لفظ شہادت کا استعمال شرط نہیں ہے مگر ایک شخص کی گواہی اسی صورت میں معتبر ہوگی جب کہ مطلع ابر و غبار آلود ہو اگر عید کی چاند رات کو ابر و غبار ہو تو پھر دو مرد یا ایک مرد اور دو عادل و آزاد عورتوں کی شہادت ہی معتبر ہوگی نیز یہ کہ اس موقع پر لفظ شہادت کا استعمال بھی شرط ہوگا پھر موقع و محل کے پیش نظر شہادت کی صورت بھی بدلتی رہتی

2111-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في شهادة الواحد على رؤية هلال رمضان - الحديث 2340) و (2341) مرسلًا . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الصوم بالشهادة (الحديث 691) . و سياتي (الحديث 2112)، و (الحديث 2113 و 2114) مرسلًا . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ماجاء في الشهادة على رؤية الهلال (الحديث 1652) . تحفة الاشراف (6104) .

ہے۔ مطلع صاف ہو تو جماعت کثیرہ کی شہادت ضروری ہو گی۔

مستور الحال شخص کی شہادت رؤیت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے اکیلے رمضان کا چاند دیکھا تو یہ شخص خود روزہ رکھے۔ خواہ امام نے اس کی گواہی قبول نہ کیا ہو۔ تو وہ آدمی خود روزہ رکھے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر روزہ افطار کرو۔ حالانکہ وہ شخص ظاہری حالت کے ساتھ چاند کو دیکھ چکا ہے۔ اگر اس شخص نے روزہ نہ رکھا تو اس پر اس روزے کی قضاء واجب ہوگی اس پر کفارہ نہ ہوگا۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: اس پر کفارہ بھی واجب ہوگا۔ جبکہ اس نے افطار جماع کے ساتھ کیا ہو۔ کیونکہ جماع کے ساتھ اس کا روزہ توڑنا یہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے رمضان میں حقیقی معنوں میں روزے کو توڑا ہے۔ کیونکہ حقیقت میں اسے رمضان کا یقین ہے اور حکمی طور بھی کیونکہ اس پر روزے کی قضاء واجب ہے۔ جبکہ ہماری دلیل کے مطابق قاضی نے اس شخص کی دلیل کو شرعی دلیل کے مطابق رد کیا ہے اور شرعی دلیل اس کے لئے غلطی کی تہمت ہے۔ لہذا اس طرح ایک شبہ پیدا ہو جس کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو گیا کیونکہ کفارات شبہات کی وجہ سے ساقط ہو جاتے ہیں۔ (قاعدہ فقہیہ)

اور اگر اس نے امام کی تردید سے پہلے روزے کو توڑ دیا تو اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ اگر اس آدمی نے تیس روزے مکمل کیے ہیں تو افطار نہ کرے ہاں البتہ جب وہ امام کے ساتھ ہو۔ کیونکہ پہلے روزے کا وجوب اس پر صرف احتیاط کی دلیل پر مبنی تھا۔ اور اس کے بعد جو احتیاط ہے وہ تاخیر افطار کی وجہ سے ہے۔ اور اگر اس نے افطار کیا تو اس پر کفارہ واجب نہ ہو گا۔ اسی حقیقت پر قیاس کرتے ہوئے جو اس کے ہاں ثابت ہے۔ (ہدایہ کتاب صوم، لاہور)

رؤیت ہلال میں ایک مستور الحال کی گواہی کی قبولیت کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کافی حاکم جس میں امام محمد کا تمام کلام، کتب ظاہر الروایۃ کا جمع فرمادیا ہے یوں ہے کہ رمضان میں ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی گواہی مقبول ہے جبکہ یہ گواہی دے کہ اس نے جنگل میں دیکھا یا شہر میں دیکھا اور کوئی سبب ایسا تھا جس کے باعث اوروں کو نظر نہ آیا انتہی اور ان دونوں روایتوں میں منافات نہیں اس لیئے جماعت عظیم کی شرط وہاں ہے کہ گواہ شہر میں غیر مکان بلند پر ہو تو یہ پچھلی روایت اُس پہلی کے اطلاق کی قید بتاتی ہے اور اس پر دلیل یہ کہ پہلی میں ایک کی گواہی نہ ماننے کی وجہ یہ فرمائی کہ تنہا اُس کا دیکھنا غلطی میں ظاہر ہے اور اُس پچھلی صورت یعنی جبکہ وہ جنگل میں یا بلند مکان پر تھا وہ تردد کی وجہ نہ پائی گئی اس لیے محیط میں فرمایا کہ اس حالت میں تنہا اُس کا دیکھنا خلاف ظاہر نہ ہوگا۔ (ردالمحتار، ج ۲، ص ۱۰۱، مصطفی البابی مصر)

بحرالرائق میں فرمایا کہ جب لوگ چاند دیکھنے میں کاہلی کریں تو اس روایت پر عمل چاہئے کہ دو گواہ کافی ہیں کہ اب وہ وجہ نہ رہی " کہ سب چاند دیکھنے میں مصروف تھے اور مطلع صاف تھا تو فقط انہی دو کو نظر آنا" بعید از قیاس ہے، اور ولوالجیہ وظہیریہ سے

ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر الروایۃ میں صرف تعدد گواہان کی شرط ہے اور تعدد دو سے بھی ہو گیا ابھی اور ہمارے زمانے میں لوگوں کا سر آنکھوں دیکھا ہے تو دو کی گواہی کو یہ نہ کہیں گے کہ جمہور کے خلاف انہی کو کیسے نظر آ گیا جس سے گواہ کی غلطی ظاہر ہوتو ظاہر الروایۃ کی وجہ نہ رہی تو اس دوسری روایت پر فتویٰ دینا لازم ہوا۔(ردالمحتار، ج ۲، ص ۱۰۱، مصطفی البابی مصر)

عادل، مستور اور فاسق کی تعریفات وفقہی احکام

لوگ تین قسم ہیں: (۱) عادل (۲) مستور (۳) فاسق عادل وُہ مرتکب کبیرہ نہ ہو یا خفیف الحرکات نہ ہو۔

مرتکب کبیرہ نہ ہوا تو اول ارتکاب کبیرہ میں اصرار صغیرہ بھی آ گیا کہ صغیرہ اصرار سے کبیرہ ہو جاتا ہے۔(رہا علماء کا یہ قول کہ کبائر کا ترک اور صغائر پر اصرار الخ تو اس سے مراد وضاحت ہے نہ کہ تکمیل تعریف، جیسا کہ مخفی نہیں۔قلت خفیف الحرکات نہ ہو جیسے بازار میں کھاتے پھرنا یا شارع عام چلنے پر راہ میں پیشاب کو بیٹھنا اور مستور پر پوشیدہ حال جس کی کوئی بات مسقط شہادت معلوم نہیں۔اور فاسق جو ظاہر اُبد افعال ہے۔

عادل کی گواہی ہر جگہ مقبول ہے اور مستور کی ہلال رمضان میں، اور فاسق کی کہیں نہیں۔ پر بعض روایات کے بعض الفاظ بظاہر اس طرف جاتے ہیں کہ رمضان میں فاسق کی شہادت بھی سُن لیں۔ممکن ہے کہ اُس شہر کا حاکم شرع یہی خیال رکھتا ہو، اگر چہ محققین نے اسے رد کر دیا۔تو جس فاسق کو معلوم ہو کہ یہاں کے حاکم کا یہ مسلک ہے اس پر بیشک گواہی دینی واجب ہوگی ورنہ نہیں، اور رمضان میں جبکہ عادل و مستور کا ایک حکم ہے، تو اس وجوب میں بھی یکساں رہیں گے۔رہا عادل، جب وُہ دائم المقبول ہے تو اُس پر وجوب بھی مطلقاً ہے یعنی رمضان ہو خواہ عید الفطر خواہ عید الاضحیٰ۔

عادل پر لازم ہے کہ اس نے جس رات چاند دیکھا ہے اسی رات حاکم کے پاس گواہی دے تاکہ لوگ صبح کو بے روزہ نہ اُٹھیں، اور یہ گواہی فرض عین ہے۔(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی، ۳۵۸، نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

2112 - اَخْبَرَنَا مُوسٰى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبْصَرْتُ الْهِلَالَ اللَّيْلَةَ . قَالَ اَتَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ . قَالَ نَعَمْ . قَالَ يَا بِلَالُ اَذِّنْ فِي النَّاسِ فَلْيَصُوْمُوا غَدًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا: میں نے گزشتہ رات پہلی کا چاند دیکھ لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں' اس نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بلال لوگوں میں یہ اعلان کر دو کہ وہ کل روزہ رکھیں۔

2113 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِي دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلٌ .

2112-تقدم (الحديث 2111) .

2113-تقدم (الحديث 2111) .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی ''مرسل'' روایت کے طور پر منقول ہے۔

2114 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ - مِصِّيصِيٌّ - قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوْسَى الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ مُرْسَلٌ .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2115 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ شَبِيبٍ اَبُو عُثْمَانَ - وَكَانَ شَيْخًا صَالِحًا بِطَرَسُوسَ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِي زَائِدَةَ عَنْ حُسَيْنِ بْنِ الْحَارِثِ الْجَدَلِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ زَيْدِ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّهُ خَطَبَ النَّاسَ فِي الْيَوْمِ الَّذِي يُشَكُّ فِيهِ فَقَالَ اَلَا اِنِّي جَالَسْتُ اَصْحَابَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاَلْتُهُمْ وَاَنَّهُمْ حَدَّثُونِي اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُومُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوا لِرُؤْيَتِهِ وَانْسُكُوا لَهَا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا ثَلَاثِينَ فَاِنْ شَهِدَ شَاهِدَانِ فَصُومُوا وَاَفْطِرُوا .

★★ عبدالرحمٰن بن زید بن خطاب کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے اس دن کے بارے میں جس دن کے بارے میں لوگوں کو شک تھا (کہ آج رمضان یا شوال کی پہلی تاریخ ہے یا نہیں ہے) اس دن کے بارے میں خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو یہ بتایا: یاد رکھنا میں نبی اکرم ﷺ کے اصحاب کے ساتھ رہا ہوں' میں نے ان سے سوال جواب کیے ہیں' ان حضرات نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم چاند کو دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اور چاند کو دیکھ کر عیدالفطر کرو اور اسی کو دیکھ کر عیدالاضحیٰ کرو' اگر (آخری تاریخ میں) بادل چھایا ہو' تو تم 30 کا عدد پورا کرلو' اگر دو آدمی گواہی دے دیں' تو تم روزہ رکھنا شروع کرو اور عید الفطر کرو۔

ہلالِ عید کی شہادت میں مذاہب اربعہ

ہلالِ عید کی شہادت کے لئے کم از کم دو گواہوں کی ضرورت ہے۔ چنانچہ آخر رمضان میں ہلالِ عید کے متعلق جھگڑا ہوا۔ دو اعرابی آئے اور انہوں نے شہادت دی کہ بخدا ہم نے کل عید کا چاند دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ روزہ افطار کرلیں اور صبح عیدگاہ کی طرف نکلیں۔ عید کے بارے میں کوئی ایسی صحیح حدیث نہیں جس میں ایک شہادت کا ذکر ہو۔

نصاب شہادت رمضان کے بارے میں اعتراض: امام مالک، لیث، اوزاعی، ثوری اور امام شافعی سے مروی (ایک قول میں) ہے کہ ہلالِ رمضان کے لئے ایک شہادت کافی نہیں بلکہ دو کی شہادت کا اعتبار ہوگا۔ ان ائمہ نے اپنے موقف کے بارے میں جو احادیث بیان کی ہیں، ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو عبدالرحمٰن بن زید سے مروی ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

فان شهد شاهدان مسلمان فصوموا وافطروا (مسند احمد) اگر دو مسلمان شہادت دیں تو روزہ رکھو اور افطار

2114-تقدم (الحديث 2111) .

2115-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15621) .

کر دوسری حدیث وہ ہے جو امیر مکہ حارث بن حاطب سے مروی ہے۔ اس کے الفاظ حسب ذیل ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فإن لم نره وشهد شاهدا عدل نسكنا بشهادتهما (ابوداؤد)

اگر ہم چاند نہ دیکھ پائیں اور دو عادل گواہ شہادت دے دیں تو ان کی شہادت پر شرعی احکام یعنی روزہ، عید ادا کریں گے
اور دار قطنی نے روایت کر کے اس کی سند کو متصل صحیح کہا (منتقی)

بظاہر ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ہلال رمضان کے لئے بھی کم از کم دو گواہ ہوں۔ جن احادیث میں ایک گواہ کا ذکر ہے، ان میں دوسرے گواہ کی نفی نہیں ہے۔ اس بات کا احتمال ہے کہ اس سے پہلے کسی دوسرے شخص سے بھی رویت ہلال کا علم ہو گیا ہو۔

اس اعتراض کا ابن مبارک اور امام احمد بن حنبل نے یہ جواب دیا ہے کہ جن احادیث میں دو گواہوں کی تصریح ہے، ان سے زیادہ سے زیادہ ایک شہادت سے ممانعت بالمفہوم ثابت ہوتی ہے۔ مگر ابن عمر اور ابن عباس ہر دو کی احادیث میں ایک شہادت کی قبولیت کا بالمنطوق بیان ہے اور مسلمہ اُصول ہے کہ دلالت مفہوم سے دلالت منطوق راجح ہے۔ اس لئے یہی قول درست ہے کہ رویت ہلال کے بارے میں ایک مسلمان عادل کی شہادت کافی ہے۔

پھر یہ احتمال پیدا کرنا کہ کسی دوسرے شخص سے رویت ہلال کا علم ہو گیا ہو، شریعت کے بیشتر احکام کو معطل کر دینے کے مترادف ہے۔ البتہ عبدالرحمٰن اور امیر مکہ کی احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہلال عید کے لئے بہر حال کم از کم دو گواہوں کی ضرورت ہے۔

صاف مطلع کی صورت شہادت جماعت میں احناف کا مؤقف

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب ابر و غبار کی حالت میں ہلال رمضان کے لیے ایک عادل یا مستور الحال کی خبر کافی ہے اگرچہ غلام یا عورت ہو اور رؤیت کی کیفیت بیان کرے خواہ نہ کرے، دعوٰی یا لفظ اشہد یا حکم یا مجلس قاضی کی شرط نہیں مگر فاسق کا بیان بالاتفاق مردود ہے اور عید کے لیے بحال ناصافی مطلع عدالت کے ساتھ دو مرد یا ایک مرد دو عورت کی گواہی بلفظ اشہد ضرور ہے اور اگر ایسے شہر میں ہوں جہاں کوئی حاکم اسلام نہیں تو بوجہ ضرورت بحال ابر و غبار ایک ثقہ شخص کے بیان پر روزہ رکھیں اور دو عادلوں کی خبر پر عید کر لیں، اور جب ابر و غبار نہ ہو تو ایسی بڑی جماعت کی خبر مقبول ہوگی جس سے ظن غالب حاصل ہو جائے اور امام سے مروی ہوا کہ دو گواہ کافی ہیں اور اسی کو بحر الرائق میں اختیار کیا، اور کتاب الاقضیہ میں فرمایا صحیح یہ ہے کہ ایک بھی کافی ہے اگر جنگل سے آئے یا بلند مکان پر تھا اور اسی کو امام ظہیر الدین نے اختیار فرمایا اور ذی الحجہ اور باقی نو مہینوں کے چاند کا وہی حکم ہے جو ہلال عید الفطر کا۔ (درمختار، ج ۱، ص ۱۴۸، مطبع مجتبائی دہلی)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب آسمان صاف ہو تو ہلال روزہ و عید کے قبول کو جماعت عظیم کی خبر شرط

ہے اس لیے کہ بڑی جماعت کہ وہ بھی چاند دیکھنے میں مصروف تھی اُس میں صرف دو ایک شخص کو نظر آنا حالانکہ مطلع صاف ہے ان دو ایک کی خطا میں ظاہر ہے، ایسا ہی بحر الرائق میں ہے اور جماعت عظیم میں عدالت شرط نہیں، ایسا ہی امداد الفتاح میں ہے، نہ آزادی شرط ہے ایسا ہی قہستانی میں ہے۔ (ردالمحتار، ج ۲، ص ۱۰۰، مطبوعہ، مصر)

بَاب اِكْمَالِ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ اِذَا كَانَ غَيْمٌ وَّذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ

یہ باب ہے کہ جب بادل چھائے ہوں' تو شعبان کے تیس دن پورے کرنا

اس بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایت نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

2116 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمُ الشَّهْرُ فَعُدُّوْا ثَلَاثِيْنَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اسے دیکھ کر روزہ رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھائے ہوں' تو تم تیس کا عدد پورا کرو۔

2117 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا وَرْقَاءُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا ثَلَاثِيْنَ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اسے دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھائے ہوں' تو تم تیس کی تعداد پوری کرو۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شعبان کی تیرویں تاریخ کو رمضان کی نیت سے) روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ چاند دیکھ لو، اسی طرح روزہ اس وقت ختم نہ کرو جب تک کہ عید کا چاند نہ دیکھ لو لہٰذا (تیسویں شب یعنی انتیسویں تاریخ کو) اگر (گرد وغبار اور ابر وغیرہ یا کسی اور سبب سے) چاند نظر نہ آئے تو اس کا اعتبار کرو (یعنی اس مہینے کو تیس دن کا سمجھ لو) ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہینہ کبھی تیس رات کا بھی ہوتا ہے اس لئے جب تک چاند نہ دیکھ لو (رمضان کی نیت سے) روزہ نہ رکھو اور اگر انتیس تاریخ کو ابر وغیرہ ہو اور چاند نظر نہ آئے تو تیس

2116-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا و اذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1909) . و اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال، و الفطر لروية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 19) . و نسائي (الحديث 2117) . تحفة الاشراف (14382) .

2117-تقدم (الحديث 2116) .

دن پورے کرو (یعنی تیس دن کا مہینہ سمجھو)۔ (بخاری و مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم رقم الحدیث، 473)

مطلب یہ ہے کہ جب تک چاند نہ دیکھ لو یا معتبر شہادت اور معتبر ذرائع سے جب تک رویت ہلال ثابت نہ ہو جائے روزہ رکھو اور روزہ ختم کر کے عید مناؤ۔ مہینہ کبھی انتیس رات کا بھی ہوتا ہے، سے دراصل اس بات کی ترغیب دلانا مقصود ہے تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کیا جائے، چنانچہ علماء لکھتے ہیں کہ شعبان کی انتیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں۔

باب ذِكْرِ الْإِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2118 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَصُوْمُوْا ثَلَاثِيْنَ يَوْمًا ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو تم روزہ رکھنا شروع کر دو اور جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر کر لو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو تیس دن روزے رکھو۔

2119 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنے شروع کر دو اور جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو عید الفطر کر لو اور جب تم پر بادل چھا جائیں' تو گنتی پوری کرو۔

2120 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ – وَاللَّفْظُ لَهٗ – عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ رَمَضَانَ فَقَالَ لَا تَصُوْمُوْا

2118-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 17) ـ و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في (صوموا لرؤيته و افطروا لرؤيته) (الحديث 1655) . تحفة الاشراف (13102) .

2119-اخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقال رمضان او شهر رمضان (الحديث 1900) واخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 8) . تحفة الاشراف (6983) .

2120-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا، واذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1906) واخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال، و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 3) . تحفة الاشراف (8362) .

حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کا تذکرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

روزہ رکھنا اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک پہلی کا چاند نہ دیکھ لو اور عید الفطر اس وقت تک نہ کرو' جب تک تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) نہ دیکھو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو گنتی پوری کرو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

اس حدیث میں عبید اللہ بن عمر نامی راوی پر اختلاف کا تذکرہ

2121 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَصُوْمُوا حَتّٰى تَرَوْهُ وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوْهُ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاقْدُرُوْا لَهٗ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

روزہ رکھنا اس وقت تک شروع نہ کرو جب تک تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) نہیں دیکھ لیتے اور عید الفطر اس وقت تک نہ کرو جب تک اسے دیکھ نہیں لیتے' اگر تم پر بادل چھائے ہوں' تو تم گنتی پوری کر لو۔

2122 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ صَاحِبُ حِمْصَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْهِلَالَ فَقَالَ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَعُدُّوا ثَلَاثِيْنَ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی کے چاند کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

جب تم اسے دیکھو تو روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھو تو عید الفطر کرو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو 30 کی تعداد پوری کر لو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت میں عمرو بن دینار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2123 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ اَبُو الْجَوْزَاءِ - وَهُوَ ثِقَةٌ بَصْرِيٌّ اَخُوْ اَبِي الْعَالِيَةِ - قَالَ اَنْبَاَنَا حَبَّانُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

2121-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8214) .

2122-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال، و الفطر لروية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 20) . تحفة الاشراف (13797) .

2123-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6307) .

صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اسے دیکھ کر روزہ رکھو اور اسے دیکھ کر عیدالفطر کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو 30 کی تعداد پوری کرلو۔

2124 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ عَجِبْتُ مِمَّنْ يَتَقَدَّمُ الشَّهْرَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَإِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو (رمضان کے) مہینے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتا ہے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو تم روزہ رکھنا شروع کرو اور جب تم اسے دیکھو تو عیدالفطر کرو اگر تم پر بادل چھا جائیں تو تیس کی تعداد پوری کرلو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مَنْصُوْرٍ فِیْ حَدِيْثِ رِبْعِيٍّ فِيْهِ

ربعی سے منقول حدیث میں منصور سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2125 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَهُ اَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثُمَّ صُوْمُوا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ اَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ قَبْلَهُ .

★★ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ تم اس سے پہلے پہلی کا چاند دیکھ لو یا تعداد پوری کرو پھر تم روزے رکھنے شروع کرو یہاں تک کہ پہلی کا چاند دیکھو یا اس سے پہلے تعداد پوری کرلو۔

2126 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ عَنْ بَعْضِ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ حَتّٰى تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ اَوْ تَرَوُا الْهِلَالَ ثُمَّ صُوْمُوا وَلَا تُفْطِرُوْا حَتّٰى تَرَوُا الْهِلَالَ اَوْ تُكْمِلُوا الْعِدَّةَ ثَلَاثِيْنَ . اَرْسَلَهُ الْحَجَّاجُ بْنُ اَرْطَاةَ .

★★ ربعی ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

2124-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6435) .

2125-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اذا اغمي الشهر (الحديث 2326) . وسياتي (الحديث 2126) و (الحديث 2127) مرسلا . تحفة الاشراف (3316) .

2126-تقدم (الحديث 2125) .

مہینہ شروع ہونے سے پہلے روزہ نہ رکھو یہاں تک کہ (گزشتہ مہینے کی) تعداد پوری کرلو یا (اگلے مہینے کا) پہلی کا چاند دیکھ لو پھر تم روزے رکھتے رہو اور روزے رکھنا ترک نہ کرو یہاں تک کہ تم (اگلے مہینے کا) پہلی کا چاند دیکھ لو یا (رمضان کی) تیس کی تعداد پوری کرلو۔

حجاج بن ارطاۃ نامی راوی نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2127 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ اَرْطَاةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ رِبْعِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَاَيْتُمُ الْهِلَالَ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَتِمُّوا شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ اِلَّا اَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ صُوْمُوْا رَمَضَانَ ثَلَاثِيْنَ اِلَّا اَنْ تَرَوُا الْهِلَالَ قَبْلَ ذٰلِكَ .

☆☆ ربعی روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جب تم پہلی کا چاند دیکھ لو تو روزے رکھنے شروع کرو اور جب تم اسے دیکھ لو تو عید الفطر کرلو اگر تم پہ بادل چھا جائیں تو تم شعبان کے تیس دن پورے کرو البتہ اگر تم اس سے پہلے پہلی کا چاند دیکھ لو (تو حکم مختلف ہے) پھر تم رمضان کے تیس روزے رکھو البتہ اگر تم اس سے پہلے پہلی کا چاند دیکھ لو (تو حکم مختلف ہے)۔

2128 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اَبِيْ صَغِيْرَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ عِكْرِمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صُوْمُوْا لِرُؤْيَتِهِ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهِ فَاِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُ سَحَابٌ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اُسے دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل حائل ہو جائیں تو تم تعداد کو پورا کرو اور مہینے کو پہلے ہی شروع نہ کردو۔

2129 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَصُوْمُوْا قَبْلَ رَمَضَانَ صُوْمُوْا لِلرُّؤْيَةِ وَاَفْطِرُوْا لِلرُّؤْيَةِ فَاِنْ حَالَتْ دُوْنَهُ غَيَايَةٌ فَاَكْمِلُوْا ثَلَاثِيْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

رمضان سے پہلے روزہ رکھنا نہ شروع کرو چاند کو دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر ہی عید الفطر کرو اگر اس کے

2127-تقدم (الحديث 2125) .

2128-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من قال: فان غم عليكم فصوموا ثلاثين (الحديث 2327) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء ان الصوم لرؤية الهلال، و الافطار له (الحديث 688) و سياتي (الحديث 2129)، وصيام يوم الشك (الحديث 2188) مطولاً . تحفة الاشراف (6105) .

2129-تقدم (الحديث 2128) .

آگے بادل آ جائیں' تو تیس کی تعداد پوری کرلو۔

باب كَمِ الشَّهْرُ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ عَنْ عَائِشَةَ

یہ باب ہے کہ مہینہ کتنے دن کا ہوتا ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول

اس روایت میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2130 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ عَنْ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اَقْسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا يَدْخُلَ عَلٰى نِسَائِهِ شَهْرًا فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ فَقُلْتُ اَلَيْسَ قَدْ كُنْتَ اٰلَيْتَ شَهْرًا فَعَدَدْتُ الْاَيَّامَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ قسم اُٹھائی کہ آپ ایک ماہ تک اپنی ازواج کے پاس تشریف نہیں لے جائیں گے' انتیس دن گزر گئے (تو آپ میرے ہاں تشریف لائے) میں نے عرض کی: آپ نے تو ایک مہینے کی قسم نہیں اُٹھائی تھی' میں نے دن گنتی کیے ہیں' یہ انتیس دن بنتے ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2131 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ حَدَّثَهُ ح وَاَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ ثَوْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ اَزَلْ حَرِيْصًا اَنْ اَسْاَلَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَنِ الْمَرْاَتَيْنِ مِنْ اَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّتَيْنِ قَالَ اللّٰهُ لَهُمَا (اِنْ تَتُوْبَا اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوْبُكُمَا) وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيْهِ فَاعْتَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَائَهُ مِنْ اَجْلِ ذٰلِكَ الْحَدِيْثِ حِيْنَ اَفْشَتْهُ حَفْصَةُ اِلٰى عَائِشَةَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً .

قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ قَالَ مَا اَنَا بِدَاخِلٍ عَلَيْهِنَّ شَهْرًا . مِنْ شِدَّةِ مَوْجِدَتِهِ عَلَيْهِنَّ حِيْنَ حَدَّثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ حَدِيْثَهُنَّ فَلَمَّا مَضَتْ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَبَدَاَ بِهَا فَقَالَتْ لَهُ عَائِشَةُ اِنَّكَ قَدْ كُنْتَ اٰلَيْتَ يَا

2130-اخرجه مسلم في الصيام، باب الشهر يكون تسعًا و عشرين (الحديث 22)، و في الطلاق، باب في الايلاء، و اعتزال النساء و تخييرهن، و قول تعالى. (وان تظاهرا عليه) (الحديث 35) مطولا واخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة التحريم) (الحديث 3318) مطولا . تحفة الاشراف (16635) .

2131-اخرجه البخاري في المظالم، باب الغرفة و العلية المشرفة و غير المشرفة في السطوح و غيرها (الحديث 2468) مطولا . و في النكاح، باب موعظة الرجل ابنته لحال زوجها (الحديث 5191) مطولا . والحديث عند البخاري في العلم، باب التناوب في العلم (الحديث 89)، و في الادب، باب التكبير و التسبيح عند التعجب (الحديث 6218م) تعليقا، و مسلم في الطلاق، باب في الايلاء و اعتزال النساء و تخييرهن؛ و قوله تعالى (و ان تظاهرا عليه) (الحديث 34) . والترمذي في صفة القيامة، باب ۰ ۲ . (الحديث 2461)، و النسائي في عشرة النساء، هجرة المرأة زوجها (الحديث 275) . تحفة الاشراف (10507) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَنْ لَا تَدْخُلَ عَلَيْنَا شَهْرًا وَّاِنَّا اَصْبَحْنَا مِنْ تِسْعٍ وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً نَعُدُّهَا عَدَدًا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ لَيْلَةً .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' میری کافی عرصے سے یہ خواہش تھی کہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے تعلق رکھنے والی ان دوخواتین کے بارے میں دریافت کروں' جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

"اگر تم دونوں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتی ہو ورنہ تو تم دونوں کے دل مائل ہو چکے تھے"۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ بات بیان کی ہے' جب سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو بتائی تو اس وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انتیس دن تک اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار کیے رکھی۔

سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا: میں ایک ماہ تک ان کے ہاں نہیں جاؤں گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر شدید ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ بات فرمائی تھی' اس وقت جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے واقعہ کے بارے میں آگاہ کر دیا تھا' جب انتیس دن گزر گئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لائے' آپ سب سے پہلے ان کے ہاں آئے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! آپ نے تو یہ قسم اُٹھائی تھی کہ آپ ایک ماہ تک ہمارے ہاں تشریف نہیں لائیں گے ابھی تو انتیس دن ہوئے ہیں' میں نے ان کی گنتی کی ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

باب ذِكْرِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ

2132 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ - هُوَ اَبُوْ بُرَيْدٍ الْجَرْمِيُّ بَصْرِيٌّ - عَنْ بَهْزٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِى الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَانِىْ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل میرے پاس آئے اور انہوں نے بتایا: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2133 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ يَوْمًا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2132-انفرد به النسائي ، وسياتي في الصيام، ذكر خبر ابن عباس فيه (الحديث 2133) . تحفة الاشراف (6322) .

2133-تقدم في الصيام، ذكر خبر ابن عباس فيه (الحديث 2132) .

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اِسْمَاعِيْلَ فِيْ خَبَرِ سَعْدِ بْنِ مَالِكٍ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت سعد بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں
اسماعیل نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2134 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اَبِيْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ضَرَبَ بِيَدِهٖ عَلَى الْاُخْرٰى وَقَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . وَنَقَصَ فِي الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا .

☆☆ محمد بن سعد اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر مارتے ہوئے فرمایا:

مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے' تیسری مرتبہ آپ نے ایک انگلی کو کم کرلیا (یعنی کبھی انتیس دن کا بھی ہوتا ہے)۔

2135 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . يَعْنِيْ تِسْعَةً وَّعِشْرِيْنَ .

رَوَاهُ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَّغَيْرُهٗ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ محمد بن سعد اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا بھی ہوتا ہے۔ (راوی کہتے ہیں:) یعنی انتیس دن کا ہوتا ہے۔

اس روایت کو دیگر راویوں نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

2136 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . وَصَفَّقَ مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ بِيَدَيْهِ يَنْعَتُهَا ثَلَاثًا ثُمَّ قَبَضَ فِي الثَّالِثَةِ الْاِبْهَامَ فِي الْيُسْرٰى . قَالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قُلْتُ لِاِسْمَاعِيْلَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَا .

☆☆ محمد بن سعد بن ابی وقاص بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔

محمد بن عبید نامی راوی نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے تین مرتبہ اشارہ کر کے اسے کر کے دکھایا اور تیسری مرتبہ انگوٹھے کو بند کر لیا (تو یہ انتیس بن جاتا ہے)۔

2134-اخرجه مسلم في الصيام، باب الشهر يكون تسعًا وعشرين (الحديث 26 و 27) . وسيأتي (الحديث 2135) و (الحديث 2136) مرسلًا و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الشهر تسع و عشرون (الحديث 1656) . تحفة الاشراف (3920) .

2135-تقدم (الحديث 2134) .

2136-تقدم (الحديث 2134) .

یحییٰ بن سعد نامی راوی بیان کرتے ہیں' میں نے اسماعیل نامی راوی سے یہ دریافت کیا: کیا یہ روایت محمد بن سعد نے اپنے والد کے حوالے سے نقل کی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں!

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيٰى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ فِيْ خَبَرِ اَبِيْ سَلَمَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں ابوسلمہ کے حوالے سے منقول روایات کے بارے میں یحییٰ بن ابوکثیر نامی راوی سے منقول ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2137 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا هَارُوْنُ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ - هُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ يَكُوْنُ تِسْعَةً وَعِشْرِيْنَ وَيَكُوْنُ ثَلَاثِيْنَ فَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَصُوْمُوْا وَاِذَا رَاَيْتُمُوْهُ فَاَفْطِرُوْا فَاِنْ غُمَّ عَلَيْكُمْ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مہینہ کبھی انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے' جب تم اسے (یعنی پہلی کے چاند کو) دیکھ لو تو روزے رکھنا شروع کر دو اور جب تم اسے دیکھو تو عیدالفطر کر لو' اگر تم پر بادل چھا جائیں' تو تعداد پوری کر لو۔

چاند کے مطابق روزے اور عید کا بیان

حضرت ابوالبختری کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ عمرہ کرنے کی غرض سے اپنے شہر کوفہ سے نکلے جب ہم لوگ بطن نخلہ میں جو مکہ اور طائف کے درمیان ایک مقام ہے ٹھہرے تو چاند دیکھنے کے لئے ایک جگہ جمع ہوئے چاند دیکھنے کے بعد بعض لوگوں نے کہا کہ یہ چاند تیسری شب کا ہے اور دوسرے بعض لوگوں نے کہا کہ دوسری شب کا ہے اس کے بعد جب ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہماری ملاقات ہوئی تو ہم نے اس سے لوگوں کا بیان عرض کیا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ تم نے چاند کس رات دیکھا تھا؟ ہم نے کہا کہ ایسی اور ایسی رات (یعنی مثلاً پیر یا منگل کی رات) میں دیکھا تھا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کی مدت کو چاند دیکھنے پر موقوف کیا ہے (یعنی جب چاند دیکھا جائے گا تو رمضان کی ابتداء ہو گی) لہٰذا چاند اسی رات کا ہے کہ جس رات میں تم نے اسے دیکھا ہے۔ ابوالبختری ہی کی ایک روایت یوں ہے کہ ہم نے ذات عرق میں کہ جو مذکورہ بالا بطن نخلہ کے قریب ایک مقام ہے چاند دیکھا، چنانچہ ہم نے ایک شخص کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں ان سے یہ پوچھنے کے لئے بھیجا کہ یہ چاند کس رات کا ہے؟ کیونکہ ہمارے درمیان مذکورہ بالا اختلاف پیدا ہو گیا تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعبان کی مدت کو رمضان کا چاند دیکھنے کے وقت تک دراز کیا ہے۔ لہٰذا اگر انتیس تاریخ کو مطلع ابر آلود ہو تو گنتی پوری کرو۔ (یعنی شعبان کے تیس دن پورے کرو) اور اس کے بعد روزہ رکھو۔ (مسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 484)

2137-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15410) .

حاصل یہ ہے کہ رمضان کا مدار چاند دیکھنے پر ہے چاند کے بڑا ہونے کا کوئی اعتبار نہیں ہے بلکہ منقول ہے کہ چاندرات میں چاند کا بڑا ہونا قرب قیامت کی علامت ہے۔ یہاں جو روایتیں نقل کی گئی ہیں۔ وہ اگرچہ بظاہر مختلف معلوم ہوتی ہیں مگر درحقیقت اس احتمال کے پیش نظر ان میں کوئی منافات نہیں ہے کہ ان لوگوں نے ذات عرق میں جمع ہو کر چاند دیکھا ہو پھر ان میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں ایک آدمی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں بھیجا گیا ہو۔ انہوں نے اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل فرما دیا پھر جب سب لوگ بطن نخلہ میں پہنچے تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بالمشافہ سوال کیا چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی کی روشنی میں مذکورہ بالا جواب دیا، چاند دیکھنے کے بارے میں کچھ مسائل ذہن نشین کر لیجئے۔

اگر شعبان کی تیس تاریخ کو دن میں زوال سے پہلے یا زوال کے بعد چاند نظر آئے تو وہ شب آئندہ کا چاند سمجھا جائے گا لہٰذا اس دن نہ رمضان کی ابتداء کا حکم دیا جائے گا۔ اور نہ اس دن روزہ رکھنے کے لئے کہا جائے گا اسی طرح اگر رمضان کی تیس تاریخ کو چاند نظر آئے تو نہ اس دن روزہ افطار کیا جائے گا اور نہ اس دن کو یوم عید قرار دیا جائے گا۔

شعبان کی تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کرنا واجب علی الکفایہ ہے۔ اگر کسی ایک جگہ چاند کی رویت ثابت ہو جائے تو تمام جگہوں کے لوگوں کو اگلے روز روزہ رکھنا واجب ہوگا اس سلسلے میں اختلاف مطالع کا اعتبار نہ ہوگا۔ مثلاً اگر دہلی میں جمعہ کی شب میں چاند کی رویت ہو جائے اور دوسرے شہروں میں ہفتہ کی شب میں چاند دیکھا جائے تو ہفتہ کی شب میں چاند دیکھنے کا اعتبار نہیں ہوگا بلکہ تمام شہروں میں دہلی کی رویت معتبر ہوگی اور سب جگہ جمعہ کے روز سے روزہ رکھنا لازم ہوگا۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ظاہری روایت یہی ہے اور حنفیہ کے جمہور علماء کا اسی پر اعتماد وفتویٰ ہے جب کہ امام شافع اور امام احمد کے مسلک میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے ان حضرات کے ہاں ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں کے لئے کافی نہیں ہے۔ جس شخص نے رمضان کا چاند دیکھا ہو اور اس کی شہادت وخبر کسی وجہ سے قابل قبول نہ ہو تو خود اس کو اپنی رویت کے مطابق روزہ رکھنا چاہیے اگر وہ خود بھی روزہ نہیں رکھے گا تو اس پر قضا لازم آئے گی۔

2138 – اَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِیَةُ ح وَاَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُغِیْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ مُعَاوِیَةَ – وَاللَّفْظُ لَهُ – عَنْ یَحْیَی بْنِ اَبِیْ کَثِیْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ وَهُوَ – ابْنُ عُمَرَ – یَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ .

★★ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

مہینہ (کبھی) انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2138-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لروية الهلال و الفطر لروية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 11) . تحفة الاشراف (8583) .

2139 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْیَانَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَكْتُبُ وَلَا نَحْسِبُ الشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . ثَلَاثًا حَتّٰی ذَكَرَ تِسْعًا وَّعِشْرِیْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ہم اُمّی قوم ہیں' ہم لوگ تحریر نہیں کرتے ہیں اور حساب نہیں کرتے ہیں' مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے' آپ نے تین مرتبہ یہ فرمایا' یہاں تک کہ آپ نے انتیس دن کا ذکر کیا۔

2140 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ قَیْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِیْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ سَعِیْدِ بْنِ اَبِی الْعَاصِ اَنَّهٗ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّا اُمَّةٌ اُمِّیَّةٌ لَا نَحْسِبُ وَلَا نَكْتُبُ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . وَعَقَدَ الْاِبْهَامَ فِی الثَّالِثَةِ وَالشَّهْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا وَهٰكَذَا . تَمَامَ الثَّلَاثِیْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ہم اُمّی لوگ ہیں' ہم حساب کتاب نہیں کرتے ہیں اور لکھتے نہیں ہیں' مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) تیسری مرتبہ آپ نے انگوٹھے کو بند کرلیا۔ (پھر فرمایا:) مہینہ اتنا' اتنا اور اتنا ہوتا ہے' اس مرتبہ آپ نے تیس کا عدد پورا کیا۔

2141 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ جَبَلَةَ بْنِ سُحَیْمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الشَّهْرُ هٰكَذَا .

وَوَصَفَ شُعْبَةُ عَنْ صِفَةِ جَبَلَةَ عَنْ صِفَةِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ فِیْمَا حَكٰی مِنْ صَنِیْعِهٖ مَرَّتَیْنِ بِاَصَابِعِ یَدَیْهِ وَنَقَصَ فِی الثَّالِثَةِ اِصْبَعًا مِنْ اَصَابِعِ یَدَیْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مہینہ اس طرح ہوتا ہے۔

شعبہ نے اپنے استاد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' انہوں نے انتیس دن کا اشارہ کر کے یہ بات بتائی' جس میں انہوں نے یہ بات نقل کی ہے' انہوں نے دو مرتبہ ایسا کیا جس میں دونوں ہاتھوں کی تمام

2139-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لا نكتب ولا نحسب) (الحديث 1913) . واخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 15) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب الشهر يكون تسعًا و عشرين (الحديث 2319) و سياتي (الحديث 2140) . تحفة الاشراف (7075) .

2140-تقدم (الحديث 2139) .

2141-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا و اذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1908) مختصراً، و في الطلاق، باب اللعان (الحديث 5302) بنحوه و اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال ، و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يومًا (الحديث 13) . تحفة الاشراف (6668) .

انگلیوں کے ذریعے اشارہ کیا اور تیسری مرتبہ میں اپنی ایک انگلی کو بند کر لیا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہم اہل عرب امی قوم ہیں کہ حساب کتاب نہیں جانتے مہینہ اتنا اور اتنا اور اتنا ہوتا ہے (لفظ اتنا تین مرتبہ کہتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں دو مرتبہ بند کیں اور پھر کھول دیں) اور تیسری مرتبہ میں ہاتھوں کی انگلیاں بند کر کے پھر نو انگلیاں تو کھول دیں اور انگوٹھا بند کئے رکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینے میں ایک کم تیس دن ہوتے ہیں یعنی انتیس کا مہینہ ہوتا ہے اور پھر فرمایا مہینہ اتنا اور اتنا (اور اس مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تیس کا عدد بتانے لئے پہلے کی طرح تیس مرتبہ میں انگوٹھا بند نہیں رکھا) یعنی پورے تیس دن کا ہوتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ کبھی تو مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے اور کبھی تیس دن کا ہوتا ہے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 475)

اہل عرب کو امی اس لئے فرمایا گیا کہ وہ جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے تھے ویسے ہی رہتے تھے پڑھتے لکھتے نہیں تھے۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اکثر کے اعتبار سے فرمایا ہے کیونکہ اگرچہ عرب میں تعلیم عام نہیں تھی اور اکثریت بے پڑھے لکھے لوگوں کی تھی مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ لوگ علم کے زیور سے آراستہ ہوتے ہی تھے یا اس جملے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ اہل عرب حساب کتاب اچھی طرح نہیں جانتے۔

بہر حال حدیث کے معنی یہ ہیں کہ نجوم کے قواعد پر عمل کرنا ہمارا شیوہ اور طریقہ نہیں ہے اور نہ نجوم کے قواعد وحساب سے جیسا کہ جنتری وغیر میں لکھا ہوتا ہے چاند کا ثبوت معتبر ہو سکتا ہے بلکہ اس بارے میں ہمارا علم صرف رویت ہلال سے متعلق ہے کہ اگر چاند دیکھا جائے گا یا چاند کی رویت شرعی قواعد وضوابط کے تحت ثابت ہو جائے گی تو روزہ شروع ہوگا یا اس کا اختتام ہوگا اسی بات کے آخر میں وضاحت کی گئی کہ کسی مہینے میں چاند انتیس تاریخ کو ہوتا ہے اور کسی مہینے میں تیس تاریخ کو۔ روایت کی آخری عبارت کے دونوں جملے یعنی تمام الثلثین اور یعنی مرۃ تسعا الخ راوی کے الفاظ ہیں پہلے جملہ سے تو راوی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری اشارے کو بیان کیا ہے اور دوسرے جملے کے ذریعے دونوں چیزوں کی وضاحت کر دی ہے۔

2142 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عُقْبَةَ - يَعْنِیْ ابْنَ حُرَيْثٍ - قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشَّهْرُ تِسْعٌ وَّعِشْرُوْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مہینہ انتیس دن کا بھی ہوتا ہے۔

2142-اخرجه مسلم في الصيام، باب وجوب صوم رمضان لرؤية الهلال و الفطر لرؤية الهلال، و انه اذا غم في اوله او آخره اكملت عدة الشهر ثلاثين يوماً (الحديث 14) . تحفة الاشراف (7340) .

باب الْحَثِّ عَلَى السَّحُوْرِ

یہ باب سحری کرنے کی ترغیب دینے کے بیان میں ہے

2143 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔ وَقَفَهُ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

عبیداللہ بن سعید نامی راوی نے اسے موقوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شرح

مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کے لئے سحر کے وقت کچھ نہ کچھ کھا لینا چاہئے چنانچہ ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ سحری کھاؤ چاہے وہ ایک گھونٹ پانی ہی کی شکل میں کیوں نہ ہو، یہ حکم وجوب کے طور پر نہیں ہے بلکہ بطور استحباب ہے۔ سحر رات کے آخری حصے کو کہتے ہیں سحور سین کے زبر کے ساتھ اسم ہے یعنی سحور طعام سحر کو کہتے ہیں اور سین کے پیش کے ساتھ مصدر ہے جس کے معنی ہیں سحر کے وقت کھانا یہاں اس روایت میں یہ لفظ سحور اسم نقل کیا گیا ہے چنانچہ محدثین کے نزدیک روایت محفوظ میں یہ لفظ یوں ہی ہے البتہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ بہتر اور مناسب سحور مصدر ہی ہے کیونکہ حدیث کے مفہوم کے پیش نظر برکت کا تعلق فعل یعنی سحر کے وقت کھانے سے ہے نہ کہ اس کا تعلق اسم یعنی طعام سے ہے۔ برکت سے مراد یہ ہے کہ سحری کھانا چونکہ در اصل سنت نبوی پر عمل کرنا ہے اس لئے اس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ اجر عظیم حاصل ہوتا ہے بلکہ روزہ رکھنے کی قوت بھی آتی ہے۔

2144 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ تَسَحَّرُوْا ۔ قَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ لَا اَدْرِىْ كَيْفَ لَفْظُهُ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

سحری کیا کرو۔

عبیداللہ نامی راوی کہتے ہیں: مجھے یہ نہیں معلوم کہ ان کے الفاظ کی کیفیت کیا ہے۔

2145 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِى السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔

2143-انفرد به النسائي و سياتي (الحديث 2144) موقوفا ۔ تحفة الاشراف (9218) ۔

2144-تقدم في الصيام، الحث على السحور (الحديث 2143) ۔

2145-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه و استحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 45) ۔ واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل السحور (الحديث 708) تحفة الاشراف (1068) ۔

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمَانَ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں عبدالملک بن سلیمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2146 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ جَرِيْرٍ - نَسَائِیٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الرَّبِيْعِ قَالَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ اَبِی الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2147 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِیْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔ رَفَعَهُ ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰى ۔

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔
ابن ابی لیلیٰ نے اس روایت کو مرفوع حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2148 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2149 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ لَيْلٰى عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوْا فَاِنَّ فِی السَّحُوْرِ بَرَكَةً ۔

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

2150 ★★ - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ

2146-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2147) . تحفة الاشراف (14187) .
2147-تقدم (الحديث 2146) .
2148-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2149) . تحفة الاشراف (14202) .
2149-تقدم (الحديث 2148) .

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسَحَّرُوا فَاِنَّ فِي السُّحُورِ بَرَكَةً .

قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِيثُ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ هٰذَا اِسْنَادُهُ حَسَنٌ وَّهُوَ مُنْكَرٌ وَّاَخَافُ اَنْ يَكُونَ الْغَلَطُ مِنْ مُحَمَّدِ بْنِ فُضَيْلٍ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سحری کیا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول اس روایت کی سند حسن ہے اور یہ روایت منکر ہے مجھے یہ اندیشہ ہے یہ غلطی محمد بن فضیل نامی راوی سے ہوئی ہے۔

باب تَاْخِيرِ السُّحُورِ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى زِرٍّ فِيهِ

سحری میں تاخیر کرنا اور اس بارے میں زر نامی راوی سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2151 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوبَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ قَالَ قُلْنَا لِحُذَيْفَةَ اَيَّ سَاعَةٍ تَسَحَّرْتَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ النَّهَارُ اِلَّا اَنَّ الشَّمْسَ لَمْ تَطْلُعْ .

☆☆ زر بیان کرتے ہیں ہم نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس وقت سحری کی تھی؟ تو انہوں نے جواب دیا: دن شروع ہو چکا تھا البتہ سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔

2152 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ زِرَّ بْنَ حُبَيْشٍ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الصَّلَاةِ فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمَسْجِدَ صَلَّيْنَا رَكْعَتَيْنِ وَاُقِيمَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسَ بَيْنَهُمَا اِلَّا هُنَيْهَةٌ .

☆☆ زر بن حبیش بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے گئے پھر جب ہم مسجد آئے تو ہم نے دو رکعات نماز ادا کی پھر نماز کے لیے اقامت کہی گئی ان دونوں کے درمیان بہت تھوڑا سا وقت گزرا تھا۔

2153 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو يَعْفُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ قَالَ تَسَحَّرْتُ مَعَ حُذَيْفَةَ ثُمَّ خَرَجْنَا اِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْنَا رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ ثُمَّ اُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَصَلَّيْنَا .

2150-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15354) .

2151-سيأتي (الحديث 2152 و 2153) بمعناه، موقوفاً . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 1695) . تحفة الاشراف (3325) .

2152-تقدم (الحديث 2151) .

2153-تقدم (الحديث 2151) .

★★ صلہ بن زفر بیان کرتے ہیں میں نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ سحری کی پھر ہم لوگ مسجد کی طرف آئے ہم نے فجر کی دو رکعات (سنت) ادا کیں پھر نماز کے لیے اقامت کہہ دی گئی تو ہم نے نماز ادا کر لی۔

باب قَدْرِ مَا بَيْنَ السُّحُوْرِ وَبَيْنَ صَلَاةِ الصُّبْحِ

یہ باب ہے کہ سحری اور صبح کی نماز کے درمیان کتنا فرق ہونا چاہیے؟

2154 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ . قُلْتُ كَمْ كَانَ بَيْنَهُمَا قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے کھڑے ہوئے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے دریافت کیا: ان دونوں کے درمیان کتنا فرق تھا؟ تو انہوں نے فرمایا: اتنا جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ هِشَامٍ وَّسَعِيْدٍ عَلٰى قَتَادَةَ فِيْهِ ·

یہ باب ہے کہ اس روایت کو قتادہ کے حوالے سے نقل کرنے میں

ہشام اور سعید نامی راوی کے اختلاف کا تذکرہ

2155 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ تَسَحَّرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قُمْنَا اِلَى الصَّلَاةِ . قُلْتُ زُعِمَ اَنَّ اَنَسًا الْقَائِلُ مَا كَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ الرَّجُلُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ' حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سحری کی پھر ہم نماز کے لیے اُٹھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بات سمجھی جاتی ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بات دریافت کی تھی کہ ان دونوں کے درمیان کتنا فرق تھا' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: اتنی دیر' جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت

2154-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر (الحديث 575)، وفي الصوم، باب قدر كم بين السحور و صلاة الفجر (الحديث 1921) . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 47) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 703 و 704) و سياتي (الحديث 2155) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في تاخير السحور (الحديث 1694) . تحفة الاشراف (3696) .

2155-تقدم (الحديث 2154) .

کر لیتا ہے۔

2156 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ تَسَحَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ ثُمَّ قَامَا فَدَخَلَا فِيْ صَلَاةِ الصُّبْحِ . فَقُلْنَا لِاَنَسٍ كَمْ كَانَ بَيْنَ فَرَاغِهِمَا وَدُخُوْلِهِمَا فِي الصَّلَاةِ قَالَ قَدْرَ مَا يَقْرَاُ الْاِنْسَانُ خَمْسِيْنَ اٰيَةً .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے سحری کی' پھر یہ دونوں حضرات کھڑے ہوئے اور صبح کی نماز ادا کرنا شروع کر دی۔

قتادہ کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: ان دونوں کے (سحری سے) فارغ ہونے اور نماز شروع کرنے کے درمیان کتنا فرق تھا؟ تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ بتایا: اتنا تھا' جتنی دیر میں کوئی شخص پچاس آیات کی تلاوت کر لیتا ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ مِهْرَانَ فِيْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ فِيْ تَاْخِيْرِ السُّحُوْرِ وَاخْتِلَافِ اَلْفَاظِهِمْ .

یہ ہے کہ باب: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت میں سلیمان بن مہران سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ وہ روایت جو سحری کو تاخیر سے ادا کرنے کے بارے میں ہے اور اس روایت کے الفاظ کے اختلاف کا تذکرہ

2157 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِيْ عَطِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِيْنَا رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ السُّحُوْرَ . قَالَتْ اَيُّهُمَا الَّذِيْ يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ قُلْتُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

☆☆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا: ہمارے درمیان دو صحابی ہیں' جن میں سے ایک افطار جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں' جبکہ دوسرے افطار تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان میں سے وہ صاحب کون ہیں' جو افطار جلدی کر لیتے اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا:

2156-اخرجه البخاري في مواقيت الصلاة، باب وقت الفجر (الحديث 576)، و في التهجد، باب من تسحر فلم ينم حتى صلى الصبح (الحديث 1134) . تحفة الاشراف (1187) .

2157-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه واستحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 49 و 50) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب ما يستحب من تعجيل الفطر (الحديث 2354) . واخرجه الترمذي في الصوم، ما جاء في تعجيل الافطار (الحديث 702) . و سياتي (الحديث 2158 و 2159 و 2160) . تحفة الاشراف (17799) .

حضرت عبداللہ بن مسعود تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2158 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ فِيْنَا رَجُلَانِ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْفِطْرَ وَيُعَجِّلُ السُّحُوْرَ . قَالَتْ اَيُّهُمَا الَّذِىْ يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ السُّحُوْرَ قُلْتُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْنَعُ .

★★ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ ہمارے درمیان دو صاحبان ہیں' ان میں سے ایک افطاری جلدی کرتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں' جبکہ دوسرے صاحب افطار تاخیر سے کرتے ہیں اور سحری جلدی کر لیتے ہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: وہ صاحب کون ہیں' جو افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور سحری تاخیر سے کرتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعود' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2159 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ لَهَا مَسْرُوْقٌ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كِلَاهُمَا لَا يَاْلُو عَنِ الْخَيْرِ اَحَدُهُمَا يُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ وَالْاٰخَرُ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ اَيُّهُمَا الَّذِىْ يُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْفِطْرَ قَالَ مَسْرُوْقٌ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . فَقَالَتْ عَائِشَةُ هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں اور مسروق سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو مسروق نے ان کی خدمت میں عرض کی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابی ہیں' یہ دونوں بھلائی کے کام میں کوتاہی نہیں کرتے' ان میں سے ایک نماز اور افطاری کو تاخیر سے کرتے ہیں' جبکہ دوسرے نماز اور افطاری کو جلدی کر لیتے ہیں' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان میں کون صاحب نماز اور افطاری کو جلدی کر لیتے ہیں' مسروق نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعود' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

2160 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِىِّ عَنْ اَبِىْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ اَبِىْ عَطِيَّةَ قَالَ دَخَلْتُ اَنَا وَمَسْرُوْقٌ عَلٰى عَائِشَةَ فَقُلْنَا لَهَا يَا اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَجُلَانِ مِنْ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدُهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ وَالْاٰخَرُ يُؤَخِّرُ الْاِفْطَارَ وَيُؤَخِّرُ الصَّلَاةَ . فَقَالَتْ اَيُّهُمَا يُعَجِّلُ الْاِفْطَارَ وَيُعَجِّلُ الصَّلَاةَ قُلْنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْعُوْدٍ . قَالَتْ هٰكَذَا كَانَ يَصْنَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . وَالْاٰخَرُ اَبُوْ مُوْسٰى رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا .

2158-تقدم (الحديث 2157) .

2159-تقدم (الحديث 2157) .

2160-تقدم (الحديث 2157) .

☆☆ ابوعطیہ بیان کرتے ہیں' میں اور مسروق سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہم نے ان سے گزارش کی: اے اُم المومنین! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے دو افراد ہیں' ان میں سے ایک صاحب افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور نماز بھی جلدی ادا کر لیتے ہیں' جبکہ دوسرے صاحب افطاری بھی تاخیر سے کرتے ہیں اور نماز بھی تاخیر سے ادا کرتے ہیں۔ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: ان میں سے کون صاحب ہیں' جو افطاری جلدی کر لیتے ہیں اور نماز جلدی ادا کرتے ہیں؟ ہم نے جواب دیا: حضرت عبداللہ بن مسعود' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) دوسرے صاحب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تھے۔

باب فَضْلِ السُّحُوْرِ

یہ باب سحری کرنے کی فضیلت میں ہے

2161 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ صَاحِبِ الزِّيَادِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الْحَارِثِ يُحَدِّثُ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَتَسَحَّرُ فَقَالَ اِنَّهَا بَرَكَةٌ اَعْطَاكُمُ اللّٰهُ اِيَّاهَا فَلَا تَدَعُوْهُ ۔

☆☆ عبداللہ بن حارث' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت سحری کھا رہے تھے' آپ نے ارشاد فرمایا:

یہ وہ برکت ہے' جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطا کی ہے' تم اسے نہ چھوڑنا۔

باب دَعْوَةِ السُّحُوْرِ

یہ باب سحری کی دعوت کرنے کے بیان میں ہے

2162 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ - بَصْرِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ سَيْفٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ رُهْمٍ عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَدْعُوْ اِلَى السَّحُوْرِ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَقَالَ هَلُمُّوْا اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ ۔

☆☆ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رمضان کے مہینے میں سحری کے لیے بلاتے ہوئے سنا ہے' آپ فرما رہے تھے: مبارک کھانے کی طرف آ جاؤ۔

باب تَسْمِيَةِ السَّحُوْرِ غَدَاءً

یہ باب ہے کہ سحری کو ''غذا'' (ناشتہ) کا نام دینا

2161-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15605) .

2162-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب من سمى السحور الغداء (الحديث 2344) . تحفة الاشراف (9883) .

2163 – اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ بَقِيَّةَ بْنِ الْوَلِيدِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ بَحِيرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنِ الْمِقْدَامِ بْنِ مَعْدِيكَرِبَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلَيْكُمْ بِغَدَاءِ السُّحُوْرِ فَاِنَّهُ هُوَ الْغَدَاءُ الْمُبَارَكُ .

★★ حضرت مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' تم لوگوں پر سحری کا کھانا لازم ہے' کیونکہ یہ ایک مبارک کھانا ہے۔

2164 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ الْمُبَارَكِ . يَعْنِى السَّحُوْرَ .

★★ حضرت خالد بن معدان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا:
مبارک کھانے کی طرف آ جاؤ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد سحری کا کھانا تھا۔

باب فَصْلِ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ

یہ باب ہے کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق

2165 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ مُوْسٰى بْنِ عُلَيٍّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فَصْلَ مَا بَيْنَ صِيَامِنَا وَصِيَامِ اَهْلِ الْكِتَابِ اَكْلَةُ السُّحُوْرِ .

★★ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان بنیادی فرق سحری کھانا ہے۔

شرح

اہل کتاب کے ہاں رات میں سو رہنے کے بعد کھانا حرام تھا اسی طرح مسلمانوں کے ہاں بھی ابتداء اسلام میں یہی حکم تھا مگر بعد میں مباح ہو گیا لہٰذا سحری کھانے سے اہل کتاب کی مخالفت لازم آتی ہے جو اس عظیم نعمت کی شکر گزاری کا ایک ذریعہ ہے۔

باب السُّحُوْرِ بِالسَّوِيقِ وَالتَّمْرِ

یہ باب سحری میں ستو اور کھجور کھانے کے بیان میں ہے

2163-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2164) مرسلًا . تحفة الاشراف (11560) .

2164-تقدم (الحديث 2163) .

2165-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل السحور و تاكيد استحبابه و استحباب تاخيره و تعجيل الفطر (الحديث 46) . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في توكيد السحور (الحديث 2343) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل السحور (الحديث 709) . تحفة الاشراف (10749) .

2166 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَانَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذٰلِكَ عِنْدَ السُّحُوْرِ يَا اَنَسُ اِنِّي اُرِيْدُ الصِّيَامَ اَطْعِمْنِي شَيْئًا . فَاَتَيْتُهُ بِتَمْرٍ وَّاِنَاءٍ فِيْهِ مَاءٌ وَّذٰلِكَ بَعْدَ مَا اَذَّنَ بِلَالٌ فَقَالَ يَا اَنَسُ انْظُرْ رَجُلًا يَّاْكُلُ مَعِي . فَدَعَوْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَجَاءَ فَقَالَ اِنِّي قَدْ شَرِبْتُ شَرْبَةَ سَوِيْقٍ وَّاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اُرِيْدُ الصِّيَامَ . فَتَسَحَّرَ مَعَهٗ ثُمَّ قَامَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ سحری کے وقت کی بات ہے' اے انس! میں روزہ رکھنا چاہتا ہوں' تم مجھے کھانے کے لیے کچھ دو۔

تو میں آپ کے لیے کھجور لے آیا اور ایک برتن لے آیا جس میں پانی موجود تھا' یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے (سحری کے لیے) اذان دینے کے بعد کی بات ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی ایسے شخص کو دیکھو جو میرے ساتھ آ کر کھا سکے' تو میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو بلا لیا' وہ آئے' تو انہوں نے عرض کی: میں' تو ستو کا شربت پی چکا ہوں اور میرا روزہ رکھنے کا ارادہ ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرا بھی روزہ رکھنے کا ارادہ ہے' پھر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سحری کی' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُٹھ کر دو رکعات (سنت) ادا کیں' پھر آپ نماز کے لیے تشریف لے گئے۔

باب تَاْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ''اور تم کھاؤ پیو' یہاں تک کہ صبح صادق کے وقت سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ممتاز ہو جائے''

2167 - اَخْبَرَنِي هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ اَنَّ اَحَدَهُمْ كَانَ اِذَا نَامَ قَبْلَ اَنْ يَتَعَشّٰى لَمْ يَحِلَّ لَهٗ اَنْ يَّاْكُلَ شَيْئًا وَّلَا يَشْرَبَ لَيْلَتَهٗ وَيَوْمَهٗ مِنَ الْغَدِ حَتّٰى تَغْرُبَ الشَّمْسُ حَتّٰى نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا) اِلٰى (الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ) قَالَ وَنَزَلَتْ فِيْ اَبِيْ قَيْسِ بْنِ عَمْرٍو اَتٰى اَهْلَهٗ وَهُوَ صَائِمٌ بَعْدَ الْمَغْرِبِ فَقَالَ هَلْ مِنْ شَيْءٍ فَقَالَتِ امْرَاَتُهٗ مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ وَّلٰكِنْ اَخْرُجُ اَلْتَمِسُ لَكَ عَشَاءً . فَخَرَجَتْ وَوَضَعَ رَاْسَهٗ فَنَامَ فَرَجَعَتْ اِلَيْهِ فَوَجَدَتْهُ نَائِمًا وَّاَيْقَظَتْهُ فَلَمْ يَطْعَمْ شَيْئًا وَّبَاتَ وَاَصْبَحَ صَائِمًا حَتَّى انْتَصَفَ النَّهَارُ فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَذٰلِكَ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ فِيْهِ .

2166-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1348) .

2167-اخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (وكلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر) (الحديث 43) . تحفة الاشراف (1843) .

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں پہلے یہ ہوتا تھا کہ جب کوئی شخص رات کے وقت کھانا کھانے سے پہلے سوجاتا تھا تو وہ اس پوری رات میں اور اس سے اگلے پورے دن میں سورج غروب ہونے تک کچھ بھی کھا پی نہیں سکتا تھا یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوگئی:

''تم لوگ کھاؤ اور پیو''۔

آیت کے یہ الفاظ یہاں تک ہیں: ''سیاہ دھاگہ''۔

شرح

یہ آیت حضرت ابوقیس بن عمرو کے بارے میں نازل ہوئی تھی' وہ اپنی بیوی کے پاس تشریف لائے' انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' یہ مغرب کے بعد کی بات ہے' انہوں نے دریافت کیا: کیا کچھ کھانے کے لیے ہے؟ تو ان کی اہلیہ نے عرض کی: کھانے کے لیے تو کچھ بھی نہیں ہے' لیکن میں جاتی ہوں اور آپ کے کھانے کے لیے کچھ تلاش کر کے لے کر آتی ہوں' وہ خاتون باہر چلی گئی' حضرت ابوقیس نے اپنا سر رکھا اور سو گئے' جب وہ خاتون واپس آئی تو انہیں سویا ہوا پایا' اس نے حضرت ابوقیس کو جگایا تو انہوں نے کچھ بھی نہیں کھایا' اسی طرح انہوں نے ساری رات گزار دی' پھر اگلا پورا دن بھی روزہ رکھا' دوپہر کے وقت ان پر غشی طاری ہوگئی' یہ اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے کا واقعہ ہے' تو اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کر دی۔

2168 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى (حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ) قَالَ هُوَ سَوَادُ اللَّيْلِ وَبَيَاضُ النَّهَارِ -

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ کے مقابلے میں تمہارے سامنے واضح ہو جائے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سے مراد رات کی تاریکی اور دن کی سفیدی ہے۔

سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا بیان اور طلوع فجر کے بعد سحری کھانے کی ممانعت

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے مجھے اسلام کی تعلیم دی اور ہر نماز کے وقت میں نماز پڑھنا سکھایا پھر فرمایا: جب رمضان آئے تو کھاتے پیتے رہنا حتیٰ کہ فجر کا سفید دھاگہ رات کے سیاہ دھاگے سے ممتاز ہو جائے پھر رات تک روزہ پورا کرنا حضرت عدی بن حاتم کہتے ہیں: میں نہیں سمجھ سکا کہ کالے اور سفید دھاگے سے کیا مراد ہے میں فجر تک ان دونوں دھاگوں کو دیکھتا رہا اور وہ مجھے ایک جیسے دکھائی دیئے پھر میں رسول

2168- اخرجه البخاري في التفسير، باب (و كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر، ثم اتموا الصيام الى الليل و لا تباشروهن و انتم عاكفون في المساجد . الى قوله . تتقون) (الحديث 4510) . واخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (و كلوا و اشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر) (الحديث 41) . تحفة الاشراف (9869) .

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا پھر میں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر وہ چیز جس کی آپ نے مجھے وصیت کی تھی مجھے یاد ہے البتہ سفید دھاگے اور کالے دھاگے کا مطلب مجھے یاد نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے گویا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ میں نے کیا کیا تھا میں نے کہا: میں نے ان دونوں دھاگوں کو بٹ لیا اور رات بھر انہیں دیکھتا رہا مجھے یہ ایک جیسے دکھائی دیئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں دکھائی دیں پھر آپ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے فجر کا لفظ نہیں کہا تھا اس سے مراد رات کی سیاہی اور دن کی سفیدی ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

سید مودودی لکھتے ہیں: سحر میں سیاہی شب سے سپیدۂ سحر کا نمودار ہونا اچھی خاصی گنجائش اپنے اندر رکھتا ہے اور ایک شخص کے لیے یہ بالکل صحیح ہے کہ اگر عین طلوع فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی ہو تو وہ جلدی سے اٹھ کر کچھ کھا پی لے حدیث میں آتا ہے کہ حضور نے فرمایا: اگر تم میں سے کوئی شخص سحری کھا رہا ہو اور اذان کی آواز آ جائے تو فوراً چھوڑ نہ دے بلکہ اپنی حاجت بھر کھا پی لے۔ (تفہیم القرآن ج ۱ ص ۱۴۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور ۱۹۸۳ء)

سید مودودی نے یہ صحیح نہیں لکھا طلوع فجر کے بعد سحری کھانا جائز نہیں ہے اور جس حدیث سے انہوں نے بلا حوالہ استدلال کیا ہے اس میں طلوع فجر کے بعد کھانے پینے کی اجازت کا ذکر نہیں ہے۔ اصل حدیث یہ ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال رات کو اذان دیتے ہیں تو تم کھاتے پیتے رہو حتیٰ کہ ابن ام مکتوم اذان دیں (صحیح بخاری ج ۱ ص ۸۷۔ ۸۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

رمضان میں حضرت بلال رات کے وقت اذان دیتے تھے تا کہ سحری کرنے والے جاگ اٹھیں اور جس نے تہجد پڑھنی ہو وہ اٹھ کر تہجد پڑھ لے اور حضرت ابن ام مکتوم طلوع فجر کے وقت صبح کی اذان دیتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن ام مکتوم کی اذان کو سحر کی انتہاء قرار دیا ہے اس سے طلوع فجر کے بعد کھانے پینے کی اجازت کہاں نکلتی ہے۔

ابتدا میں جب رمضان کے روزے فرض ہوئے تو افطار سے صرف نام عشا تک کھانا پینا اور عورت سے مقاربت جائز تھی۔ اگر کسی شخص نے عشا کی نماز پڑھ لی یا وہ اس سے پہلے سو گیا تو اس کا روزہ شروع ہو جاتا تھا پھر اگلے روز افطار یعنی سورج غروب ہونے تک کھانا پینا اور جماع اس پر حرام ہوتا تھا، بعض لوگ ضبط نہ کر سکے اور رات کو عشا کے بعد بیویوں سے مقاربت کر بیٹھے ایک انصاری قیس بن صرمہ کے متعلق روایت ہے وہ روزے کی حالت میں دن بھر کھیت میں کام کرتے رہے۔ افطار کے وقت گھر آئے اور بیوی سے پوچھا کوئی چیز کھانے کے لیے ہے؟ بیوی نے جواب دیا نہیں۔ آپ ٹھہریے میں جا کر پڑوسیوں سے لاتی ہوں بیوی کے چلے جانے کے ان کی آنکھ لگ گئی اور وہ سو گئے۔ بیوی کو دیکھ کر نہایت افسوس ہوا۔ پھر اگلے دن روزہ رکھنا پڑا ابھی آدھا دن نہیں گزرا تھا کہ کمزوری کی وجہ سے غش کھا گئے، اس واقعہ کا علم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (ابن کثیر بحوالہ صحیح بخاری وابوداؤد)

صبح کو سفید دھاری سے مراد صبح صادق ہے۔ اس خیط اسود اور خیط ابیض کے سمجھنے میں بعض صحابہ کرام کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے صبح کاذب مراد ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ قرآن فہمی کے لیے صرف عربی زبان جان

لینا کافی نہیں ہے بلکہ حدیث کی بھی ضرورت ہے۔ رمضان کا روزہ رکھنے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے جیسے ...
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا من لم الصیام من اللیل فلا صیام له کہ جو شخص رات کو روزہ کی پختہ نیت کر ...
(تفسیر قرطبی سورۃ بقرہ بیروت)

سحری کھانے کا آخری وقت کا بیان

حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ اس آیت میں رات کی تاریکی کو سیاہ خط اور صبح کی روشنی کو سفید ...
روزہ شروع ہونے اور کھانا پینا حرام ہوجانے کا صحیح وقت متعین فرمادیا اور اس میں افراط وتفریط کے احتمالات ...
حتی یتبین کا لفظ بڑھادیا جس میں یہ بتلایا گیا ہے کہ نہ تو وہمی مزاج لوگوں کی طرح صبح صادق سے کچھ پہلے ...
کو حرام سمجھو اور نہ ایسی بے فکری اختیار کرو کہ صبح کی روشنی کا یقین ہوجانے کے باوجود کھاتے پیتے رہو بلکہ کھانے پینے ...
درست نہیں اور تیقن کے بعد کھانے پینے میں مشغول رہنا بھی حرام اور روزے کے لئے مفسد ہے اگرچہ ایک ہی منٹ ...
سحری کھانے میں وسعت اور گنجائش صرف اسی وقت تک ہے جب تک صبح صادق کا یقین نہ ہو بعض صحابہ کرام ...
کو بعض کہنے والوں نے اس طرح بیان کیا کہ سحری کھاتے ہوئے صبح ہوگئی اور وہ بے پروائی سے کھاتے رہے ...
کا یقین نہیں ہوا تھا اس لئے کہنے والوں کی جلد بازی سے متاثر نہیں ہوئے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت بلال کی اذان تمہیں سحری کھانے سے ...
چاہئے کیونکہ وہ رات سے اذان دیدیتے ہیں، اس لئے تم بلال کی اذان سن کر بھی اس وقت تک کھاتے پیتے رہو جب تک ابن ام
مکتوم کی اذان نہ سنو کیونکہ وہ ٹھیک طلوع صبح صادق پر اذان دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

باب كَيْفَ الْفَجْرُ

باب: صبح صادق کیسے ہوتی ہے؟

2169 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ لِيُنَبِّهَ نَائِمَكُمْ وَيَرْجِعَ قَائِمَكُمْ وَلَيْسَ الْفَجْرُ اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا ـ وَاَشَارَ بِكَفِّهِ وَلٰكِنِ الْفَجْرُ اَنْ يَقُوْلَ هٰكَذَا ـ وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَتَيْنِ ـ

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بلال رات کے وقت ہی اذان دے دیتا ہے تاکہ سویا ہوا شخص بیدار ہوجائے اور نوافل ادا کرنے والا (سحری کرنے کے
لیے اپنے گھر) چلا جائے صبح صادق اس طرح نہیں ہوتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہتھیلی کے ذریعے اشارہ کیا بلکہ صبح صادق اس
طرح ہوتی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی دو انگلیوں کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا۔

2169- تقدم في الاذان، الاذان في غير وقت الصلاة (الحديث 640).

2170 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنْبَانَا سَوَادَةُ بْنُ حَنْظَلَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَمُرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ اَذَانُ بِلَالٍ وَّلَا هٰذَا الْبَيَاضُ حَتّٰى يَنْفَجِرَ الْفَجْرُ هٰكَذَا وَهٰكَذَا . يَعْنِيْ مُعْتَرِضًا . قَالَ اَبُوْ دَاوُدَ وَبَسَطَ بِيَدَيْهِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا مَادًّا يَدَيْهِ .

☆☆ حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

بلال کا اذان دینا تمہیں غلط فہمی کا شکار نہ کرے اور نہ ہی یہ سفیدی (تمہیں غلط فہمی کا شکار کرے) یہاں تک کہ صبح صادق اس طرح ہو جائے۔ (راوی کہتے ہیں) یعنی چوڑائی کی سمت میں پھیل جائے۔

ابوداؤد نامی راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو دائیں اور بائیں طرف پھیلا دیا۔

صبح صادق اور صبح کاذب کا بیان

صبح صادق ایک روشنی ہے جو مشرق کی جانب آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے۔ یہاں تک کہ تمام آسمان پر پھیل جاتی ہے۔ اور زمین پر اجالا ہوتا جاتا ہے اور اس سے پہلے بیچ آسمان پر ایک سفیدی ستون کی طرح ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے۔ اور صبح صادق کے وقت یہ دراز سپیدی غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔

باب التَّقَدُّمِ قَبْلَ شَهْرِ رَمَضَانَ

یہ باب ہے کہ رمضان کا مہینہ (شروع ہونے سے) پہلے ہی (نفلی روزے رکھنا)

2171 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا الْوَلِيْدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقَدَّمُوْا قَبْلَ الشَّهْرِ بِصِيَامٍ اِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صِيَامًا اَتٰى ذٰلِكَ الْيَوْمُ عَلٰى صِيَامِهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

(رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کرو ماسوائے اس شخص کے جو کسی اور معمول کے مطابق روزہ رکھتا ہو اور پھر اس دن میں اس کے (دوسرے معمول کے مطابق) روزے کا دن آ جائے۔

شرح

حدیث کے آخری جز کا مطلب یہ ہے کہ یہ ممانعت اس شخص کے حق میں نہیں ہے جو ان ایام میں روزہ رکھنے کا عادی ہو

2170- اخرجه مسلم في الصيام، باب بيان ان الدخول في الصوم يحصل بطلوع الفجر، وان له الاكل وغيره حتى يطلع الفجر، وبيان صفة الفجر الذي تتعلق به الاحكام من الدخول في الصوم و دخول وقت صلاة الصبح و غير ذلك (الحديث 41 و 42 و 43 و 44) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب وقت السحور (الحديث 2346) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في بيان الفجر (الحديث 706) . تحفة الاشراف (4624) .

2171- سيأتي (الحديث 2172)، و التسهيل في صيام يوم الشك (الحديث 2189) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في النهي ان يتقدم رمضان بصوم الامن صام صومًا فوافقه (الحديث 1650) . تحفة الاشراف (15391) .

مثلاً کوئی شخص پیر یا جمعرات کے دن نفل روزہ رکھنے کا عادی ہو اور اتفاق سے شعبان کے انتیس یا تیس تاریخ اسی دن ہو جائے تو اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہے ہاں جو شخص ان دنوں میں روزہ رکھنے کا عادی نہ ہو وہ نہ رکھے؟ تاہم یہ بات ملحوظ رہے کہ یہ ممانعت نہی تنزیہی کے طور پر ہے۔

علماء فرماتے ہیں کہ رمضان سے ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت اس لئے ہے تاکہ نفل اور فرض دونوں روزوں کا اختلاط نہ ہو جائے اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہت نہ ہو کیونکہ وہ فرض روزوں کے ساتھ دوسرے روزے بھی ملا لیتے تھے مظہر کا قول ہے کہ شعبان کے آخری ایام میں رمضان سے صرف ایک دن یا دو دن قبل روزہ رکھنا مکروہ ہے۔

مولانا اسحٰق فرماتے ہیں کہ یہاں جس روزے سے منع کیا جا رہا ہے وہ یوم الشک کا روزہ نہیں بلکہ مطلقاً شعبان کے آخری ایام میں رمضان سے ایک دو دن قبل روزہ رکھنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے البتہ جو شخص ان ایام میں روزہ رکھنے کا عادی ہو وہ اس ممانعت سے مستثنیٰ ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ وَّمُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَلٰى اَبِىْ سَلَمَةَ فِيْهِ

اس روایت کے بارے میں ابوسلمہ نامی راوی کے حوالے سے نقل کرنے میں یحییٰ بن ابوکثیر اور محمد بن عمرو کے اختلاف کا تذکرہ

2172 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَوْزَاعِىُّ عَنْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَتَقَدَّمَنَّ اَحَدٌ الشَّهْرَ بِيَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا اَحَدٌ كَانَ يَصُوْمُ صِيَامًا قَبْلَهُ فَلْيَصُمْهُ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی شخص (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کر دے البتہ اگر کوئی شخص اس سے پہلے ہی کسی دوسرے معمول کے مطابق روزے رکھتا تھا تو وہ اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

2173 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَتَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِصِيَامِ يَوْمٍ وَّلَا يَوْمَيْنِ اِلَّا اَنْ يُّوَافِقَ ذٰلِكَ يَوْمًا كَانَ يَصُوْمُهُ اَحَدُكُمْ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ .

2172-تقدم (الحديث 2171) .

2173-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6564) .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماروایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
(رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے روزے رکھنا شروع نہ کرو' البتہ اگر اس دن کسی شخص کے (کسی دوسرے معمول کے مطابق) روزہ رکھنے کا دن آ رہا ہو' تو حکم مختلف ہوگا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے۔

باب ذِكْرِ حَدِيْثِ أُمِّ سَلَمَةَ فِيْ ذٰلِكَ

اس بارے میں سیّدہ اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت کا تذکرہ

2174 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا اَنَّهُ كَانَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ .

★★ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی بھی مسلسل دو ماہ تک روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا' البتہ آپ شعبان کے روزے رمضان کے ساتھ رکھا کرتے تھے۔

باب الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ فِيْهِ

اس بارے میں محمد بن ابراہیم نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2175 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ الْعَنْبَرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصِلُ شَعْبَانَ بِرَمَضَانَ .

★★ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ رمضان کے ساتھ شعبان کے روزے ملا کر رکھا کرتے تھے۔

2176 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهُ سَاَلَ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اَوْ عَامَّةَ شَعْبَانَ .

★★ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' انہوں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے

2174-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 736)، و في الشمائل، باب ماجاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 284) . و سياتي (الحديث 2351) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 1648) . تحفة الاشراف (18232) .

2175-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب فيمن يصل شعبان برمضان (الحديث 2336) . (الحديث 2352) . تحفة الاشراف (18238) .

2176-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17749) .

بارے میں دریافت کیا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا: نبی اکرم ﷺ (نفلی) روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے' پھر آپ نفلی روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم ﷺ شعبان میں روزہ رکھا کرتے تھے۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) شعبان کے آخر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2177 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعْدِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّى قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ ابْنَ الْهَادِ حَدَّثَهُ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ - يَعْنِىْ ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ كَانَتْ اِحْدَانَا تُفْطِرُ فِىْ رَمَضَانَ فَمَا تَقْدِرُ عَلٰى اَنْ تَقْضِىَ حَتّٰى يَدْخُلَ شَعْبَانُ وَمَا كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ فِىْ شَهْرٍ مَا يَصُوْمُ فِىْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ اِلَّا قَلِيْلًا بَلْ كَانَ يَصُوْمُهُ كُلَّهُ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمن سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم (یعنی نبی اکرم ﷺ کی ازواج) میں سے کوئی ایک (حیض آ جانے کی وجہ سے) رمضان کے کچھ روزے نہیں رکھ پاتی تھی' تو وہ ان کی قضا نہیں کر پاتی تھی' یہاں تک کہ شعبان آ جاتا تھا' نبی اکرم ﷺ اور کسی بھی مہینے میں اتنے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے جتنے نفلی روزے آپ شعبان میں رکھتے تھے' آپ اس کے اکثر حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے بلکہ آپ اس پورے مہینے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

بَاب ذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ عَائِشَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں راویوں کے اختلاف کا تذکرہ

2178 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ لَبِيْدٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ فَقُلْتُ اَخْبِرِيْنِىْ عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَلَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ شَهْرًا اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا' میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم ﷺ کے روزہ رکھنے کے بارے میں بتائیں' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے کہ اب آپ روزے رکھتے رہیں گے' پھر آپ نفلی روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سوچتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔ نبی اکرم ﷺ کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے' آپ شعبان کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے' بلکہ آپ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2177- اخرجه مسلم في الصيام، باب قضاء رمضان في شعبان (الحديث 152) . تحفة الاشراف (الحديث 17741) .

2178- اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 176) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1710) . تحفة الاشراف (17729) .

2179 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِفِيْ شَهْرٍ مِنَ السَّنَةِ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے' آپ شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2180 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2181 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰى عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا اَعْلَمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْآنَ كُلَّهُ فِيْ لَيْلَةٍ وَّلَا قَامَ لَيْلَةً حَتَّى الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا كَامِلًا قَطُّ غَيْرَ رَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی ایک رات میں پورا قرآن نہیں پڑھا ہے اور نہ ہی آپ نے کبھی کسی بھی رات میں صبح تک (مسلسل) نوافل ادا کیے ہیں اور نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2182 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِيْ يُوْسُفَ الصَّيْدَلَانِيُّ - حَرَّانِيٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَ سَاَلْتُهَا عَنْ صِيَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَلَمْ يَصُمْ شَهْرًا تَامًّا مُنْذُ اَتَى الْمَدِيْنَةَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَمَضَانَ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل نفلی روزے رکھتے رہیں گے' پھر آپ نفلی روزہ رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ نفلی روزہ نہیں رکھیں گے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے۔

2179-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم شعبان (الحديث 1970) مطولاً و اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهراً عن صوم (الحديث 177) مطولاً . تحفة الاشراف (17780) .

2180-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16063) .

2181-تقدم (الحديث 1640) .

2182-اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهراً عن صوم (الحديث 174) . تحفة الاشراف (16223) .

2183 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ اَنْبَانَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - عَنْ كَهْمَسٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاةَ الضُّحٰى قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَجِيْءَ مِنْ مَغِيْبِهِ . قُلْتُ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَهْرًا كُلَّهُ قَالَتْ لَا مَا عَلِمْتُ صَامَ شَهْرًا كُلَّهُ اِلَّا رَمَضَانَ وَلَا اَفْطَرَ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ حَتّٰى مَضٰى لِسَبِيْلِهِ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے (اور چاشت کے وقت شہر میں داخل ہوتے تھے' تو سفر سے واپسی کے نوافل ادا کرتے تھے)۔ میں نے دریافت کیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی مہینے میں پورا مہینہ (نفلی) روزے رکھتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھے ہیں اور نہ ہی آپ نے کسی بھی مہینے میں (مکمل طور پر) نفلی روزے ترک کیے ہیں (یعنی آپ ہر مہینے میں چند ایک نفلی روزے رکھا کرتے تھے)' یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

2184 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ عَنْ يَزِيْدَ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ اَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ صَلَاةَ الضُّحٰى قَالَتْ لَا اِلَّا اَنْ يَجِيْءَ مِنْ مَغِيْبِهِ . قُلْتُ هَلْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهُ صَوْمٌ مَعْلُوْمٌ سِوٰى رَمَضَانَ قَالَتْ وَاللّٰهِ اِنْ صَامَ شَهْرًا مَعْلُوْمًا سِوٰى رَمَضَانَ حَتّٰى مَضٰى لِوَجْهِهِ وَلَا اَفْطَرَ حَتّٰى يَصُوْمَ مِنْهُ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت نماز ادا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! البتہ جب آپ سفر سے واپس تشریف لاتے تھے (اور اس وقت چاشت کا وقت ہوتا) تو آپ نماز ادا کر لیتے تھے۔ میں نے دریافت کیا: کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کوئی متعین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں! اللہ کی قسم! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی متعین مہینے میں روزے نہیں رکھے' یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے' اور آپ نے کسی بھی متعین مہینے میں (پورا مہینہ) روزے ترک نہیں کیے بلکہ آپ اس میں سے کچھ دن روزے رکھ لیا کرتے تھے۔

2183-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الضحى و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست والحث على المحافظة عليها (الحديث 76) . و الترمذي في الشمائل، باب صلاة الضحى (الحديث 275) . تحفة الاشراف (16217) .

2184-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب استحباب صلاة الضحى و ان اقلها ركعتان و اكملها ثمان ركعات و اوسطها اربع ركعات او ست والحث على المحافظة عليها (الحديث 75) . و الترمذي في الشمائل، باب صلاة الضحى (الحديث 1292) . تحفة الاشراف (16211) .

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں خالد بن معدان نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2185 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ رَجُلاً سَاَلَ عَائِشَةَ عَنِ الصِّيَامِ فَقَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَيَتَحَرّٰى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ جبیر بن نفیر بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے' اور آپ پیر اور جمعرات کے دن اہتمام کے طور پر نفلی روزہ رکھا کرتے تھے۔

2186 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ وَيَتَحَرَّى الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے مہینے میں اور رمضان کے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے اور آپ پیر اور جمعرات کے دن (اہتمام کے ساتھ) روزہ رکھا کرتے تھے۔

باب صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

یہ باب یوم شک میں روزہ رکھنے کے بیان میں ہے

یوم شک کے روزے کا بیان

2187 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْاَشَجُّ عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ صِلَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَمَّارٍ فَاُتِيَ بِشَاةٍ مَصْلِيَّةٍ فَقَالَ كُلُوْا . فَتَنَحّٰى بَعْضُ الْقَوْمِ قَالَ اِنِّیْ صَائِمٌ . فَقَالَ عَمَّارٌ مَنْ صَامَ الْيَوْمَ الَّذِیْ يُشَكُّ فِيْهِ فَقَدْ عَصٰى اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

2185-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16050) .

2186-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم الاثنين و الخميس (الحديث 745) مختصراً . و سياتي (الحديث 2360) و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في وصال شعبان برمضان (الحديث 1649)، و باب صيام الاثنين و الخميس (الحديث 1739) مختصراً . تحفة الاشراف (16081) .

2187-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (اذا رايتم الهلال فصوموا و اذا رايتموه فافطروا) (الحديث 1906) تعليقاً . واخرجه ابو داؤد في الصيام، باب كراهية صوم يوم الشك (الحديث 2334) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية صوم يوم الشك (الحديث 686) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام يوم الشك (الحديث 1645) . تحفة الاشراف (10354) .

★★ صلہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت عمار رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' ایک بھنی ہوئی بکری ان کے پاس لائی گئی تو انہوں نے فرمایا: تم لوگ بھی کھاؤ' حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے ہٹ گئے' انہوں نے کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو شخص ایسے دن روزہ رکھتا ہے' جس کے بارے میں شک پایا جاتا ہے' تو اس شخص نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔

شرح

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے یوم الشک کو روزہ رکھا اس نے ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 480)

شعبان کی تیسویں شب یعنی انتیس تاریخ کو ابر وغیرہ کی وجہ سے چاند نہیں دیکھا گیا مگر ایک شخص نے چاند دیکھنے کی شہادت دی اور اس کی شہادت قبول نہیں کی گئی اسی طرح دو فاسق لوگوں نے چاند دیکھنے کی گواہی دی اور ان کی گواہی قبول نہیں کی گئی اس کی صبح کو جو دن ہوگا یعنی تیس تاریخ کو یوم الشک (شک کا دن) کہلائے گا کیونکہ اس دن کے بارے میں یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ رمضان شروع ہو گیا ہو اور یہ بھی احتمال ہوتا ہے کہ رمضان شروع نہ ہوا ہو لہٰذا اس غیر یقینی صورت کی وجہ سے اسے شک کا دن کہا جاتا ہے ہاں اگر انتیس تاریخ کو ابر وغیرہ نہ ہو اور کوئی بھی شخص چاند نہ دیکھے تو تیس تاریخ کو یوم الشک نہ کہیں گے۔

اس حدیث میں اسی دن کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ یوم الشک کو رمضان یا کسی واجب کی نیت سے روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ اس دن نفل روزہ رکھنے کے بارے میں کچھ تفصیل ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص شعبان کی پہلی ہی تاریخ سے نفل روزہ رکھتا چلا آ رہا ہو یا تیس تاریخ اتفاق سے اس دن ہو جائے کہ جس میں کوئی شخص روزہ رکھنے کا عادی ہو جس کی وضاحت پہلے کی جا چکی ہے تو اس کے لئے اس دن روزہ رکھنا افضل ہوگا۔

اسی طرح یوم الشک کو روزہ رکھنا اس شخص کے لئے بھی افضل ہے جو شعبان کے آخری تین دنوں میں روزے رکھتا ہو اور اگر یہ صورتیں نہ ہوں تو پھر یوم الشک کا مسئلہ یہ ہے کہ خواص تو اس دن نفل کی نیت کے ساتھ روزہ رکھ لیں اور عوام دوپہر تک کچھ کھائے پئے بغیر انتظار کریں اگر چاند کی کوئی قابل قبول شہادت نہ آئے تو دوپہر کے بعد افطار کر لیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور دوسرے صحابہ کا یہ معمول نقل کیا جاتا ہے کہ یہ حضرات شعبان کی انتیس تاریخ کو چاند تلاش کرتے اگر چاند دیکھ لیتے یا معتبر شہادت کے ذریعے رویت ہلال کا ثبوت ہو جاتا تو اگلے روز روزہ رکھتے ورنہ بصورت دیگر ابر و غبار وغیرہ سے مطلع صاف ہونے کی صورت میں روزہ نہ رکھتے ہاں اگر مطلع صاف نہ ہوتا تو روزہ رکھ لیتے تھے اور علماء فرماتے ہیں کہ اس صورت میں ان کا یہ روزہ نفل ہوتا تھا۔

خواص سے مراد وہ لوگ ہیں جو شک کے دن کے روزے کی نیت کرنا جانتے ہوں اور جو لوگ اس دن کے روزے کی نیت کرنا نہ جانتے ہوں انہیں عوام کہا جاتا ہے چنانچہ اس دن روزہ کی نیت یہ ہے کہ جو شخص اس دن کہ جس میں رمضان کے بارے

میں شک واقع ہو رہا ہے روزہ رکھنے کا عادی نہ ہو وہ یہ نیت کرے کہ میں آج کے دن نفل روزے کی نیت کرتا ہوں اور اس کے دل میں یہ خیال پیدا نہ ہو کہ اگر آج رمضان کا دن ہو تو یہ روزہ رمضان کا بھی ہے اس طرح نیت کرنی مکروہ ہے۔ کہ اگر کل رمضان کا دن ہو تو یہ روزہ رمضان میں محسوب ہو اور اگر رمضان کا دن نہ ہو تو نفل یا کسی اور واجب میں محسوب ہو۔ تاہم اگر کسی نے اس طرح کر لیا اور اس دن رمضان کا ہونا ثابت ہو گیا تو وہ روزہ رمضان ہی میں محسوب ہوگا۔ اس کے برخلاف اگر کوئی شخص اس نیت کے ساتھ روزہ رکھے کہ اگر آج رمضان کا دن ہوگا تو میرا بھی روزہ ہوگا اور اگر رمضان کا دن نہیں ہوگا تو میرا روزہ بھی نہیں ہوگا۔ تو اس طرح نہ نفل کا روزہ ہوگا اور نہ رمضان کا ہوگا چاہے اس دن رمضان کا ہونا ہی ثابت کیوں نہ ہو جائے۔

2188 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي عَدِيٍّ عَنْ اَبِي يُونُسَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عِكْرِمَةَ فِي يَوْمٍ قَدْ اُشْكِلَ مِنْ رَمَضَانَ هُوَ اَمْ مِنْ شَعْبَانَ وَهُوَ يَاْكُلُ خُبْزًا وَبَقْلاً وَلَبَنًا فَقَالَ لِي هَلُمَّ . فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . قَالَ وَحَلَفَ بِاللّٰهِ لَتُفْطِرَنَّ قُلْتُ سُبْحَانَ اللّٰهِ مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا رَاَيْتُهُ يَحْلِفُ لَا يَسْتَثْنِي تَقَدَّمْتُ قُلْتُ هَاتِ الْاٰنَ مَا عِنْدَكَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُوْمُوا لِرُؤْيَتِهٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْيَتِهٖ فَاِنْ حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهٗ سَحَابَةٌ اَوْ ظُلْمَةٌ فَاَكْمِلُوا الْعِدَّةَ عِدَّةَ شَعْبَانَ وَلَا تَسْتَقْبِلُوا الشَّهْرَ اسْتِقْبَالاً وَلَا تَصِلُوْا رَمَضَانَ بِيَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ .

☆☆ سماک بیان کرتے ہیں میں ایک ایسے دن عکرمہ کی خدمت میں حاضر ہوا جس کے بارے میں یہ اشکال تھا کہ کیا یہ رمضان کا دن ہے یا شعبان کا دن ہے وہ اس وقت روٹی سبزی اور دودھ کھا رہے تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا: تم بھی آگے ہو جاؤ! میں نے جواب دیا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے تو انہوں نے اللہ کے نام کی قسم اٹھائی کہ ضرور روزہ ترک کر دو گے میں نے دو مرتبہ سبحان اللہ کہا جب میں نے دیکھا کہ وہ قسم اٹھا رہے ہیں اور اس میں کوئی استثناء نہیں کر رہے تو میں آگے بڑھ گیا جو آپ کے پاس ہے آپ آگے کر دیں (یعنی اپنے موقف کی تائید میں دلیل پیش کریں) تو انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہوئے سنا ہے:

(پہلی کے چاند کو) دیکھ کر روزے رکھنا شروع کرو اور اسے دیکھ کر عید الفطر کرو اگر تمہارے اور اس کے درمیان بادل آ جائے یا تاریکی آ جائے تو تم شعبان کی تعداد پوری کر لو اور مہینہ شروع ہونے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع نہ کرو اور رمضان کو شعبان کے دن کے ساتھ نہ ملاؤ (یعنی شعبان کی آخری تاریخ کو روزہ نہ رکھو)۔

باب التَّسْهِيلِ فِي صِيَامِ يَوْمِ الشَّكِّ

یہ باب ہے کہ مشکوک دن میں روزہ رکھنے کی سہولت دینا

2189 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ اَخْبَرَنِي

2188-تقدم (الحديث 2128) .

2189-تقدم في الصيام، التقدم قبل شهر رمضان (الحديث 2171) .

شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ وَابْنِ اَبِي عَرُوبَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ اَلَا لَا تَقَدَّمُوا الشَّهْرَ بِيَوْمٍ اَوِ اثْنَيْنِ اِلَّا رَجُلٌ كَانَ يَصُوْمُ صِيَامًا فَلْيَصُمْهُ.

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں' آپ یہ فرمایا کرتے تھے: (رمضان کا) مہینہ شروع ہونے سے ایک یا دو دن پہلے ہی روزہ رکھنا نہ شروع کر' البتہ اگر کوئی شخص (کسی اور معمول کے مطابق) نفلی روزے رکھتا ہو تو وہ اس دن روزہ رکھ سکتا ہے۔

باب ثَوَابِ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ وَصَامَهُ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا وَّالْاِخْتِلَافِ عَلَى الزُّهْرِيِّ فِي الْخَبَرِ فِي ذٰلِكَ.

یہ باب ہے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرتا ہے اور اس میں روزے رکھتا ہے' اس کا ثواب' اس روایت کے بارے میں زہری سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2190 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

★★ سعید بن مسیب' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان کے نوافل ادا کرتا ہے' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

2191 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَبَلَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ رَاشِدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرَغِّبُ النَّاسَ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَاْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةِ اَمْرٍ فِيْهِ فَيَقُوْلُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ.

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رمضان کے مہینے میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے' تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ اس بارے میں حکم نہیں دیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2190-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18742) .

2191-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16411) .

2192 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يُوْنُسَ الْاَيْلِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِىْ جَوْفِ اللَّيْلِ يُصَلِّىْ فِى الْمَسْجِدِ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَفِيْهِ قَالَتْ فَكَانَ يُرَغِّبُهُمْ فِىْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ بِعَزِيْمَةٍ وَّيَقُوْلُ مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ . قَالَ فَتُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نصف رات کے وقت تشریف لے گئے آپ نے مسجد میں (تراویح کی) نماز ادا کی' کچھ لوگوں نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے' جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:

سیّدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے' تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ یہ حکم نہیں دیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے وصال تک معاملہ اسی طرح رہا (یعنی تراویح کی نماز باجماعت ادا نہیں کی جاتی تھی)۔

2193 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِىْ رَمَضَانَ مَنْ قَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم ﷺ کو رمضان کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص اس میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2194 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فِى الْمَسْجِدِ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ وَقَالَ فِيْهِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُهُمْ فِىْ قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّاْمُرَهُمْ

2192-انفرد به النسائي و الحديث عند: البخاري في الجمعة ، باب من قال في الخطبة بعد الثناء : اما بعد (الحديث 924)، و مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 178) . تحفة الاشراف (66713) .

2193-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15345) .

2194-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16488) .

بِعَزِيمَةِ اَمْرٍ فِيهِ فَيَقُولُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نصف رات کے وقت تشریف لے گئے آپ نے مسجد میں نماز ادا کی۔

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ بھی ہیں:
نبی اکرم ﷺ لوگوں کو رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیتے تھے تاہم آپ انہیں سختی کے ساتھ یہ حکم نہیں دیتے تھے آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2195 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لِرَمَضَانَ مَنْ قَامَهُ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو رمضان کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص اس میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2196 - اَخْبَرَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

★★ حضرت ابوہریرہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی امید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2197 - اَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَاْمُرَهُمْ بِعَزِيمَةٍ قَالَ

2195-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15181) .

2196-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15194) .

2197-اخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 174) . و اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1371) و اخرجه الترمذي في الصوم، باب الترغيب في قيام رمضان و ما جاء فيه من الفضل (الحديث 808) . و سياتي (الحديث 2103) . تحفة الاشراف (15270) .

مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں نوافل ادا کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے' تاہم آپ اس بارے میں سختی سے حکم نہیں دیتے تھے' آپ یہ فرماتے تھے: جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2198 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2199 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِى ابْنُ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2200 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ اَسْمَاءَ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ قَالَ الزُّهْرِيُّ اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2201 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ

2198-تقدم (الحديث 1601) .

2199-تقدم (الحديث 1601) .

2200-تقدم (الحديث 1601) .

2201-اخرجه البخاري في فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر (الحديث 2014) . واخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب في قيام شهر رمضان (الحديث 1372) . و النسائي (الحديث 2202 و 2203) مختصراً، و في الايمان و شرائعه، قيام رمضان (الحديث 5039) مختصراً . تحفة الاشراف (15145) .

اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ۔ وَفِيْ حَدِيْثِ قُتَيْبَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص رمضان میں روزے رکھے۔

قتیبہ نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص رمضان کے مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی اور جو شخص شب قدر میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2202 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے روزے رکھے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2203 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص رمضان میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے روزے رکھے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کردی جائے گی۔

2204 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ ۔

2202-تقدم (الحديث 2201) .

2203-تقدم (الحديث 2201) .

2204-اخرجه البخاري في الايمان، باب صوم رمضان احتساباً من الايمان (الحديث 38) واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فضل شهر رمضان (الحديث 1641) . تحفة الاشراف (15353) .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

شرح
رمضان میں کھڑا ہونے ، سے مراد یہ ہے کہ رمضان کی راتوں میں تراویح پڑھے، تلاوت قرآن کریم اور ذکر اللہ وغیرہ میں مشغول رہے نیز اگر حرم شریف میں ہو تو طواف وعمرہ کرے یا اسی طرح کی دوسری عبادات میں اپنے آپ کو مصروف رکھے۔ شب قدر میں کھڑا ہونے ، کا مطلب یہ ہے کہ شب قدر عبادت الٰہی اور ذکر اللہ میں مشغول رہے خواہ اس رات کے شب قدر ہونے کا اسے علم ہو یا نہ ہو۔ غفرلہ ماتقدم من ذنبہ۔ تو اس کے وہ گناہ بخش دیئے جائیں گے جو اس نے پہلے کئے تھے۔ کے بارے میں علامہ نووی فرماتے ہیں کہ مکفرات (یعنی وہ اعمال جو گناہوں کو ختم کرنے والے ہوتے ہیں) صغیرہ گناہوں کو تو مٹا ڈالتے ہیں اور کبیرہ گناہوں کو ہلکا کر دیتے ہیں اگر کسی خوش نصیب کے نامہ اعمال میں گناہ کا وجود نہیں ہوتا تو پھر مکفرات کی وجہ سے جنت میں اس کے درجات بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ وَّالنَّضْرِ بْنِ شَيْبَانَ فِيْهِ

اس روایت کے بارے میں یحییٰ بن ابوکثیر اور نضر بن شعبان کے اختلاف کا تذکرہ

2205 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ هِشَامٍ وَّاَبُو الْاَشْعَثِ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالُوْا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2206 - اَخْبَرَنِىْ مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَرْوَانَ اَنْبَاَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سَلَّامٍ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِىْ

2205-اخرجه البخاري في الصوم، باب من صام رمضان ايمانًا و احتسابًا و نية (الحديث 1901) . واخرجه مسلم في صلاة المسافرين و قصرها، باب الترغيب في قيام رمضان و هو التراويح (الحديث 175) . وسياتي في الايمان و شرائعه، قيام ليلة القدر (الحديث 5027) . تحفة الاشراف (15424) .

2206-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15418) .

سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَامَ شَهْرَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ۔

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گذشتہ کی مغفرت کر دی جائے گی اور جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے شب قدر میں نوافل ادا کرے گا' اس شخص کے گزشتہ گناہوں کی مغفرت کر دی جائے گی۔

2207 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِي النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ اَنَّهٗ لَقِيَ اَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ لَهٗ حَدِّثْنِيْ بِاَفْضَلِ شَيْءٍ سَمِعْتَهٗ يُذْكَرُ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ ۔ فَقَالَ اَبُوْ سَلَمَةَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ ذَكَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَفَضَّلَهٗ عَلَى الشُّهُوْرِ وَقَالَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ ۔ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ اَبُوْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ ۔

★★ نضر بن شعبان بیان کرتے ہیں' ان کی ملاقات ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے ہوئی تو انہوں نے ان سے کہا: آپ مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو آپ نے رمضان کے مہینے کے بارے میں سنی ہو اور سب سے زیادہ فضیلت رکھتی ہو تو ابوسلمہ نے بتایا: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے کا تذکرہ کرتے ہوئے اسے تمام مہینوں سے زیادہ فضیلت والا قرار دیا' آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے رمضان میں نوافل ادا کرے گا' وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جائے گا جیسے اس دن تھا جس دن اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' صحیح روایت وہ ہے' جسے ابوسلمہ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2208 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ فَذَكَرَ مِثْلَهٗ وَقَالَ مَنْ صَامَهٗ وَقَامَهٗ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا ۔

★★ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

جو شخص اس مہینے میں ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے روزے رکھے اور نوافل ادا کرے۔

2209 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ قَالَ

2207-سیاتی (الحدیث 2208 و 2209) و اخرجه ابن ماجه فی اقامة الصلاة و السنة فیها، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان (الحدیث 1328) بنحوه ۔ تحفة الاشراف (9729) ۔

2208-تقدم (الحدیث 2207) ۔ 2209-تقدم (الحدیث 2207) ۔

حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شَيْبَانَ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدِّثْنِيْ بِشَيْءٍ سَمِعْتَهُ مِنْ اَبِيْكَ سَمِعَهُ اَبُوْكَ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنَ اَبِيْكَ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَدٌ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ . قَالَ نَعَمْ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فَرَضَ صِيَامَ رَمَضَانَ عَلَيْكُمْ وَسَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهُ فَمَنْ صَامَهُ وَقَامَهُ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا خَرَجَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهُ .

★★ نضر بن شعبان بیان کرتے ہیں' میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمان سے کہا: مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور آپ کے والد نے وہ حدیث نبی اکرم ﷺ سے سنی ہو' آپ کے والد اور نبی اکرم ﷺ کے درمیان کوئی اور واسطہ نہیں ہونا چاہیے اور وہ حدیث رمضان کے مہینے کے بارے میں ہونی چاہیے۔ تو انہوں نے فرمایا: جی ہاں! میرے والد نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزے رکھنا تم پر فرض قرار دیا ہے اور اس میں نوافل ادا کرنا (یا نماز تراویح ادا کرنا) تمہارے لیے مسنون قرار دیا ہے' تو جو شخص ایمان کی حالت میں ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے اس مہینے میں روزے رکھتا ہے اور نوافل ادا کرتا ہے' وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے' جس طرح اس دن تھا' جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔

باب فَضْلِ الصِّيَامِ وَالْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِيْ اِسْحَاقَ فِيْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی فضیلت' اس بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں ابواسحاق نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2210 - اَخْبَرَنِيْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدٍ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى يَقُوْلُ الصَّوْمُ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ حِيْنَ يُفْطِرُ وَحِيْنَ يَلْقَى رَبَّهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

★★ حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک افطاری کے وقت اور ایک اس وقت جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ

2210-انفرد به النسائي، و سيأتي في الصيام، فضل الصيام و الاختلاف على ابي اسحق في حديث على بن ابي طالب في ذلك (الحديث 2211) مولوفاً . تحفة الاشراف (10166) .

تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2211 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ حِیْنَ یَلْقٰی رَبَّهٗ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ اِفْطَارِهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوں گی' ایک خوشی اس وقت جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا اور ایک خوشی وہ جب وہ افطار کرتا ہے اور روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی اَبِیْ صَالِحٍ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ

باب نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

یہ باب ہے کہ اس میں ابوصالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2212 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَیْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سِنَانٍ ضِرَارُ بْنُ مُرَّةَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی یَقُوْلُ الصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ اللّٰهَ فَجَزَاهُ فَرِحَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: بے شک اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا' روزہ دار شخص کو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک جب وہ افطار کرتا ہے اس وقت خوش ہوتا ہے اور ایک جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو اللہ تعالیٰ اسے جزا دے گا' تو وہ اس وقت خوش ہوگا۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہوتی ہے۔

2213 - اَخْبَرَنَا سُلَیْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَمْرٌو اَنَّ الْمُنْذِرَ بْنَ عُبَیْدٍ حَدَّثَهٗ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّیَامُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِهٖ وَالصَّائِمُ یَفْرَحُ مَرَّتَیْنِ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَیَوْمَ یَلْقَی اللّٰهَ وَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْكِ ۔

2211-تقدم (الحديث 2210) .

2212-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 165) . تحفة الاشراف (4027) .

2213-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12884) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ دار شخص دو مرتبہ خوش ہوتا ہے' ایک افطاری کے وقت اور دوسرا اس وقت جب وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا۔ (نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:) روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2214 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا جَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ حَسَنَةٍ عَمِلَهَا ابْنُ اٰدَمَ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ عَشْرُ حَسَنَاتٍ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا الصِّيَامَ فَاِنَّهٗ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِىْ الصِّيَامُ جُنَّةٌ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ابن آدم جو بھی نیکی کرتا ہے' اس کا ثواب دس گنا سے لے کر سات سو گنا تک نوٹ کیا جاتا ہے' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: روزے کا حکم مختلف ہے کیونکہ وہ میرے لیے ہے تو میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ آدمی میرے لیے اپنی خواہشِ نفس کو اور اپنے کھانے کو چھوڑ دیتا ہے' روزہ ایک ڈھال ہے' روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوں گی' ایک خوشی افطاری کے وقت نصیب ہوتی ہے اور دوسری خوشی اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضری کے وقت نصیب ہوگی' روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2215 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ الزَّيَّاتِ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِىْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهٖ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ اِذَا كَانَ يَوْمُ صِيَامِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ شَاتَمَهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ صَائِمٌ وَّالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ يَفْرَحُهُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ بِفِطْرِهٖ وَاِذَا لَقِىَ رَبَّهٗ عَزَّ وَجَلَّ فَرِحَ بِصَوْمِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہوتا ہے' سوائے روزے کے' وہ میرے لیے ہوتا ہے اور میں اس کی جزا دوں گا' روزہ ڈھال ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے:) جب کوئی شخص روزہ رکھے تو وہ بدزبانی نہ کرے اور چیخ و پکار نہ کرے' اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کی کوشش کرے تو وہ یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' اس ذات کی قسم جس کے دست

2214-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 164) . تحفة الاشراف (12340) .

2215-اخرجه البخاري في الصوم، باب هل يقول اني صائم اذا شتم (الحديث 1904) و اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 163) . واخرجه النسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على ابي صالح في هذا الحديث (الحديث 2216) و ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2227 و 2228) مختصراً . تحفة الاشراف (12853) .

زیادہ پاکیزہ ہو
قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہو گی' روزہ دار شخص کو دو خوشیاں نصیب ہوتی ہیں' ایک جب وہ افطاری کرتا ہے' اس وقت خوش ہوتا ہے اور دوسرا جب وہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں حاضر ہوگا' تو اپنے اس روزے پر خوش ہوگا۔

2216 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَانَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ الزَّيَّاتُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِيْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهِ الصِّيَامُ جُنَّةٌ فَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ شَاتَمَهُ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهُ فَلْيَقُلْ اِنِّىْ امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ . وَقَدْ رَوٰى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے' سوائے روزہ کے' وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا' روزہ ڈھال ہے جب کسی شخص نے روزہ رکھا ہوا ہو' تو وہ بدزبانی نہ کرے' چیخ و پکار نہ کرے' اگر کوئی شخص اسے گالی دے یا اس کے ساتھ لڑنے کی کوشش کرے تو وہ یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

یہی روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اور سعید بن مسیب کے حوالے سے منقول ہے۔

2217 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهُ اِلَّا الصِّيَامَ هُوَ لِيْ وَاَنَا اَجْزِىْ بِهِ وَالَّذِىْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخِلْفَةُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ابن آدم کا ہر عمل اس کے لیے ہے' سوائے روزے کے' وہ میرے لیے ہے اور میں اس کی جزا دوں گا (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2218 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ عَمْرٍو عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ حَسَنَةٍ يَعْمَلُهَا ابْنُ اٰدَمَ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا اِلَّا الصِّيَامَ لِيْ وَاَنَا

2216-تقدم (الحديث 2215) .

2217-اخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام (الحديث 161) . تحفة الاشراف (13345) .

2218-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13090) .

أَجْزِي بِهِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:)

ابن آدم جو بھی عمل کرتا ہے اس کا اجر دس گنا ہوتا ہے البتہ روزے کا حکم مختلف ہے وہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔

رب تعالیٰ اور روزہ

اب یہاں سے یہ سمجھئے کہ روزے کی وجہ سے ایک بندے کا تعلق اللہ سے کتنا مضبوط ہوتا ہے ساری عبادتیں اس کے لئے ہیں ہم نماز بھی اس کے لئے پڑھتے ہیں صدقہ بھی اس کے لئے کرتے ہیں زکوٰۃ بھی اس کے لئے دیتے ہیں حج بھی اس کے لئے کرتے ہیں جہاد بھی اسی کے لئے کرتے ہیں تبلیغ بھی اسی کے لئے کرتے ہیں لیکن وہ کہتا ہے "**الا الصوم**" مگر روزہ "**فانه لی**" وہ میرے لئے ہے "**وانا اجزی به**" اور اس کی جزا میں دیتا ہوں۔

حالانکہ سجدوں کی جزاء بھی وہی دیتا ہے حج کی جزا بھی وہی دیتا ہے ہر اچھے کام کی جزا وہی دیتا ہے لیکن اس نے بطور خاص روزے کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جب روزہ رب کی طرف ساری عبادتوں میں سے منفرد طریقے سے منسوب ہوا، پھر روزہ جس روزے دار کے ساتھ قائم ہے وہ اس بندے کو بھی اپنے رب کی ذات کے ساتھ متعلق بنادے گا۔

الصوم لی کی پہلی وجہ

یہ تعلق باللہ کا بڑا جاندار ذریعہ ہے اور اس کے اندر بڑی حکمتیں ہیں اب دیکھو، جب رب ذوالجلال نے یہ فرمادیا کہ روزہ میرے لئے ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جتنے بھی معبودان باطلہ ہیں ان میں سے کسی کے لئے روزہ نہیں رکھا گیا باقی ساری عبادتیں ان جھوٹوں کے لئے جھوٹوں نے کیں مثلاً بتوں کو لوگ سجدے کرتے رہے، بتوں کے نام پر لوگ نیازیں ان کے سامنے پیش کرتے رہے، بتوں کے گرد چکر لگا کر لوگ ان کا طواف کرتے رہے، مگر روزہ کبھی کسی معبود باطل کے لئے نہیں رکھا گیا۔ اس واسطے اللہ نے اس کو اپنی طرف منسوب فرمایا ہے اگر چہ کچھ باطل مذہبوں میں روزے کا تصور ہے وہ بھی روزہ رکھتے ہیں بدھ مت ہے یا ہندو مت ہے ان کے اندر بھی کچھ ایسا وقت گزارا جاتا ہے مگر وہ ان کے نزدیک کسی معبود کی رضا کے لئے نہیں ہوتا، وہ اپنے آپ کے لئے اور اپنے آپ کو شہوت سے دور رکھنے کے لئے یا ان کا اپنے باطن کی صفائی کا جو نظریہ ہے اس لحاظ سے ایسا کرتے ہیں وہ کسی معبود کی خوشنودی کے لئے کبھی روزہ نہیں رکھتے، لہٰذا روزے کا یہ امتیاز باقی رہا، کہ روزہ جب بھی رکھا گیا، صرف اللہ کے لئے رکھا گیا ہے تو اللہ نے فرمایا: یہ میرا، میرے لئے ہے اور اسکی جزا میں خود عطا فرماتا ہوں۔

الصوم لی کی دوسری وجہ

ایسے ہی نہ کھانا اور نہ پینا اللہ کی صفات ہیں تو بندے نے کچھ وقت یہ کوشش کی کہ میری بھی میرے رب سے مناسبت پیدا ہوجائے جب میرا رب نہیں کھاتا پیتا، تو میں بھی کچھ وقت ایسے ہی گزاروں، اگر چہ بندہ محتاج ہے کھانے پینے کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا لیکن پھر بھی اس نے اپنے رب کے ساتھ مناسبت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو اس وجہ سے روزہ تعلق باللہ کا ایک حسین

اسلوب ہے۔

الصوم لی کی تیسری وجہ

اسی پہلی حکمت کے اندر ہم جو حدیث کی حکمتیں بیان کر رہے تھے کہ اللہ نے جو روزہ کو اپنی طرف منسوب کیا تو اس کا تیسرا سبب یہ ہے کہ اللہ نے اس کے شرف کو ظاہر کرنے کے لئے اسے اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

مثال کے طور پر پوری زمین اللہ کی ہے ہر گھر اللہ کا ہے لیکن ہر گھر کو بیت اللہ نہیں کہا جاتا، وہ خاص گھر ہے جس کو اللہ کا گھر کہا جاتا ہے اس لئے اس کا جو اللہ کے ساتھ تعلق ہے اللہ تعالیٰ اس تعلق اور شرافت کو ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ باقی دنیا کے گھروں پر میرا وہ کرم نہیں ہے جو میری رحمت اس گھر پر برستی ہے تو خالق کائنات جل جلالہ نے جیسے اس گھر پر نسبت تشریف کی ہے اس گھر کو شرف دینے کے لئے اپنی طرف منسوب کر لیا ہے۔

ایسے ہی اگرچہ ہر عبادت اللہ ہی کے لئے ہے مگر اس نے تمام عبادتوں میں سے روزے کو بطور خاص اپنی طرف منسوب کیا ہے کہ یہ میرا ہے اور میں اس کی جزاء دینے والا ہوں تاکہ پتہ چل جائے کہ جتنے انوار و تجلیات روزے کے سبب بندے کو ملتے ہیں اور اس کی وجہ سے جتنا بندے کا اپنے مولا کے ساتھ تعلق مضبوط ہوتا ہے یہ روزے کی ایک منفرد شان ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ يَعْقُوْبَ فِىْ حَدِيْثِ اَبِىْ اُمَامَةَ فِىْ فَضْلِ الصَّائِمِ

یہ باب ہے کہ روزہ دار شخص کی فضیلت کے بارے میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول حدیث میں محمد بن یعقوب نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2219 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ يَعْقُوْبَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ رَجَاءُ بْنُ حَيْوَةَ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ مُرْنِىْ بِاَمْرٍ اٰخُذُهُ عَنْكَ . قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ .

☆☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: آپ مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے جو میں آپ سے حاصل کر لوں (اور پھر اس پر عمل کرتا رہوں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو' کیونکہ اس کے معاملے میں اور کوئی چیز نہیں ہے۔

2220 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ اَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ عَبْدِ

2219-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2220 و 2221 و 2222) . تحفة الاشراف (4861) .

2220-تقدم (الحديث 2219) .

اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيِّ حَدَّثَهُ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُمَامَةَ الْبَاهِلِيُّ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِي بِاَمْرٍ يَنْفَعُنِي اللّٰهُ بِهِ ۔ قَالَ عَلَيْكَ بِالصِّيَامِ فَاِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ ۔

★★ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کوئی ایسا حکم دیجئے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے' تو آپ نے فرمایا: روزے رکھا کرو' کیونکہ اس کی مانند کوئی چیز نہیں ہے۔

2221 - اَخْبَرَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيفُ - شَيْخٌ صَالِحٌ وَّالضَّعِيفُ لَقَبٌ لِكَثْرَةِ عِبَادَتِهِ - قَالَ اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي يَعْقُوبَ عَنْ اَبِي نَصْرٍ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ ۔

★★ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو' کیونکہ کوئی چیز اس کے برابر نہیں ہے۔

2222 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدٍ - هُوَ ابْنُ السَّكَنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ - قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِي يَعْقُوبَ الضَّبِّيِّ عَنْ اَبِي نَصْرٍ الْهِلَالِيِّ عَنْ رَجَاءِ بْنِ حَيْوَةَ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِي بِعَمَلٍ ۔ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ ۔ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِي بِعَمَلٍ ۔ قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهُ لَا عِدْلَ لَهُ ۔

★★ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے کسی عمل کے بارے میں حکم دیجئے' آپ نے ارشاد فرمایا: تم روزے رکھا کرو' کیونکہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے کسی عمل کے بارے میں حکم دیجئے' آپ نے فرمایا: تم روزے رکھو' کیونکہ اس کے برابر کوئی نہیں ہے۔

2223 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنْ فِطْرٍ اَخْبَرَنِي حَبِيبُ بْنُ اَبِي ثَابِتٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِي شَبِيبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ ۔

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
روزہ ڈھال ہے۔

2224 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ

2221-تقدم (الحديث 2229) ۔

2222-تقدم (الحديث 2219) ۔

2223-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2224 و 2226) ۔ تحفة الاشراف (11367) ۔

2224-تقدم (الحديث 2223) ۔

حَبِيْبِ بْنِ اَبِىْ ثَابِتٍ وَالْحَكَمِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ اَبِىْ شَبِيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2225 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ عُرْوَةَ بْنَ النَّزَّالِ يُحَدِّثُ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت معاذ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2226 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ لِىَ الْحَكَمُ سَمِعْتُهُ مِنْهُ مُنْذُ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ثُمَّ قَالَ الْحَكَمُ وَحَدَّثَنِىْ بِهِ مَيْمُوْنُ بْنُ اَبِىْ شَبِيْبٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ .

★★ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

2227 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عَطَاءٌ عَنْ اَبِىْ صَالِحٍ الزَّيَّاتِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2228 - وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قِرَاءَةً عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَطَاءٌ الزَّيَّاتُ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: روزہ ڈھال ہے۔

2229 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ اَنَّ مُطَرِّفًا - رَجُلٌ مِنْ بَنِىْ عَامِرِ بْنِ صَعْصَعَةَ - حَدَّثَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِى الْعَاصِ دَعَا لَهُ بِلَبَنٍ لِيَسْقِيَهُ فَقَالَ مُطَرِّفٌ اِنِّىْ صَائِمٌ فَقَالَ عُثْمَانُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصِّيَامُ جُنَّةٌ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .

★★ سعید بن ابوہند بیان کرتے ہیں' بنو عامر سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب مطرف نے یہ بات بیان کی ہے'

2225-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11347) .

2226-تقدم (الحديث 2223) .

2227-تقدم (الحديث 2215) .

2228-تقدم (الحديث 2215) .

2229-اخرجه النسائي واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فضل الصيام (الحديث 1639) و سياتي (الحديث 2230 و 2231) مرسلًا . تحفة الاشراف (9771) .

ایک مرتبہ حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دودھ منگوایا تا کہ وہ انہیں پلائیں' تو مطرف نے کہا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے' تو حضرت عثمان نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔
روزہ ڈھال ہے' جس طرح جنگ کے دوران کسی شخص کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔

2230 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيّ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ فَدَعَا بِلَبَنٍ فَقُلْتُ اِنِّيْ صَائِمٌ . فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ كَجُنَّةِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ .

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں' میں حضرت عثمان بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' انہوں نے دودھ منگوایا' تو میں نے عرض کی: میں روزے کی حالت میں ہوں' انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
"روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے' جس طرح جنگ کے دوران کسی شخص کے پاس ڈھال ہوتی ہے۔

2231 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ هِنْدٍ قَالَ دَخَلَ مُطَرِّفٌ عَلٰى عُثْمَانَ نَحْوَهُ مُرْسَلٌ .

ترجمہ ☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے اور یہ روایت مرسل ہے۔

2232 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا وَاصِلٌ عَنْ بَشَّارِ بْنِ اَبِيْ سَيْفٍ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ غُطَيْفٍ قَالَ اَبُوْ عُبَيْدَةَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الصَّوْمُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا .

☆☆ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
روزہ ڈھال ہے' جب تک آدمی اسے پھاڑ نہ دے۔

2233 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَدَمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنْ خَارِجَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ مِّنَ النَّارِ فَمَنْ اَصْبَحَ صَائِمًا فَلَا يَجْهَلْ يَوْمَئِذٍ وَّاِنِ امْرُؤٌ جَهِلَ عَلَيْهِ فَلَا يَشْتِمْهُ وَلَا يَسُبَّهُ وَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ وَّالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:
روزہ جہنم سے بچنے کے لیے ڈھال ہے' جو شخص روزے کی حالت میں صبح کرلے' وہ اس دن کسی جہالت کا مظاہرہ نہ کرے'

2230-تقدم (الحديث 2229) .

2231-تقدم (الحديث 2215) .

2232-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 223400) . تحفة الاشراف (5047) .

2233-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17358) .

اگر کوئی شخص اس کے خلاف جہالت کا مظاہرہ کرنا چاہے' تو وہ اسے گالی نہ دے' اسے بُرا نہ کہے اور یہ کہہ دے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں محمد کی جان ہے! روزہ دار شخص کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے۔

2234 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ مِسْعَرٍ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ اَبِى مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَصْحَابُنَا عَنْ اَبِى عُبَيْدَةَ قَالَ الصِّيَامُ جُنَّةٌ مَا لَمْ يَخْرِقْهَا .

☆☆ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: روزہ ڈھال ہے' جب تک آدمی اس کو پھاڑ نہ دے۔

2235 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِى حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلصَّائِمِيْنَ بَابٌ فِى الْجَنَّةِ يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ لَا يَدْخُلُ فِيْهِ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ فَاِذَا دَخَلَ اٰخِرُهُمْ اُغْلِقَ مَنْ دَخَلَ فِيْهِ شَرِبَ وَمَنْ شَرِبَ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا .

☆☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

روزہ داروں کے لیے جنت میں ایک مخصوص دروازہ ہے' جس کا نام "ریان" ہے' اس میں سے روزہ داروں کے علاوہ کوئی داخل نہیں ہوگا' جب ان کا آخری فرد داخل ہو جائے گا' تو اس دروازے کو بند کر دیا جائے گا' جو شخص اس دروازے میں سے داخل ہوگا' وہ مشروب پیئے گا اور جو شخص مشروب پیئے گا' اسے بعد میں کبھی پیاس نہیں لگے گی۔

2236 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ اَبِى حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِى سَهْلٌ اَنَّ فِى الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ يُقَالُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَيْنَ الصَّائِمُوْنَ هَلْ لَكُمْ اِلَى الرَّيَّانِ مَنْ دَخَلَهُ لَمْ يَظْمَاْ اَبَدًا فَاِذَا دَخَلُوْا اُغْلِقَ عَلَيْهِمْ فَلَمْ يَدْخُلْ فِيْهِ اَحَدٌ غَيْرُهُمْ .

☆☆ حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جنت میں ایک دروازہ ہے' جس کا نام "ریان" ہے' قیامت کے دن کہا جائے گا: روزہ دار لوگ کہاں ہیں؟ تم لوگ ریان کی طرف آ جاؤ! (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:) جو شخص اس دروازے میں سے داخل ہو جائے گا' اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی' جب روزہ دار اس میں داخل ہو جائیں گے تو اس وقت دروازے کو بند کر دیا جائے گا اور اس دروازے میں سے روزہ داروں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا۔

2237 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ

2234-تقدم (الحديث 2232) .

2235-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4679) .

2236-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4791) .

2237-اخرجه البخاري في الصوم، باب الريان للصائمين (الحديث 1897)، و في فضائل الصحابة، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (لو كنت متخذا خليلًا) (الحديث 3666) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب من جمع الصدقة و اعمال البر (الحديث 85) . واخرجه الترمذي في المناقب، باب في مناقب ابي بكر و عمر رضي الله عنهما كليهما (الحديث 3674) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 2438)، و في الجهاد، باب فضل من انفق زوجين في سبيل الله عزوجل (الحديث 3135) . تحفة الاشراف (12279) .

قَالَ اَخْبَرَنِی مَالِكٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ نُوْدِیَ فِی الْجَنَّةِ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَيْرٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ يُدْعٰى مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّيَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلٰى اَحَدٍ يُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ يُدْعٰى اَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ كُلِّهَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَاَرْجُو اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں (کسی بھی چیز کا) ایک جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) خرچ کرتا ہے' تو جنت میں یہ اعلان کیا جاتا ہے: اے اللہ کے بندے! یہ چیز زیادہ بہتر ہے' جو لوگ نمازی ہیں' انہیں نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا اور جو لوگ مجاہد ہیں' انہیں جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ صدقہ وخیرات کرتے ہیں' انہیں صدقہ کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ روزہ دار ہیں' انہیں ریان نامی دروازے سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ بھی تو ہوسکتا ہے' کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے' تو کیا کوئی ایسا شخص بھی ہے' جسے ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اور مجھے اُمید ہے' تم بھی ان میں سے ایک ہوگے۔

2238 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اَحْمَدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَابٌ لَا نَقْدِرُ عَلٰى شَیْءٍ قَالَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ عَلَيْكُمْ بِالْبَاءَةِ فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّهٗ لَهٗ وِجَاءٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم اس وقت نوجوان تھے لیکن اپنی (مالی حیثیت کی وجہ سے) شادی نہیں کر سکتے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے نوجوانو کے گروہ! تم پر لازم ہے' شادی کرلو' کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو' اس پر لازم ہے' وہ روزے رکھے' کیونکہ وہ (روزہ) اس کی شہوت کو ختم کردے گا۔

2239 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ اَنَّ ابْنَ مَسْعُوْدٍ لَقِیَ عُثْمَانَ بِعَرَفَاتٍ فَخَلَا بِهٖ فَحَدَّثَهٗ وَاَنَّ عُثْمَانَ قَالَ لِابْنِ مَسْعُوْدٍ هَلْ لَكَ فِیْ فَتَاةٍ

2238-اخرجه البخاري في النكاح، باب من لم يستطع البائة فليصم (الحديث 5066) . واخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مونه و اشتغال من عجز عن المون بالصوم (الحديث 3 و 4) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في فضل التزويج و الحث عليه (الحديث 1081) . واخرجه النسائي (الحديث 2241)، و في النكاح، الحث على النكاح (الحديث 3209 و 3210) . تحفة الاشراف (9385) .

أُزَوِّجُكَهَا فَدَعَا عَبْدُ اللّٰهِ عَلْقَمَةَ فَحَدَّثَهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَلْيَصُمْ فَإِنَّ الصَّوْمَ لَهُ وِجَاءٌ .

★★ علقمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی عرفات میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' وہ انہیں الگ لے گئے اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے رہے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ کسی نوجوان خاتون کے ساتھ شادی کرنا چاہیں گے؟ ہم آپ کی شادی کروا دیتے ہیں' تو حضرت عبداللہ نے علقمہ کو بھی بلایا اور انہیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو'اسے شادی کر لینی چاہیے' کیونکہ یہ نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھتی ہے اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرتی ہے اور جو اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو'اسے روزہ رکھنا چاہیے' کیونکہ وہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2240 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُحَارِبِيُّ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَعَلَيْهِ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَهُ وِجَاءٌ .

★★ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

تم میں سے جو شخص شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو' وہ شادی کرے اور جو یہ استطاعت نہ رکھتا ہو'اس پر روزے رکھنا لازم ہے' کیونکہ روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

2241 - اَخْبَرَنِيْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ هَاشِمٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ وَمَعَنَا عَلْقَمَةُ وَالْاَسْوَدُ وَجَمَاعَةٌ فَحَدَّثَنَا بِحَدِيْثٍ مَا رَاَيْتُهُ حَدَّثَ بِهِ الْقَوْمَ اِلَّا مِنْ اَجْلِيْ لِاَنِّيْ كُنْتُ اَحْدَثَهُمْ سِنًّا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَاءَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ . قَالَ عَلِيٌّ وَّسُئِلَ الْاَعْمَشُ عَنْ حَدِيْثِ اِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَهُ قَالَ نَعَمْ .

★★ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' ہم لوگ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' ہمارے ساتھ

2239-اخرجه البخاري في الصوم، باب الصوم لمن خاف على نفسه العزبة (الحديث 1905) مختصراً، و في النكاح، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (من استطاع الباءة فليتزوج) (الحديث 5065) . واخرجه مسلم في النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه اليه و وجد مؤنته و اشتغال من عجز عن المؤن بالصوم (الحديث 1 و 2) . واخرجه ابو داؤد في النكاح، باب التحريض على النكاح (الحديث 2046) . واخرجه الترمذي في النكاح، باب ما جاء في فضل التزويج و الحث عليه (الحديث 1081) تعليقاً . واخرجه النسائي (الحديث 2240 و 2241)، وفي النكاح، الحث على النكاح (الحديث 3207 و 3208 و 32011) . واخرجه ابن ماجه في النكاح، باب ما جاء في فضل النكاح (الحديث 1845) مطولاً . تحفة الاشراف (9417) .

2240-تقدم (الحديث 2239) .

2241-تقدم (الحديث 2238 و 2239) .

علقمہ تھے' اسود تھے' اور کچھ اور لوگ بھی تھے' تو انہوں نے ہمیں ایک حدیث سنائی' میرا یہ خیال ہے' انہوں نے صرف میری وجہ سے تمام حاضرین کو وہ حدیث سنائی' کیونکہ میری عمر سب سے کم تھی (انہوں نے بتایا:) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اے نوجوانو کے گروہ! تم میں سے جو شادی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو' وہ شادی کر لے' کیونکہ وہ اس کی نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھے گی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرے گی۔

علی بن ہاشم نامی راوی بیان کرتے ہیں' اعمش سے ابراہیم نخعی کی نقل کردہ اس روایت کے بارے میں دریافت کیا گیا' سائل نے سوال کیا: کیا یہ روایت ابراہیم نخعی کے حوالے سے علقمہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

2242 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ اَبِي مَعْشَرٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ مَسْعُودٍ وَّهُوَ عِنْدَ عُثْمَانَ فَقَالَ عُثْمَانُ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى فِتْيَةٍ فَقَالَ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَا طَوْلٍ فَلْيَتَزَوَّجْ فَاِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَا فَالصَّوْمُ لَهُ وِجَاءٌ . قَالَ اَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُو مَعْشَرٍ هٰذَا اسْمُهُ زِيَادُ بْنُ كُلَيْبٍ وَّهُوَ ثِقَةٌ وَّهُوَ صَاحِبُ اِبْرَاهِيمَ رَوَى عَنْهُ مَنْصُورٌ وَّمُغِيرَةُ وَشُعْبَةُ وَاَبُو مَعْشَرٍ الْمَدَنِيُّ اسْمُهُ نَجِيحٌ وَّهُوَ ضَعِيفٌ وَّمَعَ ضَعْفِهِ اَيْضًا كَانَ قَدِ اخْتَلَطَ عِنْدَهُ اَحَادِيثُ مَنَاكِيرُ مِنْهَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ قِبْلَةٌ . وَمِنْهَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْطَعُوا اللَّحْمَ بِالسِّكِّينِ وَلٰكِنِ انْهَسُوا نَهْسًا .

☆☆ علقمہ بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' وہ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھے' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بتایا: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کچھ نوجوانوں کے پاس تشریف لائے' آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے جو شخص صاحب حیثیت ہے' اسے شادی کر لینی چاہیے' کیونکہ شادی اس کی نگاہ کو زیادہ جھکا کر رکھے گی اور شرمگاہ کی زیادہ حفاظت کرے گی اور جو شخص صاحب حیثیت نہ ہو' تو روزہ اس کی شہوت کو ختم کر دے گا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابومعشر نامی راوی کا نام زیاد بن کلاب ہے' یہ راوی ثقہ ہے اور ابراہیم نخعی کا شاگرد ہے۔ منصور' مغیرہ' شعبہ نے اس کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابومعشر مدنی نامی راوی کا نام نجیح ہے' یہ راوی ضعیف ہے اور ضعیف ہونے کے ساتھ وہ اختلاط کا بھی شکار ہو گیا تھا' اس سے کئی منکر روایات منقول ہیں۔

ان منکر روایات میں سے ایک روایت وہ ہے جسے محمد بن عمرو' ابوسلمہ' ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل کیا گیا ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔

2242-انفرد به النسائي ، وسياتي في النكاح، الحدث على النكاح (الحديث 3206) . تحفة الاشراف (9832) .

ان روایات میں سے ایک روایت وہ ہے' جو اس نے ہشام بن عروہ کے حوالے سے ان کے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک فرمان کے طور پر نقل کی ہے: تم چھری کے ذریعے گوشت نہ کاٹو بلکہ دانت کے ذریعے نوچ کر (اسے کھاؤ)۔

باب ثَوَابِ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ فِي الْخَبَرِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے' اس کا ثواب
اس روایت میں سہیل بن ابوصالح نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2243 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ اَنَسٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ زَحْزَحَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص (اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے) ایک دن روزہ رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔

2244 - اَخْبَرَنَا دَاوُدُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ الضَّرِيْرُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّارِ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص کے اور جہنم کے درمیان ستر برس کی مسافت کر دیتا ہے۔

2245 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ سُهَيْلٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

2243-انفرد به النسائي من طريق انس بن عياض، و عزاه المزي في تحفة الاشراف (18624) الى النسائي مرسلاً، و هو وهم، فانما هو فيه متصل، و عزاه الحافظ في الفتح (الحديث 6/88) من هذا الطريق الى احمد فقط، و هو في المسند (الحديث 2/300)، وقال الشيخ شاكر (الحديث 7977): اسناده صحيح .

2244-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4289) .

2245-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12659) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کو جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2246 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ مِنْ جَهَنَّمَ سَبْعِيْنَ عَامًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2247 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنِ ابْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا بَعَّدَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اسے جہنم سے (ستر برس کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2248 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ قَزَعَةَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ الْاَسْوَدِ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَهُ اللّٰهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2249 - اَخْبَرَنَا مُؤَمَّلُ بْنُ اِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يَحْيٰى بْنُ

2246-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4078) .
2247-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل الصوم في سبيل الله (الحديث 2840) . واخرجه مسلم في الصيام، باب فضل الصيام في سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر ولا تفويت حق (الحديث 167 و 168) . واخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء في فضل الصوم في سبيل الله (الحديث 1623)، واخرجه النسائي (الحديث 2248 و 2249)، باب ذكر الاختلاف على سفيان الثوري فيه (الحديث 2250 و 2251 و 2252) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في صيام يوم في سبيل الله (الحديث 1717) . تحفة الاشراف (4388) .
2248-تقدم (الحديث 2247) .
2249-تقدم (الحديث 2247) .

سَعِيْدٍ وَسُهَيْلُ بْنُ اَبِىْ صَالِحٍ سَمِعَا النُّعْمَانَ بْنَ اَبِىْ عَيَّاشٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِىَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بَاعَدَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس روایت میں سفیان ثوری سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2250 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُنِيْرٍ - نَيْسَابُوْرِىٌّ - قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ الْعَدَنِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَصُوْمُ عَبْدٌ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو بندہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص کو جہنم سے ستر برس (کی مسافت جتنا دور) کر دیتا ہے۔

2251 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ اَبِىْ صَالِحٍ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ حَرَّ جَهَنَّمَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں جہنم کی تپش کو اس شخص سے ستر برس (کی مسافت کے برابر) دور کر دیتا ہے۔

2252 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى اَبِىْ حَدَّثَكُمُ ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُمَىٍّ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ اَبِىْ عَيَّاشٍ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِىِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَاعَدَ اللّٰهُ بِذٰلِكَ الْيَوْمِ النَّارَ عَنْ وَجْهِهٖ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا .

2250-تقدم (الحديث 2247) .

2251-تقدم (الحديث 2247) .

2252-تقدم (الحديث 2247) .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس ایک دن کے عوض میں اس شخص سے جہنم کو ستر برس دور کر دیتا ہے۔

2253 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ يَحْيٰى بْنُ الْحَارِثِ عَنِ الْقَاسِمِ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ يَوْمًا فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بَاعَدَ اللّٰهُ مِنْهُ جَهَنَّمَ مَسِيْرَةَ مِائَةِ عَامٍ .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص اللہ کی راہ میں (جہاد کے دوران) ایک دن روزہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے جہنم کو ایک سو برس کی مسافت تک دور کر دیتا ہے۔

باب مَا يُكْرَهُ مِنَ الصِّيَامِ فِی السَّفَرِ

یہ باب سفر کے دوران روزہ رکھنا مکروہ ہے

2254 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ كَعْبِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِی السَّفَرِ .

☆☆ حضرت کعب بن عاصم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2255 – اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِی السَّفَرِ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَاٌ وَّالصَّوَابُ الَّذِیْ قَبْلَهٗ لَا نَعْلَمُ اَحَدًا تَابَعَ ابْنَ كَثِيْرٍ عَلَيْهِ .

☆☆ سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت غلط ہے' درست روایت وہ ہے' جو اس سے پہلے نقل ہوئی ہے۔ ہمارے علم کے

2253-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9947) .

2254-اخرجه النسائي في الصيام، باب ما يكره من الصيام في السفر (الحديث 2255) مرسلًا . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الافطار في السفر (الحديث 1664) . تحفة الاشراف (11105) .

2255-تقدم في الصيام، باب ما يكره من الصيام في السفر (الحديث 2254) .

مطابق کسی بھی شخص نے اس روایت میں ابن کثیر نامی راوی کی متابعت نہیں کی ہے۔

باب الْعِلَّةِ الَّتِيْ مِنْ اَجْلِهَا قِيلَ ذٰلِكَ وَذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِيْ حَدِيْثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ اس علت کا بیان جس کی وجہ سے یہ بات کہی گئی ہے' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے اس بارے میں منقول روایت میں محمد بن عبدالرحمٰن نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2256 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى نَاسًا مُجْتَمِعِيْنَ عَلٰى رَجُلٍ فَسَاَلَ فَقَالُوْا رَجُلٌ اَجْهَدَهُ الصَّوْمُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو ایک شخص کے پاس اکٹھے دیکھا تو اس بارے میں دریافت کیا' لوگوں نے بتایا: یہ ایک شخص ہے' جو روزے کی وجہ سے مشکل کا شکار ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

2257 - اَخْبَرَنِيْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى بْنُ اَبِيْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ اَخْبَرَنِيْ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِرَجُلٍ فِيْ ظِلِّ شَجَرَةٍ يُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ قَالَ مَا بَالُ صَاحِبِكُمْ هٰذَا. قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَائِمٌ. قَالَ اِنَّهُ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصُوْمُوْا فِي السَّفَرِ وَعَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللّٰهِ الَّتِيْ رَخَّصَ لَكُمْ فَاقْبَلُوْهَا.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے' جو ایک درخت کے سائے میں پڑا ہوا تھا' اور اس پر پانی چھڑکا جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے ساتھی کو کیا ہوا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اس نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کوئی نیکی نہیں ہے' تم سفر کے دوران روزہ رکھو' تم پر لازم ہے' جو رخصت تمہیں اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہے' تم اسے قبول کرلو۔

2258 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفِرْيَابِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَنْ سَمِعَ جَابِرًا نَحْوَهُ.

2256-انفرد به النسائي. و سياتي (الحديث 2257 و 2258). وباب ذكر الاختلاف على علي بن المبارك (الحديث 2259 و2260). تحفة الاشراف (2590).

2257-تقدم (الحديث 2256).

2258-تقدم (الحديث 2256).

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

بَاب ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى عَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ

اس روایت کے بارے میں علی بن مبارک نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2259 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ عَلَيْكُمْ بِرُخْصَةِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاقْبَلُوهَا .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
یہ کوئی نیکی نہیں ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھا جائے تم پر لازم ہے تم اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ رخصت کو قبول کرو۔

2260 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ رَجُلٍ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔

بَاب ذِكْرِ اسْمِ الرَّجُلِ

یہ باب ہے کہ ان صاحب کے نام کا تذکرہ (جو سفر کے دوران روزہ رکھنے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے تھے)

2261 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَخَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَسَنٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَى رَجُلًا قَدْ ظُلِّلَ عَلَيْهِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ لَيْسَ مِنَ الْبِرِّ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا' جس پر سفر کے دوران سایہ کیا گیا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

2259-تقدم (الحديث 2256) .

2260-تقدم (الحديث 2256) .

2261-اخرجه البخاري في الصوم، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم لمن ظلل عليه و اشتد الحر (ليس من البر الصوم في السفر) (الحديث 1946) . واخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلاضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 92) . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اختيار الفطر (الحديث 2407) . تحفة الاشراف (2645) .

سفر کے دوران روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

2262 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ كُرَاعَ الْغَمِيْمِ فَصَامَ النَّاسُ فَبَلَغَهُ اَنَّ النَّاسَ قَدْ شَقَّ عَلَيْهِمُ الصِّيَامُ فَدَعَا بِقَدَحٍ مِنَ الْمَاءِ بَعْدَ الْعَصْرِ فَشَرِبَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ فَاَفْطَرَ بَعْضُ النَّاسِ وَصَامَ بَعْضٌ فَبَلَغَهُ اَنَّ نَاسًا صَامُوْا فَقَالَ اُولٰٓئِكَ الْعُصَاةُ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر رمضان کے مہینے میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ ''کراع الغمیم'' پہنچے تو لوگوں نے بھی روزہ رکھا ہوا تھا' آپ کو یہ اطلاع ملی کہ لوگوں کے لیے روزہ رکھنا مشکل ہو رہا ہے' تو آپ نے عصر کے بعد پانی کا پیالہ منگوایا اور اسے پی لیا' لوگ دیکھ رہے تھے' تو بعض لوگوں نے روزہ توڑ دیا اور بعض نے روزہ نہیں' توڑا' جب آپ کو یہ اطلاع ملی کہ کچھ لوگوں نے اب بھی روزہ رکھا ہوا ہے' تو آپ نے فرمایا: یہ نافرمان لوگ ہیں۔

2263 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِطَعَامٍ بِمَرِّ الظَّهْرَانِ فَقَالَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَّعُمَرَ اُدْنِيَا فَكُلَا . فَقَالَا اِنَّا صَائِمَانِ . فَقَالَ ارْحَلُوْا لِصَاحِبَيْكُمْ اعْمَلُوْا لِصَاحِبَيْكُمْ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مرالظہران کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھانے کی کوئی چیز پیش کی گئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: آگے ہو جاؤ اور کھانا شروع کرو' ان دونوں نے عرض کی: ہم نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم لوگ اپنے ان دو ساتھیوں کے لیے پالان تیار کرو اور ان کے باقی کام کاج کرو (کیونکہ انہوں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے)۔

2264 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَغَدّٰى بِمَرِّ الظَّهْرَانِ وَمَعَهُ اَبُوْ بَكْرٍ وَّعُمَرُ فَقَالَ الْغَدَاءَ . مُرْسَلٌ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرالظہران کے مقام پر کھانا کھانے لگے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: کھانا کھا لو۔ (یہ روایت مرسل ہے)۔

2262-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم ولمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 90 و 91) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في السفر (الحديث 710) . تحفة الاشراف (2598) .

2263-انفرد به النسائي ، وسياتي (الحديث 2264 و 2265) . تحفة الاشراف (15399) .

2264-تقدم (الحديث 2263) .

2265 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَكْرٍ وَّعُمَرَ كَانُوا بِمَرِّ الظَّهْرَانِ مُرْسَلٌ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ' حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما مرالظہران کے مقام پر موجود تھے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مرسل ہے۔

صاحبین کے نزدیک مسافر ومقیم کے عدم فرق کا بیان

اور صاحبین کے نزدیک مسافر، مقیم اور تندرست کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔کیونکہ اس کا لزوم اس لئے تھا کہ معذور کو مشقت نہ اٹھانی پڑے۔لہٰذا جب اس نے مشقت کو اٹھالیا تو پھر اسے بھی غیر معذور کے ساتھ ملا دیا جائے گا۔اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مسافر ومریض نے جب دوسرے واجب کی نیت ساتھ روزہ رکھا تو اس کا وہ دوسرا واجب ہی شمار ہوگا۔کیونکہ اس نے وقت کو ایک مقصد کے لئے مصروف کیا ہے۔کیونکہ اس کی اس حالت میں دوسرا واجب ہی ضروری ہے۔اور رمضان کے روزے میں عدت پانے تک اس کے لئے اختیار ہے۔اور نفلی روزے کی نیت کے بارے میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے دو روایات ہیں اور ان دونوں میں سے ایک کا فرق یہ ہے کہ اس نے وقت کو اہم مقصد کی طرف مصروف نہیں کیا۔

مسافر ومریض کی حالت رخصت میں غیر رمضان کے روزے کا اختلاف

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مصنف نے مریض ومسافر کے روزے کے بارے میں جو موقف اختیار کیا ہے دو محقق علماء نے اس سے اختلاف کیا ہے جو شمس الائمہ اور امام فخر الاسلام ہیں انہوں نے کہا ہے کہ اگر کسی مریض نے کسی دوسرے واجب کی نیت کی تو صحیح ہے۔کیونکہ رمضان کے روزے کا وقوع صحیح ہے۔البتہ اس میں افطار کا حکم عجز کی وجہ سے تھا کہ وہ ادائے صوم سے عاجز تھا۔جب اسے قدرت حاصل ہوئی تو روزے رکھنے کی قدرت رکھتا ہے۔پس وہ روزہ رکھنے میں برابر ہے (خواہ وہ رمضان کا ہو یا غیر رمضان کا ہو) بہ خلاف مسافر کے کیونکہ اس میں رخصت سے عجز سے متعلق ہے۔تو یہاں پر روزہ رکھنے کی اباحت اس طرح ہوگی کہ سفر اس عجز کے قائم مقام ہوگا۔لہٰذا وہ کسی دوسرے واجب کا روزہ رکھ سکتا ہے۔

صاحب الیضاح نے کہا ہے ہمارے بعض فقہاء احناف نے مریض ومسافر کے درمیان فرق کیا ہے جبکہ ان کا فرق کرنا صحیح نہیں ہے۔بلکہ دونوں برابر ہیں اور یہی قول امام کرخی علیہ الرحمہ کا ہے۔

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دو روایات ہیں کہ جس بندے نفل کی نیت کی تو آپ علیہ الرحمہ سے ابن سماعہ نے روایت کی ہے کہ وہ فرض روزہ ہوگا کیونکہ وقت کو اہم مقصد کی طرف پھیرا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس سے واجب ساقط ہوجائے۔اور ثواب میں فرض سب سے زیادہ ہوتا ہے۔

حضرت امام حسن علیہ الرحمہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت یہ بیان کی ہے۔کہ اس کا نفلی روزہ ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہے۔کیونکہ اس کے حق میں رمضان اسی طرح ہے جس مقیم کے حق میں شعبان ہوتا ہے۔اور اگر وہ شعبان میں

2265-تقدم (الحديث 2263) .

نفل کی نیت کرے یا واجب کی نیت کرے تو وہی واقع ہوگا۔

علامہ ناطقی حنفی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ مسافر و مریض دونوں برابر ہیں۔ البتہ امام ابو یوسف علیہ الرحمہ سے نادر روایت کے مطابق مریض سے نفلی روزہ صحیح ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۲۶۳، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ بہر حال مریض جب کسی دوسرے واجب کی نیت کرے تو امام حسن علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق وہ مسافر کی طرح ہے۔ اسی روایت کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے۔ اور اکثر مشائخ بخارہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ کیونکہ مرض کا تعلق زیادت مرض کے ساتھ ہے نہ کہ عجز کی حقیقت کے ساتھ ہے جس طرح مسافر کے حق میں عجز مقدر ہے فخر الاسلام اور شمس الائمہ نے کہا ہے کہ اس پر وہی واقع ہوگا جس کی اس نے نیت کی ہے۔ کیونکہ رخصت حقیقت عجز کے ساتھ متعلق ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے ظاہر الروایت کے خلاف کہا ہے۔

شیخ عبد العزیز علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ بات بہ اجماع واضح ہوگئی کہ رخصت نفس مرض کے ساتھ متعلق نہیں ہے کیونکہ اس کی اقسام ہیں۔ بعض اقسام وہ ہیں جو نقصان دہ ہیں جس طرح بخار وغیرہ ہیں اور بعض امراض غیر نقصان دہ ہیں جس طرح باضمہ وغیرہ کا خراب ہونا ہے۔ جبکہ رخصت حرج کو دور کرنے کے لئے ہے لہٰذا وہ پہلی قسم کے ساتھ متعلق ہوگی یعنی جس میں مرض کی زیادتی کا خوف ہو۔ جبکہ عجز حقیقی جو حرج کو دور کرنے کے لئے ہوتا ہے اس میں عجز کی شرط نہیں ہے۔

اور دوسری صورت یہ ہے کہ جب مریض نے روزہ رکھا اور ہلاک نہیں ہوا تو اس سے ظاہر ہوا کہ وہ عاجز نہیں ہے لہٰذا اس کے لئے رخصت ثابت نہ ہوئی تو اس کا روزہ وقتی فرض والا ہوگا۔ (فتح القدیر، ج ۴، ص ۲۸۵، بیروت)

مسافر کا دوسرا روزہ رکھنے میں مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک مسافر نے جب کسی دوسرے واجب کا روزہ کا رکھا یا کسی نفل کا روزہ رکھا تو اس روزہ وہی ہوگا۔ جبکہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک دوسرے روزے کی نیت فضول جائے گی اور اس کا روزہ وہی رمضان کا روزہ ہوگا۔ کیونکہ وہی اصلی روزہ ہے۔ (بنایہ شرح ہدایہ، ج ۴، ص ۲۵۶، حقانیہ ملتان)

باب ذِكْرِ وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْمُسَافِرِ وَالْاِخْتِلَافِ عَلَى الْاَوْزَاعِيِّ فِيْ خَبَرِ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنے کا حکم اس بارے میں حضرت عمرو بن امیہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول روایت میں اوزاعی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2266 - اَخْبَرَنِیْ عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ

2266-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10706) .

انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ تَعَالَ ادْنُ مِنِّي حَتّٰى اُخْبِرَكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں (ایک سفر سے واپسی پر) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوامیہ! تم دوپہر کے کھانے کا انتظار کرو (یعنی کھانا کھا کر جاتا) میں نے عرض کی: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آگے ہو جاؤ اور میرے قریب ہو جاؤ' میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزے کا حکم اور نصف نماز اٹھا دیے ہیں۔

2267 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ اَبِيْ كَثِيرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَعْفَرُ بْنُ عَمْرِو بْنِ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيُّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا تَنْتَظِرُ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ تَعَالَ اُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ جعفر بن عمرو اپنے والد (حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھ سے فرمایا: اے ابوامیہ! تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے (یعنی تم کھانا کھا کر جاتا) میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں یہ بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے (سفر کے دوران) روزے کو اور نصف نماز کو اٹھالیا ہے۔

2268 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الْمُغِيرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِي الْمُهَاجِرِ عَنْ اَبِيْ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيِّ قَالَ قَدِمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَلَمَّا ذَهَبْتُ لِاَخْرُجَ قَالَ انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ . قَالَ تَعَالَ اُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ کو سلام کیا' جب میں واپس جانے لگا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوامیہ! کھانے کا انتظار کرلو (یعنی کھانا کھا کر جانا) میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں نے' تو روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آؤ میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روزہ رکھنے اور نصف نماز (کا حکم) اٹھالیا ہے۔

2269 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ مَرْوَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ قِلَابَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الْمُهَاجِرِ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْ اُمَيَّةَ يَعْنِي

2267-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10702) .

2268-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 2269) تحفة الاشراف (10708) .

2269-تقدم (الحديث 2268) .

الضَّمْرِيِّ اَنَّهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2270 - اَخْبَرَنِیْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ قِلَابَةَ الْجَرْمِيُّ اَنَّ اَبَا اُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ فَقَالَ انْتَظِرِ الْغَدَاءَ يَا اَبَا اُمَيَّةَ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . قَالَ اذْنُ اُخْبِرْكَ عَنِ الْمُسَافِرِ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنْهُ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوامیہ! کھانے کا انتظار کرو' میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: تم آگے آ جاؤ! میں تمہیں مسافر کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے روزے اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھالیا ہے۔

روزہ کی رخصت کے لیے شرعی مسافت کا بیان

اس حکم کو دوبارہ ذکر فرمایا تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ یہ رخصت منسوخ ہوگئی ہے۔ کتنی مسافت کے سفر میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے؟ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے داؤد ظاہری کے نزدیک مسافت کم ہو یا زیادہ اس پر شرعی سفر کے احکام نافذ ہو جاتے ہیں خواہ ایک میل کی مسافت کا سفر ہو امام احمد کے نزدیک دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے امام شافعی کے نزدیک بھی دو دن کی مسافت کا اعتبار ہے امام مالک کے نزدیک ایک دن کی مسافت معتبر ہے امام ابوحنیفہ سفر شرعی کے لیے تین دن کی مسافت کا اعتبار کرتے ہیں ان کی دلیل یہ حدیث ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی عورت بغیر محرم کے تین دن کا سفر نہ کرے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۱۴۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

جمہور فقہاء احناف نے تین دن کی مسافت کا اندازہ اٹھارہ فرسخ کیا ہے۔ (ردالمحتار ج ا ص ۵۲۷-۵۲۶) اٹھارہ فرسخ ۵۴ شرعی میل کے برابر ہیں جو انگریزی میلوں کے حساب سے اکسٹھ میل دو فرلانگ بیس گز ہے اور ۲۴ء۹۸ کلومیٹر کے برابر ہے۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ وَّعَلِيِّ بْنِ الْمُبَارَكِ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں معاویہ بن سلام اور علی بن مبارک کے اختلاف کا تذکرہ

2271 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الْحَرَّانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْ قِلَابَةَ اَنَّ اَبَا اُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ

2270-انفرد به النسائي ، وسياتي وي الصيام ذكر اختلاف معاوية بن سلام و علي بن المبارك في هذا الحديث (الحديث 2271) . تحفة الاشراف (10704) .

2271-تقدم (الحديث 2270) .

سَفَرٍ وَّهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلاَ تَنْتَظِرِ الْغَدَاءَ . قَالَ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَالَ اُخْبِرْكَ عَنِ الصِّيَامِ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصِّيَامَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا: کیا تم کھانے کا انتظار نہیں کرو گے' انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آگے آؤ! میں تمہیں روزہ کے بارے میں بتاتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے کو اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھالیا ہے۔

2272 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيٌّ عَنْ يَحْيٰى عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ اَنَّ اَبَا اُمَيَّةَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ اس کے مطابق حضرت ابوامیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' وہ ایک سفر سے واپسی پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے)۔

2273 - اَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ التَّلِّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِي قِلَابَةَ عَنْ اَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے نصف نماز اور روزے (کے حکم کو اُٹھالیا ہے) جبکہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت سے (روزے کے حکم کو اُٹھالیا ہے)۔

حاملہ اور مرضعہ کے لیے روزہ کی رخصت میں مذاہب ائمہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی کو جب اپنی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں اور فقط ان روزوں کی قضاء کریں اور اگر ان کو اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں ان پر قضا بھی ہے اور فدیہ بھی ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں۔ (المغنی ج ۳ ص ۷۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ العبدری مالکی لکھتے ہیں: اگر حاملہ پر روزہ دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے اور صرف قضاء کرے اور اگر دودھ پلانے والی پر روزہ دشوار ہو تو وہ روزہ نہ رکھے وہ قضا بھی کرے اور فدیہ بھی دے اور ایک قول یہ ہے کہ وہ صرف قضا کرے۔

(التاج والاکلیل شرح مختصر خلیل ج ۲ ص ۴۴۷ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

2272-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10709) .

2273-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب اختيار الفطر (الحديث 2408) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في الافطار للحبلى و المرضع (الحديث 715) مطولًا . و اخرجه النسائي (الحديث 2274 و 2275 و 2276 و 2277 و 2281) مطولًا، و وضع الصيام عن الحبلى و المرضع (الحديث 2314) . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الافطار للحامل و المرضع (الحديث 1667) مطولًا، و في الاطعمة، باب عرض الطعام (الحديث 3299) مختصراً، دون موضع الشاهد . تحفة الاشراف (1732) .

علامہ شمس الدین رملی شافعی لکھتے ہیں: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو اگر اپنی جان کا خوف یا اپنی اور بچہ دونوں کی جان و خوف ہو تو وہ روزہ نہ رکھیں صرف قضا کریں اور اگر صرف بچہ کی جان کا خوف ہو تو روزہ کی قضا بھی کریں اور فدیہ بھی دیں۔ (نہایۃ المحتاج ج ۳ ص ۱۹۲ مطبوعہ دار الکتب بیروت ۱۴۱۴ھ)

علامہ المرغینانی الحنفی لکھتے ہیں: حاملہ اور دودھ پلانے والی کو جب اپنی جان کا خوف ہو یا اپنے بچہ کا خوف ہو تو وہ روزہ رکھیں اور قضا کریں تا کہ ان پر تنگی نہ ہو ان پر فدیہ لازم نہیں ہے کیونکہ وہ عذر کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ رہیں امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ اگر بچہ کا خوف ہو تو فدیہ دیں وہ اس کو شیخ فانی پر قیاس کرتے ہیں ہم کہتے ہیں کہ شیخ فانی میں فدیہ کا وجوب خلاف قیاس ہے اور یہاں روزہ رکھنا بچہ کے سبب سے ہے اور بچہ شیخ فانی کے حکم میں نہیں ہے کیونکہ شیخ فانی روزہ کے وجوب کے بعد عاجز ہوا اور بچہ پر اصلاً روزہ کا وجوب نہیں ہے اس لیے یہ قیاس صحیح نہیں ہے۔ (ہدایہ اولین ص ۲۲۲ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے اور تمہیں مشکل میں ڈالنے کا ارادہ نہیں فرماتا۔ (البقرہ: ۱۸۵)

اسلام دین یسر ہے۔
اسلام نے کوئی ایسا حکم نہیں دیا جس سے امت حرج اور دشواری میں مبتلا ہو جائے۔ قرآن مجید میں ہے:

(آیت) ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج (المائدہ: ۶)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ یہ ارادہ نہیں فرماتا کہ تم پر تنگی کی جائے۔

(آیت) وما جعل علیکم لیجعل علیکم من حرج . (الحج: ۷۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں کی۔

(آیت) یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا . . (النساء: ۲۸)
ترجمہ: اللہ تعالیٰ تم سے تخفیف کرنے کا ارادہ فرماتا ہے اور انسان کو کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

(آیت) ذلک تخفیف من ربکم ورحمۃ . (البقرہ: ۱۷۸)
ترجمہ: (قصاص کے ساتھ دیت کی گنجائش رکھنا) یہ تمہارے رب کی طرف سے تخفیف اور رحمت ہے۔

قصاص کے ساتھ دیت کی گنجائش پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو تو تیمم کی سہولت بیمار اور مسافر کے لیے روزہ قضا کرنے کی رخصت بوڑھے اور دائمی مریض کے لیے روزے کے فدیہ کی اجازت جو کھڑا ہو کر نماز نہ پڑھ سکے اس کے لیے بیٹھ کر یا لیٹ کر نماز پڑھنے کی وسعت اگر سواری سے اتر نہ سکے تو سواری پر نماز پڑھنے کی اجازت جو شخص خود حج نہ کرے اس کے لیے حج بدل کی وسعت سفر میں نماز کو قصر کرنا اور بہت سے احکام میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احکام شرعیہ میں مشقت کی صورت پر عمل کرنے کی اجازت دی ہے وصال کے روزوں صیام دہر عمر بھر شادی نہ کرنے اور ساری رات قیام کرنے سے منع کیا ہے اسی طرح مشکل عبادات کی نذر ماننے پر ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے تمام مال کو صدقہ کرنے سے منع کیا ہے اور

اضطرار کی حالت میں حرام چیزوں کے استعمال کی اجازت دی ہے بہ کثرت احادیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان
احکام اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین
آسان ہے جو شخص بھی دین پر غالب آنے کی کوشش کرے گا (بایں طور کہ آسان طریقہ کو چھوڑ کر مشکل طریقہ کو اختیار کرے)
دین اس پر غالب آجائے گا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم لوگوں کے لیے
آسانی پیدا کرنے کے لیے بھیجے گئے ہو اور ان کو مشکل میں ڈالنے کے لیے نہیں بھیجے گئے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت سعید بن ابی بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے
والد کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن بھیجا اور فرمایا: آسانی کرنا مشکل میں نہ ڈالنا خوشخبری دینا متنفر نہ کرنا اور آپس میں موافقت
کرنا۔ (صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۶۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام مسلم روایت کرتے ہیں: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے
اصحاب میں سے کسی کو اپنے کسی کام کے لیے بھیجتے تو یہ فرماتے: خوشخبری دینا متنفر نہ کرنا آسانی کرنا اور مشکل میں نہ ڈالنا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب بھی دو
کاموں میں سے کسی ایک کا اختیار دیا جاتا تو آپ اس پر عمل کرتے جو زیادہ آسان ہوتا بہ شرطیکہ وہ گناہ نہ ہو اگر وہ گناہ ہوتا تو
آپ سب سے زیادہ اس سے بچنے والے ہوتے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۳۔ ج ۲ ص ۱۰۰۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ دین وہ جو باطل ادیان سے الگ ہو اور آسان اور سہل
ہو۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام احمد روایت کرتے ہیں: حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا دینی
عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ آسان ہو تمہارا بہترین دینی عمل وہ جو سب سے زیادہ آسان ہو تمہارا بہترین دینی دینی عمل وہ ہے
جو سب سے زیادہ آسان ہو۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۳۳۸ ج ۵ ص ۳۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص فیصلہ کرنے اور تقاضا
کرنے میں آسانی کرنے کی وجہ سے جنت میں داخل ہو گیا۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۲۱۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ)

بعض مفتی فتویٰ دیتے وقت ڈھونڈ ڈھونڈ کر لوگوں کو مشکل اور ناقابل عمل احکام بیان کرتے ہیں مثلاً اگر کسی عورت کا خاوند گم
ہو جائے تو کہتے ہیں وہ نوے سال تک انتظار کرے پھر عقد ثانی کرے جس عورت کو اس کا خاوند کھانے پینے کا خرچ دے نہ آباد

کرے اور نہ اس کو طلاق دے تو کہتے ہیں کہ خاوند کی طلاق کے بغیر اس کی نجات نہیں ہو سکتی عدالت نے جس کا نکاح فسخ کر دیا ہو اس کو نکاح کی اجازت نہیں دیتے انگریزی دواؤں اور انتقال کو حرام کہتے ہیں ریڈیو اور ٹی وی پر رؤیت ہلال کے اعلان کو ناجائز کہتے ہیں پرفیوم کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں چلتی ٹرین اور ہوائی جہاز میں نماز کو ناجائز کہتے ہیں تعلیم نسواں کو حرام کہتے ہیں نماز میں سجدہ کے دوران اگر پیروں کی تین انگلیاں اٹھ جائیں کہتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی بعض علماء سجدہ میں انگلیوں کے پیٹ لگانے کو فرض کہتے ہیں گھڑی کے چین کو ناجائز کہتے ہیں جس مسئلہ میں فقہاء کے متعدد اقوال ہوں تو اس قول پر فتویٰ دیتے ہیں جس پر عمل کرنا سب سے مشکل اور سخت ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آسان اور سہل احکام بیان کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ لوگ اس کے برعکس کرتے ہیں۔

2274 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ شَيْخٍ مِنْ قُشَيْرٍ عَنْ عَمِّهٖ حَدَّثَنَا ثُمَّ اَلْفَيْنَاهُ فِیْ اِبِلٍ لَّهٗ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ قِلَابَةَ حَدِّثْهُ فَقَالَ الشَّيْخُ حَدَّثَنِیْ عَمِّیْ اَنَّهٗ ذَهَبَ فِیْ اِبِلٍ لَّهٗ فَانْتَهٰى اِلَى النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَاْكُلُ اَوْ قَالَ يَطْعَمُ فَقَالَ ادْنُ فَكُلْ اَوْ قَالَ ادْنُ فَاطْعَمْ. فَقُلْتُ اِنِّیْ صَائِمٌ. فَقَالَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ وَعَنِ الْحَامِلِ وَالْمُرْضِعِ.

★★ ایوب نامی راوی بیان کرتے ہیں' قشیر قبیلے سے تعلق رکھنے والے ایک بزرگ نے اپنے چچا کے حوالے سے ہمیں حدیث سنائی' پھر ہم نے ان بزرگ کو ان کے اونٹوں کے درمیان پایا تو ابوقلابہ نے ان سے کہا کہ آپ اسے بھی وہ حدیث سنا دیں' تو اس بزرگ نے بتایا: میرے چچا نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ وہ اپنے اونٹوں کی تلاش میں چلے گئے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کھانا کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم آگے ہو جاؤ اور تم بھی کھا لو (یہاں چند الفاظ کے بارے میں راوی کو شک ہے) تو میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے نصف نماز اور روزے' جبکہ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت (سے روزے کے حکم کو) اٹھا لیا ہے۔

2275 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُرَيْجٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُوْ قِلَابَةَ هٰذَا الْحَدِيْثَ ثُمَّ قَالَ هَلْ لَكَ فِیْ صَاحِبِ الْحَدِيْثِ فَدَلَّنِیْ عَلَيْهِ فَلَقِيْتُهٗ فَقَالَ حَدَّثَنِیْ قَرِيْبٌ لِّیْ يُقَالُ لَهٗ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ اِبِلٍ كَانَتْ لِیْ اُخِذَتْ فَوَافَقْتُهٗ وَهُوَ يَاْكُلُ فَدَعَانِیْ اِلٰى طَعَامِهٖ فَقُلْتُ اِنِّیْ صَائِمٌ. فَقَالَ ادْنُ اُخْبِرْكَ عَنْ ذٰلِكَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ.

★★ ایوب بیان کرتے ہیں' ابوقلابہ نے مجھے یہ حدیث سنائی' پھر انہوں نے دریافت کیا: تم اس حدیث کو سنانے والے صاحب سے ملنا چاہو گے' پھر انہوں نے ان صاحب کی طرف میری رہنمائی کی' میں ان سے ملا تو انہوں نے بتایا: میرے ایک قریبی عزیز تھے' جن کا نام حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تھا۔ وہ بیان کرتے ہیں' میں اپنے اونٹوں کی تلاش میں نکلا جنہیں کسی

2274-تقدم (الحدیث 2273).

2275-تقدم (الحدیث 2273).

2276 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَةٍ فَاِذَا هُوَ يَتَغَدّٰى قَالَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ . فَقُلْتُ اِنِّىْ صَائِمٌ . قَالَ هَلُمَّ اُخْبِرْكَ عَنِ الصَّوْمِ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمَ وَرَخَّصَ لِلْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ .

☆☆ ابوقلابہ ایک صاحب کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ کہتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کسی کام کے سلسلے میں حاضر ہوا' آپ اس وقت کھانا تناول فرمارہے تھے' آپ نے فرمایا: آؤ کھانا کھالو' میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: آگے آؤ میں تمہیں روزے کے بارے میں بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے نصف نماز اور روزے کے حکم کو اُٹھالیا ہے' اس نے حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو بھی (روزہ نہ رکھنے کی) اجازت دی ہے۔

2277 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ اَبِى الْعَلَاءِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ نَحْوَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2278 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ هَانِئِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنْتُ مُسَافِرًا فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا صَائِمٌ وَّهُوَ يَاْكُلُ قَالَ هَلُمَّ . قُلْتُ اِنِّىْ صَائِمٌ . قَالَ تَعَالَ اَلَمْ تَعْلَمْ مَا وَضَعَ اللّٰهُ عَنِ الْمُسَافِرِ . قُلْتُ وَمَا وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ قَالَ الصَّوْمَ وَنِصْفَ الصَّلَاةِ .

☆☆ ہانی بن شخیر اپنی سند کے حوالے سے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
میں مسافر تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ اس وقت کچھ کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا: آگے آ جاؤ! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' آپ نے فرمایا: آ جاؤ! کیا تم یہ بات نہیں جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے حکم کو اُٹھالیا' میں نے دریافت کیا: کس حکم کو اس نے مسافر سے اُٹھالیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: روزے کو اور نصف نماز کو۔

2279 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ

2276-تقدم (الحديث 2273) .

2277-تقدم (الحديث 2273) .

2278-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2279 و 2280) . تحفة الاشراف (5353) .

2279-تقدم (الحديث 2278) .

عَنْ هَانِیءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَلْحَرِيشٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَا شَاءَ اللّٰهُ فَاَتَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَطْعَمُ فَقَالَ هَلُمَّ فَاطْعَمْ . فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحَدِّثُكُمْ عَنِ الصِّيَامِ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ .

☆☆ ہانی بن عبداللہ اپنی سند کے حوالے سے ایک صحابی سے یہ بات نقل کرتے ہیں: اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا' ہم سفر کرتے رہے' پھر ہم نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے' آپ نے فرمایا: آؤ اور کھانا کھاؤ' میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں روزے کے بارے میں بات بتاتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزہ رکھنے اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھا لیا ہے۔

2280 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ قَالَ حَدَّثَنَا سَهْلُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ هَانِیءِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنْتُ مُسَافِرًا فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَاْكُلُ وَاَنَا صَائِمٌ فَقَالَ هَلُمَّ . قُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . قَالَ اَتَدْرِي مَا وَضَعَ اللّٰهُ عَنِ الْمُسَافِرِ . قُلْتُ وَمَا وَضَعَ اللّٰهُ عَنِ الْمُسَافِرِ قَالَ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ .

☆☆ ہانی بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں سفر کر رہا تھا' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت کچھ کھا رہے تھے' میں نے روزہ رکھا ہوا تھا' آپ نے فرمایا: آگے آ جاؤ! میں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ بات جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر سے کیا چیز اُٹھا لی ہے؟ میں نے دریافت کیا: اللہ تعالیٰ نے مسافر سے کیا چیز اُٹھا لی ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ اور نصف نماز۔

2281 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ مُوسٰى - هُوَ ابْنُ اَبِي عَائِشَةَ - عَنْ غَيْلَانَ قَالَ خَرَجْتُ مَعَ اَبِي قِلَابَةَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا فَقُلْتُ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي سَفَرٍ فَقَرَّبَ طَعَامًا فَقَالَ لِرَجُلٍ ادْنُ فَاطْعَمْ . قَالَ اِنِّي صَائِمٌ . قَالَ اِنَّ اللّٰهَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ نِصْفَ الصَّلَاةِ وَالصِّيَامَ فِي السَّفَرِ . فَادْنُ فَاطْعَمْ فَدَنَوْتُ فَطَعِمْتُ .

☆☆ موسیٰ بن ابوعائشہ' غیلان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں ابوقلابہ کے ساتھ سفر پر جا رہا تھا' انہوں نے کھانا آگے کیا' تو میں نے کہا: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' تو انہوں نے بتایا: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ سفر کر رہے تھے' آپ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا' آپ نے ایک شخص سے کہا: آگے آ جاؤ اور کھانا کھاؤ' تو اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے سفر کے دوران نصف نماز اور روزے کو اُٹھا لیا ہے' تم آگے آؤ اور کھانا کھاؤ' تو میں آگے ہو گیا اور میں نے کھانا کھا لیا۔

2280-تقدم (الحديث 2278) .

2281-تقدم (الحديث 2278) .

باب فَضْلِ الْإِفْطَارِ فِي السَّفَرِ عَلَى الصِّيَامِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے پر روزہ نہ رکھنے کی فضیلت

2282 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ الْاَحْوَلُ عَنْ مُوَرِّقٍ الْعِجْلِيِّ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ فَنَزَلْنَا فِي يَوْمٍ حَارٍّ وَّاتَّخَذْنَا ظِلَالًا فَسَقَطَ الصُّوَّامُ وَقَامَ الْمُفْطِرُوْنَ فَسَقَوُا الرِّكَابَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْاَجْرِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کر رہے تھے' ہم میں سے کچھ لوگوں نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور کچھ نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' تو ایک گرمی کے دن ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا' ہم لوگ سائے میں آ گئے' روزہ دار لوگ لیٹ گئے اور جنہوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' وہ اُٹھے اور انہوں نے سواریوں کو پانی پلایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج وہ لوگ اجر حاصل کر گئے ہیں' جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا'۔

باب ذِكْرِ قَوْلِهِ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ

(ایک صحابی کے) اس قول کا تذکرہ کہ سفر کے دوران روزہ رکھنے والا اسی طرح ہے' جس طرح حضر کی حالت میں روزہ نہ رکھنے والا ہے

2283 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبَانَ الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ عَنِ ابْنِ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ يُقَالُ الصِّيَامُ فِي السَّفَرِ كَالْاِفْطَارِ فِي الْحَضَرِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے' سفر کے دوران روزہ رکھنے والا اس طرح ہے' جس طرح حضر کے دوران روزہ نہ رکھنے والا ہے۔

2284 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ الْخَيَّاطِ وَاَبُوْ عَامِرٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ الصَّائِمُ فِي السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِي الْحَضَرِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: سفر کے دوران روزہ رکھنے والا شخص اسی طرح ہے' جس طرح کوئی شخص حضر میں روزہ نہ رکھے۔

2282-اخرجه البخاري في الجهاد، باب فضل الخدمة في الغزو (الحديث 2890) بنحوه . و اخرجه مسلم في الصيام، باب اجر المفطر في السفر اذا تولى العمل (الحديث 100 و 101) . تحفة الاشراف (1607) .

2283-اخرجه النسائي (الحديث 2284) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في الافطار في السفر (الحديث 1666) موقوفاً . تحفة الاشراف (9730) .

2284-تقدم (الحديث 2283) .

2285 – اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ یَحْیٰی بْنِ اَیُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِیَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ حُمَیْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ الصَّائِمُ فِی السَّفَرِ كَالْمُفْطِرِ فِی الْحَضَرِ ۔

☆☆ حمید بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سفر میں روزہ رکھنے والا اس طرح ہے' جس طرح حضر میں کوئی شخص روزہ نہ رکھے۔

باب الصِّیَامِ فِی السَّفَرِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ خَبَرِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِیْهِ

یہ باب ہے کہ سفر کے دوران روزہ رکھنا' اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ کی نقل کردہ روایت میں ذکر ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2286 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَیْدٌ قَالَ اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِیْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰی اَتٰی قُدَیْدًا ثُمَّ اُتِیَ بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ وَاَفْطَرَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رمضان گیا کے مہینے میں روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ قدید کے مقام پر پہنچے تو آپ کی خدمت میں دودھ کا پیالہ پیش کیا' تو آپ نے اسے پی لیا اور دودھ کا پیالہ توڑ دیا' آپ نے اور آپ کے اصحاب سب نے روزہ ختم کر دیا۔

2287 – اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِیَّا قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ الْمُسَیَّبِ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَیْبَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ حَتّٰی اَتٰی قُدَیْدًا ثُمَّ اَفْطَرَ حَتّٰی اَتٰی مَكَّةَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں روزہ رکھا' جب آپ قدید پہنچے تو آپ نے روزہ ختم کر دیا' یہاں تک کہ آپ مکہ تشریف لے آئے (یعنی مکہ پہنچنے تک آپ نے راستے میں کسی بھی دن روزہ نہیں رکھا)۔

2288 – اَخْبَرَنَا زَكَرِیَّا بْنُ یَحْیٰی قَالَ اَنْبَاَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِیْسٰی قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَامَ فِی السَّفَرِ حَتّٰی اَتٰی قُدَیْدًا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ فَاَفْطَرَ هُوَ وَاَصْحَابُهُ ۔

2285-انفرد بہ النسائي ۔ تحفة الاشراف (9719 الف) ۔

2286-انفرد بہ النسائي، وسياتي (الحديث 2288) ۔ تحفة الاشراف (6479) ۔

2287-انفرد بہ النسائي ۔ تحفة الاشراف (6388) ۔

2288-تقدم (الحديث 2286) ۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سفر (کے آغاز میں) روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ قدید پہنچے تو آپ نے دودھ کا پیالہ منگوایا اور اسے پی کر روزہ ختم کردیا' آپ نے اور آپ کے اصحاب نے (روزہ ختم کردیا)۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰی مَنْصُوْرٍ

یہ باب ہے کہ اس روایت میں منصور سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2289 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى مَكَّةَ فَصَامَ حَتّٰى اَتٰى عُسْفَانَ فَدَعَا بِقَدَحٍ فَشَرِبَ - قَالَ شُعْبَةُ - فِيْ رَمَضَانَ فَكَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ مَنْ شَآءَ صَامَ وَمَنْ شَآءَ اَفْطَرَ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ کے لیے روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے پیالہ منگوایا اور اس میں سے (دودھ یا پانی) پی لیا۔

شعبہ کہتے ہیں: یہ رمضان کے مہینے کی بات ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص چاہے (وہ سفر کے دوران) روزہ رکھے اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

2290 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ رَمَضَانَ فَصَامَ حَتّٰى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِاِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا يَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ اَفْطَرَ .

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں سفر کر رہے تھے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے برتن منگوایا اور دن کے وقت ہی اس میں سے (دودھ یا پانی) پی لیا' لوگوں نے آپ کو دیکھا' پھر انہوں نے بھی روزہ ختم کردیا۔

2291 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْعَوَّامِ بْنِ حَوْشَبٍ قَالَ قُلْتُ لِمُجَاهِدٍ الصَّوْمُ

2289-اخرجه النسائي (الحديث 2291 و 2292) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء الصوم في السفر (الحديث 1661) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (6425) .

2290-اخرجه البخاري في الصوم، باب من افطر في السفر ليراه الناس (الحديث 1948) مطولاً، و في المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان (الحديث 4279) . واخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 88م) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، الرخصة في الافطار لمن حضر شهر رمضان فصام ثم سافر (الحديث 2313) . تحفة الاشراف (5749) .

2291-تقدم (الحديث 2289) .

فِي السَّفَرِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ وَيُفْطِرُ .

☆☆ عوام بن حوشب بیان کرتے ہیں' میں نے مجاہد سے کہا: سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں کیا حکم ہے؟ تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ نے (بعض اوقات سفر کے دوران) روزہ رکھا بھی ہے اور (بعض اوقات) نہیں بھی رکھا۔

2292 - اَخْبَرَنِيْ هِلَالُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُجَاهِدٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ وَاَفْطَرَ فِي السَّفَرِ .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے میں' سفر کے دوران روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا ہے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ فِيْ حَدِيْثِ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حمزہ بن عمرو کی نقل کردہ حدیث میں سلیمان بن یسار سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2293 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَزْهَرُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ - ثُمَّ ذَكَرَ كَلِمَةً مَعْنَاهَا اِنْ - شِئْتَ صُمْتَ وَاِنْ شِئْتَ اَفْطَرْتَ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (یہاں راوی نے ایک لفظ ذکر کیا ہے' جس کا مطلب یہ بنتا ہے) اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر تم چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2294 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِثْلَهُ مُرْسَلٌ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے اور یہ روایت مرسل حدیث کے طور پر منقول ہے۔

2295 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ

2292-تقدم (الحديث 2289) .

2293-اخرجه مسلم في الصيام، باب التخيير في الصوم والفطر في السفر (الحديث 107) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب الصوم في السفر (الحديث 2403) . واخرجه النسائي (الحديث 2294 و 2295 و 2296 و 2297 و 2298 و 2299 و 2300 و 2301)، وذكر الاختلاف على عروة في حديث حمزة فيه (الحديث 2302)، و ذكر الاختلاف على هشام بن عروة فيه (الحديث 2303 و 2304)، و سرد الصيام (الحديث 2383) . تحفة الاشراف (3440) .

2294-تقدم (الحديث 2293) .

2295-تقدم (الحديث 2293) .

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَصُوْمَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُفْطِرَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2296 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَصُوْمَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُفْطِرَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2297 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَاللَّيْثُ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَجِدُ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے اندر یہ قوت ہے' میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھو' اگر چاہو تو نہ رکھو۔

2298 - اَخْبَرَنِيْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ اَنْ تَصُوْمَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ اَنْ تُفْطِرَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم روزہ رکھنا چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر روزہ نہ رکھنا چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2299 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ وَحَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَانِيْ جَمِيْعًا عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كُنْتُ اَسْرُدُ الصِّيَامَ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَسْرُدُ الصِّيَامَ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

2296-تقدم (الحديث 2293) .

2297-تقدم (الحديث 2293) .

2298-تقدم (الحديث 2293) .

2299-تقدم (الحديث 2293) .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں' میں مسلسل روزے رکھا کرتا تھا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں سفر کے دوران مسلسل روزے رکھتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2300 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ اَبِيْ اَنَسٍ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ حَمْزَةَ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَسْرُدُ الصِّيَامَ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہوں' تو کیا میں سفر کے دوران بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2301 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ اَبِيْ اَنَسٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ حَدَّثَهُ اَنَّ اَبَا مُرَاوِحٍ حَدَّثَهُ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ رَجُلاً يَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' وہ ایک ایسے شخص تھے جو سفر کے دوران روزہ رکھا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عُرْوَةَ فِيْ حَدِيْثِ حَمْزَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں حضرت حمزہ کی حدیث میں عروہ نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2302 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرٌو وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْ مُرَاوِحٍ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجِدُ فِيَّ قُوَّةً عَلَى الصِّيَامِ فِي السَّفَرِ فَهَلْ عَلَيَّ جُنَاحٌ قَالَ هِيَ رُخْصَةٌ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَمَنْ اَخَذَ بِهَا فَحَسَنٌ وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَصُوْمَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: مجھے اپنے اندر یہ قوت محسوس ہوتی ہے' میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' تو کیا مجھ پر کوئی گناہ تو نہیں ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملی ہوئی رخصت ہے' جو اس کو حاصل کر لیتا ہے' تو یہ اچھا ہے اور جو شخص روزہ رکھنا چاہتا ہے' تو اسے کوئی

2300-تقدم (الحديث 2293) .

2301-تقدم (الحديث 2293) .

2302-تقدم (الحديث 2293) .

گناہ نہیں ہوگا۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث میں ہشام بن عروہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2303 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيِّ اَنَّهُ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: میں سفر کے دوران رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم چاہوتو روزہ رکھ لو' اگر چاہوتو روزہ نہ رکھو۔

2304 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّانِيُّ بِالْكُوْفَةِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ الرَّازِيُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَمْرٍو اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَصُوْمُ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں کہ جو روزے رکھتا ہے' تو کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہوتو روزہ رکھ لو' اگر تم چاہوتو روزہ نہ رکھو۔

2305 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ وَكَانَ كَثِيْرَ الصِّيَامِ . فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں؟ (راوی کہتے ہیں:) وہ بہت زیادہ روزے رکھا کرتے تھے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اگر تم چاہوتو روزہ رکھ لو' اگر چاہوتو روزہ نہ رکھو۔

2306 - اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ حَمْزَةَ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَصُوْمُ فِي السَّفَرِ فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

2303-تقدم (الحديث 2293) .

2304-تقدم (الحديث 2293) .

2305-اخرجه البخاري في الصوم، باب الصوم في السفر و الافطار (الحديث 1943) . تحفة الاشراف (17162) .

2306-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17238) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ ﷜ نے نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں سفر کے دوران روزہ رکھ سکتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

2307 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ الْاَسْلَمِيَّ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فِى السَّفَرِ وَكَانَ رَجُلًا يَسْرُدُ الصِّيَامَ . فَقَالَ اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ﷞ بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ اسلمی ﷜ نے نبی اکرم ﷺ سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کا مسئلہ دریافت کیا' وہ ایک ایسے فرد تھے جو مسلسل روزے رکھا کرتے تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو' اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِىْ نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ بْنِ مَالِكِ بْنِ قُطَعَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس حدیث کے بارے میں ابونضرہ نامی راوی سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2308 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ سَعِيْدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ فِىْ رَمَضَانَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ لَا يَعِيْبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيْبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ﷜ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ رمضان میں سفر کر رہے تھے' ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا تو روزہ رکھنے والا' روزہ نہ رکھنے والے پر اعتراض نہیں کر رہا تھا' اور روزہ نہ رکھنے والا شخص روزہ رکھنے والے شخص پر اعتراض نہیں کر رہا تھا۔

2309 – اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ يَعْقُوْبَ الطَّالْقَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ – وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْوَاسِطِيُّ – عَنْ اَبِىْ مَسْلَمَةَ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمِنَّا الصَّائِمُ وَمِنَّا الْمُفْطِرُ وَلَا يَعِيْبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا يَعِيْبُ الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ﷜ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' ہم میں سے بعض

2307-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في السفر (الحديث 71) . تحفة الاشراف (17071) .

2308-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 96) مطولًا . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في السفر (الحديث 713) مطولًا . تحفة الاشراف (4325) .

2309-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 95) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في الرخصة في السفر (الحديث 712) مطولًا . تحفة الاشراف (4344) .

افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' روزہ رکھنے والا' روزہ نہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا' اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا۔

2310 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَوَارِيْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَافَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَامَ بَعْضُنَا وَاَفْطَرَ بَعْضُنَا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور بعض نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا۔

2311 - اَخْبَرَنِىْ اَيُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِىْ نَضْرَةَ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ وَّجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهُمَا سَافَرَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَصُوْمُ الصَّائِمُ وَيُفْطِرُ الْمُفْطِرُ وَلَا يَعِيْبُ الصَّائِمُ عَلَى الْمُفْطِرِ وَلَا الْمُفْطِرُ عَلَى الصَّائِمِ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ اور حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' یہ دونوں حضرات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ سفر کر رہے تھے' کچھ افراد نے روزہ رکھا ہوا تھا' اور کچھ افراد نے روزہ نہیں رکھا ہوا تھا' روزہ رکھنے والا نہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا' اور روزہ نہ رکھنے والا روزہ رکھنے والے کو غلط قرار نہیں دے رہا تھا۔

بَابُ الرُّخْصَةِ لِلْمُسَافِرِ اَنْ يَّصُوْمَ بَعْضًا وَّيُفْطِرَ بَعْضًا

مسافر کے لیے اس بات کی اجازت ہے' وہ کچھ روزے رکھ لے اور کچھ روزے نہ رکھے

2312 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْفَتْحِ صَائِمًا فِىْ رَمَضَانَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْكَدِيْدِ اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے سال نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں روزے کی حالت میں روانہ ہوئے' جب آپ قدید کے مقام پر پہنچے تو آپ نے روزہ ختم کر دیا۔

2310-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 97) . واخرجه النسائي (الحديث 2311) . تحفة الاشراف (3102) .

2311-تقدم (الحديث 2310) .

2312-اخرجه البخاري في الصوم، باب اذا صام اياماً من رمضان ثم سافر (الحديث 1944)، و في الجهاد، باب الخروج في رمضان (الحديث 2953)، و في المغازي، باب غزوة الفتح في رمضان (الحديث 4275 و 4276) مطولاً . واخرجه مسلم في الصيام، باب جواز الصوم، و الفطر في شهر رمضان للمسافر في غير معصية اذا كان سفره مرحلتين فاكثر و ان الافضل لمن اطاقه بلا ضرر ان يصوم و لمن يشق عليه ان يفطر (الحديث 88) . تحفة الاشراف (5843) .

بَابُ الرُّخْصَةِ فِي الْإِفْطَارِ لِمَنْ حَضَرَ شَهْرَ رَمَضَانَ فَصَامَ ثُمَّ سَافَرَ

یہ باب ہے کہ اس شخص کے لیے روزہ ختم کرنے کی اجازت جو رمضان کے مہینے میں اقامت کے دوران روزہ رکھ لیتا ہے اور پھر سفر پر روانہ ہو جاتا ہے

2313 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَافَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَامَ حَتَّى بَلَغَ عُسْفَانَ ثُمَّ دَعَا بِإِنَاءٍ فَشَرِبَ نَهَارًا لِيَرَاهُ النَّاسُ ثُمَّ اَفْطَرَ حَتَّى دَخَلَ مَكَّةَ فَافْتَتَحَ مَكَّةَ فِي رَمَضَانَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَصَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّفَرِ وَاَفْطَرَ فَمَنْ شَاءَ صَامَ وَمَنْ شَاءَ اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سفر پر روانہ ہوئے' آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا' جب آپ عسفان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے برتن منگوایا' آپ نے دن کے وقت اسے پی لیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں' اس کے بعد مکہ پہنچنے تک آپ نے روزہ نہیں رکھا' پھر آپ نے رمضان کے مہینے میں مکہ کو فتح کیا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے سفر کے دوران روزہ رکھا بھی ہے اور روزہ نہیں بھی رکھا' اس لیے جو شخص چاہے وہ (سفر کے دوران) روزہ رکھ لے' اور جو چاہے وہ روزہ نہ رکھے۔

بَابُ وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ

یہ باب ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت سے روزے کا حکم اُٹھ جانا

2314 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَوَادَةَ الْقُشَيْرِيُّ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَنَّهُ اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ وَهُوَ يَتَغَدَّى فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلُمَّ اِلَى الْغَدَاءِ . فَقَالَ اِنِّي صَائِمٌ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَضَعَ لِلْمُسَافِرِ الصَّوْمَ وَشَطْرَ الصَّلَاةِ وَعَنِ الْحُبْلٰى وَالْمُرْضِعِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ان کے قبیلے کا ایک فرد نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا' آپ ﷺ اس وقت کھانا کھا رہے تھے' نبی اکرم ﷺ نے اس شخص سے فرمایا: تم آؤ اور کھانا کھاؤ۔ اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مسافر شخص سے روزے اور نصف نماز (کے حکم کو) اُٹھالیا ہے اور حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت (سے روزے کو اُٹھالیا ہے)۔

2313-تقدم (الحديث 2290) .

2314-تقدم (الحديث 2373) .

باب تَاْوِيلِ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ)

یہ باب ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وضاحت ''اور وہ لوگ جو اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں' ان پر فدیہ ہوگا جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے''

2315 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ اَنْبَاَنَا بَكْرٌ – وَهُوَ ابْنُ مُضَرَ – عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ يَزِيْدَ مَوْلٰى سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ (وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُوْنَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ) كَانَ مَنْ اَرَادَ مِنَّا اَنْ يُفْطِرَ وَيَفْتَدِىَ حَتّٰى نَزَلَتِ الْاٰيَةُ الَّتِىْ بَعْدَهَا فَنَسَخَتْهَا.

☆☆ حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب یہ آیت نازل ہوئی:

''اور جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں ان پر فدیہ لازم ہوگا جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے''۔

حضرت سلمہ بیان کرتے ہیں' ہم میں سے پہلے جو شخص روزہ نہیں رکھنا چاہتا تھا' وہ فدیہ دے دیا کرتا تھا' یہاں تک کہ اس کے بعد والی آیت نازل ہوگئی اور اس نے اس آیت کو منسوخ کر دیا۔

روزے کے بعض فقہی مسائل کا بیان

کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ روزہ فرض ہو یا نفل کسی شخص نے بھول کر جماع شروع کیا پھر فوراً ہی یاد آ گیا کہ روزہ دار ہوں تو اگر اس نے یاد آتے ہی فوراً اپنا عضو مخصوص شرمگاہ سے باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اس صورت میں اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ ضروری نہیں ہوگا مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ کا ضروری نہ ہونا اس صورت سے متعلق ہے جب کہ اپنے بدن کو حرکت نہ دے یعنی یاد آ جانے کے بعد دھکا نہ لگائے۔ جس سے کہ انزال ہو جائے کیونکہ اگر دھکا لگائے تو کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اگر کوئی شخص یاد آ جانے کے بعد عضو مخصوص باہر نکال کر پھر داخل کرے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے قصداً جماع میں مشغول ہو گیا اور اسی دوران فجر طلوع ہوگئی تو اسے فوراً علیحدہ ہو جانا ضروری ہوگا اگر نہ صرف یہ کہ فوراً علیحدہ نہ ہو بلکہ بدن کو حرکت بھی دے تو اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ ہاں بدن کو حرکت نہ دے اور علیحدہ بھی نہ ہو تو صرف روزہ فاسد ہو جائے۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر کے خوف سے جماع سے علیحدہ ہو جائے اور پھر طلوع فجر کے بعد جماع سے علیحدہ ہو جانے کی صورت میں انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔ اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھا پی رہا ہو تو دوسرے لوگوں کو اسے یاد

2315- اخرجه البخاري في التفسير، باب (فمن شهد منكم الشهر فليصمه) (الحديث 4507) . واخرجه مسلم في الصيام، باب بيان نسخ قوله تعالى: (وعلى الذين يطيقونه فدية) بقوله: (فمن شهد منكم الشهر فليصمه) (الحديث 149 و 150) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب نسخ قوله تعالى (وعلى الذين يطيقونه) (الحديث 2315) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء (وعلى الذين يطيقونه) (الحديث 798) . واخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (وعلى الذين يطيقونه فديه طعام مسكين) (الحديث 37) . تحفة الاشراف (4534) .

دلانا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے بشرطیکہ اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت ہو اور وہ بغیر کسی مشقت کے رات تک اپنا روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اگر کوئی شخص اسے یاد دلا دے اور پھر بھی اسے یاد نہ آئے اور وہ کھا پی لے تو اس صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔

اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو اسے یاد نہ دلانا ہی اولیٰ ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالنے کی وجہ سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جانور کے ساتھ فعل بد کرنے سے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر انزال نہ ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ صرف فعل بد کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جلق کے ذریعے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ ضروری نہیں ہوتا اس بارے میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ یہ فعل قبیح (جلق) غیر رمضان میں بھی حلال نہیں ہے جب کہ اسے قضاء شہوت مقصود ہو ہاں اگر تسکین شہوت مقصود ہو تو پھر امید ہے کہ اس صورت میں کوئی وبال نہیں ہوگا یعنی اگر کوئی شخص محض لذت حاصل کرنے کے لئے اس فعل میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے اور اگر اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو کہ اس فعل کے ذریعے منی خارج نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور وہ جلق کرے تو پھر امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہو لیکن اس پر مداومت بہر صورت گناہ کا باعث ہے۔

کسی عورت کا تصور کرنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں فعل بد کرنا جیسے چپٹی لگانا بھی کہا جاتا ہے روزہ کو نہیں توڑتا بشرطیکہ انزال نہ ہو اگر انزال ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا بدن میں داخل ہونا روزے کے منافی نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نہائے اور اس کے جگر کو ٹھنڈک پہنچے اسی طرح سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگرچہ اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا اس کا رنگ رینٹ اور تھوک میں ظاہر ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی نہیں ہے اسی لئے آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک کر نکلتے ہیں جیسا کہ کسی چیز کا عرق کشید ہوتا ہے اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ جو چیز مسامات کے ذریعے بدن میں داخل ہوتی ہے وہ روزہ کے منافی نہیں ہے پھر یہ کہ سرمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے اسی طرح اگر آنکھ میں دوا یا دودھ تیل کے ساتھ ڈالا جائے اور اس کا مزہ یا اس کی تلخی حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز یعنی روئی وغیرہ نگل جائے درآنحالیکہ وہ کسی ڈورے میں بندھی ہو اور ڈورہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ڈورے سے کھل کر پیٹ میں نہ گر جائے اگر ڈورے سے کھل کر گر پڑے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر کوئی حلق میں لکڑی یا اسی کی مانند کوئی اور چیز داخل کرے اور اس کا دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی انگلی مقعد میں داخل کرے یا کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر

انگلی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو ٹوٹ جائے گا۔

سینگی اور غیبت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے محض افطار کی نیت کرنے سے جب کہ کچھ کھائے پیے نہیں روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کسی شخص کے حلق میں بے قصد و بے اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعاً ناممکن ہے اگر کوئی شخص احتیاط کے پیش نظر ایسے موقعہ پر اپنا منہ بند بھی کر لے تو دھواں ناک کے ذریعے داخل ہوگا، لہٰذا یہ تری کی قسم سے ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہتی ہے اور جس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں اگر قصداً کوئی شخص اپنے حلق میں دھواں داخل کرے گا اور داخل کرنا کسی بھی صورت سے ہو تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دھواں عنبر کا ہو یا اگر بتی کا یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا لہٰذا اگر کوئی شخص خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا باوجو اسے یہ یاد ہو کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لئے اس سے بچنا ممکن ہے اس مسئلہ سے ا لوگ غافل ہیں۔

اس بارے میں احتیاط پیش نظر رہنی چاہیے یہ بات بھی جان لینی چاہیے کہ اس مسئلے کو مشک و گلاب اور دیگر خوشبوئیں سونگھنے پر قیاس نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ محض خوشبودار دھوئیں کے اس جوہر میں جو قصداً حلق میں داخل کیا جائے جو فرق ہے وہ سب ہی جانتے ہیں اسی طرح حقہ کے دھویں سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا ہے اور اس سے نفس کو تسکین ہوتی ہے اور اکثر حالت میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ پسینہ اور آنسو حلق میں جانے سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ تھوڑی مقدار میں ہوں ہاں اگر وہ زیادہ مقدار میں جائیں کہ جس سے حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

کسی خوشبو کی چیز مثلاً پھول وعطر وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ کسی شخص کے حلق میں غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا مکھی جائے یا دوائیں کوٹتے ہوئے یا ان کی پڑیا باندھتے ہوئے اس میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ان چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔ کوئی روزہ دار حالت جنابت میں صبح کو اٹھے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ وہ پورے دن یا کئی دن تک اسی طرح رہے اور غسل پاکی نہ کرے البتہ نجس رہنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا۔ اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنے عضو مخصوص کے سوراخ میں دوا یا تیل ڈالے یا اسی طرح سلائی وغیر داخل کرائے تو اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ مثانہ نہ صرف یہ کہ جوف سے خارج ہے بلکہ مثانہ میں سے اندر کو راستہ نہیں ہے اسی لئے پیشاب بھی ٹپک کر نکلتا ہے البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر یہ چیزیں مثانہ تک نہ پہنچیں بلکہ عضو مخصوص کی اندرونی نالی تک ہی محدود رہیں تو تینوں حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ کوئی شخص پانی میں بیٹھ جائے اور پانی اس کے کان میں چلا جائے یا وہ تنکے سے اپنا کان کھجلائے اور تنکے پر کان کا میل ظاہر ہو اور پھر وہ اس تنکے کو کان میں ڈالے اور اس طرح کئی مرتبہ کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

کسی شخص کی ناک میں دماغ سے اتر کر بلغم آ جائے اور وہ اس کو چڑھا جائے یا نگل جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا، کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ منقطع نہ ہو بلکہ مثل تار کے لٹک کر ٹھوڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ اس لعاب کو اوپر کھینچ کر نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر لعاب لٹکتا نہ بلکہ منقطع ہو کر گر جائے اور پھر وہ اسے منہ میں ڈال لے تو روزہ جاتا رہے گا، منہ بھر بلغم نگل جانے سے امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہتا ہے مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے روزہ نہیں جاتا۔

امام شافعی کے نزدیک جب کہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔ بے اختیار قے ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا خواہ قے کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ اسی طرح صورت میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جب کہ آئی ہوئی قے بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے خواہ وہ کسی قدر ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر وہ قصداً نگل جائے اور منہ بھر کر ہو تو سب ہی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا البتہ کفارہ لازم نہیں آئے گا اور اگر منہ بھر کر نہیں ہوگی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اگر کوئی شخص قصداً قے کرے اور منہ بھر کر ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور صحیح یہی ہے حضرت امام محمد کا قول ہے کہ منہ بھر کر نہ ہونے کی صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے۔ جو قے عمداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو اور وہ بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، قصداً نگل جانے کے بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے ہو اور رات میں دانتوں کے درمیان باقی رہ گئی ہو تو دن میں اسے نگل جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

اسی طرح کسی کے دانتوں سے یا منہ کے کسی دوسرے اندرونی حصے سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ وہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پیٹ میں پہنچ جائے مگر تھوک کے ساتھ مخلوط ہو کر اور تھوک سے کم اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو اگر خون پیٹ تک پہنچ جائے گا اور وہ تھوک پر غالب ہوگا یا تھوک کے برابر ہوگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص بقدر تل کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائے اور وہ منہ میں پھیل بھی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو، ہاں اگر وہ چیز منہ میں پھیلے نہیں نیز اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا یہ کہ بغیر چبائے ہی اس چیز کو نگل جائے اور حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ چیز ان چیزوں میں سے ہوگی جن سے کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ ضروری ہوگا نہیں تو قضاء لازم آئے گی۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب صوم، لاہور)

سب سے پہلے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہو جانے کی صورت میں کفارہ کن لوگوں پر اور کن حالات میں لازم ہوگا۔ کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب کہ روزہ رکھنے والا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو، روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی کے مہینے میں ہو یعنی رمضان کے قضاء روزوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا، نیت رات ہی سے کئے ہوئے ہو۔

اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی ہوگی، تو روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوگا، روزہ توڑنے کے بعد ایسا کوئی امر پیش نہ آئے جو کفارہ کو ساقط کر دینے والا ہو جیسے حیض و نفاس، اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز پیش نہ آئے جس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسے سفر کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے ہاں اگر کوئی شخص سفر سے پہلے روزہ توڑ دے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ لہٰذا جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اور مندرجہ ذیل مفسرات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کوئی صورت پیش آئے گی تو کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔

اس کے بعد اب دیکھئے کہ وہ کون سی چیزیں اور صورتیں ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں۔ جماع کرنا، اغلام کرنا ان دونوں صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا لازم آتی ہے کھانا پینا خواہ بطور غذا یا بطور دوا۔ غذائیت کے معنی اور محمول میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ غذا کا محمول اس چیز پر ہوگا جس کو کھانے کے لئے طبیعت خواہش کرے اور اس کے کھانے سے پیٹ کی خواہش کا تقاضہ پورا ہوتا ہو۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ غذا کی چیز وہ کہلائے گی جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح ہو اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ غذا انہیں چیزوں کو کہیں گے جو عادۃً کھائی جاتی ہو۔ لہٰذا اگر کوئی شخص بارش کا پانی، اولہ اور برف نگل جائے یا کچا گوشت کھائے خواہ وہ مردار ہی کا کیوں نہ ہو تو کفارہ لازم ہوگا اسی طرح چربی، خشک کیا ہوا گوشت اور گیہوں کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ گیہوں منہ میں ڈال کر چبایا جائے اور وہ منہ میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اپنی بیوی یا محبوب کا تھوک نگل جانے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی طبیعت کی خواہش کا دخل ہوتا ہے۔ ہاں ان کے علاوہ دوسروں کا تھوک نگلنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے نمک کو کم مقدار میں کھانے سے تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے نہیں۔

مستغنی میں اس قول کو روایت مختار کہا گیا لیکن خلاصہ اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ مختار (یعنی قابل قبول اور لائق اعتماد) مسئلہ یہ ہے کہ مطلقاً نمک کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی خواہ نمک زیادہ یا کم ہو۔ اگر بغیر بھنا جو کھایا جائے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ کچا جو نہیں جاتا، لیکن یہ خشک جو کا مسئلہ ہے۔

اگر تازہ خوشہ میں سے جو نکال کر بغیر بھنا ہوا بھی کھایا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ گل ارمنی کے علاوہ وہ مٹی مثلاً ملتانی وغیرہ کھانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ عادۃً کھائی جاتی ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اگر نہ کھائی جاتی ہو تو پھر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں الغيبة تفطر الصيام (غیبت روزہ کو ختم کر دیتی ہے) بظاہر تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار غیبت کرے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا۔

لیکن علماء امت نے اجتماعی طریقے پر اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ حدیث کی مراد یہ نہیں ہے کہ غیبت کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جو روزہ دار غیبت میں مشغول ہوگا اس کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا۔ حدیث اور اس کی تاویل ذہن میں رکھئے اور اب یہ مسئلہ سنئے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی غیبت کی اور اس کے بعد قصداً کھانا کھا لیا تو اس پر کفارہ

لازم آئے کا خواہ اسے یہ حدیث معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اور خواہ حدیث کی مذکورہ بالا تاویل اس کے علم میں ہو یا علم میں نہ ہو نیز یہ کہ مفتی نے کفارہ لازم ہونے کا فتویٰ دیا ہو یا نہ دیا ہو کیونکہ حدیث اور اس کی تاویل سے قطع نظر غیبت کے بعد روزہ کا ختم ہو جانا قطعاً خلاف قیاس ہے۔ اسی طرح ایک حدیث ہے افطر الحاجم والمحجوم (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کی بھی یہ تاویل کی گئی ہے کہ پچھنے لگوانے سے چونکہ روزہ دار کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اور زیادہ خون نکلنے کی صورت میں روزہ توڑ دینے کا خوف ہو سکتا ہے اسی طرح پچھنے لگانے والے کے بارے میں بھی یہ امکان ہوتا ہے کہ خون کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے پیش نظر یہ فرمایا کہ روزہ جاتا رہتا ہے ورنہ حقیقت میں پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔ حدیث الغیبہ تفطر الصیام کے برخلاف اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پچھنے لگانے یا لگوانے کے بعد اس حدیث کے پیش نظر اس گمان کے ساتھ کہ روزہ جاتا رہا ہے۔ قصداً کچھ کھا پی لے تو اس پر کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آئے گا جب کہ وہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تاویل سے جو جمہور علماء سے منقول ہے واقف ہو یا یہ کہ کسی فقیہ اور مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پچھنے لگوانے یا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اگرچہ اس کا یہ فتویٰ حقیقت کے خلاف ہوگا اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی اور اگر اسے حدیث مذکور کی تاویل معلوم نہ ہوگی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا الغیبة تفطر الصیام و افطر الحاجم والمحجوم دونوں حدیثوں کے احکام میں مذکورہ بالا فرق اس لئے ہے کہ غیب سے روزہ کا ٹوٹنا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق تمام علماء امت کا اتفاق ہے جب کہ پچھنے سے روزہ کا ٹوٹ جانا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے کیونکہ بعض علماء مثلاً امام اوزاعی وغیرہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایسے ہی کسی شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو ہاتھ لگایا، یا کسی عورت کا بوسہ لیا، یا کسی عورت کے ساتھ ہم خواب ہوا، یا کسی عورت کے ساتھ بغیر انزال کے مباشرت فاحشہ کی یا سرمہ لگایا، یا فصد کھلوائی یا کسی جانور سے بدفعلی کی مگر انزال نہیں ہوا یا اپنی دبر میں انگلی داخل کی اور یہ گمان کر کے کہ روزہ جاتا رہے گا۔

اس نے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ اسی وقت لازم ہوگا جب کہ کسی فقیہ یا مفتی نے مذکورہ بالا چیزوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگرچہ اس کا یہ فتویٰ غلط اور حقیقت کے خلاف ہوگا اگر مفتی فتویٰ نہیں دے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس عورت پر کفارہ واجب ہوگا جس نے روزہ کی حالت میں کسی ایسے مرد سے برضا و رغبت اور بخوشی جماع کرایا جو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا چنانچہ کفارہ صرف عورت پر واجب ہوگا اس مرد پر نہیں۔

کسی عورت نے یہ جانتے ہوئے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اسے اپنے خاوند سے چھپایا، چنانچہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کر لی اور اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ فجر طلوع ہو گئی ہے تو اس صورت میں بھی صرف عورت پر کفارہ واجب ہوا اور مرد پر واجب نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاح شرح نور الایضاح، کتاب صوم، لاہور)

2316 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَاَنَا وَرْقَاءُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ) يُطِيْقُوْنَهٗ يُكَلَّفُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ وَّاحِدٍ (فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا) طَعَامُ مِسْكِيْنٍ اٰخَرَ لَيْسَتْ بِمَنْسُوْخَةٍ (فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ) لَا يُرَخَّصُ فِيْ هٰذَا اِلَّا لِلَّذِيْ لَا يُطِيْقُ الصِّيَامَ اَوْ مَرِيْضٍ لَا يُشْفٰى .

☆☆ عطاء اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کرتے ہیں (ارشادِ باری تعالیٰ ہے:)

''اور جو لوگ اس کی طاقت نہیں رکھتے ہیں' وہ فدیہ دیں گے جو مسکین کو کھانا کھلانا ہے''۔

یہاں اس کی طاقت رکھنے سے مراد یہ ہے' جو لوگ روزہ رکھنے کے مکلف ہیں' ان پر فدیہ دینا لازم ہو گا جو کہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہو گا' تو جو شخص مزید نیکی حاصل کرنا چاہے' وہ دوسرے مسکین کو بھی کھانا کھلا دے۔ (حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور ایسا کرنا اس شخص کے لیے زیادہ بہتر ہے۔

(قرآن کے یہ الفاظ:)

''اگر تم روزہ رکھ لو تو یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے''۔

اس میں رخصت صرف اس شخص کو دی گئی ہے' جو روزہ رکھنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا ہے یا ایسا بیمار جو شفاء یاب ہی نہیں ہو سکتا ہے۔

میت کی طرف سے روزے رکھنے میں مذاہب ائمہ

جو شخص فوت ہو گیا اور اس نے رمضان کے روزے نہ رکھے ہوں تو امام مالک امام شافعی اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک کوئی شخص اس کی طرف سے روزے نہیں رکھ سکتا ان کی دلیل یہ آیت ہے۔

(آیت) ولا تزر وازرة وزر اخری۔ (الانعام:۱۶۴) ترجمہ: کوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔

علامہ مرداوی حنبلی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس پر نذر کے روزے ہوں تو صحیح مذہب یہ ہے کہ اس کا ولی اس کی طرف سے روزے رکھ سکتا ہے اور صحیح مذہب یہ ہے کہ ایک جماعت میت کی طرف سے روزے رکھ سکتی ہے نیز صحیح مذہب یہ ہے کہ ولی کا غیر بھی میت کی طرف سے اس کی اجازت سے اور اس کی اجازت کے بغیر روزے رکھ سکتا ہے اگر ولی روزے نہ رکھے تو میت کے مال سے ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ (الانصاف ج ۳ ص ۳۳۷-۳۳۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی)

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں: ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے موقوفاً روایت ہے کہ کوئی شخص کسی کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ کوئی شخص کسی کی طرف سے نماز پڑھے۔ (موطا امام مالک ص ۲۲۵ مطبوعہ لاہور)

2316-اخرجه البخاري في التفسير، باب (اياما معدودات فمن كان منكم مريضًا او على سفر فعدة من ايام اخر و على الذين يطيقونه فدية طعام مسكين، فمن تطوع خيرًا فهو خير له و ان تصوموا خير لكم ان كنتم تعلمون) (الحديث 4505) بمعناه و اخرجه النسائي في التفسير: قوله تعالى (وعلى الذين يطيقونه فديه طعام مسكين) (الحديث 38 و 39) . تحفة الاشراف (5945) .

دوسری دلیل یہ ہے کہ زندگی میں عبادات کی ادائیگی میں کوئی شخص کسی کا نائب نہیں ہوسکتا لہٰذا موت کے بعد بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ عبادت کا مکلف کرنے سے یہ مقصود ہے کہ مکلف کے بدن پر اس عبادت کی مشقت ہو اور نائب کے ادا کرنے سے مکلف کے بدن پر کوئی مشقت نہیں ہوئی البتہ اس کی طرف سے ہر دن ایک مسکین کو کھانا کھلایا جائے گا کیونکہ اب اس مکلف کا خود روزہ رکھنا ممکن نہیں ہے تو فدیہ اس کے روزہ کا قائم مقام ہو جائے گا جیسا کہ شیخ فانی کی صورت میں ہے اور اس نے فدیہ ادا کرنے کی وصیت کی ہو تو اس کے تہائی مال سے کھانا کھلانا لازم ہے اور امام شافعی کے نزدیک وہ وصیت کرے یا نہ کرے اس کی طرف سے کھانا کھلانا لازم ہے فدیہ کی مقدار ہمارے نزدیک دو کلو گندم ہے اور امام شافعی کے نزدیک ایک کلو گندم ہے۔

(المبسوط ج ۳ ص ۸۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۸ھ)

مریض کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب ائمہ

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی لکھتے ہیں: جو شخص مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے پر قادر نہ ہو روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو اور اس مرض کے زائل ہونے کی توقع ہو تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر روزہ رکھنا واجب نہیں ہے اور جب مرض زائل ہو جائے تو اس پر ان روزوں کی قضا کرنا واجب ہے جیسا کہ اس آیت میں ہے۔ (آیت) فمن كان منكم مريضا او على سفر فعدة من ايام اخر۔ (البقرہ:۱۸۴) اور اگر کسی شخص نے صبح کو تندرستی کی حالت میں روزہ رکھا پھر بیمار ہو گیا تو وہ روزہ توڑ دے کیونکہ ضرورت کی وجہ سے اس کے لیے روزہ توڑنا جائز ہے اور ضرورت متحقق ہے لہٰذا روزہ توڑنا جائز ہے۔ (المہذب مع شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۸۔ ۲۵۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ نووی شافعی اس کی شرح میں لکھتے ہیں: جو شخص کسی ایسے مرض کی وجہ سے روزہ رکھنے سے عاجز ہو جس کا زائل ہونا متوقع ہو اس پر اس وقت روزہ رکھنا لازم نہیں ہے اور اس پر قضا لازم ہے یہ اس وقت جب اس کو روزہ رکھنے سے مشقت ہو اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ اس کا مرض اس حالت کو پہنچ جائے کہ اس کے لیے روزہ رکھنا ممکن ہی نہ ہو بلکہ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ افطار کے مباح ہونے کی شرط یہ ہے کہ روزہ رکھنے سے اس کو مشقت ہو اگر اس کو پورے وقت بخار رہتا ہو تو وہ رات کو روزے کی نیت نہ کرے اور اگر کسی وقت بخار ہو اور کسی وقت نہ ہو اگر روزہ کے شروع کے وقت میں بخار ہو تو روزہ کی نیت نہ کرے اور اگر بخار نہ ہو تو روزہ کی نیت کرے پھر اگر بعد میں بخار ہو جائے اور روزہ توڑنے کی ضرورت ہو تو روزہ توڑ دے۔ اسی طرح اگر تندرست آدمی صبح روزہ رکھے اور بعد میں بیمار ہو جائے تو اس کے لیے بغیر کسی اختلاف کے روزہ توڑنا جائز ہے۔

(شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مریض کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس کی دلیل سورۃ بقرہ کی یہ آیت (۱۸۴) ہے۔ جس مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے یہ وہ مرض ہے جو روزہ رکھنے سے زیادہ یا روزہ رکھنے کی وجہ سے دیر میں صحیح ہو امام احمد سے کہا گیا کہ مریض کب روزہ نہ رکھے کہا: جب روزہ کی طاقت نہ رکھے پوچھا گیا: مثلاً بخار تو کہا: بخار سے بڑھ کر اور کون سا مرض ہوگا؟ (المغنی ج ۳ ص ۴۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

نیز علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جو شخص تندرست ہو اور روزہ رکھنے کی وجہ سے اس کو بیمار پڑنے کا خدشہ ہو وہ اس مریض کی طرح ہے جس کو روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کے بڑھنے کا خدشہ ہو۔ (المغنی ج ۳ ص ۴۲ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: مریض کی دو حالتیں ہیں: ایک حالت یہ ہے کہ اس میں روزہ رکھنے کی مطلقاً طاقت نہ ہو اس حالت میں اس پر روزہ نہ رکھنا واجب ہے دوسری حالت یہ ہے کہ وہ تکلیف اور مشقت برداشت کر کے روزہ رکھ سکتا ہو اس حالت میں اس کے لیے روزہ نہ رکھنا مستحب ہے اور اس صورت میں صرف جاہل ہی روزہ رکھے گا۔ (الی قولہ) جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ جب روزہ رکھنے سے کسی شخص کو درد ہو یا تکلیف پہنچے یا روزہ رکھنے کی وجہ سے مرض کا طول پکڑنے یا زیادہ ہونے کا خدشہ ہو تو اس کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ امام مالک کے مذہب کے ماہرین کا یہی مذہب ہے۔
(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۷۶ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: امام ابوحنیفہ امام ابویوسف اور امام محمد نے کہا: جب یہ خوف ہو کہ اس کی آنکھ میں درد زیادہ ہو گا یا بخار زیادہ ہو جائے گا تو روزہ نہ رکھے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۱۷۴ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ علاء الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی کرنے والے مسافر حاملہ اور دودھ پلانے والی کو غلبہ ظن سے اپنی جان یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو یا مرض بڑھنے کا خوف ہو یا تندرست آدمی کو غلبہ ظن تجربہ علامات یا طبیب کے بتانے سے مرض پیدا ہونے کا خوف ہو یا خادمہ کو ضعف کا خوف ہو تو ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور بعد میں ان ایام کی قضاء کریں۔
(درمختار علی هامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۷-۱۰۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

جس شخص کے گردہ میں پتھری ہو یا جس کو درد گردہ کا عارضہ ہو اس کو دن میں بیس پچیس گلاس پانی پینے ہوتے ہیں یا جو شخص ہسپتال کے انتہائی نگہداشت کے شعبہ میں داخل ہو یہ لوگ اس بیماری کے دوران روزے نہ رکھیں اور بیمار زائل ہونے کے بعد ان روزوں کی قضا کریں۔

مسافر کے روزہ قضا کرنے کے متعلق مذاہب اربعہ

امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر میں بھیڑ دیکھی اور دیکھا کہ ایک شخص پر سایہ کیا گیا ہے آپ نے پوچھا: اس کو کیا ہوا؟ عرض کیا: یہ روزہ دار ہے فرمایا: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے روزہ دار روزہ نہ رکھنے والے کی مذمت کرتا تھا نہ روزہ نہ رکھنے والا روزہ دار کی مذمت کرتا تھا۔
(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ سے مکہ گئے جب آپ عسفان پر پہنچے تو آپ نے پانی منگایا اور اس کو اپنے ہاتھ سے اوپر اٹھایا تا کہ اس کو لوگ دیکھ لیں پھر آپ نے روزہ کھول لیا (اس کے بعد آپ

نے روزے نہیں رکھے) حتی کے مکہ پہنچ گئے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ رکھنا اور روزہ نہ رکھنا دونوں جائز ہیں اگر اس کو روزہ رکھنے سے ضرر نہ ہو تو روزہ رکھنا افضل ہے اور اگر ضرر ہو تو روزہ نہ رکھنا افضل ہے۔ (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۲۳۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: مسافر کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر اس نے روزہ رکھ لیا تو یہ مکروہ ہے لیکن روزہ ہو جائے گا۔ (المغنی ج ۳ ص ۴۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علماء قرطبی مالکی لکھتے ہیں: علماء کا اختلاف ہے کہ کس سفر پر روزہ نہ رکھنے اور نماز قصر کرنے کی رخصت ہے۔ حج جہاد یا دیگر عبادات کے لیے سفر ہو تو اس میں اس رخصت پر اجماع ہے۔ رشتہ داروں سے ملاقات اور طلب معاش کے لیے سفر بھی اس کے ساتھ لاحق ہے تجارات اور مباح سفر (مثلا سیر و سیاحت) میں اختلاف ہے لیکن ان میں بھی رخصت کا ہونا زیادہ راجح ہے اور جو سفر معصیت ہو (مثلا چوری یا ڈاکے کے لیے سفر کرے) اس میں اختلاف ہے اور اس میں رخصت کا ممنوع ہونا راجح ہے اور سفر کی مسافت کی مقدار امام مالک کے نزدیک وہی ہے جتنی مسافت میں قصر جائز ہوتی ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۷۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: سفر شرعی میں روزہ نہ رکھنے کی رخصت ہے جو تین دن تین راتوں کی مسافت پر مشتمل ہو خواہ یہ سفر معصیت ہو۔ (رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۶ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جن لوگوں پر روزہ رکھنا دشوار ہو (ان پر ایک روزہ کا) فدیہ ایک مسکین کا کھانا ہے۔ (البقرہ: ۱۸۴)

(آیت) الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں احادیث اور آثار

اس آیت کے معنی میں اختلاف ہے آیا اس کا معنی ہے: جو لوگ روزہ کی طاقت رکھتے ہیں وہ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ میں دیں اور پھر یہ آیت اس دوسری آیت سے منسوخ ہو گئی۔

(آیت) فمن شهد منكم الشهر فليصمه ۔ (البقر: ۱۸۵)

ترجمہ: تم میں جو شخص اس مہینہ میں موجود ہو وہ ضرور اس ماہ میں روزہ رکھے۔

یا اس آیت میں یطیقونہ یطوقونہ کے معنی میں ہے: یعنی جن لوگوں پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو وہ روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔

اول الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے امام بخاری روایت کرتے ہیں:

(آیت) وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين ۔ (البقرہ: ۱۸۴)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت سلمہ بن اکوع نے کہا: اس کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ (آیت) شهر رمضان الذى انزل فيه القرآن هدى للناس وبينت من الهدى والفرقان فمن شهد منكم الشهر فليصمه (البقرہ: ۱۸۵)

ابن ابی لیلی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بیان کرتے ہیں کہ رمضان نازل ہوا اور صحابہ

پر روزہ رکھنا دشوار ہوا تو بعض صحابہ جو روزہ کی طاقت رکھتے تھے وہ ایک مسکین کو کھانا کھلا دیتے اور روزہ ترک کر دیتے انہیں اس کی رخصت دی گئی تھی پھر اس رخصت کو اس آیت نے منسوخ کر دیا۔ (آیت) وان تصوموا خير لكم ۔ (البقرہ:۱۸۴) روزہ رکھنا تمہارے لیے بہتر ہے تو انہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا گیا۔ نافع روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (آیت) فدية طعام مسكين ۔ (البقرہ:۱۸۴) کو پڑھا اور فرمایا: یہ منسوخ ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ص ۲۶۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اور ثانی الذکر معنی کی تائید میں یہ حدیث ہے امام دار قطنی روایت کرتے ہیں: عکرمہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب بوڑھا شخص روزہ رکھنے سے عاجز ہو تو وہ ایک مد (ایک کلو) طعام کھلا دے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (سنن دار قطنی ج ۲ص ۲۰۴ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام دار قطنی نے ایک اور سند سے روایت کیا: عطاء بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس نے (آیت) وعلى الذين يطيقونه فدية طعام مسكين ۔ (البقرہ:۱۸۴) کی تفسیر میں فرمایا: ایک مسکین کو کھانا کھلائے اور (آیت) فمن تطوع خيرا (البقرہ:۱۸۴) کی تفسیر میں فرمایا: اگر ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو زیادہ بہتر ہے اور فرمایا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے البتہ اس میں بوڑھے شخص کو رخصت دی گئی ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا اور اس کو طعام کھلانے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس حدیث کی سند ثابت اور صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے ایک اور سند سے اس حدیث کو عطاء سے روایت کیا ہے اس میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) يطيقونه کا معنی ہے: يكلفونه یعنی جو سخت دشواری سے روزہ رکھیں وہ اس کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں اور جو ایک سے زیادہ مسکین کو کھلائے تو یہ اس کے حق میں زیادہ بہتر ہے اور یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور تمہارا روزہ رکھنا بہتر ہے یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا یا اس مریض کے لیے ہے جس کو بیماری سے شفا کی توقع نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے ایک اور سند کے ساتھ مجاہد اور عطاء سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی یہ روایت ذکر کی ہے اور کہا: اس کی سند صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے ایک اور سند کے ساتھ عکرمہ سے روایت کیا: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: بوڑھے شخص کو یہ رخصت دی گئی ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلائے اور اس پر قضاء نہیں ہے۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

امام دار قطنی نے چودہ صحیح سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے۔ (سنن دار قطنی ج ۲ص ۲۰۷۔۲۰۵ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

نیز امام دار قطنی روایت کرتے ہیں: نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر سے ایک حاملہ عورت نے سوال کیا تو انہوں نے کہا: تم روزہ نہ رکھو اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاؤ اور قضاء نہ کرو۔

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر کی بیٹی ایک قریشی کے نکاح میں تھیں وہ حاملہ تھیں ان کو رمضان میں پیاس لگی تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔

ایوب بیان کرتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ایک کمزوری کی وجہ سے روزے نہ رکھ سکے تو انہوں نے ایک تھال میں ثرید (گوشت کے سالن میں روٹی کے ٹکڑے ڈال دیئے جائیں) بنایا اور تین مسکینوں کو سیر کر کے کھلایا۔

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ موت سے پہلے حضرت انس کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہ رکھے اور گھر والوں سے کہا: ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو انہوں نے تیس مسکینوں کو کھلایا۔

مجاہد بیان کرتے ہیں کہ قیس بن سائب نے کہا: رمضان کے مہینہ میں ہر شخص روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھلاتا ہے تم میری طرف سے دو مسکینوں کو کھانا کھلاؤ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص کو بڑھاپا آ جائے اور وہ روزہ نہ رکھ سکے اس پر لازم ہے کہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک کلو گندم دے۔ (سنن دارقطنی ج ۲ ص ۲۰۸۔۲۰۷ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

ان تمام آثار صحیحہ سے یہ ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور جو کسی دائمی مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکے وہ فدیہ دے اور اس کے بعد جو (آیت) وان تصوموا خیر لکم ہے اس کا معنی ہے: مسافر اور مریض کا روزہ رکھنا بہتر ہے یہ آیت فدیہ کی ناسخ نہیں ہے۔ امام مالک کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت انس بن مالک بوڑھے ہو گئے حتی کے وہ روزہ رکھنے پر قادر نہ رہے تو وہ فدیہ دیتے تھے۔ (موطا امام مالک ص ۲۵۰ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام مالک کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر سے سوال کیا گیا کہ حاملہ عورت کو جب اپنے بچہ کی جان کا خوف ہو اور اس پر روزہ دشوار ہو تو کیا کرے؟ فرمایا: وہ روزہ نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو ایک کلو گندم کھلائے۔

(موطا امام مالک ص ۲۵۱ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور)

امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جن لوگوں پر روزہ سخت دشوار ہو وہ ایک روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں یہ رخصت صرف اس بوڑھے کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس مریض کے لیے جس کو شفا کی امید نہ ہو۔ (سنن کبری ج ۲ ص ۱۱۳۔۱۱۲ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ جب موت سے ایک سال پہلے کمزور ہو گئے تو انہوں نے روزے نہیں رکھے اور فدیہ دیا۔ (المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے: اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۶۴ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ)

امام طبرانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت قیس بن سائب نے کہا: رمضان کے مہینہ میں انسان ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلاتا ہے تم میری طرف سے ایک مسکین کو ہر روز ایک صاع (چار کلو) طعام دو۔

(المعجم الکبیر ج ۱۸ ص ۳۶۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت جب روزہ نہ رکھ سکیں تو فدیہ دیں اور حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حاملہ عورت کے متعلق فدیہ دینے کی روایت ذکر کی ہے۔
(سنن کبریٰ ج ۴ ص ۲۳۰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان)

امام بغوی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے: جو بہت مشکل سے روزہ رکھیں ان کے لیے روزہ کی جگہ فدیہ دینا جائز ہے اور بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت روزہ نہ رکھیں اور فدیہ دیں اور حضرت انس جب کمزور ہو گئے تو انہوں نے فدیہ دیا۔ (شرح السنۃ ج ۳ ص ۴۰۵۔۴۰۴ مطبوعہ دار الکتاب العلمیہ بیروت ۱۴۱۲ھ)

امام دار قطنی امام مالک امام نسائی امام طبرانی امام بیہقی اور امام بغوی نے متعدد اسانید صحیحہ کے ساتھ یہ آثار نقل کیے ہیں کہ بوڑھا شخص اور دائمی مریض جن پر روزہ رکھنا دشوار ہے وہ روزہ کے بدلہ میں فدیہ دیں۔

(آیت) الذین یطیقونہ کے معنی کی تحقیق میں مفسرین کی آراء:

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری نے (آیت) الذین یطیقونہ کے معنی اور اس کے منسوخ ہونے یا نہ ہونے کے متعلق متعدد آثار اور اقوال نقل کیے ہیں اور اخیر میں لکھا ہے:

عکرمہ نے (آیت) الذین یطیقونہ کی تفسیر میں کہا ہے: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس سے مراد بوڑھا شخص ہے۔

سعید بن جبیر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: (آیت) الذین یطیقونہ اس کا معنی ہے: جو مشقت اور تکلیف سے روزہ رکھیں۔ عطاء نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ (آیت) الذین یطیقونہ کا معنی ہے: جو لوگ مشقت سے روزہ رکھیں وہ ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں یہ رخصت صرف اس بوڑھے شخص کے لیے ہے جو روزہ نہ رکھ سکے یا اس بیمار کے لیے ہے جس کو شفا کی امید نہ ہو مجاہد نے بھی اس اسی طرح روایت کیا ہے۔
(جامع البیان ج ۲ ص ۸۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

علامہ ابوالحیان اندلسی لکھتے ہیں: جو صحابہ اور فقہاء تابعین یہ کہتے ہیں کہ (آیت) الذین یطیقونہ سے مراد بوڑھے اور عاجز لوگ ہیں ان کے نزدیک یہ آیت منسوخ نہیں ہے بلکہ محکم ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کو شامل ہے یا نہیں۔ (البحر المحیط ج ۲ ص ۱۹۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ آیت منسوخ نہیں ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہی مختار ہے اور نسخ کا قول بھی صحیح ہے البتہ یہ احتمال ہے کہ نسخ بمعنی تخصیص ہو (الی قولہ) اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزے کی طاقت نہیں رکھتے یا جو بہت مشقت سے طاقت رکھتے ہو وہ روزہ نہ رکھیں اور فدیہ کے وجوب میں اختلاف ہے ربیعہ اور امام مالک کے نزدیک ان پر فدیہ واجب نہیں۔ (الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۸۹۔۲۸۸ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابوالحسن ماوردی شافعی لکھتے ہیں: (آیت) الذین یطیقونہ اس آیت کی تاویل یہ ہے کہ جو لوگ تکلیف اور مشقت

سے روزہ رکھیں جیسے بوڑھے حاملہ اور دودھ پلانے والی یہ لوگ روزہ نہ رکھیں اور ایک مسکین کا کھانا فدیہ دیں ان پر قضا نہیں ہیں
(النکت والعیون ج اص ۲۳۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: عکرمہ سے مروی ہے کہ یہ آیت حاملہ اور دودھ پلانے والی کے متعلق نازل ہوئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس نے اس آیت میں یہ قرأت کی (آیت) **الذین یطوقونہ** (جو مشکل سے روزہ رکھیں) اس سے بوڑھے لوگ مراد ہیں۔ (زادالمسیر ج اص ۱۸۶ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ ھ)

علامہ ابوبکر رازی بصاص حنفی لکھتے ہیں: صحابہ اور تابعین میں سے اکثر یہ کہتے ہیں کہ ابتداء میں روزہ رکھنے کا اختیار تھا جو شخص روزہ کی طاقت رکھتا ہو خواہ وہ روزے رکھے خواہ فدیہ دے بعد میں روزہ کی طاقت رکھنے والوں سے یہ اختیار (آیت) **فمن شھد منکم الشھر فلیصمہ** سے منسوخ ہو گیا (الی قولہ) اس آیت کا ایک اور معنی یہ ہے کہ جو لوگ مشقت اور صعوبت سے روزہ رکھتے ہیں وہ روزہ رکھنے کی طاقت رکھنے والے نہیں ہیں وہ بھی روزے کے مکلف ہیں لیکن ان پر روزہ کے قائم مقام فدیہ ہے کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو شخص پانی سے طہارت حاصل کرنے پر قادر نہ ہو وہ بھی پانی سے طہارت حاصل کرنے کا مکلف ہے لیکن اس کے لیے مٹی کو پانی کے قائم مقام بنا دیا گیا ہے۔ (احکام القرآن ج اص ۱۷۷۔۱۷۶ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں: اکثر صحابہ اور فقہاء تابعین کے نزدیک پہلے روزہ کی طاقت رکھنے والوں کے لیے روزہ رکھنے اور روزہ نہ رکھ کر فدیہ دینے کا اختیار تھا بعد میں یہ منسوخ ہو گیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت کو یطوقونہ پڑھا یعنی جو مشکل سے روزہ رکھیں وہ فدیہ دے دیں اور کہا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے اور بعض علماء نے اس آیت کو (آیت) الذین یطیقونہ قرأت متواترہ کے مطابق پڑھا اور کہا: یہ آیت منسوخ نہیں ہے کیونکہ وسعت اور طاقت میں فرق ہے وسعت کا معنی ہے: کسی چیز پر سہولت سے قدرت ہونا اور طاقت کا معنی ہے: کسی چیز پر مشقت سے قدرت ہونا تو آیت کا معنی ہے: جو لوگ مشقت سے روزہ رکھیں وہ فدیہ دیں یا اس میں ہمزہ سلب ماخذ کے لیے ہے یعنی جو لوگ روزہ کی طاقت نہ رکھیں وہ فدیہ دیں۔ (روح المعانی ج ۲ ص ۵۹۔۵۸ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

بڑھاپے یا دائمی مرض کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: جب بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت پر روزہ رکھنا سخت دشوار ہو تو ان کے لیے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں اور ہر روزہ کے بدلہ ایک مسکین کو کھانا کھلائیں حضرت علی حضرت ابن عباس حضرت ابوہریرہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ طاؤس ثوری اور اوزاعی کا یہی قول ہے۔ اس قول کی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہ آیت بوڑھے شخص کی رخصت کے لیے نازل ہوئی ہے اور اس لیے کہ روزہ رکھنا واجب ہے اور جب عذر کی وجہ سے اس سے روزہ ساقط ہو گا تو اس کے بدلہ میں قضا کی طرح کفارہ لازم آئے گا۔

نیز وہ مریض جس کے مرض کے زائل ہونے کی توقع نہیں ہے وہ بھی روزہ نہیں رکھے گا اور یہ روزہ کے بدلہ میں ایک

مریض کو کھانا کھلائے گا کیونکہ وہ بھی بوڑھے شخص کے حکم میں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۳۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: امام شافعی اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ وہ بوڑھا شخص جس کو روزہ رکھنے میں شدید مشقت ہو اور وہ مریض جس کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو اس پر بالاجماع روزہ فرض نہیں ہے اور اس پر وجوب فدیہ کے متعلق دو قول ہیں زیادہ صحیح یہ ہے کہ اس پر فدیہ واجب ہے۔ (شرح المہذب ج ۶ ص ۲۵۸ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں: اس پر اجماع ہے کہ جو بوڑھے روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے یا سخت مشقت سے روزے رکھتے ہیں ان کے لیے روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ ان پر کیا واجب ہے؟ ربیعہ اور امام مالک نے کہا: ان پر کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ البتہ امام مالک نے کہا: اگر وہ ہر روزے کے بدلہ میں ایک مسکین کو کھانا کھلائیں تو یہ مستحب ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن ج ۲ ص ۲۸۹ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ)

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں: جو شخص بہت بوڑھا اور روزہ رکھنے سے عاجز ہو اسی طرح جس مریض کے مرض کے زوال کی توقع نہ ہو وہ ہر روزہ کے لیے فدیہ دیں۔ (درمختار علی ھامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

ایک روزہ کے لیے نصف صاع یعنی دو کلو گندم یا اس کی قیمت فدیہ دے روزہ کے فدیہ میں فقراء کا تعدد شرط نہیں ہے اور ایک فقیر کو متعدد ایام کا فدیہ دے سکتا ہے اور مہینہ کی ابتداء میں بھی دے سکتا ہے۔

(درمختار علی ھامش ردالمحتار ج ۲ ص ۱۱۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۰۷ھ)

شوگر بلڈ پریشر دمہ اور جوڑوں کا درد یہ چار بیماریاں ایسی ہیں جن کا کوئی علاج نہیں ہے ان کو دواؤں سے کنٹرول تو کیا جا سکتا ہے لیکن یہ بیماریاں زائل نہیں ہو سکتیں ان میں جوڑوں کا درد روزے کے منافی نہیں ہے اور عام حالت میں دمہ بھی روزوں کے منافی نہیں ہے لیکن جب شوگر زیادہ ہو تو زیادہ گولیاں لینی پڑتی ہیں جس سے وقفہ وقفہ سے شدید بھوک لگتی ہے اسی طرح جب بلڈ پریشر زیادہ ہو تو پانی پینا پڑتا ہے اس لیے جن لوگوں کو شوگر یا بلڈ پریشر کا عارضہ ہو اور ڈاکٹر انہیں روزہ رکھنے کی اجازت نہ دے تو وہ روزہ کی جگہ فدیہ دے دیں۔

باب وَضْعِ الصِّيَامِ عَنِ الْحَائِضِ

یہ باب ہے کہ حیض والی عورت سے روزے کا حکم ساقط ہونا

2317 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَلِيٌّ - يَعْنِيْ ابْنَ مُسْهِرٍ - عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُعَاذَةَ الْعَدَوِيَّةِ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتْ عَائِشَةَ اَتَقْضِي الْحَائِضُ الصَّلَاةَ اِذَا طَهُرَتْ قَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ كُنَّا نَحِيضُ عَلٰى

2317-اخرجه البخاري في الحيض، باب لا تقضي الحائض الصلاة (الحديث 321) . و مسلم في الحيض، باب و جوب قضاء الصوم على الحائض دون الصلاة (الحديث 67 و 68 و 69) . وابي داؤد في الطهارة، باب في الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 262 و 263) . و الترمذي في الطهارة، باب ما جاء في الحائض انها لا تقضي الصلاة (الحديث 130) . والنسائي في الحيض و الاستحاضة، باب سقوط الصلاة عن الحائض (الحديث 380) . واخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الحائض لا تقضي الصلاة (الحديث 631) . تحفة الاشراف (17964) .

عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ نَطْهُرُ فَيَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّوْمِ وَلَا يَأْمُرُنَا بِقَضَاءِ الصَّلَاةِ .

☆☆ معاذ و عدو یہ بیان کرتی ہیں' ایک خاتون نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: کیا حیض والی عورت نماز کی قضاء کرے گی جب وہ پاک ہو جائے گی؟ تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: کیا تم حروریہ ہو' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں حیض کی حالت میں ہوتی تھیں' پھر ہم پاک ہو جاتی تھیں' تو آپ ہمیں روزے کی قضاء کا حکم دیتے تھے' آپ ہمیں نماز کی قضاء کا حکم نہیں دیتے تھے۔

2318 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا سَلَمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كَانَ لَيَكُوْنُ عَلَيَّ الصِّيَامُ مِنْ رَمَضَانَ فَمَا اَقْضِيْهِ حَتّٰى يَجِيْءَ شَعْبَانُ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: مجھ پر رمضان کے کچھ روزے لازم ہوتے تھے' تو میں ان کی قضاء نہیں کر پاتی تھی' یہاں تک کہ شعبان کا مہینہ آ جاتا تھا۔

شرح

جب اسے کوئی ایسی مرض ہو جو اسے تکلیف دیتی ہو یا اس کے بڑھنے کا اندیشہ ہو تو اس کے لئے افطار کرنا صحیح ہے۔ ابن عطیہ نے کہا: یہ اصحاب مالک کے ماہر علماء کا مذہب ہے، اس کے ساتھ وہ مناظرے کرتے تھے۔ رہے امام مالک کے الفاظ کہ وہ مرض جو آدمی کو تکلیف دیتی ہو اور اسے انتہا تک پہنچاتی ہو۔ ابن خویز منداد نے کہا: امام مالک سے ایسی مرض کے بارے میں اختلاف ہے جو افطار کو مباح کرتی ہے۔ کبھی فرمایا: روزے سے تلف ہونے کا خوف ہو، کبھی فرمایا: شدت مرض اور مرض میں زیادتی، سخت مشقت۔ یہ صحیح مذہب ہے اور ظاہر کا مقتضا ہے کیونکہ کوئی مرض خاص نہیں ہے۔ یہ ہر مرض میں مباح ہے مگر جس کو دلیل خاص کرے جیسے سر درد، تھوڑا سا بخار یا کوئی تھوڑی سی مرض جس کے ہوتے ہوئے روزے میں تکلیف نہ ہو۔ حسن نے کہا: ایسی مرض جس میں کھڑے ہو کہ نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو وہ روزہ افطار کرے۔ یہ نخعی کا قول ہے۔ ایک فرقہ نے کہا: کسی مرض میں افطار نہ کرے مگر ایسی مرض جس کی ضرورت افطار کی داعی ہو، جب اس مرض کے ساتھ ضرورت کا احتمال ہو تو افطار نہ کرے۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: اس باب میں ابن سیرین کا قول زیادہ مناسب ہے۔ امام بخاری نے فرمایا: میں رمضان میں تھوڑا سا بیمار تھا، اسحاق بن راہویہ اپنے ساتھیوں کی معیت میں میری عبادت کے لئے آئے۔ انہوں نے مجھے فرمایا: اے ابو عبداللہ! تو نے افطار کیا ہے؟ میں نے کہا: انہوں نے کہا: تجھے اندیشہ تھا کہ تو رخصت کے قبول کرنے سے کمزور ہو جائے گا۔ میں نے کہا: ہمیں عبدان نے بتایا انہوں نے ابن المبارک سے روایت کیا انہوں نے ابن جریج سے روایت کیا، فرمایا: میں نے عطا سے پوچھا میں کس مرض کی وجہ سے افطار کروں؟ انہوں نے فرمایا: جو بھی مرض ہو جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن کان منکم مریضا۔ بخاری نے

2318-اخرجه البخاري في الصوم، باب متى يقضى قضاء رمضان (الحديث 1950) . واخرجه مسلم في الصيام، باب قضاء رمضان في شعبان (الحديث 151) . واخرجه ابو داؤد في الصوم ، باب تاخير قضاء رمضان (الحديث 2399) . واخرجه ابن ماجه الصيام، باب ما جاء في قضاء رمضان (الحديث 1669) . تحفة الاشراف (17777) .

فرمایا یہ حدیث اسحاق کے پاس نہ تھی۔ امام ابوحنیفہ نے فرمایا: جب انسان کو اپنے نفس پر خوف ہو جبکہ وہ روزہ سے ہو اگر وہ افطار نہیں کرے گا تو اس کی آنکھ کی تکلیف بڑھ جائے گی یا بخار شدید ہو جائے گا تو وہ افطار کرے۔

مسئلہ نمبر 2: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اوعلی سفر علماء کا اس سفر کے بارے اختلاف ہے جس میں افطار اور قصر جائز ہے۔ اس پر اجماع ہے کہ وہ سفر اطاعت ہو جیسے حج اور جہاد۔ ان دونوں سفروں کے ساتھ صلہ رحمی کا سفر، ضروری معاش کی طلب کا سفر متصل ہے، رہا تجارت کا سفر اور مباحات کا سفر اس میں منع اور اجازت کا اختلاف ہے، جواز کا قول ارجح ہے اور رہا سفر گناہ اس کے متعلق بھی علماء کا جواز و منع میں اختلاف ہے۔ منع کا قول راجح ہے۔ یہ ابن عطیہ کا قول ہے۔ سفر کی مسافت امام مالک کے نزدیک وہی ہے جس میں نماز قصر کی جاتی ہے۔ علماء کا اس مقدار میں اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے پھر انہوں نے رجوع کیا اور فرمایا: اڑتالیس میل کی مسافت ہے۔ ابن خویز منداد نے کہا: یہ امام مالک کا ظاہر مذہب ہے۔ کبھی فرمایا: بیالیس میل ہے، کبھی فرمایا: چھتیس میل ہے، کبھی فرمایا: ایک دن اور ایک رات کی مسافت ہے۔ ان سے دو دن بھی مروی ہیں۔ یہ امام شافعی کا قول ہے۔ کبھی خشکی اور سمندری سفر کے درمیان فرق کرتے ہیں۔ فرمایا: سمندری راستہ میں ایک دن اور ایک رات ہے اور خشکی کے راستہ میں اڑتالیس میل ہے اور مذہب میں تیس میل ہے اور غیر مذہب میں تین دن ہیں۔ حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس اور ثوری نے کہا: افطار تین دنوں کے سفر میں ہے۔ یہ ابن عطیہ نے حکایت کیا ہے۔
میں کہتا ہوں: بخاری میں ہے حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس چار برد کے سفر میں افطار کرتے تھے اور یہ چار برد، سولہ فرسخ ہیں۔

مسئلہ نمبر 3: علماء کا اختلاف ہے کہ رمضان میں سفر کرنے والے کے لئے فطر کی نیت کرنا جائز نہیں کیونکہ مسافر نیت کے ساتھ مسافر نہیں ہوتا بخلاف مقیم کے۔ مسافر عمل کرنے اور اٹھ ہو جاتا ہے کیونکہ اقامت عمل کی محتاج نہیں ہوتی۔ پس یہ دونوں جدا جدا ہیں اس میں بھی علماء کا اختلاف نہیں کہ جو سفر کی امید رکھتا ہے تو اس کے لئے نکلنے سے پہلے افطار جائز نہیں اگر افطار کرتے تو ابن حبیب نے کہا: اگر وہ سفر کے لئے تیاری کر چکا تھا اور سفر کے اسباب لے چکا تھا تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں۔ یہ اصبغ اور ماجشون سے حکایت کیا گیا ہے۔ اگر سفر سے اسے کوئی عارضہ روک لے تو اس پر کفارہ ہوگا اور اگر سفر کرے تو کفارے سے بچ جائے گا۔ عیسیٰ نے ابن قاسم سے روایت کیا ہے: اس پر ایک دن کی قضا لازم ہے کیونکہ وہ فطر میں تاویل کرنے والا تھا۔ اشہب نے کہا: اس پر کوئی کفارہ نہیں خواہ سفر کرے یا نہ کرے۔ سحنون نے کہا: اس پر کفارہ ہے خواہ سفر کرے یا نہ کرے یہ اس عورت کی طرح ہے جو کہتی ہے کل مجھے حیض آ جائے گا اس لئے وہ افطار کر دیتی ہے۔ پھر سحنون نے عبدالملک اور اصبغ کے قول کی طرف رجوع کر لیا اور فرمایا: عورت کی طرح نہیں ہے کیونکہ مرد جب چاہتا ہے سفر کرتا ہے اور عورت حیض خود نہیں لاتی۔
میں کہتا ہوں: ابن القاسم اور اشہب کا قول کفارہ کی نفی میں بہتر ہے کیونکہ اس نے وہ فعل کیا جو اسے کرنا جائز تھا اور ذمہ بری ہے اور اس میں کوئی چیز ثابت نہیں ہوتی مگر یقین کے ساتھ اور اختلاف کے ہوتے ہوئے یقین نہیں ہوتا۔ پھر اوعلی سفر کے ارشاد کا یہی مقتضا ہے۔ ابو عمر نے کہا یہ اس مسئلہ میں صحیح ترین قول ہے۔ کیونکہ وہ روزے کی حرمت کو توڑنے والا نہیں تھا اس نے

اس کا قصد اور ارادہ کیا ہوا تھا۔ پس متاوّل تھا۔ اگر کھانا سفر کی نیت کے ساتھ ہو تو اس پر کفارہ واجب ہے کیونکہ یہ سفر کی طرف نکلنے سے پہلے تھا ابھی تک خروج نے اس سے اس کو ساقط نہیں کیا تھا۔ پس تو اس میں غور کرے گا تو تو بھی اسی طرح پائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ دار قطنی نے روایت کیا ہے، حضرت محمد بن کعب سے مروی ہے انہوں نے کہا: میں رمضان میں حضرت انس بن مالک کے پاس آیا، وہ سفر کا ارادہ کیے ہوئے تھے اور انکی سواری بھی تیار کر دی گئی تھی اور وہ سفر والا لباس پہن چکے تھے اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا۔ انہوں نے کھانا منگوایا اور اس سے کھایا پھر سوار ہو گئے۔ میں نے پوچھا: کیا یہ سنت ہے: انہوں نے فرمایا: ہاں۔ حضرت انس سے مروی ہے، فرمایا: مجھے حضرت ابو موسیٰ نے کہا: کیا میں تجھے نہ بتاؤں جب تو نکلے گا تو روزہ سے نکلے گا اور جب تو داخل ہوگا تو روزہ سے داخل ہوگا اور جب تو داخل ہوگا تو روزہ سے داخل ہوگا۔ جب تو سفر پر نکلے تو افطار کر کے نکل جب تو گھر میں داخل ہو تو افطار کرتے ہوئے داخل ہو۔ حسن نے کہا: جس دن سفر کا ارادہ ہو اس دن گھر میں اگر چاہے تو افطار کرے۔

احمد نے کہا جب وہ گھروں سے نکل جائے تو افطار کرے۔ اسحاق نے کہا: نہیں۔ بلکہ جب سواری پر کجاوہ رکھے تو افطار کرے۔ ابن منذر نے کہا: احمد کا قول صحیح ہے کیونکہ وہ کہتے ہیں جو حالت صحت میں صبح کرے پھر بیمار ہوا تو وہ بقیہ دن افطار کرے۔ اسی طرح جب حضر میں صبح کرے پھر سفر کی طرف نکلے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے۔ ایک طائفہ نے کہا: اس دن افطار نہ کرے اگرچہ سفر شروع بھی کر دے۔

اسی طرح زہری، مکحول اور یحییٰ انصاری، امام اوزاعی، امام شافعی، ابو ثور اور اصحاب رائے کا یہی قول ہے۔ اگر وہ افطار کر دے تو اس میں اختلاف ہے۔ پھر تمام کہتے ہیں کہ وہ قضا کرے گا اور کفارہ نہیں دے گا۔

امام مالک نے فرمایا: سفر چونکہ طاری عذر ہے۔ یہ مرض کی طرح ہے جو انسان کو لاحق ہو جاتی ہے۔ بعض اصحاب مالک سے مروی ہے کہ وہ قضا کرے اور کفارہ بھی دے۔ یہ ابن کنانہ اور مخزومی کا قول ہے۔ الباجی نے امام شافعی سے حکایت کیا ہے، ابن عربی نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی کہا ہے۔ فرمایا: سفر عذر ہے جو عبادت کے لزوم کے بعد لاحق ہوا ہے۔ یہ مرض اور حیض کے مخالف ہے کیونکہ مرض اس کے لئے افطار کو مباح کرتی ہے۔ حیض اس پر روزے کو حرام کر دیتا ہے اور سفر یہ اس کے لئے مباح نہیں کرتا اس پر روزے کی حرمت توڑنے کی وجہ سے کفارہ واجب ہے۔ ابو عمر نے کہا: یہ کچھ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے کتاب و سنت میں اس کے لئے افطار کو مباح کیا ہے۔ رہا علماء کا یہ قول کہ وہ افطار نہ کرے یہ اس کا استحباب ہے جس کا اس نے عہد کیا تھا۔ اگر وہ اللہ کی رخصت کو لے گا تو اس پر قضا ہوگی۔ رہا کفارہ تو اس کی کوئی وجہ نہیں، جس نے کفارہ واجب کیا ہے اس نے اس چیز کو واجب کیا جس کو اللہ اور اس کے رسول نے واجب نہیں کیا۔ حضرت ابن عمر سے اس مسئلہ میں مروی ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس دن افطار کرے جب وہ سفر پر نکلے۔ یہ شعبی، امام احمد اور اسحاق کا قول ہے۔

میں کہتا ہوں: امام بخاری نے اس مسئلہ پر یہ باب باندھا ہے: من افطر فی السفر لیراہ الناس اور حضرت ابن عباس سے حدیث نقل کی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے مکہ کی طرف نکلے تو روزہ رکھے رہے، حتیٰ کہ عسفان تک پہنچ

گئے پھر پانی منگوایا اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا تاکہ لوگوں کو دکھائیں کہ آپ نے افطار کیا ہے حتیٰ کہ مکہ مکرمہ آئے اور یہ رمضان کا مہینہ تھا۔ مسلم نے بھی یہ حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے، اس میں فرمایا: پھر برتن منگوایا جس میں مشروب تھا دن کے وقت وہ مشروب پیا تاکہ لوگ آپ کو دیکھ لیں پھر آپ نے افطار کیا تاکہ مکہ میں داخل ہو جائیں۔ یہ اس باب میں نص ہے۔ پس مخالف قول ساقط ہوا۔ وباللہ التوفیق۔ اس میں جو یہ کہتا ہے کہ روزہ سفر میں منعقد نہیں ہوتا، حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر سے مروی ہے۔ حضرت ابن عمر نے کہا: جو سفر میں روزہ رکھے تو حضر میں قضا کرے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے مروی ہے سفر میں روزہ رکھنے والا حضر میں افطار کرنے والے کی طرح ہے۔

اہل ظواہر کی ایک قوم نے یہی کہا ہے اور انہوں نے اس قول سے حجت پکڑی ہے فعدۃ من ایام اخر اس کا بیان آگے آئے گا۔ حضرت کعب بن عاصم سے روایت ہے، فرمایا: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ اس میں اس کے قول کی حجت ہے جو کہتا ہے: جو سفر میں رات کو روزہ کی نیت کرے تو اس کے لئے افطار کرنا جائز ہے اگرچہ عذر نہ بھی ہو۔ مطرف کا خیال بھی یہی ہے۔ یہ امام شافعی کا ایک قول ہے اور یہی اہل ظواہر کی ایک جماعت کا قول ہے۔

امام مالک ایسے شخص پر قضا اور کفارہ واجب کرتے تھے۔ امام مالک سے یہ بھی مروی ہے کہ اس پر کفارہ نہیں ہے یہ عبد الملک کے سوا اکثر اصحاب کا قول ہے۔ عبدالملک نے کہا: اگر جماع کے ساتھ افطار کرے گا تو کفارہ دے گا کیونکہ اس میں سفر پر نہ قوت حاصل کرتا ہے اور نہ اسے کوئی عذر ہے، مسافر کے لئے افطار اس لئے مباح ہوتا ہے تاکہ اپنے سفر پر قوت حاصل کرے، عراق اور حجاز کے تمام فقہاء نے کہا: اس پر کفارہ نہیں۔ ان میں سے ثوری، امام اوزاعی، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور تمام کوفہ کے فقہاء ہیں۔ یہ حضرت ابو عمر کا قول ہے۔

مسئلہ نمبر 4: اس میں علماء کا اختلاف ہے سفر میں افطار افضل ہے یا روزہ افضل ہے؟ امام مالک اور امام شافعی نے بعض روایات میں فرمایا: روزہ افضل ہے جو روزہ کی طاقت رکھتا ہو اور امام مالک کا مذہب اختیار کا ہے۔ اسی طرح امام شافعی کا مذہب ہے۔ امام شافعی اور دوسرے ان کے متبعین علماء نے کہا: اسے اختیار ہے اور انہوں نے کوئی تفصیل بیان نہیں کی۔ اسی طرح ابن علیہ نے کہا: کیونکہ حضرت انس کی حدیث ہے، فرمایا: ہم نے رمضان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کیا تو روزہ دار نے افطار کرنے والے پر عیب نہیں لگایا اور افطار کرنے والے نے روزہ دار پر عیب نہیں لگایا۔

اس حدیث کو بخاری، مسلم اور مالک نے مالک نے روایت کیا ہے۔ حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی اور حضرت انس بن مالک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے کہا: سفر میں روزہ افضل ہے اس کے لئے جو اس پر قدرت رکھتا ہو۔ یہ امام ابو حنیفہ اور ان کے شاگردوں کا قول ہے۔ حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ رخصت افضل ہے۔ حضرت سعید بن مسیّب، شعبی، عمر بن عبد العزیز، مجاہد، قتادہ، اوزاعی، احمد اور اسحاق کا یہی قول ہے۔ یہ تمام علماء کہتے ہیں: افطار افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ یرید اللہ . . . العسر (البقرہ:185)

مسئلہ نمبر 5: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فعدۃ من ایام اس کلام میں حذف ہے یعنی تم میں سے جو مریض یا مسافر ہو وہ افطار کرے اور قضا کرے۔ جمہور علماء فرماتے ہیں: اہل شہر جب انتیس دن روزے رکھیں اور شہر میں کوئی مریض آدمی ہو اور صحیح نہ ہو تو وہ انتیس دن روزے رکھے۔ ایک قوم نے کہا: ان میں سے حسن بن صالح بن حی ہے۔ انہوں نے کہا: ایک مہینہ کے بدلے میں ایک مہینہ روزے رکھے ایام کی تعداد کا اعتبار کئے بغیر۔ الکیا طبری نے کہا: یہ بعید ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فعدۃ من ایام اخر۔ یہ نہیں فرمایا کہ دوسرے ایام سے ایک مہینہ روزے رکھو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فعدۃ جو اس نے افطار کیا ہے اس کی تعداد پوری کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر کچھ دن رمضان کے افطار کیا ہو تو ان کی تعداد کے مطابق قضا کرنا واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح پورا مہینہ افطار کیا ہو تو اس کا اعتبار ہوگا۔

مسئلہ نمبر 6: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فعدۃ اس کو رفع مبتدا کی خبر کے اعتبار سے ہے اس کی تقدیر الحکم بالواجب عدۃ ہے۔ فعلیہ عدۃ بھی صحیح ہے۔ کسائی نے کہا: فعدۃ بھی جائز ہے یعنی فلیصم عدۃ من ایام۔ بعض علماء نے فرمایا: اس کا معنی ہے اس پر روزوں کی تعداد ہے۔ مضاف کو حذف کیا گیا ہے اور عدۃ کو اس کی جگہ رکھا گیا ہے۔ عدۃ۔ یہ العد سے فعلۃ کے وزن پر ہے یہ بمعنی معدود ہے جیسے طحن بمعنی مطحون ہوتا ہے تو کہتا ہے: اسمع جعجعۃ ولا اری طحنا (یہ اس شخص کی مثال دی جاتی ہے جو کثرت سے کلام کرتا ہے اور عمل نہیں کرتا) اسی سے عورت کی عدت ہے۔

من ایام اخر، اخر سیبویہ کے نزدیک غیر منصرف ہے کیونکہ یہ الف لام سے پھیرا گیا ہے۔ کیونکہ اس باب سے فعل کے وزن پر الف لام کے ساتھ آتا ہے جیسے الکبر، الفضل۔ کسائی نے کہا: یہ آخر سے معدول ہے۔ جیسے تو کہتا ہے حمراء، حمر، اسی وجہ سے یہ غیر منصرف ہے۔ بعض نے فرمایا یہ غیر منصرف ہے کیونکہ یہ جمع کے وزن پر ہے، یہ ایام کی صفت ہے اخری نہیں آیا تا کہ یہ شبہ نہ ہو کہ یہ عدۃ کی صفت ہے۔ بعض نے فرمایا: اخر یہ اخریٰ کی جمع ہے گویا ایام اخری پھر کثرت کی وجہ سے ایام اخر کہا گیا۔ بعض نے فرمایا: اگر یہ ایام کے صفت ہوتا تو مونث ہوتا اسی وجہ سے اخر کے ساتھ نعت لگائی گئی ہے۔

مسئلہ نمبر 7: لوگوں کا قضا روزے متواتر رکھنے کے متعلق اختلاف ہے۔ اس کے بارے میں دو قول ہیں: دونوں دار قطنی نے اپنی سنن میں ذکر کیے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرمایا فعدۃ من ایام اخر متشابھات نازل ہوا ہے پھر متشابھات ساقط ہوگیا اور یہ فرمایا: یہ اسناد صحیح ہے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس پر رمضان کے روزے ہوں وہ متواتر رکھے اور ان میں انقطاع نہ کرے۔ اس کی سند میں عبد الرحمٰن بن ابراہیم ضعیف الحدیث ہے۔ حضرت ابن عباس سے قضا روزوں کے متعلق مروی ہے، صمہ کیف شئت۔ تو جیسے چاہے روزے رکھ۔ حضرت ابن عمر نے فرمایا: صمہ کما افطرتہ۔ جیسے تو نے افطار کئے اس طرح روزے رکھ۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عمرو بن عاص سے مسندا مروی ہے۔ محمد بن منکدر نے کہا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رمضان کے (قضا) روزے علیحدہ علیحدہ قضا کرنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: یہ تجھ پر منحصر ہے تم تاؤ اگر تم میں سے کسی پر قرض ہو ایک درہم، وہ دو درہم ادا کرے تو کیا وہ ادائیگی نہیں ہوگی۔ اللہ تعالیٰ معاف کرنے اور

بخشنے کا زیادہ حقدار ہے۔ اس کی سند حسن ہے مگر مرسل ہے اور متصل ثابت نہیں ہے۔ مؤطا امام مالک میں نافع سے مروی ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے تھے: رمضان کے متصل روزے رکھے جو مرض یا سفر کی وجہ سے متواتر افطار کرے۔ الباجی نے المنتقی میں فرمایا یہ احتمال ہے کہ وجوب کے متعلق خبر ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ استحباب کے متعلق خبر ہو، جمہور کا قول استحباب پر ہے۔ اگر وہ جدا جدا بھی رکھے تب بھی جائز ہے۔

امام مالک اور امام شافعی کا یہی قول ہے۔ اس قول کی صحت پر دلیل یہ ارشاد ہے فعدۃ من ایام اخر۔ یہاں متفرق اور متواتر کی کوئی تخصیص نہیں فرمائی۔ جب متفرق رکھے گا تو دوسرے دونوں کی گنتی پوری کر دی پس اس کا جائز ہونا واجب ہے۔ ابن عربی نے کہا: (رمضان کے) مہینہ میں تواتر واجب ہے کیونکہ وہ معین ہے اور قضا میں تعیین واجب نہیں۔ پس تفریق جائز ہے۔

مسئلہ نمبر 8: جب اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فعدۃ من ایام اخر یہ قضا کے وجوب پر بغیر زمانہ کی تعیین کی دلیل ہے کیونکہ لفظ زمانہ کے متعلق عام ہے بعض، بعض نے ساتھ خاص نہیں ہے۔ صحیحین میں حضرت عائشہ سے مروی ہے، فرمایا: مجھ پر رمضان کے روزے ہوتے تھے میں شعبان سے پہلے قضا نہیں کر سکتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشغولیت کی وجہ سے۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کے خیال سے۔ یہ نص ہے اور آیت کا بیان ہے۔ یہ داؤد کے قول کا رد کرتی ہے۔ اس پر دو شوال سے قضا واجب ہے تو جس نے دو شوال کو روزہ نہ رکھا پھر وہ مر گیا تو ان کے نزدیک وہ گنہگار ہے اور انہوں نے اس پر بنیاد رکھی ہے کہ جس پر غلام کا آزاد کرنا واجب تھا پھر اس نے غلام پایا جو ثمن کے ساتھ بیچا جا سکتا تھا تو اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس سے تجاوز کرے اور کوئی دوسرا خریدے کیونکہ اس پر پہلا غلام آزاد کرنا واجب تھا جو اس نے پایا تھا دوسرا غلام جائز نہیں ہے۔ اگر اس کے پاس غلام ہو تو اس کے لئے دوسرا خریدنا جائز نہیں اگر وہ مر جائے جو اس کے پاس ہے تو عتق باطل نہ ہوگا جس طرح اس کے حق میں عتق باطل ہو جاتا ہے جو معین غلام کو آزاد کرنے کی نذر مانے پھر وہ مر جائے تو اس کی نذر باطل ہو جائے گی اور یہ اس کے قول کو فاسد کرتا ہے۔ بعض اصولی علماء نے کہا: جب شوال کے دوسرے دن کے گزرنے کے بعد وہ مر جائے تو عزم کی شرط پر گنہگار نہ ہوگا۔ صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں وہ نہ تو گنہگار ہوگا اور نہ وہ کوتاہی کرنے والا شمار ہوگا۔ یہ جمہور کا قول ہے لیکن جلدی قضا کرنا مستحب ہے تا کہ کہیں اسے موت نہ آ جائے اور اس پر فرض باقی ہو۔

مسئلہ نمبر 9: جس پر رمضان کے قضا روزے ہوں اور اس پر عید الفطر کے بعد اتنے ایام گزر گئے جن میں اس کا روزے رکھنا ممکن تھا اس نے روزوں کو موخر کیا پھر اس کو کوئی مانع لاحق ہوا جس نے اسے دوسرے رمضان تک قضا کرنے سے روکے رکھا تو اس پر کوئی کھانا کھلانا نہیں ہے کیونکہ وہ تاخیر کے جواز کی وجہ سے کوتاہی کرنے والا نہیں ہے۔ یہ مالکیوں میں سے بغدادی علماء کا قول ہے اور وہ المدونہ میں ابن قاسم کا قول روایت کرتے ہیں۔

مسئلہ نمبر 10: اگر آئندہ شعبان تک بھی قضا روزے نہ رکھے تو کیا اس وجہ سے اس پر کوئی کفارہ واجب ہے یا نہیں؟ امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور اسحاق نے کہا: ہاں، اس پر قضا ہے۔ امام ابو حنیفہ، حسن، نخعی اور داؤد نے کہا: نہیں۔ میں کہتا ہوں: امام بخاری کا خیال بھی یہی ہے کیونکہ انہوں نے لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عباس سے مرسلاً مروی ہے کہ وہ کھانا

کھلائے اور اللہ تعالیٰ نے کھانا کھلانے کا ذکر نہیں کیا بلکہ فرمایا فعدۃ من ایام اخر۔

باب اِذَا طَهُرَتِ الْحَائِضُ اَوْ قَدِمَ الْمُسَافِرُ فِیْ رَمَضَانَ هَلْ یَصُوْمُ بَقِیَّةَ یَوْمِهٖ

یہ باب ہے کہ جب رمضان میں حیض والی عورت پاک ہو جائے یا مسافر (واپس) آ جائے تو کیا وہ اس دن کے بقیہ حصے میں روزہ رکھے گا؟

2319 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ یُوْنُسَ اَبُوْ حَصِیْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَیْنٌ عَنِ الشَّعْبِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ صَیْفِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ اَمِنْكُمْ اَحَدٌ اَكَلَ الْیَوْمَ . فَقَالُوْا مِنَّا مَنْ صَامَ وَمِنَّا مَنْ لَمْ یَصُمْ . قَالَ فَاَتِمُّوْا بَقِیَّةَ یَوْمِكُمْ وَابْعَثُوْا اِلٰی اَهْلِ الْعَرُوْضِ فَلْیُتِمُّوْا بَقِیَّةَ یَوْمِهِمْ .

☆☆ حضرت محمد بن صیفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن دریافت کیا: کیا تم میں سے کسی نے آج کچھ کھایا ہے؟ لوگوں نے عرض کی: ہم میں سے بعض افراد نے روزہ رکھا ہے اور بعض افراد نے روزہ نہیں رکھا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اس دن کے بقیہ حصے میں اس کو مکمل کر دو اور آس پاس کے علاقوں کی طرف بھی یہ پیغام بھجوا دو کہ وہ لوگ اس دن کے بقیہ حصے میں روزے کو مکمل کریں (یعنی افطار کے وقت تک کچھ کھائیں پئیں نہیں)۔

نیت روزہ کے بارے مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص روزے کی نیت فجر سے پہلے نہ کرے تو اس کا روزہ کامل نہیں ہوتا۔ (ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، اور امام ابوداؤد فرماتے ہیں معمر، زبیدی ابن عیینہ اور یونس ایلی ان تمام نے اس روایت کو زہری سے نقل کیا ہے اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پر موقوف کیا ہے یعنی اس حدیث کو حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا قول کہا ہے۔

اس حدیث سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر روزہ کی نیت رات ہی سے نہ کی جائے تو روزہ درست نہیں ہوتا خواہ روزہ فرض ہو یا واجب ہو یا نفل۔ لیکن اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہی مسلک ہے کہ روزہ میں نیت رات ہی سے کرنی شرط ہے خواہ روزہ کسی نوعیت کا ہو، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا بھی یہی قول ہے لیکن نفل کے معاملے میں ان دونوں کے یہاں اتنا فرق ہے کہ اگر روزہ نفل ہو تو امام احمد کے ہاں زوال سے پہلے بھی نیت کی جا سکتی ہے اور امام شافعی کے نزدیک آفتاب غروب ہونے سے پہلے تک بھی نیت کر لینی جائز ہے۔

حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ رمضان نفل اور نذر معین کے روزہ میں آدھے دن شرعی یعنی زوال آفتاب سے پہلے پہلے نیت کر

2319-اخرجه ابن ماجة في الصيام، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 1735) . تحفة الاشراف (11225) .

یعنی جائز ہے لیکن قضاء کفارہ اور نذر مطلق میں حنفیہ کے یہاں بھی رات ہی سے نیت کرنی شرط ہے ان تمام حضرات کی دلیلیں فقہ کی کتابوں میں مذکور ہیں۔

رمضان المبارک کے روزے کی نیت فجر سے قبل رات کو کرنی واجب ہے بغیر نیت کیے دن کو روزہ کفائت نہیں کرے گا، لہٰذا جس شخص کو چاشت کے وقت یہ علم ہوا کہ آج تو رمضان کی یکم تاریخ ہے اور اس نے روزہ رکھنے کی نیت کر لی تو غروب آفتاب تک اسے بغیر کھائے پیے رہنا ہوگا، اور اس پر اس دن کی قضاء ہوگی، اس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے فجر سے قبل روزے کی نیت نہ کی تو اس کا روزہ نہیں ہے۔

اسے امام احمد اور اصحاب سنن اور ابن خزیمہ اور ابن حبان نے مرفوعاً اور صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ تو فرضی روزہ کے متعلق ہے، لیکن نفلی روزہ میں دن کے وقت روزہ کی نیت کرنی جائز ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر اس نے فجر کے بعد کچھ کھایا پیا نہ ہو اور نہ ہی جماع کیا ہو، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن چاشت کے وقت گھر میں آئے اور فرمایا: کیا تمہارے پاس کچھ (کھانے کو) ہے؟ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: نہیں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" پھر میں روزے سے ہوں۔ اسے امام مسلم رحمہ اللہ نے صحیح مسلم میں روایت کیا ہے۔

بَاب اِذَا لَمْ يُجْمِعْ مِنَ اللَّيْلِ هَلْ يَصُوْمُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ مِنَ التَّطَوُّعِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص رات میں (یعنی صبح صادق سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا تو کیا وہ اس دن کا نفلی روزہ رکھ سکتا ہے؟

2320 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سَلَمَةُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ اَذِّنْ - يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ - مَنْ كَانَ اَكَلَ فَلْيُتِمَّ بَقِيَّةَ يَوْمِهٖ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ اَكَلَ فَلْيَصُمْ ۔

★★ حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے یہ فرمایا: عاشورہ کے دن یہ اعلان کر دو جس شخص نے کچھ کھا لیا ہو' تو وہ بقیہ دن روزہ مکمل کرے اور جس شخص نے کچھ نہ کھایا ہو' تو وہ روزہ رکھ لے۔

2320-اخرجه البخاري في الصوم، باب اذا نوى بالنهار صومًا (الحديث 1924)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2007)، و في اخبار الاحاد، باب ما كان يبعث النبي صلى الله عليه وسلم من الامراء و الرسل و احدًا بعد واحد (الحديث 7265) . واخرجه مسلم في الصيام، باب من اكل في عاشوراء فليكف بقية يومه (الحديث 135) . تحفة الاشراف (4538) .

باب النِّيَّةِ فِي الصِّيَامِ وَالْإِخْتِلَافِ عَلٰى طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بْنِ طَلْحَةَ فِيْ خَبَرِ عَائِشَةَ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ روزہ رکھنے کی نیت کرنا' اس بارے میں سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول روایت میں طلحہ بن یحییٰ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2321 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ . فَقُلْتُ لَا . قَالَ فَاِنِّيْ صَائِمٌ . ثُمَّ مَرَّ بِيْ بَعْدَ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَقَدْ اُهْدِيَ اِلَيَّ حَيْسٌ فَخَبَاْتُ لَهٗ مِنْهُ وَكَانَ يُحِبُّ الْحَيْسَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهٗ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَخَبَاْتُ لَكَ مِنْهُ . قَالَ اَدْنِيْهِ اَمَا اِنِّيْ قَدْ اَصْبَحْتُ وَاَنَا صَائِمٌ . فَاَكَلَ مِنْهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا مَثَلُ صَوْمِ الْمُتَطَوِّعِ مَثَلُ الرَّجُلِ يُخْرِجُ مِنْ مَالِهِ الصَّدَقَةَ فَاِنْ شَاءَ اَمْضَاهَا وَاِنْ شَاءَ حَبَسَهَا .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر اسی دن کچھ دیر کے بعد آپ میرے ہاں تشریف لائے' اس وقت حیس تحفے کے طور پر دیا گیا تھا' وہ میں نے آپ کے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا' کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حیس کو پسند کرتے تھے' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے حیس دیا گیا ہے' وہ میں نے آپ کے لیے سنبھال کر رکھ لیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے آگے لاؤ' میں نے صبح تو روزے کی نیت کر لی تھی۔ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھا لیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نفلی روزہ رکھنے والے شخص کی مثال اس شخص کی مانند ہے' جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالتا ہے' اب اگر وہ چاہے' تو اسے دیدے' اگر چاہے' تو اپنے پاس رکھے۔

2322 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَارَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَوْرَةً قَالَ اَعِنْدَكِ شَيْءٌ . قَالَتْ لَيْسَ عِنْدِيْ شَيْءٌ . قَالَ فَاَنَا صَائِمٌ . قَالَتْ ثُمَّ دَارَ عَلَيَّ الثَّانِيَةَ وَقَدْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَجِئْتُ بِهٖ فَاَكَلَ فَعَجِبْتُ مِنْهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَخَلْتَ عَلَيَّ وَاَنْتَ صَائِمٌ ثُمَّ اَكَلْتَ حَيْسًا . قَالَ نَعَمْ يَا عَائِشَةُ اِنَّمَا مَنْزِلَةُ مَنْ صَامَ فِيْ غَيْرِ رَمَضَانَ - اَوْ غَيْرِ قَضَاءِ رَمَضَانَ اَوْ فِي التَّطَوُّعِ - بِمَنْزِلَةِ رَجُلٍ اَخْرَجَ صَدَقَةَ مَالِهٖ فَجَادَ مِنْهَا بِمَا شَاءَ فَاَمْضَاهُ وَبَخِلَ مِنْهَا

2321-اخرجه النسائي (الحديث 2322 و 2323 و 2327 و 2328) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل و الخيار في الصوم (الحديث 1701) . تحفة الاشراف (17578) .

2322-تقدم (الحديث 2321) .

بِمَا بَقِيَ فَأَمْسَكَهُ ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' پھر آپ دوسری مرتبہ میرے ہاں تشریف لائے' تو اس وقت مجھے تحفے کے طور پر حیس دیا گیا تھا' میں وہ لے کر آئی تو آپ نے اسے کھالیا' میں اس بات پر بڑی حیران ہوئی' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! جب آپ پہلے میرے پاس تشریف لائے تھے' اس وقت آپ نے روزے کی نیت کر لی تھی' اب آپ نے حیس بھی کھالیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اے عائشہ! جو شخص رمضان کے مہینے کے علاوہ روزے رکھتا ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) رمضان کی قضاء کے علاوہ روزہ رکھتا (یا شاید یہ الفاظ ہیں) جو شخص نفلی روزہ رکھتا ہے' اس کی مثال اس شخص کی مانند ہے' جو اپنے مال میں سے صدقہ نکالتا ہے' اب وہ اس میں سے جتنا دینا چاہے' اسے دیدے اور جو باقی ماندہ اپنے پاس رکھنا چاہے' اسے اپنے پاس رکھ لے۔

2323 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْهَيْثَمِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجِيءُ وَيَقُوْلُ هَلْ عِنْدَكُمْ غَدَاءٌ ۔ فَنَقُوْلُ لَا ۔ فَيَقُوْلُ اِنِّي صَائِمٌ ۔ فَاَتَانَا يَوْمًا وَّقَدْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَيْءٌ ۔ قُلْنَا نَعَمْ اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ ۔ قَالَ اَمَا اِنِّي قَدْ اَصْبَحْتُ اُرِيْدُ الصَّوْمَ ۔ فَاَكَلَ خَالَفَهُ قَاسِمُ بْنُ يَزِيْدَ ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے' ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر آپ اسی دن تشریف لائے' اس وقت ہمیں تحفے کے طور پر حیس دیا گیا تھا' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! ہمیں تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' آپ نے ارشاد فرمایا: صبح تو میں نے روزہ رکھنے کا ارادہ کیا تھا۔ (سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھالیا۔

قاسم بن یزید نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

2324 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقُلْنَا اُهْدِيَ لَنَا حَيْسٌ قَدْ جَعَلْنَا لَكَ مِنْهُ نَصِيْبًا ۔ فَقَالَ اِنِّي صَائِمٌ ۔ فَاَفْطَرَ ۔

2323-تقدم (الحديث 2321) .

2324-اخرجه مسلم في الصيام، باب جواز صوم النافلة بنية من النهار قبل الزوال و جواز فطر الصائم انفلا من غير عذر (الحديث 169 و 170) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في الرخصة في ذلك (الحديث 2455) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب صيام المتطوع بغير تبييت (الحديث 733 و 734) . واخرجه النسائي (الحديث 2325 و 2326) . تحفة الاشراف (17872) .

☆☆ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے ہاں تشریف لائے' ہم نے عرض کی: ہمیں تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' ہم نے اس میں سے آپ کا حصہ رکھ لیا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا ہے' لیکن پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ ختم کر دیا۔

2325 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَتْنِىْ عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْتِيْهَا وَهُوَ صَائِمٌ فَقَالَ اَصْبَحَ عِنْدَكُمْ شَىْءٌ تُطْعِمِيْنِيْهِ . فَنَقُوْلُ لاَ . فَيَقُوْلُ اِنِّىْ صَائِمٌ . ثُمَّ جَاءَهَا بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اُهْدِيَتْ لَنَا هَدِيَّةٌ . فَقَالَ مَا هِىَ . قَالَتْ حَيْسٌ . قَالَ قَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا . فَاَكَلَ .

☆☆ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے' آپ نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر اس کے بعد آپ (اسی دن دوبارہ) تشریف لائے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: ہمیں تحفے کے طور پر (کھانے کی کوئی چیز) دی گئی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ کیا ہے؟ سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا: وہ حیس ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تو روزہ رکھا ہوا تھا' لیکن پھر آپ نے اسے کھالیا۔

2326 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا طَلْحَةُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ عَمَّتِهِ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ دَخَلَ عَلَىَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ شَىْءٌ . قُلْنَا لاَ . قَالَ فَاِنِّىْ صَائِمٌ .

☆☆ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاں تشریف لائے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس (کھانے کے لیے) کوئی چیز ہے؟ ہم نے عرض کی: جی نہیں! تو آپ نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

2327 - اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ وَمُجَاهِدٍ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَاهَا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ . فَقُلْتُ لاَ . قَالَ اِنِّىْ صَائِمٌ . ثُمَّ جَاءَ يَوْمًا اٰخَرَ فَقَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّا قَدْ اُهْدِىَ لَنَا حَيْسٌ فَدَعَا بِهِ فَقَالَ اَمَا اِنِّىْ قَدْ اَصْبَحْتُ صَائِمًا . فَاَكَلَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ہاں تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' پھر آپ اسی دن

2325-تقدم (الحديث 2324) .

2326-تقدم (الحديث 2324) .

2327-تقدم (الحديث 2321) .

دوبارہ تشریف لائے' تو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے منگوالیا اور ارشاد فرمایا: میں نے تو روزہ رکھ لیا تھا' پھر آپ نے اسے کھالیا۔

2328 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيٰى عَنْ مُجَاهِدٍ وَّاُمِّ كُلْثُومٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ طَعَامٌ . نَحْوَهُ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَقَدْ رَوَاهُ سِمَاكُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ مجاہد اور اُم کلثوم سے منقول ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے گئے' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے' اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس روایت کو سماک بن حرب نے ایک فرد کے حوالے سے عائشہ بنت طلحہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

2329 - اَخْبَرَنِیْ صَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْرَائِيلُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ رَجُلٌ عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ طَعَامٍ . قُلْتُ لَا . قَالَ اِذًا اَصُوْمُ . قَالَتْ وَدَخَلَ عَلَیَّ مَرَّةً اُخْرٰى فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اُهْدِیَ لَنَا حَيْسٌ . فَقَالَ اِذًا اُفْطِرَ الْيَوْمَ وَقَدْ فَرَضْتُ الصَّوْمَ .

☆☆ سماک بن حرب ایک فرد کے حوالے سے عائشہ بنت طلحہ کے حوالے سے اُم المؤمنین سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور دریافت کیا: کیا تمہارے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے؟ میں نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر میں روزہ رکھ لیتا ہوں' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: آپ دوبارہ میرے ہاں تشریف لائے' تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے تحفے کے طور پر حیس دیا گیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پھر آج میں روزہ ختم کردیتا ہوں' حالانکہ میں نے روزہ لازم کرلیا تھا (یعنی اس کی نیت کرلی تھی)۔

باب ذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لِخَبَرِ حَفْصَةَ فِیْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے منقول حدیث میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2330 - اَخْبَرَنِی الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ شُرَحْبِيْلَ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بَكْرٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ

2328-تقدم (الحديث 2321) .

2329-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17884) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جوشخص صبح صادق ہونے سے پہلے رات کے وقت ہی روزہ رکھنے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2331 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي بَكْرٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جوشخص رات کے وقت صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2332 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ اَشْهَبَ قَالَ اَخْبَرَنِي يَحْيَى بْنُ اَيُّوبَ وَذَكَرَ اٰخَرَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ حَدَّثَهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ طُلُوعِ الْفَجْرِ فَلاَ يَصُومُ .

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جوشخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2333 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَمْ يُبَيِّتِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلاَ صِيَامَ لَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جوشخص رات کے وقت ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2334 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَفْصَةَ اَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ مَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَلاَ يَصُومُ .

2330-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب النية في الصيام (الحديث 2454) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء لا صيام لمن لم يعزم من الليل (الحديث 730) . واخرجه النسائي (الحديث 2331 و 2332 و 2333) مرفوعاً، (الحديث 2334 و 2335 و 2336 و 2337 و 2338 و 2339 و 2340)موقوفًا على حفصة، (الحديث 2341 و 2342) موقوفًا على ابن عمر . و اخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في فرض الصوم من الليل و الخيار في الصوم (الحديث 1700) . تحفة الاشراف (15802) .

2331-تقدم (الحديث 2330) .

2332-تقدم (الحديث 2330) .

2333-تقدم (الحديث 2330) .

2334-تقدم (الحديث 2330) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں' وہ فرماتی ہیں:
جو شخص رات کے وقت (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے) روزے کی نیت نہیں کرتا' وہ روزہ نہیں رکھتا۔

2335 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِي حَمْزَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2336 - اَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عِيسَى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعْ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2337 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ وَمَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2338 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2339 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ لَا صِيَامَ لِمَنْ لَمْ يُجْمِعِ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ . اَرْسَلَهُ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ .

2335-تقدم (الحديث 2330) .

2336-تقدم (الحديث 2330) .

2337-تقدم (الحديث 2330) .

2338-تقدم (الحديث 2330) .

2339-تقدم (الحديث 2330) .

☆☆ حمزہ بن عبداللہ' سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کرتے ہیں: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

امام مالک نے اس روایت کو مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2340 – قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ مِثْلَهُ لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ امام مالک نے ابن شہاب زہری کے حوالے سے سیدہ عائشہ اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہما سے اسی کی مانند نقل کیا ہے' یعنی جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' اس کا روزہ نہیں ہوتا۔

2341 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ عُبَيْدَ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِذَا لَمْ يُجْمِعِ الرَّجُلُ الصَّوْمَ مِنَ اللَّيْلِ فَلَا يَصُمْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو شخص رات کے وقت ہی (یعنی صبح صادق ہونے سے پہلے ہی) روزے کی نیت نہیں کرتا' وہ روزہ نہ رکھے۔

2342 – قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَا يَصُوْمُ اِلَّا مَنْ اَجْمَعَ الصِّيَامَ قَبْلَ الْفَجْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے: جو شخص صبح صادق ہونے سے پہلے روزے کی نیت نہیں کرتا' وہ روزہ نہ رکھے۔

روزے کی نیت سے متعلق فقہی اختلاف کا بیان

امام ابوالحسن علی بن ابوبکر فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اختلافی مسئلے میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کا روزہ ہی نہیں جس نے روزے کو نیت رات نہ کی ہو۔ لہٰذا جب نیت کے مفقود ہونے کی وجہ سے پہلا جز نہ پایا گیا تو دوسرا بھی مفقود ہو گیا۔ کیونکہ روزے کے اجزاء اور حصے نہیں ہوتے۔ بہ خلاف نفلی روزے کے کیونکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کے حصے ہو سکتے ہیں۔ اور ہماری دلیل یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک اعرابی چاند کی گواہی کے بعد آیا تو آپ نے فرمایا: سنو جس نے کچھ کھایا ہے تو وہ بقیہ دن میں کچھ نہ کھائے اور جس نے کچھ نہیں کھایا تو وہ روزے رکھے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ حدیث فضیلت وکمال کی نفی پر محمول کی گئی ہے۔ یا اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے یہ نیت نہ کی ہو کہ یہ روزہ رات سے ہے کیونکہ یہ دن کا روزہ ہے۔ لہٰذا دن کے اول میں جو رکنا ہے وہ مؤخر کی نیت کے ساتھ موقوف رہے گا۔ جو دن کے اکثر حصہ سے ملی ہوئی ہے جس طرح نفل ہے کیونکہ روزے ایسا واحد رکن ہے جو امتداد (وقت میں

2340-تقدم (الحديث 2330) .

2341-تقدم (الحديث 2330) .

2342-تقدم (الحديث 2330) .

اپنی ذات کو کھینچنے والا) ہے۔ جبکہ نیت اللہ تعالیٰ کے لئے متعین کرنے کے لئے ہے۔ لہٰذا اکثر حصے کے ساتھ جانب وجودی کو ترجیح ہوگی بہ خلاف نماز اور حج کے کیونکہ ان دونوں کے کئی ارکان ہیں۔ پس نیت کا اسی عقد کے ساتھ اتصال شرط ہے۔ جو ان دونوں کی ادائیگی کے لئے کیا گیا ہے۔ بہ خلاف رمضان کے روزے کی قضاء کے کیونکہ وہ اسی دن کے ساتھ موقوف ہے۔ اور وہ نفل ہے بہ خلاف زوال کے بعد والے روزے کے کیونکہ نیت کا ملا ہوا ہونا دن کے اکثر حصے میں نہیں پایا گیا۔ لہٰذا فوت ہونے والی جہت کو ترجیح ہوگی۔

اس کے بعد صاحب قدوری کا قول "مَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الزَّوَالِ" جبکہ جامع جامع صغیر میں "قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ" کہا گیا ہے اور سب سے زیادہ صحیح روایت یہ ہے کہ دن کے اکثر حصے میں نیت کا پایا جانا لازم ہے۔ جبکہ شرعی طور پر نصف دن طلوع فجر سے بڑھی ہوئی (چاشت کی) روشنی تک ہے نہ کہ وقت زوال تک ہے۔ لہٰذا اس سے پہلے ہی نیت کا کرنا شرط ہے۔ تا کہ نیت دن کے اکثر حصے میں ثابت ہو جائے۔ اور مسافر و مقیم دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے کیونکہ ہماری بیان کردہ دلیل میں کہیں تفصیل نہیں ہے۔ (ہدایہ، کتاب صوم، لاہور)

روزے کی نیت کے تعین میں فقہ شافعی و حنفی کے اختلاف کا بیان

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ مطلق نیت کے ساتھ جائز ہے اور واجب روزے کے لئے نیت ضروری ہے وہ نیت کے بغیر جائز نہیں ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ وہ فرض ہے اور اس کی ادائیگی تعیین نیت کے بغیر نہ ہوگی۔ لہٰذا کفارے، نذر وغیرہ کے روزوں کے لئے نیت کا تعین ضروری ہے کیونکہ وہ بغیر نیت کے جائز نہیں ہیں۔ اور ان کی دلیل یہ بھی ہے کہ روزے کی اصل میں نیت صفت زائدہ ہے لہٰذا نیت اس کے ثواب کے ساتھ متعلق ہوگی۔ لہٰذا نیت ضروری ہوئی کیونکہ وہ فرض کی نیت ہے۔

فقہاء احناف کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "فَمَنْ شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ" تم میں سے جو رمضان کا مہینہ پائے تو اس کا روزہ رکھے۔ اس آیت میں شہود رمضان کا وجود انسان کو نیت سے بری کر دیتا ہے کیونکہ امساک اللہ کے لئے ہوتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کو امساک کو روزے کی طرف پھیرتے ہوئے یہ کہا جائے گا کہ یہ وہی روزہ ہے۔ (یعنی جس کا اس مہینے میں حکم دیا گیا ہے)

اسی طرح دوسری دلیل نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ ہر بندے کے لئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی (بخاری) لہٰذا یہاں اس شخص کا امساک اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا۔ اور اس سے مراد رمضان کا روزہ ہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی اور روزہ مراد لیا جائے تو یہ خلاف نص ہوگا (کیونکہ نص اسی مہینے کے وقت میں رمضان المبارک کے روزے کے بارے میں بیان ہو چکی ہے)۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دوسری دلیل کا جواب یہ ہے کہ جب اس مہینے میں ایک وقت معین کے اندر ایک معین روزے کا حکم شریعت نے بیان کر دیا ہے تو اس کی اقسام نہیں ہوں گی بلکہ اس سے مراد صرف رمضان کا روزہ ہی معین ہوگا۔ جبکہ کفارات اور نذر وغیرہ جیسے واجب روزہ کے لئے کسی وقت کا تعین نہیں ہوتا لہٰذا ان کے لئے نیت کا تعین ضروری ہوا کیونکہ وہ

وقت سے خالی ہوتے ہیں۔ لہٰذا جب روزے رمضان کے مہینے کے سوا میں ہوں تو محتاج نیت ہوتے ہیں کیونکہ ان کی تعیین ضروری ہوتی ہے۔ (بدائع الصنائع، ج۲، ص۸۳، بیروت)

بَاب صَوْمِ نَبِيِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یہ باب ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا مخصوص طریقہ

2343 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّاَحَبُّ الصَّلَاةِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَلَاةُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَنَامُ نِصْفَ اللَّيْلِ وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ وَيَنَامُ سُدُسَهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ رکھنے کا سب سے پسندیدہ طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے' اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد کی نماز ہے' وہ نصف رات تک سوئے رہتے تھے' پھر ایک تہائی رات میں نوافل ادا کرتے تھے' پھر رات کے چھٹے حصے میں سو جاتے تھے۔

اعمال میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ عبداللہ کیا مجھے یہ اطلاع نہیں ملی (یعنی مجھے یہ معلوم ہوا ہے) کہ تم (روزانہ) دن میں تو روزے رکھتے ہو اور (ہر رات میں) پوری شب اللہ کی عبادت اور ذکر و تلاوت میں مشغول رہتے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ایسا ہی ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو (بلکہ) روزہ بھی رکھو اور بغیر روزہ بھی رہو، رات میں عبادت الٰہی بھی کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے (لہٰذا اپنے بدن کو زیادہ مشقت اور ریاضت میں مبتلا نہ کرو تاکہ بیماری یا ہلاکت میں نہ پڑ جاؤ) تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے (اس لئے رات میں سویا بھی کرو تاکہ آنکھیں آرام و سکون پائیں) تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے (اس لئے اس کے شب باشی اور صحبت و مباشرت کرو) اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے، (لہٰذا ان کے ساتھ کلام و گفتگو کرو، ان کی خاطر و مہمانداری کرو اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک رہو) جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے (گویا) روزہ نہیں رکھا (البتہ) ہر مہینہ میں تین دن کے روزے ہمیشہ کے روزہ کے برابر ہیں لہٰذا ہر مہینہ میں تین دن (یعنی ایام بیض کے یا مطلقاً کسی بھی تین دن کے) روزے رکھ لیا کرو اور اسی طرح ہر مہینہ میں قرآن پڑھا کرو (یعنی ایک مہینہ میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو)

2343-تقدم (الحديث 1629) .

میں نے عرض کیا کہ میں تو اس سے بھی زیادہ کی ہمت رکھتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (تو پھر) بہترین روزہ جو روزہ داؤد ہے رکھ لیا کرو (جس کا طریقہ یہ ہے کہ) ایک دن تو روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو اور سات راتوں میں ایک قرآن ختم کرو اور اس میں اضافہ نہ کرو (یعنی نفل روزے رکھنے اور قرآن شریف ختم کرنے کی مذکورہ بالا تعداد و مقدار میں زیادتی نہ کرو)۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 565)

شریعت نے اعمال میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کرنے پر بڑا زور دیا ہے چنانچہ نفل عبادات اور اعمال میں نہ اتنی کمی و کوتاہی کرنی چاہئے جس سے روحانی بالیدگی اور ترقی میں اضمحلال اور درجات عالیہ کے حصول میں رکاوٹ پیدا ہو جائے اور نہ اتنی زیادتی کرنی چاہئے جس سے جسمانی قوت و طاقت بالکل ہی پژمردہ ہو جائے اور دنیاوی مباح امور میں تعطل رونما ہو جائے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کو منع فرمایا کہ نہ تو اتنے زیادہ روزے رکھو اور نہ اتنی زیادہ شب بیداری کرو تاکہ اس کی وجہ سے دوسری ضروری اور فرض عبادتوں میں خلل واقع نہ ہو اور نہ دوسرے انسانی و معاشرتی حقوق پس پشت پڑ جائیں ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے ہمیشہ کے روزے کا ثواب اس لئے لکھا جاتا ہے کہ ہر نیکی کی دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں جیسا کہ کئی موقعوں پر بتایا جا چکا ہے لہٰذا اس حساب سے تین روزے باعتبار ثواب اور اجزاء کے تیس روزے کے برابر ہوئے اور مہینہ میں تین روزے رکھنے والا گویا پورے مہینہ روزہ سے رہا۔

باب صَوْمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّیْ - وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لِلْخَبَرِ فِیْ ذٰلِكَ

نبی اکرم ﷺ 'میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! کا روزہ رکھنے کا طریقہ' اس بارے میں منقول حدیث کو نقل کرنے والوں میں اختلاف کا تذکرہ

2344 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُفْطِرُ اَيَّامَ الْبِيْضِ فِیْ حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سفر اور حضر کے دوران کبھی بھی ایامِ بیض کے روزے ترک نہیں کرتے تھے۔

شرح

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوذر اگر تم مہینہ میں تین دن روزہ رکھنا چاہو تو تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں کو روزہ رکھو۔ (ترمذی، نسائی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 568)

ہر مہینہ میں تین دن نفل روزے رکھنے کے سلسلے میں کئی طریقے منقول ہیں لیکن بہتر اور افضل یہی ہے کہ مذکورہ بالا تین

2344-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5470) .

تاریخوں میں کہ انہیں ایام بیض کہا جاتا ہے روزے رکھے جائیں۔

نفلی روزوں کے مسلسل نہ رکھنے کا بیان

2345 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِیْ بِشْرٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ حَتّٰی نَقُوْلَ لَا یُفْطِرُ وَیُفْطِرُ حَتّٰی نَقُوْلَ مَا یُرِیْدُ اَنْ یَصُوْمَ وَمَا صَامَ شَهْرًا مُتَتَابِعًا غَیْرَ رَمَضَانَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِیْنَةَ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ ترک نہیں کریں گے اور پھر آپ نفلی روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے' مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں لگاتار (پورا مہینہ) روزے نہیں رکھے ہیں۔

2346 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ الْمَرْوَزِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ مَرْوَانَ اَبِیْ لُبَابَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ حَتّٰی نَقُوْلَ مَا یُرِیْدُ اَنْ یُفْطِرَ وَیُفْطِرُ حَتّٰی نَقُوْلَ مَا یُرِیْدُ اَنْ یَصُوْمَ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزہ رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ ترک نہیں کریں گے' پھر آپ نفلی روزہ رکھنا ترک کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے۔

2347 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ زُرَارَةَ بْنِ اَوْفٰی عَنْ سَعْدِ بْنِ هِشَامٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَا اَعْلَمُ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ کُلَّهٗ فِیْ لَیْلَةٍ وَّلَا قَامَ لَیْلَةً حَتَّی الصَّبَاحِ وَلَا صَامَ شَهْرًا قَطُّ کَامِلًا غَیْرَ رَمَضَانَ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات میں کبھی بھی پورا قرآن تلاوت نہیں کیا ہے اور نہ ہی کبھی آپ صبح ہونے تک مسلسل نوافل ادا کرتے رہے ہیں' نہ ہی آپ نے رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2345-اخرجه البخاري في الصيام، باب ما يذكر من صوم النبي صلى الله عليه وسلم و افطاره (الحديث 1971) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 178) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 283) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1711) . تحفة الاشراف (5447) .

2346-اخرجه النسائي في عمل اليوم الليلة، الفضل في قراءة (تبارك الذي بيده الملك) (الحديث 712) . تحفة الاشراف (17602) .

2347-تقدم (الحديث 1640) .

2348 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ عَنْ صِيَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ صَامَ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ قَدْ اَفْطَرَ وَمَا صَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا كَامِلاً مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِيْنَةَ اِلَّا رَمَضَانَ .

☆☆ عبداللہ بن شقیق بیان کرتے ہیں' میں نے سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نفلی روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل روزے رکھتے رہیں گے' پھر آپ روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ مسلسل روزے نہیں رکھیں گے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد رمضان کے علاوہ اور کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے رکھے ہیں۔

2349 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِيْ قَيْسٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَائِشَةَ تَقُوْلُ كَانَ اَحَبَّ الشُّهُوْرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَصُوْمَهُ شَعْبَانُ بَلْ كَانَ يَصِلُهُ بِرَمَضَانَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' روزہ رکھنے کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سب سے پسندیدہ مہینہ شعبان کا تھا بلکہ آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے (یعنی آپ شعبان میں بکثرت روزے رکھتے تھے)۔

2350 - اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكٌ وَّعَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ وَذَكَرَ اٰخَرَ قَبْلَهُمَا اَنَّ اَبَا النَّضْرِ حَدَّثَهُمْ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ مَا يَصُوْمُ وَمَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ فِيْ شَعْبَانَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (نفلی) روزے رکھا کرتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے' پھر آپ (نفلی) روزے رکھنا چھوڑ دیتے تھے' یہاں تک کہ ہم یہ سمجھتے تھے کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

2348-اخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 174) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 768) . تحفة الاشراف (16202) .

2349-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم شعبان (الحديث 2431) . تحفة الاشراف (16280) .

2350-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم شعبان (الحديث 1969) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صيام النبي صلى الله عليه وسلم في غير رمضان و استحباب ان لا يخلي شهرًا عن صوم (الحديث 175) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب كيف كان يصوم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 2434) . واخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في صوم رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 290) . تحفة الاشراف (17710) .

2351 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَصُوْمُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ اِلَّا شَعْبَانَ وَرَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی مسلسل دو ماہ تک روزے نہیں رکھتے تھے' صرف شعبان اور رمضان میں ایسا کیا کرتے تھے۔

2352 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ تَوْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ مِنَ السَّنَةِ شَهْرًا تَامًّا اِلَّا شَعْبَانَ وَيَصِلُ بِهِ رَمَضَانَ .

☆☆ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات ارشاد فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سال کے کسی بھی مہینے میں پورا مہینہ روزے نہیں رکھتے تھے' صرف شعبان میں ایسا کیا کرتے تھے' آپ اسے رمضان کے ساتھ ملا دیتے تھے۔

2353 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَمِّيْ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِشَهْرٍ اَكْثَرَ صِيَامًا مِنْهُ لِشَعْبَانَ كَانَ يَصُوْمُهُ اَوْ عَامَّتَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی بھی مہینے میں شعبان سے زیادہ روزے نہیں رکھا کرتے تھے' آپ یہ پورا مہینہ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں) اس کے اکثر حصے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2354 – اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے اکثر حصے میں روزہ رکھا کرتے تھے۔

2355 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بَقِيَّةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے پورے مہینے میں روزے رکھا کرتے تھے۔

2351-تقدم (الحديث 2174) .

2352-تقدم (الحديث 2175) .

2353-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17750) .

2354-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17778) .

2355-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16051) .

پیر اور جمعرات کے روزے کی اہمیت کا بیان

2356 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَمْ اَرَكَ تَصُوْمُ شَهْرًا مِنَ الشُّهُوْرِ مَا تَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ . قَالَ ذٰلِكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبٍ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ تُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ اَنْ يُرْفَعَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ بات دیکھی ہے' آپ اور کسی بھی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے ہیں جتنے روزے آپ شعبان میں رکھتے ہیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ایک ایسا مہینہ ہے' جس کے رجب اور رمضان کے درمیان ہونے کی وجہ سے لوگ اس سے غافل ہوتے ہیں حالانکہ یہ وہ مہینہ ہے' جس میں اعمال تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں' تو مجھے یہ بات پسند ہے' جب میرا عمل پیش کیا جائے' تو میں روزے دار ہوں۔

2357 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ اَبُو الْغُصْنِ - شَيْخٌ مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ - قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَصُوْمُ حَتّٰى لَا تَكَادُ تُفْطِرُ وَتُفْطِرُ حَتّٰى لَا تَكَادُ اَنْ تَصُوْمَ اِلَّا يَوْمَيْنِ اِنْ دَخَلَا فِيْ صِيَامِكَ وَاِلَّا صُمْتَهُمَا . قَالَ اَيُّ يَوْمَيْنِ . قُلْتُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيْسِ . قَالَ ذَانِكَ يَوْمَانِ تُعْرَضُ فِيْهِمَا الْاَعْمَالُ عَلٰى رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ اَنْ يُعْرَضَ عَمَلِيْ وَاَنَا صَائِمٌ .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ بعض اوقات نفلی روزے رکھنا شروع کرتے ہیں' تو یوں محسوس ہوتا ہے اب کوئی روزہ ترک نہیں کریں گے اور بعض اوقات نفلی روزے رکھنا چھوڑ دیتے ہیں' تو یوں محسوس ہوتا ہے' شاید اب آپ روزہ نہیں رکھیں گے' البتہ دو دنوں کی صورتِ حال مختلف ہے' اگر یہ آپ کے روزوں کے دوران آ جائیں' تو ٹھیک ہے ورنہ آپ ان دو دنوں میں روزہ ضرور رکھتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ کون سے دو دن ہیں؟ میں نے عرض کی: پیر کا دن اور جمعرات کا دن۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ وہ دن ہیں' جن میں اعمال تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں پیش کیے جاتے ہیں' تو مجھے یہ بات پسند ہے' جب میرا عمل پیش کیا جائے' تو اس وقت میں روزے دار ہوں۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ رب

2356-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (120) .

2357-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (119) .

العزت کی بارگاہ میں عمل پیش کئے جاتے ہیں اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے عمل پیش کئے جائیں تو میں روزہ سے ہوں۔ (ترمذی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 567)

بندوں کے جو بھی اعمال ہوتے ہیں ملائکہ ہر صبح وشام اوپر لے جاتے ہیں اور پھر وہ بارگاہ رب العزت میں ان دونوں میں پیش ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس وضاحت کے پیش نظر اس حدیث اور اس حدیث میں کوئی تعارض باقی نہیں رہا جس سے ثابت ہوا تھا کہ بندوں کے صبح کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے اور رات کے اعمال صبح کے اعمال سے پہلے (ہر روز) اوپر لے جائے جاتے ہیں یا پھر یہ کہا جائے گا کہ روزانہ ہر عمل تفصیلی طور پر پیش کیا جاتا ہے اور پھر ان دو دونوں میں تمام اعمال اجمالی طور پر پیش ہوتے ہیں۔

2358 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ الْغِفَارِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىُّ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْرُدُ الصَّوْمَ فَيُقَالُ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ فَيُقَالُ لَا يَصُوْمُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: بعض اوقات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل نفلی روزے رکھا کرتے تھے' تو یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ ترک نہیں کریں گے اور بعض اوقات آپ نفلی روزے رکھنا ترک کر دیتے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اب آپ کوئی نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔

2359 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ عَنْ بَقِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا بَحِيرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَحَرّٰى صِيَامَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2360 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ثَوْرٌ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ رَبِيْعَةَ الْجُرَشِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2361 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ الْاُمَوِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

2358-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (124) . .

2359-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16052) .

2360-تقدم (الحديث 2186) .

2361-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16065) .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2362 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَحَرّٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اہتمام کے ساتھ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2363 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ الشَّهِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ يَمَانٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ بْنِ رَافِعٍ عَنْ سَوَاءٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2364 - اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نَصْرٍ التَّمَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ سَوَاءٍ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ مِنْ هٰذِهِ الْجُمُعَةِ وَالْاِثْنَيْنِ مِنَ الْمُقْبِلَةِ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' پیر کے دن' اسی ہفتے کی جمعرات کے دن اور اگلے ہفتے کے پیر کے دن۔

2365 - اَخْبَرَنِیْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَاصِمِ بْنِ اَبِی النَّجُوْدِ عَنْ سَوَاءٍ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَيَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَمِنَ الْجُمُعَةِ الثَّانِيَةِ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ .

☆☆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں جمعرات اور پیر کے دن اور پھر اس کے بعد آنے والے ہفتے میں پیر کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2366 - اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَهُ جَعَلَ كَفَّهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهِ الْاَيْمَنِ

2362-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16063) .

2363-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16140) .

2364-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (18161) .

2365-اخرجه ابوداؤد في الصوم، باب من قال الاثنين و الخميس (الحديث 2451) . تحفة الاشراف (15796) .

2366-انفرد به النسائي . واخرجه النسائي في عمل اليوم و الليلة، كم يقول ذلك (الحديث 764) . تحفة الاشراف (15811) .

وَكَانَ يَصُوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

★★ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ جب اپنے بستر پر لیٹ جاتے تھے تو اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں رخسار مبارک کے نیچے رکھتے تھے آپ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

2367 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَبِيْ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ زِرٍّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ غُرَّةِ كُلِّ شَهْرٍ وَقَلَّمَا يُفْطِرُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ ہر مہینے کے روشن دنوں (یعنی تیرہ چودہ اور پندرہ تاریخ کو) روزہ رکھا کرتے تھے اور بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ آپ جمعہ کے دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

جمعہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمام دنوں میں صرف جمعہ کی رات کو عبادت الٰہی کے لئے مخصوص نہ کرو اسی طرح تمام دنوں میں صرف جمعہ کے دن کو روزہ رکھنے کے لئے مخصوص نہ کرو ہاں اگر تم میں سے کسی کے روزہ کے درمیان کہ جو وہ پہلے سے رکھتا چلا آ رہا ہے جمعہ پڑ جائے تو پھر صرف جمعہ کے دن روزہ رکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 563)

یہود نے ہفتہ کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص کر لیا اور وہ صرف اسی دن کی تعظیم کرتے ہیں اور اسی طرح عیسائیوں نے اتوار کے دن کو عبادت کے لئے مخصوص کر لیا اور صرف اسی دن کی بے انتہا تعظیم کرتے ہیں اور اسی دن مشغول رہتے ہیں چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو اس غلط طریقہ سے روک دیا کہ تم بھی ان دونوں فرقوں کی طرح صرف جمعہ کی شب اور جمعہ کے دن کی جو اہمیت وفضیلت بیان کی ہے وہ تو برحق ہے اور اس دن کی اتنی ہی اہمیت وعظمت پیش نظر رہنی چاہئے اس میں کسی فرقہ کی مشابہت ہی کیوں نہ ہو مگر اپنی طرف سے اس کی تعظیم وتخصیص میں اضافہ نہ کرو یا پھر اس کی مخالفت کا مقصد یہ ہے کہ بندہ کو چاہئے کہ وہ تمام اوقات میں عبادات وطاعات میں مشغول رہے اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار رہے کسی خاص وقت کو عبادت کے لئے مخصوص کر لینا اور بقیہ اوقات میں معطل پڑے رہنا قطعا کارآمد نہیں ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ الا ان یکون فی صوم الخ کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کسی شخص کا معمول تھا کہ وہ ہر دسویں گیارہویں روزہ رکھتا تھا اور اتفاق سے اسی دن جمعہ آ پڑا یا کسی شخص نے نذر مانی کہ میں فلاں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور وہ تاریخ جمعہ کو پڑ گئی تو ان اعذار کی وجہ سے صرف جمعہ کے روز روزہ رکھنا ممنوع نہیں ہوگا۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ نماز تہجد کے لئے جمعہ کی شب کو مخصوص کر دینے کی اس حدیث میں صراحت کے ساتھ ممانعت ہے

2367-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الثلاث من كل شهر (الحديث 2450) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم يوم الجمعة (الحديث 742) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب في صيام يوم الجمعة (الحديث 1725) مختصراً . تحفة الاشراف (9206) .

چنانچہ اس مسئلہ پر تمام علماء کا اتفاق ہے، نیز علماء نے صلوۃ الرغائب کو بدعت اور مکروہ قرار دینے کے سلسلے میں اس حدیث کو بطور دلیل اختیار کیا ہے صلوۃ الرغائب وہ نماز کہلاتی تھی جو بطور خاص ماہ رجب کے پہلے جمعہ کی شب میں پڑھی جاتی تھی چنانچہ علماء نے اس نماز کی بدعت و برائی اور اس نماز کو اختراع کرنے والے کی گمراہی و ضلالت کی وضاحت کے لئے مستقل طور پر بہت سی کتابیں بھی لکھی ہیں۔

مولانا اسحق فرمایا کرتے تھے کہ اس حدیث کے سلسلے میں شارحین نے جو مذکورہ بالا توجیہات بیان کی ہیں تو یہ ان حضرات کے مسلک کے مطابق ہیں جن کے نزدیک صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے مگر حنفی مسلک کے مطابق اس حدیث کی ان توجیہا کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ حنفیہ کے ہاں صرف جمعہ کے روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہے چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ صرف جمعہ کے روز رکھنا جائز ہے بلکہ درمختار میں تو اسے مستحب بیان کیا گیا ہے اس سلسلہ میں حنفیہ کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔لہٰذا ہوسکتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کی حدیث ان تمام احادیث کے لئے ناسخ ہو جن سے صرف جمعہ کے روز روزہ رکھنا ممنوع معلوم ہوتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے روز روزہ نہ رکھے ہاں اس طرح رکھ سکتا ہے کہ اس سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد بھی روزہ رکھے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 562)

مطلب یہ ہے کہ صرف جمعہ کے دن روزہ نہ رکھے بلکہ جمعہ کے روزہ کے ساتھ پنجشنبہ یا ہفتہ کے دن بھی روزہ رکھ لے اور اگر دونوں دنوں یعنی پنجشنبہ و ہفتہ کے دن اور اس کے ساتھ جمعہ کے دن گویا تینوں دن روزہ رکھے تو بہتر ہے حدیث میں صرف جمعہ کے روز روزہ رکھنے کی ممانعت ذکر فرمائی گئی ہے وہ نہی تنزیہی کے طور پر ہے علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک صرف جمعہ کے روزہ رکھنے میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

2368 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ لَا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ ہدایت کی تھی کہ میں چاشت کی دو رکعات ادا کیا کروں اور سونے سے پہلے وتر ادا کرلیا کروں اور ہر مہینے میں تین روزے رکھا کروں۔

2369 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّسُئِلَ عَنْ صِيَامِ عَاشُوْرَاءَ قَالَ مَا عَلِمْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَامَ يَوْمًا يَتَحَرّٰى فَضْلَهُ عَلَى الْاَيَّامِ اِلَّا هٰذَا الْيَوْمَ يَعْنِىْ شَهْرَ رَمَضَانَ

2368-انفرد به النسائي، وسياتي (الحديث 2404 و 2405 و 2406) . تحفة الاشراف (12190) .

2369-اخرجه البخاري في الصوم، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2006) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صوم يوم عاشوراء (الحديث 131) . تحفة الاشراف (5866) .

وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ .

☆☆ عبیداللہ بیان کرتے ہیں انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو سنا ان سے عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میرے علم کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دن کو دیگر تمام ایام سے افضل سمجھتے ہوئے اہتمام کے ساتھ صرف رمضان کے مہینے میں روزہ رکھا ہے یا عاشورہ کے دن روزہ رکھا ہے۔

2370 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَقُوْلُ يَا اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ اَيْنَ عُلَمَاؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ اِنِّيْ صَائِمٌ فَمَنْ شَآءَ اَنْ يَصُوْمَ فَلْيَصُمْ .

☆☆ حمید بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں میں نے عاشورہ کے دن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو منبر پر یہ کہتے ہوئے سنا: اے اہل مدینہ! تمہارے علماء کہاں ہیں؟ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دن کے بارے میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے جو شخص (آج کے دن) روزہ رکھنا چاہے وہ روزہ رکھ لے۔

2371 - اَخْبَرَنِيْ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَاَتِهٖ قَالَتْ حَدَّثَتْنِيْ بَعْضُ نِسَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَتِسْعًا مِنْ ذِي الْحِجَّةِ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ اَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ .

☆☆ ہنیدہ بن خالد اپنی اہلیہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ نے یہ بات بتائی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عاشورہ کے دن 9 ذوالحجہ کے دن ہر مہینے کے تین دنوں یعنی مہینے کے سب سے پہلے پیر اور (ابتدائی دو) جمعراتوں کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى عَطَاءٍ فِي الْخَبَرِ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں روایت میں عطا سے ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2372 - اَخْبَرَنِيْ حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ عَطِيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلَا صَامَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص ہمیشہ (نفلی) روزہ رکھے اس نے (درحقیقت) روزہ نہیں رکھا۔

2370-اخرجه البخاري في الصوم، باب صيام يوم عاشوراء (الحديث 2003) . واخرجه مسلم في الصيام، باب صوم يوم عاشوراء (الحديث 126) . تحفة الاشراف (11408) .

2371-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم العشر (الحديث 2437)، وباب من قال الاثنين و الخميس (الحديث 2452) مختصراً . و سياتي (الحديث 2416 و 2417 و 2418) . تحفة الاشراف (18287) .

2372-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2373 و 2374 و 2375) . تحفة الاشراف (7330 و 8601) .

2373 – حَدَّثَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ عَنِ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ قَالَ اَخْبَرَنِي عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْوَلِيدُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلاَ صَامَ وَلَا اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (درحقیقت) نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔

2374 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ الْوَلِيدِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي وَعُقْبَةُ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلاَ صَامَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔

2375 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ يَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُوْسَى قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلاَ صَامَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا ہی نہیں ہے۔

2376 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَائِذٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي مَنْ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ فَلاَ صَامَ وَلَا اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس نے (گویا) روزہ رکھا بھی نہیں ہے اور چھوڑا بھی نہیں ہے۔

2377 – اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً اَنَّ

2373-تقدم (الحديث 2372) .

2374-تقدم (الحديث 2372) .

2375-تقدم (الحديث 2372) .

2376-اخرجه البخاري في التهجد، باب 20 . (الحديث 1153) بمعناه، و في الصوم، باب حق الاهل في الصوم (الحديث 1977) مطولاً، وباب صوم داؤد عليه السلام (الحديث 1979) مطولاً، وفي احاديث الانبياء، باب قوله تعالى (واتينا داؤد زبورا) (الحديث 3419) بمعناه . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرربه او فوت به حقاً او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 186 و 187) و سياتي (الحديث 2377 و 2396 و 2397 و 2399 و 2400) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1706) . واخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 770) . تحفة الاشراف (8635 و 8972) .

2377-تقدم (الحديث 2372) .

قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَصُوْمُ اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ . قَالَ قَالَ عَطَاءٌ "لَا اَدْرِي كَيْفَ ذَكَرَ صِيَامَ الْاَبَدِ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ . اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اطلاع ملی کہ میں مسلسل روزے رکھتا ہوں۔

اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث بیان کی ہے۔

عطاء نامی راوی بیان کرتے ہیں' مجھے یہ نہیں معلوم کہ انہوں نے ہمیشہ روزے رکھنے کا ذکر کس طرح کیا' کہ جس شخص نے ہمیشہ روزہ رکھا' اس نے گویا روزہ رکھا ہی نہیں۔

ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت کے سبب کا بیان

حضرت مسلم قرشی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے یا کسی اور شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارہ میں پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اوپر تمہارے اہل وعیال کا بھی حق ہے اس لئے رمضان میں اور ان ایام میں جو رمضان سے متصل ہیں یعنی شش عید کے روزے رکھو نیز زیادہ سے زیادہ ہر بدھ اور جمعرات کو روزہ رکھ لیا کرو، اگر تم نے یہ روزے رکھ لئے تو سمجھ کہ ہمیشہ روزے رکھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 572)

مطلب یہ ہے کہ ہمیشہ روزے رکھنے کی وجہ سے چونکہ ضعف لاحق ہو جاتا ہے جس کی بناء پر نہ صرف یہ کہ ادائیگی حقوق میں تعطل پڑتا ہے بلکہ دوسری عبادات میں بھی نقصان اور حجر واقع ہوتا ہے لہٰذا اسی سبب سے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ ہے ہاں جس شخص کو اس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو تو اس کے لئے ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ نہیں ہوگا بلکہ مستحب ہوگا اسی طرح دائمی روزے کی ممانعت کے سلسلہ میں منقول احادیث میں اور ان مشائخ وسلف کے عمل میں کہ جو ہمیشہ روزہ رکھتے تھے مذکورہ بالا وضاحت سے تطبیق بھی ہو جاتی ہے نیز ہوسکتا ہے کہ یہاں جو حدیث ذکر کی گئی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث سے پہلے ارشاد فرمائی ہوگی جس میں بتایا گیا تھا کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھنے سے ہمیشہ روزہ رکھنے کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔

علامہ ابن ہمام وغیرہ کے وہ اقوال نقل کئے گئے تھے جن میں سے یہ بات ثابت ہوتی تھی کہ ہمیشہ کے روزے رکھنے مطلقاً مکروہ ہیں اور درمختار میں بھی یہی منقول ہے کہ دائمی طور پر روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ یہاں یہ بات بتائی گئی ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنا اسی وقت مکروہ ہے جب کہ روزہ دار کے ضعف وناتوانی میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو مگر ضعف کا خوف نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہوگا، لہٰذا ان تمام اقوال میں مطابقت پیدا کی جائے کہ جن اقوال سے دائمی روزوں کا مطلقاً مکروہ ہونا ثابت ہوتا ہے درحقیقت ان کا محمول بھی خوف ضعف ہے یعنی ان اقوال کا مطلب بھی یہی ہے کہ اگر ضعف کا خوف ہو تو دائمی روزے مکروہ ہوں گے ورنہ نہیں۔

باب النَّهْيِ عَنْ صِيَامِ الدَّهْرِ وَذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فِي الْخَبَرِ فِيهِ

یہ باب ہے کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی ممانعت' اس بارے میں منقول روایت میں مطرف بن عبداللہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2378 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ اَخِيهِ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانًا لَا يُفْطِرُ نَهَارًا الدَّهْرَ . قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ حضرت عمران رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عرض کی گئی: یارسول اللہ! فلاں شخص ہمیشہ دن کے وقت روزہ رکھتا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اس نے نہ ہی روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔

2379 - اَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَخْلَدٌ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ اَخْبَرَنِي اَبِي اَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَذُكِرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ يَصُومُ الدَّهْرَ قَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ مطرف بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا' آپ کے سامنے کسی ایسے شخص کا تذکرہ کیا گیا' جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' تو آپ نے ارشادفرمایا: اس شخص نے نہ روزہ رکھا ہے اور نہ ہی اس کو چھوڑا ہے۔

2380 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الشِّخِّيرِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي صَوْمِ الدَّهْرِ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ .

☆☆ مطرف بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ روزہ رکھنے کے بارے میں یہ بات ارشادفرمائی ہے: ایسے شخص نے نہ روزہ رکھا اور نہ ہی روزہ چھوڑا۔

باب ذِكْرِ الِاخْتِلَافِ عَلَى غَيْلَانَ بْنِ جَرِيرٍ فِيهِ

اس بارے میں منقول روایت میں غیلان بن جریر سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2381 - اَخْبَرَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو هِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنَا غَيْلَانُ

2378-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10858) .

2379-سياتي (الحديث 2380) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1705) . تحفة الاشراف (5350) .

2380-تقدم (الحديث 2379) .

2381-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10665) .

وَهُوَ ابْنُ جَرِيْرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيُّ - عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَرْنَا بِرَجُلٍ فَقَالُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هٰذَا لَا يُفْطِرُ مُنْذُ كَذَا وَكَذَا ۔ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے' ہمارا گزر ایک آدمی کے پاس سے ہوا' لوگوں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! اس شخص نے فلاں' فلاں وقت سے کبھی کوئی روزہ نہیں چھوڑا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی اسے چھوڑا ہے۔

2382 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ غَيْلَانَ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عَنْ اَبِيْ قَتَادَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صَوْمِهٖ فَغَضِبَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِيْنَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا ۔ وَسُئِلَ عَمَّنْ صَامَ الدَّهْرَ فَقَالَ لَا صَامَ وَلَا اَفْطَرَ اَوْ مَا صَامَ وَمَا اَفْطَرَ ۔

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کے روزہ رکھنے (شاید اس سے مراد صوم وصال ہے) کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ناراض ہو گئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ہم اللہ تعالیٰ کے پروردگار ہونے' اسلام کے دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے راضی ہیں (یعنی ان پر ایمان رکھتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' تو آپ نے ارشاد فرمایا: اس نے نہ روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے (یہاں الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔

باب سَرْدِ الصِّيَامِ

یہ باب مسلسل روزے رکھنے کے بیان میں ہے

2383 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ حَمْزَةَ بْنَ عَمْرٍو الْاَسْلَمِيَّ سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ رَجُلٌ اَسْرُدُ الصَّوْمَ اَفَاَصُوْمُ فِي السَّفَرِ قَالَ صُمْ اِنْ شِئْتَ اَوْ اَفْطِرْ اِنْ شِئْتَ ۔

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' انہوں نے

2382-اخرجه مسلم في الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من كل شهر وصوم يوم عرفة و عاشوراء و الاثنين و الخميس (الحديث 196 و 197) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعًا (الحديث 2425 و 2426) مطولًا . و سياتي (الحديث 2386) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل صوم عرفة (الحديث 749) . وابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام داؤد عليه السلام (الحديث 1713)، و باب صيام يوم عرفة (الحديث 1730)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 1738) . تحفة الاشراف (12117) .

2383-اخرجه مسلم في الصيام، باب التخيير في الصوم و الفطر في السفر (الحديث 104) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب الصوم في السفر (الحديث 2402) . تحفة الاشراف (16857) .

عرض کی: یارسول اللہ! میں ایک ایسا شخص ہوں جو مسلسل روزے رکھتا ہے تو کیا میں سفر کے دوران بھی روزہ رکھ سکتا ہوں؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہو تو روزہ رکھ لو اگر چاہو تو روزہ نہ رکھو۔

باب صَوْمِ ثُلُثَي الدَّهْرِ وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِلْخَبَرِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ دو تہائی زمانے میں روزے رکھنا اس بارے میں منقول حدیث کو نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2384 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ رَجُلٍ مِنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قِيلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يَصُوْمُ الدَّهْرَ . قَالَ وَدِدْتُ اَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ . قَالُوْا فَثُلُثَيْهِ قَالَ اَكْثَرَ . قَالُوْا فَنِصْفَهُ قَالَ اَكْثَرَ . ثُمَّ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ عمرو بن شرحبیل ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی گئی: فلاں شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش تھی کہ وہ کبھی بھی کھانا نہ کھاتا۔ لوگوں نے عرض کی: اگر دو تہائی زمانے میں روزہ رکھ لیا جائے (یعنی ہر مہینے میں 20 روزے رکھے جائیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں لوگوں نے عرض کی: اگر نصف ہو (یعنی اگر مہینے میں پندرہ دن روزے رکھ لیے جائیں) تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں جس کے نتیجے میں ذہن کی اُلجھن دور ہو جاتی ہے وہ ہر مہینے میں تین روزے رکھنا ہے۔

2385 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ عَمَّارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ قَالَ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِيْ رَجُلٍ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَدِدْتُ اَنَّهُ لَمْ يَطْعَمِ الدَّهْرَ شَيْئًا . قَالَ فَثُلُثَيْهِ قَالَ اَكْثَرَ . قَالَ فَنِصْفَهُ قَالَ اَكْثَرَ . قَالَ اَفَلَا اُخْبِرُكُمْ بِمَا يُذْهِبُ وَحَرَ الصَّدْرِ . قَالُوْا بَلٰى .

قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ عمرو بن شرحبیل بیان کرتے ہیں ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ایسے شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے (یعنی پورا مہینہ نفلی روزے رکھتا ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش ہے اس شخص نے کبھی کچھ نہ کھایا ہو (یعنی رات کے وقت بھی بھوکا رہا ہو) اس شخص نے عرض کی: اگر دو تہائی ہو (یعنی اگر وہ مہینے میں 20 دن روزے رکھ لیا کرے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ بھی زیادہ ہیں اس نے عرض کی: اگر نصف ہو (یعنی مہینے میں پندرہ دن روزے رکھ لیا کرے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ زیادہ ہیں

2384-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2385) . تحفة الاشراف (15652) .

2385-تقدم (الحديث 2384) .

پھر آپ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں اس چیز کے بارے میں بتاؤں جس کے نتیجے میں ذہن کی اُلجھن ختم ہوسکتی ہے' لوگوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا۔

2386 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ غَيْلاَنَ بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ الزِّمَّانِيِّ عَنْ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ الدَّهْرَ كُلَّهُ قَالَ لاَ صَامَ وَلاَ اَفْطَرَ اَوْ لَمْ يَصُمْ وَلَمْ يُفْطِرْ . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمَيْنِ وَيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ اَوَيُطِيْقُ ذٰلِكَ اَحَدٌ . قَالَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا قَالَ ذٰلِكَ صَوْمُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلاَمُ . قَالَ فَكَيْفَ بِمَنْ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمَيْنِ قَالَ وَدِدْتُ اَنِّىْ اُطِيْقُ ذٰلِكَ . قَالَ ثُمَّ قَالَ ثَلاَثٌ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ هٰذَا صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کا کیا معاملہ ہوگا جو ہر وقت روزہ رکھتا ہے (یعنی پورا مہینہ روزے رکھتا ہے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس شخص نے نہ تو روزہ رکھا ہے اور نہ ہی روزہ چھوڑا ہے۔ (یہاں الفاظ میں راوی کو کچھ شک ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں کیا خیال ہے' جو دو دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا کوئی شخص ایسا کرنے کی طاقت رکھتا ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے شخص کا کیا حال ہوگا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: پھر ایسے شخص کا کیا حکم ہوگا جو ایک دن روزہ رکھتا ہے اور دو دن روزہ نہیں رکھتا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری یہ خواہش ہے' میں ایسا کر سکتا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین روزے رکھنا اور ہر سال رمضان میں روزے رکھنا' یہ ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہے (یعنی سارا سال روزے رکھنے کے مترادف ہے)۔

شرح

سائل کو تو چاہئے تھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے بارہ میں سوال کرتا کہ میں نفل روزہ کیونکر اور کب کب رکھوں؟ تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے احوال وکوائف کے مطابق اسے کوئی جواب دیتے مگر وہ اپنے بارہ میں پوچھنے کی بجائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے بارہ میں پوچھ بیٹھا جو ظاہر ہے کہ آداب نبوت کے نہ صرف خلاف ہی تھا بلکہ یہ ایک حد تک گستاخی بھی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غصہ کے آثار ظاہر ہو گئے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و کوائف بالکل دوسری نوعیت کے تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت میں کثرت وقلت کے

2386-اخرجه مسلم في الصيام، باب استحباب صيام ثلاثة ايام من شهر و صوم يوم عرفة وعاشوراء و الاثنين و الخميس (الحديث 196 و 197) . واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعًا (الحديث 2425 و 2426) . وابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام داؤد عليه السلام (الحديث 1713) . والحديث عند: الترمذي في الصوم، باب ما جاء في فضل صوم عرفة (الحديث 749) . والنسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على غيلان بن جرير فيه (الحديث 2371 و 2372) . وابن ماجه في الصيام، باب صيام يوم عرفة (الحديث 1730)، وباب صيام يوم عاشوراء (الحديث 1738) . تحفة الاشراف (12117) .

بھی اسرار و مصالح تھے اور ظاہر ہے کہ اسرار و مصالح ہر شخص کے افعال و عبادات میں نہیں ہو سکتے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے مسائل و مصالح ازواج مطہرات کے حقوق کی ادائیگی اور باہر سے آنے والے مہمانوں کی خاطر و مدارات اور ان کی دیکھ بھال میں مشغول رہا کرتے تھے ایسی صورت میں یہ ممکن نہیں تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نفل روزہ کثرت سے رکھتے۔ من یصوم الدھر کلہ (جو شخص ہمیشہ روزہ رکھے اس کے بارہ میں کیا حکم ہے؟)

سائل درحقیقت یہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھنا چاہتا تھا مگر چونکہ اس نے اسلوب غلط اختیار کیا اس لئے اسی سوال کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس انداز سے نہایت ہی ادب و عاجزی کے ساتھ پوچھا کہ جو شخص ہمیشہ نفل روزہ رکھتا ہے اس کے بارہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟ آیا وہ شخص اپنے اس عمل کی وجہ سے شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہے یا نہیں؟ اس سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جملہ لا صام ولا افطر ارشاد فرمایا اس کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ یہ جملہ یا تو ایسے شخص کے لئے بطور تنبیہ و عابد ہے یا پھر یہ کہ اس شخص کے حال کی خبر ہے کہ نہ تو اس شخص نے روزہ رکھا کیونکہ اس طرح روزہ رکھنا شریعت کے حکم کے مطابق نہیں ہے اور نہ ہی وہ بغیر روزہ رہا کیونکہ کھانا پینا اور تمام چیزیں اس نے ترک کئے رکھیں۔

حضرت امام شافعی اور حضرت امام مالک رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ارشاد اس شخص کے حق میں ہے جو ممنوع روزے بھی رکھے یعنی تمام سال روزے رکھے حتیٰ کی عیدین اور ایام تشریق میں بھی روزے رکھنا چھوڑے ہاں اگر کوئی شخص ان ممنوع ایام میں روزے نہ رکھے تو یہ ارشاد اس کے حق میں نہیں ہوگا او وہ ان ایام کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں روزے رکھے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ کیونکہ حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ اور حضرت حمزہ بن عمرو اسلمی رضی اللہ عنہ ان ممنوع ایام کے علاوہ بقیہ تمام دنوں میں روزے رکھتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں منع فرماتے تھے یا پھر یہ کہ ہمیشہ روزہ رکھنے کی اس ممانعت کی علت یہ ہے کہ اس طرح روزے رکھنا، جسم انسانی کو ضعیف و ناتواں کر دیتا ہے جس کی بناء پر ایسا شخص جہاد اور دوسرے حقوق کی ادائیگی سے عاجز ہو جاتا ہے لہٰذا ہمیشہ روزہ رکھنا اگر کسی شخص کو ضعف و ناتوانی میں مبتلا نہ کرے تو اس کے لئے ہمیشہ روزے رکھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

حنفی محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ ہمیشہ روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے کیونکہ اس سے ضعف و ناتوانی لاحق ہو جاتی ہے اسی طرح فتاویٰ عالمگیری اور درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ صوم دہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) مکروہ ہے۔ ویطیق ذالک احد (کوئی اس کی طاقت رکھتا ہے؟) کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دو دن روزہ سے اور ایک دن بغیر روزہ رہنے پر قادر ہو اور اس میں اتنی طاقت ہو کہ وہ اس طرح روزہ رکھ سکے تو اس کے لئے کوئی مضائقہ نہیں یا اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اس طرح روزہ رکھنا افضل ہے۔ ذالک صوم داؤد (یہ حضرت داؤد کا روزہ ہے) کا مطلب یہ ہے کہ روزہ رکھنے کا یہ طریقہ نہایت معتدل ہے اور اس میں عبادت و عادت کی رعایت بھی ہے اسلام چونکہ تمام مذاہب آسمانی کا ایک حسین سنگم ہے اس لئے مذہب نے ہر معاملہ میں توازن اور اعتدال کی راہ دکھائی ہے اس کے نظریات و اعمال میں نہ افراط ہے نہ تفریط چنانچہ اس لئے بعض مفکرین اسلام نے یہ

کلیہ بیان کیا ہے کہ حصول علم میں اس انداز سے سعی وکوشش کرنی چاہئے کہ اس کی وجہ سے عمل کی راہیں مسدود نہ ہو جائیں اور اعمال میں بھی اس طریقہ سے مشغولیت نہ ہو کہ اس کی وجہ سے علم کی روشنی حاصل نہ ہو سکے حاصل اس کلیہ کا یہ ہے کہ حصول علم کی بہت زیادہ سعی وکوشش عمل سے نہ روک دے اور عمل میں بے مشغولیت علم سے بے بہرہ نہ کر دے بلکہ اعتدال اور توازن کے ساتھ دونوں راہوں کو اپنایا جائے اسی لئے کہا گیا ہے کہ خیر الامور اوسطہا وشرہا تفریطہا وافراطہا یعنی کسی چیز کی بھلائی وبہتری اس کی درمیانی راہ میں پوشیدہ ہے اور اس کی برائی حد سے زیادہ زیادتی اور حد سے زیادہ کمی کو اختیار کرنے میں ہے نیز اسی لئے فرمایا گیا ہے کہ۔

افضل الصیام صوم داؤد علی نبینا وعلیہ السلام یعنی نفل روزوں میں سب سے بہتر روزہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے۔ وددت انی طوقت (میں اسے پسند کرتا ہوں کہ مجھے اتنی طاقت میسر آ جائے) یعنی یہ میری عین پسند ہے کہ حق تعالیٰ مجھے اتنی طاقت اور قوت عطا فرمائے کہ ہر چوتھے دن روزہ رکھوں یعنی ایک دن تو روزہ رکھوں اور دو دن بغیر روزہ رہوں اور اس سلسلہ میں دوسرے حقوق اور مسلمانوں کے مصالح میں رکاوٹ نہ ڈالیں۔ گویا اس ارشاد سے اس طرف اشارہ ہے کہ میں اس کی طاقت نہیں رکھتا الا یہ کہ حق تعالیٰ کی طرف سے میرے اندر یہ طاقت وقوت ودیعت فرما دی جائے حاصل یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفل روزہ رکھنے کے سلسلہ میں اس صورت کو بھی پسند فرمایا اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بسبب عدم طاقت اس پر عمل نہیں فرمایا۔

باب صَوْمِ يَوْمٍ وَّاِفْطَارِ يَوْمٍ وَّذِكْرِ اخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِيْنَ فِيْ ذٰلِكَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا' اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے منقول روایت میں نقل کرنے والوں کے لفظی اختلاف کا تذکرہ

2387 - قَالَ وَفِيْمَا قَرَاَ عَلَيْنَا اَحْمَدُ بْنُ مَنِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا حُصَيْنٌ وَّمُغِيْرَةُ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ صِيَامُ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: سب سے زیادہ فضیلت والا روزہ رکھنے کا طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ ہے' جو ایک دن روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

2388 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ مُغِيْرَةَ عَنْ مُجَاهِدٍ

2387-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم يوم وافطار يوم (الحديث 1978)، و في فضائل القرآن، باب في كم يقرأ القرآن (الحديث 5052) مطولاً . واخرجه النسائي في فضائل القرآن، في كم يقرأ القرآن (الحديث 91)، و سياتي (الحديث 2388 و 2389) مطولاً . تحفة الاشراف (8916) .

2388-تقدم (الحديث 2387) .

قَالَ قَالَ لِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو اَنْكَحَنِي اَبِي امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ فَكَانَ يَاْتِيهَا فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا فَقَالَتْ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُنْذُ اَتَيْنَاهُ . فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ ائْتِنِي بِهِ . فَاَتَيْتُهُ مَعَهُ فَقَالَ كَيْفَ تَصُوْمُ . قُلْتُ كُلَّ يَوْمٍ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَاَفْطِرْ يَوْمًا . قَالَ اِنِّي اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصِّيَامِ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَوْمُ يَوْمٍ وَّفِطْرُ يَوْمٍ .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے مجھے بتایا: میرے والد نے ایک صاحب حیثیت عورت کے ساتھ میری شادی کر دی' ایک مرتبہ میرے والد اُس کے پاس آئے اور اُس سے اس کے شوہر کے بارے میں دریافت کیا' تو اس خاتون نے کہا: وہ بہت اچھے آدمی ہیں' کیونکہ میں جب سے ان کے ہاں آئی ہوں' انہوں نے کبھی میرے لیے بستر نہیں بچھایا اور کبھی مجھے چھوا نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے والد نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے لے کر میرے پاس آنا' میں اپنے والد کے ساتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے دریافت کیا: تم روزہ کیسے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کی: روزانہ' آپ نے فرمایا: تم ہر ہفتے میں تین دن روزے رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم دو دن روزے رکھ لیا کرو اور ایک دن نہ رکھا کرو۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم روزہ رکھنے کے سب سے بہترین طریقے کے مطابق روزہ رکھو' جو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو۔

2389 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ حَصِيْنٍ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يُوْنُسَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْثَرٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُصَيْنٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ زَوَّجَنِي اَبِي امْرَاَةً فَجَاءَ يَزُوْرُهَا فَقَالَ كَيْفَ تَرَيْنَ بَعْلَكِ فَقَالَتْ نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَجُلٍ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ وَلَا يُفْطِرُ النَّهَارَ . فَوَقَعَ بِي وَقَالَ زَوَّجْتُكَ امْرَاَةً مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَعَضَلْتَهَا .

قَالَ فَجَعَلْتُ لَا اَلْتَفِتُ اِلٰى قَوْلِهِ مِمَّا اَرٰى عِنْدِي مِنَ الْقُوَّةِ وَالِاجْتِهَادِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لٰكِنِّي اَنَا اَقُوْمُ وَاَنَامُ وَاَصُوْمُ وَاُفْطِرُ فَقُمْ وَنَمْ وَصُمْ وَاَفْطِرْ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . فَقُلْتُ اَنَا اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا . قُلْتُ اَنَا اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِي كُلِّ شَهْرٍ . ثُمَّ انْتَهٰى اِلٰى خَمْسَ عَشْرَةَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَنَا اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ .

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی ہے' میرے والد نے ایک خاتون کے ساتھ میری شادی کر دی' میرے والد اس خاتون سے ملنے کے لیے آئے اور دریافت کیا: تمہارا میاں کیسا ہے؟ اس خاتون نے جواب دیا: وہ رات کے وقت سوتے نہیں ہیں اور دن کے وقت روزہ چھوڑتے نہیں ہیں' میرے والد مجھ پر ناراض ہوئے اور بولے: میں

2389-تقدم (الحديث 2387) .

لیکن میں نے اپنے والد کی بات نے تمہاری ایک مسلمان خاتون کے ساتھ شادی کی ہے اور تم نے اسے مشکل میں مبتلا کر دیا ہے' میں اتنا مجاہدہ کر سکتا ہوں' اس بات کی اطلاع نبی کی طرف توجہ نہیں کی' کیونکہ میں یہ سمجھتا تھا کہ میرے اندر یہ قوت موجود ہے' اکرم مَنَّاتِیْنِمْ کو ملی تو آپ مَنَّاتِیْنِمْ نے ارشاد فرمایا: لیکن میں' تو (رات کے وقت) نوافل بھی ادا کرتا ہوں اور سو بھی جاتا ہوں (دن کے وقت) روزہ رکھ بھی لیتا ہوں اور روزہ چھوڑ بھی دیتا ہوں' تو تم نوافل ادا کر بھی لیا کرو اور سو بھی جایا کرو' روزہ رکھ بھی لیا کرو اور روزہ چھوڑ بھی دیا کرو۔ آپ مَنَّاتِیْنِمْ نے ارشاد فرمایا: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی قوت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' تم ایک دن روزہ رکھا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: تم مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو' یہاں تک کہ آپ نے پندرہ دن میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دی تو میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔

2390 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ دُرُسْتَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِىْ كَثِيْرٍ اَنَّ اَبَا سَلَمَةَ حَدَّثَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُجْرَتِىْ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ . قَالَ بَلَى . قَالَ فَلَا تَفْعَلَنَّ نَمْ وَقُمْ وَصُمْ وَاَفْطِرْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِزَوْجَتِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِضَيْفِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّ لِصَدِيْقِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّاِنَّهُ عَسَى اَنْ يَطُوْلَ بِكَ عُمُرٌ وَّاِنَّهُ حَسْبُكَ اَنْ تَصُوْمَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثًا فَذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ كُلِّهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا . قُلْتُ اِنِّىْ اَجِدُ قُوَّةً فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَىَّ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ جُمُعَةٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَىَّ . قَالَ صُمْ صَوْمَ نَبِىِّ اللّٰهِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ . قُلْتُ وَمَا كَانَ صَوْمُ دَاوُدَ قَالَ نِصْفُ الدَّهْرِ .

☆☆ ابوسلمہ بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم مَنَّاتِیْنِمْ میرے حجرے میں تشریف لائے' آپ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے' تم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اور دن کے وقت روزہ رکھ لیتے ہو' انہوں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم مَنَّاتِیْنِمْ نے فرمایا: تم آئندہ ایسا ہرگز نہ کرنا' تم (رات کے وقت) سو بھی جایا کرو اور نوافل بھی پڑھ لیا کرو (دن کے وقت) روزہ رکھ بھی لیا کرو اور (کسی دن) چھوڑ بھی دیا کرو' کیونکہ تمہاری آنکھوں کا تم پر حق ہے' تمہارے جسم کا تم پر حق ہے' تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے' تمہارے مہمان کا تم پر حق ہے' تمہارے دوست کا تم پر حق ہے' ہو سکتا ہے' تمہاری عمر لمبی ہو' تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہے' تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو تو یہ پورا مہینہ روزہ رکھنے کے مترادف ہوگا' کیونکہ ایک نیکی کا بدلہ دس گنا ہوتا ہے۔ (حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے عرض کی: میں اپنے اندر یہ قوت پاتا ہوں (کہ میں اس سے

2390-اخرجه البخاري في الصوم، باب حق الضيف في الصوم (الحديث 1974) مختصراً، باب حق الجسم في الصوم (الحديث 1975)، و في الادب، باب حق الضيف (الحديث 6134) و النكاح، باب لزوجك عليك حق (الحديث 5199) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقًا او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 182 و 183) مطولاً - وسياتي (الحديث 2392) . تحفة الاشراف (8960) .

زیادہ روزے رکھ سکتا ہوں)۔

(حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں نے سختی کو اختیار کیا' تو مجھ پر سختی کی گئی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہر ہفتے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' میں نے سختی کو اختیار کیا' تو مجھ پر سختی کی گئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' میں نے عرض کی: حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ کیا تھا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نصف زمانہ (یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن روزہ نہ رکھنا)۔

2391 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَاَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ ذُكِرَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ يَقُوْلُ لَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ وَلَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ مَا عِشْتُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الَّذِىْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ . فَقُلْتُ لَهُ قَدْ قُلْتُهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ وَنَمْ وَقُمْ وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ . قُلْتُ فَاِنِّىْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ . فَقُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ فَصُمْ يَوْمًا وَاَفْطِرْ يَوْمًا وَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوُدَ وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ . قُلْتُ فَاِنِّىْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو لَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامَ الَّتِىْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنْ اَهْلِىْ وَمَالِىْ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا' کہ وہ (یعنی حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) یہ کہتے ہیں: جب تک میں زندہ رہوں گا' رات بھر نوافل ادا کرتا رہوں گا اور دن کے وقت روزہ رکھا کروں گا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (مجھ سے) دریافت کیا: کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اس کی استطاعت نہیں رکھ پاؤ گے' تم روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) سو بھی جایا کرو اور نوافل بھی ادا کرلیا کرو' ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو' کیونکہ ہر نیکی دس گنا ہوتی ہے' تو یہ ہمیشہ (یعنی پورا مہینہ) روزہ رکھنے کے مترادف ہو جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: پھر تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور دو دن روزہ نہ رکھا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے بھی زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: پھر تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو اور یہ حضرت

2391-اخرجه البخاري في الصوم، باب حق الاهل في الصوم (الحديث 1976)، و في احاديث الانبياء، باب قوله تعالى (وآتينا داؤد زبورا) (الحديث 3418). و اخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرربه او فوت به حقا اولم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 181). واخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الدهر تطوعًا (الحديث 2427). تحفة الاشراف (8645).

داؤد کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے اور یہ روزہ رکھنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔ (بعد میں جب حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی عمر زیادہ ہوگئی) تو وہ یہ فرمایا کرتے تھے: میں اگر نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کو قبول کر لیتا تو یہ بات میرے نزدیک میرے اہل خانہ اور میرے مال سے زیادہ محبوب تھی۔

2392 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ بَکَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ سَلَمَةَ - عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قُلْتُ اَیْ عَمِّ حَدِّثْنِیْ عَمَّا قَالَ لَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا ابْنَ اَخِیْ اِنِّیْ كُنْتُ اَجْمَعْتُ عَلٰی اَنْ اَجْتَهِدَ اجْتِهَادًا شَدِيْدًا حَتّٰی قُلْتُ لَاَصُوْمَنَّ الدَّهْرَ وَلَاَقْرَاَنَّ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَسَمِعَ بِذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَانِیْ حَتّٰی دَخَلَ عَلَیَّ فِیْ دَارِیْ فَقَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ قُلْتَ لَاَصُوْمَنَّ الدَّهْرَ وَلَاَقْرَاَنَّ الْقُرْاٰنَ . فَقُلْتُ قَدْ قُلْتُ ذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ فَلَا تَفْعَلْ صُمْ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّیْ اَقْوٰی عَلٰی اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ مِنَ الْجُمُعَةِ يَوْمَيْنِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ . قُلْتُ فَاِنِّیْ اَقْوٰی عَلٰی اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ صِيَامَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّهٗ اَعْدَلُ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمًا صَائِمًا وَّيَوْمًا مُفْطِرًا وَّاِنَّهٗ كَانَ اِذَا وَعَدَ لَمْ يُخْلِفْ وَاِذَا لَاقٰی لَمْ يَفِرَّ .

☆☆ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں' میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے چچا جان! آپ مجھے کوئی ایسی حدیث سنایئے جو نبی اکرم ﷺ نے آپ سے ارشاد فرمایا ہو' تو انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! میں نے یہ طے کر لیا تھا کہ میں شدید مجاہدہ کروں گا' یہاں تک کہ میں نے یہ طے کیا' کہ میں ہمیشہ (یعنی پورا مہینہ) روزہ رکھا کروں گا اور روزانہ ایک مرتبہ پورے قرآن کی تلاوت کیا کروں گا' نبی اکرم ﷺ کو اس بات کا پتہ چلا تو آپ میرے پاس تشریف لائے' آپ میرے گھر میرے ہاں آئے' آپ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے' تم یہ کہتے ہو کہ میں پورا مہینہ روزے رکھا کروں گا۔ اور قرآن کی تلاوت بھی کر لیا کروں گا۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے یہ بات کہی ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو' تم ہر مہینے میں تین روزے رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم ہفتے میں دو دن پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے روزے کے مطابق روزے رکھو' کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزہ رکھنے کا سب سے مناسب طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے' اور جب وہ کوئی وعدہ کرتے تھے' تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتے تھے' اور جب دشمن کے سامنے آتے تھے' تو راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

2392-تقدم (الحديث 2390) .

بَاب ذِكْرِ الزِّيَادَةِ فِي الصِّيَامِ وَالنُّقْصَانِ
وَذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيْهِ

یہ باب ہے کہ (نفلی) روزوں میں کمی اور اضافے کا تذکرہ اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث نقل کرنے میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2393 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ سَمِعْتُ اَبَا عِيَاضٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهُ صُمْ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِيَ . قَالَ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ اَفْضَلَ الصِّيَامِ عِنْدَ اللّٰهِ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھا کرو' تمہیں باقی دنوں کا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم دو دن روزے رکھ لیا کرو' تمہیں باقی رہنے والا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تین دن روزے رکھا کرو' تمہیں باقی رہ جانے والا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چار دن روزے رکھا کرو' تمہیں باقی رہ جانے والا اجر مل جائے گا' انہوں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت والے طریقے کے مطابق روزہ رکھو جو حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

2394 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ ابْنِ اَبِي رَبِيْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ ذَكَرْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّوْمَ فَقَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِلْكَ التِّسْعَةِ . فَقُلْتُ اِنِّي اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ مِنْ كُلِّ تِسْعَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِلْكَ الثَّمَانِيَةِ . قُلْتُ اِنِّي اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ مِنْ كُلِّ ثَمَانِيَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِلْكَ السَّبْعَةِ . قُلْتُ اِنِّي اَقْوٰى مِنْ ذٰلِكَ قَالَ فَلَمْ يَزَلْ حَتّٰى قَالَ صُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا .

2393-اخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقًا او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 192) . سياتي (الحديث 2402) . تحفة الاشراف (8896) .

2394-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8971) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روزہ کا تذکرہ کیا' تو آپ نے فرمایا: تم ہر دس دن میں ایک دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی 9 کا اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: تم 9 دنوں میں سے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی 8 دنوں کا بھی اجر و ثواب حاصل ہو جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: تم آٹھ دنوں میں سے ایک دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی سات دنوں کا بھی اجر حاصل ہو جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' پھر ہمارے درمیان اسی حوالے سے گفتگو ہوتی رہی' یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو اور ایک دن روزہ نہ رکھا کرو۔

2395 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ بْنِ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ ح وَاَخْبَرَنِي زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ شُعَيْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ اَبِيهِ قَالَ قَالَ لِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ عَشَرَةٍ . فَقُلْتُ زِدْنِي . فَقَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ تِسْعَةٍ . قُلْتُ زِدْنِي . قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ ثَمَانِيَةٍ .

قَالَ ثَابِتٌ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِمُطَرِّفٍ فَقَالَ مَا اُرَاهُ اِلَّا يَزْدَادُ فِي الْعَمَلِ وَيَنْقُصُ مِنَ الْاَجْرِ وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ .

☆☆ شعیب بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم ایک دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں دس کا ثواب مل جائے گا' میں نے عرض کی: آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے' آپ نے فرمایا: تم دو دن روزہ رکھ لیا کرو تمہیں 9 دنوں کا اجر حاصل ہو جائے گا' میں نے عرض کی: آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے' آپ نے ارشاد فرمایا: تم تین دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں 8 دنوں کا اجر حاصل ہو جائے گا۔

ثابت کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ مطرف سے کیا' تو انہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح ان کے عمل میں اضافہ ہوتا رہا اور اجر میں کمی ہوتی چلی گئی۔

روایت کے الفاظ محمد نامی راوی کے ہیں۔

باب صَوْمِ عَشْرَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ وَاخْتِلَافِ اَلْفَاظِ النَّاقِلِينَ لِخَبَرِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فِيهِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں دس دن روزے رکھنا' اس بارے میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی نقل کردہ حدیث میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2396 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ اَسْبَاطٍ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ حَبِيبِ بْنِ اَبِي ثَابِتٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ

2395-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8655) .

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ بَلَغَنِیْ اَنَّكَ تَقُوْمُ اللَّيْلَ وَتَصُوْمُ النَّهَارَ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرَدْتُ بِذٰلِكَ اِلَّا الْخَيْرَ . قَالَ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ وَلٰكِنْ اَدُلُّكَ عَلٰى صَوْمِ الدَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ خَمْسَةَ اَيَّامٍ . قُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ عَشْرًا . فَقُلْتُ اِنِّیْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے' تم رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو اور دن کے وقت روزہ رکھ لیتے ہو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس کے ذریعے صرف بھلائی کا ارادہ کرتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا' میں تمہاری ہمیشہ والے روزے کی طرف رہنمائی کرتا ہوں (یعنی جس کے نتیجے میں پورا مہینہ روزہ رکھنے کا ثواب مل جائے گا) ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا: پھر پانچ دن روزے رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: دس دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد علیہ السلام کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

2397 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَبِيْبٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبُو الْعَبَّاسِ – وَكَانَ رَجُلًا مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَكَانَ شَاعِرًا وَّكَانَ صَدُوْقًا – عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے' جس میں یہ بات منقول ہے: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا' اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

2398 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حَبِيْبُ بْنُ اَبِیْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الْعَبَّاسِ – هُوَ الشَّاعِرُ – يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

2396-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم الدهر (الحديث 1977)، وباب صوم داؤد عليه السلام (الحديث 1979)، و في احاديث الانبياء، باب قوله تعالى (واتينا داؤد زبوراً) (الحديث 3419) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرر به او فوت به حقاً او لم يفطر العيدين و التشريق و بيان تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 186 و 187) . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في سرد الصوم (الحديث 770) مختصراً . و اخرجه النسائي في الصيام، صوم عشرة ايام من الشهر و اختلاف الفاظ الناقلين لخبر عبد الله بن عمرو فيه (الحديث 2397 و 2398 و 2399 و 2400) والحديث عند: البخاري في التهجد، باب 20 . (الحديث 1153)، والنسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على عطاء في الخبر فيه (الحديث 2376 و 2377) و ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام الدهر (الحديث 1706) . تحفة الاشراف (8635) .

2397-تقدم (الحديث 2376) .

2398-تقدم (الحديث 2376) .

وَسَلَّمَ يَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو اِنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ وَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ هَجَمَتِ الْعَيْنُ وَنَفِهَتْ لَهُ النَّفْسُ لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ صَوْمُ الدَّهْرِ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهِ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ صُمْ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے عبداللہ بن عمرو! تم پورا مہینہ روزے رکھتے ہو اور رات بھر نوافل ادا کرتے رہتے ہو' اگر تم ایسا کرو گے تو اس صورت میں تمہاری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور تمہارا جسم کمزور ہو جائے گا' جو شخص ہمیشہ روزہ رکھتا ہے' اس نے درحقیقت روزہ نہیں رکھا۔ ہمیشہ روزہ رکھنے کا طریقہ یہ ہے' ہر مہینے میں تین روزے رکھے جائیں' تو یہ ہمیشہ روزہ رکھنے کا مترادف ہوگا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے روزہ رکھنے کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے' اور جب دشمن کا سامنا ہوتا تھا تو وہ راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے۔

رمضان المبارک میں قرآن شریف کی تلاوت کرنے کا بیان

2399 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ اَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِيْ شَهْرٍ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . فَلَمْ اَزَلْ اَطْلُبُ اِلَيْهِ حَتّٰى قَالَ فِيْ خَمْسَةِ اَيَّامٍ . وَقَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ اِنِّي اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . فَلَمْ اَزَلْ اَطْلُبُ اِلَيْهِ حَتّٰى قَالَ صُمْ اَحَبَّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ صَوْمَ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: مہینے میں ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں مسلسل گزارش کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ نے فرمایا: پانچ دن میں (ایک مرتبہ قرآن پڑھ لیا کرو) آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرو' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' اس کے بعد میں آپ کی خدمت میں مزید گزارش کرتا رہا' یہاں تک کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ رکھنے کے سب سے پسندیدہ طریقے کے مطابق روزہ رکھو' جو حضرت داؤد کا روزہ رکھنے کا طریقہ ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

کم مدت میں قرآن مجید کی تلاوت مکمل کرنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے تین رات سے کم میں قرآن پڑھا یعنی ختم کیا اس نے قرآن کو اچھی طرح نہیں سمجھا۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 717)

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ یہاں یہ مراد ہے کہ جس شخص نے تین دن یا تین رات سے کم میں قرآن ختم کیا وہ قرآن کے

2399-تقدم (الحديث 2376) .

ظاہری معنی تو سمجھ سکتا ہے لیکن قرآن کے حقائق ومعارف اور دقائق ونکات تک اس کی رسائی بھی نہیں ہوتی کیونکہ ان چیزوں کو سمجھنے کے لئے تین دن تو بہت دور کی چیز ہے بڑی سے بڑی عمریں ناکافی ہوتی ہیں نہ یہ بلکہ اس مختصر سے عرصہ میں تو کسی ایک آیت یا ایک کلمہ کے حقائق ونکات بھی سمجھ میں نہیں آ سکتے نیز یہاں نفی سے مراد سمجھنے کی نفی ہے نہ کہ ثواب کی نفی یعنی ثواب تو ہر صورت میں ملتا ہے پھر یہ کہ لوگوں کی سمجھ میں بھی تفاوت وفرق ہے بعض لوگوں کی سمجھ زیادہ پختہ ہوتی ہے وہ کم عرصہ میں بھی قرآنی حقائق ودقائق کو سمجھ لیتے ہیں جب کہ بعض لوگوں کی سمجھ بہت ہی کم ہوتی ہے جن کے لئے طویل عرصہ بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔

سلف میں سے بعض لوگوں نے اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کیا ہے چنانچہ ان لوگوں کا معمول یہ تھا کہ وہ ہمیشہ تین ہی دن میں قرآن ختم کرتے تین دن سے کم میں ختم کرنے کو مکروہ سمجھتے تھے جب کہ دوسرے لوگ اس کے برخلاف عمل کرتے تھے چنانچہ بعض لوگ تو ایک رات دن میں ایک بار اور بعض لوگ دو دو بار اور بعض لوگ تین تین بار قرآن ختم کرتے تھے بلکہ بعض لوگوں کے بارہ میں تو یہاں تک ثابت ہے کہ وہ ایک رکعت میں ایک قرآن ختم کرتے تھے۔ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے یا تو اس حدیث کے بارے میں یہ خیال کیا ہو کہ اس کا تعلق باعتبار اشخاص کے مختلف ہے یعنی اس حدیث کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو کم فہم ہوتے ہیں اور جو اگر تین دن سے کم میں قرآن ختم کریں تو اس کے ظاہر معنی بھی نہ سمجھ سکتے ہوں پھر ان کے نزدیک بات یہ ہو کہ اس حدیث میں فہم کی نفی ہے اور اس صورت میں ظاہر ہے کہ جتنی بھی کم سے کم مدت میں قرآن ختم کیا جائے ثواب ملے گا۔

بعض لوگ دو مہینے میں ایک قرآن ختم کرتے تھے بعض لوگ ہر مہینے میں بعض لوگ دس دن میں اور بعض لوگ سات دن میں ایک قرآن ختم کر دیتے تھے چنانچہ اکثر صحابہ وغیرہم کا یہی معمول تھا کہ وہ سات دن میں قرآن ختم کرتے تھے۔ بخاری ومسلم کی ایک روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قرآن سات میں ختم کرو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔

حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھنے کا بیان

2400 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُوْلُ اِنَّ اَبَا الْعَبَّاسِ الشَّاعِرَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ بَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّي اَصُوْمُ اَسْرُدُ الصَّوْمَ وَاُصَلِّي اللَّيْلَ فَاَرْسَلَ اِلَيْهِ وَلَمَّا لَقِيَهُ قَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ وَلَا تُفْطِرُ وَتُصَلِّي اللَّيْلَ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنَّ لِعَيْنِكَ حَظًّا وَّلِنَفْسِكَ حَظًّا وَّلِاَهْلِكَ حَظًّا وَّصُمْ وَاَفْطِرْ وَصَلِّ وَنَمْ وَصُمْ مِنْ كُلِّ عَشَرَةِ اَيَّامٍ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ تِسْعَةٍ . قَالَ اِنِّي اَقْوٰى لِذٰلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ صُمْ صِيَامَ دَاوٗدَ اِذًا . قَالَ وَكَيْفَ كَانَ صِيَامُ دَاوٗدَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ قَالَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى . قَالَ وَمَنْ لِي بِهٰذَا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی کہ میں مسلسل

2400-تقدم (الحديث 2376) .

روزے رکھتا ہوں اور رات بھر نوافل ادا کرتا رہتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلوایا یا شاید نبی اکرم ﷺ سے ان کی ملاقات ہوئی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے' تم روزے رکھتے رہتے ہو اور کوئی روزہ نہیں چھوڑتے ہو اور رات بھر نفل ہی پڑھتے رہتے ہو' تم ایسا نہ کیا کرو' کیونکہ تمہاری آنکھ کا بھی حصہ ہے' تمہاری جان کا بھی حصہ ہے' تمہاری بیوی کا بھی حصہ ہے' تم نفلی روزہ رکھ بھی لیا کرو اور چھوڑ بھی دیا کرو (رات کے وقت) نماز پڑھ بھی لیا کرو اور سو بھی جایا کرو' تم ہر دس دن میں سے ایک دن روزہ رکھا کرو' تمہیں 9 کا اجر حاصل ہو جائے گا۔ حضرت عبداللہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: پھر تم حضرت داؤد کے طریقے کے مطابق روزہ رکھو' حضرت عبداللہ نے دریافت کیا: حضرت داؤد کیسے روزہ رکھا کرتے تھے' اے اللہ کے نبی! تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے' اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے' اور جب وہ دشمن کے سامنے آتے تھے' تو راہِ فرار اختیار نہیں کرتے تھے' تو حضرت عبداللہ نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! ایسے کون کر سکتا ہے (یعنی دشمن کے سامنے کون راہِ فرار اختیار کر سکتا ہے)۔

باب صِيَامِ خَمْسَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں پانچ دن روزہ رکھنا

2401 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّاءُ بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنْ خَالِدٍ - وَهُوَ الْحَذَّاءُ - عَنْ اَبِىْ قِلَابَةَ عَنْ اَبِى الْمَلِيحِ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ اَبِيكَ زَيْدٍ عَلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو فَحَدَّثَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذُكِرَ لَهُ صَوْمِىْ فَدَخَلَ عَلَىَّ فَاَلْقَيْتُ لَهُ وِسَادَةَ اَدَمٍ رَبْعَةً حَشْوُهَا لِيْفٌ فَجَلَسَ عَلَى الْاَرْضِ وَصَارَتِ الْوِسَادَةُ فِيمَا بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ قَالَ اَمَا يَكْفِيكَ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ خَمْسًا . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ سَبْعًا . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ تِسْعًا . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ اِحْدٰى عَشْرَةَ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَوْمَ فَوْقَ صَوْمِ دَاوُدَ شَطْرَ الدَّهْرِ صِيَامُ يَوْمٍ وَّفِطْرُ يَوْمٍ .

☆☆ ابوملیح بیان کرتے تھے: میں تمہارے والد زید کے ہمراہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم ﷺ کے سامنے میرے روزہ رکھنے کا ذکر کیا گیا تو آپ میرے ہاں تشریف لائے' میں نے آپ کے سامنے چمڑے سے بنا ہوا تکیہ پیش کیا' جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوئے تھے' آپ زمین پر تشریف فرما ہوئے' وہ تکیہ میرے اور آپ کے درمیان آ گیا' آپ نے فرمایا: کیا مہینے میں تین روزے رکھنا تمہارے لیے کافی نہیں ہے! میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مجھے مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پانچ' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت

2401-اخرجه البخاري في الصوم، باب صوم داؤد عليه السلام (الحديث 1980)، و في الاستئذان، باب من القى له و سادة (الحديث 6277) . واخرجه مسلم في الصيام، باب النهي عن صوم الدهر لمن تضرربه او فوت به حقًا اولم يفطر العيدين و التشريق و بابن تفضيل صوم يوم و افطار يوم (الحديث 191) . تحفة الاشراف (8969) .

دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: سات' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: گیارہ' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! (آپ مزید کی اجازت دیجئے) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے سے زیادہ روزہ نہیں ہوتا' جو نصف مہینہ ہوتا تھا' وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھتے تھے۔

باب صِيَامِ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں چار روزے رکھنا

2402 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ شُعْبَةُ عَنْ زِيَادِ بْنِ فَيَّاضٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عِيَاضٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ لِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ مِنَ الشَّهْرِ يَوْمًا وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِىَ . قُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ يَوْمَيْنِ وَلَكَ اَجْرُ مَا بَقِىَ . قُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . قَالَ فَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِىَ . قُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ .
قَالَ صُمْ اَرْبَعَةَ اَيَّامٍ وَّلَكَ اَجْرُ مَا بَقِىَ . قُلْتُ اِنِّىْ اُطِيْقُ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الصَّوْمِ صَوْمُ دَاوُدَ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَّيُفْطِرُ يَوْمًا .

☆☆ ابوعیاض بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: تم مہینے میں ایک دن روزہ رکھا کرو' تمہیں باقی کا اجرمل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: تم دو دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی کا اجرمل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: تم تین دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی کا اجرمل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' آپ نے فرمایا: تم چار دن روزہ رکھ لیا کرو' تمہیں باقی کا اجرمل جائے گا' میں نے عرض کی: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روزہ رکھنے کا سب سے افضل طریقہ حضرت داؤد علیہ السلام کا ہے' وہ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن روزہ نہیں رکھا کرتے تھے۔

باب صَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ مہینے میں تین دن روزے رکھنا

2403 - اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اَبِىْ حَرْمَلَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ اَوْصَانِىْ حَبِيْبِىْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةٍ لَا اَدَعُهُنَّ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَبَدًا اَوْصَانِىْ بِصَلَاةِ

2402-تقدم (الحديث 2393) .

2403-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11970) .

الضُّحٰى وَبِالْوِتْرِ قَبْلَ النَّوْمِ وَبِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میرے حبیب (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھے تین باتوں کی تلقین کی تھی جنہیں اگر اللہ نے چاہا تو میں کبھی نہیں چھوڑوں گا' آپ نے مجھے چاشت کی نماز ادا کرنے کی' سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی اور ہر مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کی تلقین کی تھی۔

2404 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ قَالَ سَمِعْتُ اَبِي قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو حَمْزَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثَلَاثٍ بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ وَّالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصَوْمِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے تین باتوں کی ہدایت کی تھی' سونے سے پہلے وتر ادا کرنا' جمعہ کے دن غسل کرنا اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا۔

2405 – اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو كَامِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ بَهْدَلَةَ عَنْ رَجُلٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَكْعَتَيِ الضُّحٰى وَاَنْ لَا اَنَامَ اِلَّا عَلٰى وِتْرٍ وَّصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے چاشت کی دو رکعات ادا کرنے' وتر ادا کرنے کے بعد سونے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

2406 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ حَدَّثَنَا اَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اَمَرَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَوْمٍ عَلٰى وِتْرٍ وَّالْغُسْلِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سونے سے پہلے وتر ادا کرنے کی' جمعہ کے دن غسل کرنے کی اور ہر مہینے میں تین روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى اَبِي عُثْمَانَ فِي حَدِيْثِ اَبِي هُرَيْرَةَ فِي صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ

یہ باب ہے کہ مہینے میں تین دن روزہ رکھنے کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو نقل کرنے میں ابوعثمان سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2404-تقدم (الحديث 2368) .

2405-تقدم (الحديث 2368) .

2406-تقدم (الحديث 2368) .

2407 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ شَهْرُ الصَّبْرِ وَثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صَوْمُ الدَّهْرِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
صبر (والے مہینے رمضان) اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھنا ہمیشہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2408 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ اللَّاٰنِيُّ بِالْكُوْفَةِ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ - وَهُوَ ابْنُ سُلَيْمَانَ - عَنْ عَاصِمٍ الْاَحْوَلِ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ فَقَدْ صَامَ الدَّهْرَ كُلَّهُ . ثُمَّ قَالَ صَدَقَ اللّٰهُ فِىْ كِتَابِهِ (مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ عَشْرُ اَمْثَالِهَا) .

☆☆ حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جو شخص ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہے' اس نے ہمیشہ روزے رکھے' پھر آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں سچ کہا ہے:
''جو شخص ایک نیکی کرتا ہے' اسے دس گنا اجر ملتا ہے''۔

2409 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِىْ عُثْمَانَ عَنْ رَجُلٍ قَالَ اَبُوْ ذَرٍّ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ فَقَدْ تَمَّ صَوْمُ الشَّهْرِ اَوْ فَلَهُ صَوْمُ الشَّهْرِ . شَكَّ عَاصِمٌ .

☆☆ حضرت ابوذرغفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہے' تو اس نے گویا پورے مہینے کے روزے رکھے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے پورا مہینہ روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے' یہ شک عاصم نامی راوی کو ہے۔

2410 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ اَنَّ مُطَرِّفًا حَدَّثَهُ اَنَّ عُثْمَانَ بْنَ اَبِى الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ صِيَامٌ حَسَنٌ ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ .

☆☆ حضرت عثمان بن ابوالعاص بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

2407-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13621) .

2408-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 762) بنحوه . و سياتي (الحديث 2409) بنحوه واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 1708) . تحفة الاشراف (11967) .

2409-تقدم (الحديث 2408) .

2410-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2411) . تحفة الاشراف (9772) .

بہترین روزے یہ ہیں' ہر مہینے میں تین دن روزے رکھے جائیں۔

2411 - اَخْبَرَنَا زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُصْعَبٍ عَنْ مُغِيْرَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحَاقَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ هِنْدٍ قَالَ عُثْمَانُ بْنُ اَبِى الْعَاصِ نَحْوَهٗ مُرْسَلٌ ۔

☆☆ یہی روایت بعض دیگر اسناد کے ہمراہ بھی منقول ہے اور ایک سند کے ہمراہ یہ مرسل روایت کے ساتھ منقول ہے۔

2412 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ شَرِيْكٍ عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتے تھے۔

باب كَيْفَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَّذِكْرِ اخْتِلَافِ النَّاقِلِيْنَ لِلْخَبَرِ فِيْ ذٰلِكَ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے کیسے رکھے جائیں؟ اس روایت کو نقل کرنے میں نقل کرنے والوں کے اختلاف کا تذکرہ

2413 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ شَرِيْكٍ عَنِ الْحُرِّ بْنِ صَيَّاحٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ مِنْ اَوَّلِ الشَّهْرِ وَالْخَمِيْسَ الَّذِىْ يَلِيْهِ ثُمَّ الْخَمِيْسَ الَّذِىْ يَلِيْهِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' مہینے کی پہلی پیر کو' پھر اس کے بعد والی جمعرات کو اور پھر اس سے اگلی جمعرات کو۔

2414 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ تَمِيْمٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيَّ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ سَمِعْتُهَا تَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ ثُمَّ الْخَمِيْسَ ثُمَّ الْخَمِيْسَ الَّذِىْ يَلِيْهِ ۔

☆☆ ہنیدہ خزاعی بیان کرتے ہیں' میں اُم المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' ہر مہینے کی پہلی پیر کو' پھر جمعرات کو' پھر اس کے بعد والی جمعرات کو۔

2415 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى النَّضْرِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اِسْحَاقَ الْاَشْجَعِيُّ - كُوْفِيٌّ - عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ

2411-تقدم (الحديث 2410) .

2412-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2413) . تحفة الاشراف (6685) .

2413-انفرد به النسائي، والحديث عند: النسائي في الصيام، ذكر الاختلاف على ابي عثمان في حديث ابي هريرة في صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 2412) . تحفة الاشراف (6685) .

2414-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15814) .

2415-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15813) .

الْمُلَائِيِّ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِيَامَ عَاشُوْرَاءَ وَالْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْغَدَاةِ ۔

☆☆ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' چار چیزیں ایسی ہیں' جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی ترک نہیں کیا' عاشورہ کے دن روزہ رکھنا (ذوالحجہ کے) دس دنوں میں روزے رکھنا' ہر مہینہ میں تین روزے رکھنا اور فجر سے پہلے دو سنتیں ادا کرنا۔

شرح

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عشرہ میں روزہ رکھتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 554)

عشرہ سے مراد ذی الحجہ کا عشرہ اول یعنی پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک کا عرصہ مراد ہے اس حدیث سے بظاہر تو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ میں کبھی روزہ نہیں رکھا ہے جب کہ ایک روایت میں منقول ہے کہ اس عشرہ میں ہر دن (علاوہ دسویں تاریخ کے یعنی پہلی تاریخ سے نویں تاریخ تک کے روزے کا ثواب ایک سال کے روزہ کے ثواب کے برابر ہے اور اس عشرہ کی ہر رات میں عبادت الہی کے لئے جاگنا شب قدر میں عبادت کے لئے جاگنے کے ثواب کے برابر ہے لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی مذکورہ بالا روایت کی مراد کے بارہ میں علماء لکھتے ہیں کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے علم کی نفی کی ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا ہے اور ظاہر ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نہ دیکھنا اس بات کی دلیل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ نہ رکھا ہو ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ میں روزہ رکھا ہو اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا علم نہ ہوا ہو، یا پھر آخری درجہ میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عشرہ کے روزے کا مذکورہ بالا ثواب تو بیان فرمایا مگر خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس عشرہ میں روزہ رکھنے کا اتفاق نہ ہوا ہو۔

2416 - اَخْبَرَنِیْ اَحْمَدُ بْنُ يَحْيٰى عَنْ اَبِیْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَاَتِهٖ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَصُوْمُ تِسْعًا مِنْ ذِی الْحِجَّةِ وَيَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ اَوَّلَ اثْنَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ وَخَمِيْسَيْنِ ۔

☆☆ ہنیدہ بن خالد' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک زوجہ محترمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحجہ کے ابتدائی 9 دنوں میں روزے رکھا کرتے تھے' عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے' اور ہر مہینے میں تین دن روزے رکھا کرتے تھے' ایک مہینے کی پہلی پیر کو اور دو جمعراتوں کو۔

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کے دن روزہ رکھا اور صحابہ کو

2416-تقدم (الحديث 2371) .

بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو وہ دن ہے جو یہود ونصاریٰ کے ہاں بڑا باعظمت ہے اور چونکہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے لہٰذا ہم روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کرنے میں یہود ونصاریٰ کی موافقت کیسے کریں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھوں گا۔

(مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 552)

عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کا سلسلہ کیسے شروع ہوا؟ اس کی وضاحت اسی باب کی تیسری فصل کی پہلی حدیث میں آئے گی جس کا حاصل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ اس دن کی کیا خصوصیت ہے کہ تم روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ یہ بڑا عظیم دن ہے اسی دن اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا چونکہ موسیٰ علیہ السلام نے بطور شکر اس دن روزہ رکھا تھا اس لئے ہم بھی روزہ رکھتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری بہ نسبت ہم موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ قریب ہیں۔

چنانچہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عاشورہ کو روزہ رکھا اور صحابہ کو روزہ رکھنے کا حکم فرمایا۔ یہ واقعہ ہجرت کے ابتدائی دنوں کا ہے گویا اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو عاشورہ کے دن روزہ رکھنے کو جو حکم دیا وہ بطور وجوب کے تھا۔ یہاں جو صورت ذکر کی گئی ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیاوی زندگی کے آخری سال میں پیش آئی ہے اس موقت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو حکم دیا وہ بطور استحباب کے ہے کیونکہ اس بارہ میں وجوب کا حکم منسوخ ہو گیا تھا اور اس کی جگہ استحباب نے لے لی اس موقع پر صحابہ نے مذکورہ بالا عرضداشت پیش کی جس کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال اس دنیا میں رہا تو نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔

اب اس میں احتمال ہے کہ یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ تھی کہ محرم کی دسویں تاریخ (عاشورہ ء) کی بجائے صرف نویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ یا یہ کہ دسویں تاریخ کو روزہ رکھوں گا اور پہلا احتمال ہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے اور اس ترمیم سے مقصد یہ تھا کہ یہود ونصاریٰ کی مخالفت ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ کو کچھ اور ہی منظور تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ سال تک اس دنیا میں تشریف فرما نہیں رہے بلکہ اسی سال ربیع الاول کے مہینہ میں واصل بحق ہو گئے اس طرح اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نویں کا روزہ نہیں رکھا مگر علماء لکھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عزم وارادہ کی بنا پر امت کے لئے محرم کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنا سنت قرار پا گیا ہے۔

محقق علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے مگر اس کے ساتھ ہی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھنا مستحب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف عاشورہ کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

2417 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ صَفْوَانَ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ

عَنِ الْحُرِّ بْنِ الصَّيَّاحِ عَنْ هُنَيْدَةَ بْنِ خَالِدٍ عَنِ امْرَاَتِهِ عَنْ بَعْضِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ الْعَشْرَ وَثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ .

☆☆ ہنیدہ بن خالد نبی اکرم ﷺ کی ایک زوجہ محترمہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ذوالحجہ کے) دس دنوں میں اور ہر مہینے کے تین دنوں میں پیر اور جمعرات کے دن روزے رکھا کرتے تھے۔

2418 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعِيْدٍ الْجَوْهَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ هُنَيْدَةَ الْخُزَاعِيِّ عَنْ اُمِّهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوَّلِ خَمِيْسٍ وَالْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ .

☆☆ سیّدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں' نبی اکرم ﷺ تین دنوں میں روزہ رکھنے کا حکم دیتے تھے (ہر مہینے کی) پہلی جمعرات' پھر اس سے اگلی پیر اور پھر اس سے اگلی پیر۔

2419 - اَخْبَرَنَا مَخْلَدُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَبِيْ اُنَيْسَةَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ صِيَامُ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ صِيَامُ الدَّهْرِ وَاَيَّامُ الْبِيْضِ صَبِيْحَةَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ہر مہینے میں تین روزے رکھ لینا پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے اور ایام بیض 13' 14' اور 15 تاریخ ہیں۔

باب ذِكْرِ الْاِخْتِلَافِ عَلٰى مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ فِي الْخَبَرِ فِيْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں تین روزہ رکھنے سے متعلق حدیث میں موسیٰ بن طلحہ سے نقل ہونے والے اختلاف کا تذکرہ

2420 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ مُوْسٰى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِيٌّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا فَوَضَعَهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَاَمْسَكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَاْكُلْ وَاَمَرَ الْقَوْمَ اَنْ يَاْكُلُوْا وَاَمْسَكَ

2417-تقدم (الحديث 2371) .

2418-تقدم (الحديث 2371) .

2419-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3222) .

2420-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2427 و 2428) مرسلاً، و في الصيد و الذبائح، الارنب (الحديث 4321) تحفة الاشراف (14624) .

الْاَعْرَابِیُّ فَقَالَ لَهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَمْنَعُكَ اَنْ تَاْكُلَ ۔ قَالَ اِنِّی اَصُوْمُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ ۔ قَالَ اِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَصُمِ الْغُرَّ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی خرگوش لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے اسے پکایا ہوا تھا' اس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رُک گئے' آپ نے اسے نہیں کھایا' آپ نے حاضرین سے کہا کہ وہ اسے کھالیں' وہ دیہاتی بھی رک گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا: تم کیوں نہیں کھا رہے ہو؟ اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' میں ہر مہینے میں تین دن روزے رکھتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم نے روزہ رکھنا ہو' تو روشن دنوں میں رکھا کرو (یعنی چودھویں رات کے آس پاس کے دنوں میں)۔

2421 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ فِطْرٍ عَنْ يَحْيٰی بْنِ سَامٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَصُوْمَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامِ الْبِيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ ہدایت کی تھی کہ ہم ہر مہینے میں تین دن ایام بیض کے روزے رکھا کریں' 13' 14' 15 (تاریخ کے دن روزے رکھا کریں)۔

2422 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰی بْنَ سَامٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَصُوْمَ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامِ الْبِيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا تھا کہ ہم ہر مہینے میں تین دن یعنی ایام بیض کے دن یعنی 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھا کریں۔

2423 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰی بْنَ سَامٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا ذَرٍّ بِالرَّبَذَةِ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صُمْتَ شَيْئًا مِنَ الشَّهْرِ فَصُمْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ ۔

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' میں نے ''ربذہ'' میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اگر تم نے مہینہ میں کوئی روزہ رکھنا ہو' تو 13' 14' اور 15 تاریخ کو رکھا کرو۔

2424 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ بَيَانِ بْنِ بِشْرٍ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِيَّةِ

2421-اخرجه الترمذي في الصوم، باب ماجاء في صوم ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 761) . وسياتي (الحديث 2422 و 2423) . تحفة الاشراف (11988) .

2422-تقدم (الحديث 2461) .

2423-تقدم (الحديث 2461) .

2424-انفرد به النسائي ، وسياتي (الحديث 2425) و في الصيد و الذبائح، الارنب (الحديث 4322) . تحفة الاشراف (12006) .

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ عَلَیْكَ بِصِیَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا خَطَأٌ لَیْسَ مِنْ حَدِیْثِ بَیَانٍ وَّلَعَلَّ سُفْیَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اثْنَانِ فَسَقَطَ الْاَلِفُ فَصَارَ بَیَانٌ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے فرمایا: تم پر 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنا لازم ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے' اس روایت کے راوی کا نام بیان نہیں ہے' ہوسکتا ہے' سفیان نے یہ کہا ہو کہ مجھے دوآدمیوں نے حدیث سنائی ہے' تو اس لفظ میں سے الف گر گیا ہو اور لفظ بیان رہ گیا ہو۔

2425 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ قَالَ حَدَّثَنَا رَجُلَانِ مُحَمَّدٌ وَّحَكِیْمٌ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِیَّةِ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلاً بِصِیَامِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

2426 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِیْمٍ عَنْ بَكْرٍ عَنْ عِیْسٰی عَنْ مُحَمَّدٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ طَلْحَةَ عَنِ ابْنِ الْحَوْتَكِیَّةِ قَالَ قَالَ اُبَیٌّ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهٗ اَرْنَبٌ قَدْ شَوَاهَا وَخُبْزٌ فَوَضَعَهَا بَیْنَ یَدَیِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ اِنِّیْ وَجَدْتُهَا تَدْمٰی . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ لَا یَضُرُّ كُلُوْا . وَقَالَ لِلْاَعْرَابِیِّ كُلْ . قَالَ اِنِّیْ صَائِمٌ . قَالَ صَوْمُ مَاذَا . قَالَ صَوْمُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ مِنَ الشَّهْرِ . قَالَ اِنْ كُنْتَ صَائِمًا فَعَلَیْكَ بِالْغُرِّ الْبِیْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الصَّوَابُ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ وَّیُشْبِهُ اَنْ یَكُوْنَ وَقَعَ مِنَ الْكُتَّابِ ذَرٌّ فَقِیْلَ اُبَیٌّ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ' حوتکیہ کے صاحبزادے کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرے والد نے یہ بات بتائی ہے' ایک دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' وہ ایک خرگوش لے کر آیا تھا جسے اس نے بھونا ہوا تھا' ساتھ روٹی بھی تھی' اس نے وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھ دیا' پھر اس نے بتایا: یہ حیض کی حالت میں تھا (یعنی مادہ خرگوش ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: یہ چیز نقصان نہیں دے گی تم اسے کھالو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دیہاتی سے فرمایا: تم بھی کھالو' اس نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کس بات کا روزہ رکھا ہوا ہے' اس نے عرض کی: ہر مہینے میں تین دنوں والا روزہ۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم نے روزہ رکھنا ہوتا ہے' تو تین سفید روشن دنوں میں روزہ رکھا کرو' یعنی 13' 14' اور 15 تاریخ کو۔

2425-تقدم (الحدیث 2424) .

2426-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (78) .

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں' درست روایت یہ ہے' یہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے' یہ بھی ہو سکتا ہے' لکھنے والوں نے اس میں سے لفظ ''ذر'' گرادیا ہو' اور صرف لفظ ''ابی'' رہ گیا ہو۔

2427 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَحْيَى بْنِ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَعْنٍ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ وَّكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَدَّ يَدَهُ اِلَيْهَا فَقَالَ الَّذِيْ جَاءَ بِهَا اِنِّيْ رَاَيْتُ بِهَا دَمًا . فَكَفَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ وَاَمَرَ الْقَوْمَ اَنْ يَّاْكُلُوْا وَكَانَ فِي الْقَوْمِ رَجُلٌ مُنْتَبِذٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ . قَالَ اِنِّيْ صَائِمٌ . فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا ثَلَاثَ الْبِيْضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' ایک دیہاتی خرگوش لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک اس کی طرف بڑھایا تو جو شخص اسے لے کر آیا تھا' اس نے کہا: میں نے اس میں خون دیکھا ہے (یعنی یہ مادہ خرگوش ہے) تو نبی اکرم ﷺ نے اپنا دستِ مبارک پیچھے کرلیا' آپ نے حاضرین کو یہ ہدایت کی کہ وہ اسے کھالیں' حاضرین میں سے ایک صاحب پیچھے بیٹھے رہے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: تم نے ایامِ بیض کے 13' 14' اور 15 تاریخ (کو روزہ کیوں نہیں رکھا)۔

2428 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ اُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَرْنَبٍ قَدْ شَوَاهَا رَجُلٌ فَلَمَّا قَدَّمَهَا اِلَيْهِ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ بِهَا دَمًا فَتَرَكَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَاْكُلْهَا وَقَالَ لِمَنْ عِنْدَهُ كُلُوْا فَاِنِّيْ لَوِ اشْتَهَيْتُهَا اَكَلْتُهَا . وَرَجُلٌ جَالِسٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ادْنُ فَكُلْ مَعَ الْقَوْمِ .

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ صَائِمٌ . قَالَ فَهَلَّا صُمْتَ الْبِيْضَ . قَالَ وَمَا هُنَّ قَالَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھنا ہوا خرگوش پیش کیا گیا' جب اس شخص نے اسے آپ کے سامنے پیش کیا' تو اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے اس میں خون دیکھا تھا تو نبی اکرم ﷺ نے اسے ترک کردیا' آپ نے اسے نہیں کھایا' آپ نے اپنے پاس موجود لوگوں سے فرمایا: تم لوگ اسے کھالو' اگر مجھے اس کی اشتہاء ہوتی' تو میں بھی اسے کھالیتا' ایک شخص وہاں بیٹھا ہوا تھا' نبی اکرم ﷺ نے اسے فرمایا: آگے ہو جاؤ! تم بھی لوگوں کے ساتھ کھاؤ' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے روزہ رکھا ہوا ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے ایامِ بیض کے روزے کیوں نہیں رکھے' اس نے دریافت کیا: وہ کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: 13' 14' اور 15 تاریخ کے (روزے)۔

2429 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَنَسُ بْنُ سِيْرِيْنَ عَنْ رَجُلٍ

2427-تقدم (الحديث 2420) .

2428-تقدم (الحديث 2420) .

يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الْمَلِكِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَاْمُرُ بِهٰذِهِ الْاَيَّامِ الثَّلَاثِ الْبِيضِ وَيَقُوْلُ هُنَّ صِيَامُ الشَّهْرِ .

☆☆ عبدالملک اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ان تین دنوں یعنی ایام بیض کے روزے رکھنے کی ہدایت کرتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے: یہ پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2430 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ سِيرِيْنَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ اَبِى الْمِنْهَالِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهُمْ بِصِيَامِ ثَلَاثَةِ اَيَّامِ الْبِيضِ قَالَ هِيَ صَوْمُ الشَّهْرِ .

☆☆ عبدالملک اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے انہیں ایام بیض کے 3 روزے رکھنے کی ہدایت کی تھی اور یہ فرمایا تھا: یہ پورا مہینہ روزے رکھنے کے مترادف ہے۔

2431 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ سِيرِيْنَ قَالَ حَدَّثَنِى عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ قُدَامَةَ بْنِ مِلْحَانَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِصَوْمِ اَيَّامِ اللَّيَالِى الْغُرِّ الْبِيضِ ثَلَاثَ عَشْرَةَ وَاَرْبَعَ عَشْرَةَ وَخَمْسَ عَشْرَةَ .

☆☆ عبدالملک بن قدامہ اپنے والد کا یہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ ہمیں تین روشن دنوں یعنی 13' 14' اور 15 تاریخ کو روزہ رکھنے کی ہدایت کرتے تھے۔

باب صَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنَ الشَّهْرِ

یہ باب ہے کہ ہر مہینے میں دو روزے رکھنا

2432 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنِى سَيْفُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ مِنْ خِيَارِ الْخَلْقِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ اَبِى نَوْفَلِ بْنِ اَبِى عَقْرَبٍ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ صُمْ يَوْمًا مِنَ الشَّهْرِ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِى زِدْنِى . قَالَ تَقُوْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِى زِدْنِى يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ زِدْنِى زِدْنِى اِنِّى اَجِدُنِى قَوِيًّا . فَقَالَ زِدْنِى زِدْنِى اَجِدُنِى قَوِيًّا . فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهُ لَيَرُدُّنِى قَالَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ ابونوفل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ سے روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا'

2429-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب في صوم الثلاث من كل شهر (الحديث 2449) . سياتي (الحديث 2430 و 2431) . واخرجه ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في صيام ثلاثة ايام من كل شهر (الحديث 1707) . تحفة الاشراف (11071) .

2430-تقدم (الحديث 2429) .

2431-تقدم (الحديث 2429) .

2432-انفرد به النسائي، وسياتي في الصيام، صوم يومين من الشهر (الحديث 2433) . تحفة الاشراف (12071) .

تو آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک دن روزہ رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مزید کے بارے میں حکم دیجئے' مزید کے بارے میں حکم دیجئے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم یہ کہہ رہے ہو' اے اللہ کے رسول! مجھے مزید کی اجازت دیجئے' مجھے مزید کی اجازت دیجئے' تو ہر مہینے میں دو دن رکھ لیا کرو' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! مزید کی اجازت دیجئے' مزید کی اجازت دیجئے' کیونکہ میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' اس نے عرض کی: مزید کی اجازت دیجئے' مزید کی اجازت دیجئے' میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' پھر نبی اکرم ﷺ خاموش ہو گئے' یہاں تک کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ شاید آپ یہ درخواست مسترد کر دیں گے' تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

2433 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْاَسْوَدُ بْنُ شَيْبَانَ عَنْ اَبِىْ نَوْفَلِ بْنِ اَبِىْ عَقْرَبٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ سَاَلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الصَّوْمِ فَقَالَ صُمْ يَوْمًا مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . وَاسْتَزَادَهٗ قَالَ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ اَجِدُنِىْ قَوِيًّا فَزَادَهٗ قَالَ صُمْ يَوْمَيْنِ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ . فَقَالَ بِاَبِىْ اَنْتَ وَاُمِّىْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَجِدُنِىْ قَوِيًّا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اَجِدُنِىْ قَوِيًّا اِنِّىْ اَجِدُنِىْ قَوِيًّا . فَمَا كَادَ اَنْ يَزِيْدَهٗ فَلَمَّا اَلَحَّ عَلَيْهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ .

☆☆ ابونوفل اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے روزے کے بارے میں دریافت کیا' تو آپ نے فرمایا: ہر مہینے میں ایک روزہ رکھ لیا کرو' انہوں نے مزید کی اجازت دینے کی درخواست کی تو عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں' میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں مزید کی اجازت دی اور فرمایا: تم ہر مہینے میں دو دن روزے رکھ لیا کرو' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' اس نے عرض کی: میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں' میں خود کو قوی محسوس کرتا ہوں۔ (راوی کہتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ نے مزید کی اجازت نہیں دینی تھی' لیکن جب انہوں نے اصرار کیا' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ہر مہینے میں تین دن روزے رکھ لیا کرو۔

اعمال میں میانہ روی کی اہمیت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا نصف معیشت ہے انسانوں سے دوستی نصف عقل ہے اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے ان چار روایتوں کو بیہقی نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 996)

حدیث کے پہلے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اپنے اور اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی خرچ کرنے میں نہ تو اسراف کرنا اور نہ تنگی کرنا بلکہ میانہ روای اختیار کرنا زندگی کا آدھا سرمایہ ہے بایں طور کہ انسان کی معاشی زندگی کا دارومدار دو چیزوں پر ہے ایک تو آمدنی دوسری خرچ اور ان دونوں کے درمیان توازن خوشحالی کی علامت ہے اور معیشت کے مستحکم ہونے کا ذریعہ بھی ہے لہٰذا جس طرح آمدنی کے توازن کا بگڑنا، خوش حالی کے منافی اور معشت کے عدم استحکام کا سبب ہے اسی طرح اگر اخراجات کا توازن بگڑ

2433-تقدم (الحديث 2432) .

جائے تو نہ صرف خوش حالی مفقود ہوگی بلکہ معیشت کا سارا ڈھانچہ درہم برہم ہو جائے گا لہٰذا مصارف میں اعتدال کرنا میانہ روی اختیار کرنا معیشت کا نصف حصہ ہوا۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ اچھے لوگوں کے ساتھ محبت ظاہر کرنا اور ان کی محبت کو اپنے معاملات و احوال میں خیر و برکت کا سر چشمہ جاننا اس عقل کا نصف حصہ ہے جو حسن معاشرت کی ضامن ہے گویا پوری عقل مندی یہ ہے کہ انسان کوئی کسب و پیشہ اور سعی و محنت کر کے جائز روزی حاصل کرے اور اس کے ساتھ آپس میں محبت و مروت کے جذبات بھی رکھے۔

حدیث کے تیسرے جز کا مطلب یہ ہے کہ کسی علمی مسئلہ میں خوب سوچ سمجھ کر اور اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے کیونکہ جو شخص سوال کرنے میں دانا اور سمجھ دار ہوتا ہے اسی چیز کے بارے میں سوال کرتا ہے جو بہت زیادہ ضروری ہو اور بہت کار آمد ہو اور چونکہ وہ اپنے علم میں اضافہ کا متمنی ہوتا ہے اواس کے ساتھ ہی وہ پوچھی جانے والی چیزوں کے درمیان تمیز کرنا جانتا ہے کہ کیا پوچھنا چاہیے اور کس سے پوچھنا چاہیے اس لئے جب وہ اپنے سوال کا جواب پالیتا ہے تو حل طلب مسئلہ میں اس کا علم پورا ہو جاتا ہے اس اعتبار سے گویا علم کی دو قسمیں ہوئیں ایک تو سوال اور دوسرے جواب۔

رہی یہ بات کہ اچھی طرح سوال کرنے کا مطلب تو جاننا چاہیے کہ اچھے سوال کا اطلاق اس سوال پر ہوتا ہے کہ جس کے تمام پہلوؤں کی تحقیق کر لی گئی ہو۔ اس میں جتنے احتمالات پیدا ہو سکتے ہیں ان سب کی واقفیت ہوتا کہ شافی کافی جواب پائے اور جواب میں کوئی پہلو تشنہ نہ رہنے پائے اس طرح کا سوال بذات خود علم کی ایک شق ہوگا اور اس پر یہ اشکال وارد نہ ہوگا کہ جب سوال کرنا جہل اور تردد پر دلالت کرتا ہے تو سوال کرنے کو نصف علم کس طرح کہا گیا ہے تاہم مذکورہ اشکال کے پیش نظر ایک بات یہ بھی کہی جا سکتی ہے کہ جو شخص خوب سوچ سمجھ کر اور صحیح اندازہ میں سوال کرتا ہے کہ اس کے بارے میں یہی سمجھا جاتا ہے کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جو علمی ذوق کا حامل ہے اور علم میں اپنا کچھ حصہ ضرور رکھتا ہے اور اس بات کا خواہش مند ہے کہ اپنے ناقص علم کو پورا کرے لہٰذا اس کے سوال کو نصف علم کہنا موزوں ہوگا اس کے برخلاف جو شخص بغیر سوچے سمجھے اس اور خراب انداز میں سوال کرتا ہے وہ اپنے اس سوال کے ذریعہ اپنے نقصان عقل و کمال اور جہالت پر دلالت کرتا ہے۔

حاصل یہ ہے کہ سوال کی نوعیت اور سوال کرنے کا انداز سوال کرنے والے کی شخصیت و حالت پر بذات خود دلالت کرتا ہے اور اس کے سوال کی روشنی میں یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہوتا کہ یہ شخص بالکل ہی جاہل ہے یا علم سے کچھ سروکار رکھتا ہے جس شخص میں علم و عقل کی روشنی ہوگی یہ سوال بھی عالمانہ اور عاقلانہ ہوگا۔ اور جو شخص نرا جاہل ہوگا اس کی اور باتوں کی طرح اس کا سوال بھی جاہلانہ اور عامیانہ ہوگا جیسا کہ کسی نے کہا کہ جب جاہل بات کرتا ہے تو گدھے کی طرح معلوم ہوتا ہے اور جب چپ رہتا ہے تو دیوار کی طرح معلوم ہوتا ہے۔

غیر مفسدات صوم چیزوں کا بیان

کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، خواہ روزہ فرض ہو یا نفل کسی شخص نے بھول کر جماع شروع کیا پھر فوراً ہی یاد آ گیا کہ روزہ دار ہوں تو اگر اس نے یاد آتے ہی فوراً اپنا عضو مخصوص

شرمگاہ سے باہر نکال لیا تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اور اگر نہ نکالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ اس صورت میں اس روزے کی قضا لازم ہوگی کفارہ ضروری نہیں ہوگا مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ کا ضروری نہ ہونا اس صورت سے متعلق ہے جب کہ اپنے بدن کو حرکت نہ دے یعنی یاد آ جانے کے بعد دھکا نہ لگائے۔ جس سے کہ انزال ہو جائے کیونکہ اگر دھکا لگائے تو کفارہ لازم ہوگا جیسا کہ اگر کوئی شخص یاد آ جانے کے بعد عضو مخصوص باہر نکال کر پھر داخل کرے تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے قصداً جماع میں مشغول ہو گیا اور اسی دوران فجر طلوع ہو گئی تو اسے فوراً علیحدہ ہو جانا ضروری ہوگا اگر نہ صرف یہ کہ فوراً علیحدہ نہ ہو بلکہ بدن کو حرکت بھی دے تو اس صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔ ہاں بدن کو حرکت نہ دے اور علیحدہ بھی نہ ہو تو صرف روزہ فاسد ہو جائے اگر کوئی شخص طلوع فجر کے خوف سے جماع سے علیحدہ ہو جائے اور پھر طلوع فجر کے بعد جماع سے علیحدہ ہو جانے کی صورت میں انزال ہو جائے تو اس سے روزہ پر اثر نہیں پڑے گا۔

اگر کوئی شخص بھول کر کچھ کھا پی رہا ہو تو دوسرے لوگوں کو اسے یاد دلانا چاہئے کیونکہ ایسی حالت میں اسے یاد نہ دلانا مکروہ ہے بشرطیکہ اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت ہو اور وہ بغیر کسی مشقت کے رات تک اپنا روزہ پورا کرنے کی طاقت رکھتا ہو اگر کوئی شخص اسے یاد دلا دے اور پھر بھی اسے یاد نہ آئے اور وہ کھا پی لے تو اس صورت میں اس پر قضا لازم ہوگی۔

اگر اس شخص میں روزہ رکھنے کی قوت نہ ہو تو اسے یاد نہ دلانا ہی اولیٰ ہے۔ عورت کی شرمگاہ کی طرف نظر ڈالنے کی وجہ سے انزال ہونے کی صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا اس بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جانور کے ساتھ فعل بد کرنے سے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر انزال نہ ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ صرف فعل بد کی وجہ سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ جلق کے ذریعے انزال ہو جانے کی صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم آتی ہے کفارہ ضروری نہیں ہوتا اس بارے میں یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ یہ فعل قبیح (جلق) غیر رمضان میں بھی حلال نہیں ہے جب کہ اسے قضاء شہوت مقصود ہو ہاں اگر تسکین شہوت مقصود ہو تو پھر امید ہے کہ اس صورت میں کوئی وبال نہیں ہوگا یعنی اگر کوئی شخص محض لذت حاصل کرنے کے لئے اس فعل میں مبتلا ہو تو اس کے لئے یہ قطعاً حلال نہیں ہے۔

اور اگر اضطراب و بیقراری کی یہ حالت ہو کہ اس فعل کے ذریعے منی خارج نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو اور وہ جلق کرے تو پھر امید ہے کہ وہ گنہگار نہ ہو لیکن اس پر مداومت بہر صورت گناہ کا باعث ہے۔

کسی عورت کا تصور کرنے سے انزال ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا اسی طرح دو عورتوں کا آپس میں فعل بد کرنا جیسے چپٹی لگانا بھی کہا جاتا ہے روزہ کو نہیں توڑتا بشرطیکہ انزال نہ ہو اگر انزال ہوگا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم آئے گی۔

تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ مسامات کے ذریعے کسی چیز کا بدن میں داخل ہونا روزے کے منافی نہیں ہے یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کوئی شخص نہائے اور اس کے جگر کو ٹھنڈک پہنچے اسی طرح سرمہ لگانے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا، اگر چہ اس کا مزہ حلق

میں محسوس ہو یا اس کا رنگ رینٹ اور تھوک میں ظاہر ہو کیونکہ آنکھ اور دماغ کے درمیان کوئی نہیں ہے اسی لئے آنکھوں سے آنسو بھی ٹپک کر نکلتے ہیں جیسا کہ کسی چیز کا عرق کشید ہوتا ہے اور یہ بتایا ہی جا چکا ہے کہ جو چیز مسامات کے ذریعے بدن میں داخل ہوتی ہے وہ روزہ کے منافی نہیں ہے۔

پھر یہ کہ سرمہ کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ کی حالت میں سرمہ لگایا کرتے تھے اسی طرح اگر آنکھ میں دوا یا دودھ تیل کے ساتھ ڈالا جائے اور اس کا مزہ یا اس کی تلخی حلق میں محسوس ہو تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اگر کوئی شخص کوئی چیز یعنی روئی وغیرہ نگل جائے درآنحالیکہ وہ کسی ڈورے میں بندھی ہو اور ڈورہ اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا جب تک وہ ڈورے سے کھل کر پیٹ میں نہ گر جائے اگر ڈورے سے کھل کر گر پڑے گی تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

اور اگر کوئی حلق میں لکڑی یا اسی کی مانند کوئی اور چیز داخل کرے اور اس کا دوسرا سرا اس کے ہاتھ میں ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی انگلی مقعد میں داخل کرے یا کوئی عورت اپنی شرمگاہ میں داخل کرے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ ہاں اگر انگلی پانی یا تیل سے تر ہوگی تو ٹوٹ جائے گا۔ سینگی اور غیبت سے روزہ فاسد نہیں ہوتا البتہ روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے محض افطار کی نیت کرنے سے جب کہ کچھ کھائے پئے نہیں روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، کسی شخص کے حلق میں بے قصد و بے اختیار دھواں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ اس سے بچنا قطعاً ناممکن ہے۔

اگر کوئی شخص احتیاط کے پیش نظر ایسے موقعہ پر اپنا منہ بند بھی کر لے تو دھواں ناک کے ذریعے داخل ہوگا، لہٰذا یہ تری کی قسم سے ہے جو کلی کے بعد منہ میں باقی رہتی ہے اور جس سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا، ہاں اگر قصداً کوئی شخص اپنے حلق میں دھواں داخل کرے گا اور داخل کرنا کسی بھی صورت سے ہو تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دھواں عنبر کا ہو یا اگر بتی کا یا ان کے علاوہ کسی بھی چیز کا لہٰذا اگر کوئی شخص خوشبو کی کوئی چیز جلا کر اس کا دھواں اپنی طرف لے گا اور اس کو سونگھے گا باوجودیکہ اسے یہ یاد ہو کہ میں روزہ دار ہوں تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس کے لئے اس سے بچنا ممکن ہے اس مسئلہ سے اکثر لوگ غافل ہیں اس بارے میں احتیاط پیش نظر رہنی چاہئے یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ اس مسئلے کو مشک و گلاب اور دیگر خوشبو کے سونگھنے پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ محض خوشبودار دھوئیں کے اس جوہر میں جو قصداً حلق میں داخل کیا جائے جو فرق ہے وہ سب ہی جانتے ہیں۔

اسی طرح حقہ کے دھوئیں سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے کیونکہ وہ قصداً کھینچا جاتا ہے اور اس سے نفس کو تسکین ہوتی ہے اور اکثر حالت میں بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔ پسینہ اور آنسو حلق میں جانے سے روزہ پر اثر نہیں پڑتا جب کہ وہ تھوڑی مقدار میں ہوں ہاں اگر وہ زیادہ مقدار میں جائیں کہ جس سے حلق میں نمکینی محسوس ہو تو روزہ ٹوٹ جائے گا کسی خوشبو کی چیز مثلاً پھول و عطر وغیرہ سونگھنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔

کسی شخص کے حلق میں غبار یا چکی پیستے ہوئے آٹا یا مکھی جائے یا دوائیں کوٹتے ہوئے یا ان کی پڑیا باندھتے ہوئے اس میں سے کچھ اڑ کر حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ ان چیزوں سے بچنا ناممکن ہے۔

کوئی روزہ دار حالت جنابت میں صبح کو اٹھے تو اس کا روزہ فاسد نہیں ہوگا اگرچہ وہ پورے دن یا کئی دن تک اسی طرح رہے اور غسل پاکی نہ کرے البتہ نجس رہنے اور نماز وغیرہ پڑھنے کی وجہ سے ثواب سے محروم رہے گا۔

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اپنے عضو مخصوص کے سوراخ میں دوا یا تیل ڈالے یا اسی طرح سلائی وغیرہ داخل کرائے تو اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ کے قول کے مطابق روزہ فاسد نہیں ہوگا کیونکہ مثانہ نہ صرف یہ کہ جوف سے خارج ہے بلکہ مثانہ میں سے اندر کو راستہ نہیں ہے اسی لئے پیشاب بھی ٹپک کر نکلتا ہے البتہ امام ابو یوسف کے نزدیک مذکورہ بالا صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر یہ چیزیں مثانہ تک نہ پہنچیں بلکہ عضو مخصوص کی اندرونی نالی تک ہی محدود رہیں تو تینوں حضرات کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

کوئی شخص پانی میں بیٹھ جائے اور پانی اس کے کان میں چلا جائے یا وہ تنکے سے اپنا کان کھجلائے اور تنکے پر کان کا میل ظاہر ہو اور پھر وہ اس تنکے کو کان میں ڈالے اور اس طرح کئی مرتبہ کرے تب بھی روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کسی شخص کی ناک میں دماغ سے اتر کر بلغم آ جائے اور وہ اس کو چڑھا جائے یا نگل جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں تو روزہ نہیں ٹوٹتا،

کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ منقطع نہ ہو بلکہ مثل تار کے لٹک کر ٹھوڑی تک پہنچ جائے اور پھر وہ اس لعاب کو اوپر کھینچ کر نگل جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا، ہاں اگر لعاب لٹکتا نہ بلکہ منقطع ہو کر گر جائے اور پھر وہ اسے منہ میں ڈال لے تو روزہ جاتا رہے گا، منہ بھر بلغم نگل جانے سے امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ جاتا رہتا ہے مگر امام اعظم کے نزدیک اس سے روزہ نہیں جاتا امام شافعی کے نزدیک جب کہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور اس کے باوجود نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے۔

بے اختیار قے ہو جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا خواہ قے کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ اسی طرح صورت میں بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا جب کہ آئی ہوئی قے بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے خواہ وہ کسی قدر ہو لیکن امام ابو یوسف کے نزدیک اس صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے ہاں اگر وہ قصداً نگل جائے اور منہ بھر کر ہو تو سب ہی کے نزدیک روزہ جاتا رہے گا البتہ کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

اور اگر منہ بھر کر نہیں ہوگی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اگر کوئی شخص قصداً قے کرے اور منہ بھر کر ہو تو متفقہ طور پر مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام ابو یوسف کے نزدیک روزہ فاسد نہیں ہوگا اور صحیح یہی ہے حضرت امام محمد کا قول ہے کہ منہ بھر کر نہ ہونے کی صورت میں روزہ جاتا رہتا ہے۔

جو قے عمداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو اور وہ بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا، قصداً نگل جانے کے بارے میں دو قول ہیں صحیح قول یہ ہے کہ اس صورت میں روزہ فاسد نہیں ہوگا۔ کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے ہو اور رات میں

دانتوں کے درمیان باقی رہ گئی ہوتو دن میں اسے نگل جانے سے روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

اسی طرح کسی کے دانتوں سے یا منہ کے کسی دوسرے اندرونی حصے سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے تو روزہ نہیں جاتا بشرطیکہ وہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پیٹ میں پہنچ جائے مگر تھوک کے ساتھ مخلوط ہوکر اور تھوک سے کم اور اس کا مزہ حلق میں محسوس نہ ہو اگر خون پیٹ تک پہنچ جائے گا اور وہ تھوک پر غالب ہوگا یا تھوک کے برابر ہوگا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

اگر کوئی شخص بقدر تل کوئی چیز باہر سے منہ میں ڈال کر چبائے اور وہ منہ میں پھیل بھی جائے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا بشرطیکہ حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو، ہاں اگر وہ چیز منہ میں پھیلے نہیں نیز اس کا مزہ حلق میں محسوس ہو یا یہ کہ بغیر چبائے ہی اس چیز کو نگل جائے اور حلق میں اس کا مزہ محسوس نہ ہو تب بھی روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر وہ چیز ان چیزوں میں سے ہوگی جن سے کفارہ لازم آتا ہے تو کفارہ ضروری ہوگا نہیں تو قضاء لازم آئے گی۔

روزے کے فاسد ہونے کے سبب قضاء وکفارے کے لازم ہونے کا بیان

سب سے پہلے یہ بات جان لینی ضروری ہے کہ روزہ فاسد ہو جانے کی صورت میں کفارہ کن لوگوں پر اور کن حالات میں لازم ہوگا۔ کفارہ اس وقت لازم ہوتا ہے جب کہ روزہ رکھنے والا مکلف یعنی عاقل و بالغ ہو، روزہ رمضان کا ہو اور رمضان ہی کے مہینے میں ہو یعنی رمضان کے قضاء روزوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوتا، نیت رات ہی سے کئے ہوئے ہو اگر طلوع فجر کے بعد نیت کی ہوگی، تو روزہ توڑنے پر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

روزہ توڑنے کے بعد ایسا کوئی امر پیش نہ آئے جو کفارہ کو ساقط کر دینے والا ہو جیسے حیض ونفاس، اگر روزہ توڑنے کے بعد ان میں سے کوئی چیز پیش نہ آئے جس سے کفارہ ساقط ہو جاتا ہے، جیسے سفر کہ اگر کوئی شخص سفر کی حالت میں روزہ توڑے گا تو کفارہ لازم نہیں آئے ہاں اگر کوئی شخص سفر سے پہلے روزہ توڑ دے گا تو کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔

لہٰذا جب یہ تمام شرائط پائی جائیں گی اور مندرجہ ذیل مفسدات صوم (روزہ کو توڑنے والی چیزوں) میں سے کوئی صورت پیش آئے گی تو کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوں گے۔ اس کے بعد اب دیکھئے کہ وہ کون سی چیزیں اور صورتیں ہیں جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور جن کی وجہ سے کفارہ اور قضا دونوں لازم ہوتے ہیں۔

جماع کرنا، اغلام کرنا ان دونوں صورتوں میں فاعل اور مفعول دونوں پر کفارہ اور قضا لازم آتی ہے کھانا پینا خواہ بطور غذا یا بطور دوا۔ غذائیت کے معنی اور محمول میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ غذا کا محمول اس چیز پر ہوگا جس کو کھانے کے لئے طبیعت خواہش کرے اور اس کے کھانے سے پیٹ کی خواہش کا تقاضہ پورا ہوتا ہو۔ بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ غذا کی چیز وہ کہلائے گی جس کے کھانے سے بدن کی اصلاح ہو اور بعض حضرات کا یہ کہنا ہے کہ غذا انہیں چیزوں کو کہیں گے جو عادۃً کھائی جاتی ہو۔

لہٰذا اگر کوئی شخص بارش کا پانی، اولہ اور برف نگل جائے یا کچا گوشت کھائے خواہ وہ مردار ہی کا کیوں نہ ہو تو کفارہ لازم ہوگا

اسی طرح چربی، خشک کیا ہوا گوشت اور گیہوں کھانے سے بھی کفارہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر ایک آدھ گیہوں منہ میں ڈال کر چبایا جائے اور وہ منہ میں پھیل جائے تو کفارہ لازم نہیں ہوتا۔

اپنی بیوی یا محبوب کا تھوک نگل جانے سے بھی کفارہ واجب ہوتا ہے کیونکہ اس میں بھی طبیعت کی خواہش کا دخل ہوتا ہے۔ ہاں ان کے علاوہ دوسروں کا تھوک نگلنے کی صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوتا، البتہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے نمک کو کم مقدار میں کھانے سے تو کفارہ لازم ہوتا ہے زیادہ مقدار میں کھانے سے نہیں۔

مستغنی میں اس قول کو روایت مختار کہا گیا لیکن خلاصہ اور بزازیہ میں لکھا ہے کہ مختار (یعنی قابل قبول اور لائق اعتماد) مسئلہ یہ ہے کہ مطلقاً نمک کھانے سے کفارہ واجب ہوتا ہے یعنی خواہ نمک زیادہ یا کم ہو۔ اگر بغیر بھنا جو کھایا جائے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ کچا جو نہیں جاتا، لیکن یہ خشک جو کا مسئلہ ہے۔

اگر تازہ خوشہ میں سے جو نکال کر بغیر بھنا ہوا بھی کھایا جائے گا تو کفارہ لازم آئے گا۔ گل ارمنی کے علاوہ وہ مٹی مثلاً ملتانی وغیرہ کھانے کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر وہ عادۃً کھائی جاتی ہو تو اس پر بھی کفارہ لازم آئے گا اور اگر نہ کھائی جاتی ہو تو پھر کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ ایک حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں الغیبۃ تفطر الصیام (غیبت روزہ کو ختم کر دیتی ہے) بظاہر تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی روزہ دار غیبت کرے گا تو اس کا روزہ جاتا رہے گا لیکن علماء امت نے اجتماعی طریقے پر اس حدیث کی تاویل یہ کی ہے کہ حدیث کی مراد یہ نہیں ہے کہ غیبت کرنے سے روزہ جاتا رہتا ہے بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ جو روزہ دار غیبت میں مشغول ہوگا اس کے روزے کا ثواب جاتا رہے گا۔

حدیث اور اس کی تاویل ذہن میں رکھئے اور اب یہ مسئلہ سنئے کہ اگر کسی شخص نے کسی کی غیبت کی اور اس کے بعد قصداً کھانا کھا لیا تو اس پر کفارہ لازم آئے گا خواہ اسے یہ حدیث معلوم ہو یا معلوم نہ ہو اور خواہ حدیث کی مذکورہ بالا تاویل اس کے علم میں ہو یا علم میں نہ ہو نیز یہ کہ مفتی نے کفارہ لازم ہونے کا فتویٰ دیا ہو یا نہ دیا ہو کیونکہ حدیث اور اس کی تاویل سے قطع نظر غیبت کے بعد روزہ کا ختم ہونا قطعاً خلاف قیاس ہے۔

اسی طرح ایک حدیث ہے افطر الحاجم والمحجوم (پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے دونوں کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے) اس حدیث کی بھی یہ تاویل کی گئی ہے کہ پچھنے لگوانے سے چونکہ روزہ دار کو کمزوری لاحق ہو جاتی ہے اور زیادہ خون نکلنے کی صورت میں روزہ توڑ دینے کا خوف ہو سکتا ہے اسی طرح پچھنے لگانے والے کے بارے میں بھی یہ امکان ہوتا ہے کہ خون کا کوئی قطرہ اس کے پیٹ میں پہنچ جائے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احتیاط کے پیش نظر یہ فرمایا کہ روزہ جاتا رہتا ہے ورنہ حقیقت میں پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹتا نہیں۔

حدیث الغیبۃ تفطر الصیام کے برخلاف اس کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص پچھنے لگانے یا لگوانے کے بعد اس حدیث کے پیش نظر اس گمان کے ساتھ کہ روزہ جاتا رہا ہے۔ قصداً کچھ کھا پی لے تو اس پر کفارہ صرف اسی صورت میں لازم آئے گا جب کہ وہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تاویل سے جو جمہور علماء سے منقول ہے واقف ہو یا یہ کہ کسی فقیہ اور مفتی نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ پچھنے

لگوانے یا لگانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر چہ اس کا یہ فتویٰ حقیقت کے خلاف ہوگا اور اس کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔

اور اگر اسے حدیث مذکور کی تاویل معلوم نہ ہوگی تو کفارہ لازم نہیں ہوگا الغیبۃ تفطر الصیام و افطر الحاجم والمحجوم دونوں حدیثوں کے احکام میں مذکورہ بالا فرق اس لئے ہے کہ غیبت سے روزہ کا ٹوٹنا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق تمام علماء امت کا اتفاق ہے جب کہ پچھنے سے روزہ کا ٹوٹ جانا نہ صرف یہ کہ خلاف قیاس نہیں ہے بلکہ اس حدیث کی مذکورہ بالا تفریق پر تمام علماء امت کا اتفاق ہے کیونکہ بعض علماء مثلاً امام اوزاعی وغیرہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم پر عمل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پچھنے لگانے یا لگوانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

ایسے ہی کسی شخص نے شہوت کے ساتھ کسی عورت کو ہاتھ لگایا، یا کسی عورت کا بوسہ لیا، یا کسی عورت کے ساتھ ہم خواب ہوا، یا کسی عورت کے ساتھ بغیر انزال کے مباشرت فاحشہ کی یا سرمہ لگایا، یا فصد کھلوائی یا کسی جانور سے بدفعلی کی مگر انزال نہیں ہوا یا اپنی دبر میں انگلی داخل کی اور یہ گمان کر کے کہ روزہ جاتا رہے گا۔

اس نے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اس صورت میں بھی کفارہ اسی وقت لازم ہوگا جب کہ کسی فقیہ یا مفتی نے مذکورہ بالا چیزوں کے بارے میں یہ فتویٰ دیا ہو کہ ان سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اگر چہ اس کا یہ فتویٰ غلط اور حقیقت کے خلاف ہوگا اگر مفتی فتویٰ نہیں دے گا تو کفارہ لازم نہیں ہوگا کیونکہ مذکورہ بالا چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔

اس عورت پر کفارہ واجب ہوگا جس نے روزہ کی حالت میں کسی ایسے مرد سے برضا و رغبت اور بخوشی جماع کرایا جو جماع کرنے پر مجبور کر دیا گیا تھا چنانچہ کفارہ صرف عورت پر واجب ہوگا اس مرد پر نہیں۔ کسی عورت نے یہ جانتے ہوئے کہ فجر طلوع ہو گئی ہے اسے اپنے خاوند سے چھپایا، چنانچہ اس کے خاوند نے اس سے صحبت کر لی اور اسے یہ معلوم نہیں تھا کہ فجر طلوع ہوگئی ہے تو اس صورت میں بھی صرف عورت پر کفارہ واجب ہوا اور مرد پر واجب نہیں ہوگا۔

فسادصوم کے سبب صرف کفارہ لازم ہونے کا بیان

ایک عورت نے قصداً کھانا کھایا یا برضاء و رغبت جماع کرایا اور اسی دن اس کے ایام شروع ہو گئے یا نفاس میں مبتلا ہوگئی تو اس کے ذمہ سے کفارہ ساقط ہو جائے گا، اسی طرح اگر کوئی شخص اس دن کسی ایسے مرض اور ایسی تکلیف میں مبتلا ہو گیا جس میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور یہ کہ وہ مرض و تکلیف قدرتی ہو تو کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ قدرتی کی قید اس لئے ہے کہ فرض کیجئے کسی شخص نے قصداً روزہ توڑ ڈالا اور پھر اپنے آپ کو اس طرح زخمی کر لیا کہ اس حالت میں روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے یا اپنے آپ کو چھت یا پہاڑ سے گرا لیا تو ظاہر ہے کہ ایسی صورت میں وہ تکلیف اور مرض اس کا خود اپنا پیدا کیا ہوا ہوگا۔ ایسی صورت میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں بعض حضرات تو کہتے ہیں کہ اس صورت میں کفارہ ساقط ہو جائے گا جب کہ دوسرے حضرات کا قول ہے کہ کفارہ ساقط نہیں ہوگا اور کمال کے قول کے مطابق مختار اور زیادہ صحیح یہی ہے کہ کفارہ ساقط نہیں ہوتا۔ جمع العلوم میں منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے زیادہ چلنے یا کوئی کام کرنے کی وجہ سے اپنے آپ کو تکلیف و مشقت میں مبتلا کیا یہاں تک کہ اسے بہت زیادہ اور شدید پیاس لگی اور اس نے روزہ توڑ ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا لیکن بعض حضرات کہتے ہیں کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا اور

اسی قول کو بقائی رحمہ اللہ نے بھی اختیار کیا ہے جیسا کہ تاتارخانیہ میں منقول ہے۔

کفارہ سے متعلق فقہی احکام کا بیان

ایک روزے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے خواہ وہ غلام کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اگر عدم استطاعت کے سبب غلام آزاد کرنا ممکن نہ ہو یا کسی جگہ غلام نہ ملتا ہو تو پھر دو مہینے یعنی پورے ساٹھ دن پے در پے روزے رکھنا واجب ہے، ان روزوں کا علی الاتصال اور ایسے دنوں میں رکھنا ضروری ہے جن میں عیدین کے دن اور ایام تشریق (ذی الحجہ کی گیارہ، بارہ، تیرہ تاریخیں) واقع نہ ہوں کیونکہ ان دنوں میں کسی بھی طرح کے روزے رکھنا منع ہیں۔

اگر درمیان میں کسی عذر کی وجہ سے یا بلاعذر کسی دن کا روزہ فوت ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا ناغہ سے پہلے جس قدر روزے ہو چکے ہوں گے ان کا کوئی حساب نہیں ہوگا ہاں اگر کسی عورت کو حیض آ جائے اور اس سبب سے درمیان کے روزے ناغہ ہو جائیں تو کوئی مضائقہ نہیں مگر نفاس کی وجہ سے ناغہ ہو جانے کی صورت میں نئے سرے سے روزے شروع کئے جائیں گے۔

اور اگر مرض یا بڑھاپے کی وجہ سے ساٹھ روزے رکھنے کی بھی قدرت نہ ہو تو پھر ساٹھ محتاجوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلانا واجب ہے اس طرح کہ چاہے تو انہیں ایک ہی دن دو وقت یعنی صبح وشام کھلا دے چاہے دو دن صبح کے وقت یا دو دن شام کے وقت یا عشاء وسحر کے وقت کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ اول وقت جن محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے تو دوسرے وقت بھی انہیں محتاجوں کو کھانا کھلانا ہوگا۔

چنانچہ اگر کسی نے ایک وقت ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا دیا اور پھر دوسرے وقت ان کے علاوہ دوسرے ساٹھ محتاجوں کو کھلایا تو یہ کافی نہیں بلکہ کفارہ اسی وقت ادا ہوگا جب کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک جماعت کو پھر دوبارہ ایک وقت کا کھانا کھلائے ہاں اگر کوئی شخص ایک ہی محتاج کو مسلسل ساٹھ روز تک کھانا کھلائے یا مسلسل ساٹھ روز تک ہر روز نئے محتاج کو کھلائے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ اس طرح کفارہ ادا ہو جائے گا، ایک بات اور اگر کوئی شخص ایک ہی روز ساٹھ یا ان سے کچھ کم محتاجوں کے کھانے کے بقدر صدقہ کسی ایک محتاج کو دے دے گا تو وہ سب کے لئے ادا نہیں ہوگا بلکہ ایک ہی محتاج کے لئے ادا ہوگا۔ ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانے کے سلسلہ میں گیہوں کی روٹی بغیر سالن کے کافی ہو جاتی ہے یعنی اگر ساٹھ محتاجوں کو صرف گیہوں کی روٹی ہی بغیر سالن کے پیٹ بھر کر کھلا دی جائے تو حکم پورا ہو جائے گا، بخلاف جو کی روٹی کے کہ اس کے ساتھ سالن ضروری ہے کیونکہ جو کی روٹی سخت ہونے کی وجہ سے عادۃً بغیر سالن کے پیٹ بھر کر نہیں کھائی جا سکتی جبکہ گیہوں کی روٹی بغیر سالن کے بھی پیٹ بھر کر کھائی جا سکتی ہے اسی لئے کہا گیا ہے کہ گیہوں کی روٹی اپنی سالن خود اپنے اندر رکھتی ہے۔

لہٰذا جس شخص نے گیہوں کی روٹی کے ساتھ سالن مانگا وہ بھوکا نہیں ہے۔ ایک شرط یہ بھی ہے کہ جن ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلایا جائے وہ سب بھوکے ہوں ان میں سے کوئی پیٹ بھرا نہ ہو اگر کوئی پیٹ بھرا ہوگا اور بھوکے کی مانند نہیں کھائے گا تو اس کی بجائے کسی دوسرے بھوکے کو کھانا کھلانا ضروری ہوگا۔ بہرکیف یا تو مندرجہ بالا طریقے اور شرائط کے مطابق محتاجوں کو کھانا کھلایا

جائے یا پھر یہ کہ چاہے تو ہر محتاج کو نصف صاع یعنی ایک کلوگرام ۶۳۳ گرام گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستو دے دیا جائے چاہے ایک صاع یعنی تین کلو ۲۶۶ گرام جو یا انگور یا کھجور یا اس کی قیمت دی جائے اور چاہے اس طرح تمام محتاجوں کو ایک ہی وقت میں دے دیا جائے اور چاہے مختلف اوقات میں دے دیا جائے۔

اگر کسی شخص نے قصدا جماع کر کے یا قصدا کھا کر کئی روزے توڑے تو ان سب کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ ان کے درمیان کفارہ ادا نہ کیا ہو مثلاً کسی شخص نے دس روزے توڑے اور ان کے درمیان کفارہ ادا نہ کیا تو ان دس روزوں کے لئے ایک کفارہ کافی ہو جائے گا اگر درمیان میں کوئی کفارہ ادا کیا تو پھر بعد کے روزوں کے لئے دوسرا کفارہ ضروری ہوگا پھر یہ کہ وہ توڑے ہوئے روزے چاہے ایک رمضان کے ہوں اور چاہے دو رمضان کے ہوں اس بارے میں صحیح مسئلہ بھی یہی ہے جیسا کہ درمختار میں مذکور ہے مگر بعض حضرات کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا حکم اس صورت کے لئے ہے جب کہ وہ روزے ایک ہی رمضان کے ہوں اگر وہ روزے کئی رمضان کے ہوں گے تو ہر رمضان کے لئے علیحدہ علیحدہ کفارہ ضروری ہوگا چنانچہ فتاویٰ عالمگیری میں اسی قول کو اختیار کیا گیا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ بتصرف، کتاب صوم، بیروت)

فساد صوم کے سبب صرف قضاء کے لازم ہونے کا بیان

اس بارہ میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر کسی ایسی چیز سے روزہ فاسد ہو جو غذا کی قسم سے نہ ہو یا اگر ہو تو کسی شرعی عذر کی بنا پر اسے پیٹ یا دماغ میں پہنچایا گیا ہو یا کوئی ایسی چیز ہو جس سے شرمگاہ کی شہوت پوری طرح ختم نہ ہوتی ہو جیسے جلق وغیرہ تو ایسی چیزوں سے کفارہ لازم نہیں ہوتا بلکہ صرف قضا ضروری ہے لہٰذا اگر روزہ دار رمضان میں کچے چاول اور خشک یا گوندھا ہوا آٹا کھائے تو روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا واجب ہوتی ہے۔

اور اگر کوئی جو یا گیہوں کا آٹا پانی میں گوندھ کر اور اس مین شکر ملا کر کھائے گا تو اس صورت میں کفارہ لازم ہو جائے گا۔ اگر کوئی شخص یکبارگی بہت زیادہ نمک کھائے یا گل ارمنی کے علاوہ کوئی ایسی مٹی کھائے جس کو عادۃً کھایا نہیں جاتا یا گٹھلی یا روئی یا اپنا تھوک نگل لے جو ریشم و کپڑے وغیرہ کے رنگ مثلاً زرد، سبزہ وغیرہ سے متغیر تھا اور اسے اپنا روزہ بھی یاد تھا یا کاغذ یا اس کے مانند ایسی کوئی چیز کھائی جو عادۃً نہیں کھائی جاتی یا کچی ہی یا اس کے مانند ایسا کوئی پھل کھائے جو پکنے سے پہلے عادۃً کھائے نہیں جاتے اور انہیں پکا کر یا نمک ملا کر نہیں کھایا، یا ایسا تازہ اخروٹ کھایا جس میں مغز نہ ہو یا کنکر، لوہا، تانبا، سونا چاندی اور یا پتھر خواہ وہ زمرد وغیرہ ہی ہو نگل گیا تو ان صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوگا، صرف قضا لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے حقنہ کرایا، یا ناک میں دوا ڈالی یا منہ میں دوا رکھی اور اس میں سے کچھ حلق میں اتر گئی اور یا کانوں میں تیل ڈالا تو ان صورتوں میں بھی صرف قضا لازم آئے گی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ کان میں قصدا پانی ڈالنے کے بارہ میں مختلف اقوال ہیں ہدایہ ملتقی، درمختار، شرح وقایہ اور اکثر متون میں مذکور ہے کہ اس صورت میں روزہ نہیں ٹوٹتا مگر قاضی خان اور فتح القدیر میں لکھا ہے کہ اس بارہ میں صحیح مسئلہ یہ ہے کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور قضا لازم آتی ہے۔

کسی شخص نے پیٹ کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ پیٹ میں پہنچ گئی یا سر کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ دماغ میں پہنچ گئی یا حلق

میں بارش کا پانی یا برف چلا گیا اور اسے قصداً نہیں نگلا بلکہ از خود حلق سے نیچے اتر گیا یا چوک میں روزہ جاتا رہا مثلاً کلی کرتے ہوئے پانی حلق کے نیچے اتر گیا یا ناک میں پانی دیتے ہوئے دماغ کو چڑھ گیا، یا کسی نے زبردستی روزہ تڑوا دیا خواہ جماع ہی کے سبب سے یعنی خاوند نے زبردستی بیوی سے جماع کیا یا بیوی نے زبردستی خاوند سے جماع کرایا تو ان سب صورتوں میں بھی کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف قضا لازم ہوگی ہاں جماع کے سلسلہ میں زبردستی کرنے والے پر کفارہ بھی لازم ہوگا۔

اور جس کے ساتھ زبردستی کی گئی اس پر صرف قضا واجب ہوگی۔ اگر کوئی عورت جو لونڈی ہو (خواہ حرم یا منکوحہ) خدمت و کام کاج کی وجہ سے بیمار ہو جانے کے خوف سے روزہ توڑ ڈالے تو اس پر قضا لازم ہوگی، اسی طرح اگر لونڈی اس صورت میں روزہ توڑ ڈالے جب کہ کام کاج مثلاً کھانا پکانا یا کپڑا وغیرہ دھونے کی وجہ سے ضعف و توانائی لاحق ہوگئی تو اس صورت میں بھی قضا واجب ہوگی۔

اس ضمن میں یہ مسئلہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ اگر کسی لونڈی کو اس کا آقا کسی ایسے کام کے لئے کہے جو ادائے فرض سے مانع ہو تو اس کا کہنا ماننے سے انکار کر دینا چاہئے کسی شخص نے روزہ دار کے منہ میں سونے کی حالت میں پانی ڈال دیا یا خود روزہ دار نے سونے کی حالت میں پانی پی لیا تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور اس پر قضا واجب ہوگی۔

اس مسئلہ کو بھول کر کھا پی لینے کی صورت پر قیاس نہیں کیا جا سکتا اس لئے کہ اگر سونے یا وہ شخص کہ جس کی عقل جاتی رہی ہو کوئی جانور ذبح کرے تو اس کا مذبوحہ کھانا حلال نہیں ہے اس کے برخلاف اگر کوئی ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو اس کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا جائز ہے اسی طرح یہاں بھی مسئلہ یہ ہے کہ بھول کی حالت میں کھانے پینے والے کا روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں کوئی شخص سونے کی حالت میں کھا پی لے تو اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔

ایک شخص نے بھول کر روزے میں کچھ کھا لیا پھر اس کے بعد قصداً کھایا، یا بھول کر جماع کر لیا اور اس کے بعد پھر قصداً جماع کیا یا دن میں روزہ کی نیت کی پھر قصداً کھا پی لیا یا جماع کیا، یا رات ہی سے روزہ کی نیت کی پھر صبح ہو کر سفر کیا اور پھر اس کے بعد اقامت کی نیت کر لی اور کچھ کھا پی لیا اگرچہ اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں تھا، یا رات سے روزہ کی نیت کی، صبح کو مقیم تھا، پھر سفر کیا اور مسافر ہوگیا اور حالت سفر میں قصداً کھایا یا جماع کیا، اگرچہ اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا جائز نہیں تھا تو ان تمام صورتوں میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

مسئلہ مذکورہ میں حالت سفر میں کھانے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر کوئی شخص سفر شروع کر دینے کے بعد پھر اپنی کوئی بھولی ہوئی چیز لینے کے لئے واپس اپنے گھر میں آئے اور اپنے مکان میں یا اپنے شہر وا پنی آبادی سے جدا ہونے سے پہلے قصداً کھا لے تو اس صورت میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہونگے۔ اگر کوئی شخص تمام دن کھانے پینے اور دوسری ممنوعات روزہ سے رکا رہا مگر نہ تو اس نے روزہ کی نیت کی اور نہ افطار کیا، یا کسی شخص نے سحری کھائی یا جماع کیا اس حالت میں کہ طلوع فجر کے بارہ میں اسے شک تھا حالانکہ اس وقت فجر طلوع ہو چکی تھی، یا کسی شخص نے غروب آفتاب کے ظن غالب کے ساتھ افطار کیا حالانکہ اس وقت تک سورج غروب نہیں ہوا تھا تو ان صورتوں میں صرف قضا واجب ہوگی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

اور اگر غروب آفتاب میں شک ہونے کی صورت میں افطار کیا اور حالانکہ اس وقت تک سورج غروب نہیں ہوا تھا تو اس صورت میں کفارہ لازم ہونے کے بارہ میں دو قول ہیں جس میں سے فقیہ ابوجعفر رحمہ اللہ کا مختار قول یہ ہے کہ غروب آفتاب کے شک کی صورت میں کفارہ لازم ہوگا۔

اس طرح اگر کسی شخص کا ظن غالب یہ ہو کہ آفتاب غروب نہیں ہوا ہے۔ مگر اس کے باوجود وہ روزہ افطار کرے اور حقیقت میں بھی سورج غروب نہ ہوا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔ کسی شخص کو جانور کے ساتھ یا میت کے ساتھ فعل بد کرنے کے سبب انزال ہو گیا یا کسی کی ران یا ناف یا ہاتھ کی رگڑ سے منی گرائی یا کسی کو چھونے یا اس کا بوسہ لینے کی وجہ سے انزال ہو گیا یا غیر ادائے رمضان کا روزہ توڑا تو ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوگا بلکہ قضا لازم ہوگی۔

اسی طرح اگر کسی نے روزہ دار عورت کے ساتھ اس کے سونے کی حالت میں جماع کیا تو اس عورت کا روزہ جاتا رہے گا اور اس پر صرف قضا لازم ہوگی کفارہ واجب نہیں ہوگا، یا کسی عورت نے رات سے روزہ کی نیت کی اور جب دن ہوا تو دیوانی ہو گئی اور اس کی دیوانگی کی حالت میں کسی نے اس سے جماع کیا تو اس صورت میں اس عورت پر اس روزہ کی قضا لازم ہوگی۔

اگر کسی عورت نے اپنی شرمگاہ میں پانی یا دوائی ٹپکائی یا کسی نے تیل یا پانی سے بھیگی ہوئی انگلی اپنے مقعد میں داخل کی یا کسی نے اس طرح استنجاء کیا کہ پانی حقنہ کی جگہ تک پہنچ گیا اگرچہ ایسا کم ہوتا ہے یا استنجاء کرنے میں زیادتی و مبالغہ کی وجہ سے پانی فرج داخل تک پہنچ گیا تو قضا واجب ہوگی۔

کسی شخص کو بواسیر ہو اور اس کے مسے باہر نکل آئیں اور وہ ان کو دھوئے تو اگر ان مسوں کو اوپر اٹھنے سے پہلے خشک کر لیا جائے گا تو ان کے اوپر چڑھ جانے سے روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ کیونکہ اس طرح پانی بدن کے ایک ظاہر حصہ پر پہنچا تھا اور پھر بدن کے اندرونی حصہ میں پہنچنے سے پہلے زائل ہو گیا ہاں اگر مسے اوپر چڑھنے سے پہلے خشک نہ ہوں گے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کوئی عورت تیل یا پانی سے تر کی ہوئی انگلی اپنی شرم گاہ کے اندرونی حصے میں داخل کرے گی یا کوئی شخص روئی یا کپڑا یا پتھر اپنی دبر میں داخل کرے گا یا کوئی عورت ان چیزوں کو اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کرے گی۔

اور یہ چیزیں اندر غائب ہو جائیں گی تو روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم ہوگی ہاں اگر لکڑی وغیرہ کا ایک سرا ہاتھ میں رہے یا یہ چیزیں عورت کی شرمگاہ کے بیرونی حصہ ہی تک پہنچی تو روزہ فاسد نہیں ہوگا اسی طرح اگر کسی شخص نے ڈورا نگل لیا بایں طور کہ اس کا ایک سرا اس کے ہاتھ میں ہو اور پھر وہ اس ڈورے کو باہر نکالے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

اور اگر اس کا ایک سرا ہاتھ میں نہ ہو بلکہ سب نگل جائے تو یہ روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ جو شخص قصداً اپنے فعل سے کسی چیز کا دھواں اپنے دماغ یا اپنے پیٹ میں داخل کرے گا تو بعید نہیں کہ کفارہ بھی لازم ہو جائے کیونکہ ان کا دھواں نہ صرف یہ کہ قابل انتفاع ہے بلکہ اکثر دوا بھی استعمال ہوتا ہے اسی طرح سگریٹ بیڑی اور حقہ کا دھواں داخل کرنے کی صورت میں بھی کفارہ لازم ہو سکتا ہے۔

اگر کسی شخص نے قصداً قے کی خواہ وہ منہ بھر کر نہ آئی ہو تو اس کا روزہ جاتا رہے گا اور قضا لازم آئے گی اس بارہ میں

روایت یہی ہے لیکن حضرت امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ قصداً قے کرنے کی صورت میں روزہ اسی وقت فاسد ہوگا اور قضا لازم ہوگی جب کہ قے منہ بھر کر آئی ہو اگر منہ بھر کر نہ آئی ہوگی تو نہ روزہ فاسد ہوگا اور نہ قضاء لازم ہوگی۔

چنانچہ زیادہ صحیح اور مختار قول یہی ہے۔ کسی شخص کو از خود منہ بھر کر قے آئی اور وہ اسے نگل گیا، یا کسی شخص نے دانتوں میں اٹکی ہوئی کوئی چیز جو ایک چنے کے بقدر یا اس سے زیادہ تھی کھا لی یا کسی شخص نے رات سے نیت نہیں کی، دن میں بھی اس نے نیت نہیں کی تھی کہ بھول کر کچھ کھا لیا پی لیا اور اس کے بعد اس نے روزہ کی نیت کی تو ان سب صورتوں میں روزہ نہیں ہوگا اور قضا لازم ہوگی، یا اسی طرح کوئی روزہ دار بے ہوش ہو جائے اور خواہ وہ مہینہ بھر تک بے ہوش رہے تو اس پر قضا لازم ہوگی ہاں اس دن کے روزہ کی قضا لازم نہیں ہوگی۔

جس دن میں یا جس کی رات سے بیہوشی شروع ہوئی ہو کیونکہ مسلمان کے بارہ میں نیک گمان ہی کرنا چاہئے اس لئے ہو سکتا ہے اس نے رات میں نیت کر لی ہو اور اس طرح اس کا روزہ پورا ہو جائے گا اب اس کے بعد جتنے دنوں بیہوش رہے گا ان کی قضا کرے گا۔ بے ہوشی شروع ہونے والے دن کے بارہ میں بھی مگر یہ یقین ہو کہ نیت کی تھی تو اس دن کے روزہ کی قضا بھی ضروری ہوگی۔ بیہوشی کے دنوں کے روزوں کی قضا اس لئے ضروری ہوگی کہ اگرچہ اس نے کچھ کھایا پیا نہیں مگر چونکہ روزہ کی نیت نہیں پائی گئی اس لئے بیہوشی کی حالت میں اس کا بغیر نیت کچھ نہ کھانا پینا اور تمام چیزوں سے رکے رہنا کافی و کار آمد نہیں ہوگا۔

اگر کسی شخص پر رمضان کے پورے مہینہ میں دیوانگی طاری رہی تو اس پر قضا واجب نہیں ہوگی ہاں مگر پورے مہینہ دیوانگی طاری نہ رہی تو پھر قضا ضروری ہوگی اور اگر کسی شخص پر پورے مہینے بایں طور دیوانگی طاری رہی کہ دن میں یا رات میں نیت کا وقت ختم ہو جانے کے بعد اچھا ہو جاتا تو جب بھی قضا ضروری نہیں ہوگی بلکہ یہ پورے مہینہ دیوانگی طاری رہنے کے حکم میں ہوگا۔

اگر کسی شخص نے رمضان میں روزے کی نیت نہیں کی اور پھر اس نے دن میں کھایا پیا تو امام اعظم ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس صورت میں کفارہ واجب نہیں ہوگا صرف قضا لازم ہوگی مگر صاحبین کا قول یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوگا۔

کسی شخص کا روزہ ٹوٹ گیا خواہ وہ کسی عذر ہی کی بناء پر ٹوٹا ہو پھر وہ عذر بھی ختم ہو گیا ہو تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ دن کے بقیہ حصہ میں رمضان کے احترام کے طور پر کھانے پینے میں ممنوع دوسری چیزوں سے اجتناب کرے۔

اسی طرح اس عورت کو بھی دن کے بقیہ حصہ میں روزہ میں ممنوع چیزوں سے اجتناب ضروری ہے جو حیض یا نفاس میں مبتلا تھی اور طلوع فجر کے بعد پاک ہو گئی نیز مسافر جو دن میں کسی وقت مقیم ہو گیا ہو یا بیمار جو اچھا ہو گیا ہو دیوانہ شخص جس کی دیوانگی جاتی رہی ہو، لڑکا جو بالغ ہوا اور کافر جو اسلام قبول کرلے ان سب لوگوں کو بھی دن کے بقیہ حصہ میں کھانے پینے اور دوسری ممنوع چیزوں سے پرہیز کرنا چاہئے۔

ان سب پر اس دن کے روزہ کی قضا لازم ہوگی البتہ موخر الذکر دونوں پر قضا لازم نہیں ہوگی۔ جو عورت حیض و نفاس میں مبتلا ہو یا جو شخص بیماری کی حالت میں ہو، یا جو شخص حالت سفر میں ہو ان کے لئے کھانے پینے سے اجتناب ضروری نہیں ہے تاہم ان کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ عام نگاہوں سے بچ کر پوشیدہ طور پر کھائیں پئیں۔ (فتاویٰ ہندیہ بتصرف، کتاب صوم، بیروت)

مکروہات وغیر مکروہات صوم کا بیان

روزہ دار کے لئے کسی چیز کا چکھنا (یعنی چکھ کر تھوک دینا) ذخیرہ میں منقول ہے کہ روزہ دار کے لئے بلا ضرورت کسی چیز کا چکھنا مکروہ ہے ہاں عذر کی صورت میں مکروہ نہیں ہے مثلاً کوئی شخص کھانے پینے کی کوئی چیز خریدے اور یہ خوف ہو کہ اگر اسے چکھ کر نہیں دیکھوں گا تو دھوکہ کھا جاؤں گا یا یہ چیز میری مرضی کے مطابق نہیں ہوگی تو اس صورت میں اگر وہ اس چیز کو چکھ لے تو مکروہ نہیں ہوگا۔

فتاویٰ نسفی میں منقول ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند بد خلق اور ظالم ہو اور جو کھانے میں نمک کی کمی وبیشی پر اس کے ساتھ سختی کا معاملہ کرتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ کھانا چکھ لے تا کہ اپنے خاوند کے ظلم وتشدد سے بچ سکے اور اگر خاوند نیک خلق نیک مزاج ہو تو پھر عورت کے لئے چکھنا جائز نہیں ہوگا یہی حکم لونڈی کا بھی ہے بلکہ وہ نوکر وملازم بھی اس حکم میں شامل ہیں جو کھانا پکانے پر مقرر ہوتے ہیں۔ بلا عذر کسی چیز کا چبانا مکروہ ہے مثلاً کوئی عورت چاہے کہ روٹی وغیرہ چبا کر اپنے چھوٹے بچے کو دیدے تو اگر اس کے پاس کوئی ہوشیار بچی یا کوئی حائضہ ہو تو اس سے چبوا کر بچے کو دیدے خود نہ چبائے اس صورت میں خود چبا کر دینا مکروہ ہے۔

ہاں اگر غیر روزہ دار ہاتھ نہ لگے تو پھر خود چبا کر دیدے اس صورت میں مکروہ نہیں ہوگا۔ روزہ دار کو مصطگی چبانا مکروہ ہے خواہ مرد ہو یا عورت کیونکہ اس کے چبانے سے روزہ ختم کرنے یا روزہ نہ رکھنے کا اشتباہ ہوتا ہے، ویسے تو مصطگی مرد کو غیر روزہ کی حالت میں بھی چبانا مکروہ ہے ہاں کسی عذر کی بناء پر اور وہ بھی خلوت میں چبانا جائز ہے بعض حضرات نے کہا ہے کہ مصطگی چبانا مردوں کے لئے مباح ہے جب کہ عورتوں کے لئے مستحب ہے کیونکہ وہ ان کے حق میں مسواک کے قائم مقام ہے۔ روزہ کی حالت میں بوسہ لینا اور عورتوں کے ساتھ مباشرت یعنی ان کو گلے لگانا اور چمٹانا وغیرہ مکروہ ہے۔

بشرطیکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس وجذبات کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اگر یہ خوف واندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ قصداً منہ میں تھوک جمع کرنا اور اسے نگل جانا مکروہ ہے، اسی طرح روزہ دار کو وہ چیزیں اختیار کرنا بھی مکروہ ہے جس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جانے کا خوف ہو جیسے فصد وپچھنے وغیرہ ہاں اگر فصد اور پچھنے کی وجہ سے ضعف ہو جانے کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں ہے۔ روزہ کی حالت میں سرمہ لگانا، موچھوں کو تیل لگانا اور مسواک کرنا خواہ زوال کے بعد ہی مسواک کی جائے اور یہ کہ خواہ مسواک تازی ہو یا پانی میں بھیگی ہوئی ہو مکروہ نہیں ہے۔ وضو کے علاوہ بھی کلی کرنا اور ناک میں پانی دینا مکروہ نہیں ہے۔

اسی طرح غسل کرنا اور تراوٹ وٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے بھیگا ہوا کپڑا بدن پر لپیٹنا مکروہ نہیں ہے، مفتی بہ قول یہی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات ثابت ہے۔

جن اعذار کے سبب روزہ نہ رکھنے کی اباحت ہے

ایسے اعذار کہ جن کی بنا پر روزہ نہ رکھنا مباح ہے دس ہیں۔ (۱) مرض (۲) سفر (۳) اکراہ یعنی زبردستی (۴) حمل (۵)

ارضاع یعنی دودھ پلانا (۶) بھوک (۷) پیاس (۸) بہت زیادہ بڑھاپا (۹) حیض (۱۰) نفاس۔ ان عوارض اور اعذار کو بتفصیل ذیل بیان کیا جاسکتا ہے۔ مرض اگ روزہ رکھنے کسی نئے مرض کے پیدا ہو جانے یا موجودہ مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو، تو اس صورت میں روزہ نہ رکھنا چاہیے۔

اسی طرح اگر یہ گمان ہو کہ روزہ رکھنے سے صحت وتندرستی دیر میں حاصل ہوگی تو بھی روزہ نہ رکھنا چاہیے کیونکہ بسا اوقات مرض کی زیادت اور اس میں طوالت ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے اس لئے ان سے اجتناب ضروری ہے۔ مرض چونکہ نام ہے اس چیز کا جو طبیعت کے تغیر کا باعث ہوتی ہے اور جس کے سبب طبیعت کا سکون کرب و بے چینی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور یہ کیفیت پہلے اندرونی طور پر محسوس ہوتی ہے پھر اس کا اثر جسم پر ظاہر ہوتا ہے لہٰذا مرض کسی بھی قسم کا ہو خواہ وہ آنکھ دکھنے اور جسم و بدن کے کسی زخم کی صورت میں ہو یا دردسر و بخار وغیرہ کی شکل میں۔

جب اس میں زیادتی اس کے طول پکڑ جانے کا اندیشہ ہوگا تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہوگی، بلکہ روزہ کی نیت کرنے کے بعد بھی اگر کوئی مرض پیدا ہو جائے مثلاً کسی کو سانپ بچھو کاٹے یا بخار چڑھ آئے یا دردسر ہونے لگے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ بہتر یہی ہے کہ روزہ توڑ دیا جائے۔

علماء لکھتے ہیں کہ اگر کسی غازی اور مجاہد کو رمضان کے مہینہ میں دشمنان دین سے لڑنا ہو اور اسے اندیشہ ہو کہ روزہ کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جائے گا جس کی بناء پر لڑائی میں نقصان پیدا ہوگا تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے خواہ مسافر ہو یا مقیم۔ اسی پر علماء نے اس مسئلہ کو بھی قیاس کیا ہے کہ جس شخص کو باری کا بکار آتا ہو اور وہ باری کے دن بخار چڑھنے سے پہلے اپنا روزہ ختم کر دے اس خوف کی بناء پر کہ آج بخار چڑھے گا جس کی وجہ سے ضعف لاحق ہو جائے گا تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور اس دن بخار نہ بھی آئے تو صحیح مسئلہ یہ ہے کہ اس پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔

جب کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے کہ دونوں صورتوں میں کفارہ لازم ہوگا۔ ایسے ہی اگر بازار والے رمضان کی تیس تاریخ کو طبل ونقارہ یا گولے وغیرہ کی آواز سنیں اور گمان کر کے کہ یہ آج عید کا دن ہونے کا اعلان ہے روزہ توڑ ڈالیں اور پھر بعد میں معلوم ہو کہ یہ آج عید کا دن ہونے کا اعلان نہیں تھا بلکہ کسی اور سبب سے طبل ونقارہ بجایا گیا تھا یا گولا داغا گیا تو اس صورت میں بھی ان پر کفارہ واجب نہیں ہوگا۔ سفر سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز، بے مشقت ہو جیسے پیادہ پا یا گھوڑے وغیرہ کی سواری پر، ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے مگر بے مشقت سفر میں بہتر یہی ہے کہ روزہ رکھا جائے۔

بشرطیکہ اس کے تمام رفقاء سفر بغیر روزہ نہ ہوں اور سب کا خرچ مشترک نہ ہو، ہاں اگر اس کے تمام رفقاء سفر روزہ نہ رکھیں اور سب کا خرچ بھی مشترک ہو تو پھر روزہ نہ رکھنا ہی افضل ہوگا تاکہ پوری جماعت کی موافقت رہے۔ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پہلے سفر شروع کر کے مسافر ہو جائے تو اس دن کا روزہ نہ رکھنا اس کے لئے مباح ہے ہاں اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں طلوع فجر کے بعد سفر شروع کرے تو اب اس کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح نہیں ہوگا البتہ بیمار ہو جانے کی صورت میں طلوع فجر کے بعد سفر شروع کرنے والے کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح ہوگا۔

اور بہر صورت کفارہ لازم نہیں ہوگا بلکہ صرف قضا واجب ہوگی خواہ سفر کی حالت میں بیماری کی وجہ سے روزہ توڑے یا بغیر بیماری کے۔ اکراہ (یعنی زبردستی) جو شخص روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا جائے اس کو بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے یا روزہ توڑنے کی اجازت دی ہے مثلا کوئی شخص کسی روزہ دار کو زبردستی پچھاڑ کر اس کے منہ میں کوئی چیز ڈال دے یا کوئی شخص روزہ دار کو مجبور کرے کہ اگر تم نے روزہ رکھا تو تمہیں جان سے مار دیا جائے گا یا تمہیں ضرب شدید پہنچائی جائے گی، یا تمہارے جسم کا کوئی عضو کاٹ ڈالا جائے گا تو اس صورت میں اس کے لئے روزہ توڑنا یا روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

حمل حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا خوف ہو، یا عقل میں فتور آ جانے کا اندیشہ ہو مثلا اگر حاملہ کو خوف ہو کہ روزہ رکھنے سے خود اپنی دماغی و جسمانی کمزوری انتہاء کو پہنچ جائے گی یا ہونے والے بچہ کی زندگی اور صحت پر اس کا برا اثر پڑے گا یا خود کسی بیماری و ہلاکت میں مبتلا ہو جائے گی تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزہ قضا کر دے۔

ارضاع جس طرح حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے خواہ وہ بچہ اسی کا ہو کسی دوسرے کے بچہ کو باجرت یا مفت دودھ پلاتی ہو بشرطیکہ اپنی صحت و تندرستی کی خرابی یا بچے کی مضرت کا خوف ہو جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ اس بارہ میں " دودھ پلانے والی عورت " سے صرف دایہ مراد ہے غلط ہے، کیونکہ حدیث میں مطلقا دودھ پلانے والی عورت کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی گئی ہے چاہے وہ ماں ہو یا دایہ، چنانچہ ارشاد ہے۔ حدیث (ان اللہ وضع عن المسافر الصوم وشطر الصلوۃ وعن الحبلی والمرضع الصوم)۔ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے روزہ اور آدھی نماز معاف کی ہے اسی طرح حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی روزہ معاف کیا ہے۔ پھر یہ اگر اس بارہ میں کوئی تخصیص ہوتی تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ تخصیص دایہ کی بجائے ماں کے لئے ہوتی کیونکہ دایہ کے لئے کسی بچہ کو دودھ پلانا واجب اور ضروری نہیں ہے وہ تو صرف اجرت کے لئے دودھ پلاتی ہے اگر وہ چاہے تو اس کام کو چھوڑ سکتی ہے جب کہ ماں کا معاملہ برعکس ہے اپنے بچہ کو دودھ پلانا اس پر دیانۃ واجب ہے خصوصا جب کہ باپ مفلس ہو۔

دودھ پلانے والی عورت کو دوا پینا جائز ہے جب کہ طبیب و ڈاکٹر کہے کہ یہ دوا بچے کو فائدہ کرے گی، مسئلہ بالا میں بتایا گیا ہے کہ حاملہ اور دودھ پلانے والی عورت کے لئے روزہ نہ رکھنا جائز ہے جب کہ اسے اپنی یا اپنے بچہ کی مضرت کا خوف ہو تو اس بارہ میں جان لیجئے کہ خوف سے مراد یہ ہے کہ یا تو کسی سابقہ تجربہ کی بناء پر اپنی یا اپنے بچہ کی مضرت کا گمان غالب ہو یا یہ کہ مسلمان طبیب حاذق جس کا کردار عقیدہ و عمل کے اعتبار سے قابل اعتماد ہو یہ بات کہے کہ روزہ کی وجہ سے اسے ضرر پہنچے گا۔

بھوک اور پیاس جس شخص کو بھوک یا پیاس کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ نہ کھائے یا پانی نہ پیئے تو جان جاتی رہے یا عقل میں فتور آ جائے یا ہوش و حواس ختم ہو جائے تو اس کے لئے بھی روزہ رکھنا جائز ہے اور روزہ کی نیت کر لینے کے بعد اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے اگر روزہ توڑ دے گا تو کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہوگی مگر شرط یہ ہے کہ روزہ دار نے از خود اپنے نفس کو اس قدر مشقت میں مبتلا کر کے یہ حالت پیدا نہ کر دی ہو مثلا کسی شخص نے از خود اپنے نفس کو بایں طور مشقت میں مبتلا کیا کہ بغیر کسی شدید ضرورت کے کوئی لمبی چوڑی دوڑ لگائی جس کی وجہ سے پیاس کی شدت سے مجبور ہو کر روزہ توڑ

ڈالا تو اس پر کفارہ لازم ہوگا۔

اگر چہ بعض حضرات نے کہا ہے کہ کفارہ لازم نہیں ہوگا۔ حضرت علی بن احمد رحمہ اللہ سے پیشہ ومزدوری کرنے والوں کے بارے میں پوچھا گیا کہ کوئی مزدور یہ جانے کہ اگر میں اپنے اس کام میں مشغول ہوں گا تو ایسی بیماری میں مبتلا ہو جاؤں گا جس میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے درآنحالیکہ وہ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا پیٹ پالنے کے لئے اس کام کے کرنے پر مجبور ہے تو آیا بیماری میں مبتلا ہونے سے پہلے اس کے کھانا مباح ہے یا نہیں؟ تو علی بن احمد نے اس بات سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔

لیکن اس بارے میں جہاں تک مسئلہ کا تعلق ہے تو درمختار میں لکھا ہے کہ اس صورت میں اگر اس مذکورہ بالا خوف ہوتو اسے چاہیے کہ وہ آدھے دن تو محنت ومزدوری کرے اور آدھے دن آرام کرے تاکہ اسباب معیشت بھی فراہم ہو جائیں اور روزہ بھی ہاتھ سے نہ جائے۔ بڑھاپا شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھیں شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ اس مرد اور عورت کو کہتے ہیں جو زندگی کے آخری سٹیج پر پہنچ چکے ہوں، ادائیگی فرض سے قطعا مجبور اور عاجز ہوں اور جسمانی طاقت وقت روز بروز گھٹتی چلی جارہی ہو یہاں تک کہ ضعف وناتوانی کے سبب انہیں یہ قطعا امید نہ ہو کہ آئندہ بھی کبھی روزہ رکھ سکیں گے۔

حیض ونفاس جو عورت حیض یا نفاس میں مبتلا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ وہ روزہ نہ رکھے۔ فدیہ مذکورہ بالا اعذار میں صرف شیخ فانی اور بڑھیا فانیہ کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے روزوں کا فدیہ ادا کریں ہاں اس شخص کے لئے فدیہ دینا جائز ہے جس نے ہمیشہ روزے رکھنے کی نذر مانی ہو مگر اس سے عاجز ہو یعنی کوئی شخص یہ نذر مانے کہ میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا مگر بعد میں وہ اسباب معیشت کے حصول یا کسی اور عذر کی وجہ سے اپنی نذر کو پورا نہ کر سکتے تو اس کے لئے جائز ہے کہ وہ روزے نہ رکھے البتہ ہر دن فدیہ دے دیا کرے ان کے علاوہ اور تمام اعذار کا مسئلہ یہ ہے کہ عذر زائل ہو جانے کے بعد روزوں کی قضا ضروری ہے فدیہ دینا درست نہیں یعنی فدیہ دینے سے روزہ معاف نہیں ہوگا۔

اسی لئے اگر کوئی معذور اپنے عذر کی حالت میں مر جائے۔ تو اس پر ان روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جانا واجب نہیں ہے جو اس کے عذر کی وجہ سے فوت ہوئے ہوں اور نہ اس کے وارثوں پر یہ واجب ہوگا کہ وہ فدیہ ادا کریں خواہ عذر یا بیماری کا ہو یا سفر کا، یا مذکورہ بالا اعذار میں سے کوئی اور عذر۔ ہاں اگر کوئی شخص اس حالت میں انتقال کرے کہ اس کا عذر زائل ہو چکا تھا اور وہ قضا روزے رکھ سکتا تھا مگر اس نے قضا روزے نہیں رکھے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان ایام کے روزوں کے فدیہ کی وصیت کر جائے جن میں مرض سے نجات پا کر صحت مند رہا تھا یا سفر پورا کر کے مقیم تھا اور یا جو بھی عذر رہا ہو وہ زائل ہو چکا تھا۔

اگر کوئی شیخ فانی سفر کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کی طرف سے ان ایام کے روزوں کا فدیہ دینا ضروری نہیں ہوگا۔ جن میں وہ مسافر رہا کیونکہ جس طرح اگر کوئی دوسرا شخص سفر کی حالت میں مر جائے تو اس کے لئے ایام سفر کے روزے معاف ہوتے ہیں اسی طرح اس کے لئے بھی ان ایام کے روزے معاف ہوں گے۔

جس شخص پر فدیہ لازم ہو اور وہ فدیہ دینے پر قادر نہ ہو تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ وہ اللہ رب العزت سے استغفار کرے عجب نہیں کہ ارحم الراحمین اسے معاف کر دے۔ فدیہ کی مقدار ہر دن کے روزے کے بدلے فدیہ کی مقدار نصف صاع یعنی ایک

کلو ۲۳۳ گرام گیہوں یا اس کی مقدار ہے فدیہ اور کفارہ میں جس طرح تملیک جائز ہے اسی طرح اباحت طعام بھی جائز ہے یعنی چاہے تو ہر دن کے بدلے مذکورہ بالا مقدار کسی محتاج کو دے دی جائے اور چاہے ہر دن دونوں وقت بھوکے کو پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیا جائے دونوں صورتیں جائز ہیں۔ صدقہ فطر کے برخلاف کہ اس میں زکوۃ کی طرح تملیک ہی ضروری ہے اس بارہ میں یہ اصول سمجھ لیجئے کہ جو صدقہ لفظ اطعام یا طعام (کھلانے) کے ساتھ مشروع ہے اس میں تملیک اور اباحت دونوں جائز ہیں اور جو صدقہ لفظ "ایتاء یا ادا" کے ساتھ مشروع ہے اس میں تملیک شرط اور ضروری ہے اباحت قطعا جائز نہیں ہے۔

قضاء روزے قضاء روزے پے در پے رکھنا شرط اور ضروری نہیں ہے تاہم مستحب ضرور ہے تاکہ واجب ذمہ سے جلد اتر جائے اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ جس شخص کا عذر زائل ہو جائے وہ فوراً روزے شروع کر دے کیونکہ اس میں تاخیر مناسب نہیں ہے ویسے مسئلہ یہ ہے کہ قضاء روزوں کا معا عذر زائل ہوتے ہی رکھنا بھی ضروری نہیں ہے اختیار ہے کہ جب چاہے رکھے۔ نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ہے قضا روزے رکھے بغیر ادا کے روزے رکھے جا سکتے ہیں۔

اس موقع پر یہ بات بھی جان لیجئے کہ شریعت میں تیرہ قسم کے روزے ہیں جن میں سے سات قسم کے روزے تو وہ ہیں جو علی الاتصال یعنی پے در پے رکھے جاتے ہیں۔ (۱) رمضان کے مہینے کے روزے (۲) کفارہ ظہار کے روزے (۳) کفارہ قتل کے روزے۔ (۴) کفارہ یمین کے روزے (۵) رمضان میں قصدا توڑے ہوئے روزوں کے کفارہ کے روزے (۶) نذر معین کے روزے (۷) اعتکاف واجب کے روزے۔ اور چھ قسم کے روزے ایسے ہیں جن میں اختیار ہے چاہے تو پے در پے رکھے جائیں چاہے متفرق طور پر یعنی ناغہ کے ساتھ۔ (۱) نفل روزے (۲) رمضان کے قضا روزے (۳) متعہ کے روزے (۴) فدیہ حلق کے روزے (۵) جزاء عید کے روزے (۶) نذر مطلق کے روزے۔ صحیح یہ ہے کہ نفل روزے کا بھی بغیر کسی عذر کے توڑ ڈالنا جائز نہیں ہاں اتنی بات ہے کہ نفل روزہ شروع ہو جانے کے بعد واجب ہو جاتا ہے لہذا وہ کسی بھی حالت میں توڑا جائے گا تو اس کی قضا ضروری ہوگی ہاں پانچ ایام ایسے ہیں جن میں اگر نفل روزہ بعد شروع کر چکنے کے توڑ دیا جائے تو قضا واجب نہیں ہوتی، دو دن تو عید و بقر عید کے اور تین دن تشریق (ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳، تاریخ) کے، چونکہ ان ایام کے روزے رکھنے ممنوع ہیں لہذا ان ایام میں جب روزہ شروع ہی سے واجب نہیں ہوگا تو اس کے توڑنے پر قضا بھی واجب نہیں ہوگی۔

اگر کوئی شخص ان پانچوں ایام کے روزے کی نذر مانے یا پورے سال کے روزے کی نذر مانے تو ان دونوں صورتوں میں ان ایام میں روزے نہ رکھے جائیں بلکہ دوسرے دنوں میں ان کے بدلے قضا روزے رکھے جائیں۔

آخر میں ایک مسئلہ یہ بھی جان لیجئے کہ جب بچہ میں روزے رکھنے کی طاقت آ جائے تو اسے روزہ رکھنے کے لئے کہا جائے اور جب وہ دس برس کا ہو جائے تو روزہ نہ رکھنے کی صورت میں اس پر سختی کی جائے اور اسے روزہ رکھنے پر مجبور کیا جائے جیسا کہ نماز کے بارے میں حکم ہے۔ (فتاوی ہندیہ بتصرف، کتاب صوم، بیروت)

كِتَابُ الزَّكٰوةِ

یہ کتاب زکوٰۃ کے بیان میں ہے

زکوٰۃ کا لغوی وشرعی معنی کا بیان

زکوٰۃ کا لغوی معنی ہے۔ بڑھنا، زیادہ ہونا۔ جب کھیتی بڑھ جائے تو اسے ''زکا الزرع'' کہا جاتا ہے۔ جبکہ فقہاء کے عرف میں زکوٰۃ اس کام کا نام ہے کہ جس کے ذریعے مالی حق کے واجب کو ادا کیا جاتا ہے۔ جبکہ اس کے وجوب کا اعتبار سال کے گزرنے اور نصاب کے پورا ہونے کے ساتھ ہوتا ہے۔ کیونکہ نصاب ہی کو وجوب کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔ اور نصاب صفات اعمال سے ہے جبکہ صفات اعیان سے نہیں ہے۔ اور اس کا اطلاق ادا کردہ مال پر کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ''وَآتُوا الزَّكَاةَ'' ۔ اس کا ادا کرنا صرف عین ہی صحیح ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۴۴، بیروت)

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ وہ مخصوص مال ہے۔ اور یہی اس کا سبب ہے۔ یعنی وہ مال نامی خواہ بطور حقیقت بڑھنے والا ہو یا حکمی طور پر بڑھنے والا ہو۔ اسی وجہ سے اس کی اضافت کرتے ہوئے اس کو زکوٰۃ کا مال کہا گیا ہے۔ جبکہ فقہاء کے عرف میں نفس مال کے دینے کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ اور اس کی لغوی مناسبت یہی ہے کہ مزکی اس کا سبب تب بنتا ہے جب مال بڑھ کر اس کو حاصل ہو جائے۔ (فتح القدیر، ج ۳، ص ۴۶۱، بیروت)

علامہ علی بن محمد الزبیدی بغدادی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ کا لغوی معنی مال کا بڑھنا ہے۔ اور یہی بڑھنا ہی اس کا سبب ہے کیونکہ دنیا میں پیچھے رہ جانے والا مال بڑھ جاتا ہے اور آخرت میں اس کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ طہارت سے عبارت ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ ''قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى'' یعنی انسان کو گناہوں سے پاک کرنا ہے۔ جبکہ اصطلاح شرع میں معلوم مال کی مخصوص مقدار کو ادا کرنا ہے۔ اور اہل اصول محققین کے نزدیک یہ مزکی کے فعل سے عبارت ہے۔ مال مؤدی سے عبارت نہیں۔ (جوہرہ نیرہ، ج ۱، ص ۴۴۵، بیروت)

علامہ طیبی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ کے لفظی معنی ہیں طہارت و برکت اور بڑھنا اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کہتے ہیں اپنے مال کی مقدار متعین کے اس حصہ کو جو شریعت نے مقرر کیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا زکوٰۃ کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی دونوں کو سامنے رکھ کر یہ سمجھ لیجیے کہ یہ فعل یعنی اپنے مال کی مقدار متعین کے ایک حصہ کا کسی مستحق کو مالک بنا دینا ہے۔ اور مال کے باقی ماندہ حصے کو پاک کر دیتا ہے اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عطا فرمائی جاتی ہے اور اس کا وہ مال نہ صرف یہ کہ دنیا میں بڑھتا اور زیادہ ہوتا ہے بلکہ اخروی طور پر اللہ تعالیٰ اس کے ثواب میں اضافہ کرتا ہے اور اس کے مالک کو گناہوں اور دیگر بری

خصلتوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک وصاف کرتا ہے اس لیے اس فعل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔

زکوٰۃ کو صدقہ بھی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ فعل اپنے مال کا ایک حصہ نکالنے والے کے دعویٰ ایمان کی صحت وصداقت پر دلیل ہوتا ہے۔ (شرح مشکوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ)

زکوٰۃ کی تعریف

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اصطلاح شرع میں آزاد، عاقل، بالغ، مسلم جب مالک نصاب تام ہو جائے جس پر ایک سال گزر جائے اس مال کو اللہ کی رضا کے لئے مصرف تک پہنچانا تا کہ اس سے فرض ساقط ہو جائے اور اس میں زکوٰۃ ادا کرنے والے کو فائدہ یعنی ثواب اور جس کو ادا کی اس کو فائدہ یعنی دنیاوی نفع حاصل ہو جائے۔

تاج الشریعہ فرماتے ہیں۔ سال گزرنے والے نصابی مال کا فقیر کو دینا زکوٰۃ کہلاتا ہے۔ کیونکہ اس کے وجوب کو صفات فعل کے ساتھ موصوف کیا گیا ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: صاحب تنویر الابصار زکوٰۃ کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں: زکوٰۃ شارع کی مقرر کردہ حصہ کا فقط رضائے الٰہی کے لئے کسی مسلمان فقیر کو اس طرح مالک بنانا کہ ہر طرح سے مالک نے اس شے سے نفع حاصل نہ کرنا ہو بشرطیکہ وہ مسلمان ہاشمی نہ ہو اور نہ ہی اس کا مولیٰ ہو۔ (درمختار، ج ۱، ص ۱۲۹، مجتبائی، دہلی)

علامہ نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام ابوالحسن واحدی علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ زکوٰۃ مال کو پاک کرتی ہے اس کی اصلاح کرتی ہے اس کا فرق کرتی ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ اس کی اصل زیادتی ہے جس طرح کہا ہے اس نے زراعت کی تو اس میں زیادتی ہوتی ہے یعنی جس طرح زراعت میں ترقی ہوتی ہے اس کے دانے بڑھتے جاتے ہیں جو زیادہ ہو جاتے ہیں۔ اور یہاں زکوٰۃ سے مراد بھلائی میں زیادتی ہے۔ اور اسی لوگوں میں جو سب سے زیادہ نیک ہوتا ہے وہی مزکی یعنی تذکیہ نفس والا ہے۔ (مجموع، ج ۵، ص ۲۸۸، بیروت)

فرضیت زکوٰۃ کی تاریخی حیثیت

صدقہ فطر ۲ ہجری میں واجب کیا گیا تھا زکوٰۃ کی فرضیت کے بارے میں اگرچہ علماء کے یہاں اختلافی اقوال ہیں مگر صحیح قول یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم ہجرت سے پہلے مکہ میں نازل ہو گیا تھا مگر اس حکم کا نفاذ مدینہ میں ہجرت کے دوسرے سال رمضان کی پہلی تاریخ کو ہوا ہے گویا زکوٰۃ یکم رمضان ۲ ہجری میں فرض قرار دی گئی اور اس کا اعلان کیا گیا۔

اجتماعی طور پر یہ مسئلہ ہے کہ زکوٰۃ انبیاء کرام علیہم السلام پر فرض وواجب نہیں ہے البتہ جس طرح سابقہ تمام امتوں پر نماز فرض تھی اسی طرح امت محمدی سے پہلے ہر امت پر زکوٰۃ فرض تھی ہاں زکوٰۃ کی مقدار اور مال کی تحدید میں اختلاف ضرور رہا ہے لیکن یہ بات طے ہے کہ زکوٰۃ کے بارے میں اسلامی شریعت کے احکام بہت آسان اور سہل ہیں جب کہ سابقہ انبیاء کی شریعتوں میں اتنی آسانی نہیں تھی۔

منکرین زکوٰۃ کے لئے وعید کا بیان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سونے اور چاندی (کے نصاب) کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے آگ کے تختے بنائے جائیں گے (یعنی تختے تو سونے اور چاندی کے ہوں گے مگر انہیں آگ میں اس قدر گرم کیا جائے گا کہ گویا وہ آگ ہی کے تختے ہوں گے اسی لئے آپ نے آگے فرمایا کہ وہ تختے دوزخ کی آگ میں گرم کیے جائیں گے اور ان تختوں سے اس شخص کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ داغی جائے گی پھر ان تختوں کو (اس بدن سے) جدا کیا جائے اور آگ میں گرم کر کے پھر لایا جائے گا (یعنی جب وہ تختے ٹھنڈے ہو جائیں گے تو انہیں دوبارہ گرم کرنے کے لیے آگ میں ڈالا جائے گا اور وہاں سے نکال کر اس شخص کے بدن کو داغا جائے گا) اور اس دن کی مقدار کہ جس میں یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا پچاس ہزار سال کی مقدار ہو گی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب ختم ہو جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عذاب تو نقدی یعنی سونے چاندی کے بارے میں ہو گا اونٹ کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کا کیا حشر ہو گا؟

آپ نے فرمایا جو شخص اونٹ کا مالک ہو اور اس کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے، اور اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ جس روز انہیں پانی پلایا جائے ان کا دودھ دوہا جائے تو قیامت کے دن اس شخص کو اونٹوں کے سامنے ہموار میدان میں منہ کے بل اوندھا ڈال دیا جائے گا اور اس کے سارے اونٹ گنتی اور موٹاپے میں پورے ہوں گے۔ مالک ان میں سے ایک بچہ بھی کم نہ پائے گا یعنی اس شخص کے سب اونٹ وہاں موجود ہوں گے۔ حتیٰ کہ اونٹوں کے سب بچے بھی ان کے ساتھ ہوں گے پھر یہ کہ وہ اونٹ خوب فربہ اور موٹے تازے ہوں گے تا کہ اپنے مالک کو روندتے وقت خوب تکلیف پہنچائیں چنانچہ وہ اونٹ اس شخص کو اپنے پیروں سے کچلیں گے اور اپنے دانتوں سے کاٹیں گے جب ان اونٹوں کی جماعت روند کچل اور کاٹ کر چلی جائے تو دوسری جماعت آئے گی یعنی اونٹوں کی قطار روند کچل کر چلی جائے گی تو اس کے پیچھے دوسری قطار آئے گی اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے گا اور جس دن یہ ہو گا اس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہو گی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کر دیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! گائے اور بکریوں کے مالک کا کیا حال ہو گا؟ آپ نے فرمایا جو شخص گائیوں اور بکریوں کا مالک ہو اور ان کا حق یعنی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اسے ہموار میدان میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا اور اس کی گائیوں اور بکریوں کو وہاں لایا جائے گا جن میں سے کچھ کم نہیں ہو گا ان میں سے کسی گائے بکری کے سینگ نہ مڑے ہوں گے نہ ٹوٹے ہوں گے اور نہ وہ منڈی یعنی بلا سینگ ہوں گی یعنی ان سب کے سروں پر سینگ ہوں گے جو ٹوٹے ہوئے نہ ہوں گے اور سالم ہوں گے۔ تا کہ وہ اپنے سینگوں سے خوب ماریں چنانچہ وہ گائیں اور بکریاں اپنے سینگوں سے اپنے مالک کو ماریں گی اور اپنے کھروں سے کچلیں گی اور جب ایک قطار اسے مار کچل کر چلی جائے گی تو دوسری قطار آئے گی اور اپنا کام شروع کر دے گی اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہے گا اور جس دن یہ ہو گا اس کی مقدار پچاس ہزار سال کی ہو گی یہاں تک کہ بندوں کا حساب کتاب کیا جائے گا اور وہ شخص جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ!

گھوڑوں کے بارے میں کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا گھوڑے تین قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے جنہیں اس کے مالک اظہار فخر و غرور اور مال دار اور ریاء کے لیے اور مسلمانوں سے دشمنی کے واسطے باندھے۔

چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب بنتے ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں اس کے مالک نے خدا کی راہ میں کام لینے کے لیے باندھا اور ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا چنانچہ وہ گھوڑے اپنے مالک کے لیے پردہ ہیں اور وہ گھوڑے جو آدمی کے لیے ثواب کا سبب و ذریعہ بنتے ہیں اس شخص کے گھوڑے ہیں جنہیں ان کا مالک خدا کی راہ میں لڑنے کے لیے مسلمانوں کے واسطے باندھے اور چراگاہ و سبزہ میں رکھے چنانچہ جب وہ گھوڑے چراگاہ و سبزہ سے کچھ کھاتے ہیں تو جو کچھ انہوں نے کھایا یعنی گھاس وغیرہ کی تعداد کے بقدر اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں یہاں تک کہ ان گھوڑوں کی لید اور ان کے پیشاب کے بقدر بھی اس کے لیے نیکیاں لکھی جاتی ہیں کیونکہ لید اور پیشاب بھی گھوڑے کی زندگی کا باعث ہیں اور گھوڑے رسی توڑ کر ایک یا دو میدان دوڑتے پھرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے قدموں کے نشانات اور ان کی لید جو وہ اس دوڑنے کی حالت میں کرتے ہیں کی تعداد کے برابر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے اور جب وہ شخص ان گھوڑوں کو نہر پر پانی پلانے کے لیے لے جاتا ہے اور وہ نہر سے پانی پیتے ہیں اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو، اللہ تعالیٰ گھوڑوں کے پانی پینے کے بقدر اس شخص کے لیے نیکیاں لکھتا ہے۔

صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اچھا گدھوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گدھوں کے بارے میں مجھ پر کوئی حکم نازل نہیں ہوا لیکن تمام نیکیوں اور اعمال کے بارے میں یہ آیت جامع ہے (فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْراً يَرَه وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرّاً يَرَه) (99۔ الزلزال 7۔8) یعنی جو شخص ایک ذرہ کے برابر نیکی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا اور جو شخص ایک ذرہ کے برابر برائی کا عمل کرے گا اسے دیکھے گا۔ (یعنی مثلاً کوئی شخص کسی دوسرے کو نیک کام کے لیے جانے کے واسطے اپنا گدھا دے گا تو ثواب پائے گا اور اگر برے کام کے لیے دے گا تو گناہگار ہوگا) مسلم۔

قیامت کے دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر بتائی گئی ہے لیکن اس کا تعلق کافروں کے ساتھ ہے یعنی قیامت کا دن کافروں کو پچاس ہزار سال کے بقدر دراز معلوم ہوگا بقیہ گناہگاروں کو ان کے گناہ کے بقدر دراز محسوس ہوگا اگر کسی کے گناہ کم اور ہلکے ہوں گے تو اسے وہ دن اسی اعتبار سے کم دراز محسوس ہوگا اور اگر کسی کے گناہ زیادہ اور شدید نوعیت کے ہوں گے تو اسے وہ دن بھی اس کے اعتبار سے دراز محسوس ہوگا یہاں تک کہ خدا کے نیک بندوں یعنی مومنین و کاملین کو وہ پورا دن صرف دو رکعت نماز کے بقدر معلوم ہوگا گویا جتنی دیر میں دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے انہیں وہ دن صرف اتنے عرصہ کے بقدر محسوس ہوگا۔

فیری سبیلہ اما الی الجنۃ الخ اور وہ جنت یا دوزخ کی طرف اپنی راہ دیکھے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس شخص کے نامہ اعمال میں اس ترک زکوٰۃ کے گناہ کے علاوہ اور کوئی گناہ نہیں ہوگا اور مذکورہ عذاب کہ جس میں اسے مبتلا کیا جائے گا اس کے اس گناہ کو دور کر دے گا تو اس کے بعد وہ جنت میں چلا جائے گا اور خدانخواستہ اگر اس کا نامہ اعمال میں ترک زکوٰۃ کے علاوہ اور

گناہ بھی ہوں گے یا یہ کہ مذکورہ عذاب کے بعد بھی ترک زکوٰۃ کا گناہ اس سے دور نہیں ہوگا تو پھر وہ دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔

حتی یقضی بین العباد میں اس طرف اشارہ ہے کہ قیامت کے دن میدان حشر میں دوسری مخلوق خدا تو حساب کتاب میں مشغول ہوگی مگر وہ لوگ جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

ومن حقھا حلبھا یوم وردھا اونٹوں کا ایک حق یہ بھی ہے الخ۔ اونٹ والوں کا یہ قاعدہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے اونٹوں کو تیسرے دن یا چوتھے دن پانی کی جگہ پانی پلانے لے جاتے ہیں چنانچہ عرب میں ایک یہ معمول بھی تھا کہ جس جگہ پانی پلانے کے لیے اونٹ لائے جاتے تھے وہاں لوگ جمع ہو جاتے تھے اونٹ والے اپنے اونٹوں کو وہاں پانی پلانے لاتے اور وہیں اونٹوں کا دودھ نکال کر وہاں جمع لوگوں کو پلا دیا کرتے چنانچہ اس کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ اگرچہ اونٹوں کا واجب حق تو صرف یہی ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کی جائے مگر ان کے اور دوسرے حقوق میں سے ایک مستحب حق یہ بھی ہے کہ جس دن اونٹ پانی پینے جائیں اس دن کا دودھ جو غرباء و مساکین کو پلایا جائے لہٰذا یہ فعل اگرچہ مستحب ہے لیکن از راہ مروت و ہمدردی اور بربنائے ادائے شکر حق گویا واجب کا حکم رکھتا ہے اسی لیے اس کے بارے میں اتنی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا گیا چنانچہ حدیث کے ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حق کی عدم ادائیگی کی صورت میں عذاب بھی ہو سکتا ہے۔

ولا یرید ان یسقیھا (اگرچہ مالک کا ارادہ ان کو پانی پلانے کا نہ ہو) مطلب یہ ہے کہ مالک گھوڑے کو پانی پلانے کا ارادہ نہ رکھے بلکہ اس کے ارادہ وقصد کے بغیر گھوڑا پانی پیے تو اس کے بارے میں مذکورہ ثواب بیان کیا گیا ہے اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اگر مالک خود ارادہ وقصد کر کے گھوڑے کو پانی پلائے گا تو اس کا کیا کچھ ثواب اسے ملے گا گھوڑوں کے بارے میں صحابہ کے سوال پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو جواب دیا اس کا اسلوب پہلے جوابات کے اسلوب سے مختلف ہے اس موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب کا جو اسلوب اختیار فرمایا ہے اسے جواب علی اسلوب الحکیم کہتے ہیں گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کرنے والے صحابہ سے فرمایا کہ گھوڑوں کا جو حق واجب ہے یعنی زکوٰۃ وغیرہ صرف اس کے بارے میں مت پوچھو کہ ان گھوڑوں کی وجہ سے ان کے پالنے والے سعادت و نیک بختی اور بھلائی کے کیسے کیسے مقام حاصل کرتے ہیں اور انہیں ان گھوڑوں سے کیا نفع پہنچتا ہے اسی طرح دوسرا پہلو بھی کہ ان پالنے والوں کو کیسے کیسے گناہ ملتے ہیں اور انہیں کیا نقصان پہنچتا ہے۔

اسی بنیاد پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑوں کی تین قسمیں بیان کی ہیں۔ (۱) وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے گناہ کا سبب ہوتے ہیں اس کی تشریح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جنہیں ان کے مالک نے اظہار فخر اور ریاء کے لیے باندھ رکھا ہو یعنی گھوڑے رکھنے سے اس کی غرض صرف یہ ہو کہ لوگ اس کی حشمت و ثروت دیکھیں اور جانیں کہ یہ مجاہد ہے حالانکہ واقعہ میں وہ مجاہد نہیں ہے نیز فخر یہی مراد ہے کہ وہ گھوڑا اس نیت سے پالے کہ میں اپنے سے کمتر لوگوں پر اپنی بڑائی جتاؤں اور ان کے سامنے فخر کا اظہار کروں (۲) وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے پردہ ہوتے ہیں اس کی وضاحت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جنہیں ان کے مالک نے اس لیے باندھا ہے تاکہ وہ خدا کی راہ میں کام آئیں یہاں خدا کی راہ سے مراد جہاد نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ گھوڑوں کو رکھنے اور باندھنے کا مقصد اظہار فخر وغرور اور ریاء نہ ہو بلکہ انہیں اچھی و نیک نیت سے رکھے مثلاً گھوڑے اس مقصد کے لیے پالے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری اور اچھے و نیک مقاصد کے لیے کام آئیں یا ان سے اپنی سواری مقصود ہو کہ اپنی مشروع ومباح ضرورتوں کے وقت ان پر سوار ہو سکے نیز یہ کہ اپنے فقر واحتیاج کی پردہ پوشی کرے جیسا کہ روایت میں فرمایا گیا ہے کہ بطور "تغنیا و تعففا" یعنی دوسروں سے مستغنی رہنے اور دوسروں کے آگے اپنی احتیاج وضرورت کے اظہار سے بچنے کے لیے گھوڑا رکھنا چاہیے مثلاً تجارتی مقصد کے لیے عزیز واقارب اور دوست واحباب کے یہاں جانے کے لیے کھیت کھلیان میں آنے جانے کے واسطے یا اسی قسم کے دوسرے مقاصد کے وقت اگر گھوڑے کی ضرورت ہو تو کسی دوسرے کی طرف دیکھنا نہ پڑے بلکہ اپنا گھوڑا ہو تو وہ کام آئے اور غیروں کے آگے اظہار ضرورت کی شرمندگی سے بچائے۔ اسی لیے اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو اپنے مالک کے لیے پردہ قرار دیا ہے کہ ایک طرف تو گھوڑا اپنے مالک کے فقر واحتیاج کے لیے پردہ پوش ہوتا ہے بایں طور کہ گھوڑے کی وجہ سے دوسروں کی نظروں میں اس کے مالک کا وقار اور برہم قائم رہتا ہے اور اس کی عزت بنی رہتی ہے۔ دوسری طرف گھوڑی کا مالک اپنی ضرورت وحاجت کے وقت کسی دوسرے شخص کے آگے اظہار حاجت اور دست سوال دراز کرنے سے بچا رہتا ہے۔

اس موقع پر راہ خدا سے یہ مفہوم اس لیے مراد لیا گیا ہے تاکہ ایک ہی عبارت میں تکرار لازم نہ آئے کیونکہ تیسری قسم کے ضمن میں مذکورہ راہ خدا سے مراد جہاد ہی ہے۔

اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کے مالک کا ایک وصف یہ بھی بیان کیا ہے کہ ان کی پیٹھ اور ان کی گردن کے بارے میں وہ خدا کے حق کو نہیں بھولا۔

چنانچہ اس ارشاد گرامی میں پیٹھ کے بارے میں اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ اس گھوڑے پر اچھے اور نیک کاموں کی خاطر سوار ہوا اور اگر کسی نے اس سے اپنی سواری کے لیے یا گھوڑیوں پر چھوڑنے کے لیے اس کا گھوڑا مانگا تو اس نے اس کی ضرورت پوری کی۔ اسی طرح گردن کے بارے میں حق یہ ہے کہ ان کی زکوٰۃ ادا کی۔ مگر حضرات شوافع کی طرف سے اس ارشاد گرامی کا مطلب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ مالک نے اپنے گھوڑے کی خبر گیری کی بایں طور کہ ان کے گھاس دانہ میں کوئی کمی نہیں کی انہیں ان کی پوری خوراک مہیا کی اور انہیں اگر کوئی مرض لاحق ہو یا کوئی تکلیف ہوئی تو اسے فوراً دور کیا۔

باب وُجُوبِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ کی فرضیت کے بیان میں ہے

2434 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ عَنِ الْمُعَافٰى عَنْ زَكَرِيَّا بْنِ اِسْحَاقَ الْمَكِّيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِيْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمُعَاذٍ حِيْنَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ اِنَّكَ تَاْتِيْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَاِذَا جِئْتَهُمْ فَادْعُهُمْ اِلٰى اَنْ يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ

وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ بِذٰلِكَ فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ - يَعْنِيْ اَطَاعُوْكَ بِذٰلِكَ - فَاَخْبِرْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ فَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ بِذٰلِكَ فَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا تو ان سے فرمایا: تم ان لوگوں کی طرف جا رہے ہو جو اہلِ کتاب ہیں' جب تم ان کے پاس جاؤ تو انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور حضرت محمد' اللہ کے رسول ہیں' اگر وہ اس بارے میں تمہاری اطاعت کریں' تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ تمہاری اس بات میں بھی اطاعت کر لیتے ہیں' تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ لازم کی ہے' جو ان کے خوشحال لوگوں سے وصول کی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں کو دی جائے گی' اگر وہ اس بارے میں بھی تمہاری بات مان لیں' تو تم مظلوم کی بددعا سے بچنے کی کوشش کرنا۔

2435 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيْمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا اَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ اَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ - لِاَصَابِعِ يَدَيْهِ - اَنْ لَا اٰتِيَكَ وَلَا اٰتِيَ دِيْنَكَ وَاِنِّيْ كُنْتُ امْرَاً لَا اَعْقِلُ شَيْئًا اِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِوَحْيِ اللّٰهِ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ اِلَيْنَا قَالَ بِالْاِسْلَامِ . قُلْتُ وَمَا اٰيَاتُ الْاِسْلَامِ قَالَ اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ اِلَى اللّٰهِ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کی خدمت میں اس وقت تک حاضر نہیں ہوا' جب تک میں نے ان کی تعداد میں یہ حلف نہیں اُٹھایا (انہوں نے اپنی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی) نہ تو میں آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کے دین کو قبول کروں گا' میں ایک ایسا شخص ہوں جسے کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی' ماسوائے اس کے جو اللہ اور اس کے رسول نے مجھے تعلیم دی ہے' تو میں آپ

2434-اخرجه البخاري في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1395)، و باب لا توخذ كرائم اموال الناس في الصدقة (الحديث 1458)، و باب اخذ الصدقة من الاغنياء و ترد في الفقراء حيث كانوا (الحديث 1496)، وفي المغازي، باب بعث ابي موسى و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4347) و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7372) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الدعاء الى الشهادتين و شرائع الاسلام (الحديث 29 و 30 و 31) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1584) واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية اخذ خيار المال في الصدقة (الحديث 625) . واخرجه النسائي في الزكاة، اخراج الزكاة من بلد الى بلد (الحديث 2521) . واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1783) . والحديث عند: البخاري في المظالم، باب الاتقاء والحذر من دعوة المظلوم (الحديث 2448)، و في التوحيد، باب ما جاء في دعاء النبي صلى الله عليه وسلم امته الى توحيد الله تبارك و تعالى (الحديث 7371) . والترمذي في البر و الصلة، باب ماجاء في دعوة المظلوم (الحديث 2014) . تحفة الاشراف (6511) .

2435-انفرد به النسائي ، سياتي في الزكاة من سال بوجه الله عزوجل (الحديث 2567) والحديث عند: النسائي في الزكاة، باب من يسال ولا يعطي (الحديث 2565) . وابن ماجه في الحدود باب المرتد عن دينه (الحديث 2536) . تحفة الاشراف (11388) .

سے اللہ تعالیٰ کی وحی کے بارے میں دریافت کرتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کس چیز کے ہمراہ مبعوث کیا ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اسلام کے ہمراہ میں نے عرض کی: اسلام کی نشانیاں (یعنی مخصوص احکام) کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ کہ تم یہ اعتراف کرو کہ میں اپنا آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھکا رہا ہوں' میں ہر چیز سے لاتعلق ہو رہا ہوں' تم نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

2436 - اَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ شَابُوْرَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سَلَّامٍ عَنْ اَخِيهِ زَيْدِ بْنِ سَلَّامٍ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنْ جَدِّهِ اَبِي سَلَّامٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ غَنْمٍ اَنَّ اَبَا مَالِكٍ الْاَشْعَرِيَّ حَدَّثَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ شَطْرُ الْاِيمَانِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَمْلَاُ الْمِيزَانَ وَالتَّسْبِيحُ وَالتَّكْبِيرُ يَمْلَاُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَالصَّلَاةُ نُوْرٌ وَّالزَّكَاةُ بُرْهَانٌ وَّالصَّبْرُ ضِيَاءٌ وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّةٌ لَّكَ اَوْ عَلَيْكَ .

☆☆ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اچھی طرح وضو کرنا نصف ایمان ہے اور الحمد للہ پڑھنا میزان کو بھر دیتا ہے' سبحان اللہ پڑھنا اور اللہ اکبر پڑھنا' آسمان اور زمین میں موجود جگہ کو بھر دیتا ہے' نماز نور ہے' زکوٰۃ برہان ہے' صبر روشنی ہے' قرآن تمہارے حق میں' یا تمہارے خلاف حجت ہے۔

2437 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ اَنْبَاَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمِ الْمُجْمِرِ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِي صُهَيْبٌ اَنَّهُ سَمِعَ مِنْ اَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْ اَبِي سَعِيْدٍ يَقُوْلَانِ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ . ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ اَكَبَّ فَاَكَبَّ كُلُّ رَجُلٍ مِّنَّا يَبْكِي لَا نَدْرِي عَلٰى مَاذَا حَلَفَ ثُمَّ رَفَعَ رَاْسَهُ فِي وَجْهِهِ الْبُشْرٰى فَكَانَتْ اَحَبَّ اِلَيْنَا مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ يُصَلِّي الصَّلَوَاتِ الْخَمْسَ وَيَصُوْمُ رَمَضَانَ وَيُخْرِجُ الزَّكَاةَ وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ السَّبْعَ اِلَّا فُتِحَتْ لَهُ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَقِيلَ لَهُ ادْخُلْ بِسَلَامٍ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! یہ کلمات آپ نے تین مرتبہ ارشاد فرمائے' پھر آپ نے اپنا سر مبارک جھکا لیا تو ہم میں سے ہر ایک نے اپنا سر جھکا لیا اور رونا شروع کر دیا' ہمیں یہ پتہ نہیں چل سکا کہ آپ نے کس بات پر قسم اُٹھائی ہے' پھر آپ نے اپنا سر مبارک اُٹھایا تو آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار تھے اور یہ صورتِ حال ہمارے نزدیک سرخ اونٹ ملنے سے زیادہ پسندیدہ تھی' پھر آپ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ پانچ نمازیں ادا کرتا ہے' رمضان کے روزے رکھتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے' سات کبیرہ گناہوں سے بچتا ہے' اس شخص کے لیے جنت کے تمام دروازے کھول دیئے جائیں گے اور اسے یہ کہا جائے گا: تم سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ۔

2436-اخرجه ابن ماجه في الطهارة و سننها، باب الوضوء شطر الايمان (الحديث 280) . تحفة الاشراف (12163) .

2437-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4079 و 13509) .

2438 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِیْدِ بْنِ كَثِیْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ اَخْبَرَنِیْ حُمَیْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَنَّ اَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَنْفَقَ زَوْجَیْنِ مِنْ شَیْءٍ مِنَ الْاَشْیَاءِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ دُعِیَ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ یَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا خَیْرٌ لَّكَ وَلِلْجَنَّةِ اَبْوَابٌ فَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الْجِهَادِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ اَهْلِ الصِّیَامِ دُعِیَ مِنْ بَابِ الرَّیَّانِ . قَالَ اَبُوْ بَكْرٍ هَلْ عَلٰى مَنْ یُدْعٰى مِنْ تِلْكَ الْاَبْوَابِ مِنْ ضَرُوْرَةٍ فَهَلْ یُدْعٰى مِنْهَا كُلِّهَا اَحَدٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَاِنِّیْ اَرْجُوْ اَنْ تَكُوْنَ مِنْهُمْ . یَعْنِیْ اَبَا بَكْرٍ .

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص کسی بھی چیز کا ایک جوڑا (یعنی ایک ہی قسم کی دو چیزیں) اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے تو اسے جنت کے تمام دروازوں سے بلایا جاتا ہے اے اللہ کے بندے! یہ تمہارے لیے زیادہ بہتر ہے جنت کے کئی دروازے ہیں جو لوگ نمازی ہیں ان کو نماز کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ جہاد کرنے والے ہیں انہیں جہاد کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ صدقہ کرنے والے ہیں انہیں صدقے کے مخصوص دروازے سے بلایا جائے گا' جو لوگ روزہ رکھنے والے ہیں انہیں باب ریان سے بلایا جائے گا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ بھی تو ہوسکتا ہے' کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے' تو کیا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بھی بلایا جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور مجھے امید ہے' تم ان میں سے ایک ہوگے۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (ان میں سے ایک ہوں گے)۔

فرضیت زکوٰۃ کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ ہر آزاد، مسلمان، عاقل، بالغ پر واجب ہے جبکہ وہ نصاب تام کا مالک ہو جائے اور اس پر ایک سال گزر جائے اور اس کا وجوب اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی وجہ سے ہے "وَآتُوا الزَّكَاةَ" اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان کی وجہ سے کہ تم اپنے اموال سے زکوٰۃ دو۔ اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ (ترمذی، ابن حبان، مستدرک)

اور واجب سے مراد فرض ہے کیونکہ اس میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ اور حریت کی شرط اس لئے ہے کہ ملکیت نصاب اسی کے ساتھ مکمل ہوتی ہے۔ عقل اور بلوغ کی دلیل ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور اسلام کی شرط اس لئے ہے کہ زکوٰۃ عبادت ہے جو کسی کافر سے ثابت نہیں ہوتی۔ اور ملکیت نصاب کی مقدار ضروری ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی (نصاب) کو سبب قرار دیا ہے۔ اور سال کا گزرنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس کا بڑھنا اتنی مدت میں متحقق ہوتا ہے۔ لہٰذا شریعت نے اس کو ایک سال کے ساتھ بیان کیا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مال پر زکوٰۃ نہیں حتیٰ کہ اس پر سال گزر جائے۔ اور اس دلیل کی بناء پر بھی کہ بڑھنے کی طاقت (ایک سال) ہی دینے والا ہے۔ اس لئے کہ سال مختلف فصلوں کو شامل ہوتا ہے۔ اور عام طور پر ان فصلوں کی قیمتوں میں

2438-تقدم في الصيام، ذكر الاختلاف على محمد بن ابي يعقوب في حديث ابي امامة في فضل الصائم (الحديث 2237) .

فرق ہوتا ہے۔لہذا حکم کا دارومدار ہی (سال) ہوگا۔

پھر (فقہاء) نے فرمایا: اس کو فوری طور پر ادا کرنا واجب ہے۔ کیونکہ امر کے اطلاق کا تقاضہ یہی ہے۔اور یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ تاخیر سے واجب ہے۔ کیونکہ ساری عمر اس کی ادائیگی کا وقت ہے۔لہذا غفلت کی صورت میں نصاب ہلاک ہونے کے بعد وہ ضامن نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الزکوٰۃ، لاہور)

قرآن کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

(۱) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ (البقرہ،۴۳) اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

(۲) وَکَانَ یَاْمُرُ اَھْلَهٗ بِالصَّلٰوۃِ وَالزَّکٰوۃِ وَکَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِیًّا (مریم،۵۵) اور اپنے گھر والوں کو (ف) نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیتا اور اپنے رب کو پسند تھا۔

(۳) اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتَوُا الزَّکٰوۃَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھَوْا عَنِ الْمُنْکَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ (حج،۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں قابو دیں۔تو نماز برقائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور بھلائی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور اللہ ہی کے لئے سب کاموں کا انجام ہے۔

(۴) وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ (النور،۵۶)

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

(۵) اَلَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ بِالْاٰخِرَۃِ ھُمْ یُوْقِنُوْنَ (نمل،۳)

وہ جو نماز برپا رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

احادیث نبوی ﷺ کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

امام بخاری علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال وزر دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال وزر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ) (3۔آل عمران:180) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں الی آخر الآیہ (بخاری، کتاب الزکوٰۃ)

امام بخاری ومسلم علیہما الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو (امیر یا قاضی بنا کر) یمن بھیجا تو ان سے فرمایا کہ تم اہل کتاب میں سے ایک قوم

(یہود و نصاریٰ) کے پاس جا رہے ہو لہٰذا (پہلے تو تم) انہیں اس بات کی گواہی دینے کی دعوت دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور بلاشبہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اگر وہ دعوت کو قبول کر لیں تو پھر تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اسے مان جائیں تو پھر اس کے بعد انہیں آگاہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مالداروں سے (یعنی ان لوگوں سے جو مالک نصاب ہوں) لی جائے گی اور ان کے فقراء کو دے دی جائے گی۔ اگر وہ اسے مان جائیں تم یہ یاد رکھنا کہ ان سے زکوٰۃ میں اچھا مال لینے سے پرہیز کرنا یعنی چھانٹ کر اچھا مال نہ لینا بلکہ ان کے مال کو تین حصوں میں تقسیم کرنا اچھا، برا، درمیانہ لہٰذا زکوٰۃ میں درمیانہ مال لینا نیز تم (زکوٰۃ لینے میں غیر قانونی سختی کر کے یا ان سے ایسی چیزوں کا مطالبہ کر کے جو ان پر واجب نہ ہوں اور یا انہیں زبان یا ہاتھ سے ایذاء پہنچا کر) ان کی بددعا نہ لینا کیونکہ مظلوم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس دعا کی قبولیت کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے۔ (بخاری و مسلم، کتاب الزکوٰۃ)

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا امانتداری کے ساتھ زکوٰۃ وصول کرنے والا اللہ کی راہ میں لڑنے والے کے برابر ہے۔ یہاں تک یہ لوٹ کر اپنے گھر آئے۔ (سنن ابن ماجہ، کتاب الزکوٰۃ)

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گے اور عرب کے کچھ لوگوں نے اسلام سے روگردانی کی تو (حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جنگ کرنے کا ارادہ کیا اس پر) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ آپ ان لوگوں سے کیونکر جنگ کرتے ہیں جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک جنگ جاری رکھوں جب تک وہ یہ شہادت نہ دے دیں کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہیں جس نے یہ شہادت دے دی اس نے مجھ سے اپنے جان و مال کو بچا لیا الا یہ کہ اسلام کا حق اس کا خون چاہتا ہو اور اس کا حساب کتاب اللہ کے ذمہ ہوگا (یہ سن کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ان لوگوں سے ضرور جنگ کروں گا جنہوں نے نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کر دی، حالانکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے بخدا اگر ان لوگوں نے مجھ سے اونٹ کی ایک رسی بھی جسے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا کرتے تھے روکی تو میں ان سے جنگ کروں گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے بعد جلد ہی مجھے محسوس ہوا کہ اللہ نے جنگ کے لیے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا ہے اور میں سمجھ گیا کہ وہ (اپنے فیصلہ میں) حق بجانب ہیں ابوداؤد کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ معمر المثنی نے کہا ہے کہ عقال ایک سال کا صدقہ ہے اور عقالان دو سال کا صدقہ۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ اس کو رباح بن زید نے بطریق معمر، زہری سے اس کی اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں عقالاً ہے اور اس کو ابن وہب نے یونس سے روایت کرتے ہوئے عناقاً کہا ہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں کہ شعیب بن ابی حمزہ، معمر اور زبیدی نے زہری سے اس حدیث میں کہا ہے کہ اگر بکری کا ایک بچہ بھی نہ دیں گے (تب بھی میں ان سے جنگ کروں گا) اور عنبہ نے بواسطہ یونس زہری سے اس حدیث میں لفظ عناقاً ذکر کیا ہے۔

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ قِيْلَ لَهُمْ كُفُّوْٓا اَيْدِيَكُمْ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ اَوْ اَشَدَّ خَشْيَةً وَقَالُوْا رَبَّنَا لِمَ كَتَبْتَ عَلَيْنَا الْقِتَالَ لَوْلَآ اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّمَنِ اتَّقٰى وَلَا تُظْلَمُوْنَ فَتِيْلًا ۔(النساء،۷۷)

کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن سے کہا گیا اپنے ہاتھ روک لو۔ اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو پھر جب ان پر جہاد فرض کیا گیا۔ تو اُن میں بعضے لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسے اللہ سے ڈرے یا اس سے بھی زائد۔ اور بولے اے رب ہمارے تو نے ہم پر جہاد کیوں فرض کر دیا تھوڑی مدت تک ہمیں اور جینے دیا ہوتا تم فرمادو کہ دنیا کا برتنا تھوڑا ہے۔ اور ڈر والوں کے لئے آخرت اچھی اور تم پر تاگے برابر ظلم نہ ہوگا۔ (کنزالایمان)

صدرالا فاضل مولانا نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مشرکین مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کو بہت ایذائیں دیتے تھے ہجرت سے قبل اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جماعت نے حضور کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ہمیں کافروں سے لڑنے کی اجازت دیجئے انہوں نے ہمیں بہت ستایا ہے اور بہت ایذائیں دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اُن کے ساتھ جنگ کرنے سے ہاتھ روکو، نماز اور زکوٰۃ جو تم پر فرض ہے وہ ادا کرتے رہو۔ فائدہ۔ اس سے ثابت ہوا کہ نماز وزکوٰۃ جہاد سے پہلے فرض ہوئیں۔ (خزائن العرفان، نساء ۷۷)

امام جصاص رحمہ اللہ ان تمام آیات واحادیث سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ مال میں فرض کیا گیا حق زکوٰۃ ہی ہے۔ تمام مال خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔ اور یہ کہ کنز وہ مال ہے جس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی۔

فرماتے ہیں کہ صحابہ میں حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف جیسے افراد بھی تھے جن پر فراخی ظاہراً نظر آتی تھی اور وہ بڑے مال ودولت والے تھے۔ اور نبی ﷺ نے ان کے حالات کا علم ہونے کے باوجود انہیں تمام مال نکالنے کا حکم نہ دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام کا تمام سونا چاندی خرچ کرنا فرض نہیں ہے۔ اس میں سے فرض صرف زکوٰۃ ہے۔ ہاں اگر ایسے حالات ہوں جن میں ایک دوسرے سے ہمدردی کرنا اور صدقہ خیرات کرنا لازم ٹھہرے جیسا کہ مجبور، بھوکے، لاچار، بے لباس اور ایسی میت پر صدقہ کرنا جس کے پاس کفن دفن کے لئے کچھ نہ ہو۔ کیونکہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ بنت قیس نے رسول اللہ ﷺ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مال میں زکوٰۃ کے علاوہ بھی حقوق ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت کی: لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ (البقرۃ:۱۷۷)۔ نیکی یہی نہیں کہ تم مشرق ومغرب (کو قبلہ سمجھ کر ان) کی طرف منہ کرلو بلکہ نیکی یہ ہے کہ لوگ اللہ پر اور روز آخرت پر اور فرشتوں پر اور (اللہ کی) کتاب اور پیغمبروں پر ایمان لائیں اور مال باوجود عزیز رکھنے

کے رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں اور مانگنے والوں کو دیں اور گردنوں (کے چھڑانے) میں (خرچ کریں) اور نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور جب عہد کرلیں تو اس کو پورا کریں اور سختی اور تکلیف میں اور (معرکہ) کارزار کے وقت ثابت قدم رہیں یہی لوگ ہیں جو (ایمان میں) سچے ہیں اور یہی ہیں جو (اللہ سے) ڈرنے والے ہیں۔ (احکام القرآن، البقرہ، ۱۷۷)

امام ابوبکر جصاص حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میرے پاس احد پہاڑی جتنا سونا ہوتا اور تین دن گزرنے کے بعد بھی اس میں سے کچھ میرے پاس رہ جائے۔ الا یہ کہ مجھے صدقہ وصول کرنے والا ہی کوئی نہ ملے یا میں اسے اپنے قرض ادا کرنے تک رکھ لوں۔

اس حدیث کے بارے میں امام جصاص فرماتے ہیں: اس میں یہ ذکر ہوا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایسا کرنا اپنے لئے منتخب نہیں فرمایا بلکہ اسے خرچ کرنا پسند کیا۔ مگر خرچ نہ کرنے والوں پر کوئی وعید ذکر نہیں کی۔

پھر حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ اہل صفہ میں سے ایک شخص فوت ہوئے تو ان کے پاس سے ایک دینار نکلا۔ نبی ﷺ نے فرمایا ایک داغ آگ کا۔

مذاہب اربعہ کے مطابق فرضیت زکوٰۃ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے پانچ ارکانوں میں سے ایک رکن ہے۔ اور اس کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع امت سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس کا ثبوت یہ ہے کہ "تم زکوٰۃ ادا کرو" اور حدیث معاذ رضی اللہ عنہ کے تم اس وقت تک ان سے جہاد کرو حتیٰ کہ وہ زکوٰۃ ادا کریں۔ اور اسی پر تمام امت کا اجماع ہے کہ زکوٰۃ فرض ہے۔ (المغنی، ج ۲، ص ۴۳۳، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ اسلام کے اراکین میں سے رکن اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اس کی فرضیت کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان "تم نماز قائم اور زکوٰۃ ادا کرو" (البقرہ ۴۳) اور حدیث سے ثبوت اس طرح ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اسلام کیا ہے؟ آپ ﷺ نے اسلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کر کہ اس میں کسی کو شریک نہ ٹھہرا اور تو نماز قائم کرے اور فرض زکوٰۃ ادا کرے۔ (الخ، بخاری) اس حدیث میں زکوٰۃ کے لئے فرضیت کا لفظ بھی ذکر کیا گیا ہے اور نماز کے عطف کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا زکوٰۃ فرض ہے اور اس کی فرضیت میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (مجموع، ج ۵، ص ۲۸۹، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: زکوٰۃ فرض ہے اس کا معنی یہ ہے مال کو پاک کرنا ہے۔ اور اس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہے "خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ (التوبہ، ۱۰۳)

اے محبوب ﷺ! ان کے مال میں سے زکوٰۃ تحصیل کرو جس سے تم انھیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے حق میں دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کا چین ہے اور اللہ سنتا جانتا ہے۔ (ذخیرہ، ج ۵، ص ۳، بیروت)

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ کتاب اللہ سے اور سنت رسول ﷺ سے فرض ہے۔اور اس کی فرضیت پر امت کا اجماع ہے اور نبی کریم ﷺ کے دور اقدس سے لے کر آج کے دن تک اس کا کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا۔فقہاء بہت سے مقامات پر وجوب کا لفظ فرض کے لئے استعمال کرتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہوتا ہے کہ ان احکام کا ثبوت بہت سی احادیث سے ہوتا ہے۔البتہ بعض احکام اخبار احاد سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔لہٰذا ان دونوں الفاظ کا یعنی فرض اور واجب کا ایک دوسرے کے مقام پر مجازی طور بولا جاتا ہے۔(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۴۴، بیروت)

بَابُ التَّغْلِيظِ فِيْ حَبْسِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادانہ کرنے کی شدید مذمت میں ہے

2439 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ جِئْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ جَالِسٌ فِيْ ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَلَمَّا رَاٰنِيْ مُقْبِلًا قَالَ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ . فَقُلْتُ مَا لِيْ لَعَلِّيْ اُنْزِلَ فِيَّ شَيْءٌ قُلْتُ مَنْ هُمْ فَدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ قَالَ الْاَكْثَرُوْنَ اَمْوَالًا اِلَّا مَنْ قَالَ هٰكَذَا وَهٰكَذَا حَتّٰى بَيْنَ يَدَيْهِ وَعَنْ يَمِيْنِهٖ وَعَنْ شِمَالِهٖ . ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَا يَمُوْتُ رَجُلٌ فَيَدَعُ اِبِلًا اَوْ بَقَرًا لَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهَا اِلَّا جَائَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ .

★★ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اس وقت خانہ کعبہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے' جب آپ نے مجھے آتے ہوئے ملاحظہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: ربِ کعبہ کی قسم! وہ لوگ سب سے زیادہ خسارے کا شکار ہیں' میں نے سوچا' میرا خیال ہے' شاید میرے بارے میں کوئی حکم نازل ہو گیا ہے' میں نے عرض کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! وہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں' جن کے پاس مال بکثرت ہوتا ہے' البتہ وہ ان میں شامل نہیں ہوگا جو یہ کہتا ہے اتنا اور اتنا اور اتنا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنے آگے اپنے دائیں اور بائیں طرف اشارہ کر کے یہ بات کہی (یعنی جو شخص اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتا ہے) پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! جو شخص مرتے ہوئے ایسا ہو کہ وہ اونٹ یا گائے چھوڑ کر جائے جس کی زکوٰۃ اس نے ادا نہ کی ہو' تو جب وہ (جانور) قیامت کے دن آئیں گے تو وہ اس سے بڑے ہوں گے جتنے دنیا میں تھے' اور اس سے زیادہ موٹے تازے ہوں گے پھر وہ اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے اور اپنے سینگ کے ذریعے اسے ماریں گے' جب وہ آخری جانور گزر جائے

2439-اخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 1460) مختصراً، وفي الايمان و النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) مختصراً . و اخرجه مسلم في الزكاة، تغليظ عقوبة من لا يؤدي الزكاة (الحديث 30) . واخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد (الحديث 617) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب مانع زكاة الغنم (الحديث 2455) مختصراً . واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما جاء في منع الزكاة (الحديث 1785) مختصراً . تحفة الاشراف (11981) .

گا' تو پہلے والا دوبارہ آ جائے گا اور جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا' ایسا ہی ہوتا رہے گا۔

2440 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰی قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ جَامِعِ بْنِ اَبِیْ رَاشِدٍ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ لَهُ مَالٌ لَا يُؤَدِّیْ حَقَّ مَالِهِ اِلَّا جُعِلَ لَهُ طَوْقًا فِیْ عُنُقِهٖ شُجَاعٌ اَقْرَعُ وَهُوَ يَفِرُّ مِنْهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ . ثُمَّ قَرَاَ مِصْدَاقَهُ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جس شخص کے پاس مال موجود ہو اور وہ اس مال کا حق ادا نہیں کرتا تو (قیامت کے دن) ایک سفید سر والا سانپ طوق کے طور پر اس کی گردن میں ڈال دیا جائے گا' آدمی اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے پیچھے جائے گا۔

(پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یا شاید کسی اور راوی نے) اس کے مصداق کے طور پر قرآن کی یہ آیت تلاوت کی:

''جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ذریعے مال عطا کیا ہے اور وہ اس مال کے بارے میں بخل سے کام لیتے ہیں' تم ان کے بارے میں یہ گمان نہ کرو کہ یہ ان کے لیے بہتر ہے' بلکہ یہ ان کے لیے برا ہے' جو وہ بخل کرتے ہیں' قیامت کے دن وہ چیز طوق کے طور پر انہیں پہنائی جائے گی''۔

2441 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِیْ عَرُوْبَةَ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو الْغُدَانِیِّ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ اِبِلٌ لَا يُعْطِیْ حَقَّهَا فِیْ نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَجْدَتُهَا وَرِسْلُهَا قَالَ فِیْ عُسْرِهَا وَيُسْرِهَا فَاِنَّهَا تَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغَذِّ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنِهٖ وَآشَرِهٖ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا اِذَا جَاءَتْ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ وَاَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ بَقَرٌ لَا يُعْطِیْ حَقَّهَا فِیْ نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا فَاِنَّهَا تَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَغَذَّ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ وَآشَرَهُ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا وَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا اِذَا جَاوَزَتْهُ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ فَيَرٰى سَبِيْلَهُ وَاَيُّمَا رَجُلٍ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ لَا يُعْطِیْ حَقَّهَا فِیْ نَجْدَتِهَا وَرِسْلِهَا فَاِنَّهَا تَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَاَغَذِّ مَا كَانَتْ وَاَكْثَرِهٖ وَاَسْمَنِهٖ وَآشَرِهٖ ثُمَّ يُبْطَحُ لَهَا بِقَاعٍ قَرْقَرٍ فَتَطَؤُهُ كُلُّ ذَاتِ ظِلْفٍ بِظِلْفِهَا وَتَنْطَحُهُ كُلُّ ذَاتِ قَرْنٍ بِقَرْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا عَقْصَاءُ وَلَا عَضْبَاءُ اِذَا جَاوَزَتْهُ اُخْرَاهَا اُعِيْدَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا فِیْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهُ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ

2440-اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة آل عمران) (الحديث 3012) مطولاً . واخرجه النسائي في التفسير: سورة آل عمران (سيطوقون ما بخلوا به)، (الحديث 104) واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1784) . تحفة الاشراف (9237) .

2441-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في حقوق المال (الحديث 1660) بنحوه . تحفة الاشراف (15453) .

فَیُری سَبِیْلَہٗ ۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جس شخص کے پاس اونٹ ہوں اور وہ ان کے نجدہ اور رسل میں ان کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! نجدہ اور رسل سے مراد کیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی تنگی اور خوشحالی۔ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) تو جب وہ شخص قیامت کے دن آئے گا' تو وہ جانور زیادہ طاقتور' زیادہ موٹا تازہ اور تیز ہوگا' اس شخص کو ان جانوروں کے سامنے ایک میدان میں ڈال دیا جائے گا اور وہ جانور اپنے پاؤں کے ذریعے اس شخص کو روندیں گے' جب آخری جانور بھی ایسا کرے گا' تو پہلا جانور پھر آ جائے گا اور جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا' اس وقت تک اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا' یہ ایک ایسے دن میں ہوگا جو پچاس ہزار سال کا ہوگا' پھر وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

جس شخص کے ساتھ گائے ہوں اور وہ تنگی اور خوشحالی میں ان کا حق ادا نہیں کرتا (یعنی ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا) تو قیامت کے دن وہ گائیں زیادہ موٹی تازی اور تیز ہو کر اس کے پاس آئیں گی' اس شخص کو ان کے سامنے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا' وہ اسے سینگ ماریں گی' سینگ والی گائے سینگ مارے گی اور پاؤں والی اسے پاؤں مارے گی' جب آخری گائے بھی ایسا کرلے گی' تو پہلی دوبارہ آ جائے گی' جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال کے برابر ہے' اس پورے دن میں اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہے گا' یہاں تک کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا' اس وقت وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

جس شخص کے پاس بکریاں ہوں اور وہ ان کا حق' تنگی اور خوشحالی کے دوران ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن وہ بکریاں زیادہ موٹی تازی اور بھاری بھرکم ہو کر اس کے سامنے آئیں گی' پھر اس شخص کو ان کے سامنے ایک کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا' تو پاؤں والی بکریاں اسے اپنے پاؤں کے ذریعے روندیں گی اور سینگ والی بکریاں اسے اپنے سینگ ماریں گی' ان میں کوئی ایسی بکری نہیں ہوگی' جس کا سینگ مڑا ہوا ہو یا ٹوٹا ہوا ہو' جب ان میں سے آخری گزر جائے گی' تو پہلے والی دوبارہ آ جائے گی' ایسا اس دن میں ہوگا' جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے' یہاں تک کہ جب لوگوں کے درمیان فیصلہ ہو جائے گا' اس وقت وہ شخص اپنا راستہ دیکھے گا۔

باب مَانِعِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے

2442 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ لَمَّا تُوُفِّىَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتُخْلِفَ اَبُوْ بَكْرٍ بَعْدَهٗ وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ قَالَ عُمَرُ لِاَبِىْ بَكْرٍ كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَمَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عَصَمَ مِنِّىْ مَالَهٗ وَنَفْسَهٗ اِلَّا بِحَقِّهٖ وَحِسَابُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۔ فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ لَاُقَاتِلَنَّ مَنْ فَرَّقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ وَالزَّكَاةِ فَاِنَّ الزَّكَاةَ حَقُّ الْمَالِ

وَاللّٰهِ لَوْ مَنَعُونِیْ عِقَالًا كَانُوا یُؤَدُّوْنَهٗ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقَاتَلْتُهُمْ عَلٰی مَنْعِهٖ ۔ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَوَاللّٰهِ مَا هُوَ اِلَّا اَنْ رَاَیْتُ اللّٰهَ شَرَحَ صَدْرَ اَبِیْ بَكْرٍ لِلْقِتَالِ فَعَرَفْتُ اَنَّهُ الْحَقُّ ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا گیا تو کچھ عربوں نے کفر اختیار کیا' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا: آپ ان لوگوں کے ساتھ کیسے لڑائی کریں گے جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مجھے اس بات کا حکم دیا گیا ہے' میں لوگوں کے ساتھ اس وقت تک لڑتا رہوں جب تک وہ یہ اعتراف نہیں کر لیتے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' جو شخص یہ اعتراف کر لیتا ہے' اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' تو وہ اپنے مال' اپنی جان کو مجھ سے محفوظ کر لیتا ہے' البتہ اس کے حق کا حکم مختلف ہے اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں ایسے ہر شخص کے خلاف لڑائی کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرتا ہے' زکوٰۃ مال کا حق ہے' اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے کوئی ایسی رسّی دینے سے انکار کرتے ہیں' جو وہ اللہ کے نبی کو ادا کیا کرتے تھے' تو میں ان کے اس انکار پر بھی ان کے ساتھ لڑائی کروں گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! بعد میں مجھے اندازہ ہوگیا' کہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو لڑائی کے لیے شرح صدر عطا کیا ہے اور مجھے یہ بھی پتہ چل گیا' کہ ان کا مؤقف درست ہے۔

فتنہ منکرین زکوٰۃ کا بیان

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ اول قرار پائے تو کچھ نئے فتنوں نے سر ابھارنا چاہا۔ اس بارے میں ہم نے دسویں قسط میں تذکرہ صدیق کے تحت کچھ روشنی ڈالی تھی اور وہاں ان فتنوں کا تذکرہ کرتے ہوئے خصوصیت سے فتنہ ارتداد کا ذکر کیا تھا جس کے متعلق بتایا تھا کہ اس عظیم فتنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کتنی جرات اور تدبر کے ساتھ ختم کیا اور وہ موت کے گھاٹ اتر گیا۔ مذکورہ بالا حدیث میں اسی قسم کے ایک اور فتنہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اس کی صورت یہ ہوئی کہ کچھ قبائل مثلاً غطفان اور بنی سلیم وغیرہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا اس طرح انہوں نے اسلام کے اس اہم اور بنیادی فریضہ کا انکار کیا۔

2442-اخرجه البخاري في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 1399 و 1400)، وباب اخذ العناق في الصدقة (الحديث 1456) مختصراً، و في استتابة المرتدين و المعاندين و قتالهم، باب قتل من ابي قبول الفرائض و ما نسبوا الى الردة (الحديث 2924 و 2925)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب الاقتداء بسنن رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 8285) . واخرجه مسلم في الايمان، باب الامر بقتال الناس حتى يقولوا لا اله الا الله محمد رسول الله و يقيموا الصلاة و يؤتوا الزكاة و يؤمنوا بجميع ما جاء به النبي صلى الله عليه وسلم و ان من فعل ذلك عصم نفسه و ماله الا بحقها و و كلت سريرته الى الله تعالى و قتال من منع الزكاة و غيرها من حقوق الاسلام، و اهتمام الامام بشعائر الاسلام (الحديث 32) . واخرجه ابو داؤد في الزكاة . (الحديث 1556 و 1557) . واخرجه الترمذي في الايمان، باب ما جاء امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله (الحديث 2607) . واخرجه النسائي في الجهاد، باب وجوب الجهاد (3091 و 3092 و 3093)، و في تحريم الدم، 1 . (الحديث 3980 و 3981 و 3983 و 3985) . تحفة الاشراف (10666) .

ظاہر ہے کہ یہ بھی کوئی معمولی بات نہیں تھی۔ کسی فریضہ پر عمل نہ کرنا اور بات ہے مگر اس فریضہ کا سرے سے انکار ہی کر دینا ایک دوسرے معنی رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ منکرین زکوۃ کے بارے میں کفر حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے ویسے اس لفظ کے بارے میں تفصیل یہ کی جاتی ہے کہ یا تو ان لوگوں کے بارے میں لفظ " کفر" (وہ کافر ہو گئے) حقیقی معنی میں استعمال فرمایا گیا ہے کیونکہ زکوۃ کی فرضیت قطعی ہے اور فرضیت زکوۃ سے انکار کفر ہے یا یہ کہ ان لوگوں کو کافر اس لئے کہا گیا کہ انہوں نے زکوۃ دینے سے انکار کیا لہٰذا ان کے اس سخت جرم پر بطریق تغلیظ وتشدید کفر کا اطلاق کیا گیا۔ بہرحال جو معنی بھی متعین کئے جائیں ان کا یہ جرم اتنا سخت تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو ان لوگوں کے ظاہر احوال کے مطابق کہ وہ لوگ بظاہر تو مسلمان کہلاتے ہی تھے ان کے کفر میں تامل کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ پر اعتراض کیا مگر جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں حقیقت حال بتائی تو نہ صرف یہ کہ وہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کے ہمنوا ہو گئے بلکہ انہیں یقین کامل بھی ہو گیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی فراست ایمانی اوران کے تدبر نے جو فیصلہ کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

بعض روایتوں میں منقول ہے کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم حتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو جنگ کرنے سے منع کی اور کہا کہ عہد خلافت کا ابتدائی دور ہے مخالف بہت زیادہ ہیں ایسا نہ ہو کہ فتنہ وفساد پھوٹ پڑے اور اسلام کو کسی طرح نقصان پہنچ جائے اس لئے اس معاملے میں ابھی توقف کرنا چاہئے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہایت جرات اور بہادری کے ساتھ انہیں یہ جواب دیا کہ اگر اس معاملے میں تمام لوگ ایک طرف ہو جائیں اور میں تنہا رہ جاؤں تو پھر بھی اپنے فیصلے میں کوئی لچک نہیں دکھاؤں گا اور شعائر دین کی حفاظ اور اسلام کے نظریات واعمال کے تحفظ کے لئے میں نے جو قدم اٹھایا ہے اس میں لغزش نہیں آئے گی اور میں پوری قوم سے تن تنہا جنگ کروں گا اس سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اصابت رائے، جرات اور شجاعت وبہادری کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا، میں لا الہ الا اللہ سے مراد پورا کلمہ توحید یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ہے کیونکہ اس بات پر اجماع واتفاق ہے کہ اسلام قبول کرنے کے لئے صرف لا الہ الا اللہ کہہ لینا ہی معتبر نہیں ہے بلکہ اللہ کی وحدانیت کے اقرار کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار بھی ضروری ہے۔ الا بحقہ (سوائے اسلام حق کے) کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر دیت لازم ہو گی یا اور کسی قسم کا کوئی حق اس کے ذمے ہوگا تو اس کی ادائیگی بہرصورت ضروری ہوگی اسی طرح قصاص وغیرہ میں اسے قتل کیا جا سکے گا۔ وحسابہ علی اللہ (اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہے) کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص لا الہ الا اللہ کہہ لے گا اور اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرے گا تو ہم اس کے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیں گے اور اس سے جنگ نہیں کریں گے اور نہ ہم اس کے باطن کی تحقیق و تفتیش کریں گے کہ آیا وہ اپنے ایمان واسلام میں مخلص وصادق ہے یا نہیں؟ بلکہ اس کے باطن کا حال اللہ کے سپرد کر دیں گے اگر وہ صرف ظاہر طور پر مسلمان ہوا ہوگا اور دل سے ایمان نہیں لایا ہوگا جیسا کہ منافقین کا حال ہے تو اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے آپ اس سے نمٹ لے گا۔ من فرق بین الصلوٰۃ والزکاۃ (جو شخص نماز اور زکوۃ کے درمیان فرق کرے گا) یعنی نماز کے

وجوب کا تو قائل ہو مگر زکوٰۃ کے وجوب کا منکر ہو یا نماز پڑھتا ہو مگر زکوٰۃ ادا نہ کرے۔ عناق بکری کے اس بچہ کو کہتے ہیں جو ایک برس سے کم عمر کا ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے ارشاد میں بکری کا بچہ فرض اور واجب حق کے طلب کرنے کا سلسلہ میں بطور مبالغہ فرمایا ہے۔ یہاں یہ حقیقت پر محمول نہیں ہے کیونکہ نہ تو بکری کا وہ بچہ جو ایک سال سے کم ہو زکوٰۃ ہی میں لیا جاتا ہے اور نہ بکری کے ایسے بچوں میں زکوٰۃ ہی واجب ہوتی ہے زکوٰۃ میں لینے کے لئے ادنیٰ درجہ مسنہ ہے (یعنی وہ بچہ جو ایک سال کا ہو) اگر بچے بکریوں کے ساتھ ہوں گے تو پھر ان میں زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن بہرصورت زکوٰۃ میں مسنہ ہی دیا جائے گا یہی حکم گائے اور اونٹوں کا ہے کہ زکوٰۃ کے طور پر بھی مسنہ ہی دیا جائے گا پچھلی قسط میں غالباً بتایا جا چکا ہے کہ بکریوں کا مسنہ تو وہ ہے جس کی عمر ایک سال ہو اور گائے کا مسنہ وہ ہے جس کی عمر دو سال ہو اور اونٹ کا مسنہ وہ ہے جو پانچ سال کا ہو۔

اب آخر میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جو فرمایا کہ میں ان کے اس انکار کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا، تو ابھی اوپر " کفر" کے بارے میں جو تفصیل بیان کی گئی تھی اسی طرح اس قول کے بارے میں بھی یہ تفصیل ہوگی کہ وہ وجوب زکوٰۃ کے منکر ہو گئے ہیں تو میں ان کے کفر اور ان کے ارتداد کی وجہ سے ان سے جنگ کروں گا اور اگر وہ منکر زکوٰۃ تو نہ ہوئے ہوں بلکہ زکوٰۃ ادا نہ کر رہے ہوں تو پھر ان سے میری جنگ شعائر اسلام کی حفاظت اور اس فتنہ کے سدباب کے لئے ہو گی۔

منکر زکوٰۃ سے زکوٰۃ وصول کرنے میں ائمہ فقہاء کے مذاہب

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس نے زکوٰۃ کا انکار کیا وہ اسی طرح جیسے اس نے قرآن وسنت کا انکار کیا ہے اور ان دونوں یعنی قرآن وسنت کا انکار کرنا کفر ہے۔

اور اگر کوئی اس کے وجوب کے انکار کا عقیدہ رکھتا ہے تب امام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کی زکوٰۃ مقرر کرے اور اس سے وصول کرے۔ البتہ زکوٰۃ سے زیادہ وصول نہ کرے۔ اور اکثر اہل علم یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک اور امام شافعی اور ان کے اصحاب کا یہی قول ہے۔

حضرت اسحٰق بن راہویہ اور حضرت ابوبکر عبدالعزیز علیہما الرحمہ نے کہا ہے کہ جب وہ اپنا مال چھپائے تا کہ زکوٰۃ ادا نہ کرنی پڑے حتیٰ کہ امام پر ظاہر ہو جائے تو وہ ان سے زکوٰۃ وصول کرے گا۔ (المغنی، ج ۲، ص ۴۳۳، بیروت)

باب عُقُوبَةِ مَانِعِ الزَّكَاةِ

یہ باب زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا کے بیان میں ہے

2443 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ جَدِّي

2443-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1575) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب سقوط الزكاة عن الابل اذا كانت رسلا لاهلها و لحمولتهم (الحديث 2448) . تحفة الاشراف (11384) .

قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ فِیْ كُلِّ اِبِلٍ سَائِمَةٍ فِیْ كُلِّ اَرْبَعِیْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ لَا یُفَرَّقُ اِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ اَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا فَلَهٗ اَجْرُهَا وَمَنْ اَبٰی فَاِنَّا اٰخِذُوْهَا وَشَطْرَ اِبِلِهٖ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا یَحِلُّ لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا شَیْءٌ.

☆☆ بہز بن حکیم بیان کرتے ہیں' میرے والد نے میرے دادا کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے' میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

چرنے والے اونٹوں میں سے' چالیس اونٹوں میں سے' ایک بنت لبون (کی ادائیگی زکوٰۃ کے طور پر) لازم ہوگی۔ حساب لگانے کے دوران اونٹوں کے درمیان کوئی فرق نہیں کیا جائے' جو شخص اجر کے حصول کے لیے ادائیگی کرے گا' اسے اجر ملے گا اور جو شخص ادائیگی سے انکار کرے گا' تو ہم ان سے وصولی کر لیں گے' یہ ہمارے پروردگار کا حکم ہے اور آلِ محمد کے لیے ان میں سے کوئی چیز لینا جائز نہیں ہے۔

زکوٰۃ نہ دینے والوں کی سزا کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال وزر دیا اور اس نے اس کی زکوٰۃ ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اس کا مال وزر گنجے سانپ کی شکل میں تبدیل کیا جائے گا جس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر وہ سانپ اس شخص کے گلے میں بطور طوق ڈالا جائے گا اور وہ سانپ اس شخص کی دونوں باچھیں پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ، آل عمران:180) وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں یہ گمان نہ کریں الی آخر الآیہ (بخاری، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 270)

گنجے سانپ کا مطلب یہ ہے کہ اس کے سر پر بال نہیں ہوں گے اور یہ گنجا پن سانپ کے بہت زیادہ زہریلا اور پرانا ہونے کی علامت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشاد گرامی کے بعد بطور استدلال آیت کریمہ کی تلاوت فرما کر آگاہ فرمایا کہ خوب اچھی طرح سن لو کہ اللہ تعالیٰ بھی یہی ارشاد فرماتا ہے۔

چنانچہ پوری آیت یہ ہے (وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ، آل عمران:180) جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مال عطا فرمایا ہے اور وہ اس میں بخل کرتے ہیں تو وہ اپنے اس مال کے بارہ میں یہ گمان نہ کریں کہ وہ ان کے لئے بہتر ہے بلکہ وہ مال تو ان کے حق میں سراسر وبال جان ہے اور یاد رکھو وہ وقت دور نہیں ہے کہ جب قیامت کے دن وہ اس مال کا کہ جس میں بخل کرتے ہیں طوق پہنائے جائیں یعنی ان کا مال طوق بنا کر ان کی گردنوں میں ڈالا جائے گا۔

بخل کے لغوی معنی ومفہوم کا بیان

علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی متوفی ۸۱۷ھ لکھتے ہیں: بخل کرم کی ضد ہے۔

(القاموس المحیط ج ۳ ص ۳۸۸ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۲ھ)

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: جس مال کو جمع کرنے کا حق نہ ہو اس کو خرچ نہ کرنا بخل ہے اس کا مقابل جود ہے بخیل اس شخص کو کہتے ہیں جو بہ کثرت بخل کرے بخل کی دو قسمیں ہیں اپنے مال میں بخل کرنا اور غیر کے مال میں بخل کرنا اور یہ زیادہ مذموم ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

(آیت) الذين يبخلون ويامرون الناس بالبخل ويكتمون ما اتهم الله من فضله واعتدنا للكفرين عذابا مهينا .
(النساء:۳۷)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے: (المفردات ص ۳۸ مطبوعہ کتاب فروشے مرتضوی ۱۳۶۲ھ)

بخل کا شرعی معنی اور اس کی اقسام کا بیان

بخل کرم اور جود کی ضد ہے بغیر عوض کسی کو مال دینے سے منقبض اور تنگ ہونے کو بخل کہتے ہیں یا کوئی شخص اس وقت مال خرچ نہ کرے جب اس مال کو خرچ کرنے کی ضرورت اور اس کا موقع اور محل ہو عرب کہتے ہیں بخلت العین بالدموع آنکھوں نے آنسوؤں میں بخل کیا اور جب آنسو بہانے کا وقت تھا اس وقت آنسو نہیں بہائے۔

تحقیق یہ ہے کہ جہاں خرچ کرنا واجب ہو وہاں خرچ نہ کرنا بخل ہے اور جہاں خرچ نہ کرنا واجب ہو وہاں خرچ کرنا اسراف اور تبذیر ہے اور ان کے درمیان جو متوسط کیفیت ہے وہ محمود ہے اس کو جود اور سخا کہتے ہیں قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) ولا تجعل يدك مغلولة الى عنقك ولا تبسطها كل البسط فتقعد ملوما محسورا .
(الاسراء:۲۹)

ترجمہ: اور اپنا ہاتھ گردن سے بندھا ہوا نہ رکھ اور نہ اسے پوری طرح کھول دے کہ ملامت زدہ تھکا ہارا بیٹھا رہے۔

(آیت) والذين اذا انفقوا الم يسرفوا ولم يقتروا واكان بين ذلك قواما . (الفرقان:۶۷)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو خرچ کرتے وقت فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی سے کام لیتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا زیادتی اور کمی کے درمیان معتدل ہوتا ہے۔

خرچ کرنا شرعاً واجب ہوتا ہے یا عرف اور عادت کے اعتبار سے زکوۃ صدقہ فطر قربانی حج جہاد اور اہل وعیال کی ضروریات پر خرچ کرنا شرعاً واجب ہے جو ان پر خرچ نہ کرے وہ سب سے بڑا بخیل ہے اور دوستوں رشتہ داروں اور ہمسایوں پر خرچ کرنا عرف اور عادت کے اعتبار سے واجب ہے جو ان پر خرچ نہ کرے وہ اس سے کم درجہ کا بخیل ہے اور بخل کی ایک تیسری قسم بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ انسان فرائض اور واجبات کی ادائیگی میں تو خرچ کرتا ہے لیکن نفلی صدقات عام فقراء اور مساکین اور سائلین اور رفاہی کاموں میں خرچ نہیں کرتا اور باوجود وسعت ہونے کے اپنا ہاتھ روک کر رکھتا ہے اور پیسے گن گن کر رکھتا ہے یہ بخل کی تیسری قسم ہے لیکن یہ پہلے دو درجوں سے کم درجہ کا بخل ہے۔

بخل کی مذمت کے متعلق قرآن مجید کی آیات کا بیان

(آیت) واما من بخل واستغنی، وکذب بالحسنی، فسنیسرہ للعسری، (اللیل:۱۰۔۸)

اور جس نے بخل کیا اور (تقوی سے) بے پرواہ رہا اور اس نے نیکی کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اس کے لیے تنگی کا راستہ مہیا کردیں گے۔

(آیت) فلما اتھم من فضلہ بخلوا بہ وتولوا وھم معرضون ۔ (التوبہ:۷۶)

تو جب اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دے دیا تو وہ اس میں بخل کرنے لگے اور انہوں نے پیٹھ پھیر لی درآں حالیکہ وہ اعراض کرنے والے تھے۔

(آیت) ھانتم ھولآء تدعون لتنفقوا فی سبیل اللہ فمنکم من یبخل ومن یبخل فانما یبخل عن نفسہ واللہ الغنی انتم الفقرآء ۔ (محمد:۳۸)

ہاں تم وہی لوگ ہو جنہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو تم میں سے کوئی بخل کرتا ہے اور جو بخل کرتا ہے وہ صرف اپنے آپ سے بخل کرتا ہے اور اللہ بے نیاز ہے اور تم سب اس کے محتاج ہو۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ومن یتول فان اللہ ھو الغنی الحمید ۔ (الحدید:۲۴)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور دوسرے لوگوں کو بھی بخل کرنے کا حکم دیتے ہیں اور جس نے اعراض کیا تو اللہ بے نیاز ہے ستائش کیا ہوا۔

(آیت) الذین یبخلون ویامرون الناس بالبخل ویکتمون ما اتھم اللہ من فضلہ واعتدنا للکفرین عذابا مھینا ۔ (النساء:۳۷)

جو لوگ بخل کرتے ہیں اور لوگوں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور اللہ نے اپنے فضل سے جو ان کو دیا ہے اس کو چھپاتے ہیں اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(آیت) ویل لکل ھمزۃ لمزۃ، الذی جمع مالا وعددہ، یحسب ان مالہ اخلدہ، کلا لینبذن فی الحطمۃ، وما ادراک ما الحطمۃ، نار اللہ الموقدۃ، (الھمزۃ:۶۔۱)

ہر طعنہ دینے والے اور چغلخوری کرنے والے کے لیے ہلاکت ہے، جس نے مال جمع کیا اور اس کو گن گن کر رکھا، وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کو ہمیشہ زندہ رکھے گا، ہرگز نہیں وہ چورا چورا کرنے والی میں ضرور پھینک دیا جائے گا، آپ کیا جانتے ہیں کہ چورا چورا کردینے والی کیا چیز ہے؟، اللہ کی بھڑکائی ہوئی آگ ہے، جو دلوں پر چڑھ جائے گی۔

(آیت) والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم، یوم یحمی علیھا فی نار جھنم فتکون بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔ (التوبہ:۳۵۔۳۴)

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے نہیں کرتے ان سب کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔ جس دن وہ (سونا چاندی) جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں ان کے پہلو اور ان کی پیٹھوں کو داغا جائے گا یہ ہے وہ (مال) جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا سو اپنے جمع کیے ہوئے کا مزہ چکھو۔

بخل کی مذمت کے متعلق احادیث اور آثار کا بیان

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس شخص کو اللہ نے مال دیا اور اس نے اس کی زکوۃ ادا نہیں کی قیامت کے دن وہ مال ایک موٹا اور گنجا سانپ بنا دیا جائے گا جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے پھر اس شخص کو وہ سانپ اپنے دو جبڑوں سے پکڑ لے گا اور کہے گا میں تیرا مال ہوں اور تیرا خزانہ ہوں پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی: (آیت) ولا یحسب الذین یبخلون۔ الآیۃ (آل عمران: ۱۸۰) (صحیح البخاری ج ۱ص ۴۳۰ رقم الحدیث ۱۴۰۳ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: ہر روز فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ خرچ کرنے والے کو اس کا بدل عطا فرما اور اے اللہ خرچ نہ کرنے والے کے مال کو ضائع کر دے۔

(صحیح البخاری ج ۱ص ۴۴۳ رقم الحدیث ۱۴۴۲ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ ھ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو بہ کثرت مرتبہ یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے: اے اللہ! میں پریشانی غم عاجز ہونے سستی بخل بزدلی قرض کی زیادتی اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

(صحیح البخاری ج ۳ص ۳۰۵ رقم الحدیث ۲۸۹۳ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بخیل اور صدقہ کرنے والے کی ایک مثال بیان فرمائی ان کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جنہوں نے لوہے کی دو زرہیں پہنی ہوئی ہیں جو انکی چھاتیوں سے ہنسلیوں اور ان کے ہاتھوں تک ہیں جب صدقہ کرنے والا صدقہ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ زرہ اس سے ڈھیلی ہو جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانپ لیتی ہے اور اس کا نشان مٹ جاتا ہے اور جب بخیل کسی چیز کے صدقہ کا ارادہ کرتا ہے تو اس زرہ کا ہر حلقہ اپنی جگہ تنگ ہو جاتا ہے۔ (صحیح البخاری ج ۷ص ۴۷ رقم الحدیث ۵۷۹۷ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۲ ھ)

سخی کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس نے پوری زرہ پہنی اور وہ اس کے جسم پر پھیلتی رہی حتیٰ کہ اس نے پورے بدن کو چھپا لیا اور زرہ نے اس کو محفوظ کر لیا اور بخیل کی مثال اس شخص کی طرح ہے جس کے دونوں ہاتھ طوق بنے ہوئے ہیں جو اس کے سینہ کے سامنے ابھرے ہوئے ہیں جب وہ زرہ پہننے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ درمیان میں حائل ہو جاتے ہیں اور اس زرہ کو بدن پھیلنے نہیں دیتے اور وہ اس کی گردن میں اکٹھی ہو کر اس کی ہنسلیوں سے چمٹ جاتی ہے اور اس کے لیے وبال جان اور بوجھ بن جاتی ہے اور اس کے بدن کی حفاظت نہیں کرتی خلاصہ یہ ہے کہ سخی جب خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ کھل جاتا ہے اور اس کے ہاتھ اس کی موافقت کرتے ہیں اور اس کے ہاتھ فراخ ہو جاتے ہیں اور بخیل جب کچھ دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کا سینہ

تنگ ہوجاتا ہے اور اس کے ہاتھ کوتاہ ہوجاتے ہیں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ صدقہ کرنے سے مال بڑھنے اور بخل سے مال کم ہونے کی مثال ہو اور اس کا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سخی پر اللہ دنیا اور آخرت میں پردہ رکھتا ہے جس طرح یہ زرہ اس کے جسم کو چھپا لیتی ہے اور بخیل کے عیوب دنیا اور آخرت میں کھل جاتے ہیں جس طرح یہ زرہ اس کے گلے میں سکڑ کر اکٹھی ہوجاتی ہے اور اس کا باقی جسم برہنہ ہوجاتا ہے۔

امام خرائطی متوفی ۳۲۷ھ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا سخی کی لغزش سے درگذر کرو کیونکہ وہ جب بھی لڑکھڑاتا ہے تو اللہ اس کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے۔

(مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۵۹۰ مطبوعہ دار الکتب المصریہ مصر ۱۳۱۱ھ)

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا: ہر وہ اونٹ والا جو اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن اس کے اونٹ بہت فربہ ہوکر آئیں گے اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور اونٹ اس کو اپنی ٹانگوں اور کھروں کے ساتھ روندتے ہوئے گزر جائیں گے اور جو گائے والا گائے کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں بہت فربہ ہوکر آئیں گی اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور پیروں سے کچلتی ہوئی گزر جائیں گی اور جو بکریوں والا بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ بکریاں بہت فربہ ہوکر آئیں گی اور اس کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا اور وہ اس کو سینگوں سے مارتی ہوئی اور کھروں سے روندتی ہوئی گزر جائیں گی اس دن ان میں نہ کوئی بغیر سینگ کے ہوگی نہ کسی کا سینگ ٹوٹا ہوا ہوگا اور جو خزانہ والا خزانہ میں سے اللہ کا حق ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں منہ کھولے اس کے پیچھے دوڑے گا خزانہ کا مالک بھاگے گا تو ایک منادی آواز دے کر کہے گا اپنا خزانہ لے لو ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے جب خزانہ کے مالک کو کوئی چارہ نظر نہیں آئے گا تو وہ اس سانپ کے منہ میں ہاتھ ڈال دے گا اور سانپ اونٹ کی طرح اس کے ہاتھ کو چبائے گا راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اونٹنی کا کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا پانی کے موقع پر اس کا دودھ دوہنا (تاکہ لوگ اس کو پئیں) اور ڈول دینا اور نر اونٹ کو جفتی کے لیے عاریۃً دینا اور اونٹنی کو دودھ پینے کے لیے (ضرورت مندوں کو) دینا اور راہ خدا میں اس پر لوگوں کا مال لاد دینا۔

(صحیح مسلم ج ۲ ص ۶۸۴ رقم الحدیث: ۹۸۸ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابوداود سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: تنگ دلی کرنے سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگ تنگ دلی کی وجہ سے ہلاک ہوگئے اس تنگ دلی نے انکو بخل کا حکم دیا تو انہوں نے بخل کیا اور اس نے ان کو قطع تعلق کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے قطع تعلق کیا اور اس نے ان کو جھوٹ بولنے کا حکم دیا تو انہوں نے جھوٹ بولا۔

ہم نے الشح کا ترجمہ تنگ دلی کیا ہے کیونکہ حافظ منذری متوفی ۶۵۶ھ نے لکھا ہے کہ شح منع کرنے میں بخل سے زیادہ بلیغ

ہے شح بہ منزل جنس ہے اور بخل بہ منزلہ نوع ہے شح انسان کی طبیعت اور جبلت کی طرف سے وصف لازم کی طرح ہے اور بعض نے کہا کہ بخل صرف مال میں ہوتا ہے اور شح مال اور نیکی دونوں میں ہوتا ہے۔ (مختصر سنن ابوداود ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)! میرے پاس صرف وہی مال ہے جو زبیر نے اپنے گھر میں رکھا ہے کیا میں اس میں سے دیا کروں؟ آپ نے فرمایا دیا کرو اور تھیلی کا منہ باندھ کر نہ رکھو ورنہ تم بھی بندش کر دی جائے گی۔

حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے مساکین یا صدقہ کو گننے کا ذکر کیا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا دیا کرو اور گنا نہ کرو ورنہ تم کو بھی گن کر دیا جائے گا۔

(سنن ابوداود ج ۲ ص ۱۳۷ رقم الحدیث: ۱۷۰۰، ۱۶۹۹، ۱۶۹۸ مطبوعہ دارالجیل بیروت ۱۴۱۳ھ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: انسان کا بدترین خلق گھبراہٹ پیدا کرنے والا بخل ہے (یعنی کسی کو دینے سے دل گھبراتا ہو) اور بے شرمی والی بزدلی ہے۔

(سنن ابوداود ج ۳ ص ۱۲ رقم الحدیث: ۲۵۱۱ مطبوعہ دارالجیل بیروت ۱۴۱۳ھ)

ابوامیہ شعبانی کہتے ہیں کہ میں نے ابوثعلبہ خشنی سے پوچھا کہ تم علیکم انفسکم المائدہ: ۱۰۵ تم (صرف) اپنی جانوں کی فکر کرو کی کیا تفسیر کرتے ہو؟ انہوں نے کہا میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دریافت کیا تھا آپ نے فرمایا: نیکی کا حکم دو اور برائی سے منع کرو حتیٰ کہ تم جب یہ دیکھو کہ بخل کی موافقت کی جا رہی ہے اور خواہش کی پیروی کی جا رہی ہے اور دنیا کو ترجیح دی جا رہی ہے اور ذو رائے اپنی رائے کو اچھا سمجھ رہا ہے تو تم صرف اپنی جان کی فکر کرو اور عوام کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے بعد صبر کے ایام ہوں گے ان میں صبر کرنا انگاروں کو پکڑنے کی مثل ہے اور ان ایام میں (نیک) عمل کرنے والے کو پچاس آدمیوں کے (نیک) عمل کا اجر ملے گا۔ (سنن ابوداود ج ۴ ص ۱۲۱ رقم الحدیث: ۴۳۴۱ مطبوعہ دارالجیل بیروت ۱۴۱۳ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: مسلمان میں دو خصلتیں جمع نہیں ہوتیں۔ بخل اور بدخلقی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم فرمایا دھوکا دینے والا احسان جتلانے والا اور بخیل جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

(الجامع الصحیح ج ۴ ص ۳۴۳ رقم الحدیث: ۱۹۶۳۔ ۱۹۶۲ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جب تمہارے اچھے لوگ تمہارے حاکم ہوں اور تمہارے مالدار سخی ہوں اور تمہارے باہمی امور مشاورت سے ہوں تو زمین کے اوپر رہنا تمہارے لیے زمین کے نیچے دفن ہونے سے بہتر ہے اور جب تمہارے بدترین لوگ تمہارے حاکم ہوں اور تمہارے مالدار بخیل ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کے نیچے دفن ہونا تمہارے لیے زمین کے اوپر رہنے سے بہتر ہے۔

(الجامع الصحیح ج ۴ ص ۵۲۹ رقم الحدیث: ۲۲۶۶ مطبوعہ داراحیاء التراث العربی بیروت)

امام احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو عرض کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا بخل کرنا (اور روایت میں سحر ہے) ناحق قتل کرنا سود کھانا یتیم کا مال کھانا جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا پاک دامن مومن بھولی بھالی عورتوں کو تہمت لگانا۔ (سنن نسائی ج ۲ ص ۱۳۴ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا (قرب قیامت میں) احکام میں سختی زیادہ ہوگی اور دنیا میں صرف بدبختی زیادہ ہوگی اور لوگوں میں صرف بخل زیادہ ہوگا اور قیامت صرف بدترین لوگوں پر قائم ہوگی اور عیسیٰ بن مریم کے سوا کوئی ہدایت یافتہ نہیں ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۳۴۱۔۱۳۴۰ رقم الحدیث ۴۰۳۹ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کسی بندہ کے پیٹ میں اللہ کی راہ میں غبار اور جہنم کا دھواں جمع نہیں ہوگا اور کسی بندہ کے دل میں ایمان اور بخل جمع نہیں ہوں گے۔ (مسند احمد ج ۲ ص ۳۴۰ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ ھ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ظہر یا عصر کی نماز پڑھ رہے تھے اچانک رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کسی چیز کو پکڑنے لگے پھر آپ پیچھے ہٹے اور لوگ بھی پیچھے ہٹ گئے جب آپ نے نماز پڑھ لی تو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پوچھا آپ نے نماز میں ایک کام کیا جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے آپ نے فرمایا مجھ پر جنت پیش کی گئی اس میں چمک اور تروتازگی تھی۔ میں نے تمہارے پاس لانے کے لیے انگوروں کا ایک گچھا پکڑا تو میرے اس کے درمیان ایک چیز حائل کر دی گئی اگر میں اس کو لے آتا تو اس کو آسمان اور زمین کے درمیان کھایا جاتا اور اس میں کچھ کمی نہیں ہوتی پھر میرے سامنے دوزخ پیش کی گئی جب میں نے اس کی تپش دیکھی تو میں اس سے پیچھے ہٹا اور میں نے دوزخ میں ان عورتوں کو دیکھا جن کو کوئی راز بتایا جاتا تو وہ اس کو افشاء کر دیتیں ان سے سوال کیا جاتا تو وہ بخل کرتیں اور جب وہ خود سوال کرتیں تو گڑگڑا کر کرتیں اگر ان کو کچھ دیا جاتا تو وہ اس کا شکر ادا نہ کرتیں۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۳۵۳۔۳۵۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ ھ)

امام ابوبکر محمد بن جعفر الخرائطی المتوفی ۳۲۷ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: کسی شخص کے گناہ گار ہونے کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو ضائع کر دے۔

(مکارم الاخلاق ج ۲ ص ۵۹۲ مطبوعہ دار الکتب المصریہ مصر ۱۴۱۱ ھ)

امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: اے ابن آدم! اگر تو خرچ کرے تو یہ تیرے لیے بہتر ہے اور اگر تو بخل کرے تو یہ تیرے لیے بدتر ہے اور قدر ضروری پر تجھے ملامت نہیں کی جائے گی اور اپنے اہل وعیال سے ابتداء کر اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر

ہے اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے: (صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۱۸ سنن کبری للبیہقی ج ۴ ص ۱۸۱)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: وہ شخص مومن (کامل) نہیں ہے جو سیر ہو کر کھائے اور اس کا پڑوسی بھوک سے کروٹیں بدل رہا ہو۔ (مستدرک ج ۴ ص ۱۶۸ مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ)

بہز بن حکیم اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: جس شخص کا غلام اس کے پاس جائے اور اس سے کسی فالتو چیز کا سوال کرے اور وہ اس کو نہ دے تو قیامت کے دن وہ فالتو چیز جس سے اس نے منع کیا تھا ایک گنجا سانپ بن کر اس کو اپنے جبڑوں سے چبائے گی۔ (سنن کبری للبیہقی ج ۴ ص ۱۷۹)

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داود علیہما السلام فرماتے تھے جب تم سیر ہو تو بھوکے کو یاد کرو اور جب تم غنی ہو تو فقراء کو یاد کرو۔ (شعب الایمان ج ۳ ص ۲۳۶۔۲۲۴ مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ ۱۴۱۰ھ رقم الحدیث: ۳۳۹۳۔۳۳۹۰۔۳۳۸۹۔۳۳۸۶)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: حجر بن بیان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو شخص اپنے کسی رشتہ دار کے پاس جا کر اس سے کسی فاضل چیز کا سوال کرے جو اس کو اللہ نے دی ہے اور وہ اس کو دینے سے بخل کرے تو وہ چیز قیامت کے دن آگ کا سانپ بن کر اس کے گلے میں طوق بن جائے گی اور اس کو اپنے جبڑوں سے چبائے گی پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی (آیت) **ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ** (آل عمران: ۱۸۰)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ایک سانپ ان (بخلاء) میں سے کسی ایک کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت کے دن اس کا مال ایک سانپ کی شکل میں آئے گا اور اس کے سر کو کھوکھلا کرے گا اور کہے گا میں تیرا وہ مال ہوں جس کے ساتھ تو نے بخل کیا تھا پھر اس کی گردن پر لپٹ جائے گا۔

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جس کو اللہ نے مال دیا ہو اور وہ اپنے قرابت داروں کو اس کا حق دینے سے منع کرے جو اللہ نے اس کے مال میں ان کا حق رکھا ہے پھر اس مال کو سانپ بنا کر اس کے گلے میں طوق ڈال دیا جائے گا وہ شخص کہے گا تیرا مجھ سے کیا واسطہ ہے وہ سانپ کہے گا میں تیرا مال ہوں۔

(جامع البیان ج ۴ ص ۱۲۸۔۱۲۷ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ۷۴۸ھ لکھتے ہیں: محمد بن یوسف فریابی متوفی ۲۱۲ھ (یہ امام احمد اور امام بخاری کے اصحاب میں سے ہیں) بیان کرتے ہیں میں اپنے اصحاب کے ساتھ ابوسنان رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کی زیارت کے لیے گیا جب ہم ان کے پاس گئے تو انہوں نے کہا چلو ہم اپنے پڑوسی کی تعزیت کے لیے جائیں اس کا بھائی فوت ہو چکا ہے جب ہم اس کے پاس پہنچے تو وہ اپنے بھائی پر زار و قطار رو رہا تھا ہم نے اس کو تسلی دی اور تعزیت کی لیکن اس کو قرار نہیں آیا ہم نے اس سے کہا تم کو معلوم ہے کہ موت سے کسی کو رستگاری نہیں ہے اس نے کہا یہ ٹھیک ہے میں اس لیے رو رہا ہوں کہ میرے بھائی کو صبح و شام

عذاب ہوتا ہے ہم نے کہا کیا تم کو اللہ نے غیب پر مطلع کر دیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! جب ہم نے اس کو دفن کیا اور اس پر مٹی برابر کی اور لوگ چلے گئے تو میں اس کے پاس بیٹھ گیا اچانک میں نے یہ آواز سنی آہ انہوں نے مجھے اکیلے بٹھا دیا ہے اور میں عذاب برداشت کر رہا ہوں حالانکہ میں نماز پڑھتا تھا اور روزے رکھتا تھا مجھے اس کے کلام نے رلا دیا میں نے قبر سے مٹی کھود کر ہٹائی تا کہ اس کا حال دیکھوں اس وقت اس کی قبر آگ سے بھڑک رہی تھی۔

اور اس کی گردن میں آگ کا طوق پڑا ہوا تھا بھائی کی محبت سے مجبور ہو کر میں نے اس کی گردن سے طوق نکالنے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو میری انگلیاں اور ہاتھ جل گیا پھر اس نے ہمیں اپنا ہاتھ نکال کر دکھایا جو جل کر سیاہ ہو چکا تھا اس نے کہا میں نے قبر پر دوبارہ مٹی ڈال دی اور لوٹ آیا ہم نے پوچھا تمہارا بھائی دنیا میں کیا عمل کرتا تھا؟ اس نے کہا وہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تھا ہم نے کہا یہ آیت کی تصدیق ہے۔ ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون مابخلوا بہ یوم القیامۃ ۔(آل عمران:۱۸۰) تمہارے بھائی کو قیامت کا عذاب قبر میں جلدی دے دیا گیا۔

(الکبائر ص ۳۰۔۳۹ مطبوعہ دار الفلا العربی قاہرہ والزواجر ج اص ۳۳۲۔۳۳۱) مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

باب زَكَاةِ الْإِبِلِ

یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2444 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ يَحْيٰى ح وَاَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ وَمَالِكٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2445 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ

2444-اخرجه البخاري في الزكاة، باب ما ادي زكاته فليس بكنز (الحديث 1405)، و باب زكاة الورق (الحديث 1447) . و اخرجه مسلم في الزكاة، (او 2 و 3 و 4 و 5) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة (الحديث 1558) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الزرع و التمر و الحبوب (الحديث 626 و 627) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الابل (الحديث 2445)، و باب زكاة الورق (2472 و 2474 و 2475)، و باب زكاة الحنطة (الحديث و 2483)، و باب زكاة الحبوب (الحديث و 2484)، و القدر الذي تجب فيه الصدقة (الحديث 2486) و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة من الاموال (الحديث 1793) . والحديث عند النسائي في الزكاة، زكاة فل التمر (الحديث 2482) . تحفة الاشراف (4402) .

2445-تقدم (الحديث 2444) .

عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
پانچ اونٹوں سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) پر زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

پانچ وسق واوقیہ اناج میں زکوٰۃ کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوۃ واجب نہیں پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوۃ واجب نہیں اور پانچ راس سے کم اونٹوں میں زکوۃ واجب نہیں۔

(بخاری ومسلم ،مشکوۃ المصابیح ،جلد دوم ،رقم الحدیث ،291)

ایک وسق آٹھ صاع کے برابر، ایک صاع آٹھ رطل کے برابر اور ایک رطل چونتیس تولہ ڈیڑھ ماشہ کے برابر ہوتا ہے حساب سے پانچ وسق انگریزی اسی طولی کے سیر کے حساب پچیس من ساڑھے بارہ سیر (نوکوئنل چوالیس کلوگرام) کے برابر ہوتے ہیں گویا پچیس من 12,1/2 سیر یا اس سے زائد کھجوروں میں دسواں حصہ زکوۃ کے طور پر نکالا جائے گا اس مقدار سے کم اگر کھجوریں پیدا ہوں تو اس حدیث کے بموجب اس میں زکوۃ کے طور پر دسواں حصہ واجب نہیں ہوگا۔

چنانچہ حضرت امام شافعی اور حنفیہ میں سے حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک زمین کی پیداوار میں کوئی نصاب مقرر نہیں ہے جس قدر بھی پیداوار ہو اس کا دسوں حصہ زکوۃ میں نکالنا واجب ہے مثلاً اگر دس سیر پیداوار ہو تو اس میں سے ایک سیر زکوۃ کے طور پر نکالا جائے اور اگر دس ہی چھٹانک پیدا ہو تو اس سے بھی ایک چھٹانک نکالا جائے زمین کی دوسری پیداوار مثلاً گیہوں جو چنا وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے۔ زمین کی پیداوار کے عشر کے بارے میں حنفیہ کا فتویٰ امام اعظم ہی کے قول پر ہے۔

یہ حدیث چونکہ امام اعظم رحمہ اللہ کے مسلک کے بظاہر خلاف معلوم ہوتی ہے اس لئے ان کی طرف سے اس حدیث کی توجیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حدیث میں کھجور سے مراد وہ کھجوریں ہیں جو تجارت کے لئے ہوں کیونکہ اس وقت عام طور پر کھجوروں کی خرید وفروخت وسق کے حساب سے ہوتی تھی اور ایک وسق کھجور کی قیمت چالیس درہم ہوتی تھی اس حساب سے پانچ وسق کی قیمت دوسو درہم ہوئے جو مال تجارت میں زکوۃ کے لئے متعین نصاب ہے۔ اواق اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ 122)۔ 47 گرام) کے برابر ہوتا ہے اس طرح پانچ اوقیہ دو سو درہم یعنی 52,1/2 تولہ تقریباً 210,1/2 گرام کے برابر ہوئے جو چاندی کا نصاب زکوۃ ہے اس مقدار سے کم چاندی میں زکوۃ واجب نہیں ہے گویا جو شخص دو سو درہم کا مالک ہوگا وہ بطور زکوۃ پانچ درہم ادا کرے گا۔

یہ تو درہم کا نصاب تھا چاندی اگر سکہ کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہو مثلاً چاندی کے زیورات و برتن ہوں یا چاندی کے

سکے ہوں تو اس کو بھی اسی پر قیاس کی جائے اور اسی طرح اس کی زکوۃ ادا کی جائے۔ پھر بھی تفصیل سے چاندی کے نصاب کو یوں سمجھے کہ۔ ایک درہم تین تین ماشہ ایک رتی اور پانچواں حصہ رتی کے برابر ہوتا ہے اس طرح دو سو میں چھ سو تیں ماشہ یعنی ساڑھے باون تولہ تقریباً ساڑھے دو سو سولہ گرام چاندی ہوئی۔ لہٰذا دو سو درہم کی زکوۃ کی چالیسویں حصہ کے مطابق پانچ درہم ہوئے جو پندرہ ماشہ چھ رتی یعنی ایک تولہ میں ماشہ چھ رتی کے برابر ہوتے ہیں۔

اسی طرح درہم کے علاوہ چاندی کے زیورات یا برتن وغیرہ کی صورت میں ساڑھے باون تولہ یعنی ساڑھے دو سو سولہ گرام ہو تو اس کی زکوۃ کے طور پر چالیسواں حصہ ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی یعنی ساڑھے پندرہ گرام چاندی یا اتنی ہی چاندی کی قیمت زکوۃ کے طور پر ادا کی جائے گی اور اگر چاندی سکے کی شکل میں ہو اور ایک سکہ بارہ ماشہ اور قیمت کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ہو تو اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندے کے ساڑھے باون روپے ہوئے لہٰذا ان کی زکوۃ کے طور پر اسی چاندی کے روپے کے حساب سے یعنی وہی بارہ ماشہ والا ایک روپیہ پانچ آنے واجب ہوں گے اور اگر سکہ ساڑھے گیارہ ماشہ اور قیمت کے اعتبار سے ایک روپیہ کا ہو تو اس حساب سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت چون روپے بارہ آنے چھ صحیح چھ بٹا تیں پائی کے برابر ہو گی جس پر زکوۃ واجب ہو گی لہٰذا اس میں سے اس چاندی کے روپے کے حساب سے یعنی وہی ساڑھے گیارہ ماشہ والا ایک روپیہ پانچ آنے دس پائی اور بتیس بٹا تیس پائی بطور زکوۃ نکالنا ہو گا۔

مذکورہ بالا تفصیل کو حسب ذیل جدول سے سمجھئے۔ تعداد درہم تعین زکوۃ وزن چاندی تعین زکوۃ سکہ بارہ ماشہ والا زکوۃ سکہ ساڑھے گیارہ ماشہ والا زکوۃ ۲۰۰ درہم ۵ درہم ساڑھے ۵۲ تولہ ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی قیمتی۔۔ قابل اصلاح نصاب کا یہ سارا حساب سمجھنے کے لئے لکھا گیا ہے۔ اگر نصاب سے زیادہ روپے ہوں تو اس کا سیدھا حساب یہ ہے کہ ڈھائی روپیہ فی سیکڑا یعنی ہر سو روپیہ میں ڈھائی روپے کے حساب سے زکوۃ ادا کی جائے گی۔

اگر چہ حدیث میں سونے کا نصاب ذکر نہیں کیا گیا لیکن اس کے بارے میں بھی جانتے چلئے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال یعنی ساڑھے سات تولہ تقریباً ساڑھے ستائس گرام ہے اس سے کم میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی اگر اس مقدار میں یا اس سے زائد مقدار میں سونا ہو تو موجودہ مقدار کا چالیسواں حصہ یا اس حصہ کی قیمت زکوۃ کے طور پر ادا کی جائے گی۔ اگر سونا اور چاندی دونوں مجموعی اعتبار سے بقدر نصاب ہوں تو ان میں زکوۃ واجب ہو گی مثلاً کسی شخص کے پاس سوا چھبیس تولہ چاندی ہو اور اسی کے ساتھ سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر سونا بھی ہو تو وہ شخص صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر زکوۃ واجب ہو گی یا اسی طرح اگر کسی شخص کے پاس سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر تجارت کا مال ہو اور اس کے ساتھ سوا چھبیس تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر نقد روپیہ ہو تو وہ بھی صاحب نصاب کہلائے گا اور اس پر بھی زکوۃ واجب ہو گی۔ سونا اور چاندی کسی بھی شکل وصورت میں ہوں خواہ وہ گنی اور ڈلی کی صورت میں ہوں یا پتر ے ہوں خواہ زیورات کی شکل میں ہوں یا برتنوں کی صورت میں ہوں بہر صورت ان میں زکوۃ واجب ہو گی اس سے معلوم ہوا کہ گوٹہ کناری اور کمخواب وغیرہ میں جو چاندی ہوتی ہے اس کی مقدار کا بھی اندازہ کرایا جائے اگر وہ مقدار نصاب کو پہنچے تو اس کی زکوۃ بھی ادا کی جائے موتی، مونگا، یاقوت اور دوسرے جواہرات میں زکوۃ واجب نہیں

ہوتی خواہ لاکھوں روپیہ کی قیمت ہی کے کیوں نہ موجود ہوں ہاں اگر جواہرات تجارت کے مقصد سے ہوں گے تو ان پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

2446 - اخبرنا محمد بن عبد الله بن المبارك قال حدثنا المظفر بن مدرك ابو كامل قال حدثنا حماد بن سلمة قال اخذت هذا الكتاب من ثمامة بن عبد الله بن انس بن مالك عن انس بن مالك ان ابا بكر كتب لهم ان هذه فرائض الصدقة التي فرض رسول الله صلى الله عليه وسلم على المسلمين التي امر الله عز وجل بها رسوله صلى الله عليه وسلم فمن سئلها من المسلمين على وجهها فليعط ومن سئل فوق ذلك فلا يعط فيما دون خمس وعشرين من الابل في كل خمس ذود شاة فاذا بلغت خمسا وعشرين ففيها بنت مخاض الى خمس وثلاثين فان لم تكن بنت مخاض فابن لبون ذكر فاذا بلغت ستا وثلاثين ففيها بنت لبون الى خمس واربعين فاذا بلغت ستة واربعين ففيها حقة طروقة الفحل الى ستين فاذا بلغت احدى وستين ففيها جذعة الى خمس وسبعين فاذا بلغت ستا وسبعين ففيها بنتا لبون الى تسعين فاذا بلغت احدى وتسعين ففيها حقتان طروقتا الفحل الى عشرين ومائة فاذا زادت على عشرين ومائة ففي كل اربعين بنت لبون وفي كل خمسين حقة فاذا تباين اسنان الابل في فرائض الصدقات فمن بلغت عنده صدقة الجذعة وليست عنده جذعة وعنده حقة فانها تقبل منه الحقة ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده حقة وعنده جذعة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما او شاتين ان استيسرتا له ومن بلغت عنده صدقة الحقة وليست عنده وعنده بنت لبون فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة ابنة لبون وليست عنده الا حقة فانها تقبل منه ويعطيه المصدق عشرين درهما او شاتين ومن بلغت عنده صدقة ابنة لبون وليست عنده بنت لبون وعنده بنت مخاض فانها تقبل منه ويجعل معها شاتين ان استيسرتا له او عشرين درهما ومن بلغت عنده صدقة ابنة مخاض وليس عنده الا ابن لبون ذكر فانه يقبل منه وليس معه شيء ومن لم

2446-اخرجه البخاري في الزكاة، باب العرض في الزكاة (الحديث 1448) مختصراً، وباب من بلغت عنده صدقة هبنت مخاض و ليست عنده (الحديث 1453)، و باب زكاة الغنم (الحديث 1454)، و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1567) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الغنم (الحديث 2454) و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب اخذ المصدق سنّاً دون سن او فوق سن (الحديث 1800) . و الحديث عند: البخاري في الزكاة، باب لا يجمع بين متفرق و لا يفرق بين مجتمع (الحديث 1450)، و باب ما كان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية (الحديث 1451)، و باب لا توخذ في الصدقة هرمة و لا ذات عوار و لا تيس الا ما شاء المصدق (1455)، و في الشركة، باب ما كان من خليطين فانهما يتراجعان بينهما بالسوية في الصدقة (الحديث 2487)، و في فرض الخمس، باب ما ذكر من درع النبي صلى الله عليه وسلم و عصاه و سيفه و قدحه و خاتمه و ما استعمل الخلفاء بعده من ذلك مما لم يذكر قسمته و من شعره و نعله و آنيته مما تبرك اصحابه و غيرهم بعد وفاته (الحديث 3106) و في اللباس، باب هل يجعل نقش الخاتم ثلاثة اسطر (الحديث 5878 و 5879)، و في الحيل ، باب في الزكاة و ان لا يفرق بين مجتمع و لا يجمع بين متفرق خشية الصدقة (الحديث 6955) . تحفة الاشراف (6582) .

يَكُنْ عِنْدَهُ اِلَّا اَرْبَعٌ مِنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِي سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِينَ فَفِيهَا شَاةٌ اِلَى عِشْرِينَ وَمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا شَاتَانِ اِلَى مِائَتَيْنِ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلَى ثَلَاثِمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ فَفِي كُلِّ مِائَةٍ شَاةٌ وَلَا يُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ الْمُصَّدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ فَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ اَرْبَعِينَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَمْ تَكُنْ اِلَّا تِسْعِينَ وَمِائَةَ دِرْهَمٍ فَلَيْسَ فِيهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَاءَ رَبُّهَا .

☆☆ حماد بن سلمہ بیان کرتے ہیں' میں نے ثمامہ بن عبداللہ کی تحریر سے یہ روایت حاصل کی ہے' جوانہوں نے اپنے جدامجد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے (اس میں یہ تحریر ہے:)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں زکوٰۃ کے احکام تحریر کیے تھے' جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر لازم قرار دی تھی' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا' جس مسلمان سے اس کے مطابق وصولی کے لیے کہا جائے' وہ ادائیگی کر دے گا اور جس سے اس سے زیادہ وصولی کا تقاضا کیا جائے گا وہ ادائیگی نہیں کرے گا' 25 سے کم اونٹ ہونے کی صورت میں اونٹ کی شکل میں ادائیگی نہیں ہوگی بلکہ ہر پانچ اونٹوں کی زکوٰۃ ایک بکری ہوگی' جب اونٹوں کی تعداد پچیس ہو جائے گی' تو 25 سے 35 تک میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر بنت مخاض نہ ہو' تو ابن لبون مذکر کی ادائیگی لازم ہوگی' 36 سے 45 تک میں بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' 46 سے 60 تک میں حصہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جس کو جفتی کے لیے دیا جاسکے' 61 سے 75 تک میں جذعہ کا ادائیگی لازم ہوگی' 76 سے 90 تک میں دو بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' 91 سے 120 تک میں دو حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جو جفتی کے قابل ہوں' 120 سے زیادہ اونٹ ہونے کی صورت میں ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون کی اور ہر پچاس میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ زکوٰۃ کی مقدار میں اونٹوں کی عمر مختلف ہوگی' تو جس پر جذعہ لازم ہوگا اور اس کے پاس حقہ ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا' اگر وہ ایسا کر سکتا ہو' تو اس سے دو بکریاں بھی وصول کر لی جائیں گی یا 20 درہم وصول کیے جائیں' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس حقہ موجود نہ ہو' لیکن جذعہ موجود ہو' تو اس سے جذعہ ہی وصول کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم اور دو بکریوں میں سے جو چیز بھی دستیاب ہوگی وہ ادا کر دے گا' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس حقہ موجود نہ ہو' بلکہ بنت لبون ہو' تو اس سے بنت لبون وصول کر لی جائے گی اور اس کے ساتھ اس پر دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر یہ اس کے لیے آسان ہے' ورنہ اس سے 20 درہم وصول کیے جائیں گے جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو' لیکن حقہ موجود ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص زکوٰۃ دینے والے کو 20 درہم یا دو بکریاں ادا کر دے گا' جس شخص پر زکوٰۃ کے طور پر بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہو' تو اس سے بنت مخاض قبول کر لی جائے گی اور دو بکریوں' یا 20 درہم میں سے جو وصول کیا جا سکتا ہو' وہ وصول کر لیا جائے گا' جس پر زکوٰۃ کے طور

پر بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس صرف ابن لبون مذکر ہو تو اس سے یہ وصول کیا جائے گا اور اس کے ساتھ کوئی چیز لازم نہیں کی جائے گی۔

جس شخص کے پاس صرف چار اونٹ ہوں گے ان سے کوئی زکوۃ وصول نہیں کی جائے گی اگر اس کا مالک خود (کوئی بھیڑ بکری دینا چاہے) تو حکم مختلف ہوگا۔

چرنے والی بھیڑ بکریوں میں جب ان کی تعداد 40 ہو جائے تو چالیس سے لے کر 120 تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی جب ان کی تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے تو دوسو تک میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اگر دوسو سے زیادہ ہو جائے تو تین سو تک میں تین بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی پھر اس کے بعد ہر ایک سو میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوتی چلی جائے گی۔

زکوۃ میں زیادہ عمر کا عیب دار یا نر (یعنی بکرے) کو وصول نہیں کیا جائے گا البتہ اگر زکوۃ دینے والا شخص خود بکرا ادا کر دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

زکوۃ سے بچنے کے لیے الگ الگ جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع جانوروں کو الگ الگ نہیں کیا جائے گا جب جانور دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہوں تو دونوں پر برابر کی زکوۃ لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس چرنے والے جانور 40 سے ایک بھی کم ہوں تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر ان کا مالک چاہے (تو صدقے کے طور پر خود کوئی ادائیگی کر سکتا ہے)۔

چاندی میں چالیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی اگر چاندی (کے درہم) کی تعداد 190 درہم ہو تو اس میں کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی البتہ اگر اس کا مالک چاہے تو (صدقے کے طور پر) ادائیگی کر سکتا ہے۔

شرح

حضرت انس کے بارے میں مروی ہے کہ جب امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیق نے انہیں بحرین جو بصرہ کے قریب ایک جگہ کا نام ہے بھیجا تو انہیں یہ ہدایت نامہ تحریر فرمایا: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمن ورحیم ہے یہ اس صدقہ فرض (زکوۃ) کے بارے میں ہدایت نامہ جسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے مسلمانوں پر فرض کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے نافذ کرنے کے بارے میں اپنے رسول کو حکم فرمایا۔ لہٰذا جس شخص سے قاعدہ کے مطابق زکوۃ کا مطالبہ کیا جائے تو وہ ادائیگی کرے اور جس شخص سے شرعی مقدار سے زیادہ مطالبہ کی جائے وہ زائد مطالبہ کی ادئیگی نہ کرے زکوۃ کا نصاب یہ ہے کہ چوبیس اور چوبیس سے کم اونٹوں کی زکوۃ میں بکری ہے اس طرح کہ ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے یعنی پانچ اونٹوں سے کم میں زکوۃ نہیں ہے اور پانچ سے نو تک ایک بکری دس سے چودہ تک دو بکری پندرہ سے انیس تک تین بکری اور بیس سے چوبیس تک چار بکری واجب ہوگی۔ پچیس سے پینتیس تک میں ایک ایسی اونٹنی جو ایک سال کی ہو چھتیس سے پینتالیس تک ایک اونٹنی جو دو سال کی ہو۔ چھیالیس سے ساٹھ تک میں ایک ایسی اونٹنی جو چار سال کی ہو اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہو، اکسٹھ سے پچھتر تک میں ایک اونٹنی

جو اپنی عمر کے چار سال ختم کر کے پانچویں سال میں داخل ہوگئی اور چھہتر سے نوے تک میں دو ایسی اونٹنیاں جو دو سال کی ہوں اکیانوے سے ایک سو بیس تک میں دو ایسی اونٹنیاں جو تین تین سال کی ہوں اور اونٹ سے جفتی کے قابل ہوں اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو تو اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ ان زائد اونٹنیوں میں ہر چالیس کی زیادت پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس کی زیادت پر پورے تین برس کی اونٹنی واجب ہوگی اور جس کے پاس صرف چار ہی اونٹ ہو تو اس پر زکوۃ واجب نہیں ہاں اگر وہ شخص چاہے تو صدقہ نفل کے طور پر کچھ دے دے جب پانچ اونٹ ہوں گے تو اس پر زکوۃ کے طور پر ایک بکری واجب ہو جائے گی اور جس شخص کے پاس اتنے اونٹ ہوں کہ ان میں زکوۃ کے طور پر ایسی اونٹنی واجب ہوتی ہو جو چار برس پورے کر کے پانچویں سال میں لگ گئی ہو یعنی اکسٹھ سے پچھتر تک کی تعداد میں اور اس کے پاس چار برس کی اونٹنی نہ ہو کہ جسے وہ زکوۃ کے طور پر دے سکے بلکہ تین برس کی اونٹنی موجود ہوں تو اس سے تین ہی برس کی اونٹنی زکوۃ میں قبول کی جاسکتی ہے مگر زکوۃ دینے والا اس تین برس کی اونٹنی کے ساتھ ساتھ اگر اس کے پاس موجود ہوں تو دو بکریاں ورنہ بصورت دیگر تیس درہم ادا کرے اور کسی شخص کے پاس اونٹوں کی ایسی تعداد ہو جس میں تین برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو یعنی چھیالیس سے ساٹھ تک کی تعداد اور اس کے پاس تین برس کی کوئی اونٹنی زکوۃ میں دینے کے لئے نہ ہو بلکہ چار برس کی اونٹنی ہو تو اس سے چار برس والی اونٹنی ہی لے لی جائے البتہ زکوۃ دینے والا دو بکریاں یا بیس درہم بھی اس کے ساتھ دیدے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں کہ جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو جیسے چھتیس سے پینتالیس تک کی تعداد اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی کے بجائے تین برس کی اونٹنی ہو تو اس سے تین برس کی اونٹنی ہی لے لی جائے مگر زکوۃ وصول کرنے والا اسے بیس درہم یا دو بکریاں واپس کر دے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو اور وہ اس کے پاس نہ ہو بلکہ ایک برس کی اونٹنی ہو تو اس سے ایک برس کی اونٹنی ہی لے لی جائے اور وہ زکوۃ دینے والا اس کے ساتھ بیس درہم یا دو بکریاں بھی دے اور اگر کسی شخص کے پاس اتنی تعداد میں اونٹ ہوں کہ جن میں ایک برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہو جیسے بیس سے پچیس تک کی تعداد اور ایک برس کی اونٹنی اس کے پاس نہ ہو بلکہ دو برس کی اونٹنی اس کے پاس ہو تو اس سے وہی دو برس والی اونٹنی لے لی جائے مگر زکوۃ وصول کرنے والا اس کو دو بکریاں یا بیس درہم واپس کر دے اور اگر اس کے پاس دینے کے قابل ایک برس کی اونٹنی نہ ہو اور نہ دو برس کی اونٹنی ہو بلکہ دو برس کا اونٹ ہو تو وہ اونٹ ہی لے لیا جائے اگر اس صورت میں کوئی اور چیز واجب نہیں نہ تو زکوۃ لینے والا کچھ واپس کرے گا اور نہ زکوۃ دینے والا کچھ اجر دے گا۔

اور چرنے والی بکریوں کی زکوۃ کا نصاب یہ ہے کہ جب بکریوں کی تعداد چالیس سے ایک سو بیس تک ہو تو ایک واجب ہوتی ہے اور ایک سو بیس سے زائد ہوں تو دو سو تک کی تعداد پر دو بکریاں واجب ہوتی ہیں اور جب دو سو سے زائد ہوں تو تین سو تک تین بکریاں واجب ہوتی ہیں اور جب تین سو سے زائد ہو جائیں تو پھر یہ حساب ہوگا کہ ہر سو بکریوں میں ایک بکری واجب ہوگی جس شخص کے پاس چرنے والی بکریاں چالیس سے ایک بھی کم ہوں گی تو ان میں زکوۃ واجب نہیں ہوگی ہاں اگر بکریوں کا مالک

چاہے تو صدقہ نفل کے طور پر کچھ دے سکتا ہے۔اس بات کا خیال رکھا جائے کہ زکوۃ میں خواہ اونٹ ہو یا گائے اور بکری بڑھیا اور عیب دار نہ جائے اور نہ بوک (بکرا) دیا جائے ہاں اگر زکوۃ وصول کرنے والا کسی مصلحت کے تحت بوک لینا چاہے تو درست ہے اور متفرق جانوروں کو یکجا نہ کیا جائے اور نہ زکوۃ کے خوف سے جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے نیز جس نصاب میں دو آدمی شریک ہوں تو انہیں چاہئے کہ وہ دونوں برابر تقسیم کرلیں اور چاندی میں چالیسواں حصہ زکوۃ کے طور پر دینا فرض ہے اگر کسی کے پاس صرف ایک سو نوے درہم ہوں (یعنی نصاب شرعی کا مالک نہ ہو) تو اس پر کچھ فرض نہیں ہے ہاں اگر وہ صدقہ نفل کے طور پر کچھ دینا چاہے تو دے سکتا ہے۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 293)

گزشتہ صفحات میں ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں یہ فرمایا گیا ہے کہ تم زکوۃ وصول کرنے والوں کو خوش کرو اگر چہ وہ تمہارے ساتھ ظلم ہی کا معاملہ کیوں نہ کریں۔اسی طرح ایک حدیث اور گزر چکی ہے جس میں بیان کیا گیا تھا کہ کچھ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ زکوۃ وصول کرنے والے زیادتی کرتے ہیں یعنی مقدار واجب سے زیادہ مال لیتے ہیں تو کیا ہم ان کی طرف سے زیادہ طلب کے جانے والے مال کو چھپا دیں یعنی وہ انہیں نہ دیں تو اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایسا کرنے سے منع کر دیا تھا۔لیکن یہاں فرمایا گیا ہے کہ جس شخص سے زیادہ مطالبہ کیا جائے وہ ادائیگی نہ کرے۔

لہٰذا بظاہر ان روایتوں میں تعارض اور اختلاف معلوم ہوتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس وقت زکوۃ وصول کرنے والے صحابہ تھے ظاہر ہے نہ تو وہ ظالم تھے اور شرعی مقدار سے زیادہ کا مطالبہ کرتے تھے اور نہ صحابہ کے بارے میں ایسا تصور کیا جاسکتا تھا لوگ اپنے گمان اور خیال کے مطابق یہ سمجھتے تھے کہ ہمارے ساتھ ظلم وزیادت کا معاملہ ہوتا ہے لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حقیقت کے پیش نظر یہی حکم دیا کہ انہیں بہرصورت خوش کیا جائے اور وہ جو کچھ مانگیں اسے دینے میں تامل نہ کیا جائے اور یہاں حضرت ابوبکر کے ارشاد میں زکوۃ وصول کرنے والوں سے صحابہ مراد نہیں ہیں بلکہ دوسرے لوگ مراد ہیں اور ظاہر ہے کہ صحابہ کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ایسی باتوں کا صدور ممکن تھا اس لئے حضرت ابوبکر نے یہ تحریر فرمایا کہ زائد مطالبہ کی ادائیگی نہ کی جائے۔اس وضاحت سے احادیث میں جو بظاہر تعارض نظر آ رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔

فاذا زادت علی عشرین ومائۃ الخ (اور جب تعداد ایک سو بیس سے زائد ہو الخ) قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث عدد مذکور سے متجاوز ہونے کی صورت میں استقرار اور حساب پر دلالت کرتی ہے یعنی جب اونٹ ایک سو بیس سے زائد ہوں تو ان کی زکوۃ کا حساب از سر نو شروع نہ کیا جائے بلکہ ایسی صورت میں ہر چالیس کی زیادتی پر دو برس کی اونٹنی اور ہر پچاس کی زیادتی پر تین برس کی اونٹنی کے حساب سے زکوۃ ادا کی جانی چاہئے۔

چنانچہ اکثر ائمہ کا یہی مسلک ہے مگر حضرت امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ از سر نو حساب شروع کیا جائے گا چنانچہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو بیس سے متجاوز ہو جائے تو اس وقت دو حقے یعنی تین برس کی دو اونٹنیاں اور ایک بکری واجب ہوگی اور اسی طرح چوبیس کی تعداد تک ہر پانچ پر ایک بکری واجب ہوتی چلی جائے گی پھر پچیس اور پچیس کے بعد بنت مخاض ایک سال کی اونٹنی

واجب ہو جائے گی اسی طرح آخر تک پہلی ترتیب کے مطابق حساب کیا جائے گا امام نخعی اور امام ثوری کا یہی قول ہے ان حضرات کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے کہ جب اونٹوں کی تعداد ایک سو سے زائد ہو جائے تو اس کا حساب از سر نو شروع کیا جائے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی اسی طرح منقول ہے۔

اونٹوں کی زکوٰۃ کے بارے میں اتنی بات اور جان لیجئے کہ ان کی زکوٰۃ کے طور پر مادہ یعنی اونٹنی یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے جب کہ گائے اور بکری کی زکوٰۃ میں نر اور مادہ کی کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ ان کی زکوٰۃ کے طور پر نر یا اس کی قیمت اور مادہ یا اس کی قیمت دونوں ہی دیئے جا سکتے ہیں۔ مالم یکن عندہ بنت مخاض علی وجہہا (اور اگر اس کے پاس دینے کے قابل ایک برس کی اونٹنی نہ ہو) ابن الملک نے اس کی وضاحت کے سلسلے میں فرمایا ہے کہ اس کے تین معنی ہو سکتے ہیں۔

(۱) اس کے پاس سرے سے ایک برس کی اونٹنی موجود ہی نہ (۲) ایک برس کی اونٹنی موجود تو ہو مگر تندرست نہ ہو بلکہ بیمار ہو اس صورت میں بھی گویا وہ نہ ہونے ہی کے درجہ میں ہوگی۔ (۳) ایک برس کی اونٹنی تو موجود ہو مگر اوسط درجہ کی نہ ہو بلکہ نہایت قیمتی اور اعلیٰ درجے کی ہو ملحوظ رہے کہ زکوٰۃ میں اوسط درجہ کا مال دینے کا حکم ہے۔ بہر کیف ان میں سے کوئی صورت ہو اس کا حکم یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایسی صورت میں ابن لبون یعنی دو برس کا اونٹ زکوٰۃ کے طور پر دیا جائے گا پھر اس کی وضاحت بھی فرما دی کہ ابن لبون کے ساتھ مزید کچھ لینا دینا واجب نہیں ہے جیسا کہ اونٹنیوں کے بارے میں حکم دیا گیا ہے کہ اگر کسی شخص پر زکوٰۃ کے طور پر دینے کے لئے دو برس کی اونٹنی واجب ہو اور اس کے پاس دو برس کی اونٹنی موجود نہ ہو بلکہ تین برس کی اونٹنی ہو تو زکوٰۃ وصول کرنے والا اس سے وہی تین برس کی اونٹنی لے گا مگر وہ زکوٰۃ دینے والے کو دو بکریاں بیس درہم واپس کرے گا تاکہ زکوٰۃ دینے والے کو دو برس کی اونٹنی کی بجائے تین برس کی اونٹنی دینے کی صورت میں نقصان گھاٹا نہ ہو جیسے اس کے برعکس صورت بھی بیان کی گئی ہے کہ اگر زکوٰۃ دینے والا تین برس کی اونٹنی کی بجائے جو اس پر واجب ہے مگر موجود نہیں ہے دو برس کی اونٹنی دے تو اس کے ساتھ دو بکریاں یا بیس درہم مزید دے تاکہ زکوٰۃ کے مال میں نقصان نہ رہ جائے بہر حال اس سے معلوم ہوا کہ فضیلت تانیث عمر کی زیادتی کا بدل ہو جاتی ہے۔

اگر چہ "چرنے والی" کی قید صرف بکری کے نصاب میں زکوٰۃ میں لگائی گئی ہے لیکن اس کا تعلق ہر جانور سے ہے یعنی خواہ بکری ہو یا اونٹ اور یا گائے ان میں زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوگی جب کہ وہ سال کے اکثر حصے یعنی نصف سال سے زیادہ جنگل میں چریں اگر ان میں سے کوئی بھی جانور ایسا ہو جسے سال کے اکثر حصے میں گھر سے چارہ کھلایا جاتا ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہو گی۔ بکریوں کا نصاب چالیس بیان کیا گیا ہے یعنی اگر چالیس سے کم بکریاں ہوں گی تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی جب چالیس بکریاں ہوں گی تو ایک بکری زکوٰۃ کے طور پر واجب ہو جائے گی۔

اور اگر چالیس سے بھی زائد ہوں تو ایک سو بیس تک ایک ہی بکری واجب رہے گی اسی طرح تین سو تک کی تعداد کے نصاب زکوٰۃ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا گیا ہے کہ جب تعداد تین سو سے تجاوز ہو جائے تو پھر یہ حساب ہوگا کہ ہر سو بکری پر ایک بکری واجب ہوگی یعنی تین سو تک تو تین بکریاں ہوں گی تین سو کے بعد چار سو بکریاں اس وقت واجب ہوں گی جب کہ تعداد

پورے چار سال ہو جائے۔

چنانچہ اکثر ائمہ وعلماء کا یہی مسلک ہے لیکن حسن بن صالح کا قول اس بارے میں یہ ہے کہ تبین کے بعد اگر ایک بکری بھی زائد ہو گی تو چار بکریاں واجب ہو جائیں گی۔ ولا ذات عوار (اور عیب دار نہ دی جائے) زکوۃ میں عیب دار مال نہ لینے کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ پورا مال یا کچھ مال ایسا ہو جس میں کوئی عیب وخرابی نہ ہو اگر پورا ہی مال عیب دار ہو تو پھر اس میں سے اوسط درجے کا دیکھ کر دیا جائے گا۔ زکوۃ میں بوک (بکرا) لینے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ بکریوں کے ساتھ بوک افزائش نسل کے لئے رکھا جاتا ہے اگر بوک لے لیا جائے گا تو بکریوں کے مالک کو نقصان ہو گا یا وہ اس کی وجہ سے پریشانی میں مبتلا ہو جائے گا یا پھر بوک لینے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ اس کا گوشت بدمزہ اور بدبودار ہوتا ہے۔

ولا یجمع بین متفرق الخ (اور متفرق جانوروں کو یکجانہ کیا جائے الخ) اس جملے کا مطلب سمجھنے سے پہلے مسئلہ کی حقیقت جان لیجئے تاکہ مفہوم پوری طرح ذہن نشین ہو جائے مسئلہ یہ ہے کہ آیا زکوۃ گلہ یعنی مجموعہ پر ہے یا اشخاص یعنی مال کے مالک کا اعتبار ہوتا ہے؟ حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ زکوۃ گلہ کے اعتبار سے دینی ہوتی ہے ان کے ہاں مالک کا اعتبار نہیں ہوتا جب کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں گلہ کا اعتبار نہیں ہوتا مالک کا اعتبار ہوتا ہے۔

اس مسئلہ کو مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ ایک شخص کے پاس اسی بکریاں ہیں مگر وہ بکریاں ایک جگہ یعنی ایک گلہ ریوڑ میں نہیں ہیں بلکہ الگ الگ دوگلوں میں ہیں تو چونکہ امام شافعی کے نزدیک زکوۃ گلہ پر واجب ہوتی ہے اس لئے ان کے مسلک کے مطابق ان دونوں گلوں میں سے دو بکریاں وصول کی جائیں گی لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق دونوں گلوں سے ایک ہی بکری وصول کی جائے گی کیونکہ اگر چہ وہ اسی بکریاں دوگلوں میں تقسیم ہیں مگر ملکیت میں چونکہ ایک شخص کی ہیں اس لئے اس حساب کے مطابق کہ چالیس سے ایک سو بیس تک کی تعداد میں ایک ہی بکری واجب ہوتی ہے اس شخص سے بھی ایک ہی بکری وصول کی جائے گی۔

دوسری مثال یہ ہے کہ دو اشخاص کی اسی بکریاں ہیں جو ایک ہی گلہ میں ہیں تو امام شافعی کے مسلک کے مطابق اس گلہ میں سے ایک ہی بکری لی جائے گی اور امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق اس گلہ میں سے دو بکریاں لی جائیں گی کیونکہ وہ اسی بکریاں اگر چہ ایک ہی گلہ میں ہیں لیکن مالک اس کے دو الگ الگ اشخاص ہیں اور وہ دونوں اتنی اتنی بکریوں (یعنی چالیس چالیس) کے مالک ہیں کہ ان کی الگ الگ تعداد پر ایک بکری واجب ہوتی ہے۔ اس مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر اب سمجھئے کہ حدیث کے اس جملے ولا یجمع بین متفرق الخ کا مطلب امام شافعی کے ہاں تو یہ ہے کہ اس ممانعت کا تعلق مالک سے ہے کہ اگر مثال کے طور پر چالیس بکریاں اس کی ہوں اور چالیس بکریاں کسی دوسرے کی ہوں اور یہ دونوں تعداد الگ الگ ہوں تو ان بکریوں کو جو الگ الگ اور متفرق ہیں زکوۃ کم کرنے کے لئے یکجا نہ کیا جائے یعنی مالک یہ سوچ کر کہ اگر یہ بکریاں الگ الگ دوگلوں میں ہوں گی تو ان میں سے دو بکریاں دینی ہوں گی۔

اور اگر ان دونوں گلوں کو ملا کر ایک گلہ کر دیا جائے تو پھر ایک ہی بکری دینی ہوگی ان کو یکجا نہ کرے۔ اسی طرح ولا یفرق

بین مجتمع اور نہ جانوروں کو علیحدہ علیحدہ کیا جائے میں اس ممانعت کا تعلق بھی مالک سے ہے کہ مثلاً اگر اس کے پاس بیس بکریاں ہوں جو کسی دوسرے شخص کی بکریوں کے گلے میں ملی ہوئی ہوں تو مالک اپنی ان بکریوں کو اس گلے سے الگ نہ کرے یہ سوچ کر کہ اگر یہ بکریاں اس گلے میں رہیں گی تو زکوۃ دینی ہوگی اور اگر ان بکریوں کو اس گلے سے الگ کر دیا جائے تو زکوۃ سے بچ جاؤں گا۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس ممانعت کا تعلق ساعی یعنی زکوۃ وصول کرنے والے سے ہے کہ وہ زکوۃ لینے کے لئے متفق بکریوں کو یکجا نہ کرے مثلاً دو الگ الگ اشخاص کے پاس اتنی اتنی بکریاں ہوں کہ جو علیحدہ علیحدہ تو حد نصاب کو نہ پہنچتی ہوں اور ان پر زکوۃ واجب نہ ہوتی ہو جیسے دونوں کے پاس بیس بیس بکریاں ہوں مگر جب دونوں کی بکریاں یکجا ہو جائیں تو ان پر زکوۃ واجب ہو جائے لہٰذا زکوۃ وصول کرنے والے کے لئے یہ درست نہیں ہے کہ وہ زکوۃ لینے کی وجہ سے ان بکریوں کو یکجا کر دے اسی طرح دوسری ممانعت کا تعلق بھی زکوۃ وصول کرنے والے ہی سے ہے کہ زکوۃ لینے کے لئے علیحدہ علیحدہ جانوروں کو یکجا نہ کرے مثلاً اگر کسی شخص کے پاس اسی بکریاں اس طرح ہوں کہ چالیس تو ایک جگہ ہیں۔

اور چالیس دوسری جگہ ہیں تو زکوۃ وصول کرنے والا ان دونوں جگہوں کی بکریوں کو دو الگ الگ نصاب قرار دے کر اس شخص سے دو بکریاں وصول نہ کرے بلکہ دونوں جگہوں کی بکریوں کو ایک ہی نصاب قرار دے اور قاعدہ کے مطابق ایک ہی بکری وصول کرے کیونکہ بکریاں اگرچہ الگ الگ ہیں لیکن ملکیت میں ایک ہی شخص کے ہیں لہٰذا دونوں جگہ کی مجموعہ بکریوں پر کہ جن کی تعداد اسی ہے ایک ہی بکری واجب ہوگی۔ وما کان من خلیطین (جس نصاب میں دو آدمی شریک ہوں) اس جملے کی وضاحت بھی ایک مسئلہ سمجھ لینے پر موقوف ہے مسئلہ یہ ہے کہ مثلاً دو سو بکریاں ہیں جس میں دو آدمی شریک ہیں اس حساب سے کہ ایک آدمی کی تو ان میں سے چالیس بکریاں ہیں اور دوسرا آدمی ایک سو ساٹھ بکریوں کا مالک ہے اب سوال یہ ہے کہ ان بکریوں پر زکوۃ کے طور پر تو بکریاں واجب ہوں مگر وہ دو بکریاں ان دونوں سے وصول کس حساب سے ہوں گی۔

ظاہر ہے کہ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پہلے شخص پر تو اس کے حصے کے پیش نظر ایک بکری کا دو خمس واجب ہو اور باقی دوسرے شخص پر واجب ہو بلکہ یہ ہوگا کہ زکوۃ وصول کرنے والا تو قاعدہ کے مطابق دونوں شخصوں سے ایک ایک بکری وصول کرتے گا مگر اس صورت میں پہلے شخص کو نقصان ہوگا کیونکہ ان مشترک بکریوں میں اس کا حصہ صرف چالیس بکریاں ہیں اسے بھی ایک ہی بکری دینی پڑی اور اور دوسرے شخص نے بھی ایک بکری دی جس کا حصہ ایک سو ساٹھ بکریاں ہیں (اسی کے بارے میں فرمایا جا رہا ہے کہ زکوۃ وصول کرنے والا تو دونوں سے ایک ایک بکری وصول کرے گا لیکن پھر بعد میں دونوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے حصے کے مطابق حساب کر لیں یعنی پہلا شخص کہ جس کی چالیس بکریاں ہیں دوسرے شخص کہ جس کی ایک سو ساٹھ بکریاں اپنی دی ہوئی بکری کے تین خمس وصول کرے اس حساب سے چالیس بکریوں کے مالک پر اس کے حصہ کے مطابق دو خمس پڑیں گے اور باقی ایک سو ساٹھ بکریوں کے مالک پر اس کے حصے کے مطابق پڑ جائیں گے۔ چنانچہ ارشاد گرامی فانهما يتراجعان بالسوية، (انہیں چاہئے کہ وہ دونوں برابر برابر تقسیم کر لیں) کے یہ معنی ہیں۔

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْإِبِلِ

یہ باب اونٹوں کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کے بیان میں ہے

2447 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَاْتِي الْاِبِلُ عَلٰى رَبِّهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا هِيَ لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا وَتَاْتِي الْغَنَمُ عَلٰى رَبِّهَا عَلٰى خَيْرِ مَا كَانَتْ اِذَا لَمْ يُعْطِ فِيهَا حَقَّهَا تَطَؤُهُ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ بِقُرُونِهَا - قَالَ - وَمِنْ حَقِّهَا اَنْ تُحْلَبَ عَلَى الْمَاءِ اَلَا لَا يَاْتِيَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِبَعِيرٍ يَحْمِلُهُ عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهُ رُغَاءٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ . فَاَقُولُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ . اَلَا لَا يَاْتِيَنَّ اَحَدُكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِشَاةٍ يَحْمِلُهَا عَلٰى رَقَبَتِهِ لَهَا يُعَارٌ فَيَقُولُ يَا مُحَمَّدُ . فَاَقُولُ لَا اَمْلِكُ لَكَ شَيْئًا قَدْ بَلَّغْتُ - قَالَ - وَيَكُونُ كَنْزُ اَحَدِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَيَطْلُبُهُ اَنَا كَنْزُكَ فَلَا يَزَالُ حَتّٰى يُلْقِمَهُ اُصْبُعَهُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

(قیامت کے دن) اونٹ اپنے مالک کے پاس اس سے زیادہ بہتر صورت میں آئے گا' جب وہ دنیا میں تھا' یہ اس وقت ہو گا' جب تک اس شخص نے اونٹ کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہوگی' وہ اونٹ اپنے پاؤں کے ذریعے اس مالک کو روندے گا' بکریاں اپنے مالک کے پاس اس سے زیادہ بہتر (یعنی موٹی تازی) شکل میں آئیں گی جب مالک نے (دنیا میں) ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کی ہو گی' وہ بکریاں اپنے پاؤں کے ذریعے اُسے کچلیں گی اور اپنے سینگوں کے ذریعے اس کو ماریں گی۔

ان کا حق یہ ہے' جب انہیں پانی پلانے کے لیے لایا جائے' تو ان کا دودھ دوہ لیا جائے۔

یاد رکھنا کہ کوئی شخص قیامت کے دن اپنے اونٹ کے ساتھ اس طرح نہ آئے کہ اس نے اس اونٹ کو اپنی گردن پر رکھا ہوا ہو اور وہ اونٹ آوازیں نکال رہا ہو' وہ شخص کہے گا: اے حضرت محمد! (میری مدد کیجئے!) تو میں اسے جواب دوں گا: میں اب تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو تبلیغ کر دی تھی اور کوئی شخص قیامت کے دن اس حالت میں نہ آئے کہ اس نے اپنی بکری کو اپنی گردن پر اُٹھایا ہوا ہو اور وہ ممنا رہی ہو' وہ شخص کہے: اے حضرت محمد! (میری مدد کیجئے) تو میں جواب دوں گا: میں تمہارے لیے کچھ نہیں کر سکتا' میں نے تو تبلیغ کر دی تھی۔

کسی شخص کا خزانہ قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں ہوگا' وہ مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں اور اس کے ساتھ ایسا وقت تک ہوتا رہے گا' جب تک وہ سانپ اس شخص کی انگلیاں بھی نہیں نگل لے گا۔

2447-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 1402) . تحفة الاشراف (13736) .

بَاب سُقُوْطِ الزَّكَاةِ عَنِ الْإِبِلِ إِذَا كَانَتْ رِسْلاً لِأَهْلِهَا وَلِحُمُوْلَتِهِمْ

یہ باب ہے کہ ذاتی استعمال کے لیے دودھ دوہنے یا سواری کے لیے (مخصوص اونٹوں) پر زکوٰۃ لازم نہ ہونا

2448 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ كُلِّ إِبِلٍ سَائِمَةٍ مِنْ كُلِّ أَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ لَا تُفَرَّقُ إِبِلٌ عَنْ حِسَابِهَا مَنْ أَعْطَاهَا مُؤْتَجِرًا لَهُ أَجْرُهَا وَمَنْ مَنَعَهَا فَإِنَّا آخِذُوْهَا وَشَطْرَ إِبِلِهِ عَزْمَةٌ مِنْ عَزَمَاتِ رَبِّنَا لَا يَحِلُّ لِآلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا شَيْءٌ .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

چرنے والے ہر چالیس اونٹوں میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' اونٹوں کو اس کے حساب سے الگ' الگ نہیں کیا جائے گا' جو شخص اجر حاصل کرنے کے لیے زکوٰۃ ادا کرے گا' اسے اجر مل جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کرے گا' تو ہم اس سے وصولی کرلیں گے اور اس کے اونٹوں کا ایک حصہ وصول کرلیں گے' یہ ہمارے پروردگار کا حق ہے (یعنی یہ اس کی طرف سے لازم حکم ہے) البتہ محمد کی آل کے لیے اس میں سے (یعنی زکوٰۃ میں سے) کوئی چیز حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

عوامل وحوامل کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

جو جانور کام کاج کے ہوں اور ضروریات میں استعمال ہوتے ہوں جیسے بیل ہل جوتتے یا کنویں سے پانی کھینچنے یا بار برداری کے کام لیے ہوں تو اگرچہ ان کی تعداد بقدر نصاب ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہی حکم اونٹ وغیرہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

علوفہ کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: علوفہ جانور میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور یہی فقہاء احناف کا مذہب ہے۔ اور اسی طرح حضرت عطاء، حسن، ابراہیم نخعی، سفیان ثوری، سعید بن جبیر، لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد، ابوثور، ابوعبید، ابن منذر علیہم الرحمہ کا قول ہے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز علیہ الرحمہ سے روایت ہے اور قتادہ، مکحول اور امام مالک علیہم الرحمہ نے کہا ہے کہ اس میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ان کی دلیل نص کا ظاہری حکم یعنی ''ان کے اموال سے صدقہ پکڑیں'' ہے۔

ہم احناف اور ہمارے مؤید فقہاء کی دلیل سنن ابوداؤد کی حدیث ہے۔ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے۔ حوامل، عوامل اور ہل

2448-تقدم (الحديث 2443) .

چلانے والے بیل میں زکوۃ واجب نہیں ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ۳، ص ۶۸، حقانیہ ملتان)

باب زَكَاةِ الْبَقَرِ

یہ باب گائے کی زکوۃ کے بیان میں ہے

2449 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ – وَهُوَ ابْنُ مُهَلْهِلٍ – عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُعَاذٍ . اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَهُ اِلَى الْيَمَنِ وَاَمَرَهُ اَنْ يَاْخُذَ مِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ وَمِنَ الْبَقَرِ مِنْ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ہر بالغ شخص سے ایک دینار یا اس (کی قیمت) کے برابر یمنی چادر وصول کریں' تین گائے میں سے ایک تبیع یا تبیعہ اور چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں (تبیعہ اس جانور کو کہتے ہیں' جو ایک سال کا ہو چکا ہو اور مسنہ وہ جانور ہے' جو دو سال کا ہو چکا ہو)۔

2450 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْلَى – وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدٍ – قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ مَسْرُوقٍ وَالْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ قَالَا قَالَ مُعَاذٌ بَعَثَنِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَاَمَرَنِي اَنْ اٰخُذَ مِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ بَقَرَةً ثَنِيَّةً وَمِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ تَبِيْعًا وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ہر چالیس گائے میں سے ایک ثنیہ (یعنی دو سال کی گائے) اور ہر تیس میں سے ایک تبیع (یعنی ایک سال کی گائے) وصول کروں اور ہر بالغ (ذمی سے) ایک دینار یا اس کی قیمت کے برابر کوئی کپڑا وصول کراوں۔

2451 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ اَمَرَهُ اَنْ يَاْخُذَ مِنْ كُلِّ ثَلَاثِيْنَ مِنَ الْبَقَرِ تَبِيْعًا اَوْ تَبِيْعَةً وَمِنْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ مُسِنَّةً وَمِنْ كُلِّ حَالِمٍ دِيْنَارًا اَوْ عِدْلَهُ مَعَافِرَ .

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں یمن بھیجا تو انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ ہر تیس گائے میں سے ایک تبیع یا تبیعہ اور ہر چالیس میں سے ایک مسنہ وصول کریں' ہر بالغ شخص سے ایک دینار وصول کریں یا اس کی قیمت کے برابر یمنی کپڑا لے لیں۔

2452 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الطُّوْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنِ ابْنِ اِسْحَاقَ قَالَ

2449-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1577 و 1578) و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في زكاة البقر (الحديث 623) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة البقر (2450 و 2451) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة البقر (الحديث 1803) . تحفة الاشراف (11363) .

2450-تقدم في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 2449) .

2451-تقدم في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 2449) .

حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي وَائِلِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ أَمَرَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ بَعَثَنِي إِلَى الْيَمَنِ أَنْ لَا آخُذَ مِنَ الْبَقَرِ شَيْئًا حَتّٰى تَبْلُغَ ثَلَاثِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ ثَلَاثِينَ فَفِيهَا عِجْلٌ تَابِعٌ جَذَعٌ أَوْ جَذَعَةٌ حَتّٰى تَبْلُغَ أَرْبَعِينَ فَإِذَا بَلَغَتْ أَرْبَعِينَ فَفِيهَا بَقَرَةٌ مُسِنَّةٌ .

☆☆ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا تو آپ نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں گائے میں سے زکوٰۃ کی وصولی اس وقت کروں جب ان کی تعداد تیس ہو چکی ہو' جب ان کی تعداد تیس ہو جائے' تو ان میں ایک سال کا ایک نر یا مادہ جانور لازم ہوگا' یہاں تک کہ جب ان کی تعداد چالیس ہو جائے' تو ان چالیس میں سے ایک مسنہ (یعنی دو سال کی گائے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

گائے اور اس کے نصاب زکوٰۃ کا بیان

تیس گایوں سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔لہٰذا جب وہ تیس ہو جائیں اور وہ سائمہ ہوں اور ان پر ایک سال گزر گیا تو ان میں ایک تبیع (بچھڑا) یا تبیعہ (بچھڑی) واجب ہے۔اور تبیع یا تبیعہ وہ بچہ ہے جو عمر کے دوسرے سال میں ہو۔اور چالیس میں ایک مسن یا مسنہ واجب ہے۔اور مسن یا مُسنہ وہ بچہ ہے جو عمر کے تیسرے سال میں ہو۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو اسی طرح حکم دیا تھا۔(سنن دار قطنی)

جب وہ چالیس سے زیادہ ہو جائیں تو امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک ساٹھ تک یہی مقدار واجب ہے۔لہٰذا ایک زائد میں ایک مسنہ کا چالیسواں حصہ واجب ہے۔اور دو زیادہ ہو جائیں تو مسنہ کا بیسواں حصہ واجب ہے۔اور جب تین زیادہ ہو جائیں تو چالیسویں کے تین حصے واجب ہیں۔

اور یہ روایت امام محمد علیہ الرحمہ کی اصل سے ہے اس لئے کہ معافی نص سے خلاف قیاس ثابت ہوئی ہے کیونکہ یہاں کوئی نص نہیں ہے۔اور امام حسن بن زیاد علیہ الرحمہ نے امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ زائد میں کچھ واجب نہیں ہے۔حتیٰ کہ وہ پچاس تک پہنچ جائیں اور پچاس پر ایک مکمل مسنہ واجب ہوگا۔اور مسنہ کی چوتھائی قیمت یا تبیع کی تہائی قیمت واجب ہو گی۔کیونکہ نصاب کی اساس یہی ہے اور دونوں عقود کے درمیان معافی ہے۔اور ہر عقد میں واجب ہے۔

حضرت امام ابو یوسف اور امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک کچھ واجب نہیں ہے یہاں تک کہ ان کی تعداد ساٹھ کو پہنچ جائے۔اور حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی روایت ہے۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا: اوقاص بقر (دو دہائیوں کے درمیان گائے کی تعداد) سے کچھ زکوٰۃ نہ لینا۔علماء نے بھی اوقاص کا معنی یہی بیان کیا ہے کہ جو تعداد چالیس اور ساٹھ کے درمیان میں ہو۔ہم احناف اس کے جواب میں یہ کہتے ہیں کہ کہا گیا ہے کہ اوقاص سے مراد نہایت چھوٹے بچے ہیں۔اور اس کے بعد ساٹھ میں دو تبیع یا دو تبیعہ ہیں۔اور ستر میں ایک مسنہ اور ایک تبیع ہے اور اسی (۸۰) میں دو مسنہ ہیں اور نوے (۹۰) میں تین تبیعہ ہیں اور ایک سو بیس (۱۲۰) میں دو تبیعہ اور ایک مسنہ ہے۔اور اسی حساب کے مطابق قیاس

245-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1576) . تحفة الاشراف (11312) .

کرتے جائیں گے۔لہٰذا ہر دہائی پر تبیع سے مسنہ کی طرف اور مسنہ سے تبیع کی طرف فرض تبدیل ہوتا جائے گا۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: گائے کے ہر تیس پر ایک تبیع یا تبیعہ ہے اور ہر چالیس پر مسن یا مسنہ ہے۔

بھینس اور گائے دونوں برابر ہیں کیونکہ بقر کے لفظ کا اطلاق دونوں کو شامل ہے اور بھینس بھی ایک قسم کی گائے ہے البتہ ہمارے شہروں میں چونکہ بھینس بہت کم تعداد میں ہوتی ہے اس لئے لوگوں کے خیالات بھینس کی طرف جلد جانے والے نہیں ہیں۔اور اسی دلیل کے پیش نظر کہ جب کسی نے قسم کھائی ''وہ بقر کا گوشت نہیں کھائے گا'' تو وہ بھینس کا گوشت کھانے سے حانث نہ ہوگا۔(ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

گائے اور بیل کی زکوٰۃ میں فقہی تصریحات

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب انہیں عامل بنا کر یمن بھیجا تو انہیں یہ حکم دیا کہ وہ زکوٰۃ کے طور پر ہر تیس گائے میں سے ایک برس کا بیل یا ایک برس کی گائے لیں اور ہر چالیس گائے میں سے دو برس کی گائے یا دو برس کا بیل وصول کریں۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی، دارمی)

گائے کے نصاب میں زکوٰۃ کے طور پر بیل دینے کے لیے فرمایا گیا ہے چنانچہ گائے کی زکوٰۃ کے طور پر نر اور مادہ دونوں برابر ہیں چاہے گائے دی جائے اور چاہے بیل دیدیا جائے جیسا کہ آگے آنے والی روایت میں اس کی وضاحت بھی ہے چنانچہ گائے اور بکری کی زکوٰۃ کے طور پر مادہ ہی دینا ضروری نہیں ہے اونٹوں کے برخلاف کہ ان میں مادہ ہی دینا افضل ہے لیکن گائے اور بکری میں اس کی کوئی قید اور تخصیص نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر نے فرمایا ہے کہ اگر گائے یا بیل چالیس سے زائد ہوں تو اس زائد مقدار میں اس وقت تک کوئی چیز واجب نہیں ہوتی جب تک کہ تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے جب تعداد ساٹھ ہو جائے گی تو ان میں دو تبیعے یعنی ایک ایک برس کے دو بیل یا اتنی ہی عمر کی دو گائیں دینی ہوں گی پھر اس کے بعد ہر چالیس میں ایک مسنہ اور یعنی دو برس کی گائے یا بیل دینا ہوگا اور ہر تیس میں ایک ایک تبیعہ واجب ہوگا مثلاً جب ستر ہو جائیں تو ایک مسنہ اور ایک تبیعہ، اسی ہو جائیں تو دو مسنہ نوے ہو جائیں تو تین تبیعے اور جب سو ہو جائیں تو دو تبیعے اور ایک مسنہ واجب ہو جائے گا۔اسی طرح ہر تیس میں ایک تبیعہ اور ہر چالیس میں ایک مسنہ کے حساب سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

علامہ ابن حجر کا قول ہے اگر گائے یا بیل چالیس سے زائد مقدار میں ہوں تو اس وقت تک کوئی چیز واجب نہیں ہوتی جب تک کہ تعداد ساٹھ تک نہ پہنچ جائے حنفیہ میں سے صاحبین کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہ ہے کہ چالیس سے جو تعداد بھی زائد ہوگی اس کا بھی حساب کر کے زکوٰۃ ادا کی جائے گی تاکہ تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے جب تعداد ساٹھ تک پہنچ جائے گی تو دو تبیعے واجب ہو جائیں گے باقی حساب مذکورہ بالا ترتیب کے مطابق ہوگا۔لہٰذا اگر چالیس سے ایک بھی گائے یا بیل زائد ہوگا تو مسنہ کا چالیسواں حصہ یا ایک تبیعہ کا تیسواں حصہ یعنی ان کی قیمت کا چالیسواں یا تیسواں حصہ دینا ضروری ہوگا اسی طرح جو مقدار بھی زائد ہوگی اس کا اسی کے مطابق حساب کی جائے گا حنفیہ میں صاحب ہدایہ اور ان کے متبعین

کی رائے میں حضرت امام صاحب کا یہی قول معتبر ہے۔

حدیث کے آخر جملے **ولیس علی العوامل شئی** (کام کاج کے جانوروں میں کچھ بھی واجب نہیں ہے) کا مطلب یہ ہے کہ جو جانور کام کاج کے ہوں اور ضروریات میں استعمال ہوتے ہوں جیسے بیل ہل جوتنے یا کنویں سے پانی کھینچنے یا بار برداری کے کام لیے ہوں تو اگرچہ ان کی تعداد بقدر نصاب ہی کیوں نہ ہو لیکن ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ یہی حکم اونٹ وغیرہ کے بارے میں بھی ہے چنانچہ حضرت امام اعظم حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کا یہی مسلک ہے۔ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ ایسے جانوروں میں بھی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

انعام ثلاثہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ عبدالرحمٰن جزیری لکھتے ہیں: مالکی مذہب کے علاوہ دیگر تمام مذاہب اس امر پر متفق ہیں کہ سائمہ (چرنے والے جانور) اور نصاب کی شرط کے ساتھ تین قسم کے حیوانات میں زکات واجب ہے وہ یہ ہیں (اونٹ، گائے (بھینس بھی شامل ہے) بھیڑ (بکری بھی شامل ہے) مگر مالکی مذہب میں سائمہ (چرنے) کی شرط نہیں ہے، اس نظریہ کے مطابق زکات ان تین قسموں میں واجب ہے چاہے سائمہ ہوں یا غیر سائمہ۔

سبھی مذاہب اس بات پر متفق القول ہیں کہ گھوڑا، خچر اور گدھے میں زکات واجب نہیں ہے، مگر یہ کہ مال التجارۃ (تجارت کے مال) کا جزو قرار پائیں۔ مگر حنفی مذہب گھوڑے اور گھوڑی میں دو شرط کے ساتھ زکات واجب جانتے ہیں شرط اول سائمہ ہو (چرنے والے) شرط دوم نسل بڑھانے کے لئے گلہ کی دیکھ بھال کی جارہی ہو۔ (مذاہب اربعہ، ص ۴۱۲، بیروت)

گائے کے نصاب ساٹھ میں زکوٰۃ پر مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔ کہ فقہاء احناف کے نزدیک جب گائے کی تعداد ساٹھ کو پہنچ جائے تو اس میں دو تبیع یا تبیعہ ہیں۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ اور محیط برہانی میں بھی اسی طرح ہے اور جوامع الفقہ میں امام اعظم رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ۳، ص ۲۵، حقانیہ ملتان)

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْبَقَرِ

یہ باب گائے کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا میں ہے

2453 - اَخْبَرَنَا وَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنِ ابْنِ فُضَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّىْ حَقَّهَا اِلَّا وُقِفَ لَهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَاعٍ قَرْقَرٍ تَطَؤُهُ ذَاتُ الْاَظْلَافِ بِاَظْلَافِهَا وَتَنْطَحُهُ ذَاتُ الْقُرُوْنِ بِقُرُوْنِهَا لَيْسَ فِيْهَا يَوْمَئِذٍ جَمَّاءُ وَلَا مَكْسُوْرَةُ الْقَرْنِ . قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاذَا حَقُّهَا قَالَ اِطْرَاقُ فَحْلِهَا وَاِعَارَةُ دَلْوِهَا وَحَمْلُ

2453-اخرجه مسلم في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 28) . تحفة الاشراف (2788) .

عَلَيْهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا صَاحِبِ مَالٍ لَا يُؤَدِّيْ حَقَّهُ اِلَّا يُخَيَّلُ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ اَقْرَعُ يَفِرُّ مِنْهُ صَاحِبُهُ وَهُوَ يَتْبَعُهُ يَقُوْلُ لَهُ هٰذَا كَنْزُكَ الَّذِيْ كُنْتَ تَبْخَلُ بِهٖ فَاِذَا رَاٰى اَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ اَدْخَلَ يَدَهُ فِيْ فِيْهِ فَجَعَلَ يَقْضَمُهَا كَمَا يَقْضَمُ الْفَحْلُ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اونٹوں' گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کا حق ادا نہیں کرتا' اسے قیامت کے دن ان جانوروں کے سامنے کھلے میدان میں ڈال دیا جائے گا اور کھروں والے جانور اسے اپنے کھروں کے ذریعے روندیں گے اور سینگوں والے جانور اپنے سینگوں کے ذریعے اسے ماریں گے' اس دن ایسا کوئی جانور نہ ہوگا' جس کے سینگ نہ ہوں' یا جس کے سینگ ٹوٹے ہوئے ہوں' ہم نے عرض کی: یارسول اللہ! ان کے حق سے کیا مراد ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انہیں جفتی کے لیے دینا' پانی نکالنے کے لیے دینا اور جہاد کے لیے سواری فراہم کرنا' جو مال رکھنے والا شخص مال کے حق کو ادا نہیں کرے گا' تو قیامت کے دن وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا' وہ مالک اس سے بھاگے گا اور وہ سانپ اس کے پیچھے جائے گا اور اس سے یہ کہے گا کہ میں تمہارا وہ خزانہ ہوں' جسے تم نے بخل کے طور پر (سنبھال کر رکھا ہوا تھا) جب آدمی دیکھے گا کہ اس سے بچاؤ کی کوئی راہ نہیں ہے' تو وہ اپنا ہاتھ اس کے منہ میں داخل کرے گا' تو وہ سانپ اس کے ہاتھ کو یوں چبالے گا' جس طرح اونٹ کوئی چیز چبالیتا ہے۔

باب زَكَاةِ الْغَنَمِ

یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2454 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّسَائِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا شُرَيْحُ بْنُ النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثُمَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَتَبَ لَهُ اَنَّ هٰذِهٖ فَرَائِضُ الصَّدَقَةِ الَّتِيْ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ الَّتِيْ اَمَرَ اللّٰهُ بِهَا رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ سُئِلَهَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى وَجْهِهَا فَلْيُعْطِهَا وَمَنْ سُئِلَ فَوْقَهَا فَلَا يُعْطِهٖ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ وَّعِشْرِيْنَ مِنَ الْاِبِلِ فِيْ خَمْسٍ ذَوْدٍ شَاةٌ فَاِذَا بَلَغَتْ خَمْسًا وَّعِشْرِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ مَخَاضٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّثَلَاثِيْنَ فَاِنْ لَّمْ تَكُنِ ابْنَةُ مَخَاضٍ فَابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّثَلَاثِيْنَ فَفِيْهَا بِنْتُ لَبُوْنٍ اِلٰى خَمْسٍ وَّاَرْبَعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّاَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّةٌ طَرُوْقَةُ الْفَحْلِ اِلٰى سِتِّيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَسِتِّيْنَ فَفِيْهَا جَذَعَةٌ اِلٰى خَمْسَةٍ وَّسَبْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ سِتَّةً وَّسَبْعِيْنَ فَفِيْهَا ابْنَتَا لَبُوْنٍ اِلٰى تِسْعِيْنَ فَاِذَا بَلَغَتْ اِحْدٰى وَتِسْعِيْنَ فَفِيْهَا حِقَّتَانِ طَرُوْقَتَا الْفَحْلِ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَاِذَا زَادَتْ عَلٰى عِشْرِيْنَ وَمِائَةٍ فَفِيْ كُلِّ اَرْبَعِيْنَ ابْنَةُ لَبُوْنٍ وَّفِيْ كُلِّ خَمْسِيْنَ حِقَّةٌ فَاِذَا تَبَايَنَ اَسْنَانُ الْاِبِلِ فِيْ فَرَائِضِ الصَّدَقَاتِ فَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْجَذَعَةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ جَذَعَةٌ وَّعِنْدَهُ حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ الْحِقَّةُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَّمَنْ بَلَغَتْ

2454-تقدم في الزكاة، باب زكاة الابل (الحديث 2446) .

عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا جَذَعَةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ الْحِقَّةِ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ وَعِنْدَهُ ابْنَةُ لَبُوْنٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُوْنٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا حِقَّةٌ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيُعْطِيهِ الْمُصَدِّقُ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا اَوْ شَاتَيْنِ وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ بِنْتِ لَبُوْنٍ وَعِنْدَهُ بِنْتُ مَخَاضٍ فَاِنَّهَا تُقْبَلُ مِنْهُ وَيَجْعَلُ مَعَهَا شَاتَيْنِ اِنِ اسْتَيْسَرَتَا لَهُ اَوْ عِشْرِيْنَ دِرْهَمًا وَمَنْ بَلَغَتْ عِنْدَهُ صَدَقَةُ ابْنَةِ مَخَاضٍ وَلَيْسَتْ عِنْدَهُ اِلَّا ابْنُ لَبُوْنٍ ذَكَرٌ فَاِنَّهُ يُقْبَلُ مِنْهُ وَلَيْسَ مَعَهُ شَيْءٌ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ اِلَّا اَرْبَعَةٌ مِنَ الْاِبِلِ فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ رَبُّهَا وَفِيْ صَدَقَةِ الْغَنَمِ فِيْ سَائِمَتِهَا اِذَا كَانَتْ اَرْبَعِيْنَ فَفِيْهَا شَاةٌ اِلٰى عِشْرِيْنَ وَمِاءَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا شَاتَانِ اِلٰى مِائَتَيْنِ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْهَا ثَلَاثُ شِيَاهٍ اِلٰى ثَلَاثِمِاءَةٍ فَاِذَا زَادَتْ وَاحِدَةٌ فَفِيْ كُلِّ مِاءَةٍ شَاةٌ وَلَا تُؤْخَذُ فِي الصَّدَقَةِ هَرِمَةٌ وَلَا ذَاتُ عَوَارٍ وَلَا تَيْسُ الْغَنَمِ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ الْمُصَدِّقُ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَلَا يُفَرَّقُ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ خَشْيَةَ الصَّدَقَةِ وَمَا كَانَ مِنْ خَلِيْطَيْنِ فَاِنَّهُمَا يَتَرَاجَعَانِ بَيْنَهُمَا بِالسَّوِيَّةِ وَاِذَا كَانَتْ سَائِمَةُ الرَّجُلِ نَاقِصَةً مِنْ اَرْبَعِيْنَ شَاةً وَاحِدَةً فَلَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ رَبُّهَا وَفِي الرِّقَةِ رُبُعُ الْعُشْرِ فَاِنْ لَمْ يَكُنِ الْمَالُ اِلَّا تِسْعِيْنَ وَمِاءَةً فَلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ اِلَّا اَنْ يَشَآءَ رَبُّهَا .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے (اپنے عہد خلافت میں) انہیں خط میں یہ بات تحریر کی کہ زکوٰۃ کے بارے میں یہ قوانین ہیں' جنہیں اللہ کے رسول نے مسلمانوں پر لازم قرار دیا ہے' جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا' مسلمانوں میں سے جس سے ان کے مطابق مطالبہ کیا جائے' وہ ادائیگی کرے گا اور جس سے ان سے زیادہ کا مطالبہ کیا جائے وہ (اضافی) ادائیگی نہیں کرے گا۔ پچیس سے کم اونٹوں میں (ہر پانچ اونٹوں میں سے) ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوتی ہے' جب ان کی تعداد پچیس ہو جائے' تو 35 تک میں ایک بنت مخاض کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر بنت مخاض موجود نہ ہو' تو ایک ابن لبون مذکر کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 36 سے 45 تک میں ایک بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 40 سے 60 تک میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جسے جفتی کے لیے دیا جا سکے' پھر 61 سے 75 تک میں ایک جذعہ کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 76 سے 90 تک میں دو بنت لبون کی ادائیگی لازم ہوگی' پھر 91 سے 120 تک میں دو حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی' جب ان کی تعداد 120 سے زیادہ ہو جائے گی' تو ہر چالیس میں سے ایک بنت لبون اور ہر 50 میں ایک حقہ کی ادائیگی لازم ہوگی۔ جب زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اونٹوں کی عمروں میں فرق آ جائے' تو جس شخص کے ذمے جذعہ کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس جذعہ موجود نہ ہو' بلکہ اس کے پاس حقہ موجود ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا' بلکہ اس کے پاس حقہ موجود ہو' تو اس سے حقہ وصول کر لیا جائے گا' اگر اس کے لیے آسان ہو' تو وہ اس کے ساتھ دو بکریاں دیدے گا' ورنہ 20 درہم دیدے گا' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو' اور اس کے پاس وہ نہ ہو بلکہ جزعہ ہو' تو اس سے جزعہ وصول کیا جائے گا اور زکوٰۃ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم یا دو بکریاں ادا کر دے گا' جس شخص پر حقہ کی ادائیگی لازم ہو اور حقہ اس کے پاس نہ ہو' بلکہ اس کے پاس

بنت لبون ہو' تو اس سے بنت لبون قبول کی جائے گی اور وہ شخص اس کے ہمراہ دو بکریاں اگر اس کے لیے یہ ممکن ہو ورنہ 20 درہم دیدے گا' جس شخص کے ذمے بنت لبون کی ادائیگی ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ حقہ ہو' تو اس سے وہی وصول کر لی جائے گی اور صدقہ وصول کرنے والا شخص اسے 20 درہم یا دو بکریاں ادا کرے گا' جس وقت کے ذمے بنت لبون کی ادائیگی لازم ہو اور اس کے پاس بنت لبون نہ ہو بلکہ اس کے پاس بنت مخاض ہو' تو اس سے وہی وصول کر لی جائے گی اور وہ شخص اس کے ہمراہ دو بکریاں یا بیس درہم دے گا' جس شخص کے ذمے بنت مخاض کی ادائیگی ہو اور اس کے پاس بنت مخاض نہ ہو' بلکہ ابن لبون مذکر ہو' تو اس سے وہی وصول کیا جائے گا اور اس کے ہمراہ کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی۔

جس شخص کے پاس صرف 4 اونٹ ہوں' تو اس پر اس حوالے سے کوئی بھی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر ان کا مالک چاہے' تو (صدقے کے طور پر) کوئی ادائیگی کر سکتا ہے۔

چرنے والی بکریوں کے بارے میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے: جب ان کی تعداد 40 ہو' تو 40 سے لے کر 120 تک میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی' جب 120 سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو اس میں دو بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی اور یہ حکم 200 تک ہے' جب اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو 300 تک میں 3 بکریوں کی ادائیگی لازم ہوگی' اگر وہ اس سے ایک بھی زیادہ ہو جائے تو ہر ایک سو میں ایک بکری کی ادائیگی لازم ہوگی۔

زکوٰۃ کے طور پر عمر رسیدہ' عیب دار یا نر جانور نہیں لیا جائے گا' البتہ اگر زکوٰۃ دینے والا شخص چاہے' تو اپنی پسند سے نر جانور دے سکتا ہے۔

زکوٰۃ سے بچنے کے لیے متفرق جانوروں کو جمع نہیں کیا جائے گا اور جمع جانوروں کو الگ نہیں کیا جائے گا۔

اگر بھیڑ بکریاں دو آدمیوں کی مشترکہ ملکیت ہوں' تو زکوٰۃ ان دونوں پر برابر لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس چرنے والی بکریاں 40 سے کم ہوں' تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر ان کا مالک چاہے' تو صدقے کے طور پر کوئی ادائیگی کر سکتا ہے' چاندی میں چالیسویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

اگر کسی شخص کے پاس 190 درہم ہوں' تو اس پر کوئی ادائیگی لازم نہیں ہوگی' البتہ اگر ان کا مالک چاہے' تو (صدقے کے طور پر) کوئی چیز دے سکتا ہے۔

بکریوں کے نصاب زکوٰۃ کا بیان

چالیس سائمہ بکریوں سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ جب وہ چالیس چرنے والی ہو جائیں تو ایک سو بیس (۱۲۰) تک ان پر ایک بکری ہے جبکہ ان پر ایک سال گزر جائے۔ جب ان پر ایک بکری زائد ہوئی تو دو سو (۲۰۰) تک دو بکریاں ہیں۔ جب دو سو سے ایک بکری زائد ہوئی تو چار سو (۴۰۰) تک تین بکریاں ہیں۔ اور جب چار سو ہو جائیں تو ان میں چار بکریاں ہیں۔ (اس کے بعد) ہر سو پر ایک بکری ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خطوط میں یہی بیان ہوا ہے۔ اور اسی پر اجماع کا انعقاد ہوا ہے۔ (بخاری، ترمذی)

ضأن اور معز دونوں برابر ہیں۔اس لئے کہ لفظ غنم دونوں کو شامل ہے۔اور نص لفظ غنم کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔اور اس کی زکوٰۃ میں ثنی کو لیا جائے گا۔اور ضأن میں جذعہ نہیں لیا جائے گا مگر وہ روایت جو امام حسن نے امام اعظم سے روایت کی ہے۔اور ثنی اس بچے کو کہتے ہیں جو ایک سال کا ہو اور جزعہ وہ بچہ جس پر سال کا اکثر حصہ گزر چکا ہو۔اور سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ضأن کا جذعہ لیا جائے گا۔

اور صاحبین کا قول بھی یہی ہے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک ہمارا حق جذعہ اور ثنی ہے اور یہ دلیل بھی ہے کہ جذعہ سے قربانی ادا ہو جاتی ہے۔لہٰذا زکوٰۃ بھی جائز ہوئی اور اس کی دلیل حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے موقوفا اور مرفوعا حدیث وارد ہوئی ہے۔زکوٰۃ نہیں وصول کی جائے گی مگر ثنی میں یا اس سے زیادہ میں۔کیونکہ واجب درمیانے درجے کا ہوتا ہے۔اور جذعہ چھوٹوں میں شمار ہوتا ہے اور اسی وجہ سے معز کا جذعہ زکوٰۃ میں جائز نہیں۔جبکہ جذعہ کی قربانی کا حکم نص سے ثابت ہوا ہے۔اور روایت کردہ جذعہ سے مراد اونٹ کا جذعہ ہے۔(ابوداؤد،مستدرک،مسند احمد بن حنبل) اور بکری کی زکوٰۃ میں نر اور مادہ کا (بطور زکوٰۃ) لینا جائز ہے۔اس لئے کہ لفظ شاۃ دونوں کو شامل ہے۔اور بے شک نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چالیس بکریوں پر ایک بکری ہے۔اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔(ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

باب مَانِعِ زَكَاةِ الْغَنَمِ

یہ باب بکریوں کی زکوٰۃ نہ دینے والے کی سزا میں ہے

2455 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنِ الْمَعْرُوْرِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ صَاحِبِ اِبِلٍ وَّلَا بَقَرٍ وَّلَا غَنَمٍ لَا يُؤَدِّى زَكَاتَهَا اِلَّا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْظَمَ مَا كَانَتْ وَاَسْمَنَهُ تَنْطَحُهُ بِقُرُوْنِهَا وَتَطَؤُهُ بِاَخْفَافِهَا كُلَّمَا نَفِدَتْ اُخْرَاهَا اَعَادَتْ عَلَيْهِ اُوْلَاهَا حَتّٰى يُقْضٰى بَيْنَ النَّاسِ -

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اونٹوں، گائے اور بکریوں کا جو مالک ان کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا تو قیامت کے دن یہ جانور زیادہ بڑے اور زیادہ موٹے تازے ہو کر آئیں گے، اور اسے اپنے سینگوں کے ذریعے ماریں گے اور اپنے پاؤں کے ذریعے روندیں گے، جب ان میں سے آخری ایسا کر لے گا، تو پہلے والا دوبارہ آ جائے گا اور ایسا اس وقت تک ہوتا رہے گا، جب تک لوگوں کے درمیان فیصلہ نہیں ہو جاتا (یعنی قیامت کے پورے دن میں ایسا ہوتا رہے گا)۔

2455-اخرجه البخاري في الزكاة، باب زكاة البقر (الحديث 1460) و في الايمان النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) و اخرجه مسلم في الزكاة، باب تغليظ عقوبة من لا يودي الزكاة (الحديث 30) .واخرجه ابن ماجه الزكاة، باب فرض الزكاة (الحديث 1785) . و الحديث عند: البخاري في الايمان النذور، باب كيف كانت يمين النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6638) . و الترمذي في الزكاة، ما جاء عن رسول الله صلى الله عليه وسلم في منع الزكاة من التشديد (الحديث 617) . و النسائي في الزكاة، باب التغليظ في حبس الزكاة (الحديث 2439) . تحفة الاشراف (11981) .

باب الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُتَفَرِّقِ وَالتَّفْرِيقِ بَيْنَ الْمُجْتَمِعِ

یہ باب ہے کہ (زکوۃ سے بچنے کے لیے) متفرق کو اکٹھے کرنا اور اکٹھے کو متفرق کر دینا

2456 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيّ عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ هِلاَلِ بْنِ خَبَّابٍ عَنْ مَيْسَرَةَ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ قَالَ اَتَانَا مُصَدِّقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ فَجَلَسْتُ اِلَيْهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ اِنَّ فِيْ عَهْدِيْ اَنْ لاَ نَاْخُذَ رَاضِعَ لَبَنٍ وَّلاَ نَجْمَعَ بَيْنَ مُتَفَرِّقٍ وَّلاَ نُفَرِّقَ بَيْنَ مُجْتَمِعٍ . فَاَتَاهُ رَجُلٌ بِنَاقَةٍ كَوْمَاءَ فَقَالَ خُذْهَا . فَاَبٰى

☆☆ حضرت سوید بن غفلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے والا شخص ہمارے پاس آیا تو میں اس کے پاس گیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے اسے یہ کہتے ہوئے سنا: میں اس بات کا پابند ہوں کہ دودھ پلانے والا جانور وصول نہ کروں اور (زکوۃ سے بچنے کے لیے یا زبردستی زکوۃ لینے کے لیے) متفرق کو اکٹھا نہ کردوں اور اکٹھے کو متفرق نہ کردوں (راوی کہتے ہیں:) ایک شخص اونچی کوہان والی اونٹنی لے کر اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ تم اسے وصول کرو' تو اس نے (اسے وصول کرنے سے) انکار کر دیا۔

2457 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ زَيْدِ بْنِ يَزِيْدَ - يَعْنِيْ ابْنَ اَبِي الزَّرْقَاءِ - قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ سَاعِيًا فَاَتٰى رَجُلاً فَاَتَاهُ فَصِيْلاً مَخْلُوْلاً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثْنَا مُصَدِّقَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِنَّ فُلاَنًا اَعْطَاهُ فَصِيْلاً مَخْلُوْلاً اللّٰهُمَّ لاَ تُبَارِكْ فِيْهِ وَلاَ فِيْ اِبِلِهٖ . فَبَلَغَ ذٰلِكَ الرَّجُلَ فَجَاءَ بِنَاقَةٍ حَسْنَاءَ فَقَالَ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاِلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَفِيْ اِبِلِهٖ .

☆☆ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا' وہ ایک شخص کے پاس آیا تو اس نے اسے اونٹ کا ایک کمزور بچہ دے دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ایک شخص کو زکوۃ وصول کرنے کیلیے بھیجا اور فلاں شخص نے اسے اونٹ کا ایک کمزور بچہ دے دیا' اے اللہ! تو اس شخص کے لیے اس میں برکت نہ رکھنا اور اس شخص کے اونٹوں میں بھی برکت نہ رکھنا' جب اس شخص کو اس بات کی اطلاع ملی تو وہ ایک عمدہ اونٹنی لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں اللہ اور اس کے رسول کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! تو اس میں اور اس کے اونٹوں میں برکت دے۔

باب صَلاَةِ الْاِمَامِ عَلٰى صَاحِبِ الصَّدَقَةِ

یہ باب ہے کہ حاکم کا زکوۃ دینے والے شخص کو دعا دینا

2456-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1579 و 1580) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما ياخذ المصدق من الابل (الحديث 1801) مطولًا . تحفة الاشراف (15593) .

2457-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11785) .

2458 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ اَخْبَرَنِىْ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِىْ اَوْفٰى قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ قَوْمٌ بِصَدَقَتِهِمْ قَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ فُلَانٍ . فَاَتَاهُ اَبِىْ بِصَدَقَتِهٖ فَقَالَ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِىْ اَوْفٰى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ کے پاس جب لوگ اپنی زکوٰۃ لے کر آتے تھے تو آپ یہ دعا کرتے تھے:

اے اللہ! آل فلاں پر رحمت نازل کر!

میرے والد اپنی زکوٰۃ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے دعا کی:

اے اللہ! آل ابی اوفی پر رحمت نازل کر!

شرح

کسی شخص کے بارہ میں تنہا اس کے لئے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعا کرنا یعنی اس طرح کہنا کہ اللّٰھم صل علی آل فلاں درست نہیں ہے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعا صرف انبیاء کرام کے لئے مخصوص ہے ہاں اگر کسی شخص کو انبیاء کے ساتھ متعلق کر کے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعا کی جائے تو درست ہے جہاں تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کا تعلق ہے کہ آپ زکوۃ لانے والوں کے لئے لفظ صلوۃ کے ساتھ دعائے رحمت کرتے تھے تو اس کے بارہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے کسی اور کے لئے یہ جائز نہیں ہے۔

باب اِذَا جَاوَزَ فِى الصَّدَقَةِ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص زکوۃ میں حد سے تجاوز کر جائے

2459 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِىْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ قَالَ جَرِيْرٌ اَتَى النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ مِنَ الْاَعْرَابِ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَاْتِيْنَا نَاسٌ مِنْ مُصَدِّقِيْكَ يَظْلِمُوْنَ . قَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ . قَالُوْا وَاِنْ ظَلَمَ قَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ . ثُمَّ قَالُوْا وَاِنْ ظَلَمَ قَالَ اَرْضُوْا مُصَدِّقِيْكُمْ . قَالَ جَرِيْرٌ فَمَا صَدَرَ عَنِّىْ مُصَدِّقٌ مُنْذُ سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ رَاضٍ .

2458-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صلاة الامام ودعائه لصاحب الصدقة (الحديث 1497) وفي المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4166)، و في الدعوات، باب قول الله تبارك و تعالى (وصل عليهم) (الحديث 6332)، وباب هل يصلي على غير النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 6359) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب الدعاء لمن اتى بصدقته (الحديث 176) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب دعاء المصدق لاهل الصدقة (الحديث 1590) واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما يقال عند اخراج الزكاة (الحديث 1796) . تحفة الاشراف (5176) .

2459-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ارضاء السعاة (الحديث 29) مختصرًا واخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب رضا المصدق (الحديث 1589) . تحفة الاشراف (3218) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ہلال بیان کرتے ہیں' حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے:
کچھ دیہاتی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کی طرف سے زکوۃ وصول کرنے والے شخص ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہمارے ساتھ زیادتی کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زکوۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو' انہوں نے عرض کی: اگر چہ وہ زیادتی کر رہا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم زکوۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو' انہوں نے پھر عرض کی: اگر چہ وہ زیادتی بھی کر رہا ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم زکوۃ وصول کرنے والے کو مطمئن کر دیا کرو۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی یہ بات سنی ہے' اس کے بعد جب بھی کوئی زکوۃ وصول کرنے والا میرے پاس آتا ہے' تو مجھ سے مطمئن ہو کر جاتا ہے۔

2460 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ - هُوَ ابْنُ عُلَيَّةَ - قَالَ اَنْبَاَنَا دَاوُدُ عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ قَالَ جَرِيرٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاكُمُ الْمُصَدِّقُ فَلْيَصْدُرْ وَهُوَ عَنْكُمْ رَاضٍ .

☆☆ حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
جب زکوۃ وصول کرنے والا شخص تمہارے پاس آئے تو وہ تم سے مطمئن ہو کر واپس جائے۔

باب اِعْطَاءِ السَّيِّدِ الْمَالَ بِغَيْرِ اخْتِيَارِ الْمُصَدِّقِ

یہ باب ہے کہ (زکوۃ دینے والے) مالک کا اپنا مال دینا' اگر چہ زکوۃ وصول کرنے والا اسے اختیار نہ کرے (یعنی اس سے مطمئن نہ ہو)

2461 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَبِي سُفْيَانَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ ثَفِنَةَ قَالَ اسْتَعْمَلَ ابْنُ عَلْقَمَةَ اَبِي عَلَى عِرَافَةِ قَوْمِهِ وَاَمَرَهُ اَنْ يُصَدِّقَهُمْ فَبَعَثَنِي اَبِي اِلَى طَائِفَةٍ مِنْهُمْ لِآتِيَهُ بِصَدَقَتِهِمْ فَخَرَجْتُ حَتّٰى اَتَيْتُ عَلَى شَيْخٍ كَبِيرٍ يُقَالُ لَهُ سَعْرٌ فَقُلْتُ اِنَّ اَبِي بَعَثَنِي اِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ صَدَقَةَ غَنَمِكَ . قَالَ ابْنَ اَخِي وَاَيَّ نَحْوٍ تَاْخُذُونَ قُلْتُ نَخْتَارُ حَتّٰى اِنَّا لَنَشْبُرُ ضُرُوعَ الْغَنَمِ . قَالَ ابْنَ اَخِي فَاِنِّي اُحَدِّثُكَ اَنِّي كُنْتُ فِي شِعْبٍ مِنْ هٰذِهِ الشِّعَابِ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَنَمٍ لِي فَجَائَنِي رَجُلَانِ عَلَى بَعِيرٍ فَقَالَا اِنَّا رَسُولَا رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكَ لِتُؤَدِّيَ

2460-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ارضاء الساعي ما لم يطلب حرامًا (الحديث 177) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في رضا المصدق (الحديث 647 و 648) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب ما ياخذ المصدق من الابل (الحديث 1802) بنحوه . تحفة الاشراف (3215) .

2461-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1581 و 1582) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (الحديث 2462) . تحفة الاشراف (15579) .

صَدَقَةَ غَنَمِكَ . قَالَ قُلْتُ وَمَا عَلَيَّ فِيهَا قَالَ شَاةٌ . فَاَعْمِدُ اِلٰى شَاةٍ قَدْ عَرَفْتُ مَكَانَهَا مُمْتَلِئَةً مَحْضًا وَّشَحْمًا فَاَخْرَجْتُهَا اِلَيْهِمَا فَقَالَ هٰذِهِ الشَّافِعُ . وَالشَّافِعُ الْحَائِلُ وَقَدْ نَهَانَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَّاْخُذَ شَافِعًا قَالَ فَاَعْمِدُ اِلٰى عَنَاقٍ مُعْتَاطٍ - وَالْمُعْتَاطُ الَّتِيْ لَمْ تَلِدْ وَلَدًا وَّقَدْ حَانَ وِلَادُهَا - فَاَخْرَجْتُهَا اِلَيْهِمَا فَقَالَا نَاوِلْنَاهَا فَرَفَعْتُهَا اِلَيْهِمَا فَجَعَلَاهَا مَعَهُمَا عَلٰى بَعِيْرِهِمَا ثُمَّ انْطَلَقَا .

☆☆ مسلم بن ثفنہ بیان کرتے ہیں' ابن علقمہ نے میرے والد کو ہمارے قبیلے کا نگران بنایا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ان لوگوں سے زکوٰۃ وصول کریں' میرے والد نے مجھے چند افراد کے پاس بھیجا تاکہ میں ان سے زکوٰۃ لے آؤں' میں وہاں سے روانہ ہوا' میں ایک عمر رسیدہ شخص کے پاس آیا جس کا نام سعر تھا' میں نے کہا: میرے والد نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے' تاکہ آپ اپنی بکریوں کی زکوٰۃ ادا کر دیں' اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم کس قسم کے جانور وصول کرو گے؟ میں نے جواب دیا: ہم تو اس بات کو پسند کریں گے کہ ہم بکریوں کے تھن بھی ناپ لیں' تو ان صاحب نے کہا: اے میرے بھتیجے! میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں' نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں' میں ایک گھاٹی میں رہا کرتا تھا' میرا ریوڑ میرے پاس تھا' دو آدمی اونٹ پہ سوار ہو کر میرے پاس آئے' ان دونوں نے یہ بتایا کہ ہمیں اللہ کے رسول نے آپ کی طرف بھیجا ہے' تاکہ آپ اپنے ریوڑ کی زکوٰۃ ادا کر دیں' میں نے دریافت کیا: اس ریوڑ میں مجھ پہ کیا چیز ادا کرنا لازم ہوگا؟ انہوں نے جواب دیا: ایک بکری! تو میں ایک ایسی بکری کی طرف بڑھا' جس کے بارے میں مجھے اچھی طرح پتہ تھا کہ وہ موٹی تازی ہے اور زیادہ دودھ دینے والی ہے' میں نے اسے نکالا اور انہیں دینے لگا تو انہوں نے کہا: یہ تو حاملہ ہے' پھر انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم ﷺ نے ہمیں حاملہ بکری وصول کرنے سے منع کیا ہے' وہ بزرگ کہتے ہیں: میں نے پھر اس سے کمتر حیثیت کی بکری دینے کا ارادہ کیا جو چربی زیادہ ہونے کی وجہ سے بچہ نہیں دیتی تھی' میں نے وہ بکری ان کے سامنے کی تو انہوں نے کہا: تم ہمیں یہ دو! میں نے وہ بکری انہیں دے دی' انہوں نے اس بکری کو اپنے اونٹ پر رکھا اور چلے گئے۔

2462 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَمْرُو بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُسْلِمُ بْنُ ثِفْنَةَ اَنَّ ابْنَ عَلْقَمَةَ اسْتَعْمَلَ اَبَاهُ عَلٰى صَدَقَةِ قَوْمِهٖ وَسَاقَ الْحَدِيْثَ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2463 - اَخْبَرَنِيْ عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهٗ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ قَالَ وَقَالَ عُمَرُ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ فَقِيْلَ مَنَعَ ابْنُ جَمِيْلٍ وَّخَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ وَعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيْلٍ اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ فَقِيْرًا فَاَغْنَاهُ اللّٰهُ وَاَمَّا خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ فَاِنَّكُمْ تَظْلِمُوْنَ

2462-تقدم (الحديث 2461) .

2463-انفرد به النسائي . وسياتي في الزكاة، باب اعطاء السيد المال بغير اختيار المصدق (الحديث 2464) . تحفة الاشراف (10670 و 13915) .

خَالِدًا قَدِ احْتَبَسَ اَدْرَاعَهُ وَاَعْتُدَهُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهِيَ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ وَّمِثْلُهَا مَعَهَا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوٰۃ کے بارے میں حکم دیا تو آپ کو یہ بات بتائی گئی کہ ابن جمیل' خالد بن ولید اور عباس بن عبدالمطلب نے زکوٰۃ دینے سے منع کر دیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ابن جمیل کو تو صرف اس بات کا غصہ ہے کہ پہلے وہ غریب تھا' اور پھر اللہ تعالیٰ نے اسے خوشحال کر دیا' خالد بن ولید کا جہاں تک تعلق ہے' تو تم خالد کے زیادہ زیادتی کر رہے ہو کیونکہ اس نے پہلے ہی اپنا تمام تر ساز و سامان جہاد کے لیے وقف کر دیا ہوا ہے' جہاں تک عباس بن عبدالمطلب کی بات ہے' تو وہ اللہ کے رسول کے چچا ہیں' تو ان پر اس زکوٰۃ کی ادائیگی بھی لازم ہے اور اس کی مانند مزید ادائیگی بھی لازم ہے۔

2464 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَفْصٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ قَالَ حَدَّثَنِي اِبْرَاهِيْمُ بْنُ طَهْمَانَ عَنْ مُوْسَى قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةٍ مِثْلَهُ سَوَاءً .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2465 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّمَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ هِلَالٍ الثَّقَفِيِّ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كِدْتُ اُقْتَلُ بَعْدَكَ فِي عَنَاقٍ اَوْ شَاةٍ مِنَ الصَّدَقَةِ . فَقَالَ لَوْلَا اَنَّهَا تُعْطَى فُقَرَاءَ الْمُهَاجِرِيْنَ مَا اَخَذْتُهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن ہلال ثقفی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: مجھے تو یہ لگتا ہے کہ آپ کے بعد مجھے زکوٰۃ کی کسی ایک بکری یا اونٹ کے کسی بچے کی وجہ سے قتل کر دیا جائے گا (یعنی آپ کی طرف سے زکوٰۃ وصول کرنے والے شخص اس معاملے میں سختی سے کام لیتے ہیں) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر یہ غریب مہاجرین کو نہیں دی جاتی' تو میں اسے وصول نہ کرتا (یعنی اس صورت میں' میں اسے زکوٰۃ دینے والے کی صوابدید پر چھوڑ دیتا اور اس حوالے سے سختی کرنے کی ہدایت نہ کرتا)۔

مصدق کے درمیانہ مال لینے میں دلیل شرعی کا بیان

حضرت ابی کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مصدق بنا کر بھیجا میں ایک شخص کے پاس پہنچا جب اس نے اپنا مال اکھٹا کیا تو اس پر ایک بنت مخاض واجب ہوئی میں نے کہا لا ایک بنت مخاض دے تجھ پر زکوٰۃ میں یہی

2464-تقدم (الحديث 2463) .

2465-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9671) .

واجب ہوا ہے وہ بولا بنت مخاض کس کام کی نہ وہ دودھ دیتی ہے اور نہ اس پر سواری کی جاسکتی ہے اس کے بجائے یہ خوب فربہ اور جوان اونٹنی لے لو میں نے کہا وہ چیز میں نہیں لوں گا جس کے لینے کا مجھے حکم نہیں ہوا البتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تیرے قریب ہی میں موجود ہیں ان سے جا کر عرض کر اگر وہ قبول فرمالیں تو میں لے لوں گا ورنہ واپس کر دوں گا اس نے کہا اچھا میں چلتا ہوں اور وہ اسی اونٹنی کو میرے ساتھ ساتھ لے کر چلا جب ہم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ شخص بولا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد زکوٰۃ کی وصولیابی کے لیے میرے پاس آیا بخدا اس سے قبل میرے مال کو نہ تو اللہ کے رسول نے ملاحظہ فرمایا اور نہ ہی ان کے قاصد نے دیکھا تو میں نے اپنے مال کو اکھٹا کیا تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد بولا تجھ پر ایک بنت مخاض لازم ہے اور حال یہ کہ بنت مخاض نہ دودھ دیتی ہے اور نہ سواری کے لائق ہے اس لئے میں نے اس کو ایک جوان اور فربہ اونٹنی دینی چاہی لیکن اس نے لینے سے انکار کر دیا اور وہ اونٹنی یہ ہے اب میں اس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول فرمالیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نے فرمایا تیرے اوپر واجب تو یہی بنت مخاض ہوئی ہے لیکن اگر تو اپنی خوشی سے اس کو دے رہا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اس کا اجر عطا فرمائے گا اور ہم قبول کرلیں گے وہ شخص بولا تو پھر یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم یہ لے لیجئے یہ وہی اونٹنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وہ اونٹنی لے لینے کا حکم فرمایا اور اس کے مال میں خیر و برکت کی دعا کی۔ (سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث میں دلیل ہے کہ مصدق اعلیٰ مال وصول نہ کرے بلکہ جس قدر کوئی چیز زکوٰۃ میں واجب ہے وہی وصول کرے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس شخص کی اونٹنی کو قبول اس کے اخلاص کی وجہ سے قبول فرمائی اور اس کے دینی جذبے کی قدر کرتے ہوئے قبول فرمایا ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ شارع ہیں۔ آپ ﷺ کا اختیار حاصل ہے۔ اور تیسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا کہ وجوب تو بنت مخاض ہے۔

نصاب میں کمی یا زیادتی کی صورت میں مصدق کے خیار کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: مصنف کے اس قول سے کہ مصدق اعلیٰ مال پکڑے اور زائد کو واپس لوٹا دے۔ یا کمتر کو لے کر اس میں زیادتی کرتے ہوئے وصول نصاب کو پورا کرے۔ اس سے مصدق کے لئے خیار ثابت ہو رہا ہے۔ اور اسکا یہ خیار رب المال میں ثابت ہوگا۔ صاحب نہایہ نے خیار کا اطلاق اس طرح کیا ہے کہ مصدق کو خیار حاصل ہے کہ وہ ادنیٰ مال کی صورت میں جبر کرتے ہوئے اس میں مال کی زیادتی کا تقاضہ کرے اور اعلیٰ کی صورت میں زائد لوٹانے کے ساتھ وہ جبر نہیں کرے گا۔ (فتح القدیر، ج ۴، ۳۷، بیروت)

فقہاء احناف کے نزدیک مصدق کو اعلیٰ یا ادنیٰ وصول کرنے کی اجازت اس لئے بھی ہے کہ ان کے نزدیک قیمت سے زکوٰۃ ادا کرنا جائز ہے۔ لہٰذا جب کل میں انتقال وصول نصاب جائز ہوا تو بعض میں بدرجہ اولیٰ انتقال وصول نصاب جائز ہوا۔

باب زَكَاةِ الْخَيْلِ

یہ باب گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2466 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ شُعْبَةَ وَسُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2467 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ ابْنُ اُمَيَّةَ - عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا زَكَاةَ عَلَى الرَّجُلِ الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فَرَسِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2468 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ مَكْحُوْلٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهٗ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع حدیث کے طور پر یہ بات نقل کرتے ہیں:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہے۔

2469 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ خُثَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمَرْءِ فِيْ فَرَسِهٖ وَلَا فِيْ مَمْلُوْكِهٖ صَدَقَةٌ .

2466-اخرجه البخاري في الزكاة، باب ليس على المسلم في فرسه صدقة (الحديث 1463)، و باب ليس على المسلم في عبده صدقة (الحديث 1464) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده و فرسه (الحديث 8 و 9) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب صدقة الرقيق (الحديث 1594 و 1595) و اخرجه الترمذي في الزكاة،باب ما جاء ليس في الخيل و الرقيق صدقة (الحديث 628) . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الخيل (الحديث 2467 و 2468 و 2469)، و باب زكاة الرقيق (الحديث 2470 و 2471) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الخيل و الرقيق (الحديث 1812) . و الحديث عند: مسلم في الزكاة، باب لا زكاة على المسلم في عبده و فرسه (الحديث 10) . تحفة الاشراف (14153) .

2467-تقدم (الحديث 2466) .

2468-تقدم (الحديث 2466) .

2469-تقدم (الحديث 2466) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: آدمی پر اس کے گھوڑے اور اس کے مملوک (غلام یا کنیز) کے حوالے سے زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان؟

دراصل اس عبارت کے مفہوم کے تعین میں یہ اختلاف اس لیے واقع ہوا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو جنگل میں چرتے ہیں پھر گھوڑے کا مالک اس بارے میں مختار ہے کہ چاہے تو وہ ان کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے پیچھے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت متعین کرکے ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حساب ہے۔

حضرت امام شافعی اور صاحبین کے ہاں گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔ ان حضرات کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسلمانوں پر ان کے گھوڑے اور غلام میں صدقہ واجب نہیں ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ کی طرف سے دلیل کے طور پر یہ حدیث پیش کی جاتی ہے کہ ہر گھوڑے پیچھے کہ جو جنگل میں چرے ایک دینار ہے۔

جہاں تک تعین قیمت پر زکوٰۃ کا تعلق ہے اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ یہ حضرت عمر فاروق سے منقول ہے حضرت شافعی بطور دلیل جو حدیث پیش کرتے ہیں اس کے بارے میں حضرت امام اعظم کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ اس کا تعلق غازی و مجاہد کے گھوڑے سے ہے اسی طرح غلام سے مراد غلام ہے جو خدمت کے لیے رکھ چھوڑا ہو۔

وہ گھوڑے جو اپنے مالک کے لیے ثواب کا ذریعہ بنتے ہیں اس کی تشریح آپ نے یہ فرمائی کہ اس سے وہ گھوڑے مراد ہیں جسے اس کے مالک نے مسلمانوں کے لیے خدا کی راہ میں باندھا ہے یہاں راہ خدا سے مراد جہاد ہی ہے یعنی اس نے اس مقصد کے لیے گھوڑے پال رکھے ہیں تاکہ جب جہاد کا وقت آئے تو اس پر سوار ہو کر دشمنان اسلام سے نبرد آزما ہو یا بوقت ضرورت دوسرے مسلمانوں کو دے تاکہ وہ اس پر سوار ہو کر جہاد کریں۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ والے مسئلہ میں فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ اور صاحب ''الاسرار'' نے بھی اس کو راجح قرار دیا ہے۔ جبکہ شمس الائمہ اور صاحب تحفہ نے امام اعظم علیہ الرحمہ کے قول کو ترجیح دی ہے۔ اور اس بات پر اجماع کیا ہے کہ امام صاحب گھوڑوں سے جبراً زکوٰۃ وصول کرنے کا حکم نہیں دیتے۔ اور کتب ستہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ مسلمان کے غلام اور گھوڑے پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ البتہ امام مسلم نے یہ زیادہ کیا ہے۔ کہ سوائے فطرانے کے زکوٰۃ نہیں ہے۔ (فتح القدیر، ج ۴، ص ۲۵، بیروت)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر اس کے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ واجب نہیں۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۴۶۳)

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ کے نزدیک ان گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے جو جنگل میں چرتے ہیں پھر گھوڑے کا

مالک اس بارے میں مختار ہے کہ چاہے تو وہ ان کی زکوٰۃ میں ہر گھوڑے پیچھے ایک دینار دے چاہے ان کی قیمت متعین کر کے ہر دوسو درہم میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے جیسا کہ زکوٰۃ کا حساب ہے۔

اور امام نخعی سے روایت کیا گیا ہے کہ جو روضہ میں ہے اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا قول بھی یہی ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے اس کو اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف، امام محمد، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور انہوں نے حضرت عمر فاروق، حضرت علی المرتضیٰ سے روایت کیا ہے اور امام طحاوی نے اسی اختیار کیا ہے۔

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ گھوڑوں کی زکوٰۃ میں لوگوں کا اختلاف ہے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ گھوڑوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی لکھتے ہیں: فقہاء حنابلہ کہتے ہیں کہ خلفاء راشدین ان سے صدقہ لیتے تھے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ۴، ص ۲۵، حقانیہ ملتان)

باب زَكَاةِ الرَّقِيقِ

یہ باب غلام کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2470 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ فِيْ عَبْدِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2471 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ خُثَيْمِ بْنِ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ عَلَى الْمُسْلِمِ صَدَقَةٌ فِيْ غُلَامِهٖ وَلَا فِيْ فَرَسِهٖ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
مسلمان پر اس کے غلام اور اس کے گھوڑے میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

خدمتگار باندی، غلام میں زکوٰۃ نہ ہونے کی دلیل کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے (دوسری سند) اور ہم سے سلیمان بن حرب نے بیان کیا کہا کہ ہم سے وہیب بن خالد نے بیان کیا کہا کہ ہم سے خثیم بن عراک بن مالک نے بیان کیا انہوں نے اپنے باپ سے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر نہ اس کے غلام میں زکوٰۃ فرض ہے

2470-تقدم (الحديث 2466) .

اور نہ گھوڑے میں۔(بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گھوڑے، غلام اور باندیوں میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر غلام اور باندی کی طرف سے صدقہ فطر دینا چاہیے۔(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

گھوڑوں کی زکوٰۃ میں ابن منذر نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اگر تجارت کے لیے ہوں تو ان میں زکوٰۃ ہے۔اصل یہ ہے کہ زکوٰۃ ان ہی جنسوں میں لازم ہے جن کا بیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا۔یعنی چوپایوں میں سے اونٹ گائے اور بیل بکریوں میں اور نقد مال سے سونے چاندی میں اور غلوں میں سے گیہوں اور جو اور جوار اور میووں میں سے کھجور اور سوکھی انگور میں بس ان کے سوا اور کسی مال میں زکوٰۃ نہیں گو وہ تجارت اور سوداگری ہی کے لیے ہو اور ابن منذر نے جو اجماع اس کے خلاف پر نقل کیا ہے وہ صحیح نہیں ہے۔جب ظاہر یہ اور اہلحدیث اس مسئلہ میں مختلف ہیں تو اجماع کیوں کر ہوسکتا ہے۔اور ابوداؤد کی حدیث اور دارقطنی کی حدیث کہ جس مال کو ہم بیچنے کے لیے رکھیں اس میں آپ نے زکوٰۃ کا حکم دیا یا کپڑے میں زکوٰۃ ہے ضعیف ہے۔حجت کے لیے لائق نہیں۔

اور آیت قرآن خذ من اموالھم صدقۃ میں اموال سے وہی مال مراد ہیں جن کی زکوٰۃ کی تصریح حدیث میں آئی ہے۔ یہ شوکانی (غیر مقلد) کی تحقیق ہے اس بنا پر جواہر موتی مونگا یاقوت الماس اور دوسری صدہا اشیائے تجارتی میں جیسے گھوڑے، گاڑیاں، کتابیں، کاغذ میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔جبکہ ائمہ اربعہ اور جمہور علماء اموال تجارتی میں وجوب زکوٰۃ کی طرف گئے ہیں لہٰذا زکوٰۃ ان میں واجب ہے۔

باب زَكَاةِ الْوَرِقِ

یہ باب چاندی کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2472 – اَخْبَرَنَا يَحْيٰى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى – وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ – عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق (سے کم) اناج میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

شرح

دوسو درہم سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانچ اوقیہ سے کم پر زکوٰۃ نہیں ہے۔(سنن دارقطنی) اور

2471-تقدم (الحديث 2466) .

2472-تقدم (الحديث 2444) .

ایک اوقیہ چالیس دراہم کا ہوتا ہے۔لہذا جب دوسو ہو جائیں اور ان پر سال گزر جائے تو ان پر پانچ دراہم واجب ہیں۔اس لئے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف لکھا کہ وہ ہر دوسو پر پانچ دراہم وصول کریں۔(سنن دارقطنی)اور ہر بیس مثقال سونے میں نصف مثقال وصول کریں۔(ہدایہ اولین،کتاب زکوٰۃ،لاہور)

دوسو دراہم کے نصاب زکوٰۃ ہونے کا بیان

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔میں نے گھوڑوں اور غلاموں میں زکوٰۃ معاف رکھی ہے یعنی اگر غلام تجارت کے لیے نہ ہوں تو ان میں نہیں ہے اور گھوڑوں کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا جو اختلاف ہے اسے بیان کیا جا چکا ہے تم چاندی کی زکوٰۃ ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم کے حساب سے ادا کرو جب کہ چاندی بقدر نصاب دوسو درہم ہو کیونکہ ایک سو نوے درہم یعنی دوسو درہم سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جب دوسو درہم چاندی ہو تو اس میں سے پانچ درہم زکوٰۃ کے طور پر دینا واجب ہے۔(ترمذی،ابوداؤد)ابوداؤد نے حارث اعور سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے کہ زہیر نے جو حارث سے روایت نقل کرتے ہیں کہا کہ میرا گمان ہے کہ حارث نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ تم ہر سال ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم یعنی چالیسواں حصہ ادا کروں اور تم پر اس وقت تک کچھ واجب نہیں جب تک کہ تمہارے پاس دوسو درہم پورے نہ ہوں جب دوسو درہم پورے ہوں تو ان میں بطور زکوٰۃ پانچ درہم واجب ہوں گے اور جب دوسو درہم سے زائد ہوں گے تو ان میں اسی حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اواق اوقیہ کی جمع ہے ایک اوقیہ چالیس درہم یعنی ساڑھے دس تولہ **[122.47]** گرام) کے برابر ہوتا ہے اس طرح پانچ اوقیہ دوسو درہم یعنی ساڑھے باون تولہ تقریبا **216,1/2** گرام کے برابر ہوئے جو چاندی کا نصاب زکوٰۃ ہے اس مقدار سے کم چاندی میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے گویا جو شخص دوسو درہم کا مالک ہوگا وہ بطور زکوٰۃ پانچ درہم ادا کرے گا۔

یہ تو درہم کا نصاب تھا چاندی اگر سکہ کے علاوہ کسی دوسری صورت میں ہو مثلاً چاندی کے زیورات و برتن ہوں یا چاندی کے سکے ہوں تو اس کو بھی اسی پر قیاس کی جائے اور اسی طرح اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے۔

کرنسی نوٹ پر حکم زکوٰۃ کا بیان

نوٹ پر حکم زکوٰۃ میں نصاب سونے کا ہوگا یا چاندی کا نصاب ہوگا۔اگر چاندی کا نصاب بنایا جائے تو اس میں فقراء کا زیادہ نفع ہے۔کیونکہ چاندی کی صورت میں نہایت تھوڑے نصاب کی صورت میں صاحب نصاب ہونا پایا جاتا ہے۔

اور اگر سونے کا نصاب بنایا جائے تو یہ نصاب اتنا زیادہ ہے کہ چاندی کی بہ نسبت بہت کم لوگ اس نصاب کے مطابق صاحب نصاب بن سکیں گے۔

اس میں بین الاقوامی زر کی صورت میں دیکھا جائے تو سونا ہی ہے جس کی ضمانت پر لین دین ہوتا ہے اور نصاب ہونے میں اصل اعتبار بھی اسی کا کیا جائے گا۔

موجودہ کرنسی نوٹ کی زکوٰۃ کے مسئلہ میں غیر مقلدین کا نظریہ

رفیق طاہر لکھتا ہے۔کرنسی جو آجکل رائج ہے یہ اپنی کوئی وقعت نہیں رکھتی۔آپ کے پاس پانچ ہزار کا نوٹ بھی ہو کل کلاں حکومت اعلان کردے کہ ہم نے یہ نوٹ منسوخ کر دیا ہے اسکی جگہ نیا نوٹ رائج کر دیا گیا ہے آپ کے پانچ ہزار کے نوٹ کی حیثیت ردی کاغذ کے ٹکڑے سے زیادہ نہیں !شریعت ایسی کرنسی کو مانتی ہے جو ڈی ویلیو نہیں ہوسکتی, جو اپنی حیثیت اپنے اندر رکھتی ہے, کوئی خارجی امر اس پر اثر انداز نہیں ہوسکتا۔اسی لیے شرع نے سونے اور چاندی کے سکوں یعنی درہم و دینار کو معیار بنایا ہے۔اور سونے چاندی کے سوا دنیا کی تمام تر کرنسیاں خواہ وہ پیپر کرنسی ہو, چپ کرنسی ہو, یا الیکٹرانک کرنسی, سب اسی پر پرکھی جائیں گی۔یعنی جس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت موجود ہوگی اس پر زکوٰۃ فرض ہے۔

2473 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ عَنْ مَالِكٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ الْمَازِنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسُقٍ مِنَ التَّمْرِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2474 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ وَعَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا صَدَقَةَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوْسَاقٍ مِنَ التَّمْرِ وَلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ مِنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ .

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

پانچ وسق سے کم کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2475 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ الطُّوْسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ حَبَّانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ صَعْصَعَةَ - وَكَانَا ثِقَةً -

2473-اخرجه البخاري في الزكاة، باب ليس فيما دون خمس ذود صدقة (الحديث 1459)، و باب ليس فيما دون خمسة اوسق صدقة (الحديث 1484). تحفة الاشراف (4106) .

2474-تقدم (الحديث 2444) .

2475-تقدم (الحديث 2444) .

عَنْ يَحْيَى بْنِ عُمَارَةَ بْنِ اَبِىْ حَسَنٍ وَّعَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ - وَكَانَا ثِقَةً - عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ مِنَ الْوَرِقِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسٍ مِّنَ الْاِبِلِ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم (اناج) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2476 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ فَاَدُّوْا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ مِنْ كُلِّ مِائَتَيْنِ خَمْسَةً .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے' تو تم اپنے اموال کی زکوٰۃ میں ہر دو سو میں سے پانچ (یعنی چالیسواں حصہ) ادا کر دیا کرو۔

2477 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَاصِمِ بْنِ ضَمْرَةَ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَفَوْتُ عَنِ الْخَيْلِ وَالرَّقِيْقِ وَلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ مِائَتَيْنِ زَكَاةٌ .

☆☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
میں نے گھوڑے اور غلام کی زکوٰۃ معاف کر دی ہے اور دو سو (درہم) سے کم میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی ہے۔

سونے اور چاندی میں کھوٹ ملی ہوئی ہو حکم زکوٰۃ

اگر سونا اور چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر چاندی میں کھوٹ ملا ہوا ہو اور چاندی غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں ہے اور سونے میں کھوٹ ملا ہوا ہو اور سونا غالب ہو تو سونے کے حکم میں ہے اور اگر ان دونوں میں ملا ہوا کھوٹ غالب ہو تو یہ دونوں اسباب تجارت کی مانند ہیں پس اگر ان میں تجارت کی نیت کی ہو تو قیمت کے لحاظ سے زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر تجارت کی نیت نہ کی ہو تو ان میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ درہموں اور روپیوں میں کھوٹ ملا ہوا ہو تو اگر چاندی غالب ہے تو وہ خالص درہموں اور روپیوں یعنی چاندی کے حکم میں ہیں، اور اگر کھوٹ اور چاندی برابر برابر ہوں تب بھی مختار یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر کھوٹ غالب ہو تو وہ چاندی کے حکم میں نہیں ہے پس اگر وہ سکہ رائج الوقت ہیں یا سکہ تو اب نہ رہے لیکن ان میں تجارت کی نیت کی ہو تو ان کی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ دی جائے گی، اور اگر ان درہموں کا رواج نہیں رہا ہو تو ان میں

2476-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في زكاة السائمة (الحديث 1574) بنحوه و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في زكاة الذهب و الورق (الحديث 620) بنحوه . و اخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الورق (الحديث 2477) . تحفة الاشراف (10136) .
2477-تقدم (الحديث 2476) .

زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر بہت ہوں اور ملاوٹ سے چاندی الگ ہوسکتی ہو اور ان میں اتنی چاندی ہو کہ دوسو درہم کی مقدار ہو جائے یا کسی دوسرے مال، چاندی سونا یا اسباب تجارت کے ساتھ مل کر نصاب ہو جائے تب بھی زکوٰۃ واجب ہوگی، اور اگر چاندی اس سے جدا نہ ہوسکتی ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے کھوٹے درہموں میں جو اس وقت سکہ رائج ہوں ہر حال میں زکوٰۃ واجب ہوگی خواہ ان میں چاندی مغلوب ہی ہو اور الگ نہ ہوسکتی ہو اور خواہ ان میں تجارت کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو کیونکہ ان میں نیت تجارت کا ہونا شرط نہیں ہے ملاوٹ کے سونے کا بھی وہی حکم ہے جو ملاوٹ کی چاندی کا بیان ہوا ہے۔

اور اگر سونا اور چاندی آپس میں ملے ہوئے ہوں تو اگر چاندی مغلوب ہو اور سونا غالب ہو خواہ وزن کے اعتبار سے غالب ہو یا قیمت کے اعتبار سے تو وہ سونے کے حکم میں ہے اور اگر چاندی غالب ہو لیکن سونا اپنے نصاب کو پہنچ جائے تب بھی وہ کل سونے کے حکم میں ہے اور اس کل میں سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی اور اگر سونا نصاب کو نہ پہنچے لیکن چاندی نصاب کو پہنچ جائے تو کل میں چاندی کیز کوٰۃ واجب ہوگی، اور یہ حکم اس وقت ہے جبکہ مخلوط سونا قیمت میں چاندیسے کم ہو ورنہ کل میں سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی جاننا چاہئے کہ سونا اور چاندی کے مخلوط ہونے کی بارہ صورتیں مرتب ہوئیں یعنی سونا غالب ہو اور سونا اور چاندی بقدر نصاب ہوں، یا سونا غالب ہو اور فقط سونا بقدرِ نصاب ہو، یا چاندی غالب ہو اور ہر ایک بقدرِ نصاب ہو، یا چاندی غالب ہو اور فقط سونا بقدرِ نصاب ہو یا دونوں برابر ہوں اور ہر ایک بقدرِ نصاب ہو، یا دونوں برابر ہوں اور فقط سونا بقدرِ نصاب ہو (ان چھ صورتوں میں حکم سونے کا ہوگا اور سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی) یا چاندی غالب ہو اور فقط چاندی بقدرِ نصاب ہو (ان صورت میں حکم چاندی کا ہوگا اور چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی)، یا سونا غالب ہو اور دونوں میں سے کوئی بقدرِ نصاب نہ ہو، یا چاندی غالب ہو اور دونوں میں سے کوئی بقدرِ نصاب نہ ہو، یا دونوں برابر ہوں اور بقدرِ نصاب نصاب نہ ہو (ان صورتوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی یا سونا غالب ہو اور فقط چاندی بقدرِ نصاب ہو یا دونوں برابر ہوں اور فقط چاندی بقدرِ نصاب ہو (یہ دونوں صورتیں ناممکن ہیں کیونکہ سونا بہت قیمتی چیز ہے) ایک صورت یہ بھی ہوسکتی ہے کہ سونا یا چاندی سے الگ الگ نصاب پورا نہیں ہوتا لیکن دونوں کو ملا کر نصاب پورا ہو جاتا ہے تو اس کا حکم جیسا کہ آگے آتا ہے یہ ہے کہ سونے کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (زبدۃ الفقہ)

کھوٹ ملے ہوئے سونے چاندی کا حکم

اگر سونے یا چاندی میں کھوٹ شامل ہو سونا چاندی خالص نہ ہو مثلاً سونے میں تانبا یا پیتل ملا ہوا ہو اور چاندی میں ایلومینیم ملا ہوا ہو تو اس کی تین صورتیں ہوسکتی ہیں: (۱) سونا اور چاندی زیادہ ہے اور کھوٹ کم ہے۔ (۲) سونا، چاندی اور کھوٹ برابر برابر ہیں۔ (۳) سونا اور چاندی کم ہے اور کھوٹ زیادہ ہے۔

ان صورتوں میں زکوٰۃ کا حکم یہ ہے کہ پہلی دونوں صورتوں میں جبکہ سونا چاندی کھوٹ سے زیادہ ہوں یا کھوٹ کے برابر ہو تو یہ کھوٹ بھی سونا چاندی کے حکم میں ہوگی۔ اور زکوٰۃ کی فرضیت میں سونے چاندی کے نصاب کو دیکھا جائے گا۔

مال تجارت (عروض) میں زکوٰۃ

سونے، چاندی اور مویشیوں کے علاوہ جو مال ہو وہ سامانِ تجارت میں شامل ہے۔

مال تجارت سے کیا مراد ہے

مال تجارت (عروض) سے مراد ہر وہ مال ہے جو اس نیت سے خرید اہو کہ اسے تجارت میں لگائیں گے یا آگے فروخت کریں گے۔ اور یہ نیت ابھی تک برقرار ہو۔

لہٰذا وہ مال جو آگے بیچنے کے ارادے سے نہیں خریدا بلکہ گھریلو ضروریات کے لیے خریدا ہے، (جیسے پہننے کے لیے کپڑا، گھر میں پکانے کے لیے چاولوں کا ٹرک، یا رہائشی مکان تعمیر کرنے کے لیے پلاٹ خریدا) تو یہ مال مال تجارت نہیں کہلائے گا۔

ایسا مال جو آگے بیچنے کی نیت سے نہیں خریدا بلکہ گھریلو ضروریات کے لیے خریدا تھا بعد میں اسے بیچنے کا ارادہ کرلیا تب بھی وہ مال مال تجارت نہیں بنے گا۔ اس لیے کہ جب اسے خریدا تھا اس وقت بیچنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

لیکن یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ ایسا مال محض بیچنے کے ارادے سے تو مال تجارت نہیں بنتا لیکن اگر کوئی شخص (بالفعل) تجارت شروع کردے یعنی ارادے کے بعد کسی سے سودا وغیرہ طے کرلے اور اسے بیچ دے تو یہ مال مال تجارت (عروض) بن جائے گا۔ چنانچہ حاصل ہونے والی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

اس کے برعکس جو مال تجارت کی نیت سے خریدا تھا اور اسی نیت کی وجہ سے مال تجارت (عروض) بن چکا تھا، لیکن اب اسے آگے بیچنے کا ارادہ ترک کردیا۔ مثلاً کوئی پلاٹ یا فلیٹ آگے بیچنے کی نیت سے خریدا تھا مگر اب اسے اپنی رہائش میں استعمال کرنے کا ارادہ کرلیا تو وہ مال بھی مال تجارت نہیں رہے گا۔ صرف ارادے سے ہی اس کی مال تجارت ہونے کی حیثیت ختم ہوجاتی ہے۔

مال تجارت میں نصاب زکوٰۃ

مال تجارت (عروض) خواہ کسی قسم کا ہو (کپڑا ہو یا اناج، جنرل اسٹور کا سامان ہو یا اسٹیشنری کا سامان، مشینری ہو یا بجلی کا سامان) اگر سونے کے نصاب (ساڑھے سات تولہ) یا چاندی کے نصاب (ساڑھے باون تولہ) میں سے کسی ایک کی بازاری قیمت کے برابر ہو تو اس مال پر زکوٰۃ فرض ہوجاتی ہے۔

پھر حولان حول (سال گزرنے) کی شرط کے ساتھ اس کا ادا کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ نیت اور تملیک پائی جائے تو ادائیگی صحیح ہوجاتی ہے۔

مال تجارت کے نصاب پر سال پورا ہوجائے تو اس کی زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ کل مال تجارت کی بازاری قیمت لگائی جائے اور اس کل قیمت کا ڈھائی فیصد (چالیسواں حصہ) رقم زکوٰۃ کے مستحق کو دے دی جائے یا کل رقم کے اڑھائی فیصد کے برابر وہی مال تجارت مستحق کو دیدیا جائے۔

ضروری وضاحت مال تجارت میں خود دکان کی قیمت اور اس میں موجود فرنیچر کی قیمت، اسی طرح کارخانے میں مشینری کی قیمت کو شمار نہیں کیا جائے گا۔

وجہ صاف ظاہر ہے کہ خود دکان اور اس میں فرنیچر اور فیکٹری کی مشین چونکہ آگے بیچنے کی نیت سے نہیں خریدی لہٰذا وہ مال

تجارت میں شامل نہیں ہوگی۔

بلکہ اس نظر سے دیکھا جائے کہ یہ دکان فرنیچر اور مشینری وغیرہ روزگار کا آلہ اور ذریعہ ہیں تو یہ حاجت اصلیہ میں شامل ہونگے اور زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے مال کا حاجت اصلیہ سے زائد ہونا ضروری ہے۔ لیکن اگر کسی نے فرنیچر کی دکان بنائی یا ایسی دکان جس میں کارخانے کی مشینری فروخت ہوتی ہو تو اب یہ چیزیں مالِ تجارت میں شامل ہونگی۔ کیونکہ ایسی دکانوں میں فرنیچر یا مشینری بیچنے کے ارادے سے خرید کر رکھی جاتی ہے۔

مالِ تجارت کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اور ابن منذر نے کہا ہے کہ اس پر اہل علم کا اجماع ہے۔ اور اس کی روایت حضرت عمر بن خطاب، ابن عباس رضی اللہ عنہم سے ہے۔

فقہاء سبعہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اور وہ حضرت سعید بن مسیب، قاسم بن محمد، عروہ بن زبیر، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حرب، خارجہ بن زید، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، سلمان بن یسار، طاؤس، حسن بصری، اور ابراہیم نخعی، اوزاعی، ثوری، حضرت امام شافعی،، امام احمد اور امام اسحاق وغیرہ تمام کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے۔

حضرت امام مالک اور ربیعہ نے کہا ہے کہ مالِ تجارت میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ ۳ص ۱۰۲، حقانیہ ملتان)

کمپنی اور مشترک کاروبار کے حصہ داروں کی زکوٰۃ

مشترکہ تجارت اور کمپنی فیکٹری وغیرہ کے حصہ داروں کی زکوٰۃ مجموعہ رقم اور مال پر واجب نہیں ہوتی ہے؛ بلکہ ہر حصہ دار کی زکوٰۃ اس کے حصہ کے حساب سے ادا کرنا واجب ہوگا؛ لہٰذا جس کا حصہ نصاب کو پہنچے گا؛ اس پر اپنے حصہ کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہوگا اور جس کا حصہ نصاب کو نہیں پہنچتا ہے۔

اور اسکے پاس اس کے علاوہ اتنا مال نہیں ہے جس کو ملا کر نصاب مکمل ہوسکتا ہے تو ایسے حصہ دار پر زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہے اور جس کے پاس شرکت کے حصہ کے علاوہ اتنا مال ہے جس کو ملا کر نصاب مکمل ہوجاتا ہے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے؛ لیکن وہ اپنے حصہ کی زکوٰۃ اپنے طور پر نکالا کریگا۔ (ایضاح النوادر،، ناشر، مکتبہ الاصلاح، مرادآباد)

شیئرز کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی دلائل

ملوں اور کمپنیوں کے شیئرز پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ بشرطیکہ شیئرز کی قیمت بقدر نصاب ہو یا اس کے علاوہ دیگر مال مل کر شیئر ہولڈر مالک نصاب بن جاتا ہو؛ البتہ کمپنیوں کے شیئرز کی قیمت میں؛ چونکہ مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ کی لاگ بھی شامل ہوتی ہے جو درحقیقت زکوٰۃ سے مستثنیٰ ہے؛ اس لیے اگر کوئی شخص کمپنی سے دریافت کر کے جس قدر رقم اس کی مشینری اور مکان اور فرنیچر وغیرہ میں لگی ہوئی ہے، اُس کو اپنے حصے کے مطابق شیئرز کی قیمت میں سے کم کر کے باقی کی زکوٰۃ دے تو یہ بھی جائز اور درست ہے۔ سال کے ختم پر جب زکوٰۃ دینے لگے اس وقت جو شیئرز کی قیمت ہوگی وہی لگے گی۔ (درمختار و شامی)

پراویڈنٹ فنڈ جو ابھی وصول نہیں ہوا اُس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے؛ لیکن ملازمت چھوڑنے کے بعد جب اس فنڈ کا روپیہ وصول ہوگا، اس وقت اس روپیہ پر زکوٰۃ فرض ہوگی، بشرطیکہ یہ رقم بقدرِ نصاب ہو یا دیگر مال کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہو جائی ہو وصولیابی سے قبل کی زکوٰۃ پراویڈنٹ کی رقم پر واجب نہیں، یعنی پچھلے سالوں کی زکوٰۃ فرض نہیں ہوگی۔

صاحب نصاب اگر کسی سال کی زکوٰۃ پیشگی دے دے تو یہ بھی جائز ہے؛ البتہ اگر بعد میں سال پورا ہونے کے اندر مال بڑھ گیا تو اس بڑھے ہوئے مال کی زکوٰۃ علیحدہ دینا ہوگی۔ (درمختار و شامی)

شیرز کی زکوٰۃ کے سلسلہ میں عام طور پر یہ بحث کی جاتی تھی کہ شیرز کی نوعیت صنعتی ہے یا تجارتی؟ اگر اس کی نوعیت صنعتی ہو یعنی اس کے ذریعہ مشنریز اور آلات خرید کئے جاتے ہوں اور پھر ان سے مال تیار کیا جاتا ہو تو اصولی طور پر مشنریز کی صورت میں جو سرمایہ محفوظ ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہونی چاہیے؛ البتہ جو حصص تجارت میں مشغول کئے جائیں ان پر زکوٰۃ واجب ہونی چاہیے؛ لیکن حقیقت یہ ہے کہ آج کل حصص بجائے خود ایک تجارت بن گئے ہیں اور بڑے پیمانے پر اس کی خرید وفروخت عمل میں آتی ہے؛ اسی لیے عصر حاضر کے محقق علماء نے شیرز کو مطلق ایک تجارت تسلیم کیا ہے۔

اور یہی موجودہ ماہرین اقتصادیات کی رائے ہے: لہٰذا شیرز بجائے خود سامانِ تجارت ہے اور اس میں زکوٰۃ واجب ہے، جن لوگوں نے اس نیت سے حصص خریدے ہوں کہ حصص کو باقی رکھتے ہوئے کمپنی جو نفع دے اس سے استفادہ کرنا ہے، ان کو تو زکوٰۃ حصص کی اصل قیمت کے لحاظ سے ادا کرنی ہوگی، جو خود کمپنی کو تسلیم ہو اور جن لوگوں نے حصص اس مقصد کے لیے خریدا ہو کہ قیمت بڑھنے کے بعد اسے فروخت کر دیں گے ان لوگوں کو موجودہ مارکٹ کی قیمت کے لحاظ سے حصص کی زکوٰۃ ادا کرنی چاہیے، مثلاً کمپنی کے نزدیک اس کی قیمت پچیس روپے ہے اور بازار میں اس وقت یہ حصص ڈھائی سو روپے کے حساب سے فروخت کئے جارہے ہیں تو پہلی صورت میں پچیس روپے کے حساب سے اور دوسری صورت میں ڈھائی سو روپے کے حساب سے قیمت لگا کر زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی۔ (جدید فقہی مسائل)

بَاب زَكَاةِ الْحُلِيِّ

یہ باب زیورات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2478 - أَخْبَرَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ حُسَيْنٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ أَنَّ امْرَأَةً مِنْ أَهْلِ الْيَمَنِ أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتٌ لَهَا فِي يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ غَلِيظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ أَتُؤَدِّينَ زَكَاةَ هَذَا . قَالَتْ لَا . قَالَ أَيَسُرُّكِ أَنْ يُسَوِّرَكِ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَارٍ . قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَأَلْقَتْهُمَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ هُمَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

2478-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الكنز ما هو و زكاة الحلي (الحديث 1563) . واخرجه النسائي في الزكاة، باب زكاة الحلي (الحديث 2479) مرسلًا . تحفة الاشراف (8682) .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یمن سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے ساتھ اس کی بیٹی بھی تھی اس کی بیٹی کے ہاتھ میں سونے کے بنے ہوئے دو وزنی کنگن تھے' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: کیا تم اس کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کی: نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں ان کی وجہ سے آگ کے بنے ہوئے دو کنگن پہنائے۔

راوی کہتے ہیں: اس لڑکی نے ان دونوں کو اتار دیا' اور انہیں نبی اکرم ﷺ کے سامنے رکھ دیا' اس نے عرض کی: یہ اللہ اور اس کے رسول کے لیے ہیں۔

2479 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حُسَيْنًا قَالَ حَدَّثَنِىْ عَمْرُو بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ جَآئَتِ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا بِنْتٌ لَهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ يَدِ ابْنَتِهَا مَسَكَتَانِ نَحْوَهُ مُرْسَلٌ . قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ خَالِدٌ اَثْبَتُ مِنَ الْمُعْتَمِرِ .

☆☆ عمرو بن شعیب بیان کرتے ہیں: ایک عورت اپنی بیٹی کے ساتھ نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اس کی بیٹی کے ہاتھ میں دو کنگن تھے۔ (اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے' لیکن یہ روایت مرسل ہے)

امام نسائی بیان کرتے ہیں: خالد نامی راوی معتمر نامی راوی سے زیادہ ثبت ہے۔

زیورات کی زکوٰۃ میں فقہی اختلاف کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ ارشاد کرتے ہوئے فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت، تم اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرو اگرچہ وہ زیور ہی کیوں نہ ہو اس لیے کہ قیامت کے دن تم میں اکثریت دوزخیوں کی ہوگی۔ (ترمذی)

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد مکرم سے اور وہ اپنے جد محترم سے نقل کرتے ہیں کہ ایک دن دو عورتیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان دونوں نے اپنے ہاتھوں میں سونے کے کڑے پہنے ہوئے تھے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کڑوں کو دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو! ان دونوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتی ہو کہ کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں آگ کے دو کڑے پہنائے۔ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس سونے کی زکوٰۃ ادا کیا کرو۔ ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے۔

اکثریت دوزخیوں کی ہوگی کا مطلب یہ ہے کہ عورتوں کی اکثریت چونکہ دنیا اور دنیا کی چیزوں کی محبت میں گرفتار ہوتی ہے جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ زکوٰۃ کی ادائیگی نہیں ہوتی بلکہ خدا کی راہ میں اپنا مال خرچ کرنے کا ان میں جذبہ بھی نہیں ہوتا اس لیے عورتوں کی اکثریت کو دوزخی فرمایا گیا ہے چنانچہ عورتوں کو آگاہ فرمایا گیا کہ اگر تم دوزخ کی ہولناکیوں سے بچنا چاہتی ہو تو دنیا کی محبت اور دنیاوی عیش و عشرت کی طمع و حرص سے باز آؤ۔ خدا نے تمہیں جس قدر مال دیا ہے اس پر قناعت کرو اور اس میں

2479- تقدم (الحديث 2478) .

سے زکوٰۃ وصدقہ نکالتی رہو تا کہ قیامت کے دن خدا کی رحمت تمہارے ساتھ ہو اور تم دوزخ میں جانے سے بچ جاؤ۔

عورتوں کے زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا تو مسلک یہ ہے کہ مطلقاً زیور میں زکوٰۃ واجب ہے جب کہ وہ حد نصاب کو پہنچتا ہو حضرت امام شافعی کا پہلا قول بھی یہی ہے حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ عورتوں کے ان زیورات میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے جن کا استعمال مباح ہے لہٰذا جن زیورات کا استعمال حرام ہے ان حضرات کے نزدیک بھی ان میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے، حضرت امام شافعی کا آخری قول بھی یہی ہے حضرت امام اعظم کے مسلک کی دلیل بھی یہی حدیث ہے جس سے مطلقاً زیورات میں زکوٰۃ کا وجوب ثابت ہو رہا ہے۔

کون سے زیورات مباح ہیں اور کون سے زیورات غیر مباح وحرام ہیں؟ اس کی تفصیل جاننے کے لیے محرر اور شافعی مسلک کی دوسری کتابیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتے ہیں کہ میں سونے کا وضح جو ایک زیور کا نام ہے پہنا کرتی تھی ایک دن میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا اس کا شمار بھی جمع کرنے میں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو چیز اتنی مقدار میں ہو کہ اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے یعنی حد نصاب کو پہنچتی ہو تو زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اس کا شمار جمع کرنے میں نہیں ہوتا۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ قرآن کریم نے مال جمع کرنے کے بارے میں یہ جو وعید بیان فرمائی ہے کہ آیت (والذین یکنزون الذھب والفضۃ الآیہ)۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس میں سے خدا کی راہ میں کچھ خرچ نہیں کرتے تو انہیں دردناک عذاب سے آگاہ کر دیجئے)۔ تو کیا سونے کا میرا یہ زیور بھی اس وعید میں داخل ہے اس کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ جو مال بقدر نصاب ہو اور اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے تو وہ مال اس وعید میں داخل نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم تو دردناک عذاب کی خبر اس مال کے مالک کے بارے میں دے رہا ہے جسے بغیر زکوٰۃ دیے جمع کیا جائے۔

استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کا فقہی بیان

سونا اور چاندی از روئے شریعت خلقی طور پر مال ہیں، لہٰذا یہ کسی بھی ہیئت میں ہوں، ان پر زکوٰۃ واجب ہے۔ مثلاً برتن، مالیاتی سکے سونے یا چاندی کی ڈلی، استعمال کے زیورات وغیرہ۔

عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان امراة اتت رسول الله صلى الله عليه وسلم، ومعها ابنة لها، وفي يد ابنتها مسكتان غليظتان من ذهب، فقال لها: اتعطين زكاة هذا؟ قالت: لا، قال: ايسرك ان يسورك الله بهما يوم القيمة سوارين من نار؟ قال: فخلعتهما فالقتهما الى النبي صلى الله عليه وسلم وقالت: هما لله ولرسوله .

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک خاتون اپنی ایک لڑکی کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی، اس لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے اور

بھاری کنگن تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو کیا تم اس بات پر خوش ہوگی کہ اللہ تعالیٰ (زکوٰۃ نہ دینے کی بناء پر) ان کنگنوں کے عوض قیامت کے دن تمہیں آگ کے کنگن پہنائے؟ یہ (وعید عذاب) سنتے ہی اس نے وہ کنگن اتار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیے اور عرض کیا کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ہیں (یعنی یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں صدقہ ہیں)۔

(سنن ابی داؤد، جلد 2، رقم الحدیث 1558، مطبوعہ موسسہ الریان، بیروت)

عن ام سلمة قالت: كنت البس وضاحا من ذهب، فقلت: يا رسول الله، اكنز هو؟ فقال: ما بلغ ان تؤدى زكاته فزكى فليس بكنز. ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں سونے کے اوضاح (ایک خاص زیور کا نام ہے) پہنتی تھی، میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: یارسول اللہ! کیا یہ بھی اُس کنز میں شامل ہے (یعنی جس پر سورۃ توبہ آیت: 34۔35 میں عذابِ جہنم کی وعید آئی ہے)؟۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب سونے کے زیورات اتنی مقدار کو پہنچ جائیں کہ ان پر زکوٰۃ واجب ہوجاتی ہے اور پھر ان کی زکوٰۃ ادا کردی جائے تو ان پر کنز کا اطلاق نہیں ہوتا۔ (سنن ابی داؤد، جلد 2، رقم الحدیث: 1559، مطبوعہ موسسہ الریان، بیروت، مؤطا امام مالک)

ان احادیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ استعمال کے زیورات پر بھی زکوٰۃ واجب ہے، کیونکہ دونوں خواتین نے سونے کے زیورات پہن رکھے تھے۔

اگر سونا یا چاندی مخلوط (Mixed) ہو اور کسی اور چیز کی ملاوٹ اس میں ہو تو غالب جز کا اعتبار ہوگا، یعنی اگر شے مخلوط میں غالب مقدار سونا ہے تو اسے سونا قرار دے کر ان کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی ورنہ نہیں اور موجود بازاری قیمتِ فروخت کا اعتبار ہوگا، قیمتِ خرید کا نہیں۔ سونے کے زیورات کو وزن کرتے وقت نگینوں کا وزن منہا ہوجائے گا، البتہ ہیرے (Diamond) اور دوسرے قیمتی پتھر مثلاً زمرد، عقیق، یاقوت وغیرہ اگر تجارت کے لیے ہیں تو ان پر زکوٰۃ ہے، ذاتی استعمال میں ہوں تو ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ ہاں اگر اولاد کو مالک بنا دیا ہے اور زیورات مقدارِ نصاب سے کم ہیں اور بیٹا یا بیٹی صاحب نصاب نہیں ہیں تو ان پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوگی۔

فقہ شافعی و حنبلی کے مطابق زیورات والی عورت کا زکوٰۃ لینا

جب کوئی عورت زیور کی مالکہ ہو تو اور اس کے علاوہ اس کے پاس کچھ نہیں تو وہ اس سے غنی اور مالدار نہیں بن جاتی، چاہے یہ زیور سونے یا چاندی کا ہو اور زکاۃ کے نصاب کو بھی پہنچتا ہو، بلکہ یہ فقیر اور محتاج ہی رہے گی، اور اس وصف کی بنا پر وہ زکاۃ لینے کی مستحق ہے، شافعیہ اور حنابلہ نے اسی کو بیان کیا اور صراحت کی ہے۔

شافعی فقیہ الرملی کا کہنا ہے کہ:

عورت کا وہ زیور جو اس کے لائق ہے اور عادتاً زیبائش کے لیے جس کی وہ محتاج اور ضرورتمند ہوتی ہے وہ اس کے فقر میں

مانع نہیں "(نہایة المحتاج للرملی (6 / 150 ٫))
یعنی وہ فقیر ہی رہے گی اور فقر کے وصف کی بنا پر زکاۃ لینے کی مستحق ٹھرے گی۔
اور فقہ حنبلی کی کتاب "کشاف القناع" میں ہے: یا اس کے پاس استعمال کے لیے زیور ہو جس کی وہ ضرورتمند ہے تو یہ اس کے زکاۃ لینے میں مانع نہیں (کشاف القناع (1 / 587 ٫))
یعنی وہ فقیر اور محتاج ہی رہے گی، اور باوجود اس کے کہ اس کی زیبائش کی ضرورت کے لیے اس کے پاس زیور ہے وہ زکاۃ لینے کی مستحق ہے، اور اس طرح اس سے فقر کا وصف زائل نہیں ہوتا۔

زیورات کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام مالک، امام احمد بن حنبل، اور ایک قول کے مطابق حضرت امام شافعی علیہم الرحمہ کے نزدیک زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام شافعی کے راجح قول کے مطابق زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔

جن کے نزدیک زکوٰۃ واجب ہے ان کی موافقت میں حضرت عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمرو بن عاص، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام میں سے حضرت سعید بن مسیب، سعید بن جبیر، عطاء، مجاہد، عبداللہ بن شداد، جابت بن زید، ابن سیرین، میمون بن مہران، زہری، ثوری، اور اصحاب رائے کا نظریہ یہی ہے کہ زیورات میں زکوٰۃ واجب ہے۔
(المغنی، ۲، ص ۲۲۳، بیروت)

علامہ ابو اسحاق شیرازی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے عورتوں کے زیورات میں زکوٰۃ کے مسئلہ پر استخارہ کیا تو انہوں نے وجوب زکوٰۃ کا حکم سمجھا ہے۔ لہٰذا ان کا مؤقف احادیث کے موافق ہے کہ زیورات پر زکوٰۃ واجب ہے۔ (المہذب ج ۶، ص ۳۳، بیروت)

باب مَانِعِ زَكَاةِ مَالِهِ

یہ باب اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے کی سزا میں ہے

2480 - اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الَّذِىْ لَا يُؤَدِّىْ زَكَاةَ مَالِهِ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ - قَالَ - فَيَلْتَزِمُهُ اَوْ يُطَوِّقُهُ - قَالَ - يَقُوْلُ اَنَا كَنْزُكَ اَنَا كَنْزُكَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2480-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7211) .

بے شک جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کرتا' قیامت کے دن اس کا وہ مال ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا' جس کے سر پر دو داغ ہوں گے' وہ اس مالک کے ساتھ لپٹ جائے گا۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) اسے اس مالک کی گردن میں طوق کے طور پر ڈال دیا جائے گا' وہ یہ کہے گا: میں تمہارا خزانہ ہوں' میں تمہارا خزانہ ہوں۔

2481 - اَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَسَنُ بْنُ مُوْسَى الْاَشْيَبُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ الْمَدَنِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالاً فَلَمْ يُؤَدِّ زَكَاتَهُ مُثِّلَ لَهُ مَالُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعًا اَقْرَعَ لَهُ زَبِيْبَتَانِ يَاْخُذُ بِلِهْزِمَتَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُوْلُ اَنَا مَالُكَ اَنَا كَنْزُكَ . ثُمَّ تَلاَ هٰذِهِ الْاٰيَةَ (وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ) الْاٰيَةَ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کو اللہ تعالیٰ مال عطا کرے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس کا وہ مال قیامت کے دن ایک گنجے سانپ کی شکل میں اس کے سامنے آئے گا' جس کے سر پر دو نقطے ہوں گے۔ وہ قیامت کے دن اپنے منہ کے ذریعے اس شخص کو پکڑ لے گا۔ اور یہ کہے گا: میں تمہارا مال ہوں' میں تمہارا خزانہ ہوں۔

پھر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ (یا شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل کے ساتھ عطا کیا ہے اور وہ اس کے بارے میں بخل سے کام لیتے ہیں' وہ ہرگز یہ گمان نہ کریں''۔

باب زَكَاةِ التَّمْرِ

یہ باب کھجور کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2482 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَحْيٰى بْنِ حَبَّانَ عَنْ يَحْيٰى بْنِ عُمَارَةَ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسَاقٍ مِنْ حَبٍّ اَوْ تَمْرٍ صَدَقَةٌ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: پانچ وسق سے کم دانوں یا کھجوروں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

غلہ و کھجور کی زکوٰۃ کا حکم شرعی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غلہ اور کھجور میں اس وقت تک

2481-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اثم مانع الزكاة (الحديث 1403)، و في التفسير، باب (ولا يحسبن الذين يبخلون بما آتاهم الله من فضله) (الحديث 4565) . تحفة الاشراف (12820) .

2482-تقدم (الحديث 2444) .

زکوٰۃ واجب نہیں جب تک کہ ان کی مقدار پانچ وسق (پچیس من ساڑھے بارے سیر) نہ ہو۔ (سنن نسائی)

باب زَکَاۃِ الْحِنْطَۃِ

یہ باب گندم کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2483 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِیْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا یَزِیْدُ بْنُ زُرَیْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَمْرُو بْنُ یَحْیٰی بْنِ عُمَارَۃَ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَحِلُّ فِی الْبُرِّ وَالتَّمْرِ زَکَاۃٌ حَتّٰی تَبْلُغَ خَمْسَۃَ اَوْسُقٍ وَّلَا یَحِلُّ فِی الْوَرِقِ زَکَاۃٌ حَتّٰی تَبْلُغَ خَمْسَۃَ اَوَاقٍ وَّلَا یَحِلُّ فِیْ اِبِلٍ زَکَاۃٌ حَتّٰی تَبْلُغَ خَمْسَ ذَوْدٍ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

گندم اور کھجور میں اس وقت تک زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' جب تک وہ پانچ وسق تک نہیں پہنچ جاتے' چاندی میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ اوقیہ نہیں ہو جاتی' اونٹوں میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی جب تک وہ پانچ کی تعداد تک نہیں پہنچ جاتے۔

باب زَکَاۃِ الْحُبُوْبِ

یہ باب دانوں کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2484 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اُمَیَّۃَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی بْنِ حَبَّانَ عَنْ یَحْیٰی بْنِ عُمَارَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَیْسَ فِیْ حَبٍّ وَّلَا تَمْرٍ صَدَقَۃٌ حَتّٰی یَبْلُغَ خَمْسَۃَ اَوْسُقٍ وَّلَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ وَّلَا فِیْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَۃٌ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

دانے اور کھجور میں زکوٰۃ اس وقت تک لازم نہیں ہوتی' جب تک وہ پانچ وسق نہ ہو جائیں' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

باب الْقَدْرِ الَّذِیْ تَجِبُ فِیْہِ الصَّدَقَۃُ

یہ باب ہے کہ اس مقدار کا تذکرہ جس میں زکوٰۃ لازم ہو جاتی ہے

2485 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ قَالَ حَدَّثَنَا وَکِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا اِدْرِیْسُ الْاَوْدِیُّ عَنْ عَمْرٍو

2483-تقدم (الحدیث 2444) .

2484-تقدم (الحدیث 2444) .

بْنِ مُرَّةَ عَنْ اَبِی الْبَخْتَرِیِّ عَنْ اَبِی سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

2486 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَحْيٰى بْنِ سَعِيْدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ عَمْرِو بْنِ يَحْيٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ اَوَاقٍ صَدَقَةٌ وَّلَا فِيْمَا دُوْنَ خَمْسِ ذَوْدٍ صَدَقَةٌ وَّلَيْسَ فِيْمَا دُوْنَ خَمْسَةِ اَوْسُقٍ صَدَقَةٌ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
پانچ اوقیہ سے کم (چاندی) میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی' پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی اور پانچ وسق سے کم اناج میں زکوٰۃ لازم نہیں ہوتی۔

باب مَا يُوْجِبُ الْعُشْرَ وَمَا يُوْجِبُ نِصْفَ الْعُشْرِ

یہ باب ہے کہ کون سی چیز عشر کو لازم کر دیتی ہے اور کون سی چیز نصف عشر کو لازم کر دیتی ہے؟

2487 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْهَيْثَمِ اَبُوْ جَعْفَرٍ الْاَيْلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْاَنْهَارُ وَالْعُيُوْنُ اَوْ كَانَ بَعْلًا الْعُشْرُ وَمَا سُقِيَ بِالسَّوَانِيْ وَالنَّضْحِ نِصْفُ الْعُشْرِ ۔

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

آسمان' نہر اور چشموں (یعنی قدرتی ذرائع) یا سیم والی زمین میں (پیداوار میں) عشر (یعنی دسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہو گی اور جس زمین کو اونٹنی یا کنویں کے ڈول کے ذریعے سیراب کیا جاتا ہے' اس میں نصف عشر (یعنی بیسویں حصے) کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2485-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجب فيه الزكاة (الحديث 1559) بنحوه . والحديث عند: ابن ماجه في الزكاة، باب الوسق ستون صاعًا (الحديث 1832) . تحفة الاشراف (4042) .

2486-تقدم (الحديث 2444) .

2487-اخرجه البخاري في الزكاة، باب العشر فيما يسقى من ماء السماء و بالماء الجاري (الحديث1483) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب صدقة الزرع (الحديث 1596) و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة فيما يسقى بالانهار و غيره(الحديث 640) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الزروع و الثمار (الحديث 1817) . تحفة الاشراف (6977) .

کھیتوں اور پھلوں میں زکوٰۃ کا بیان

حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ لکڑی بانس اور گھاس کے علاوہ جو کچھ بھی زمین کی پیداوار ہو وہ کم ہو یا زیادہ اور اس بات کا بھی کوئی لحاظ نہیں کہ اسے نہری پانی سیراب کرتا ہے یا بارش کا پانی سیراب کرتا ہے۔اس میں عشر (یعنی دسواں حصہ بطور زکوٰۃ) واجب ہوگا۔

اور امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عشر واجب ہی نہیں ہوتا۔مگر صرف ایسی چیزوں (یعنی زمین یا درختوں) میں ہی واجب ہوتا ہے جن کا پھل باقی رہتا ہے تو جب وہ پھل پانچ وسق (۲۸ سیر کا وزن ہے) ہو جائے اور وسق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاع کے مطابق (یعنی اس سے انداز لگانے کے ساتھ) ساٹھ صاع کا بنتا ہو۔اور (صاع ایک پیمانے کا نام ہے جو دوسو چونتیس تولے وزن کا ہوتا ہے) اور صاحبین رحمہما اللہ تعالیٰ کے نزدیک سبزیوں میں عشر نہیں ہے۔
اور (وہ کھیت) جو کسی بڑے ڈول بیلوں یا اونٹنی پر پانی لاکر کے سیراب کیے جاتے ہیں۔

ان میں دونوں قولوں کے مطابق نصفِ عشر واجب ہوتا ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ اشیاء جو وسق (پیمانے) کے ساتھ نہیں بیچی جاتیں مثال کے طور پر جیسے زعفران اور روئی وغیرہ تو ان میں عشر واجب ہوگا جب ان کی قیمت ادنیٰ درجہ کے پانچ وسق کی قیمت جو چیز وسق کے تحت داخل ہوتی ہے۔(یعنی اس سے ناپی جاتی ہے) اسے پہنچ جائے تو اس میں عشر واجب ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب پیدوار پانچ عدد اعلیٰ (یعنی اعلیٰ قسم کی پیداوار پانچ وسق) سے اس مقدار تک پہنچ جائے جس کے ساتھ اس قسم کی چیزوں کا حساب لگایا جاتا ہے تو اس میں عشر واجب ہوگا۔اب روئی میں پانچ بوجھوں (یعنی گولوں یا گٹھڑیوں) کا اعتبار کیا جائے گا۔

اور زعفران میں پانچ سیر کا اعتبار کیا جائے گا۔وہ شہد جو عشر والی زمین سے حاصل کیا گیا ہو وہ تھوڑا ہو یا زیادہ اس میں بھی عشر واجب ہوگا جبکہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس شہد میں اس وقت عشر واجب ہوگا جب وہ دس مشکیزوں (مٹکوں) جتنا ہو جائے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ فرق شہد ہو جانے کی صورت میں عشر ہوگا۔اور فرق ایک وزن کا نام ہے جو چھتیس عراقی رطلوں کا بنتا ہے اور خراجی زمین (جس پر ٹیکس لگایا گیا ہواس) کی پیداوار میں عشر واجب نہیں ہوتا۔(قدوری، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کھیتی بارش کے پانی یا چشموں کے پانی سے سیراب کی جائے اس کا دسواں حصہ اور جسے جانوروں سے پانی دیا جائے اس کا بیسواں حصہ زکوۃ ادا کی جائے گی اس باب میں انس بن مالک ابن عمر اور جابر سے بھی روایت ہے اما ابوعیسی ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث بکیر بن عبداللہ بن اشج سلیمان بن سیار اور بسر بن سعید بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسلا روایت کرتے ہیں اس باب میں ابن عمر کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث صحیح ہے اور اسی پر اکثر فقہاء کا عمل ہے۔(جامع ترمذی: جلد اول، رقم الحدیث، 622)

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک عشر کا حکم شرعی

حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کا اس مسئلہ میں ائمہ ثلاثہ سے اختلاف ہے کیونکہ آپ کے نزدیک علی الاطلاق عشر واجب ہے اور آپ کا استدلال اس آیت مبارکہ سے ہے۔

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَ مِمَّاۤ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ۪ وَ لَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَ لَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّاۤ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ (البقرہ، ۲۶۷)

اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو۔ اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا۔ اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے اور تمہیں ملے تو نہ لو گے جب تک اس میں چشم پوشی نہ کرو اور جان رکھو کہ اللہ بے پرواہ سراہا گیا ہے۔ (کنزالایمان)

حضرت امام ابوحنیفہ کے ہاں ہر اس چیز میں عشر یعنی دسواں حصہ نکالنا واجب ہے جو زمین سے پیدا ہو خواہ پیداوار کم ہو یا زیادہ ہو لیکن بانس، لکڑی اور گھاس میں عشر واجب نہیں ہے اس بارے میں حضرت امام صاحب کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ ما اخرجتہ الارض ففیہ العشر۔ زمین سے پیدا ہونے والی ہر چیز میں دسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔

زمین کی پیداوار میں عشر واجب ہونے کے لیے کسی مقدار معین کی شرط نہیں ہے اسی طرح سال گزرنے کی بھی قید نہیں بلکہ جس قدر اور جب بھی پیداوار ہوگی۔ اسی وقت دسواں حصہ نکالنا واجب ہو جائے گا دوسرے مالوں کے برخلاف کہ ان میں زکوٰۃ اسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ وہ بقدر نصاب ہوں اور ان پر ایک سال پورا گزر جائے۔

زمین کی پیداوار پر عشر دینے میں فقہی بیان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس چیز کو آسمان نے یا چشموں نے سیراب کیا ہو یا خود زمین سرسبز و شاداب ہو تو اس میں دسواں حصہ واجب ہوتا ہے اور جس زمین کو بیلوں یا اونٹوں کے ذریعے کنویں سے سیراب کیا گیا ہو تو اس کی پیداوار میں بیسواں حصہ واجب ہے۔ (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جو زمین بارش سے سیراب کی جاتی ہو یا چشموں، نہروں اور ندی نالوں کے ذریعے اس میں پانی آتا ہو تو ایسی زمین سے جو بھی غلہ وغیرہ پیدا ہوگا اس میں سے دسواں حصہ بطور زکوٰۃ دینا واجب ہوگا۔

عثری اس زمین کو کہتے ہیں جسے عاثور سیراب کیا جائے اور عاثور اس گڑھے کو کہتے ہیں جو زمین پر بطور تالاب کھودا جاتا ہے اس میں سے کھیتوں وغیرہ میں پانی لے جاتے ہیں۔ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ عثری اس زمین کو کہتے ہیں جو پانی کے قریب ہونے کی وجہ سے ہمیشہ تر و تازہ اور سرسبز و شاداب رہتی ہے۔

حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر نے انہیں ان کے والد نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وہ زمین جسے آسمان (بارش کا پانی) یا چشمہ سیراب کرتا ہو۔ یا وہ خود بخود نمی سے سیراب ہو جاتی ہو تو اس کی پیداوار سے دسواں حصہ لیا جائے اور وہ

زمین جسے کنویں سے پانی کھینچ کر سیراب کیا جاتا ہوتو اس کی پیداوار سے بیسواں حصہ لیا جائے۔
ابوعبداللہ (امام بخاری رحمہ اللہ) نے کہا کہ یہ حدیث یعنی عبداللہ بن عمر کی حدیث کہ جس کھیتی میں آسمان کا پانی دیا جائے دسواں حصہ ہے پہلی حدیث یعنی ابوسعید کی حدیث کی تفسیر ہے۔اس میں زکوٰۃ کی کوئی مقدار مذکور نہیں ہے اور اس میں مذکور ہے۔اور زیادتی قبول کی جاتی ہے۔اور گول مول حدیث کا حکم صاف صاف حدیث کے موافق لیا جاتا ہے۔جب اس کا راوی ثقہ ہو۔جیسے فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز نہیں پڑھی۔لیکن بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ آپ نے نماز (کعبہ میں) پڑھی تھی۔اس موقع پر بھی بلال رضی اللہ عنہ کی بات قبول کی گئی اور فضل رضی اللہ عنہ کا قول چھوڑ دیا گیا۔

اصول حدیث میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ثقہ اور ضابط شخص کی زیادتی مقبول ہے۔اسی بنا پر ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جس میں یہ مذکور نہیں ہے کہ زکوٰۃ میں مال کا کون سا حصہ لیا جائے گا یعنی دسواں حصہ یا بیسواں حصہ اس حدیث یعنی ابن عمر کی حدیث میں زیادتی ہے تو یہ زیادتی واجب القبول ہوگی۔

بعضوں نے یوں ترجمہ کیا ہے یہ حدیث یعنی ابوسعید کی حدیث پہلی حدیث یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی تفسیر کرتی ہے۔کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نصاب کی مقدار مذکور نہیں ہے۔بلکہ ہر ایک پیداوار سے دسواں حصہ یا بیسواں حصہ لیے جانے کا اس میں ذکر ہے۔خواہ پانچ وسق ہو یا اس سے کم ہو۔اور ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں تفصیل ہے کہ پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔تو یہ زیادتی ہے۔اور زیادتی ثقہ اور معتبر راوی کی مقبول ہے۔

زمینی پیداوار میں قید وسق میں مذاہب اربعہ

غلہ اور پھلوں کے نصاب عشر میں ائمہ کا اختلاف ہے۔حضرت امام مالک، امام شافعی، اور امام احمد بن حنبل کے نزدیک پانچ وسق کو نصاب قرار دیا گیا ہے۔جبکہ حضرت امام اعظم کے نزدیک وسق کی کوئی قید نہیں ہے بلکہ زمینی پیداوار میں جس بھی پھل اور سبزیاں ہیں ان کی مقدار کے مطابق ان میں عشر یا نصف عشر دینا واجب ہے۔(المغنی، ج ۲، ص ۲۹۰، بیروت)

غلات اربعہ کی زکوٰۃ میں مذاہب اربعہ

غلات اربعہ (جو، گیہوں، کشمش اور خرما) پر زکات کے وجوب میں اہل سنت کے تمام مذاہب متفق ہیں ان سبھوں کا نظریہ یہ ہے کہ اگر بارش کے پانی سے کھیتی ہوئی ہے تو عُشر اور اگر سنچائی سے ہوئی ہے تو نیصد یعنی نصف عُشر زکات واجب ہے۔

حنفی مذہب کے علاوہ اہل سنت کے سارے مذاہب غلات اربعہ میں حد نصاب کو معتبر جانتے ہیں، حد نصاب ۵ وسق ہے اور ہر وسق ۶۰ صاع ہے، جو مجموعہ ۹۱۰ کلوگرام کے لگ بھگ ہوتا ہے اس سے کم میں زکات واجب نہیں ہے مگر حنفی مذہب میں اس مقدار سے کم ہو یا زیادہ زکات واجب ہے۔غلوں اور زراعت کی نوعیت میں ہر مذہب میں اختلاف ہے حنفی کہتے ہیں، سبزی، نرکٹ اور لکڑی کے علاوہ زمین سے نکلنے والی تمام چیزوں میں زکوٰۃ واجب ہے۔

مالکی اور شافعی کہتے ہیں زکات ان تمام چیزوں میں واجب ہے جنھیں انسان سال بھر کے خرچہ کے لئے ذخیرہ کرتا ہے جیسے گیہوں، جو خرما اور کشمش، حنبلی کہتے ہیں: ہر وہ چیز جو تولی اور وزن کی جائے اس میں زکات واجب ہے۔

2488 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو وَاَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ اَنَّ اَبَا الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَا سَقَتِ السَّمَاءُ وَالْاَنْهَارُ وَالْعُيُوْنُ الْعُشْرُ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالسَّانِيَةِ نِصْفُ الْعُشْرِ.

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جو زمین آسمان' نہر یا چشمے کے ذریعے سیراب ہوتی ہے' اس میں عشر کی ادائیگی لازم ہوگی اور جو اونٹنی کے ذریعے سیراب کی جاتی ہے' اس میں نصف عشر کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2489 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ - وَهُوَ ابْنُ عَيَّاشٍ - عَنْ عَاصِمٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ مُعَاذٍ قَالَ بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ فَاَمَرَنِيْ اَنْ اٰخُذَ مِمَّا سَقَتِ السَّمَاءُ الْعُشْرَ وَفِيْمَا سُقِيَ بِالدَّوَالِيْ نِصْفَ الْعُشْرِ.

☆☆ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجا' آپ نے مجھے ہدایت کی کہ جو زمین آسمان (یعنی قدرتی ذرائع سے) سیراب ہوتی ہے' اس میں عشر وصول کروں اور جو زمین ڈول کے ذریعے (یعنی مصنوعی ذریعے سے) سیراب ہوتی ہے' اس میں نصف عشر وصول کروں۔

عاشر وعشر کے بارے میں فقہی تصریحات کا بیان

۱. عاشر اُس کو کہتے ہیں جسے بادشاہِ اسلام نے راستہ پر اس لئے مقرر کیا ہو کہ جو تاجر لوگ مال لے کر گزریں ان سے صدقات وصول کرے اور وہ اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کے عوض میں تاجروں کو چوروں اور ڈاکوں سے بچائے اور امن دے پس اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کی حفاظت پر قادر ہو اس لئے بادشاہ ان سے جو مال لیتا ہے وہ ان اموال کی حفاظت کے لئے لیتا ہے۔

۲. عاشر کے لئے شرط یہ ہے کہ وہ آزاد، مسلمان اور غیر ہاشمی ہو پس عاشر کا غلام اور کافر ہونا درست نہیں ہے، اور ہاشمی کے لئے اگر بادشاہ بیت المال سے کچھ مقرر کر دے یا ہاشمی تبرع کے طور پر اس خدمت کو انجام دے اور اس کا معاوضہ عشر و زکوۃ سے نہ لے تو اس کو مقرر کرنا جائز ہے۔

۳. مال دو قسم کا ہوتا ہے اول ظاہر اور وہ مویشی ہیں اور وہ مال ہے جس کو تاجر لے کر عاشر کے پاس سے گزرے دوم اموال

2488-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ما فيه العشر او نصف العشر (الحديث 7) و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب صدقة الزرع (الحديث 1597) . تحفة الاشراف (2895) .

2489-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11313) .

باطن ہیں وہ سونا چاندی اور تجارت کا وہ مال ہے جو آبادی میں اپنی جگہوں میں ہو عاشر اموال ظاہر کا صدقہ لیتا اور ان اموال باطن کا صدقہ بھی لیتا ہے جو تاجر کو ساتھ ہوں۔

۴. صدقہ وصول کرنے کی ولایت کے لئے کچھ شرطیں ہیں اول یہ کہ بادشاہ اسلام کی طرف سے چوروں اور ڈاکوں سے حفاظت پائی جائے، دوم یہ کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو، سوم مال کا ظاہر ہونا اور مالک کا موجود ہونا پس اگر مالک موجود ہے اور مال گھر میں ہے تو عاشر اس سے زکوٰۃ نہیں لے گا۔

۵. شرع میں عاشر کا مقرر کرنا جائز و درست ہے حدیث شریف میں جو عاشر کی مذمت آئی ہے وہ اس عاشر کے متعلق ہے جو لوگوں کے مال ظلم سے لیتا ہے۔

۶. اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اس کے مال کو سال پورا نہیں ہوا، یا یہ کہیکہ اس کے ذمہ قرضہ ہے یا یہ کہے کہ میں نے زکوٰۃ دیدی ہے، یا یہ کہے کہ میں نے دوسرے عاشر کو دیدی ہے اور جس کو وہ دینا بتاتا ہے وہ واقعی عاشر ہے، اگر وہ ان تمام صورتوں میں اپنے بیان پر حلف اٹھائے تو اس کا قول مان لیا جائے گا اور اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ وہ دوسرے عاشر کی رسید دکھائے، اگر سائمہ جانوروں کے متعلق بیان کرے کہ ان کی زکوٰۃ اس نے اپنے شہر کے فقیروں کو دیدی ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا بلکہ اس سے دوبارہ وصول کی جائیگی خواہ بادشاہِ اسلام کو اس کی ادائگی کا علم بھی ہو کیونکہ یہ اموالِ ظاہرہ میں سے ہے جس کی زکوٰۃ لینے کا حق بادشاہ ہی کو ہے اس کو خود تقسیم کر دینے کا اختیار نہیں ہے اگر صاحبِ مال یہ کہے کہ یہ مالِ تجارت کا نہیں ہو تو اس کا قول مانا جائے گا۔

۷. جن امور میں مسلمانوں کا قول مانا جاتا ہے ذمی کافر کا قول بھی مانا جائیگا کیونکہ اس کے مال میں بھی وہ تمام شرطیں پائی جانی ضروری ہیں جو زکوٰۃ میں ہیں اور اس سے زکوٰۃ کا ہی دو چند لیا جاتا ہے لیکن ذمی کافر اگر یہ کہے کہ میں نے فقرا کو دیدیا ہے تو اس کا قول نہیں مانا جائے گا اس لئے کہ اہل ذمہ کے فقرا اس کا مصرف نہیں ہیں اور مسلمانوں میں صرف کرنے کا اس کو اختیار نہیں ہے۔

۸ کافر حربی کا قول کسی بات میں نہیں مانا جائے گا اور اس سے عشر لیا جائے گا لیکن اگر وہ باندیوں کو اُم ولد اور غلاموں کو اپنی اولاد بتائے تو اس کا قول مانا جائے گا کیونکہ نسب جس طرح دارالسلام میں ثابت ہوتا ہے دارالحرب میں بھی ثابت ہوتا ہے اور بیٹے کی ماں ہونا نسب کے تابع ہے اس صورت میں باندی اور غلام مال نہ رہیں گے

۹ عاشر مسلمانوں سے مال کا چالیسواں حصہ لیگا اور ذمی کافروں سے مسلمانوں کی نسبت دو گناہ یعنی بیسواں حصہ لے گا اور حربی کافروں سے دسواں حصہ لیگا بشرطیکہ ان تینوں میں سے ہر ایک کا مال بقدر نصاب ہو اور کافر بھی مسلمانوں سے خراج لیتے ہیں ذمی و حربی کافروں سے جو کچھ لیا جائے گا وہ جزیہ کے مصارف میں صرف کیا جائے گا، اگر حربی کافر ہمارے تاجروں سے کم و بیش لیتے ہوں، تو ان سے بھی اس قدر لیا جائے اور اگر وہ کچھ نہ لیتے ہوں تو ہم بھی کچھ نہ لیں گے، اگر مسلمانوں کا سارا مال لیتے ہوں تو ان کا بھی سارا مال لیا جائے گا لیکن اس قدر چھوڑ دیا جائے گا کہ جس سے وہ اپنے ملک میں واپس پہنچ جائیں، اور اگر

وہ ان کا لینا یا نہ لینا معلوم نہ ہو تو ان سے عشر مذکور یعنی دسواں حصہ ہی لیا جائے گا

۱۰۔ اگر کوئی شخص باغیوں کے عاشر کے پاس سے گزرا اور اس نے عشر لے لیا پھر وہ شخص بادشاہ کے عاشر کے پاس سے گزرا تو اس سے دوبارہ عشر لیا جائے گا کیونکہ باغیوں کے عاشر کے پاس جانا اس کا قصور ہے لیکن بادشاہ کے باغی لوگ کسی شہر پر غالب ہو جائیں اور وہاں کے لوگوں سے چرنے والے جانوروں کی زکوۃ لیں یا مال والا شخص اُن کے پاس سے گزرنے پر مجبور ہوا اور وہ اس سے عشر وصول کر لیں تو اب اس شخص یا ان لوگوں پر کچھ واجب نہیں ہوگا کیونکہ بادشاہ نے ان کی حفاظت نہیں کی اور بادشاہ جو مال لیتا ہے ان کی حفاظت کی وجہ سے لیتا ہے پس قصور اُس کا ہے نہ کہ مال والوں کا اہل حرب کے غالب آنے کی صورت میں بھی یہی حکم ہے جو باغیوں کا بیان ہوا ہے۔

۱۱۔ امانت کے مال میں سے عشر نہیں لیا جائے گا اور اسی طرح مالِ مضاربت میں بھی عشر نہیں لیا جائے گا، ماذون غلام کی کمائی میں بھی یہی حکم ہے کہ عشر نہیں لیا جائے گا لیکن ماذون غلام کا آقا اس کے ساتھ ہو تو اس سے عشر لیا جائے گا۔

۱۲۔ اگر کوئی شخص عاشر کے پاس سے ایسی چیز لے کر گزرا جو بہت جلد خراب ہو جاتی ہے مثلاً سبزیاں، دودھ، کھجوریں، تازہ پھل وغیرہ تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس سے عشر نہیں لیں گے اور صاحبین کے نزدیک عشر لیں گے، لیکن اگر عامل کے ساتھ فقراء ہوں یا اپنے عملہ کے لئے لے لیا تو امام صاحب کے نزدیک یہ بھی جائز ہے اور اگر مالک عشر میں قیمت دیدے تو بھی بالاتفاق لے لینا جائز ہے۔

باب كَمْ يَتْرُكُ الْخَارِصُ

یہ باب ہے کہ اندازہ لگانے والا شخص کتنا حصہ چھوڑ دے گا؟

2490 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالاَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ خُبَيْبَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَسْعُودِ بْنِ نِيَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ اَبِيْ حَثْمَةَ قَالَ اَتَانَا وَنَحْنُ فِي السُّوْقِ فَقَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَصْتُمْ فَخُذُوْا وَدَعُوا الثُّلُثَ فَاِنْ لَمْ تَاْخُذُوْا اَوْ تَدَعُوا الثُّلُثَ - شَكَّ شُعْبَةُ - فَدَعُوا الرُّبُعَ .

★★ عبدالرحمٰن بن مسعود حضرت سہل بن ابوحثمہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات بیان کرتے ہیں وہ ہمارے پاس تشریف لائے ہم اس وقت بازار میں موجود تھے انہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: جب تم اندازہ لگالو تو اسے وصول کرلو اور اس کا ایک تہائی حصہ چھوڑ دو اگر تم ایک تہائی حصہ نہیں چھوڑتے ہو تو چوتھائی حصہ چھوڑ دو (یہاں ایک لفظ کے بارے میں شعبہ نامی راوی کو شک ہے)۔

2490-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الخرص (الحديث 1605) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الخرص (الحديث 643) . تحفة الاشراف (4647) .

باب قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ

یہ باب ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اورتم اس میں سے خرچ کرنے کے لیے کم تر کا قصد نہ کرو''

2491 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَلِيْلِ بْنُ حُمَيْدٍ الْيَحْصَبِيُّ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ اُمَامَةَ بْنُ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ فِي الْاٰيَةِ الَّتِي قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ) قَالَ هُوَ الْجُعْرُوْرُ وَلَوْنُ حُبَيْقٍ فَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تُؤْخَذَ فِي الصَّدَقَةِ الرُّذَالَةُ .

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' یہ آیت جس میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے:

''تم اس میں سے خرچ کرنے کے لیے گھٹیا کا قصد نہ کرو''۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' اس سے مراد جعرور اور لون حبیق ہے (یہ غیر معیاری کھجور کی دو قسمیں ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع کر دیا تھا کہ زکوٰۃ میں گھٹیا قسم کی کھجوریں وصول کی جائیں۔

2492 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِي صَالِحُ بْنُ اَبِي عَرِيْبٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ مُرَّةَ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِيَدِهٖ عَصًا وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قِنْوَ حَشَفٍ فَجَعَلَ يَطْعَنُ فِي ذٰلِكَ الْقِنْوِ فَقَالَ لَوْ شَآءَ رَبُّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِاَطْيَبَ مِنْ هٰذَا اِنَّ رَبَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةِ يَاْكُلُ حَشَفًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ .

☆☆ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے' آپ کے دست مبارک میں عصا بھی تھا' ایک شخص نے گھٹیا کھجوروں کا ایک خوشہ لٹکایا ہوا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا وہ عصا اس خوشے پر مارا اور فرمایا: یہ زکوٰۃ دینے والا شخص اگر چاہتا تو اس سے اچھی کھجوریں بھی دے سکتا تھا' یہ زکوٰۃ دینے والا شخص قیامت کے دن گھٹیا کھجوریں کھائے گا۔

باب الْمَعْدِنِ

یہ باب معدنیات کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2493 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْاَخْنَسِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ اللُّقَطَةِ فَقَالَ مَا كَانَ فِي طَرِيْقٍ مَاْتِيٍّ اَوْ فِي قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ

2491-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (139) .

2492-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما لا يجوز من الثمرة في الصدقة (الحديث 1608) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب النهي ان يخرج في الصدقة شر ماله (الحديث 1821) . تحفة الاشراف (10914) .

2493-اخرجه ابو داؤد في اللقطة، باب التعريف باللقطة (الحديث 1712) . والحديث عند: النسائي في قطع السارق، الثمر المعلق يسرق (الحديث 4972) . تحفة الاشراف (8755) .

فَعَرِّفْهَا سَنَةً فَإِنْ جَاءَ صَاحِبُهَا وَإِلَّا فَلَكَ وَمَا لَمْ يَكُنْ فِيْ طَرِيْقٍ مَأْتِيٍّ وَّلَا فِيْ قَرْيَةٍ عَامِرَةٍ فَفِيْهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے گری ہوئی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جو چیز عام گزرگاہ میں یا کسی آباد بستی میں پائی جائے تو تم ایک سال تک اس کا اعلان کرو گے اگر اس کا مالک آ جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ وہ تمہاری ہوگی اور جو عام گزرگاہ سے ہٹ کر کسی گزرگاہ میں ہو یا کسی غیر آباد بستی میں پائی جائے تو اس میں اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2494 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعَجْمَاءُ جَرْحُهَا جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جانور کے زخمی کرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' معدنیات میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2495 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَّعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2496 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدٍ وَّاَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَرْحُ الْعَجْمَآءِ جُبَارٌ وَّالْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جانور کے مارنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' معدنیات میں گر کر مرنے کا کوئی

2494-اخرجه مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 45م) . و اخرجه ابو داؤد في الخراج والامارة و الفيء باب ما جاء في الركاز و ما فيه (الحديث 3085) مختصرًا و في الديات، باب العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 4593) . و اخرجه الترمذي في الاحكام، باب ما جاء في العجماء جرحها جبار (الحديث 1377) . و اخرجه ابن ماجه في اللقطة،باب ما اصاب ركازًا (الحديث 2509) مختصرًا . والحديث عند: ابن ماجه في الديات، باب الجبار (الحديث 2673) . تحفة الاشراف (13128و 13310) .

2495-اخرجه مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 45م) . تحفة الاشراف (13351) .

2496-اخرجه البخاري في الزكاة، باب في الركاز الخمس (الحديث 1499) . و اخرجه مسلم في الحدود، باب جرح العجماء و المعدن و البئر جبار (الحديث 45م) . تحفة الاشراف (13236) .

تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

2497 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ اَنْبَاَنَا مَنْصُورٌ وَّهِشَامٌ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْبِئْرُ جُبَارٌ وَّالْعَجْمَاءُ جُبَارٌ وَّالْمَعْدِنُ جُبَارٌ وَّفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

کنویں میں گر کر مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' جانور کے مارنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا' معدنیات میں مرنے کا کوئی تاوان نہیں ہوگا اور رکاز میں پانچویں حصے کی ادائیگی لازم ہوگی۔

سونے چاندی کے دفینوں میں خمس کا بیان

سونے یا چاندی، لوہے، رنگ یا پیتل کی وہ کان جو خراجی یا عشری زمین میں پائی گئی تو اس میں ہمارے نزدیک خمس ہے۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا کہ اس پر کچھ بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ ایک مباح چیز ہے جو پہلی مرتبہ اسے ملی ہے جس طرح شکار ہے ہاں البتہ جب کان نکالی گئی چیز سونا یا چاندی ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب ہو جائے گی۔ اور ایک قول کے مطابق سال گزرنا بھی ضروری نہیں ہے کیونکہ یہ مال تو سارے کا سارا نمو ہی ہے اور سال گزرنے کی شرط نمو کی وجہ سے تھی۔ جبکہ ہماری دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ رکاز میں خمس ہے (ائمہ ستہ) اور رکاز، رکز سے مشتق ہے لہٰذا معدن پر بھی اس کا اطلاق ہوا۔ کیونکہ یہ کانیں کفار کے قبضہ میں تھیں۔ اور جب ہمارا غلبہ ان پر ہو گیا تو یہ کانیں غنیمت میں آگئیں اور غنائم میں خمس ہوتا ہے بہ خلاف شکار کے کیونکہ شکار کسی کے قبضہ میں نہیں ہوتا۔ البتہ غازیوں کا قبضہ بطور حکم قبضہ تھا جو اس کے ظاہری ثبوت کی وجہ سے تھا۔ اور حقیقت میں قبضہ اس شخص کا ہوا جس نے اسے پایا ہے لہٰذا ہم نے خمس کے حق میں حکم قبضے کا اعتبار کیا ہے۔ اور چار خمس کے حق میں قبضہ حقیقی کا اعتبار کیا ہے حتیٰ کہ جب وہ اس کو پانے والا ہو۔

(ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

حدیث میں مذکور رکاز سے کیا مراد ہے؟

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ حدیث میں جس رکاز کا ذکر کیا گیا ہے اس سے کان (معدن) مراد ہے لیکن اہل حجاز رکاز سے زمانہ جاہلیت کے دفینے (زمین دوز کیے ہوئے خزانے) مراد لیتے ہیں جہاں تک حدیث کا ظاہر مفہوم اور اس کا سیاق وسباق ہے اس کے پیش نظر وہی معنی زیادہ مناسب اور بہتر معلوم ہوتے ہیں جو حضرت امام اعظم نے مراد لیے ہیں پھر یہ کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد گرامی بھی رکاز کے اسی معنی کی وضاحت کرتا ہے چنانچہ منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب دریافت کیا گیا کہ رکاز وہ سونا اور چاندی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے زمین میں اس کی تخلیق کے وقت ہی پیدا فرمایا ہے۔

2497- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14506 و 14550) .

کان میں سے نکلنے والی چیزوں کی قسمیں

اس موقع پر یہ بھی جان لیجئے کہ جو چیزیں کان سے برآمد ہوتی ہیں ان کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) وہ چیزیں جو منجمد ہوں اور آگ میں ڈالنے سے نرم ہو جائیں نیز منقش کئے جانے کے قابل ہوں یعنی جو سکے وغیرہ ڈھالنے کے کام آسکتی ہوں جیسے سونا، چاندی، لوہا اور رانگا وغیرہ۔ (۲) وہ چیزیں جو منجمد نہیں ہوتیں جیسے پانی، تیل، رال اور گندھک وغیرہ۔

(۳) وہ چیزیں جو آگ میں ڈالنے سے نرم نہ ہوتی ہوں اور نہ سکے وغیرہ کے لیے ڈھالی جاسکتی ہوں جیسے پتھر، چونا، ہڑتا اور یاقوت وغیرہ، چنانچہ ان تینوں اقسام میں سے صرف پہلی قسم میں زکوٰۃ کے طور پر خمس یعنی پانچواں حصہ نکالنا واجب ہے اور اس کے لیے ایک سال گزرنا شرط نہیں ہے حضرت امام شافعی کے نزدیک معدنیات میں سے صرف سونے چاندی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے دوسری معدنیات مثلاً لوہے، رانگ وغیرہ میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

سونے چاندی کے معادن میں خمس وربع عشر ہونے میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک سونے چاندی کے معادن میں عشر کا چوتھائی ہے۔ جس طرح زکوٰۃ میں ہوتا ہے البتہ نصاب کی شرط کا ہونا ضروری ہے۔ اور دو سو دراہم سے کم میں نہیں ہے۔ جبکہ بعض اصحاب نے تکمیل حول کی شرط بھی بیان کی ہے۔

جبکہ ہمارے نزدیک سونے چاندی کے معادن میں خمس واجب ہے اور یہ اسی طرح واجب ہوگا جس طرح دوسری غنائم میں ہوتا ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا جواب یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن حارث کے قبیلے سے ربع عشر وصول کرنا ختم کیا اور وہ معدنیات والا قبیلہ تھا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ وہ زمین نمو والی تھی لہٰذا اس کے لئے مناسب یہی تھا کہ اس میں عشر واجب کیا جائے۔

ہماری دوسری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ سے جب کنز معادن کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اور اس میں خمس ہے۔ اس حدیث میں "قَالَ فِيهِ وَفِي الرِّكَازِ الْخُمُسُ" رکاز کا عطف کنز پر ڈالا گیا ہے۔ اور اصول یہ ہے کسی چیز کا عطف اس کی ذات پر نہیں ڈالا جاتا ہے۔ (بدائع الصنائع، ج ۵، ص ۳۹، بیروت)

اپنے گھر میں پائے گئے دفینے کا بیان

اور اگر اس نے اپنے گھر میں معدن پایا تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ اور صاحبین نے کہا ہے کہ اس میں بھی خمس واجب ہے اس حدیث کے مطلق ہونے کی وجہ سے جسے ہم نے روایت کیا ہے اور حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ معدن زمین کے اجزاء سے زمین کے اندر مرکب ہے۔ جبکہ زمین کے اجزاء میں کوئی مؤنت اور بار (پھل) نہیں ہے لہٰذا اس جز کے اندر بھی کسی بار کا اعتبار نہ کیا جائے گا۔ اس دلیل کی وجہ سے جز اپنے کل

سے مخالف نہیں ہوا کرتا۔ بہ خلاف کنز کے کیونکہ زمین میں مرکب نہیں ہوتا۔ اور اگر اس نے اپنی مملوکہ زمین میں معدن پایا تو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس بارے میں دو روایات ہیں اور فرق کی وجہ یہ ہے کہ ان میں ایک روایت جو جامع صغیر میں ہے وہ یہ ہے کہ وہ گھر اس طرح مملوک ہوا ہے کہ وہ تمام مشکلات واخراجات سے خالی ہے جبکہ زمین ایسی نہیں ہوتی اسی وجہ سے عشر اور خراج زمین میں واجب ہے جبکہ گھر میں واجب نہیں ہے۔ کیونکہ محض خرچ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوۃ، لاہور)

کان اور دفینہ کا بیان

۱. کان (مادن) اور دفینہ میں خمس لیا جائے گا۔

۲. کان سے جو چیزیں نکلتی ہیں تین قسم کی ہیں: اول جو آگ میں پگھل جاتی ہیں، دوم مائعات یعنی بہنے والی چیزیں، سوم جو نہ پگھلتی ہیں اور نہ بہنے والی ہیں پہلی قسم کی چیزوں میں خُمس یعنی پانچوں حصہ واجب ہے اور وہ چیزیں یہ ہیں: سونا، چاندی، لوہا، رانگ، تانبا اور کانسی وغیرہ پارہ میں بھی خمس واجب ہے یہی صحیح ہے دوسری اور تیسری قسم کی چیزوں میں خمس واجب نہیں ہے، بہنے والی چیزوں کی مثال پانی اور تیل وغیرہ ہیں اور وہ چیزیں جو نہ پگھلتی ہیں نہ بہتی ہیں ان کی مثال چونا، گچ، جواہرات مثلاً یاقوت، زمرد، فیروزہ، موتی، سرمہ اور پھٹکری وغیرہ ہیں پس ان دونوں قسموں میں کوئی خمس نہیں لیا جائے گا۔

۳. کان یا دفینہ عشری زمین میں نکلے یا خراجی زمین میں ہر حال میں اس میں خمس واجب ہوگا۔

۴. اگر کسی کے گھر یا اس کی دکان میں کان نکل آئی تو خمس واجب ہونے میں اختلاف ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس میں خمس واجب نہیں ہے اور صاحبین کے نزدیک خمس واجب ہے اور باقی چار حصہ بالاتفاق مالک مکان کا ہوگا مملوکہ زمین کی کان میں امام ابوحنیفہ سے دو روایتیں ہیں کتاب الاصل کی روایت میں مملوکہ زمین اور گھر میں کوئی فرق نہیں ہے یعنی امام صاحب کے نزدیک ان میں کچھ واجب نہیں ہے سب مالک کا ہے اور دوسری روایت میں جو جامع الصغیر کی ہے اس کے مطابق دونوں میں فرق ہے یعنی گھر (مکان و دکان) میں کچھ لازم نہیں ہے اور مملوکہ زمین میں خمس واجب ہے بعض کے نزدیک اصل کی روایت کو ترجیح ہے اور بعض کے نزدیک جامع الصغیر کی روایت کو ترجیح ہے اور قیاس بھی اسی کا مقتضی ہے۔

کنز کی زکوٰۃ کے وجوب کا بیان

اور جس نے کنز (دفن شدہ مال) پایا۔ تو احناف ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اس میں خمس واجب ہوگا۔ اسی حدیث کی بناء پر جس کو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور رکاز کا اطلاق کنز پر ہوتا ہے۔ کیونکہ رکز کا معنی اثبات ہے۔ پھر اگر یہ دفن شدہ مال اہل اسلام کی قسم میں سے ہے۔ جس طرح اس پر کلمہ شہادت لکھا ہوا ہوتا ہے۔ تو یہ لقطہ کے حکم میں ہوگا۔ اور لقطہ کا حکم اس کے مقام پر پہچان لیا گیا ہے۔ اور اگر دفن شدہ مال اہل جاہلیت کے طرز پر ہے جیسا کہ اس پر بت کی تصویر ہو تو اس میں ہر حال میں خمس واجب ہے۔ اسی دلیل کی نبیاد پر جسے ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور اگر اس نے زمین مباح میں پایا تو چار خمس پانے والے کی طرح ہے۔ کیونکہ اپنی حفاظت میں لینا اسی کی جانب ہے۔ کیونکہ غازیوں کو تو اس کا علم بھی نہ تھا۔ لہذا یہی آدمی اس کے ساتھ خاص ہو گیا۔ اور اگر اس نے مملوکہ زمین میں پایا تو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ کیونکہ یہ حقدار اس وجہ سے ہوا ہے کہ اس کو

اپنی حفاظت میں لایا ہے۔اور یہ اسی آدمی سے پایا گیا ہے۔

اور شیخین کے نزدیک یہ مختط لہ (جس کے لئے خط کھینچا گیا ہو) کا ہے۔اور مختط لہ وہ شخص ہے جس کو امام نے فتح سے پہلے زمین کا مالک بنا دیا ہو۔ کیونکہ مختط لہ کا ہاتھ اسی جانب بڑھ چکا ہے۔اور یہ خاص قبضہ ہے لہٰذا اس قبضہ خاص کی وجہ سے اس چیز کا مالک ہونا ہے اور جو زمین میں ہے اس کا بھی مالک یہی ہوگا۔ اگرچہ اس کا قبضہ ظاہر پر ہے جس طرح کسی نے مچھلی کا شکار کیا جس کے پیٹ میں موتی ہے پھر فروخت کرنے کی وجہ سے یہ دفینہ اس کی ملکیت سے خارج نہ ہوگا۔ کیونکہ زمین کے ودیعت کیا ہوتا ہے۔ بہ خلاف کان کے کیونکہ وہ زمین اجزاء میں سے ہے لہٰذا معدن مشتری کی طرف منتقل ہو جائے گا۔اور اگر مختط لہ معلوم نہ ہو تو دفینہ آخری مالک کی طرف پھیرا جائے گا۔ جو اسلام میں پہنچانا جاتا ہے۔ متاخرین مشائخ کا قول بھی یہی ہے اور اگر ٹھیکہ مشتبہ ہو جائے تو ظاہری مذہب کے مطابق اس کو کفر قرار دیا جائے گا کیونکہ اس میں اصل یہی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اسلامی قرار دیا جائے گا۔

کنز کی تعریف و پہچان کرنے کا بیان

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔ کہ میں سونے کے اوضاع (ایک قسم کا زیور) پہنا کرتی تھی میں نے پوچھا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیا یہ بھی کنز کی تعریف میں آتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مال اتنی مقدار کو پہنچ جائے جس پر زکوۃ دینا لازم ہو جاتا ہے اور پھر اس کی زکوۃ دی جائے تو وہ کنز میں شمار نہیں ہوگا۔ (سنن ابوداؤد)

کنز اصطلاح شرع میں اس مال کو کہتے ہیں جس کی زکوۃ ادا نہ کی جاتی ہو۔ حضرت ابن عمر سے یہی مروی ہے بلکہ فرماتے ہیں جس مال کی زکوۃ دے دی جاتی ہو وہ اگر ساتویں زمین تلے بھی ہو تو وہ کنز نہیں اور جس کی زکوۃ نہ دی جاتی ہو وہ گو زمین پر ظاہر پھیلا پڑا ہو تو کنز ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی موقوفاً اور مرفوعاً یہی مروی ہے۔ حضرت عمر بن خطاب بھی یہی فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں بغیر زکوۃ کے مال سے اس مالدار کو داغا جائے گا۔ آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ سے مروی ہے کہ یہ زکوۃ کے اترنے سے پہلے تھا زکوۃ کا حکم نازل فرما کر اللہ نے اسے مال کی طہارت بنا دیا۔ خلیفہ برحق حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ اور عراک بن مالک نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اسے قول ربانی (آیت خذ من اموالھم الخ) نے منسوخ کر دیا ہے۔

حضرت ابوامامہ فرماتے ہیں کہ تلواروں کا زیور بھی کنز یعنی خزانہ ہے۔ یاد رکھو میں تمہیں وہی سناتا ہوں جو میں نے جناب پیغمبر حق صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چار ہزار اور اس سے کم تو نفقہ ہے اور اس سے زیادہ کنز ہے۔ لیکن یہ قول غریب ہے۔ مال کی کثرت کی مذمت اور کمی کی مدحت میں بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں بطور نمونے کے ہم بھی یہاں ان میں سے چند نقل کرتے ہیں۔

تین مرتبہ آپ کا فرماتے ہیں سونے چاندی والوں کے لئے ہلاکت ہے
مسند عبدالرزاق میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سونے چاندی والوں کے لئے ہلاکت ہے تین مرتبہ آپ کا یہی فرمان سن کر صحابہ پر شاق گذرا اور انہوں نے سوال کیا کہ پھر ہم کس قسم کا مال رکھیں؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حالت بیان کر کے یہی سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر کرنے والی زبان شکر کرنے والا دل اور دین کے کاموں میں مدد دینے والی بیوی۔

مسند احمد میں ہے کہ سونے چاندی کی مذمت کی یہ آیت جب اتری اور صحابہ نے آپس میں چرچا کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا لو میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر آتا ہوں اپنی سواری تیز کر کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور روایت میں ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا پھر ہم اپنی اولادوں کے لئے کیا چھوڑ جائیں؟ اس میں ہے کہ حضرت عمر کے پیچھے ہی پیچھے حضرت ثوبان بھی تھے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوال پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوۃ اسی لئے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔ میراث کے مقرر کرنے کا ذکر کیا جا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ سن کر مارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔ آپ نے فرمایا لو اور سنو میں تمہیں بہترین خزانہ بتاؤں نیک عورت جب اس کا خاوند اس کی طرف نظر ڈالے تو وہ اسے خوش کر دے اور جب حکم دے فوراً بجا لائے اور جب وہ موجود نہ ہو تو اس کی ناموس کی حفاظت کرے۔ حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک سفر میں تھے ایک منزل میں اترے اور اپنے غلام سے فرمایا کہ چھری لاؤ کھیلیں مجھے برا معلوم ہو آپ نے افسوس ظاہر کیا اور فرمایا میں نے تو اسلام کے بعد سے اب تک ایسی بے احتیاطی کی بات کبھی نہیں کی تھی اب تم اسے بھول جاؤ اور ایک حدیث بیان کرتا ہوں اسے یاد رکھو لو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب لوگ سونا چاندی جمع کرنے لگیں تم ان کلمات کو بکثرت کہا کرو۔

اللھم انی اسئلك الثبات فی الامر والعزیمة علی الرشد واسئلك شکر نعمتك واسئلك حسن عبادتك واسئلك قلبا سلیما واسئلك لسانا صادقا واسئلك من خیر ماتعلم واعوذبك من شر ماتعلم واستغفرك لما تعلم انك انت علام الغیوب ۔

یا اللہ میں تجھ سے کام کی ثابت قدمی اور بھلائیوں کی پختگی اور تیری نعمتوں کا شکر اور تیری عبادتوں کی اچھائی اور سلامتی والا دل اور سچی زبان اور تیرے علم میں جو بھلائی ہے وہ اور تیرے علم میں جو برائی ہے اس کی پناہ اور جن برائیوں کو تو جانتا ہے ان سے استغفار طلب کرتا ہوں۔ میں مانتا ہوں کہ تو تمام غیب جاننے والا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل)

آیت میں بیان ہے کہ اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ نہ کرنے والے اور اسے بچا بچا کر رکھنے والے دردناک عذاب دیئے جائیں گے۔ قیامت کے دن اسی مال کو خوب تپا کر گرم آگ جیسا کر کے اس سے ان کی پیشانیاں، پہلو اور کمر داغی جائے گی اور بطور زجر و توبیخ کے ان سے فرمایا جائے گا کہ لو اپنی جمع جتھا کا مزہ چکھو۔ جیسے اور آیت میں ہے کہ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ گرم پانی کا تریڑ دوزخیوں کے سروں پر بہاؤ اور ان سے کہو کہ عذاب کا لطف اٹھاؤ تم بڑے ذی عزت اور بزرگ سمجھے جاتے رہے ہو بدلہ اس کا یہ ہے۔ ثابت ہوا کہ جو شخص جس چیز کو محبوب بنا کر اللہ کی اطاعت سے اسے مقدم رکھے گا اسی کے ساتھ اسے عذاب ہو

گا۔ان مالداروں نے مال کی محبت میں اللہ کے فرمان کو بھلا دیا تھا آج اسی مال سے انہیں سزادی جارہی ہے جیسے کہ ابولہب کھلم کھلا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی کرتا تھا اور اس کی بیوی اس کی مدد کرتی تھی قیامت کے دن آگ کے اور بھڑکانے کے لئے وہ اپنے گلے میں رسی ڈال کر لکڑیاں لا لا کر اسے سلگائے گی اور وہ اس میں جلتا رہے گا۔

یہ مال جو یہاں سے سب سے زیادہ پسندیدہ ہیں یہی مال قیامت کے دن سب سے زیادہ مضر ثابت ہوں گے۔اسی کو گرم کر کے اس سے داغ دیئے جائیں گے۔حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایسے مالداروں کے جسم اتنے لمبے چوڑے کر دیئے جائیں گے کہ ایک ایک دینار و درہم اس پر آجائے پھر کل مال آگ جیسا بنا کر علیحدہ علیحدہ کر کے سارے جسم پر پھیلا دیا جائے گا یہ نہیں ایک کے بعد ایک داغ لگے۔بلکہ ایک ساتھ سب کے سب۔مرفوعاً بھی یہ روایت آئی ہے لیکن اس کی سند صحیح نہیں۔واللہ اعلم۔(تفسیر ابن کثیر، سورۃ توبہ، ۳۴، بیروت)

باب زَکَاۃِ النَّحْلِ

یہ باب شہد کی زکوٰۃ کے بیان میں ہے

2498 – اَخْبَرَنِی الْمُغِیْرَۃُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اَبِیْ شُعَیْبٍ عَنْ مُوْسَی بْنِ اَعْیَنَ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ جَآءَ هِلَالٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِعُشُوْرِ نَحْلٍ لَّهٗ وَسَاَلَهٗ اَنْ یَّحْمِیَ لَهٗ وَادِیًا یُقَالُ لَهٗ سَلَبَةُ فَحَمٰی لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ الْوَادِیَ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ كَتَبَ سُفْیَانُ بْنُ وَهْبٍ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ یَسْاَلُهٗ فَكَتَبَ عُمَرُ اِنْ اَدّٰی اِلَیْكَ مَا كَانَ یُؤَدِّیْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عُشْرِ نَحْلِهٖ فَاحْمِ لَهٗ سَلَبَةَ ذٰلِكَ وَاِلَّا فَاِنَّمَا هُوَ ذُبَابُ غَیْثٍ یَّاْكُلُهٗ مَنْ شَآءَ .

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہلال اپنے شہد کا عشر لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے عرض کی: سلبہ نامی جگہ اسے جاگیر کے طور پر دے دی جائے' تو نبی اکرم ﷺ نے وہ وادی اسے دے دی' جب حضرت عمر بن خطاب خلیفہ بنے تو سفیان بن وہب نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جوابی خط میں تحریر کیا: اگر وہ مجھے وہی زکوٰۃ ادا کیا کرے جو نبی اکرم ﷺ کو ادا کیا کرتا تھا' یعنی اپنے شہد کا عشر ادا کرتا رہے تو وہ وادی اس کے لیے رہے گی ورنہ پھر اس کی مثال شہد کی مکھی کی طرح ہے جو شخص چاہے گا وہ اسے کھالے گا۔

شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فقہی اختلاف کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں فرمایا کہ ہر دس مشک

2498-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب زكاة العسل (الحديث 1600) . تحفة الاشراف (8767) .

میں ایک مشک بطور زکوٰۃ واجب ہے (ترمذی اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس حدیث کی اسناد میں کلام کیا گیا ہے نیز اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر احادیث جو نقل کی جاتی ہیں وہ صحیح نہیں۔

شہد کی زکوٰۃ کے بارے میں ائمہ کا اختلاف ہے حضرت امام شافعی تو فرماتے ہیں کہ شہد میں زکوٰۃ نہیں ہے مگر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک شہد میں زکوٰۃ واجب ہے خواہ کم مقدار میں ہو یا زیادہ مقدار میں ہو بشرطیکہ عشری زمین میں نکلا ہو۔ ان کی دلیل یہ ارشاد گرامی ہے کہ زمین کی ہر پیداوار میں عشر ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت بلال رضی اللہ عنہ شہد کا دسواں حصہ لے کر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور انہوں نے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنگل کہ جس کا نام سلبہ تھا وہ میرے واسطے مقرر فرما دیں (تاکہ کوئی دوسرا شخص وہاں سے شہد کا چھتہ نہ توڑ سکے) چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ جنگل ان کے واسطے متعین فرما دیا جس وقت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو سفیان بن وصب نے ان کو تحریر فرمایا اور بذریعہ تحریر دریافت فرمایا کہ وہ جنگل بلال رضی اللہ عنہ کے پاس رہے یا نہ رہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب میں لکھا اگر وہ تجھ کو شہد کا دسواں حصہ ادا کرتے رہیں یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو حصہ ادا کرتے تھے اگر تم کو بھی بلال اسی قدر حصہ ادا کرتے رہیں وہ جنگل بلال کے پاس ہی رہنے دو اور اگر وہ اس قدر حصہ ادا نہ کریں تو بارش کی مکھیاں شہد دیتی ہیں جس شخص کا دل چاہے وہ اس کو کھائے۔ (سنن نسائی، کتاب الزکوٰۃ، لاہور)

شہد کی زکوٰۃ میں فقہی مذاہب اربعہ

حنفی اور حنبلی مذاہب میں شہد میں ۱۰ فیصد زکات واجب ہے، مالکی اور شافعی مذہب شہد میں زکات کے قائل نہیں ہیں۔
قرضاوی تمام مذاہب کے نظریوں کو بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں شہد مال ہے اور اس کے ذریعہ تجارت کی جاتی ہے لہٰذا اس میں زکات واجب ہے۔ (عبدالرحمٰن جزیری، ابن رشد، محمد جواد مغنیہ، الفقه على المذاهب الخمسه)

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ .

یہ باب ہے کہ رمضان کی زکوٰۃ کا لازم ہونا (یعنی صدقۂ فطر کا لازم ہونا)

2499 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ فَعَدَلَ النَّاسُ بِهٖ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ .

2499-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على الحر و المملوك (الحديث 1511) مطولًا، و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 14) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 675) و اخرجه النسائي في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان على المملوك (الحديث 2500) و الحديث عند: ابي داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1615) تحفة الاشراف (7510) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے رمضان کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر) ہر آزاد اور غلام، مذکر اور مؤنث پر جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع مقرر کیا ہے، لوگوں نے اسے گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دیا ہے۔

شرح

صدقہ فطر گندم، آٹے، ستو یا کشمش کا نصف صاع ہے یا کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کشمش جو کے مرتبے میں ہے اور ایک روایت کے مطابق امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی روایت جامع صغیر کی ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان سب میں ایک صاع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اتنی ہی نکالتے تھے۔ اور ہماری دلیل جو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت میں زیادتی نفل پر محمول کی گئی ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

صدقہ فطر کے وجوب کی دلیل کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے گلی کوچوں میں یہ منادی کرائی کہ سن لو! صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد یا غلام اور چھوٹا ہو یا بڑا (اور اس کی مقدار) گیہوں یا اس کی مانند چیزوں (مثلاً خشک انگور وغیرہ) میں سے دو مد اور (گیہوں کے علاوہ) دوسرے غلوں میں سے ایک صاع۔ (ترمذی)

دو مد سے مراد آدھا صاع ہے کیونکہ ایک مد غلہ کا وزن چودہ چھٹانک کے قریب ہوتا ہے اور ایک صاع ساڑھے تین سیر کے برابر ہوتا ہے لہٰذا صدقہ فطر کے طور پر گیہوں پونے دو سیر یعنی ایک کلو **336** گرام دینا چاہئے چونکہ گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو بھی گیہوں ہی کے مثل ہے اس لیے یہ دونوں چیزیں بھی اسی مقدار میں دینی چاہئیں۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ یا حضرت ثعلبہ بن عبداللہ بن ابی صعیر اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ فطر واجب ہے گیہوں مین سے ایک صاع دو آدمیوں کی طرف سے (کہ ہر ایک کی طرف سے نصف نصف صاع ہوگا) خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے، آزاد ہوں یا غلام، مرد ہوں یا عورت، غنی کی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ (صدقہ فطر دینے کی وجہ سے) اسے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر کا معاملہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا۔ (ابوداؤد)

مشکوٰۃ کے نسخوں میں حدیث کے راوی کا نام اگرچہ اسی طرح لکھا ہوا ہے لیکن صحیح اس طرح عبداللہ بن ثعلبہ بن ابی صعیر یا بن ابی صعیر عن ابیہ الخ۔ حضرت ثعلبہ رضی اللہ عنہ صحابی ہیں جن سے ان کے صاحبزادے یہ روایت نقل کرتے ہیں۔

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ غنی بھی صدقہ فطر ادا کرے اور فقیر بھی صدقہ فطر دے۔ ان دونوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی کو تو اس کے صدقہ فطر دینے کی وجہ سے پاکیزہ بنا دیتا ہے اور فقیر کو اس سے زیادہ دیتا ہے جتنا اس نے صدقہ فطر کے طور پر دیا ہے، یہ بشارت اگرچہ غنی کے لیے بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مال میں بھی اس سے کہیں زیادہ برکت عطا فرماتا ہے جتنا کہ اس نے دیا ہے مگر اس بشارت کو فقیر کے ساتھ اس لیے مخصوص کیا تا کہ اس کی ہمت افزائی ہو اور وہ صدقہ فطر دینے میں پیچھے نہ رہے۔

فطرانے میں منصوص اشیاء کا بیان

صدقۂ فطر چار چیزوں گیہوں، جو، کھجور اور کشمش میں سے ادا کرنا واجب ہے، یعنی وزن مقررہ کے حساب سے دینے کے لئے یہ چار چیزیں ہی منصوص علیہ ہیں فطرہ کی مقدار گیہوں میں نصف صاع اور جو و کھجور میں ایک صاع ہے کشمش میں اختلاف ہے صحیح اور مفتیٰ بہ قول یہ ہے کہ ایک صاع دی جائے گیہوں و جو کے آٹے اور ستوں کا وہی حکم ہے جو خود اُن کا ہے گیہوں میں جَو وغیرہ ملے ہوئے ہوں تو غلبہ کا اعتبار ہوگا پس اگر گیہوں غالب ہوگی تو نصف صاع دیا جائے گا۔

مذکورہ چار منصوص چیزوں کے علاوہ اگر کسی دوسری جنس سے صدقہ فطر ادا کیا جائے مثلاً چاول، جوار، باجر ہ وغیرہ دیا جائے تو اشیائے منصوصہ مذکورہ میں سے کسی ایک چیز کی قیمت کے برابر ہونا چاہئے مثلاً چاول وغیرہ دے تو جس قدر قیمت میں نصف صاع گیہوں آتے ہوں یا ایک صاع جَو آتے ہوں اتنی قیمت کے چاول وغیرہ دے سکتا ہے، اور اگر وہاں گندم و جَو و کھجور اور کشمش نہ ہوتے ہوں تو وہاں سے زیادہ قریبی جگہ میں جہاں ہوتے ہوں وہاں کی قیمت معتبر ہوگی گیہوں یا جو کی روٹی صدقۂ فطر میں وزن سے دینا جائز نہیں بلکہ قیمت کے اعتبار سے دے گا تو جائز ہوگا یہی اصح ہے۔

اگر منصوص علیہ یعنی چاروں مذکورہ اجناس میں سے کسی ایک کی قیمت ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے بلکہ عین اس چیز کے دینے سے اس کی قیمت کا دینا افضل ہے اسی پر فتویٰ ہے۔ انگریزی سیر کے وزن سے جو کہ اسی تولہ ہوتا ہے اور ہند و پاکستان میں رائج ہے ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا اور نصف صاع پونے دو سیر کا ہوتا ہے یہی فتویٰ بہ ہے بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً گیہوں دو سیر اور جو چار سیر دیدئے جائیں۔

صدقۂ فطر کے مصارف عامل کے سوا وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں، ذمی کافر کو صدقۂ فطر دینے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ جائز و مکروہ ہے اور مسلمان فقیر کو دینا اولیٰ ہے ایک شخص کا صدقۂ فطر بعض کے نزدیک ایک ہی شخص کو دینا واجب ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ متعدد شخصوں کو ایک ایک شخص کا فطرہ دینا جائز ہے یہی مذہب ہے، متعدد شخصوں کا فطرہ کسی ایک مسکین کو دینا بھی جائز ہے جب کوئی ایسا شخص جس کے ذمہ زکوۃ یا صدقہ فطر یا کفارہ یا صدقہ نذر ہو بلا وصیت کے فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ میں سے ادا نہیں کیا جائے گا لیکن اگر اس نے وصیت کی ہو تو ترکہ میں سے ادا کیا جائے گا۔

اور وہ وصیت اس کے تہائی مال میں جاری ہوگی خواہ وہ پوری زکوۃ و فطرہ وغیرہ کو کفایت کرے یا نہ کرے لیکن اگر اس کے وارث تہائی سیر یادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر زیادہ وہ خوشی سے دے دیں لے لیا جائیگا اگر وصیت نہیں کی اور اس کے

وارث تبرعاً اس کی طرف سے ادا کردیں تو جائز ہے اور اگر وہ ادا نہ کریں یا ان میں سے کوئی اپنے حصہ میں سے نہ دیتے تو مجبور نہیں کیا جائے گا۔

صدقۂ فطر وصول کرنے کے لئے کسی عامل کو مقرر کر کے قبائل میں نہ بھیجا جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے لیکن کسی شخص کو اس طرح مقرر کر دینا کہ لوگ خود آ کر اس کو دے جایا کریں تو جائز و ثابت ہے۔

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمَمْلُوكِ

یہ باب ہے کہ صدقہ فطر کی ادائیگی غلام پر بھی لازم ہوتی ہے

2500 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالْحُرِّ وَالْمَمْلُوْكِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ - قَالَ فَعَدَلَ النَّاسُ اِلٰى نِصْفِ صَاعٍ مِّنْ بُرٍّ -

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی ادائیگی ہر مذکر اور مؤنث' آزاد اور غلام شخص پر' کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع مقرر کی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما (یا راوی) بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اسے گندم کے نصف صاع کے برابر قرار دے دیا ہے۔

مکاتب کی زکوٰۃ کا بیان

اور وہ اپنے مکاتب (غلام) کی طرف سے فطرانہ نہیں نکالے گا۔ کیونکہ ولایت معدوم ہے۔ اور فقر کی وجہ سے مکاتب بھی اپنی طرف سے زکوٰۃ نہ نکالے گا۔ اور مدبر اور ام ولد میں آقا کی ولایت ثابت ہے لہٰذا ان دونوں کی طرف سے زکوٰۃ نکالی جائے گی۔ (ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

مکاتب غلام کا فقہی مفہوم وحکم

غلام کو آزادی حاصل کرنے کے لیے اسلام نے ایک طریقہ مکاتبت کا تجویز کیا ہے، یعنی ایک معاہدہ کے تحت غلام اپنے آقا سے کہے کہ میں اتنی رقم ادا کر دوں گا، اس کے عوض مجھے آزاد کر دیا جائے، یا اس کی آزادی کے بارے میں ایسی ہی بات آقا اپنے غلام سے کہے، اگر بات طے پا جاتی ہے اور غلام متعینہ رقم ادا کر دیتا ہے تو غلام آزاد ہو جائے گا، رقم کی ادائیگی میں زیادہ سختی بھی نہ ہونی چاہیے، اسی طرح غلام کی بات کو بھی آقا ماننے سے انکار نہیں کر سکتا، غلام طے شدہ رقم اپنے قوتِ بازو سے حاصل کرے یا اس کے لیے کسی کا تعاون حاصل کرے، اس سے مالک کو کوئی مطلب نہیں، قرآن کریم میں غلام کے اس حق کو بڑے ہی واضح انداز میں تسلیم کیا گیا، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْراً وَآتُوْهُمْ مِّنْ مَّالِ اللّٰهِ

2500-تقدم في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان (الحديث 2499) .

الَّذِیْٓ اٰتٰکُم.(النور)

اور تمہارے مملوکوں میں سے جو مکاتبت کی درخواست کریں، ان سے مکاتبت کرلو، اگر تمہیں معلوم ہو کہ ان کے اندر بھلائی ہے اور ان کو اس مال میں سے دو جو اللہ نے تمہیں دیا ہے۔

مکاتبت کے بارے میں فقہائے اسلام کا اختلاف ہے کہ آقا کا مکاتبت پر راضی ہونا واجب ہے یا مستحب، فقہا کے ایک طبقہ نے آیت کے الفاظ کاتبوھم سے دلیل اخذ کی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے، اس لیے یہ واجب ہے۔ دوسرے فقہا کہتے ہیں آیت میں فکاتبوھم ان علمتم فیھم خیرا کہا گیا ہے، یہ بھلائی پانے کی شرط ایسی ہے، جس کا انحصار مالک کی رائے پر ہے، جو استحباب پر دلالت کرتا ہے۔ چوں کہ اسلام نے غلاموں کی آزادی پر مختلف پیرائے سے زور دیا ہے؛ اس لیے اسے واجب کے درجے میں رکھنا درست معلوم ہوتا ہے۔

اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے اور اسلام نے حکومت پر بھی یہ ذمہ داری عائد کی ہے کہ جب تم کسی غلام کے اندر بھلائی دیکھو اور اس کی آزادی پر اطمینان ہو اور غلام اس لائق نہ ہو کہ وہ بدلِ کتابت ادا کرسکے تو ضروری ہے کہ اس کی الگ سے مدد کی جائے اور زکوٰۃ وصدقات کی رقم بھی اسے دی جائے ؛ تاکہ وہ مکاتبت کی رقم ادا کرکے آزادی حاصل کرسکے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْعَامِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَابْنِ السَّبِيْلِ.(التوبہ)

یہ صدقات تو دراصل فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور ان لوگوں کے لیے جو صدقات کے کام پر مامور ہوں اور ان کے لیے جن کی تالیفِ قلب مطلوب ہو، نیز یہ گردنوں کے چھڑانے اور قرض داروں کی مدد کرنے میں اور راہِ خدا میں اور مسافر نوازی میں استعمال کرنے کے لیے ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا گیا ہے۔

وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ.

(البقرہ)

اور اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر، مدد کے لیے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔

تجارتی غلاموں کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں

اور وہ زکوٰۃ نہیں دے گا ان غلاموں کی طرف سے جو تجارت کی غرض سے ہیں۔ جبکہ اس میں امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ پس ان کے نزدیک صدقہ فطر کا وجوب غلام پر ہے جبکہ زکوٰۃ کا آقا پر ہے۔ کیونکہ کوئی منافی نہیں ہے۔ اور ہمارے نزدیک صدقہ فطر کا وجوب اپنے سبب کی وجہ سے آقا پر ہے جس طرح زکوٰۃ کا حکم ہے۔ لہٰذا یہ تکرار کا سبب بنے گا۔

تجارتی غلاموں کے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک تجارتی غلاموں کا فطرانہ مالک پر واجب نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی اور امام مالک کے نزدیک ان کا فطرانہ بھی واجب ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ وفطرانہ یہ دونوں مختلف حق ہیں۔ (فقہاء حنابلہ سے اس بارے میں کوئی روایت تصریح کے ساتھ ذکر نہیں ہوئی)۔

مشترکہ غلام کے فطرانے کا بیان

اور وہ غلام جس کی ملکیت میں دو آقا شریک ہوں اس کا فطرانہ ان دونوں میں سے کسی پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ ولایت اور مؤنت ان دونوں میں سے ہر ایک کے حق میں نامکمل ہے۔ اور اسی طرح اگر چند غلام دو آقاؤں کے درمیان مشترک ہوں۔ یہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کا مؤقف ہے جبکہ صاحبین نے کہا ہے۔ کہ ان دونوں میں سے ہر ایک پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔ جو رأس المال میں سے اس کے لئے خاص ہو۔ جبکہ حصوں میں سے یہ اختلاف اس دلیل پر مبنی ہے۔ کہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ بانٹنے اور تقسیم کو جائز نہیں سمجھتے جبکہ صاحبین جائز کہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ بالاجماع یہی حکم ہے۔ اس لئے تقسیم سے پہلے حصے جمع نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا ہر شرکت والے کے لئے اس کی رقبہ (ملکیت) مکمل نہ ہوگی۔

مشترکہ غلام کے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک مشترکہ غلام کا فطرانہ ان دونوں میں سے ایک پر بھی واجب نہیں ہے۔ جبکہ امام شافعی، امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ نے کہا ہے ان دونوں میں ہر ایک پر حصے کے مطابق فطرانہ واجب ہے۔

(البنایہ شرح الہدایہ، ۴، ص ۲۲۵، حقانیہ ملتان)

کافر غلام کے فطرانے کا بیان

اور مسلمان اپنے کافر غلام کی طرف فطرانہ ادا کرے۔ اس روایت کے مطلق ہونے کی وجہ سے جس روایت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر آزاد، یہودی غلام، نصرانی یا مجوسی غلام کی طرف صدقہ (فطر) ادا کرو۔ کیونکہ اس کا سبب ثابت ہے۔ اور آقا اس کا اہل ہے۔ اور اس میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔ ان کے وجوب غلام پر ہے۔ اور وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ اور اگر اس کے برعکس ہو لہٰذا بالاتفاق وجوب نہ رہا۔

ہر جاندار کا پیٹ بھرنا بہترین صدقہ ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بہترین صدقہ یہ بھی ہے کہ کسی جاندار کا جو بھوکا ہو پیٹ بھرا جائے۔ (بیہقی)

مطلب یہ ہے کہ کوئی جاندار، خواہ مسلمان ہو، یا کافر اور خواہ جانور ہو اگر بھوکا ہے تو اس کو کھانا کھلانا ایک بہترین صدقہ ہے ہاں اس حکم سے موذی جانور مستثنیٰ ہیں جن کو مار ڈالنے ہی کا حکم دیا گیا ہے یعنی سانپ وغیرہ کو کھلانا پلانا اچھا اور مناسب نہیں ہے۔

کافر غلام کی طرف سے فطرانے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک کافر غلام کی طرف سے فطرانہ ادا کرنے مالک پر ضروری ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آزاد اور ہر غلام کی طرف سے ادا کرو۔ جبکہ امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد علیہم الرحمہ کے نزدیک کافر غلام کا فطرانہ مالک پر واجب نہیں ہے۔ کیونکہ غلام اس کے اہل میں سے نہیں ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ، ج ۴، ص ۲۲۷، حقانیہ ملتان)

خریدے ہوئے غلام کے فطرانے کا بیان

فرمایا: اور جس نے غلام فروخت کیا اور ان دونوں میں سے کسی ایک کو یہ خیار ہے تو اس کا فطرانہ اس پر واجب ہوگا جس کا وہ غلام ہو جائے گا۔ اور اس کا مطلب یہ ہے کہ جب فطرانے کا دن گزرا اور خیار باقی ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر واجب ہے جس کے لئے خیار ہے۔ کیونکہ ولایت اسی کو حاصل ہے۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر واجب ہے جس کے لئے ملکیت ہے۔ کیونکہ فطرانے کا وجوب ملکیت کے اسباب میں سے ہے۔

جس طرح نفقہ ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ ملکیت موقوف ہے کیونکہ اگر بیع رد کر دی گئی تو وہ بائع کی لوٹ جائے گی اور اگر اجازت جاری ہوئی تو خریدار کی ملکیت عقد کے وقت ثابت ہو جائے گی۔ لہٰذا کو چیز ملکیت پر مبنی ہے وہ بھی موقوف رہے گی۔ بہ خلاف نفقہ کے کیونکہ نفقہ میں ضرورت جلدی ہوتی ہے۔ پس وہ موقوف کو قبول نہیں کرتا اور تجارتی زکوٰۃ کا اختلاف بھی اسی (جزئی پر منطبق ہوتا ہے) طرح ہے۔

حق خیار کی وجہ سے ملکیت موقوفہ کا فقہی بیان واختلاف

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام حمید الدین ضریر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہاں اطلاق الکل بہ ارادۃ البعض مراد ہے۔ کیونکہ جب اس پر فطر کا پورا دن گزرنا شرط نہیں ہے۔ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ جسے خیار حاصل ہے۔ اسی کے لئے حکم ہے کیونکہ صدقے کا سبب ولایت کاملہ ہے اور ولایت اس شخص کو حاصل ہے جس کے لئے خیار ثابت ہے کیونکہ وہ چاہے تو اس خیار کو نافذ کرے اور چاہے تو اسے ختم کر دے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: فطرانہ اس پر ہوگا جس کو ملکیت حاصل ہے اور مشتری کو حاصل ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب یہ ہے کہ خیار شرط مشتری کی ملکیت کو باطل کرنے والا نہیں ہے جس طرح خیار عیب میں ہوتا ہے۔

یہاں صدقہ فطر بمعنی تصدق ہے کہ تصدق کا حکم ملکیت سے ہے۔ یعنی مالک کے پاس ملکیت کا ہونا ضروری ہے۔ تو فقہاء احناف فرماتے ہیں کہ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ملکیت کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن یہاں ملکیت جو پائی جارہی ہے وہ موقوف ہے۔ کیونکہ اگر بیع رد ہوئی تو قدیم بائع کی طرف لوٹنے والی ہے اور اس کا حکم نافذ ہو گیا تو ملکیت غیر موقوفہ وقت عقد نافذ ہوگی۔ لہٰذا یہ قاعدہ فقہیہ ہے کہ جب کسی اصل میں تردد پایا گیا تو فرع میں بھی وہ تردد ثابت کرنے والا ہے۔

(عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۱۰۲، بیروت)

قاعدہ فقہیہ

جب کسی اصل میں تردد پایا گیا تو فرع میں بھی وہ تردد ثابت کرنے والا ہے۔

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الصَّغِيرِ .

یہ باب ہے کہ نابالغ بچے پر بھی صدقہ فطر کی ادائیگی لازم ہے

2501 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ رَمَضَانَ عَلَى كُلِّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ حُرٍّ وَّعَبْدٍ وَّذَكَرٍ وَّاُنْثٰى صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر کی ادائیگی ہر بالغ اور نابالغ' آزاد اور غلام مذکر مؤنث پر لازم کی ہے' جو کھجور کا ایک صاع ہوگا یا جو کا ایک صاع ہوگا۔

صدقہ فطر کے وجوب میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلمان مرد و عورت پر خواہ غلام ہو یا آزاد یہ ضروری قرار دیا ہے کہ وہ ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو صدقہ فطر کے طور پر دے، امام احمد بن حنبل اور امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر زکوٰۃ کی طرح کا ایک فرض ہے امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب اور امام مالک کے نزدیک سنت موکدہ ہے۔

(ابوداؤد)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد رحمہما اللہ کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کے ہاں سنت مؤکدہ ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک میں واجب ہے حدیث میں مذکور لفظ فرض حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کے نزدیک اپنے ظاہری معنی ہی پر محمول ہے، حضرت امام مالک فرض کے معنی بیان کرتے ہیں مقرر کیا حنفی حضرات فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر چونکہ دلیل قطعی کے ذریعے ثابت نہیں ہے اس لیے صدقہ فطر عمل کے لحاظ سے تو فرض ہی کے برابر ہے لیکن اعتقادی طور پر اسے فرض نہیں کہا جا سکتا جس کا مطلب یہ ہے کہ واجب ہے فرض نہیں ہے۔

حضرت امام شافعی کے مسلک میں ہر اس شخص پر صدقہ فطر واجب ہے جو اپنے لیے اور ان لوگوں کے لیے کہ جن کی طرف سے صدقہ فطر دینا اس کے ذمہ ایک دن کا سامان خوراک رکھتا ہو اور وہ بقدر صدقہ فطر اس کی ضرورت سے زائد بھی حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ کے مسلک کے مطابق صدقہ فطر اسی شخص پر واجب ہوگا جو غنی ہو یعنی وہ اپنی ضرورت اصلیہ کے علاوہ ساڑھے باون تولہ چاندی کے بقدر اسباب وغیرہ کا مالک ہو یا اس کے بقدر سونا چاندی اپنی ملکیت میں رکھتا ہو اور قرض سے محفوظ ہو۔

2501-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد و غيره من المسلمين (الحديث 1604) . و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 12) . و ابي داؤد في الزكاة، باب كم يؤدي في صدقة الفطر (الحديث 1611) . و الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 676) . و النسائي في الزكاة، باب فرض زكاة رمضان على المسلمين دون المعاهدين (الحديث 2502) . و ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1826) . تحفة الاشراف (8321) .

صدقہ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے کے وقت ہوتا ہے لہٰذا جو شخص طلوع فجر سے پہلے مر جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور اسی طرح جو شخص طلوع فجر کے بعد اسلام لائے اور مال پائے یا جو بچہ طلوع فجر کے بعد پیدا ہو اس پر بھی صدقہ فطر واجب نہیں۔

ایک صاع ساڑھے تین سیر یعنی چودہ اوزان کے مطابق تین کلوگرام ہوتا ہے۔ جو غلام خدمت کے لیے ہو اس کی طرف سے اس کے مالک پر صدقہ فطر دینا واجب ہے ہاں جو غلام تجارت کے لیے ہو اس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اسی طرح جو غلام بھاگ جائے اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے ہاں جب وہ واپس آ جائے تو اس وقت دینا واجب ہوگا۔

اولاد اگر چھوٹی ہو اور مالدار نہ ہو تو اس کی طرف سے اس کے باپ پر صدقہ فطر دینا واجب ہے ہاں اگر چھوٹی اولاد مالدار ہو تو پھر اس کا صدقہ فطر اس کے باپ پر واجب نہیں ہے بلکہ اس کے مال میں دیا جائے گا۔

بڑی اولاد جس پر دیوانگی طاری ہو اس کا حکم بھی چھوٹی اولاد کی طرح ہے، اسی طرح بڑی اولاد کی طرف سے باپ پر اور بیوی کی طرف سے خاوند پر ان کا صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے ہاں اگر کوئی باپ اپنی ہوشیار اولاد کی طرف سے یا کوئی خاوند اپنی بیوی کی طرف سے ان کا صدقہ ان کی اجازت سے از راہ احسان و مروت ادا کر دے تو جائز ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حدیث میں لفظ من المسلمین لفظ عبد اور اس کے بعد کے الفاظ کا حال واقع ہو رہا ہے لہٰذا کسی مسلمان پر اپنے کافر غلام کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہوگا۔ مگر صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ غلام کافر کا صدقہ فطر بھی اس کے مسلمان مالک پر واجب ہوتا ہے، انہوں نے اس کے ثبوت میں ایک حدیث بھی نقل کی ہے جسے ہدایہ یا مرقات میں دیکھا جا سکتا ہے، حنفیہ کے یہاں صاحب ہدایہ ہی کے قول کے مطابق فتویٰ ہے۔ (علم الفقہ)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ صدقہ فطر نماز عید سے پہلے ہی ادا کر دینا مستحب ہے اگر کوئی شخص اس سے بھی پہلے خواہ ایک مہینے یا ایک مہینے سے بھی زیادہ پہلے دے دے تو جائز ہے۔ نماز عید کے بعد یا زیادہ تاخیر سے صدقہ فطر ساقط نہیں ہوتا بہر صورت دینا ضروری ہوتا ہے۔

چھوٹے بچوں کی طرف صدقے کا ادا ہونا

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: چھوٹے بچوں کی طرف سے جو ادا کیا وہ ادا ہو جائے گا کیونکہ وہ واجب ہی والد پر تھا۔ اور جو بیوی اور بڑی اولاد کی طرف سے ادا کیا اگر ان کا اذن تھا تو بھی ادا ہو جائیگا اور اگر اذن نہ تھا تو صدقہ ادا نہ ہوگا۔

اگر کسی نے دوسرے کی طرف سے اس کی اجازت کے بغیر زکوٰۃ ادا کر دی پھر دوسرے تک خبر پہنچی اور اس نے اسے جائز بھی رکھا تب بھی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ اس کا نفاذ صدقہ کرنے والے پر ہے، کیونکہ وہ زکوٰۃ اس کی ملکیت ہے اور غیر سے نائب بن نہیں سکتا کہ اس کی اجازت کا نفاذ ہو، ہاں اگر اجازت سے زکوٰۃ ادا کی ہو تو پھر جائز ہوگا۔ (ردمحتار، ج ۲، ص ۱۱۲، مصر)

نابالغ اولاد وغیرہ کے فطرانے کا بیان

صدقۂ فطر واجب ہونے کا سبب خود اس کی ذات اور وہ لوگ ہیں جن کا نانفقہ اس کے ذمہ واجب ہے اور وہ ان پر کامل ولایت رکھتا ہے پس صدقۂ فطر اپنی طرف سے ادا کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے کسی عذر سے یا بلاعذر روزے نہ رکھے ہوں تب بھی اس پر صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

اور اس کے نابالغ بچوں اور بچیوں کی طرف سے بھی اس پر واجب ہے لیکن اگر نابالغ بچہ خود مالدار ہو تو اس کے مال میں سے صدقۂ فطر واجب ہوگا کم عقل، دیوانہ اور مجنون کا بھی وہی حکم ہے جو نابالغ بچے کا ہے یعنی انکی طرف سے باپ صدقۂ فطر ادا کرے۔

باب فَرْضِ زَكَاةِ رَمَضَانَ عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ دُوْنَ الْمُعَاهِدِيْنَ .

یہ باب ہے کہ صدقۂ فطر کی ادائیگی صرف مسلمانوں پر لازم ہے' ذمیوں پر لازم نہیں ہے

2502 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ زَكَاةَ الْفِطْرِ مِنْ رَمَضَانَ عَلَى النَّاسِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلٰى كُلِّ حُرٍّ اَوْ عَبْدٍ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کی ادائیگی لوگوں پر لازم قرار دی ہے' جو کھجور کا ایک صاع یا جَو کا ایک صاع ہوگا' یہ ہر آزاد اور غلام' مذکر اور مؤنث مسلمان پر لازم ہے۔

2503 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ السَّكَنِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَهْضَمٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ عَلَى الْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالْاُنْثٰى وَالصَّغِيْرِ وَالْكَبِيْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلَاةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور کے ایک صاع یا جَو کے ایک صاع کی صدقۂ فطر کے طور پر ادائیگی ہر آزاد اور غلام' مذکر اور مؤنث' نابالغ اور بالغ مسلمان پر لازم قرار دی ہے' آپ نے یہ ہدایت کی ہے کہ نمازِ عید ادا کرنے جانے سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

2502-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر على العبد وغيره من المسلمين (الحديث 1504) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 12) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1611) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 676) . واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1826) . و الحديث عند: النسائي في الزكاة، فرض زكاة رمضان على الصغير (الحديث 2501) . تحفة الاشراف (8321) .

2503-اخرجه البخاري في الزكاة، باب فرض صدقة الفطر (الحديث 1503) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1612) . تحفة الاشراف (8244) .

شرح

صاحب قدوری نے فرمایا کہ فطرانے کا وجوب عیدالفطر کی طلوع فجر سے متعلق ہے۔جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رمضان کے آخری دن کے غروب آفتاب سے متعلق ہوتا ہے۔حتیٰ کہ جو شخص عیدالفطر کی رات اسلام لایا یا اس میں پیدا ہوا تو ہمارے نزدیک اس پر فطرانہ واجب ہوگا۔جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر فطرانہ واجب نہ ہوگا۔اور اسی کے برعکس جب کسی شخص کے غلاموں میں سے کوئی اسی رات کو فوت ہوگیا۔امام شافعی علیہ الرحمہ دلیل یہ ہے کہ فطرانے کا وجوب فطر کے ساتھ خاص ہے اور ہماری دلیل یہ ہے کہ اضافت بیشک اختصاص کے لئے ہی ہے لیکن فطر کا اختصاص دن کے ساتھ ہے رات کے ساتھ نہیں۔

اور مستحب یہ ہے کہ عیدالفطر کے دن لوگ عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے فطرانہ ادا کریں۔کیونکہ نبی کریم ﷺ فطرانہ عید الفطر کی طرف جانے سے پہلے ادا فرمایا کرتے تھے۔اور اغناء کا حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ فقیر کہیں سوال فطرانہ کی وجہ سے نماز سے غافل نہ ہو جائے۔اور اس کا حصول صدقہ پہلے ادا کرنے سے ہے۔اور اگر صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ادا کر دیا تو جائز ہے۔کیونکہ اثبات سبب کے بعد ادا کیا ہے۔لہٰذا یہ پہلے ادا کی گئی زکوٰۃ کے مشابہ ہوگیا البتہ ایک مدت یا دوسری مدت کی کوئی تفصیل نہیں ہے اور یہی صحیح ہے۔

اور اگر صدقہ فطر کو عیدالفطر کے دن سے مؤخر کیا تو وہ ان سے ساقط نہ ہوگا۔لہٰذا ان پر صدقہ دینا واجب ٹھہرے گا۔کیونکہ اس میں قربت کی دلیل معقول ہے لہٰذا اس میں وقت ادا مقدر نہ ہوگا بخلاف قربانی کے۔(ہدایہ اولین ،کتاب زکوٰۃ، لاہور)

وجوب فطرانے کے وقت میں مذاہب اربعہ

فطرانے کے وجوب کا وقت رمضان المبارک کے آخری دن کے سورج غرب ہونے کے وقت ہے، اس لیے جب رمضان المبارک کے آخری دن کا سورج غروب ہوتو فطرانہ واجب ہوگا۔

لھذا جس نے بھی سورج غروب ہونے سے قبل شادی کی یا پھر اس کے ہاں ولادت ہوئی ہو یا پھر اسلام قبول کرلے تو اس کا بھی فطرانہ ہوگا، لیکن اگر غروب شمس کے بعد ہوتو پھر فطرانہ لازم نہیں ہوگا۔جو شخص چاندرات فوت ہوجائے اور اس پر فطرانہ ہو تو امام احمد نے اس کی صراحت کی ہے کہ اس پر فطرانہ واجب ہوگا۔(المغنی جلد دوم فصل وقت وجوب زکاۃ الفطر)

فطرانہ ہر مسلمان پر واجب ہے، ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر آزاد اور غلام مذکر اور مؤنث اور چھوٹے بڑے بچے اور بوڑھے ہر مسلمان پر فرض کیا تھا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث،(1407)

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ: نافع والی حدیث میں اس بات کی دلالت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صرف مسلمانوں پر ہی فرض کیا ہے، اور یہ کتاب اللہ کے بھی موافق ہے، اس لیے کہ زکاۃ مسلمانوں کے لیے پاکی اور صفائی کا باعث ہے اور پھر پاکی اور صفائی مسلمانوں کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں ہوسکتی۔

(کتاب الام للشافعی جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

فطرانہ صاحب استطاعت پر فرض ہے: امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔ جس پر بھی شوال کا مہینہ شروع ہوا اور اس کے پاس ایک دن کی اپنی اور اپنے اہل وعیال اور فطرانہ ادا کرنے کی خوراک ہو تو اسے بھی فطرانہ ادا کرنا ہوگا، لیکن اگر اس کے پاس سب کا فطرانہ ادا کرنے کے لیے خوراک نہیں بلکہ صرف کچھ کا ادا کر سکتا ہو تو اسے ان بعض کا ہی ادا کرنا ہوگا۔

لیکن اگر اس کے پاس صرف اپنی اور اپنے اہل وعیال کے لیے ہی خوراک ہو نہ تو اس پر اور نہ ہی اس کے ماتحت عیال پر فطرانہ فرض ہوگا۔ (کتاب الام جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: تنگ دست پر بلا خلاف فطرانہ فرض نہیں۔ اور خوشحال اور تنگ دست کا اعتبار تو وجوب کے وقت ہوگا، لھذا جس کے پاس اپنی اور اپنے اہل وعیال کی عید کی رات کی خوراک سے زیادہ ہو اس پر فطرانہ فرض ہوگا اور یہ خوشحال ہوگا، اور اگر کچھ بھی زائد نہ ہو تو اسے تنگ دست شمار کیا جائے گا اور اس حالت میں اس پر کچھ بھی فرض نہیں۔
(المجموع جلد (6) شروط وجوب صدقۃ الفطر)

فطرانہ مسلمان اپنی اور اپنے عیال اور بیویوں اور ان رشتہ داروں کی جانب سے اگر وہ ادا نہیں کر سکتے تو خود فطرانہ ادا کرے گا اور اگر وہ فطرانہ ادا کرنے کی استطاعت رکھتے ہوں تو بہتر اور اولی یہ ہے کہ وہ اپنا فطرانہ خود ہی ادا کریں کیونکہ اصل میں تو وہ خود ہی مخاطب ہیں۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو ہر مسلمان غلام اور آزاد اور مذکر و مؤنث اور چھوٹے بڑے اور بچے فطرانہ فرض کیا، اور یہ حکم دیا کہ لوگوں کے نماز عید کیلیے جانے سے قبل ادا کریں۔
(صحیح بخاری رقم الحدیث، **(1407)**

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: بے عقل اور بچے کی جانب سے اس کا ولی فطرانہ ادا کرے گا اور اسی طرح جو لوگ اس کی عیالت میں ہوں ان کا بھی وہی اس طرح فطرانہ ادا کرے گا جس طرح ایک صحیح اپنی جانب سے ادا کرتا ہے، اور اگر اس کی عیالت میں کوئی کافر ہو تو اس کا فطرانہ اس پر لازم نہیں کیونکہ اسے زکاۃ کی ادائیگی کے ساتھ پاک نہیں کیا جائے گا۔
(کتاب الام جلد دوم باب زکاۃ الفطر)

اور صاحب مھذب کا کہنا ہے کہ مصنف رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے۔ اور جس پر فطرانہ واجب ہو اس پر اپنے ماتحت اور عیالت میں پلنے والوں کا فطرانہ بھی واجب ہوگا، لیکن شرط یہ ہے کہ اگر وہ مسلمان ہوں اور اس کے پاس نفقہ سے زیادہ خوراک ہو، لھذا ماں باپ اور ان دونوں کے ماں باپ اور اس سے بھی اوپر والوں ان کی اولاد اور اولاد کی اولاد کا فطرانہ بھی واجب ہوگا، اسی طرح بیٹے اور پوتے چاہے اس سے بھی نیچے نسل ہو ان پر ماں باپ اور ان کے ماں باپ کا فطرانہ ادا کرنا فرض ہوگا لیکن شرط یہ ہے کہ جب ان کا نفقہ اس پر واجب ہو) (المجموع جلد نمبر (6)

انسان اپنا اور بیوی چاہے بیوی کے پاس اپنا مال بھی ہو اور اس کی فقیر اولاد اور والدین کا فطرانہ ادا کرے، اور وہ بچی جس کے خاوند نے ابھی اس کے ساتھ دخول نہیں کیا اگر تو اس کا بیٹا غنی ہو اس پر اس کا فطرانہ ادا کرنا واجب نہیں، اور طلاق

رجعی والی عورت کا خاوند بھی اس کا فطرانہ ادا کرے گا لیکن جو عورت نافرمان ہو اور یا پھر طلاق بائن والی ہو اس کا خاوند اس کا فطرانہ ادا نہیں کرے گا۔ اور بیٹے کو اپنے فقیر والد کی بیوی کا فطرانہ ادا کرنا ضروری نہیں اس لیے کہ اس پر والد کی بیوی کا خرچہ واجب نہیں۔

اسے فطرانہ ادا کرنے میں سب سے قریبی سے شروع کرنا ہوگا مثلاً سب سے پہلے اپنے آپ پھر بیوی اور اولاد پھر اس کے بعد قریبی رشتہ دار جیسا کہ وراثت میں خیال رکھا گیا ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اور فطرانہ کس پر واجب ہوتا ہے۔ جب رمضان کے آخری دن کوئی پیدا ہو یا کسی کی بھی ملکیت میں ہو یا اس کی عیالت میں آ جائے اور اسی حالت میں چاند رات شروع ہو تو اس پر ان کا فطرانہ واجب ہوگا۔
(کتاب الام باب زکاۃ الفطر)

لیکن جو بچہ ابھی ماں کے پیٹ میں ہو اس کا فطرانہ واجب نہیں لیکن اگر کوئی دینا چاہے تو دے سکتا ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اور اگر کوئی شخص فطرانہ واجب ہونے کے بعد اسے ادا کرنے سے قبل ہی فوت ہو جائے تو اس کے ترکہ سے فطرانہ ادا کیا جائے گا، اور اگر اس کی عیالت میں سے کوئی فطرانہ واجب ہونے کے بعد فوت ہو جائے تو اس کی وجہ سے فطرانہ ساقط نہیں ہوگا۔
(المغنی لابن قدامہ المقدسی جلد نمبر (2)

اور خادم اور جس کی یومیہ یا ماہانہ تنخواہ مقرر ہو اس کی جانب سے فطرانہ ادا نہیں کیا جائے گا کیونکہ یہ ملازم کی طرح ہے اور ملازم یعنی اجرت لینے والے پر خرچ نہیں کیا جاتا۔ (الموسوعۃ الفقہیۃ (33923/)

یتیم کا فطرانہ ادا کرنے کے بارے میں امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ یتیم کا وصی یتیموں کے مال سے فطرانہ ادا کرے گا اگرچہ وہ چھوٹے بچے ہی کیوں نہ ہوں۔ اگر عید الفطر کے دن کافر اسلام قبول کر لے تو امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: جو شخص عید الفطر والے دن طلوع فجر سے قبل اسلام قبول کر لے اس کے لیے فطرانہ ادا کرنا مستحب ہے۔ (المدونہ جلد ۱، باب فطرانہ)

باب كَمْ فُرِضَ

یہ باب ہے کہ کتنا (صدقۂ فطر) لازم قرار دیا گیا ہے

2504 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عِيسَى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَى وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کی ادائیگی ہر بالغ اور نابالغ' مذکر اور مؤنث' آزاد اور غلام پر لازم قرار دی ہے' جو کھجور کا ایک صاع ہو یا جو کا ایک صاع ہوگا۔

2504-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8084) .

شرح

صدقۂ فطر گندم، آٹے، ستو یا کشمش کا نصف صاع ہے یا کھجور یا جو کا ایک صاع ہے۔ جبکہ صاحبین نے کہا ہے کشمش جو کے مرتبے میں ہے اور ایک روایت کے مطابق امام اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہی بیان کیا گیا ہے۔ اور پہلی روایت جامع صغیر کی ہے۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا: ان سب میں ایک صاع ہے۔ کیونکہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اتنی ہی نکالتے تھے۔ اور ہماری دلیل جو ہم روایت کر چکے ہیں۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کا یہی مذہب ہے جس میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم بھی ہیں۔ اور امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت میں زیادتی نفل پر محمول کی گئی ہے۔

باب فَرْضِ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ نُزُولِ الزَّكَاةِ .

یہ باب ہے کہ صدقۂ فطر کے لازم ہونے کا حکم زکوٰۃ کے نزول سے پہلے تھا

2505 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ عُتَيْبَةَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيلَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ قَالَ كُنَّا نَصُوْمُ عَاشُوْرَاءَ وَنُؤَدِّي زَكَاةَ الْفِطْرِ فَلَمَّا نَزَلَ رَمَضَانُ وَنَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ نُؤْمَرْ بِهِ وَلَمْ نُنْهَ عَنْهُ وَكُنَّا نَفْعَلُهُ .

☆☆ حضرت قیس بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پہلے ہم عاشورہ کے دن روزہ رکھا کرتے تھے اور صدقۂ فطر ادا کیا کرتے تھے پھر جب رمضان کا حکم نازل ہو گیا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم نازل ہو گیا تو پھر ہمیں اس کی ہدایت نہیں کی گئی اور نہ ہی اس سے منع کیا گیا' البتہ ہم اس پر عمل کرتے رہے ہیں۔

2506 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُخَيْمِرَةَ عَنْ اَبِيْ عَمَّارٍ الْهَمْدَانِيِّ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ قَبْلَ اَنْ تَنْزِلَ الزَّكَاةُ فَلَمَّا نَزَلَتِ الزَّكَاةُ لَمْ يَاْمُرْنَا وَلَمْ يَنْهَنَا وَنَحْنُ نَفْعَلُهُ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عَمَّارٍ اسْمُهُ عَرِيْبُ بْنُ حُمَيْدٍ وَعَمْرُو بْنُ شُرَحْبِيلَ يُكْنٰى اَبَا مَيْسَرَةَ وَسَلَمَةُ بْنُ كُهَيْلٍ خَالَفَ الْحَكَمَ فِيْ اِسْنَادِهِ وَالْحَكَمُ اَثْبَتُ مِنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ .

☆☆ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے زکوٰۃ کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہمیں صدقۂ فطر ادا کرنے کی ہدایت کی تھی' جب زکوٰۃ کا حکم نازل ہو گیا تو آپ نے ہمیں (صدقۂ فطر دینے کی) نہ تو ہدایت کی اور نہ ہی اس سے منع کیا لیکن ہم ایسا کرتے رہے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ابوعمار نامی راوی کا نام عریب بن حمید ہے اور عمرو بن شرحبیل کی کنیت ابومیسرہ ہے' اس

2505-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11093) .

2506-اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1828) . تحفة الاشراف (11098) .

حدیث کی سند میں سلمہ بن کہیل نے حکم سے مختلف سند نقل کی ہے اور حکم سلمہ بن کہیل کے مقابلے میں زیادہ مستند ہیں۔

باب مَكِيلَةِ زَكَاةِ الْفِطْرِ .

یہ باب صدقۂ فطر کے پیمانے کے بیان میں ہے

2507 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّهُوَ اَمِيرُ الْبَصْرَةِ فِيْ اٰخِرِ الشَّهْرِ اَخْرِجُوْا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ . فَنَظَرَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَا هُنَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ قُوْمُوْا فَعَلِّمُوْا اِخْوَانَكُمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّ هٰذِهِ الزَّكَاةَ فَرَضَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى حُرٍّ وَّمَمْلُوْكٍ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ تَمْرٍ اَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِّنْ قَمْحٍ . فَقَامُوْا . خَالَفَهُ هِشَامٌ فَقَالَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ .

☆☆ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب بصرہ کے گورنر تھے اس وقت انہوں نے (رمضان کے) مہینے کے آخر میں ارشاد فرمایا: تم لوگ صدقۂ فطر ادا کرو' لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے دریافت کیا: یہاں مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے کون لوگ ہیں؟ وہ لوگ اٹھیں اور اپنے بھائیوں کو اس بات کی تعلیم دیں کیونکہ ان لوگوں کو اس بارے میں علم نہیں ہے' یہ وہ ادائیگی ہے جسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مذکر اور مؤنث آزاد اور غلام پر مقرر کیا ہے' یہ جو کا ایک صاع ہوگا یا کھجور کا ایک صاع ہوگا یا گندم کا نصف صاع ہوگا تو لوگ کھڑے ہوئے (اور انہوں نے دوسروں کو اس بارے میں بتایا)۔

2508 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ عَنْ مَخْلَدٍ عَنْ هِشَامٍ عَنِ ابْنِ سِيْرِيْنَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ ذَكَرَ فِيْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ قَالَ صَاعًا مِّنْ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ سُلْتٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ انہوں نے صدقۂ فطر کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات کہی: یہ گندم کا ایک صاع ہوگا' کھجور کا ایک صاع ہوگا' جو کا ایک صاع ہوگا یا سلت کا ایک صاع ہوگا۔

2509 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِيْ رَجَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَخْطُبُ عَلٰى مِنْبَرِكُمْ - يَعْنِيْ مِنْبَرَ الْبَصْرَةِ - يَقُوْلُ صَدَقَةُ الْفِطْرِ صَاعٌ مِّنْ طَعَامٍ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ هٰذَا اَثْبَتُ الثَّلَاثَةِ .

☆☆ ابورجاء بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو تمہارے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے (یعنی بصرہ

2507-تقدم (الحديث 1579) .

2508-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6439) .

2509-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6321) .

کے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے) یہ کہتے ہوئے سنا ہے: صدقۂ فطر اناج کا ایک صاع ہوگا۔
امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: یہ روایت تینوں کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

باب التَّمْرِ فِيْ زَكَاةِ الْفِطْرِ .

یہ باب صدقۂ فطر میں کھجوریں ادا کرنے کے بیان میں ہے

2510 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - وَهُوَ ابْنُ اُمَيَّةَ - عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ ذُبَابٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جَو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع صدقۂ فطر کے طور پر ادا کرنا لازم قرار دیا ہے۔

باب الزَّبِيْبِ .

یہ باب کشمش سے فطرانہ ادا کرنے کے بیان میں ہے

2511 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَرْحٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے، ہم اس وقت صدقۂ

2510-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام (الحديث 1506) . و باب صاع من زبيب (الحديث 1508)، و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510) بنحوه . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1616 و 1617 و 1618) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و اخرجه النسائي في الزكاة، الزبيب (2511 و 2512) و الدقيق (الحديث 2513)، و الشعير (الحديث 2516)، و الإقط (الحديث 2517) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . و الحديث عند: البخاري في الزكاة باب صاع من شعير (الحديث 1505) . تحفة الاشراف (4269) .

2511-اخرجه البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاعًا من طعام (الحديث 1506) . و باب صاع من زبيب (الحديث 1508)، و باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر والشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . واخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1616 و 1617 و 1618) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و اخرجه النسائي في الزكاة، الزبيب (الحديث 2512) و الدقيق (الحديث 2513)، و الشعير (الحديث 2516 و 2517) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . و الحديث عند: البخاري في الزكاة باب صاع من شعير (الحديث 1505) . و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 19 و 2000 . و النسائي في الزكاة، باب التمر في زكاة الفطر (الحديث 2510)، و الاقط (الحديث 2517) . تحفة الاشراف (4269) .

فطر میں اناج کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔

2512 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيّ عَنْ وَكِيعٍ عَنْ دَاوُدَ بْنِ قَيْسٍ عَنْ عِيَاضِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ صَدَقَةَ الْفِطْرِ اِذْ كَانَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِّنْ طَعَامٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ فَلَمْ نَزَلْ كَذٰلِكَ حَتّٰى قَدِمَ مُعَاوِيَةُ مِنَ الشَّامِ وَكَانَ فِيْمَا عَلَّمَ النَّاسَ اَنَّهُ قَالَ مَا اَرٰى مُدَّيْنِ مِنْ سَمْرَاءِ الشَّامِ اِلَّا تَعْدِلُ صَاعًا مِّنْ هٰذَا ۔ قَالَ فَاَخَذَ النَّاسُ بِذٰلِكَ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں اناج کا ایک صاع یا کھجور کا ایک صاع یا جو کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع صدقۂ فطر کے طور پر ادا کرتے تھے' یہ معاملہ اسی طرح رہا یہاں تک کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ منورہ تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو جس بات کی تعلیم دی اس میں انہوں نے یہ بات کہی: میں یہ سمجھتا ہوں کہ شام کی گندم کے دو مُد یہاں کے ایک صاع کے برابر ہوتے ہیں' تو لوگوں نے اس کو اختیار کر لیا۔

باب الدَّقِيْقِ ۔

یہ باب ہے کہ (صدقۂ فطر میں آٹا) ادا کرنا

2513 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ عِيَاضَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُخْبِرُ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمْ نُخْرِجْ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِيْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ زَبِيْبٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ دَقِيْقٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ اَقِطٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ سُلْتٍ - ثُمَّ شَكَّ سُفْيَانُ فَقَالَ دَقِيْقٍ اَوْ سُلْتٍ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کھجور کا صاع' جو کا ایک صاع یا کشمش کا ایک صاع یا آٹے کا ایک صاع یا پنیر کا ایک صاع یا سُلت کا ایک صاع (صدقۂ فطر کے طور پر ادا کرتے تھے)۔

یہاں سفیان نامی راوی کو شک ہے' روایت میں لفظ (دقیق یعنی آٹا) لفظ استعمال ہوتا ہے یا لفظ سُلت استعمال ہوا ہے (جو جو کی ایک قسم ہے)۔

2512-تقدم في الزكاة، الزبيب (الحديث 2510 و 2511) .

2513-تقدم 2510 و 2511 و 2512 اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1618) و الحديث عند: البخاري في الزكاة، باب صدقة الفطر صاع من طعام (الحديث 1505)، وباب صدقة الفطر صاعًا من طعام (الحديث 1506)، وباب صاع من زبيب (الحديث 1508)، وباب الصدقة قبل العيد (الحديث 1510)، و مسلم في الزكاة، باب زكاة الفطر على المسلمين من التمر و الشعير (الحديث 17 و 18 و 19 و 20 و 21) . و ابي داؤد في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1166 و 1117) . والترمذي في الزكاة، باب ما جاء في صدقة الفطر (الحديث 673) . و النسائي في الزكاة، باب التمر في زكاة الفطر (الحديث 2510) . و الزبيب (الحديث 2511 و 2512)، و الشعير (الحديث 2516)، و ابن ماجه في الزكاة، باب صدقة الفطر (الحديث 1829) . تحفة الاشراف (4269) .

باب الْحِنطَةِ .

یہ باب ہے کہ (صدقۂ فطر میں) گندم (ادا کرنا)

2514 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ خَطَبَ بِالْبَصْرَةِ فَقَالَ اَدُّوا زَكَاةَ صَوْمِكُمْ . فَجَعَلَ النَّاسُ يَنْظُرُ بَعْضُهُمْ اِلَى بَعْضٍ فَقَالَ مَنْ هَا هُنَا مِنْ اَهْلِ الْمَدِينَةِ قُومُوا اِلَى اِخْوَانِكُمْ فَعَلِّمُوهُمْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَضَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ عَلَى الصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ وَالْحُرِّ وَالْعَبْدِ وَالذَّكَرِ وَالاُنْثَى نِصْفَ صَاعِ بُرٍّ اَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ اَوْ شَعِيرٍ . قَالَ الْحَسَنُ فَقَالَ عَلِيٌّ اَمَّا اِذَا اَوْسَعَ اللّٰهُ فَاَوْسِعُوا اَعْطُوا صَاعًا مِنْ بُرٍّ اَوْ غَيْرِهٖ .

☆☆ حسن بصری بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے یہ بات ارشاد فرمائی: تم لوگ اپنے روزوں کی زکوٰۃ (یعنی صدقۂ فطر) ادا کرو' لوگوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: یہاں مدینہ منورہ سے تعلق رکھنے والے جو لوگ موجود ہیں' وہ اپنے بھائیوں کے پاس جائیں اور انہیں اس بات کی تعلیم دیں' کیونکہ انہیں اس بات کا علم نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بالغ نابالغ' آزاد اور غلام' مذکر اور مؤنث پر گندم کے نصف صاع یا کھجور یا جَو کے ایک صاع کی بطور صدقۂ فطر ادائیگی لازم قرار دی ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: اللہ تعالیٰ کشادگی عطا کرے تو تم لوگ بھی کشادگی کا اظہار کرو اور گندم یا کسی بھی چیز کا ایک صاع دو (یعنی جس میں نصف صاع کی ادائیگی لازم ہے' تم اس میں ایک صاع دے دو)۔

باب السُّلْتِ .

یہ باب ہے کہ (صدقۂ فطر کے طور پر) سلت (ادا کرنا)

2515 - اَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ اَبِي رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّاسُ يُخْرِجُونَ عَنْ صَدَقَةِ الْفِطْرِ فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ اَوْ تَمْرٍ اَوْ سُلْتٍ اَوْ زَبِيبٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں لوگ صدقۂ فطر کے طور پر جَو یا کھجور یا سُلت یا کشمش کا ایک صاع ادا کیا کرتے تھے۔

2514-تقدم (الحديث 1579) .

2515-اخرجه ابو داود في الزكاة، باب كم يودي في صدقة الفطر (الحديث 1614) . تحفة الاشراف (7760) .

☆☆ سائب بن یزید بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کے زمانہ اقدس میں ایک صاع آج کے زمانے کے تمہارے ایک مُد اور ایک تہائی مُد کے برابر ہوتا تھا' جس میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: زیاد بن ایوب نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

2519 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْمِكْيَالُ مِكْيَالُ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَالْوَزْنُ وَزْنُ اَهْلِ مَكَّةَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ماپنے کے پیمانے میں مدینہ کے ماپنے کے پیمانے کا اعتبار کیا جائے گا اور وزن میں اہل مکہ کے وزن کا اعتبار کیا جائے گا۔

صاع کی مقدار کے فقہی مفہوم کا بیان

ہمارے نزدیک معتبر عراقی (صاع) ہے اور وہ آٹھ رطل کا ہوتا ہے، ایک رطل بیس ۲۰ استار اور استار ساڑھے چار مثقال، مثقال بیس ۲۰ قیراط ایک حبہ اور چہار خمس حبہ ہے۔ حبہ جسے فارسی میں "سرخ" کہتے ہیں ماشہ کا آٹھواں حصہ ہوتا ہے، پس مثقال ساڑھے چار ماشہ ہوا۔ (کشف الغطاء فصل در احکام دعا وصدقہ وخوان از اعمال خیر برائے میت مطبع احمدی، دہلی)

عراقی صاع آٹھ رطل اور حجازی پانچ رطل اور ثلث رطل ہے۔ امام شافعی کے نزدیک صاع حجازی واجب ہے اور ہمارے نزدیک صاع عراقی، جو دو من کا ہوتا ہے، اور من چار استار، اور استار ساڑھے چار مثقال ہے، لہٰذا من ایک سو اسی مثقال ہوا جیسا کہ شارح وقایہ نے کہا، اور دوسری کتب سے بھی اسی طرح معلوم ہوتا ہے، جب ہم اس کا حساب اپنے شہروں کے وزن کے اعتبار سے کرتے ہیں تو نصف صاع اکبری سیروں کے مطابق۔ ساڑھے دو سیر استار ہوگا اور جہانگیری (اللہ تعالیٰ اس کے ملک و سلطنت کی حفاظت کرے) سیروں کے مطابق سوا دو سیر اور ایک استار کم بن جاتا ہے یہ اس حساب سے کہ صاع ۳۶۰ مثقال ہو اور اگر صاع من، اور من ۴۰ استار اور استار ۴/۱ مثقال ہو تو ہر من ۱۸۰ مثقال ہوگا، جب استار ۴/۱ مثقال ہے تو لازم آیا کہ نصف صاع ۸۰ استار، اور ۸۰ استار ساڑھے دو سیر اور ۵ استار قدیم وزن ہوا، اور ساڑھے چار سیر ایک استار کم موجودہ وزن ہوا۔

(شرح سفر السعادۃ، فصل در زکوٰۃ فطر، مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر)

طرفین کے نزدیک صاع عراقی کا بیان

طرفین کے عراقی صاع آٹھ ارطال کا ہوتا ہے۔ جبکہ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ پانچ ارطال اور ایک رطل کا ثلث ہو۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کا بھی ایک قول یہی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے ہمارا صاع چھوٹے صاعوں میں سے ہے۔ جبکہ ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے دو رطلوں والے مد کے ساتھ وضو فرمایا اور آٹھ رطلوں والے صاع کے ساتھ غسل فرمایا۔ اور اسی طرح کا صاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاں تھا جو اہل ہاشم کے صاعوں سے چھوٹا تھا اور

2519-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في قول النبي صلى الله عليه وسلم (المكيال مكيال المدينة) (الحديث 3340) و اخرجه النسائي في البيوع، الرجحان في الوزن (الحديث 4608) . تحفة الاشراف (7102) .

ہاشمی بھی اس کو استعمال کرتے تھے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب الْوَقْتِ الَّذِىْ يُسْتَحَبُّ اَنْ تُؤَدّٰى صَدَقَةُ الْفِطْرِ فِيْهِ .

یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں صدقہ فطر کی ادائیگی مستحب ہے

2520 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْدَانَ بْنِ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوْسٰى ح قَالَ وَاَنْبَانَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِصَدَقَةِ الْفِطْرِ اَنْ تُؤَدّٰى قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَى الصَّلَاةِ .

قَالَ ابْنُ بَزِيْعٍ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر کے بارے میں یہ ہدایت کی تھی کہ جب لوگ عید کی نماز ادا کرنے کے لیے نکلیں' اس سے پہلے اسے ادا کر دیا جائے۔

ابن بزیع نامی راوی نے ایک لفظ مختلف نقل کیا ہے۔

باب اِخْرَاجِ الزَّكَاةِ مِنْ بَلَدٍ اِلٰى بَلَدٍ .

یہ باب ہے کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر منتقل کرنا

2521 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا بْنُ اِسْحَاقَ - وَكَانَ ثِقَةً - عَنْ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَيْفِيٍّ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ اِلَى الْيَمَنِ فَقَالَ "اِنَّكَ تَاْتِىْ قَوْمًا اَهْلَ كِتَابٍ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِىْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً فِىْ اَمْوَالِهِمْ تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُوْضَعُ فِىْ فُقَرَائِهِمْ فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْكَ لِذٰلِكَ فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهَا لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حِجَابٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجا' آپ نے فرمایا: تم ان لوگوں کے پاس جا رہے ہو جو اہل کتاب ہیں' انہیں اس بات کی دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں' اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر روزانہ پانچ نمازیں فرض کی ہیں' اگر وہ تمہاری یہ بات مان لیں تو تم انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان کے اموال میں زکوٰۃ

2520-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل العيد (الحديث 1509) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الامر با خراج زكاة الفطر قبل الصلاة (الحديث 22) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب متى تودى (الحديث 1610) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في تقديمها قبل الصلاة (الحديث 677) . تحفة الاشراف (8452) .

2521-تقدم (الحديث 2434) .

لازم کی ہے جو ان کے خوشحال لوگوں سے لی جائے گی اور ان کے غریب لوگوں پر خرچ کردی جائے گی اگر وہ اس بارے میں تمہاری بات مان لیں تو تم ان کے بہترین مال حاصل کرنے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا ہے۔

زکوٰۃ کو دوسرے شہروں کی طرف منتقل کرنے کی کراہت کا بیان

زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف منتقل کرنا مکروہ ہے۔اور یقیناً ہر گروہ کا صدقہ انہی میں تقسیم کیا جائے۔اسی روایت کی وجہ سے جس کو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے۔اور اسی میں ہمسائیوں کی رعایت ہے۔ہاں البتہ اگر انسان زکوٰۃ اپنے قریبی رشتہ داروں کی طرف منتقل کرے یا ایسی قوم کی طرف منتقل کرے جو اس شہر والوں سے زیادہ محتاج ہوں۔کیونکہ اس میں صلہ رحمی اور ضرورت دور کرنے میں اضافہ ہے۔اور اگر اس نے ان کے علاوہ کسی اور طرف منتقل کی تو بھی کافی ہوگا لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے۔اس لئے کہ زکوٰۃ کا مصرف نص قرآنی میں علی الاطلاق فقراء ہیں۔اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔(ہدایہ اولین، کتاب زکوٰۃ، لاہور)

زکوٰۃ دوسرے شہر میں منتقل کرنے میں مذاہب اربعہ

فقہاء احناف کے نزدیک زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر میں منتقل کرنا مکروہ ہے۔حضرت امام شافعی اور بعض فقہاء مالکیہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ ان کے نزدیک دوسرے شہر میں زکوٰۃ منتقل کرنا جائز نہیں ہے۔علامہ سروجی نے کہا ہے کہ امام شافعی کا مذہب اس مسئلہ میں مضطرب ہے۔اور صحیح یہ ہے کہ نقل کرنا حرام ہے۔اور حنبلی فقیہ ابن قدامہ نے شوافع سے اختلاف کیا ہے اور جائز کہا ہے۔(البنایہ شرح الہدایہ، ۴، ص ۲۱۳، حقانیہ ملتان)

بَاب إِذَا أَعْطَاهَا غَنِيًّا وَّهُوَ لَا يَشْعُرُ ـ

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص اپنی زکوٰۃ کسی خوشحال شخص کو دیدے اور اسے اس بات کا پتہ بھی نہ چل سکے

2522 – اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُو الزِّنَادِ مِمَّا حَدَّثَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ الْاَعْرَجُ مِمَّا ذَكَرَ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ بِهِ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ "قَالَ رَجُلٌ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ سَارِقٍ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى سَارِقٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى سَارِقٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ زَانِيَةٍ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ اللَّيْلَةَ عَلٰى زَانِيَةٍ فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ لَاَتَصَدَّقَنَّ بِصَدَقَةٍ فَخَرَجَ بِصَدَقَتِهِ فَوَضَعَهَا فِيْ يَدِ غَنِيٍّ فَاَصْبَحُوا يَتَحَدَّثُوْنَ تُصُدِّقَ عَلٰى غَنِيٍّ قَالَ اللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ عَلٰى زَانِيَةٍ وَّعَلٰى سَارِقٍ وَّعَلٰى غَنِيٍّ فَاُتِيَ فَقِيْلَ لَهُ اَمَّا صَدَقَتُكَ فَقَدْ تُقُبِّلَتْ اَمَّا الزَّانِيَةُ فَلَعَلَّهَا اَنْ تَسْتَعِفَّ بِهِ مِنْ زِنَاهَا وَلَعَلَّ السَّارِقَ اَنْ

2522-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اذا تصدق على غني و هو لا يعلم (الحديث 1421) . تحفة الاشراف (13735) .

يَسْتَعِفَّ بِهِ عَنْ سَرِقَتِهِ وَلَعَلَّ الْغَنِيَّ اَنْ يَعْتَبِرَ فَيُنْفِقَ مِمَّا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ"

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص نے یہ قصد کیا کہ میں ضرور صدقہ دوں گا' وہ اپنا صدقہ لے کر نکلا (تو اندھیرے میں یا لاعلمی کی وجہ سے) اس نے ایک چور کے ہاتھ میں اسے دے دیا' اگلے دن لوگ اس بارے میں بات چیت کر رہے تھے (کہ گزشتہ رات) کسی چور کو صدقہ دے دیا گیا۔ (جب اس شخص کو اس بات کا پتہ چلا) تو کہا: اے اللہ! اگرچہ صدقہ چور کے پاس چلا گیا لیکن ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے' میں اب دوبارہ صدقہ کروں گا' پھر وہ شخص صدقہ لے کر نکلا اور اسے زنا کرنے والی ایک عورت کے ہاتھ پر رکھ آیا' اگلے دن لوگ یہ بات کر رہے تھے کہ گزشتہ رات ایک زنا کرنے والی عورت کو کسی نے صدقہ دیا ہے' تو وہ شخص بولا: اگرچہ وہ صدقہ زانیہ کو مل گیا ہے لیکن اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے مخصوص ہے' میں اب پھر صدقہ کروں گا' تو وہ شخص اپنا صدقہ لے کر نکلا اور اندھیرے (یا لاعلمی کی وجہ سے) وہ کسی خوشحال شخص کے ہاتھ میں رکھ آیا' اگلے دن لوگ یہ بات چیت کر رہے تھے کہ ایک خوشحال شخص کو صدقہ دیا گیا ہے' تو وہ شخص بولا: اگرچہ یہ صدقہ ایک زانی عورت کو ملا ہے' یا چور کو ملا ہے' یا خوشحال شخص کو ملا ہے' پھر بھی اے اللہ! ہر طرح کی حمد تیرے لیے ہے (یعنی میں اس بات پر تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تو نے مجھے صدقہ کرنے کی توفیق دی ہے)۔

پھر اس شخص کے خواب میں کوئی شخص آیا تو اس نے اس سے کہا: جہاں تک تمہارے صدقے کا تعلق ہے' تو وہ قبول کر لیا گیا ہے' زانی عورت کو دیا جانے والا صدقہ اس لیے قبول ہوا کہ شاید وہ اس مال کی وجہ سے زنا کرنے سے بچ جائے' چور والا اس لیے قبول ہو گیا کہ شاید وہ اس کی وجہ سے چوری کرنے سے بچ جائے اور خوشحال شخص والا اس لیے قبول ہو گیا کہ شاید وہ اس سے نصیحت حاصل کرے اور اللہ تعالیٰ نے جو مال اس کو دیا ہے' وہ اس کو خرچ کرنا شروع کر دے۔

مالداروں کو زکوٰۃ دینے میں فقہ شافعی وحنفی کا اختلاف

علامہ ابن محمود البابرتی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ مالداروں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان (امراء) سے زکوٰۃ وصول کرو اور ان کے فقراء میں اس کو تقسیم کرو۔ جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ کہ جائز ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غنی کے لئے صرف پانچ صورتوں میں صدقہ جائز ہے۔ اور ان پانچ میں سے غازیوں کا بھی ذکر ہے۔ (حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا غنی کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے مگر پانچ طرح کے لوگوں کے لیے (یعنی ان کے باوجود غنی ہونے کے صدقہ لینا جائز ہے) ایک راہ خدا میں جہاد کرنے والا، دوسرے زکوٰۃ کی وصول یابی پر مامور شخص، تیسرے مقروض، چوتھا وہ شخص جو اپنے صدقہ کو مال کے ذریعے سے خرید لے، پانچواں وہ شخص جس کا ہمسایہ مسکین ہو اور اس نے مسکین کو صدقہ دیا اور اس مسکین نے وہ مال کسی غنی کو ہدیہ میں دے دیا۔)

(سنن ابوداؤد، کتاب الزکوٰۃ)

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ وہ مضبوط فی البدن ہے۔ اور وہ قوت بدنی کے باوجود کمانے سے بے پرواہ ہے۔ البتہ اس کے لئے زکوٰۃ طلب کرنا جائز نہیں ہے مگر جب وہ غازی ہو۔ کیونکہ وہ کمانے کی بجائے جہاد میں مصروف ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ وہ فقیر ہے۔ کیونکہ اس میں ایک دوسری چیز کا اضافہ ہوا ہے جو فقر ہے۔ کیونکہ جہاد میں مصروفیت کی وجہ سے وہ اللہ کی عبادت کی طرف جدا ہو گیا ہے۔ اور اسی طرح حج میں بھی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس شخص کا فقیر ہونا مطلق فقیر ہونے کے متغایر ہے۔ اور یہ اصول یہ ہے کہ مقید مطلق کا ہمیشہ متغایر ہوتا ہے۔ لہٰذا مغایرت کے اثر سے دوسرے حکم کا اثر ظاہر ہو گیا۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ج ۳، ص ۱۹۹، بیروت)

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ بطریق ارسال روایت کرتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ غنی کے لیے زکوٰۃ کا مال حلال نہیں ہاں پانچ صورتوں میں غنی کے لیے بھی زکوٰۃ کا مال حلال ہوتا ہے (۱) خدا کی راہ میں جہاد کرنے والے غنی کے لیے جب کہ اس کے پاس سامان جہاد نہ ہو۔ (۲) زکوٰۃ وصول کرنے والے غنی کے لیے (۳) تاوان بھرنے والے غنی کے لیے (۴) زکوٰۃ کا مال اپنے مال کے بدلے میں خریدنے والے غنی کے لیے یعنی کسی شخص نے ایک مفلس کو زکوٰۃ کا کوئی مال دیا اور غنی اس مفلس سے زکوٰۃ کے مال کو خریدے اور اسے اس کا بدل دے دے تو اس صورت میں غنی کے لیے وہ مال جائز وحلال ہو گا۔ (۵) اور اس غنی کے لیے کہ جس کے پڑوس میں کوئی مفلس رہتا ہو اور کسی شخص نے اسے زکوٰۃ کا کوئی مال دیا اور وہ مفلس اپنے پڑوسی مالدار غنی کو اس میں سے کچھ حصہ تحفہ کے طور پر بھیجے تو وہ غنی کے لیے جائز وحلال ہو گا۔ (مالک، ابوداؤد) اور ابوداؤد کی ایک روایت جو ابوسعید سے منقول ہے لفظ اوابن السبیل (یعنی اس غنی کے لیے بھی کہ جو مسافر ہو زکوٰۃ کا مال حلال ہے مذکور ہے۔

تاوان بھرنے والے غنی سے وہ مالدار اور غنی مراد ہے جسے کسی تاوان وجرمانے کے طور پر ایک بڑی رقم یا کسی مال ایک بڑا حصہ ادا کرنا ہے اگرچہ وہ مالدار ہے مگر اس کے ذمہ تاوان اور جرمانے کی جو رقم یا جو مال ہے وہ اس کے موجودہ مال ورقم سے بھی زیادہ ہے تو اس کے لیے جائز اور حلال ہے کہ وہ زکوٰۃ لے کر اس سے وہ تاوان پورا کرے اب وہ تاوان خواہ دیت کی صورت میں یا یہ شکل ہو کہ کوئی شخص کسی دوسرے کا قرضدار تھا اس نے طرفین کو لڑائی جھگڑے سے بچانے کے لیے یا کسی اور وجہ سے اس شخص کا قرض اپنے ذمہ لے لیا کہ اس کی طرف سے اس کا قرض میں ادا کروں گا اس کی وجہ سے وہ قرض دار ہو گیا یا پھر یہ شکل بھی مراد ہو سکتی ہے کہ وہ خود کسی کا قرض دار ہو اپنا قرض ادا کرنے کے لیے اسے رقم و مال کی ضرورت ہو امام شافعی کے مسلک کے مطابق وہ غازی جہاد کرنے والا جو غنی اور مالدار ہو زکوٰۃ لے سکتا ہے اور اسے زکوٰۃ لینی درست ہے۔ لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اسے زکوٰۃ دینی جائز نہیں ہے کیونکہ دوسری احادیث میں مطلقاً غنی کو زکوٰۃ دینے سے منع فرمایا گیا ہے کہ غنی کے لیے صدقات کا مال حلال نہیں ہے پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو جو حکم تحریر فرمایا تھا اس میں آپ نے مطلقاً یہی ارشاد فرمایا تھا کہ (جس قوم میں تم گئے ہو) اس قوم کے مالداروں سے زکوٰۃ وصول کر واسے ان کے فقراء ومساکین پر صرف کرو، چنانچہ وہ حدیث کہ جس میں حضرت معاذ کے بارے میں مذکورہ حکم منقول ہے یہاں ذکر کی گئی حدیث سے زیادہ قوی ہے۔

ان کے علاوہ حدیث میں جو ذکر کی گئی ہیں وہ سب صورتیں متفقہ طور پر تمام ائمہ کے نزدیک درست ہیں کیونکہ زکوٰۃ وصول

کرنے والے کو تو زکوٰۃ کا مال لینا اس لیے درست ہے کہ وہ اپنی محنت اور اپنے عمل کی اجرت لیتا ہے اس صورت میں اس کا فقر و غنا دونوں برابر ہیں۔ تاوان بھرنے والا اگرچہ غنی ہے لیکن اس پر جو قرض کا مطالبہ ہے وہ اس کے موجودہ مال سے زیادہ ہونے کی وجہ سے اس کا مال نہ ہونے کے برابر ہے اسی طرح باقی دونوں صورتوں کا معاملہ بھی ظاہر ہی ہے کہ زکوٰۃ جب مستحق زکوٰۃ کو مل گئی تو گویا وہ اپنے محل اور اپنے مصرف میں پہنچ گئی اور وہ مستحق زکوٰۃ اس مال کا مالک ہو گیا اب چاہے وہ اسے فروخت کر دے چاہے کسی کو تحفہ کے طور پر دے دے۔

قاعدہ فقہیہ، مقید مطلق کا ہمیشہ متغایر ہوتا ہے

مقید ہمیشہ مطلق کا متغایر ہوتا ہے۔ (عنایہ)

اس قاعدہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب کسی حکم شرعی کا دیکھیں کہ اس کا مطلق حکم کیا ہے اور پھر اسی حکم کو تقیید کو دیکھیں تو ان دونوں میں متغایرت ہوگی۔ جس طرح نماز کا حکم ہے۔ کہ مکمل نماز پڑھنا اس کا حکم مطلق ہے۔ اور سفر شرعی کی صورت میں اس کا حکم مقید ہے اور حکم مطلق میں فرض چار رکعتوں کو پڑھنے والا حکم مقید کی حالت میں دو رکعتیں پڑھتا ہے جو ایک دوسرے کا متغایر ہیں۔ اسی طرح مطلق و مقید کے تمام احکام اس قاعدے کے مفہوم کو واضح کرتے ہیں اور ان باہمی فرق کی وجہ سے احکام کے سمجھنے میں آسانی بھی فراہم ہوتی ہے۔ (رضوی عفی عنہ)

لام عاقبت ہونے میں فقہی دلائل کا بیان

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: کیونکہ ادائیگی زکوٰۃ کے لیے اصلی چیز یہ ہے کہ آدمی اپنے مال کے کچھ حصہ کا کسی مسلمان محتاج کو، جو ہاشمی یا کسی ہاشمی کا آزاد کردہ غلام نہ ہو، ادائیگی زکوٰۃ کی نیت کے ساتھ اس طرح مالک بنا دے کہ خود اپنی کوئی غرض اس ادا کردہ مال کے ساتھ وابستہ نہ رکھے۔ ایک معترض اس پر یہ کہہ سکتا ہے کہ تمہارا یہ کہنا کہ تملیک ادائیگی زکوٰۃ کے لیے رکن کی حیثیت رکھتی ہے محض ایک خالی خولی دعویٰ ہے، کیونکہ زکوٰۃ کے سلسلہ میں جو نقلی دلیلیں وارد ہیں، ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ملتی جس سے اس دعویٰ کا ثبوت مہیا ہوتا ہو۔ لے دے کر اس باب میں جو چیز دلیل کی حیثیت رکھتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ 'اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ '، لیکن اس کا حال بھی یہ ہے کہ تم (یعنی حنفیہ) 'لِلْفُقَرَآءِ ' کے "لام" کو "عاقبت" کے معنی میں لیتے ہو، تملیک کے معنی میں نہیں لیتے۔ جواب اس اعتراض کا یہ ہے کہ لام کو جو ہم "عاقبت" کے معنی میں لیتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ مقبوضہ مال آخر کار ان کی ملک بن جائے گا۔ پس اپنی ابتدائی حیثیت میں تو یہاں فقرا اور مساکین کا ذکر مصارف زکوٰۃ بیان کرنے کے پہلو سے ہوا ہے، مستحقین کی حیثیت سے نہیں ہوا ہے، لیکن لام اس بات پر دلیل ہے کہ بالآخر ان کو ملکیت حاصل ہو جائے گی۔ پس تملیک کا دعویٰ محض دعویٰ ہی دعویٰ نہیں رہا۔" (فتح القدیر، ج ۲، ص ۲۰، بیروت)

علامہ علاؤالدین کاسانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم 'وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ' کے ذریعہ سے مالکین نصاب کو زکوٰۃ کا حکم دیا ہے اور 'ایتاء' تملیک ہی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ کا نام صدقہ رکھا ہے۔ ارشاد ہے: 'اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ

لِلْفُقَرَآءِ ' اور تصدیق وہی تملیک ہے۔

دوسری جگہ ہے۔

واما رکنه فهو التمليك لقوله تعالیٰ واتوا حقه يوم حصاده والايتاء هو التمليك.

(بدائع الصنائع ۲/ ۶۴ ۔۶۵)

رہا زکوٰۃ کا رکن تو وہ تملیک ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: 'وَاٰتُوْا حَقَّه، يَوْمَ حَصَادِه' (اور اس کی کٹائی کے وقت اس کا حق دو) یہاں 'ایتاء' سے مقصود ہی تملیک ہے۔ تملیک کی تائید میں جن نصوص کا حوالہ دیا جاتا ہے، وہ یہ ہیں۔

اما النص فقوله تعالیٰ انما الصدقات للفقراء وقوله عزوجل في اموالهم حق معلوم للسائل والمحروم والاضافة بحرف اللام تقتضي الاختصاص بجهة الملك اذاكان المضاف اليه من اهل الملك.

(بدائع الصنائع ۲/۴)

رہا تملیک کے ثبوت میں نص تو اللہ تعالیٰ کا قول 'اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ ' (خیرات کا مال تو بس غریبوں کے لیے ہے) اور دوسری آیت ہے : 'فِیْٓ اَمْوَالِهِمْ حَقٌّ مَّعْلُوْمٌ لِّلسَّآئِلِ وَالْمَحْرُوْمِ ' (اور ان کے مالوں میں سائل اور محروم کے لیے ایک متعین حق ہے) حرف لام کے ذریعہ سے جب اضافت ہو تو وہ ملکیت کے پہلو سے اختصاص کو چاہتی ہے بشرطیکہ مضاف الیہ اہل ملک میں سے ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نہ تو غنی کے لئے زکوۃ کا مال لینا حلال ہے اور نہ تندرست وتوانا کے لئے جو محنت مزدوری کرنے کے قابل ہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، دارمی اور احمد، نسائی وابن ماجہ نے اس روایت کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، **328**)

غنی تین طرح کے ہوتے ہیں۔ اول تو وہ شخص جس پر زکوۃ فرض ہوتی ہے گویا وہ شخص نصاب نامی کا مالک ہو اور اس کے نصاب پر ایک سال گزر گیا ہو دوم وہ شخص جو مستحق زکوۃ نہیں ہوتا اور اس پر صدقہ فطر قربانی کرنا واجب ہوتا ہے گویا وہ شخص کہ جس کے پاس ضرورت اصلیہ کے علاوہ بقدر نصاب یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر مال ہو، سوم وہ شخص جس کے صدقہ کا مال تو حلال ہو لیکن اسے دست سوال دراز کرنا حرام ہو، گویا وہ شخص جو ایک دن کے کھانے اور بقدر ستر پوشی کپڑے کا مالک ہو۔

تندرست وتوانا" کا مطلب یہ ہے کہ کہ جس طرح غنی کے لئے زکوۃ کا مال حلال نہیں ہے اسی طرح اس شخص کے لئے زکوۃ حلال و جائز نہیں ہے جو تندرست وتوانا ہو یعنی اس کے اعضاء صحیح وسالم اور قوی ہوں نیز وہ اتنا کمانے پر قادر ہو کہ اس کے ذریعے اپنا اور اہل وعیال کا پیٹ پال سکے چنانچہ حضرت امام شافعی کا مسلک اسی حدیث کے مطابق ہے کہ ان کے نزدیک کسی ایسے شخص کے لئے زکوۃ کا مال لینا حلال نہیں ہے جو کمانے کے قابل ہو لیکن حنفیہ کا مسلک یہ ہے کہ ہر اس شخص کو زکوۃ لینی حلال ہے جو نصاب مذکورہ کا مالک نہ وہ اگرچہ وہ تندرست وتوانا اور کمانے کے قابل ہی کیوں نہ ہو کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان ضرورت مند صحابہ رضی اللہ عنہم کو صدقات وزکوۃ کا مال دیتے تھے۔

جوتوانا وتندرست بھی تھے اور کمانے قابل بھی تھے اور آخر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول رہا لہٰذا اس حدیث کے بارے میں کہا جائے گا یا تو یہ منسوخ ہے یا پھر یہ کہ اس حدیث کی مراد یہ ظاہر کرنا ہے کہ جو شخص تندرست وتوانا ہو اور محنت مزدوری کر کے اپنے اور اپنے اہل وعیال کے اس باب معیشت فراہم کرنے کی قدرت وطاقت رکھتا ہو اس کے لئے یہ بہتر اور مناسب نہیں ہے کہ وہ زکوۃ وصدقات کا مال لے کر اس ذلت وکمتری پہ مطمئن وراضی ہو اور معاشرے کا ایک ناکارہ شخص بن جائے بلکہ اس کے لئے تو بہتر اور اولیٰ یہ ہے کہ وہ اپنے بازوؤں کے سہارے خود کمائے محنت کرے اور اس طرح سماج وسوسائٹی میں باوقار زندگی بسر کرے۔

بَابُ الصَّدَقَةِ مِنْ غُلُولٍ

باب حرام مال میں سے صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2523 - أَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الذَّارِعُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - قَالَ وَأَنْبَأَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ - وَاللَّفْظُ لِبِشْرٍ - عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الْمَلِيحِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لاَ يَقْبَلُ صَلاَةً بِغَيْرِ طُهُورٍ وَلاَ صَدَقَةً مِنْ غُلُولٍ".

☆☆ ابو ملیح اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز قبول نہیں کرتا اور حرام مال میں سے صدقہ قبول نہیں کرتا۔

حلال مال سے صدقہ قبول ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کھجور برابر (خواہ صورت میں خواہ قیمت میں،) حلال کمائی میں خرچ کرے (اور یہ جان لو کہ) اللہ تعالیٰ صرف مال حلال قبول کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے اور پھر اس صدقہ کو صدقہ دینے والے کے لئے اسی طرح پالتا ہے۔ جیسا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنا بچھڑا پالتا ہے یہاں تک کہ وہ (صدقہ یا اس کا ثواب) پہاڑ کی مانند ہو جاتا ہے۔

(بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 387)

کسب کے معنی ہیں جمع کرنا یہاں "کسب طیب" سے مراد وہ مال ہے جسے حلال ذریعوں سے جمع کیا جائے یعنی شرعی اصولوں کے تحت ہونے والی تجارت وصنعت زراعت وملازمت اور وراثت یا حصہ میں حاصل ہونے والا مال۔ "ولا یقبل اللہ الا الطیب" (اللہ تعالیٰ صرف حلال مال قبول کرتا ہے) میں اسی طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ الوہیت میں صرف وہی صدقہ قبول ہوتا ہے جو حلال مال کا ہو، غیر حلال مال قبول نہیں ہوتا نیز اس سے یہ نکتہ بھی پیدا ہوا کہ حلال مال اچھی اور نیک جگہ ہی خرچ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اپنے داہنے ہاتھ سے قبول کرتا ہے۔

2523-تقدم (الحديث 139) .

مطلب یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کیا جانے والا حلال مال بارگاہ الوہیت میں کمال قبول کو پہنچتا ہے اور اللہ تعالیٰ حلال مال خرچ کرنے والے سے بہت زیادہ خوش ہوتا ہے اسی مفہوم کو یہاں "داہنے سے لینے" سے اس لئے محاورۃ اور عرفاً تعبیر کیا گیا ہے کہ پسندیدہ اور محبوب چیز داہنے ہاتھ ہی سے لی جاتی ہے۔ "پالتا" ہے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس صدقے کے ثواب کو بڑھاتا جاتا ہے تاکہ وہ قیامت کے روز میزانِ عمل میں گراں ثابت ہو۔

صدقہ کی پرورش ہونے کا بیان

2524 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا تَصَدَّقَ اَحَدٌ بِصَدَقَةٍ مِّنْ طَيِّبٍ وَّلَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَّا الطَّيِّبَ اِلَّا اَخَذَهَا الرَّحْمٰنُ عَزَّ وَجَلَّ بِيَمِيْنِهٖ وَاِنْ كَانَتْ تَمْرَةً فَتَرْبُوْ فِىْ كَفِّ الرَّحْمٰنِ حَتّٰى تَكُوْنَ اَعْظَمَ مِنَ الْجَبَلِ كَمَا يُرَبِّىْ اَحَدُكُمْ فَلُوَّهٗ اَوْ فَصِيْلَهٗ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جو شخص بھی حلال مال میں سے صدقہ کرتا ہے' ویسے اللہ تعالیٰ صرف حلال مال کو ہی قبول کرتا ہے' تو اللہ تعالیٰ اس صدقے کو اپنے دست قدرت میں لے لیتا ہے' اگرچہ وہ ایک کھجور ہی کیوں نہ ہو' پھر وہ پروردگار کے دست قدرت میں پھلتی پھولتی رہتی ہے' یہاں تک کہ پہاڑ سے زیادہ بڑی ہو جاتی ہے' یہ بالکل اسی طرح ہوتا ہے' جس طرح کوئی شخص اپنے گھوڑے یا اونٹ کے بچے کی پرورش کرتا ہے (اور اسے بڑا کر دیتا ہے)۔

بَابُ جَهْدِ الْمُقِلِّ .

یہ باب تنگ دست شخص کا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2525 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ عُثْمَانُ بْنُ اَبِىْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَلِيٍّ الْاَزْدِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُبْشِيٍّ الْخَثْعَمِيِّ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَىُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "اِيْمَانٌ لَا شَكَّ فِيْهِ وَجِهَادٌ لَا غُلُوْلَ فِيْهِ وَحَجَّةٌ مَّبْرُوْرَةٌ" . قِيْلَ فَاَىُّ الصَّلَاةِ اَفْضَلُ قَالَ "طُوْلُ الْقُنُوْتِ" . قِيْلَ فَاَىُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "جَهْدُ الْمُقِلِّ" . قِيْلَ فَاَىُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ قَالَ "مَنْ هَجَرَ مَا

2524-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة من كسب طيب (الحديث 1410) تعليقاً، و في التوحيد، باب قول الله تعالى (تعرج الملائكة والروح اليه) و قوله جل ذكره (اليه يصعد الكلم الطيب) (الحديث 7430) تعليقاً . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب قبول الصدقة من الكسب الطيب و تربيتها (الحديث 63) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في فضل الصلاة (الحديث 661) و اخرجه النسائي في التفسير: سورة التوبة، قوله التوبة، قوله تعالى (اولم يعلموا ان الله هو يقبل التوبة عن عباده) (الحديث 247)، واخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فضل الصدقة (الحديث 1842) . تحفة الاشراف (13379) .

2525-اخرجه ابو داؤد في الصلاة، باب طول القيام (الحديث 1449) . و الحديث عند: النسائي في الايمان و شرائعه، ذكر افضل الاعمال (الحديث 5001) . تحفة الاشراف (5241) .

حَرَّمَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ". قِيلَ فَأَيُّ الْجِهَادِ أَفْضَلُ قَالَ "مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِكِينَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ". قِيلَ فَأَيُّ الْقَتْلِ أَشْرَفُ قَالَ "مَنْ أُهْرِيقَ دَمُهُ وَعُقِرَ جَوَادُهُ".

حضرت عبداللہ بن حبشی خثعمی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا: کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ایسا ایمان جس میں شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں (مالِ غنیمت میں) خیانت نہ ہو اور مبرور حج۔ عرض کی گئی: کون سی نماز زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جس میں طویل قیام کیا جائے' عرض کی گئی: کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے فرمایا: جو تنگ دست شخص کرتا ہے' عرض کی گئی: کون سی ہجرت زیادہ فضیلت رکھتی ہے؟ آپ نے فرمایا: جو شخص ہر اس چیز سے لاتعلق ہو جائے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے' عرض کی گئی: کون سا جہاد زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کا جہاد جو اپنے مال اور جان کے ہمراہ مشرکین کے ساتھ لڑائی کرتا ہے' عرض کی گئی: کون سا قتل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جس کا خون بہا دیا گیا ہو اور گھوڑے کو دفن کر دیا گیا ہو (یعنی جو بھرپور جنگ میں حصہ لینے کے بعد قتل ہو)۔

کم مال رکھنے والے کے صدقہ کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کونسا صدقہ زیادہ ثواب کا باعث ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کم مال رکھنے والے کی زیادہ سعی وکوشش اور صدقہ کا مال پہلے اس شخص کو دو جس کی ضروریات زندگی تمہاری ذات سے وابستہ ہوں۔ (ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 437)

کم مال رکھنے والے کی زیادہ سعی وکوشش کا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کا صدقہ زیادہ افضل ہے جو اگرچہ بہت کم مال کا مالک ہے لیکن صدقہ دینے کے معاملے میں اپنی پوری سعی وکوشش اور مشقت کرتا ہے اور جو کچھ اس کے بس میں ہوتا ہے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے دریغ نہیں کرتا۔

اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ بہترین صدقہ وہ ہے جو حالت غنا میں دیا جائے جب کہ یہ حدیث اس صدقہ کو افضل قرار دے رہی ہے جو مال کی کمی کی حالت میں دیا جائے لہٰذا ان دونوں روایتوں کی تطبیق یہ ہوگی کہ صدقہ کی فضیلت کا تعلق اشخاص وحالات اور قوت توکل وضعف یقین کے تفاوت سے ہے پہلی حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جو توکل کے معیار پر پورے نہ اترتے ہوں اور یہ حدیث ان لوگوں کے بارے میں ہے جنہیں کامل توقع ویقین کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

بعض حضرات فرماتے ہیں کہ یہاں حدیث میں مقل یعنی کم مال والے سے غنی القلب یعنی وہ شخص مراد ہے جس کا دل غنی و بے پرواہ ہو اس صورت میں یہ حدیث پہلی حدیث کے الفاظ خیر الصدقۃ ما کان عن ظہر غنی کے موافق ہو جائے گی۔ اس طرح حاصل یہ نکلے گا کہ اس شخص کا تھوڑا سا صدقہ بھی کہ جو کم مال دار مگر غنی دل ہو مالدار کے صدقہ سے افضل ہے خواہ اس کا صدقہ کتنا ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔

صدقے والے درہم کی اہمیت کا بیان

2526 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِیْ سَعِيْدٍ وَالْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ" . قَالُوْا وَكَيْفَ قَالَ دِرْهَمَانِ تَصَدَّقَ بِاَحَدِهِمَا وَانْطَلَقَ رَجُلٌ اِلٰى عُرْضِ مَالِهٖ فَاَخَذَ مِنْهُ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

ایک درہم ایک ہزار درہم پر سبقت لے جاتا ہے' لوگوں نے دریافت کیا: وہ کس طرح؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص کے پاس دو درہم ہوں اور وہ ان میں سے ایک درہم کو صدقہ کر دے جبکہ دوسرا شخص اپنے مال میں جاتا ہے اور اس میں سے ایک ہزار درہم جو اس کے مال کا کچھ حصہ بنتا ہے' لیتا ہے اور اسے صدقہ کر دیتا ہے۔

2527 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفٍ" . قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ قَالَ "رَجُلٌ لَهٗ دِرْهَمَانِ فَاَخَذَ اَحَدَهُمَا فَتَصَدَّقَ بِهٖ وَرَجُلٌ لَهٗ مَالٌ كَثِيْرٌ فَاَخَذَ مِنْ عُرْضِ مَالِهٖ مِائَةَ اَلْفٍ فَتَصَدَّقَ بِهَا" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک درہم ایک لاکھ درہم پر سبقت لے جاتا ہے' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! وہ کیسے؟ آپ نے ارشاد فرمایا: ایک شخص کے پاس دو درہم ہوتے ہیں' وہ ان میں سے ایک کو لے کر اسے صدقہ کر دیتا ہے جبکہ دوسرے شخص کے پاس زیادہ مال ہوتا ہے' وہ اپنے مال سے کچھ مال جو ایک لاکھ درہم ہے' اسے لیتا ہے اور صدقہ کر دیتا ہے۔

2528 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُنَا بِالصَّدَقَةِ فَمَا يَجِدُ اَحَدُنَا شَيْئًا يَتَصَدَّقُ بِهٖ حَتّٰى يَنْطَلِقَ اِلَى السُّوْقِ فَيَحْمِلَ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَجِیْءَ بِالْمُدِّ فَيُعْطِيَهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّیْ لَاَعْرِفُ الْيَوْمَ رَجُلًا لَهٗ مِائَةُ اَلْفٍ مَا كَانَ لَهٗ يَوْمَئِذٍ دِرْهَمٌ .

2526-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (13057) .

2527-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12328) .

2528-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اتقوا النار و لو بشق تمرة و القليل من الصدقة (الحديث 1415) بنحوه و (الحديث 1416)، و في الاجارة، باب من آجر نفسه ليحمل على ظهره ثم تصدق به و اجر الحمال (الحديث 2273)، و في التفسير، باب (الذين يلمزون المطوعين من المومنين في الصدقات) (الحديث 4668 و 4669) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحمل اجرة يتصدق بها، و النهي الشديد عن تنقيص المتصدق بقليل (الحديث 72) بنحوه . و اخرجه النسائي في الزكاة، جهد المقل (الحديث 2529) بنحوه، وفي التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى (الذين يلمزون المطوعين من المومنين) (الحديث 243) . و اخرجه ابن ماجه في الزهد، باب معيشة اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 4155) . تحفة الاشراف (9991) .

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں صدقہ کرنے کی ہدایت کیا کرتے تھے تو ہم میں سے کسی ایک شخص کو کوئی ایسی چیز نہیں ملتی تھی جسے وہ صدقہ کر سکے تو وہ بازار چلا جاتا تھا' وہاں وہ اپنی پیٹھ پر بوجھ اٹھاتا تھا' اور پھر اس کے ذریعے ایک مُد لا کر وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا' آج میں اس شخص کو جانتا ہوں کہ اس شخص کے پاس ایک لاکھ درہم ہیں' حالانکہ اس وقت اس کے پاس ایک درہم بھی نہیں ہوتا تھا (حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ کا اشارہ ان کی اپنی ذات کی طرف تھا)۔

2529 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِیْ وَائِلٍ عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ لَمَّا اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَتَصَدَّقَ اَبُوْ عَقِيْلٍ بِنِصْفِ صَاعٍ وَّجَآءَ اِنْسَانٌ بِشَىْءٍ اَكْثَرَ مِنْهُ فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَغَنِیٌّ عَنْ صَدَقَةِ هٰذَا وَمَا فَعَلَ هٰذَا الْاٰخَرُ اِلَّا رِيَآءً فَنَزَلَتِ (اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ) .

☆☆ حضرت ابومسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کی ہدایت کی تو ابوعقیل نے نصف صاع صدقہ کیا' ایک شخص اس سے زیادہ مال لے آیا تو منافقین نے کہا: اللہ تعالیٰ اتنے صدقے سے بے نیاز ہے' اور اس دوسرے شخص نے صرف ریاکاری کے طور پر صدقہ کیا ہے (یعنی جس نے زیادہ مال دیا تھا) تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی:

''جو لوگ' خوشی سے صدقہ کرنے والے مؤمنین پر' صدقہ کرنے کے حوالے سے ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں اور ان لوگوں پر الزام لگاتے ہیں جو صرف محنت مزدوری کر کے ہی (کچھ کما کر صدقہ کر سکتے ہیں)''۔

رضائے الٰہی کے حصول کے لیے صحابہ کرام کا اپنی محبوب چیزوں کو صدقہ کرنا

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مدینہ میں کھجوروں کے لحاظ سے سب سے زیادہ مالدار تھے اور ان کا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحا کا باغ تھا یہ مسجد (نبوی) کے سامنے تھا رسول اللہ باغ میں داخل ہوتے اور اس کا میٹھا پانی پیتے حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو تب حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ اٹھ کر رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس گئے اور عرض کیا: یارسول! بے شک اللہ فرماتا ہے: تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ اور بے شک میرا سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحا ہے اور یہ اللہ کی راہ میں صدقہ ہے اور میں اللہ کے نزدیک اس کی نیکی اور آخرت میں اس کے اجر کی توقع رکھتا ہوں یارسول! آپ جہاں مناسب سمجھیں اس کو رکھیں تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا چھوڑو یہ نفع بخش مال ہے یہ نفع بخش مال ہے اور میں نے سن لیا جو تم نے کہا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تم اس کو اپنے رشتہ داروں کو دے دو حضرت ابوطلحہ نے کہا یارسول اللہ (صلی

2529-تقدم (الحديث 2528) .

اللہ علیہ وسلم) میں ایسا ہی کروں گا پھر حضرت ابوطلحہ نے اس باغ کو اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔

(صحیح بخاری ج ۱ص ۱۹۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث سے حسب ذیل مسائل معلوم ہوئے:

(ا) زمینوں اور باغات کو اپنی ملکیت میں رکھنا جائز ہے اس میں ان لوگوں کا رد ہے جو زمینوں کی شخصی ملکیت کو نا جائز کہتے ہیں اور اس میں اس روایت کا بھی رد ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے کہ زمینوں کو نہ رکھو ورنہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

(ب) دوست کے باغ سے پانی پینا اور پھل کھانا جائز ہے اسی طرح اس کے مکان سے کھانا کھانا بھی جائز ہے بشرطیکہ اس کا دوست اس سے خوش ہوتا ہو نیز اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علماء کا باغات میں جانا جائز ہے۔

(ج) علماء اور صالحین سے مشورہ لینا جائز ہے خواہ مشورہ صدقہ و خیرات سے متعلق ہو یا کسی اور نفلی عبادت سے یا دنیا کا کوئی معاملہ ہو اور اپنی محبوب چیز کو خرچ کرنے کے متعلق بھی مشورہ کرنا جائز ہے۔

(د) اگر کسی مال کو مطلق وقف کیا جائے اور اس کے خرچ کرنے کی مد کو متعین نہ کیا جائے پھر بھی وقف کرنا صحیح ہے اور جب تک قبول نہ کیا جائے وکالت صحیح نہیں ہے۔

(ہ) اپنے رشتہ داروں اور خاندان کے دیگر غریبوں پر نفلی صدقہ کرنا دوسرے لوگوں پر صدقہ کرنے سے افضل ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا۔ تمہارے لیے دو اجر ہیں رشتہ داروں سے حسن سلوک کا اور صدقہ کا۔ نیز صحیح بخاری (کتاب الھبہ) میں ہے کہ جب حضرت میمون (رضی اللہ عنہ) نے اپنی ایک کنیز کو آزاد کر دیا تو آپ نے فرمایا اگر تم یہ اپنے ماموں کو دے دیتیں تو تمہیں زیادہ اجر ہوتا۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: ایوب بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (آیت) لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی خدمت میں اپنے محبوب گھوڑے کو لے کر آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ اللہ کی راہ میں ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ گھوڑا (ان کے بیٹے) حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو دے دیا حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اس پر رنجیدہ ہوئے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلمنے ان کی اس کیفیت کو دیکھا تو آپ نے فرمایا سنو بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس صدقہ کو قبول کر لیا ہے۔

(جامع البیان ج ۳ص ۲۴۷ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی متوفی ۷۷۴ھ لکھتے ہیں: امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ آیت یاد آئی (آیت) لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو میں نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتوں میں غور کیا کہ کون سی نعمت مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے تو میں نے دیکھا کہ ایک رومی کنیز تھی جو مجھے زیادہ محبوب تھی میں نے کہا یہ اللہ کے لیے آزاد ہے سو اب اگر میں اس کی طرف لوٹتا تو اس سے نکاح کر لیتا۔

(تفسیر القرآن ج ۲ص ۷۱ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ)

حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ ھ لکھتے ہیں: امام ابن جریر اور امام ابن المنذر نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ وہ ان کے لیے قیدیوں میں سے ایک کنیز خرید لیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کنیز کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم ہرگز نیکی نہیں حاصل کرسکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔ پھر آپ نے اس کنیز کو آزاد کردیا۔

امام عبد بن حمید ثابت بن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے کہا اے اللہ! تجھے علم ہے کہ مجھے اپنے مال میں سے اس گھوڑے کے سوا اور کوئی چیز محبوب نہیں ہے۔

حضرت زید رضی اللہ عنہ نے وہ گھوڑا مسکینوں پر خرچ کردیا پھر حضرت زید نے دیکھا کہ وہ لوگ اس گھوڑے کو فروخت کر رہے تھے انہوں نے نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اس گھوڑے کو خریدنے کے متعلق سوال کیا آپ نے ان کو خریدنے سے منع فرمایا:

امام احمد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس (پکی ہوئی) گوہ لائی گئی آپ نے اس کو خود کھایا نہ اس سے منع فرمایا میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آیا ہم یہ مسکینوں کو کھلا دیں؟ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جس چیز کو تم خود نہیں کھاتے وہ دوسروں کو بھی نہ کھلاؤ۔ امام ابن المنذر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شکر خرید کر اس کو صدقہ کردیتے ہم نے مشورہ دیا اگر آپ اس شکر کے بدلہ طعام خرید لیں تو ان سے ان کو بہت فائدہ ہوگا! حضرت ابن عمر نے فرمایا میں جانتا ہوں تم جو کچھ کہہ رہے ہو لیکن میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے یہ سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تم ہرگز نیکی حاصل نہیں کرسکو گے حتیٰ کہ اس چیز سے خرچ کرو جس کو تم پسند کرتے ہو۔

(الدر المنثور ج ۲ ص ۵۱ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ العظمیٰ ایران)

پسندیدہ اور محبوب مال کے معیار کا بیان

مال محبوب میں محبت سے مراد یہ ہے کہ جس چیز کی طرف نفس کا میلان ہو اور اس چیز میں اس کا دل اٹکا رہے اسی وجہ سے اس چیز کو خرچ کرنا نفس پر بہت شاق اور دشوار ہوتا ہے اور اسی بناء پر ان مسلمانوں کی مدح کی گئی ہے جو اپنی محبوب چیزوں کو خدا کی راہ میں خرچ کردیتے ہیں قرآن مجید میں ہے۔

(آیت) **ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا ویتیما و اسیرا . انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزآء ولا شکورا .** (الدھر: ۹۔۸)

ترجمہ: اور وہ طعام سے محبت کے باوجود مسکین یتیم اور قید کو کھلا دیتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تمہیں صرف اللہ کی رضا کے لیے کھلاتے ہیں ہم تم سے کوئی صلہ چاہتے ہیں نہ سپاس۔

بعض علماء نے کہا مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ انسان کو خود اس مال کی ضرورت ہو کیونکہ جو لوگ اپنی ضروریات کے باوجود مال کو دوسروں پر خرچ کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح فرمائی ہے۔

(آیت) ویوثرون علی انفسهم ولو کان بهم خصاصه ومن یوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون . . (الحشر:۹)

ترجمہ: اور وہ دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں خواہ انہیں (خود) شدید حاجت ہو اور جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے تو وہی لوگ کامیاب ہیں۔

اور بعض علماء نے یہ کہا کہ مال محبوب سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہو ردی خبیث اور نا قابل استعمال نہ ہو جیسے گلے سڑے پھل خراب ہو جانے کے بعد بدبودار کھانا بہت زیادہ بوسیدہ اور پھٹے ہوئے کپڑے ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

(آیت) یا یھا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون ولستم باخذیه الا ان تغمضوا فیه ۔ (البقرہ:۲۶۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کی راہ میں اپنی کمائی سے عمدہ چیزوں کو خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جن کو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کیا ہے اور جو ردی اور ناکارہ چیز ہو اس کو دینے کا ارادہ (بھی) نہ کرو کہ (راہ خدا میں) اسی میں سے خرچ کرنے لگو حالانکہ تم خود بھی اس کو لینے والے نہیں ہو سوا اس کے کہ تم چشم پوشی کرو۔

امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ روایت کرتے ہیں: حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص (کامل) مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اس چیز کو پسند نہ کرے جس کو وہ اپنے نفس کے لیے پسند کرتا ہے۔ (صحیح بخاری ج ا ص ۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث کا بھی یہی محمل ہے کہ انسان اپنے لیے ردی اور نا قابل استعمال چیز پسند نہیں کرتا سو وہ اپنے بھائی کے لیے بھی اس کو پسند نہ کرے۔

بعض دفعہ ایک چیز کسی کے مزاج کے موافق اور دوسرے شخص کی طبیعت کے مخالف ہوتی ہے مثلاً ذیابیطس کے مریض کے لیے میٹھی چیز اور بلند فشار دم (ہائی بلڈ پریشر) کے مریض کے لیے نمکین چیز اور گلسٹر ول اور یرقان کے مریض کے لیے چکنائی اور گوشت منع ہیں۔ گردہ میں پتھری کے مریض کے لیے چاول اور کیلشیم پر مشتمل دوسری اجناس منع ہیں جب کہ دوسرے تندرست شخص کے لیے ان چیزوں کا کھانا منع نہیں ہے اس لیے اس آیت اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شوگر کا مریض کسی صحت مند شخص کو میٹھی اور نشاستہ والی چیز نہ دے بلکہ وہ کسی شوگر کے مریض کو کھانے کے لیے ایسی چیز نہ دے جس کو وہ خود اس بیماری میں نقصان دہ سمجھتا ہے۔ البتہ صحت مند لوگوں کو ان چیزوں کا دینا اس آیت اور اس حدیث کے تحت داخل نہیں ہے۔

اسی طرح اہل ثروت بعض چیزوں کے استعمال کو اپنے معیار کے اعتبار سے لائق استعمال نہیں سمجھتے جب کہ ان کے نوکروں اور دوسرے غرباء کے لیے وہ چیزیں بہر حال نعمت ہوتی ہیں مثلاً قابل استعمال پرانے کپڑے پرانے بستر اور دوسری کارآمد چیزیں ہاں وہ اہل ثروت اپنے ہم مرتبہ دوسرے اہل ثروت کو ایسی چیزیں نہ دیں جن کو وہ اپنے معیار سے کم تر خیال کرتے ہیں۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ ھ روایت کرتے ہیں: حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہر شخص سے اس کی حیثیت اور اس کے رتبہ کے لحاظ سے سلوک کرو۔

(مقدمہ صحیح مسلم ج ۱ ص ۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ ھ)

مثلاً اگر کسی شخص کے ہاں امیر تاجر مہمان ہو تو اس کی مہمان نوازی اس کے رتبہ کے لحاظ سے کی جائے گی اور اگر کوئی غریب یا مزدور مہمان ہو تو اس کی مہمان نوازی اس کی حیثیت کے لحاظ سے کی جائے گی اسی طرح رشتہ داروں اور دوستوں سے بھی حسب سلوک کیا جائے گا۔

علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ اس آیت میں صدقہ سے مراد آیا صدقہ واجبہ ہے یا صدقہ نفلیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے صدقہ واجبہ مثلاً زکوۃ مراد ہے اور حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ اس سے مراد عام صدقات ہیں خواہ صدقات واجبہ ہوں یا صدقہ نفلیہ یعنی مسلمان جس چیز کو بھی اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ ایسی چیز ہو جس کو وہ خود بھی اپنے لیے پسند کرتا ہو اور وہ چیز ردی ناکارہ اور ناقابل استعمال نہ ہو اور اگر وہ چیز اس کی پسندیدہ اور محبوب ہے تو یہ بڑی فضیلت کی بات ہے خلاصہ یہ ہے کہ ناقابل استعمال چیز کا تو دینا جائز نہیں ہے اور پسندیدہ نفیس اور محبوب چیز کا دینا فضیلت اور رضائے الٰہی کا موجب ہے۔

اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ ان چیزوں میں سے خرچ کرو جو تمہاری پسندیدہ ہیں اس آیت میں من کا لفظ ہے اگر یہ من تبعیضیہ ہو تو معنی ہو گا تم اس وقت تک ہرگز نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک اللہ کی راہ میں اپنی بعض پسندیدہ چیزیں خرچ نہ کرو اور اس صورت میں پسندیدہ چیزوں سے محبوب اور نفیس چیزیں مراد ہوں گی اور اس آیت کا مطلب یہ ہو گا کہ نیکی حاصل کرنے کے لیے اللہ کی راہ میں اپنی تمام پسندیدہ چیزوں کو دینا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر کسی شخص نے زندگی میں دو چار بار بھی اپنی پسندیدہ اور محبوب چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے دی ہیں تو اس کا ابرار اور نیکوں میں شمار ہو گا اور اگر یہ من بیانیہ ہو تو اس کا معنی ہو گا: تم اس وقت تک نیکی حاصل نہیں کر سکو گے جب تک تم ان چیزوں کو خرچ نہ کرو جو تمہارے نزدیک پسندیدہ ہوں اور اب یہ ضروری ہو گا کہ کسی ناپسندیدہ چیز کو خرچ نہ کیا جائے اور اس صورت میں پسندیدہ کا معنی ہو گا جو چیزیں فی نفسہ صحیح اور لائق استعمال ہوں اور اللہ کی راہ میں کوئی ردی اور ناکارہ چیز نہ دی جائے۔ حاصل بحث یہ ہے کہ اس آیت میں من تبعیضیہ اور من بیانیہ دونوں درست ہیں اور من تبعیضیہ ہو تو پسندیدہ سے مراد محبوب چیزیں اور من بیانیہ ہو تو اس سے مراد قابل استعمال چیزیں ہیں بعض علماء اس گہرائی تک نہیں پہنچ سکے اور انہوں نے یہاں پر من کو مطلقا تبعیضیہ پر محمول کیا اور بعض نے من کو مطلقا بیانیہ پر محمول کیا۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ اس آیت میں بر سے کیا مراد ہے بعض علماء نے کہا اس سے مراد اعمال مقبولہ ہیں بعض علماء نے کہا اس سے مراد ثواب اور جنت ہے اور بعض علماء نے کہا اس سے مراد اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل اور اس کا احسان ہے۔ یعنی جب تک اللہ کی راہ میں اپنی پسندیدہ چیزوں کو نہ خرچ کرو اس وقت تک تمہارے اعمال مقبول نہیں ہو سکتے یا تم کو جنت نہیں ملے گی یا تم اس وقت تک اللہ تعالیٰ کے اکرام اور احسان کو نہیں پا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اورتم جس چیز کو بھی خرچ کرتے ہو اللہ اس کو خوب جاننے والا ہے۔

اس آیت کا معنی ہے تم جو کچھ بھی خرچ کرتے ہو اللہ تعالیٰ تم کو اس کی جزا دے گا خواہ وہ چیز کم ہو یا زیادہ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والا ہے اور اس سے کوئی چیز مخفی نہیں ہے اور اس کو علم ہے کہ تم نے کس وجہ سے خرچ کیا ہے اور اس خرچ کا باعث اور محرک کیا چیز ہے۔ آیا تم محض اخلاص سے اس کی رضا جوئی کے لیے خرچ کر رہے ہو یا نام ونمود کے لیے خرچ کر رہے ہو اور اللہ کی راہ میں عمدہ اور نفیس چیز خرچ کر رہے ہو یا ردی اور ناکارہ چیز خرچ کر رہے ہو سو اللہ تمہارے خرچ کرنے کے اعتبار سے تم کو جزاء دے گا۔ (تفسیر تبیان القرآن، لاہور)

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۔ (آل عمران،۹۲)

(۱) مالک واحمد وعبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں زیادہ کھجوروں والے تھے (یعنی ان کے کھجوروں کے باغ تھے) اور ان کے مالوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ مال ان کے نزدیک بیرحاء تھا اور یہ مسجد نبوی کے بالکل سامنے تھے نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) اس میں داخل ہو کر پانی پیتے تھے جس میں خوشبو تھی جب یہ آیت **لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شيء فان الله به عليم** نازل ہوئی ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت **لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون** اور میرے مالوں میں سے میرے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ مال بیرحاء ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے لئے صدقہ ہے میں امید کرتا ہوں اس کی نیکی کا اور اس کے ذخیرے کا اللہ کے نزدیک یارسول اللہ جہاں آپ پسند فرمائیں اس کو خرچ کریں رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا واہ واہ یہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے یہ تو بہت نفع دینے والا مال ہے تحقیق میں نے سن لیا جو کچھ تو نے کہا میرا خیال ہے کہ تو اس کو اپنے (غریب) رشتہ داروں میں بانٹ دے ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کرتا ہوں ایسا یارسول اللہ! پھر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے رشتہ داروں اور اپنے چچا کے بیٹوں میں تقسیم فرما دیا۔

ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا باغ صدقہ کرنا

(۲) عبد بن حمید، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن جریر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت **لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون** نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ہمارے مالوں کا سوال کیا ہے آپ گواہ بن جایئے کہ میں نے اپنی زمین جو بیرحاء میں ہے اللہ تعالیٰ کے لیے (صدقہ) کر دیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا اس زمین کو اپنے (غریب) رشتہ داروں کو دے دو چنانچہ انہوں نے یہ زمین حسان بن ثابت اور ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو دے دی۔

(۳) احمد، عبد بن حمید، ترمذی نے (اس کو صحیح کہا) ابن جریر وابن مردویہ نے لفظ آیت **لن تنالوا البر حتى تنفقوا مما تحبون** اور **من ذا الذي يقرض الله قرضا حسنا** نازل ہوئی تو ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ! میرا فلاں فلاں باغ صدقہ ہے اگر میں اس کی طاقت رکھتا کہ اس کو چھپا لوں تو میں یہ بات ظاہر نہ کرتا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا

اپنے خاندان کے (غریب) لوگوں کو دے دو۔

(۴) عبد بن حمید اور البز ار نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ مجھے اس آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نے حاضر کیا میں نے ان چیزوں کا ذکر کیا جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں۔ میں نے اپنی لونڈی مرجانہ رومی کے سوا اپنے نزدیک کسی چیز کو زیادہ محبوب نہیں پایا پھر میں نے کہا کہ یہ لونڈی اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے اگر میں کسی ایسی چیز کی طرف دوبارہ پلٹتا جس میں اللہ کی راہ میں دے دیا ہوتا تو پھر میں لونڈی سے نکاح کرتا بعد میں آپ نے حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے اس کا نکاح کر دیا۔

(۵) عبد بن حمید وابن جریر اور ابن المنذ ر نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کے لیے ایک باندی جلولاء کے قیدیوں میں سے خرید کر ان کی طرف بھیج دیں انہوں نے باندی خرید کر حضرت عمر کے پاس بھیج دی اور فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون پھر آپ نے (باندی) کو آزاد کر دیا۔

(۶) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذ ر اور ابن ابی حاتم نے محمد بن المنکد ر رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک گھوڑا لے کر آئے جس کو شبلہ کہا جاتا تھا اور ان کے نزدیک یہ مال سب سے زیادہ محبوب تھا عرض کیا یہ گھوڑا صدقہ ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قبول فرمایا اور ان ہی کے بیٹے اسامہ کو دے دیا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چہرہ کی طرف دیکھا اور فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تجھ سے اس کو قبول فرمالیا ہے۔

زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کا گھوڑا صدقہ کرنا

(۷) عبد الرزاق وابن جریر معمر کے طریق سے ایوب رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ اور دوسرے روایتوں سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر نازل ہوئی تو زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ایک گھوڑا لے کر آئے جو ان کو محبوب تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ اللہ کے راستہ میں (صدقہ) ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اس پر اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سوار فرما دیا زید رضی اللہ عنہ نے گویا اپنے دل میں کوئی اضطراب پایا جب نبی اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) نے زید کی اس کیفیت کو دیکھا تو فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اس کو قبول فرمالیا ہے۔

(۸) عبد بن حمید نے ثابت بن حجاج رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جب یہ آیات نازل ہوئی لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون تو زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ آپ جانتے کہ میرے پاس کوئی مال نہیں جو مجھے زیادہ محبوب ہو میرے اس گھوڑے سے (لہٰذا) میں اس کو مسکینوں پر صدقہ کرتا ہوں اور وہ اسے لگا تار بیچتے رہے اور یہ ان کو بہت پسند تھا تو انہوں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے دوبارہ خریدنے کے بارے میں پوچھا تو آپ نے خریدنے سے منع فرمادیا۔

(۹) ابن جریر نے میمون بن مہران رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے ابوذر سے سوال کیا کہ کون سے اعمال افضل ہیں؟ انہوں نے فرمایا نماز اسلام کا ستون اور جہاد عمل کا ستون ہے (یعنی سب سے بلند ہے) اور صدقہ عجیب چیز ہے اس آدمی نے کہا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! تو نے ایک ایسی چیز کو چھوڑ دیا جو میرے دل میں یہ بڑا معتبر عمل ہے میں نے آپ کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کون سا ہے؟ تو اس آدمی نے کہا روزہ تو انہوں نے فرمایا (یہ عمل بھی) عبادت ہے لیکن افضل عمل نہیں ہے اور یہ آیت تلاوت فرمائی لفظ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وصیت کا بیان

(۱۰) عبد بن حمید نے بنوسلیم کے ایک آدمی سے روایت کیا ہے کہ میں ابوذر رضی اللہ عنہ سے ربذ میں ملا جہاں ان کا اونٹوں کا ریوڑ تھا اور ان کا ایک کمزور چرانے والا تھا میں نے عرض کیا اے ابوذر رضی اللہ عنہ! کیا میں آپ کا ساتھ نہ بن جاؤں میں آپ کے اونٹوں کی حفاظت کروں اور میں آپ سے بعض وہ چیز حاصل کروں گا جو آپ کے پاس ہے شاید کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعہ نفع دے ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا ساتھی وہ ہے جو میری اطاعت کرے اگر تو میری اطاعت کرنے والا ہوگا تو میرا ساتھ ہوگا ورنہ نہیں میں نے عرض کیا وہ کیا چیز ہے کہ جس میں آپ مجھ سے اطاعت کا سوال کرتے ہیں ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا اپنے مال میں سے جب کوئی مال لانے کا کہوں تو سب سے افضل مال تلاش کر کے لائے فرمایا میں (یعنی جیسے کہوں وہ افضل اور عمدہ مال لائے) پھر راوی نے کہا میں ان کے پاس ٹھہرا رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان سے پانی کی حاجت کا ذکر کیا گیا تو انہوں نے فرمایا میرے پاس ایک اونٹ اونٹوں میں سے لے آ۔ میں نے اونٹ تلاش کیا سب سے اچھا اونٹ بڑا مطیع تھا میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا پھر مجھے ان کی حاجت اس اونٹ کی طرف یاد آ گئی تو میں نے اس کو چھوڑ دیا اور میں نے ایک اونٹنی کو پکڑا اس اونٹ کے بعد وہی سب سے اچھی تھی میں اس کو لے آیا انہوں نے اس سے نظر پھیر لی اور فرمایا اے بنوسلیم کے بھائی تو نے میری خیانت کی جب میں نے ان کی بات سمجھ لی اس بارے میں تو میں نے اس اونٹنی کا راستہ چھوڑ دیا اور میں اونٹ کی طرف واپس آیا میں نے پھر اسی اونٹ کو پکڑا اور اس کو لے آیا آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا دو دو آدمی اپنے عمل کا ثواب کمانا چاہتے ہیں دو آدمیوں نے کہا ہم آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ پھر اس کو رسی سے باندھ دو پھر اس کو ذبح کرو پھر آبادی کے گھر شمار کرو اور اس اونٹ کے گوشت کو ان کی تعداد کے مطابق بانٹ دو اور ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نہیں جانتا کہ تو میری وصیت کی حفاظت کرے گا تو اس پر غالب رہا یا تو بھول گیا تو میں تجھ کو معذور جانوں میں نے کہا میں آپ کی وصیت کو نہیں بھلا لیکن جب میں نے اونٹ تلاش کیے تو میں نے اسی اونٹ کو پایا جو ان میں افضل تھا میں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا تو میں نے تمہاری حاجت کو یاد کرتے ہوئے اس کو چھوڑ دیا تو نے اس کو نہیں چھوڑا تھا مگر میری حاجت کے لیے؟ بلاشبہ میری حاجت کا دن وہ ہے جس دن مجھے قبر میں رکھا جائے گا سو یہ دن میری حاجت کا ہوگا بلاشبہ مال میں تین شریک ہیں تقدیر اس بات کا انتظار نہیں کرتی اچھائی یا برائی کو لے جانے کا اور وارث انتظار کرتا ہے کہ تو کب مرے پورا پورا لیتا ہے اور تو مذمت کیا ہوا ہوتا ہے اور تیسرا تو خود اور اگر تو یہ چاہتا ہے کہ تو ان تینوں میں سے عاجز ترین نہ ہو پس تو ہرگز ایسا نہ ہو جا (کہ اللہ کے راستہ میں) بالکل ہی

مال خرچ نہ کرے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون اور بے شک یہ مال ان مالوں میں سے ہے جو مجھ کو زیادہ محبوب ہیں پس میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں اس کو اپنے لیے آگے بھیج دوں۔

(۱۱) احمد نے حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پاس ایک گوہ لائی گئی آپ نے اس کو نہیں کھایا اور نہ اس سے منع فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا ہم اس کو مسکینوں کو کھلا دیں؟ آپ نے فرمایا ان کو مت کھلاؤ ان چیزوں میں سے جن کو تم نہیں کھاتے ہو۔

(۱۲) ابونعیم نے حلیہ میں مجاہد کے طریق سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ جب یہ آیت لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون نازل ہوئی تو انہوں نے ایک لونڈی کو بلایا اور اس کو آزاد کر دیا۔

(۱۳) احمد نے الزہد میں ابن المنذر رابن ابی حاتم نے مجاہد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نماز کی حالت میں قرآن پڑھتا (جب) اس آیت پر پہنچے لفظ آیت لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون تو اپنی ایک لونڈی کو آزاد کر دیا نماز میں اشارہ کرتے ہوئے۔

(۱۴) ابن المنذر رنے نافع رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما شکر خرید کر اس کو صدقہ کر دیتے تھے ہم نے آپ سے عرض کیا اگر آپ اس قیمت سے غلہ خرید لیتے تو ان کے لیے یہ زیادہ نفع مند ہوتا تو انہوں نے فرمایا میں اس بات کو جانتا ہوں جو تم لوگ کہتے ہو لیکن میں نے اللہ تعالیٰ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لفظ آیت لن تنالوا البر حتّٰی تنفقوا مما تحبون اور ابن عمر خود شکر پسند فرماتے تھے (اس لیے اپنی پسندیدہ چیز شکر کو صدقہ فرماتے تھے)۔

(۱۵) ابن المنذر روابن ابی حاتم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ لفظ آیت لن تنالوا البر سے جنت مراد ہے۔

(۱۶) عبد بن حمید وابن جریر اور ابن المنذر رنے قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا ہے کہ ہرگز تم نیکی کو نہیں پہنچ سکتے یہاں تک کہ تم چاہتے ہو لفظ آیت وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم (یعنی جو کچھ تم کسی چیز میں سے خرچ کرتے ہو گھٹیا بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس کو جانتے ہیں) وہ (اللہ تعالیٰ کے ہاں) محفوظ ہے اس کا بدل عطا فرمائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو جاننے والے ہیں اور اس کی قدر دانی کرنے والے ہیں۔ (تفسیر در منثور، سورہ آل عمران ۹۲، بیروت)

باب الْيَدِ الْعُلْيَا .

یہ باب اوپر والے ہاتھ کی فضیلت میں ہے

2530 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سَعِيْدٌ وَّعُرْوَةُ سَمِعَا حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ سَاَلْتُهُ فَاَعْطَانِىْ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهُ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهُ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهُ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهُ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِىْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے عطا کر دیا' میں نے پھر مانگا' آپ نے عطا کر دیا' میں نے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مال سرسبز و شاداب اور میٹھا ہے' جو شخص اسے نفس کی رضامندی کے ساتھ حاصل کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ساتھ اسے حاصل کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اس شخص کی مثال اس شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

باب اَيَّتُهُمَا الْيَدُ الْعُلْيَا .

یہ باب ہے کہ کون سا ہاتھ اوپر والا شمار ہوتا ہے؟

2531 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ عِيْسٰى قَالَ اَنْبَاَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زِيَادِ بْنِ اَبِى الْجَعْدِ - عَنْ جَامِعِ بْنِ شَدَّادٍ عَنْ طَارِقِ الْمُحَارِبِيِّ قَالَ قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ النَّاسَ وَهُوَ يَقُوْلُ "يَدُ الْمُعْطِى الْعُلْيَا وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ اُمَّكَ وَاَبَاكَ وَاُخْتَكَ وَاَخَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت طارق محاربی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مدینہ منورہ آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت منبر پر کھڑے ہوئے لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرما رہے تھے: دینے والا ہاتھ اوپر والا ہوتا ہے اور تم اس شخص پر خرچ کرنے سے آغاز کرو جو تمہارے زیر کفالت ہے' تمہاری والدہ' تمہارا والد' تمہاری بہن' تمہارا بھائی' پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ قریبی عزیز ہیں۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

پوشیدہ صدقہ دینے کی اہمیت کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ نے زمین پیدا کی تو وہ ہلنے لگی پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو پیدا فرما کر انہیں زمین پر کھڑا کیا۔ چنانچہ زمین ٹھہر گئی فرشتوں کو پہاڑ کی سختی سے بڑا تعجب ہوا، وہ کہنے لگے کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز پہاڑوں سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں لوہا ہے

2530-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1472) مطولًا، و في الوصايا، باب تاويل قوله تعالى (من بعد وصية يوصي بها او دين) (الحديث 2750) مطولًا، و في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المولفة قلوبهم و غيرهم من الخمس، و نحوه (الحديث 3143) مطولًا، و في الرقاق، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (هذا المال خضرة حلوة) (الحديث 6441) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المنفقة و ان السفلى هي الآخذة (الحديث 96) . و اخرجه الترمذي في صفة القيامة، باب . 29 . (الحديث 2463) مطولًا و اخرجه النسائي في الزكاة، مسالة الرجل في امر لا بدله منه (الحديث 2601 و 2602) . تحفة الاشراف (3426) .

2531-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (4988) .

(کہ وہ پتھر کو بھی توڑ ڈالتا ہے) انہوں نے پوچھا کہ ہمارے پروردگار! کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز لوہے سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں آگ ہے (کہ وہ لوہے کو پگھلا دیتی ہے) پھر انہوں نے عرض کیا کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوق میں کوئی چیز آگ سے بھی زیادہ سخت ہے؟

پروردگار نے فرمایا ہاں پانی ہے (کہ وہ آگ کو بھی بجھا دیتا ہے) پھر انہوں نے پوچھا کہ ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز پانی سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں ہوا ہے (کہ وہ پانی کو بھی خشک کر دیتی ہے) پھر انہوں نے عرض کیا ہمارے پروردگار کیا تیری مخلوقات میں کوئی چیز ہوا سے بھی زیادہ سخت ہے؟ پروردگار نے فرمایا ہاں اور وہ ابن آدم کا صدقہ دینا ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنے دائیں ہاتھ سے اس طرح مال خرچ کرتا ہے کہ اسے بائیں ہاتھ سے بھی چھپاتا ہے امام ترمذی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (مشکوۃ المصابیح ،جلد دوم: رقم الحدیث، 422)

ابن آدم کا صدقہ دینا اس فعل کو اس لئے سب سے زیادہ سخت فرمایا ہے کہ انتہائی پوشیدگی سے کسی کو صدقہ دینے میں نفس امارہ کی مخالفت ،طبیعت و مزاج پر جبر اور شیطان ملعون کی مدافعت لازم آتی ہے جب کہ اس کے علاوہ مذکورہ بالا چیزوں یعنی پہاڑ ،لوہا اور آگ وغیرہ میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ چھپا کر صدقہ دینے میں نفس کی مخالفت اور شیطان کی مدافعت بایں طور لازم آتی ہے کہ فطری طور پر نفس یہ چاہتا ہے کہ جب میں کسی کو مال دوں تو لوگ دیکھیں اور میری تعریف کریں تا کہ مجھے دوسرے لوگوں پر فخر و امتیاز حاصل ہو لہٰذا جب اس نے عام نظروں سے چھپا کر اپنا مال کسی کو دیا تو اس نے گویا نفس امارہ کی مخالفت کی اور شیطان کو اپنے سے دور کیا۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ زیادہ سخت اس لئے ہے کہ اس کی وجہ سے رضاء مولیٰ حاصل ہوتی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ رضاء مولیٰ سب سے بڑی چیز ہے۔

باب اَلْيَدِ السُّفْلٰى ۔

یہ باب ہے کہ نیچے والے ہاتھ سے مراد کیا ہے؟

2532 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَذْكُرُ الصَّدَقَةَ وَالتَّعَفُّفَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ "اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَالْيَدُ الْعُلْيَا الْمُنْفِقَةُ وَالْيَدُ السُّفْلٰى السَّائِلَةُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقہ کرنے اور مانگنے سے بچنے کا تذکرہ کر رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اوپر والا ہاتھ خرچ کرنے والا ہے اور نیچے والا ہاتھ مانگنے والا ہے۔

2532-اخرجه البخاري في الزكاة، باب لا صدقة الا عن ظهر غنى (الحديث 1429) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المنفقة و ان السفلى هي الآخذة (الحديث 94) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1648) . تحفة الاشراف (8337) .

خفیہ صدقہ دینے کا بیان

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے اور تین شخص ایسے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ دشمن رکھتا ہے چنانچہ وہ اشخاص کہ جنہیں اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے ان میں سے ایک تو وہ شخص ہے کہ جس نے ایسے شخص کو صدقہ دیا جو ایک جماعت کے پاس آیا اور اس سے اللہ کی قسم دے کر کچھ مانگا یعنی یوں کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے اتنا مال یا اتنی چیز دو اس نے جماعت سے حق قرابت کی وجہ سے دیا جو اس کے اور جماعت کے درمیان تھا۔ مگر جماعت والوں نے اسے کچھ بھی نہیں دیا، چنانچہ ایک شخص نے جماعت کو پس پشت ڈالا اور آگے بڑھ کر سائل کو پوشیدہ طور پر دے دیا، سوائے اللہ کے اور اس شخص کے کہ جسے اس نے دیا اور کسی نے اس کے عطیہ کو نہیں جانا اور دوسرا وہ شخص ہے جو جماعت کے ساتھ تمام رات چلا یہاں تک کہ جب ان کے لئے نیند ان تمام چیزوں سے زیادہ جو نیند کے برابر ہیں پیاری ہوئی تو جماعت کے تمام فرد سو گئے مگر وہ شخص کھڑا ہوا (اللہ فرماتا ہے کہ) اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا اور میری آیتیں (یعنی قرآن کریم) پڑھنے لگا۔ اور تیسرا شخص وہ ہے جو لشکر میں شامل تھا جب دشمن سے مقابلہ ہوا تو اس کے لشکر کو شکست ہوگئی مگر وہ شخص دشمن کے مقابلے پر سینہ سپر ہوگیا یہاں تک کہ شہید ہوگیا یا فتح یاب اور وہ تین شخص جو اللہ کے نزدیک مبغوض ہیں ان میں سے ایک شخص تو وہ ہے جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، دوسرا شخص تکبر کرنے والا فقیر ہے اور تیسرا شخص دولت مند ظلم کرنے والا ہے (یعنی وہ شخص دولت مند ہوتے ہوئے قرض دینے والے کو قرض کی ادائیگی نہ کرے یا دوسروں کے ساتھ اور کسی ظلم کا معاملہ کرے) (ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 421)

حدیث کی ابتدا جس اسلوب سے ہوئی اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے مگر بعد کے اسلوب یعنی حدیث کے الفاظ یتملقنی۔ اور میرے سامنے گڑگڑانے لگا۔ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ ارشاد نبوی نہیں ہے بلکہ کلام الٰہی یعنی حدیث قدسی ہے اسلوب کے اس اختلاف کی توجیہ یہ کی جاتی ہے کہ یہ حدیث حقیقت میں تو ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے چونکہ اپنے نبی سے وہ کیفیت بیان کی جو اس کے اور اس کے بندے کے درمیان واقع ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر اس اصل کیفیت کو بیان کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا بعینہ قول نقل فرما دیا۔ الشیخ الزانی، جو بوڑھا ہونے کے باوجود زنا کرے، میں لفظ شیخ سے یا تو اس کے اصل معنی یعنی بوڑھا ہی مراد ہے یا پھر کہا جائے کہ یہاں شیخ سے بکر (کنوارے) کی ضد محصن (شادی شدہ) مراد ہے خواہ وہ بوڑھا ہو یا جوان، جیسا کہ اس آیت منسوخ میں ہے۔ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموا ھما البتۃ نکالا من اللہ و اللہ عزیز حکیم، شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت جب دونوں زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سزا ضروری ہے اللہ تعالیٰ غالب اور حکمت والا ہے۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ ہے خواہ وہ جوان ہو یا بوڑھا۔ تکبر کرنے والے فقیر کو بھی اللہ کے نزدیک مبغوض قرار دیا گیا ہے لیکن فقیر کا وہ تکبر مستثنیٰ ہے جو کسی متکبر کے ساتھ ہو بلکہ ایسے تکبر کو تو صدقہ قرار دیا گیا ہے یعنی اگر کوئی فقیر کسی متکبر کے ساتھ تکبر کرے تو وہ اللہ کے نزدیک مبغوض نہیں ہوگا۔ بلکہ اسے صدقہ کا ثواب ملے گا۔

چنانچہ حضرت بشیر بن حارث کے بارے میں منقول ہے کہ ایک مرتبہ انہوں نے امیرالمومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خواب میں دیکھا تو ان سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین مجھے کوئی نصیحت فرمایئے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مالداروں کو ثواب الٰہی کے حصول کی خاطر فقیروں سے مہربانی کا معاملہ کرنا بہت ہی بہتر ہے اور فقیروں کو اللہ پر توکل اور اعتماد کے جذبے سے مالداروں سے تکبر کا معاملہ کرنا بہت بہتر ہے۔ جن بری خصلتوں کا ذکر کیا گیا اگرچہ وہ سب ہی کے حق میں بری ہیں لیکن ان تینوں کے حق میں چونکہ بہت ہی زیادہ بری ہیں جس کا سبب ظاہر ہے اس لئے یہ اللہ کے دشمن قرار دیئے گئے ہیں۔

باب الصَّدَقَةِ عَنْ ظَهْرِ غِنًى .

یہ باب ہے کہ ایسا صدقہ جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو

2533 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا بَكْرٌ عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جس کو کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو جائے اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے اور تم اپنے زیر کفالت سے آغاز کرو (یعنی سب سے پہلے اسے صدقہ دو)۔

باب تَفْسِيْرِ ذٰلِكَ .

یہ باب اس کی وضاحت میں ہے

2534 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلاَنَ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَصَدَّقُوْا" . فَقَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ عِنْدِىْ دِيْنَارٌ .

قَالَ "تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى نَفْسِكَ" . قَالَ عِنْدِىْ اٰخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى زَوْجَتِكَ" . قَالَ عِنْدِىْ اٰخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى وَلَدِكَ" . قَالَ عِنْدِىْ اٰخَرُ . قَالَ "تَصَدَّقْ بِهٖ عَلٰى خَادِمِكَ" . قَالَ عِنْدِىْ اٰخَرُ . قَالَ "اَنْتَ اَبْصَرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تم لوگ صدقہ کرو' ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے پاس ایک دینار ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تم اپنے اوپر خرچ کرلو' اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تم اپنی بیوی پر خرچ کرلو' اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تم اپنے بچوں پر خرچ کرلو' اس نے عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: وہ تم اپنے خادم پر خرچ کرلو' اس نے

2533-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (14144) .

2534-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في صلة الرحم (الحديث 1691) . واخرجه النسائي في عشرة النساء، ايجاب نفقة المراة و كسوتها (الحديث 299) . تحفة الاشراف (13041) .

عرض کی: میرے پاس ایک اور بھی ہے' آپ نے فرمایا: پھر تم زیادہ سمجھدار ہو۔

باب اِذَا تَصَدَّقَ وَهُوَ مُحْتَاجٌ اِلَيْهِ هَلْ يُرَدُّ عَلَيْهِ ۔

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص کوئی چیز صدقہ کرتا ہے اور وہ خود اس کا ضرورت مند ہوتا ہے تو کیا وہ چیز اسے واپس کی جا سکتی ہے؟

2535 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَجْلَانَ عَنْ عِيَاضٍ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ اَنَّ رَجُلًا دَخَلَ الْمَسْجِدَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ۔

ثُمَّ جَآءَ الْجُمُعَةَ الثَّانِيَةَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ فَقَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ۔ ثُمَّ جَآءَ الْجُمُعَةَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ "صَلِّ رَكْعَتَيْنِ" ۔ ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقُوْا" ۔ فَتَصَدَّقُوْا فَاَعْطَاهُ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ قَالَ "تَصَدَّقُوْا" ۔ فَطَرَحَ اَحَدَ ثَوْبَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلَمْ تَرَوْا اِلٰى هٰذَا اِنَّهٗ دَخَلَ الْمَسْجِدَ بِهَيْئَةٍ بَذَّةٍ فَرَجَوْتُ اَنْ تَفْطُنُوْا لَهٗ فَتَصَدَّقُوْا عَلَيْهِ فَلَمْ تَفْعَلُوْا فَقُلْتُ تَصَدَّقُوْا ۔ فَتَصَدَّقْتُمْ فَاَعْطَيْتُهٗ ثَوْبَيْنِ ثُمَّ قُلْتُ تَصَدَّقُوْا ۔ فَطَرَحَ اَحَدَ ثَوْبَيْهِ خُذْ ثَوْبَكَ" ۔ وَانْتَهَرَهٗ ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ایک شخص جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خطبہ دے رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم دو رکعات ادا کرلو' پھر وہ دوسرے جمعہ آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت بھی خطبہ دے رہے تھے' آپ نے فرمایا: تم دو رکعات نماز ادا کرلو' پھر جب وہ تیسرے جمعے آیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم دو رکعات نماز ادا کرلو' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو' تو لوگوں نے صدقہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو دو کپڑے دیئے' پھر نبی اکرم نے فرمایا: تم لوگ صدقہ کرو' تو اس شخص نے ان دونوں میں سے ایک کپڑا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم لوگوں نے اس شخص کا جائزہ لیا ہے' یہ شخص انتہائی خستہ حالت میں مسجد میں آیا تھا' مجھے یہ اُمید تھی کہ تم اس کی حالت کو سمجھ جاؤ گے اور اسے کوئی چیز صدقہ کرو گے' لیکن تم لوگوں نے ایسا نہیں کیا' پھر میں نے کہا: تم لوگ صدقہ کرو' تو تم لوگوں نے صدقہ کر دیا' اس میں سے میں نے اسے دو کپڑے دیئے' پھر میں نے یہ کہا کہ تم لوگ صدقہ کرو تو اس نے ان دونوں میں سے ایک کپڑا پیش کر دیا (پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا:) تم اپنا کپڑا لو اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ناراضگی کا اظہار کیا۔

باب صَدَقَةِ الْعَبْدِ ۔

یہ باب غلام کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2535-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الرجل يخرج من ماله (الحديث 1675) مختصراً ۔ و الحديث عند : الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في الركعتين اذا جاء الرجل و الامام يخطب (الحديث 511) ۔ تحفة الاشراف (4274) ۔

2536 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَبِىْ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَيْرًا مَوْلٰى اٰبِى اللَّحْمِ قَالَ اَمَرَنِىْ مَوْلَاىَ اَنْ اُقَدِّدَ لَحْمًا فَجَاءَ مِسْكِيْنٌ فَاَطْعَمْتُهُ مِنْهُ فَعَلِمَ بِذٰلِكَ مَوْلَاىَ فَضَرَبَنِىْ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَاهُ فَقَالَ "لِمَ ضَرَبْتَهُ" . فَقَالَ يُطْعِمُ طَعَامِىْ بِغَيْرِ اَنْ اٰمُرَهُ وَقَالَ مَرَّةً اُخْرٰى بِغَيْرِ اَمْرِىْ قَالَ "اَلْاَجْرُ بَيْنَكُمَا" .

☆☆ حضرت آبی اللحم کے غلام عمیر بیان کرتے ہیں: میرے آقا نے مجھے یہ ہدایت کی کہ میں ان کے لیے گوشت کاٹ دوں' پھر ایک غریب شخص آ گیا تو میں نے اس میں سے کچھ گوشت اسے کھانے کے لیے دے دیا' جب میرے آقا کو اس بات کا پتہ چلا تو انہوں نے میری پٹائی کی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں بلایا اور فرمایا: تم نے اسے کیوں مارا ہے؟ انہوں نے عرض کی: اس نے میری اجازت کے بغیر میرے اناج میں سے کھانا کھلا دیا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم دونوں کو اجر ملے گا۔

شرح

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عمیر کی شکایت پر ان کے آقا ابواللحم سے جو کچھ کہا یا عمیر کے ساتھ جوروبیہ اختیار کیا اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ مالک کے مال میں غلام وملازم کو مطلقاً تصرف کا حق حاصل ہے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو صرف اس بات پر ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا کہ غلام وملازم کو کسی ایسی بات پر مارا جائے جسے مالک تو غلطی یا اپنا نقصان تصور کرتا ہے مگر حقیقت میں وہ مالک کے حق میں غلطی یا نقصان نہیں ہے بلکہ اس کے اس میں بہتری و بھلائی ہے۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابواللحم رضی اللہ عنہ کو ترغیب دلائی کہ ان کے غلام نے ان کے حق میں چونکہ بہتر اور نیک کام ہی کیا ہے۔اس لئے اس سے درگزر کریں اور ثواب کو غنیمت جانیں جو ان کا مال خرچ ہونے کی وجہ سے انہیں ملا ہے۔ گویا یہ ابواللحم کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی اور تعلیم تھی نہ کہ عمیر کے فعل کی تقریر یعنی عمیر کے فعل کو آپ نے جائز قرار نہیں دیا۔

2537 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِى ابْنُ اَبِىْ بُرْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ" . قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَجِدْهَا قَالَ "يَعْتَمِلُ بِيَدِهٖ فَيَنْفَعُ نَفْسَهٗ وَيَتَصَدَّقُ" . قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ "يُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ" . قِيْلَ فَاِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ "يَاْمُرُ بِالْخَيْرِ" . قِيْلَ اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

2536-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ما انفق العبد من مال مولاه (الحديث 82) بمعناه، و (83) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما للعبد ان يعطي و يتصدق (الحديث 2297) بمعناه . تحفة الاشراف (10899) .

2537-اخرجه البخاري في الزكاة، صدقة العبد (الحديث 1445)، و في الادب، باب كل معروف صدقة (الحديث 6022) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف (الحديث 55) . تحفة الاشراف (9087) .

ہر مسلمان پر صدقہ کرنا لازم ہے' عرض کی گئی: آپ کا کیا خیال ہے اگر کسی کو صدقہ کرنے کے لیے کوئی چیز نہیں ملتی؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص اپنے ہاتھ کے ذریعے کام کرے اور اپنے آپ کو بھی نفع پہنچائے اور صدقہ بھی کرے' عرض کی: آپ کا کیا خیال ہے' اگر کوئی شخص ایسا نہ کر سکے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ کسی ضرورت مند شخص کی مدد کر دے' عرض کی گئی: اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر وہ بھلائی کا حکم دے' عرض کی گئی: آپ کا کیا خیال ہے اگر وہ یہ بھی نہ کر سکے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر وہ برائی کرنے سے بچ جائے' یہ بھی صدقہ ہوگا۔

شرح

اپنے آقا و مالک کے مال میں سے صدقہ و خیرات دینے والے ملازم کے لئے اس حدیث میں چار شرطیں مذکور ہوئی ہیں۔ (۱) صدقہ و خیرات کے لئے مالک کا حکم ہونا (۲) مالک نے جتنا مال صدقہ میں دینے کا حکم دیا ہو وہ بغیر کسی کمی کے پورا دینا (۳) خوش دلی کے ساتھ دینا۔ اس شرط کا اس لئے ذکر کیا گیا ہے کہ مالک جو مال صدقہ میں دینے کا حکم دیتا ہے بعض ملازم اسے خوش دلی کے ساتھ نہیں دیتے (۴) مالک نے جس شخص کو مال دینے کا حکم دیا ہے اسی کو دینا اس کے علاوہ کسی دوسرے فقیر و مسکین کو نہ دینا۔ لفظ متصدقین (صدقہ دینے والے دو اشخاص) تثنیہ کے صیغہ کے ساتھ استعمال کیا گیا ہے یعنی ایک تو مالک کہ جس کا مال صدقہ میں دیا گیا اور دوسرا ملازم جس کے ذریعے صدقہ دیا گیا اس طرح ملازم ان دونوں میں ایک ہوا۔ مشکوۃ کے ایک اور صحیح نسخہ میں متصدقین جمع کے صیغے کے ساتھ منقول ہے اس طرح اس کے معنی یہ ہوں گے کہ ملازم بھی صدقہ دینے والوں میں سے ایک ہے۔ بہر حال حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ جو ملازم مسلمان اور امانت دار ہو کہ اس کا مالک صدقہ میں جو کچھ دینے کا حکم کرتا ہو وہ پورا پورا اور خوش دلی کے ساتھ دیتا ہو، نیز صدقہ کا مال اسی شخص کو دیتا ہو جس کو دینے کے لئے مالک نے حکم دیا ہو تو اس ملازم کو بھی اس کے مالک کے ثواب کی مانند ثواب ملتا ہے۔

باب صَدَقَةِ الْمَرْاَةِ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کے گھر میں سے کوئی چیز صدقہ کرنا

2538 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا وَائِلٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا تَصَدَّقَتِ الْمَرْاَةُ مِنْ بَيْتِ زَوْجِهَا كَانَ لَهَا اَجْرٌ وَّلِلزَّوْجِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ وَلَا يَنْقُصُ كُلُّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِنْ اَجْرِ صَاحِبِهٖ شَيْئًا لِلزَّوْجِ بِمَا كَسَبَ وَلَهَا بِمَا اَنْفَقَتْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

جب کوئی عورت اپنے شوہر کے گھر سے کوئی چیز صدقہ کرتی ہے' تو اس عورت کو اجر ملتا ہے اور اس کی مانند اس کے شوہر کو بھی اجر ملتا ہے' خزانچی کا بھی یہی حکم ہے اور ان دونوں میں سے کسی ایک کے اجر میں اپنے ساتھی کے اجر کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوتی

2538-اخرجه الترمذي في الزكاة، باب في نفقة المراة من بيت زوجها (الحديث 671) . تحفة الاشراف (16154) .

ہے' شوہر کو کمانے کا اجر ملتا ہے اور عورت کو خرچ کرنے کا اجر ملتا ہے۔

باب عَطِيَّةِ الْمَرْاَةِ بِغَيْرِ اِذْنِ زَوْجِهَا .

یہ باب ہے کہ عورت کا اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی چیز عطیہ دینا

2539 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ الْمُعَلِّمُ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ اَنَّ اَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ لَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَامَ خَطِيبًا فَقَالَ فِي خُطْبَتِهِ "لَا يَجُوْزُ لِامْرَاَةٍ عَطِيَّةٌ اِلَّا بِاِذْنِ زَوْجِهَا" . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کر لیا تو آپ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اس خطبہ کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

کسی بھی عورت کے لیے اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر کوئی عطیہ دینا جائز نہیں ہے۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

شرح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کا مطلب یہ ہے کہ جب شوہر کی اجازت کے بغیر ان چیزوں کو خرچ کرنا جائز نہیں ہے جو کھانے سے کم تر درجہ کی ہیں تو کھانا خرچ کرنا کیسے درست ہوگا، جب کہ یہ افضل ترین چیز ہے۔ بظاہر اس حدیث میں اور اس بارے میں ذکر کی گئی گزشتہ احادیث میں تعارض نظر آتا ہے لیکن ان احادیث کی تشریحات اگر سامنے ہوں تو پھر کوئی تعارض نظر نہیں آئے گا کیونکہ ان تشریحات کے ذریعے احادیث میں تطبیق بیان کر دی گئی ہے۔

باب فَضْلِ الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے کی فضیلت میں ہے

2540 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمَّادٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ فِرَاسٍ عَنْ عَامِرٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ اَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اجْتَمَعْنَ عِنْدَهُ فَقُلْنَ اَيَّتُنَا بِكَ اَسْرَعُ لُحُوقًا فَقَالَ "اَطْوَلُكُنَّ يَدًا" . فَاَخَذْنَ قَصَبَةً فَجَعَلْنَ يَذْرَعْنَهَا فَكَانَتْ سَوْدَةُ اَسْرَعَهُنَّ بِهِ لُحُوقًا فَكَانَتْ اَطْوَلَهُنَّ يَدًا فَكَانَ ذٰلِكَ مِنْ كَثْرَةِ الصَّدَقَةِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج آپ کی خدمت میں اکٹھی ہوئیں تو انہوں نے عرض کی: ہم میں سے کون سب سے پہلے آپ سے آن ملے گی؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا ہاتھ سب سے

2539-اخرجه ابو داؤد في البيوع والاجارات، باب في عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 3547) و اخرجه النسائي في العمرى، عطية المراة بغير اذن زوجها (الحديث 3766) . تحفة الاشراف (8683) .

2540-اخرجه البخاري في الزكاة، باب (الحديث 1420) . تحفة الاشراف (17619) .

زیادہ لمبا ہے' تو ان ازواج نے لکڑی کے ایک ٹکڑے کے ذریعے اپنے ہاتھوں کی پیمائش شروع کی تو سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ اندازہ ہوا کہ وہ سب سے پہلے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملیں گی کیونکہ ان کا ہاتھ سب سے زیادہ لمبا تھا۔

(راوی کہتے ہیں: حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد) بکثرت صدقہ کرنا تھی۔

شرح

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو مجھے یہ گوارا نہ ہوتا کہ تین راتیں گزر جائیں اور وہ تمام سونا یا اس کا کچھ حصہ علاوہ بقدر ادائے قرض کے میرے پاس موجود رہتا۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 357)

مطلب یہ ہے کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی سونا ہوتا تو میرے لئے سب سے زیادہ پسندیدہ بات یہ ہوتی کہ میں تمام سونا تین رات کے اندر اندر ہی لوگوں میں تقسیم کر دیتا، اس میں سے اپنے پاس کچھ بھی نہ رکھتا ہاں اتنا سونا ضرور بچا لیتا جس سے میں اپنا قرض ادا کر سکتا کیونکہ قرض ادا کرنا صدقہ سے مقدم ہے۔ اس ارشاد گرامی سے جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سخاوت فیاضی کا وصف سامنے آتا ہے وہیں یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جو لوگ اپنے مال وزر کی خیرات نکالتے ہیں اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اور اپنی آسائش وراحت کے ذرائع مہیا کرتے ہیں۔ مثلاً عالیشان بلڈنگیں بناتے ہیں کوٹھیاں تعمیر کرتے ہیں یا اسی قسم کی دوسرا آسائش زندگی کے لئے بے تحاشا مال خرچ کرتے ہیں مگر ان کے اوپر دوسرے لوگوں کے حقوق ہوتے ہیں وہ ان کے حقوق کی ادائیگی تو کیا کرتے ان کی طرف ان کا دھیان بھی کبھی نہیں جاتا تو یہ کوئی اچھی اور پسندیدہ بات نہیں ہے بلکہ شرعی طور پر انتہائی غلط ہے۔ شریعت واخلاق ہی نہیں بلکہ محض عقل و دانش اور انسانی ہمدردی کے نقطہ نظر سے بھی کیا یہ بات گوارا کی جاسکتی ہے کہ ایک شخص تو دولت وحرص وہوس کا پتلا بن کر اپنی تجوریاں بھرے بیٹھا ہوا بے مصرف مال وزر کے انبار لگائے ہوئے ہو۔

اور سونے چاندی کے خزانے جمع کئے مگر ایک دوسرا شخص اس کے آنکھوں کے سامنے نان جویں کے لئے بھی محتاج ہو اور اس کی تجوری کا منہ نہ کھلے، ایک غریب بھوک وافلاس کے مارے دم توڑ رہا ہو مگر اس کے اندر اتنی بھی ہمدردی نہ ہو کہ اس غریب کو کھانا کھلا کر اس کی زندگی کے چراغ کو بجھنے سے بچائے؟ جی ہاں! آج کے اس دور میں بھی جب کہ سوشلزم، مساوات اور انسانی بھائی چارگی وہمدردی کے نعرے ہمہ وقت فضا میں گونجتے رہتے ہیں کون نہیں دیکھتا کہ مال وزر کے بندے اپنی ادنیٰ سی خواہش کے لئے تجوریوں کے منہ کھول دیتے ہیں۔

اپنی دنیاوی آسائش وراحت کی خاطر مال وزر کے تختے بچھا دیتے ہیں مگر جب بھوک و پیاس سے بلکتا کوئی انہیں جیسا ان کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو ان کی جبین پر بل پڑ جاتے ہیں اور ان کے منہ سے نفرت وحقارت کے الفاظ ابلنے لگتے ہیں وہ شقی القلب یہ نہیں سوچتے کہ اگر معاملہ برعکس ہوتا تو ان کے جذبات واحساسات کیا ہوتے؟ لہٰذا جنگ زرگری کے موجودہ دور میں مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانی برادری کے لئے یہ ارشاد گرامی ایک دعوت عمل اور مینارہ نور ہے۔

بَاب اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ .

یہ باب ہے کہ کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟

2541 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ اَبِیْ زُرْعَةَ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ قَالَ "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيحٌ شَحِيحٌ تَاْمُلُ الْعَيْشَ وَتَخْشَى الْفَقْرَ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا صدقہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تم ایسی حالت میں صدقہ کرو جبکہ تم تندرست بھی ہو اور تمہیں مال کا لالچ بھی ہو اور تمہیں زندگی کی اُمید بھی ہو اور تمہیں غریب ہو جانے کا اندیشہ بھی ہو۔

2542 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوْسَى بْنَ طَلْحَةَ اَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ حَدَّثَهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہوتا ہے اور تم اپنے زیر کفالت پر خرچ کرنے سے آغاز کرو۔

2543 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَّابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے کرنے کے بعد آدمی تنگ دست نہ ہو جائے اور تم اپنے زیر کفالت پر خرچ کرنے کا آغاز کرو۔

2541-اخرجه البخاري في الزكاة، باب فضل صدقة الشحيح الصحيح (الحديث 1419)، و في الوصايا، باب الصدقة عند الموت (الحديث 2748) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان افضل الصدقة صدقة الصحيح الشحيح (الحديث 92 و 93) . و اخرجه في الوصايا، باب ما جاء في كراهية الاضرار في الوصية (الحديث 2865) و اخرجه النسائي في الوصايا، الكراهية في تاخير الوصية (الحديث 3613) . تحفة الاشراف (14900) .

2542-اخرجه مسلم في الزكاة، باب بيان ان اليد العليا خير من اليد السفلى و ان اليد العليا هي المنفقة و ان السفلى هي الآخذة (الحديث 95) . تحفة الاشراف (3435) .

2543-اخرجه البخاري في الزكاة، باب لا صدقة الا عن ظهر غني (الحديث 1426) . تحفة الاشراف (13340) .

2544 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ يَزِيْدَ الْاَنْصَارِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰى اَهْلِهٖ وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَانَتْ لَهٗ صَدَقَةً".

☆☆ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جب کوئی شخص اپنی بیوی پر خرچ کرتا ہے وہ اس کے ذریعے ثواب کی اُمید رکھتا ہے تو یہ چیز اس کے لیے صدقہ شمار ہو گی۔

2545 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَعْتَقَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِىْ عُذْرَةَ عَبْدًا لَّهٗ عَنْ دُبُرٍ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَلَكَ مَالٌ غَيْرُهٗ". قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّشْتَرِيْهِ مِنِّىْ". فَاشْتَرَاهُ نُعَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعَدَوِىُّ بِثَمَانِمِائَةِ دِرْهَمٍ فَجَآءَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَفَعَهَا اِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِبْدَاْ بِنَفْسِكَ فَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا فَاِنْ فَضَلَ شَىْءٌ فَلِاَهْلِكَ فَاِنْ فَضَلَ شَىْءٌ عَنْ اَهْلِكَ فَلِذِىْ قَرَابَتِكَ فَاِنْ فَضَلَ عَنْ ذِىْ قَرَابَتِكَ شَىْءٌ فَهٰكَذَا وَهٰكَذَا يَقُوْلُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَّمِيْنِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ".

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: بنوعذرہ سے تعلق رکھنے والے ایک شخص نے اپنے ایک غلام کو مدبر کے طور پر آزاد کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع ملی تو آپ نے دریافت کیا: کیا تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور مال بھی ہے؟ اس نے عرض کی: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس غلام کو کون مجھ سے خریدے گا؟ تو حضرت نعیم بن عبداللہ عدوی نے آٹھ سو درہم کے عوض میں اس غلام کو خرید لیا' وہ ان دراہم کو لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے (یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے) وہ درہم اس شخص کو دے دیئے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص سے فرمایا: تم اپنی ذات پر خرچ کرنے کا آغاز کرو' اس پر صدقہ کرو' اگر کچھ بچ جاتا ہے' تو اپنی بیوی پر خرچ کرو' اگر بیوی پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جاتا ہے' تو اپنے قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرو' اگر قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنے کے بعد بھی بچ جاتا ہے' تو پھر اس طرح کرو اور اس طرح کرو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے' دائیں اور بائیں طرف اشارہ کیا (یعنی پھر اسے دوسرے لوگوں کو صدقہ دو)۔

2544-اخرجه البخاري في الايمان باب ما جاء ان الاعمال بالنية و الحسبة و لكل امرىء ما نوى (الحديث 55)، و في المغازي، باب 12 (الحديث 4006) بنحوه، و في النفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5351) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة على الاقربين و الزوج و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 48) . و اخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في النفقة في الاهل (الحديث 1965) . و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، ثواب النفقة على الذرية (الحديث 323) . تحفة الاشراف (9996) .

2545-اخرجه مسلم في الزكاة، باب الابتداء في النفقة بالنفس ثم اهله ثم القرابة (الحديث 41)، و في الايمان، باب جواز بيع المدبر (الحديث 259) مختصراً . و اخرجه النسائي في البيوع، بيع المدبر (الحديث 4666) . تحفة الاشراف (2922) .

باب صَدَقَةِ الْبَخِيلِ .

یہ باب بخیل شخص کے صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2546 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ ثُمَّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مَثَلَ الْمُنْفِقِ الْمُتَصَدِّقِ وَالْبَخِيْلِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ اَوْ جُنَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ مِّنْ لَّدُنْ ثُدِيِّهِمَا اِلٰى تَرَاقِيْهِمَا فَاِذَا اَرَادَ الْمُنْفِقُ اَنْ يُّنْفِقَ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ الدِّرْعُ اَوْ مَرَّتْ حَتّٰى تُجِنَّ بَنَانَهُ وَتَعْفُوَ اَثَرَهُ وَاِذَا اَرَادَ الْبَخِيْلُ اَنْ يُّنْفِقَ قَلَصَتْ وَلَزِمَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ مَّوْضِعَهَا حَتّٰى اَخَذَتْهُ بِتَرْقُوَتِهٖ اَوْ بِرَقَبَتِهٖ" . يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ اَشْهَدُ اَنَّهٗ رَاٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَسِّعُهَا فَلَا تَتَّسِعُ . قَالَ طَاوُسٌ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ وَهُوَ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

خرچ کرنے والے صدقہ کرنے والے کی مثال اور کنجوس شخص کی مثال ان دو آدمیوں کی طرح ہے جن پر دو چغے ہوتے ہیں یا لوہے کی دو زرہیں ہوتی ہیں جو ان کے سینے سے لے کر سینے کے اوپر موجود ہڈی تک ہوتی ہیں جب خرچ کرنے والا شخص خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ کشادہ ہو جاتی ہے یا وہ پھیل جاتی (اور لٹک کر) اس کے پاؤں تک پہنچ جاتی ہے اور اس کا کوئی نشان بھی نہیں پڑتا لیکن جب کنجوس شخص خرچ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ سکڑ جاتی ہے اور ہر حلقہ اپنی جگہ پر سمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ وہ زرہ اس کے سینے کی اوپر والی ہڈی کو یا اس کی گردن کو اپنی گرفت میں لے لیتی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ انہوں نے (یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ (اشارہ کے ذریعے یہ کر کے دکھا رہے تھے) کہ وہ شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے لیکن وہ کھلتی نہیں ہے۔

طاؤس کہتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اشارہ کر کے دکھایا کہ وہ شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ کھلتی نہیں ہے۔

2547 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَثَلُ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ مَثَلُ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُنَّتَانِ

2546-اخرجه البخاري في اللباس، باب جيب القميص من عند الصدر و غيره (الحديث 5797) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب مثل المنفق و البخيل (75)، تحفة الاشراف (13517 و 13684) .

2547-اخرجه البخاري في الزكاة، باب مثل المتصدق و البخيل (الحديث 1443)، و في الجهاد، باب ما قيل في درع النبي صلى الله عليه وسلم و القميص في الحرب (الحديث 2917) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب مثل المنفق و البخيل (الحديث 77) . تحفة الاشراف (13520) .

مِنْ حَدِيدٍ قَدِ اضْطَرَّتْ اَيْدِيَهُمَا اِلٰى تَرَاقِيهِمَا فَكُلَّمَا هَمَّ الْمُتَصَدِّقُ بِصَدَقَةٍ اتَّسَعَتْ عَلَيْهِ حَتّٰى تُعَفِّيَ اَثَرَهُ وَكُلَّمَا هَمَّ الْبَخِيلُ بِصَدَقَةٍ تَقَبَّضَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ اِلٰى صَاحِبَتِهَا وَتَقَلَّصَتْ عَلَيْهِ وَانْضَمَّتْ يَدَاهُ اِلٰى تَرَاقِيهِ". وَسَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "فَيَجْتَهِدُ اَنْ يُوَسِّعَهَا فَلَا تَتَّسِعُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بخل کرنے والے شخص اور صدقہ کرنے والے شخص کی مثال دو ایسے آدمیوں کی طرح ہے' جن کے جسم پر لوہے کی دو زرہیں ہوتی ہیں' ان کے ہاتھ ان کے سینے کی اوپر والی ہڈی تک جکڑے ہوتے ہیں' جب صدقہ کرنے والا شخص صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے' تو وہ زرہ کھلی ہو جاتی ہے' یہاں تک کہ اس کا نشان بھی (جسم پر) نظر نہیں آتا ہے اور جب بخیل شخص صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے' تو اس کے حلقے ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے ہیں اور وہ سکڑ جاتی ہے اور اس کے ہاتھ اس کی ہنسلی کی ہڈی تک پہنچ جاتے ہیں۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:) میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:
وہ بخیل شخص اسے کھولنے کی کوشش کرتا ہے' لیکن وہ کھلتی نہیں ہے۔

باب الْاِحْصَاءِ فِي الصَّدَقَةِ .

یہ باب گنتی کر کے صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2548 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِي هِلَالٍ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ هِنْدٍ عَنْ اَبِي اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ قَالَ كُنَّا يَوْمًا فِي الْمَسْجِدِ جُلُوسًا وَنَفَرٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ فَاَرْسَلْنَا رَجُلًا اِلٰى عَائِشَةَ لِيَسْتَاْذِنَ فَدَخَلْنَا عَلَيْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ سَائِلٌ مَرَّةً وَعِنْدِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرْتُ لَهُ بِشَيْءٍ ثُمَّ دَعَوْتُ بِهِ فَنَظَرْتُ اِلَيْهِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَمَا تُرِيدِينَ اَنْ لَا يَدْخُلَ بَيْتَكِ شَيْءٌ وَلَا يَخْرُجَ اِلَّا بِعِلْمِكِ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "مَهْلًا يَا عَائِشَةُ لَا تُحْصِي فَيُحْصِيَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ".

☆☆ حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے' کچھ مہاجرین تھے کچھ انصار تھے' ہم نے ایک شخص کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں بھیجا تا کہ وہ اُن سے (ہمارے اُن کے ہاں جانے کی) اجازت مانگے (اجازت مل گئی) تو ہم اُن کے ہاں گئے' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ایک مرتبہ میرے ہاں کوئی مانگنے والا شخص آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت میرے ہاں موجود تھے' میں نے اُسے کچھ دینے کے لیے (خادمہ کو) کہا' پھر میں نے وہ چیز منگوائی اور اُس کا جائزہ لیا (کہ خادمہ زیادہ قیمتی چیز تو نہیں دے رہی ہے) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم یہ چاہ رہی تھی کہ تمہارے گھر میں کوئی چیز تمہارے علم میں آئے بغیر داخل نہ ہو اور گھر سے باہر نہ جائے' میں نے جواب دیا: جی ہاں! تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

2548-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15923) .

فرمایا: اے عائشہ! تم گنتی کر کے (صدقہ نہ دینا) ورنہ اللہ تعالیٰ بھی گنتی کر کے تمہیں (اجر و ثواب) دے گا۔

2549 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ فَاطِمَةَ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِی بَكْرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "لَا تُحْصِی فَيُحْصِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ" .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا تھا: تم گنتی نہ کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تمہارے حوالے سے گنتی کرے گا۔

2550 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَجَّاجٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِی ابْنُ اَبِی مُلَيْكَةَ عَنْ عَبَّادِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِی بَكْرٍ اَنَّهَا جَآءَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ لَيْسَ لِی شَیْءٌ اِلَّا مَا اَدْخَلَ عَلَیَّ الزُّبَيْرُ فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ فِی اَنْ اَرْضَخَ مِمَّا يُدْخِلُ عَلَیَّ فَقَالَ "اِرْضَخِی مَا اسْتَطَعْتِ وَلَا تُوكِی فَيُوكِیَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْكِ" .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی: اے اللہ کے نبی! میرے پاس صرف وہی چیز ہوتی ہے جو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجھے لا کر دیتے ہیں' اگر میں اُس چیز میں سے صدقہ کر دیا کروں تو مجھے کوئی گناہ ہوگا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جہاں تک ہو سکتا ہے صدقہ کیا کرو اور تم بندش نہ کیا کرو' ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تم پر بندش کرے گا۔

باب الْقَلِيْلِ فِی الصَّدَقَةِ .

یہ باب تھوڑا سا صدقہ کرنے کے بیان میں ہے

2551 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِیٍّ عَنْ خَالِدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُحِلِّ عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تم جہنم سے بچنے کی کوشش کرو' خواہ کھجور کے ایک حصے (یا نصف کھجور) کے ذریعے کرو۔

2549-اخرجه البخاري في الزكاة، باب التحريض على الصدقة و الشفاعة فيها (الحديث 1433)، و في الهبة، باب هبة المرأة لغير زوجها عتقها اذا كان لها زوج (الحديث 2590) بنحوه ـ و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث في الانفاق، و كراهية الاحصاء (الحديث 88). و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، نفقة المرأة من بيت زوجها و ذكر اختلاف ايوب و ابن جريج على ابن ابي مليكة في حديث اسماء في ذلك (الحديث 312) ـ تحفة الاشراف (15748) .

2550-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة فيما استطاع (الحديث 1434) و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث في الانفاق و كراهة الاحصاء (الحديث 89) ـ و اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، نفقة المرأة من بيت زوجها و ذكر اختلاف ايوب و ابن جريج على ابن ابي مليكة في حديث اسماء في ذلك (الحديث 311) ـ تحفة الاشراف (15714) .

2551-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل الرد (الحديث 1413) مطولًا، و في المناقب، باب علامات النبوة في الاسلام (الحديث 3595) مطولًا ـ تحفة الاشراف (9874) .

2552 - اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ اَنَّ عَمْرَو بْنَ مُرَّةَ حَدَّثَهُمْ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَاَشَاحَ بِوَجْهِهٖ وَتَعَوَّذَ مِنْهَا ذَكَرَ شُعْبَةُ اَنَّهٗ فَعَلَهٗ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - ثُمَّ قَالَ "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ التَّمْرَةِ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ" .

☆☆ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے چہرے کے آگے ہاتھ کرلیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے پناہ مانگی۔

شعبہ نامی راوی نے یہ بات نقل کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ ایسا کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور کے ذریعے (ایسا کرو یعنی اُسے صدقہ کر دو) اور اگر وہ بھی نہیں ملتی تو اچھی بات (کہہ کر جہنم سے بچنے کی کوشش کرو)۔

باب التَّحْرِيضِ عَلَى الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقہ کرنے کی ترغیب دینے میں ہے

2553 - اَخْبَرَنَا اَزْهَرُ بْنُ جَمِيلٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ وَذَكَرَ عَوْنُ بْنُ اَبِىْ جُحَيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْمُنْذِرَ بْنَ جَرِيْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ صَدْرِ النَّهَارِ فَجَآءَ قَوْمٌ عُرَاةٌ حُفَاةٌ مُتَقَلِّدِى السُّيُوْفِ عَامَّتُهُمْ مِنْ مُضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُضَرَ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰى بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَذَّنَ فَاَقَامَ الصَّلَاةَ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ فَقَالَ "(يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً وَّاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا) وَ (اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ) تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ مِنْ دِرْهَمِهٖ مِنْ ثَوْبِهٖ مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ - حَتّٰى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" . فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجِزُ عَنْهَا بَلْ قَدْ عَجَزَتْ ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَّمَنْ سَنَّ فِى الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً فَعَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ

2552-اخرجه البخاري في الآدب، باب طيب الكلام (الحديث 6023)، و في الرقاق، باب من نوقش الحساب عذاب (الحديث 6540)، و باب صفة الجنة و النار (الحديث 6563) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث على الصدقة و لو بشق تمرة او كلمة طيبة و انها حجاب من النار (الحديث 68م) . تحفة الاشراف (9853) .

2553-اخرجه مسلم في الزكاة، باب الحث على الصدقة و لو بشق تمرة او كلمة طيبة و انها حجاب من النار (الحديث 69 و 70)، و في العلم، باب من سن سنة حسنة او سيئة و من دعا الى هدى او ضلالة (الحديث 15م) مختصراً . و الحديث عند: ابن ماجه في المقدمة ، باب من سن سنة حسنة او سيئة (الحديث 203) . تحفة الاشراف (3232) .

اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا"۔

☆☆ منذر بن جریر اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے یہ دن کے ابتدائی حصے کی بات ہے' اسی دوران کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے جن کے جسموں پر مناسب لباس بھی نہیں تھا (اُن میں سے بہت سے لوگ) برہنہ پا تھے' اُنہوں نے گلے میں تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں' اُن میں سے زیادہ تر کا تعلق مضر قبیلے سے تھا' بلکہ اُن سب کا تعلق مضر قبیلے سے تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے جب اُن کا فاقہ دیکھا تو آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ تبدیل ہو گیا' آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے' پھر آپ باہر تشریف لائے' آپ ﷺ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی اُنہوں نے اذان دی' پھر نماز کے لیے اقامت کہی' پھر نبی اکرم ﷺ نے نماز ادا کی' پھر آپ نے خطبہ دیا اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا ہے اور اُس جان کے ذریعے اُس نے اُس کا جوڑا پیدا کیا ہے' پھر اُن دونوں کے ذریعے مردوں اور خواتین کو پھیلا دیا' اُس اللہ سے ڈرو جس کے نام کا واسطہ دے کر تم ایک دوسرے سے مانگتے ہو اور صلہ رحمی (کی خلاف ورزی سے بھی بچو) بے شک اللہ تعالیٰ تمہارا نگہبان ہے' تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ہر شخص اُس چیز کا جائزہ لے' جو اُس نے اپنے کل کے لیے آگے بھیجی ہے۔

(یہ قرآن کے الفاظ ہیں' جس کا مقصد یہ تھا کہ تم لوگ صدقہ و خیرات کرو)

(نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) ہر شخص اپنا دینار' اپنا درہم' اپنا کپڑا' گندم کا ایک صاع یا کھجوروں کا ایک صاع صدقہ کرے۔

(راوی کہتے ہیں:) یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی آدھی کھجور (صدقہ کر سکتا ہے' تو وہ یہ ہی کر دے)۔

ایک انصاری ایک تھیلی لے کر آیا' وہ اسے اُٹھا نہیں پا رہا تھا' پھر اُس کے بعد یکے بعد دیگرے لوگ مختلف چیزیں لانے لگے یہاں تک کہ میں نے وہاں اناج اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھ لیے' یہاں تک کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے چہرۂ مبارک کو (خوشی کی وجہ سے) سونے کی طرح چمکتے ہوئے دیکھا۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اسلام میں اچھے طریقے کا آغاز کرے گا اُسے اس کا اجر ملے گا اور جو شخص اُس طریقے پر عمل کرے گا' اُس کا اجر بھی اُسے ملے گا' حالانکہ (اُن عمل کرنے والوں کے) اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی اور جو شخص اسلام میں کسی غلط طریقے کا آغاز کرے گا تو اُس کا گناہ اُس شخص پر ہوگا جو شخص بھی اُس غلط طریقے پر عمل کرے گا' اُس کا گناہ بھی اُس شخص پر ہوگا حالانکہ (اُس غلط طریقے پر عمل کرنے والے لوگوں کے) گناہ میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔

2554 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حَارِثَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "تَصَدَّقُوْا فَاِنَّهُ سَيَاْتِيْ عَلَيْكُمْ زَمَانٌ يَمْشِي الرَّجُلُ بِصَدَقَتِهِ

2554-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة قبل الرد (الحديث 1411)، و باب الصدقة باليمين (الحديث 1424)، و في الفتن، باب 25 (الحديث 7120) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب الترغيب في الصدقة قبل ان لا يوجد من يقبلها (الحديث 58) . تحفة الاشراف (3286) .

فَيَقُوْلُ الَّذِیْ يُعْطَاهَا لَوْ جِئْتَ بِهَا بِالْاَمْسِ قَبِلْتُهَا فَاَمَّا الْيَوْمَ فَلَا"۔

☆☆ حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

تم لوگ صدقہ کیا کرو' کیونکہ عنقریب تم پر ایسا زمانہ آئے گا کہ جب کوئی شخص اپنے صدقے کی چیز لے کر جائے اور (جسے وہ چیز دینے کی کوشش کرے گا) وہ یہ کہے گا کہ اگر تم گزشتہ رات آتے تو میں تم سے وصول کر لیتا لیکن آج مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

باب الشَّفَاعَةِ فِی الصَّدَقَةِ ۔

یہ باب صدقہ کرنے میں سفارش کے بیان میں ہے

2555 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُوْ بُرْدَةَ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهٖ اَبِیْ بُرْدَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اشْفَعُوْا تُشَفَّعُوْا وَيَقْضِی اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَآءَ" ۔

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تم لوگ سفارش کیا کرو' تمہاری سفارش قبول کی جائے گی' اللہ تعالیٰ اپنے نبی کی زبانی جو چاہے فیصلہ بیان کر دیتا ہے۔

2556 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيْهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ اَبِیْ سُفْيَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الرَّجُلَ لَيَسْاَلُنِی الشَّیْءَ فَاَمْنَعُهٗ حَتّٰى تَشْفَعُوْا فِيْهِ فَتُؤْجَرُوْا" ۔ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا" ۔

☆☆ حضرت معاویہ بن ابوسفیان رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بعض اوقات کوئی شخص مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے اور میں اُسے وہ نہیں دیتا' یہاں تک کہ تم اُس کی سفارش کر دیتے ہو' تو تمہیں بھی اجر ملتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

تم سفارش کیا کرو' تمہیں اجر حاصل ہوگا۔

2555-اخرجه البخاري في الزكاة، باب التحريض على الصدقة و الشافعة فيها (الحديث 1432)، و في الادب، باب تعاون المو منين بعضهم بعضًا (الحديث 6027)، و بـاب قول الله تعالى (من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها و من يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها، و كان الله على كل شيء مقيتا) (الحديث 6028)، و بـاب فـي المشيئة و الارادة (الحديث 7476) . و اخرجه مسلم في البر و الصلة و الاداب، باب استحباب الشفاعة فيما ليس بحرام (الحديث 145) . و اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في الشفاعة (الحديث 5131) . و اخرجه الترمذي في العلم، باب ما جاء الدال على الخير كفاعله (الحديث 2672) . تحفة الاشراف (9036) .

2556-اخرجه ابو داؤد في الادب، باب في الشفاعة (الحديث 5132) . تحفة الاشراف (11447) .

باب الْاِخْتِيَالِ فِي الصَّدَقَةِ .

یہ باب ہے کہ صدقہ کرنے میں بڑائی کا اظہار کرنا

2557 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِي كَثِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ التَّيْمِيُّ عَنِ ابْنِ جَابِرٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنَ الْغَيْرَةِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنَ الْخُيَلاءِ مَا يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمِنْهَا مَا يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَاَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي الرِّيْبَةِ وَاَمَّا الْغَيْرَةُ الَّتِي يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَالْغَيْرَةُ فِي غَيْرِ رِيْبَةٍ وَالاِخْتِيَالُ الَّذِي يُحِبُّ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اخْتِيَالُ الرَّجُلِ بِنَفْسِهِ عِنْدَ الْقِتَالِ وَعِنْدَ الصَّدَقَةِ وَالاِخْتِيَالُ الَّذِي يُبْغِضُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْخُيَلاءُ فِي الْبَاطِلِ" .

☆☆ ابن جابر اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

غیرت کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' بڑائی کے اظہار کی ایک قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' جہاں تک اُس غیرت کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے' تو وہ غیرت شک کے بارے میں ہے اور جہاں تک اُس غیرت کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' تو وہ غیرت ایسی چیز کے بارے میں ہے جس میں شک نہ ہو' جہاں تک بڑائی کی اُس قسم کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے' تو اس سے مراد وہ بڑائی کا اظہار ہے جو انسان اپنی ذات کے حوالے سے جنگ کے وقت کرتا ہے یا صدقہ کرنے کے وقت کرتا ہے' جہاں تک اُس بڑائی کے اظہار کا تعلق ہے جسے اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' تو اس سے مراد باطل کاموں میں بڑائی کا اظہار ہے۔

ریاکاری کے لئے صدقہ کرنے والے پر وعید کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن پہلا آدمی جس پر (خلوص نیت کو ترک کر دینے کا) حکم لگایا جائے گا وہ ہوگا جسے (دنیا میں) شہید کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ (میدان حشر میں) اسے پیش کیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی (دی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا کام کیا؟ یعنی اللہ اسے اپنی نعمتیں جتا کر الزاماً فرمائے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکرانہ میں کیا اعمال کئے؟ وہ کہے گا میں تیری راہ میں لڑا یہاں تک کہ شہید کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تو جھوٹا ہے کیونکہ تو اس لئے لڑا تھا کہ تجھے بہادر کہا جائے چنانچہ تجھے (بہادر کہا گیا) اور تیرا اصل مقصد مخلوق سے حاصل ہوا اب مجھ سے کیا چاہتا ہے، پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل کھینچا جائے، یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا، پھر (دوسرا) وہ آدمی ہوگا جس نے علم حاصل کیا، دوسروں کو تعلیم دی اور قرآن کو پڑھا چنانچہ اسے بھی (اللہ کے حضور میں) لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی

2557-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الخيلاء في الحرب (الحديث 2659) . تحفة الاشراف (3174) .

ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔

پھر اللہ پوچھے گا کہ تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے علم حاصل کیا اور دوسروں کو سکھایا اور تیرے ہی لئے قرآن پڑھا اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو علم محض اس لئے حاصل کیا تھا تاکہ تجھے عالم کہا جائے اور قرآن اس لئے پڑھا تھا تاکہ تجھے لوگ قاری کہیں، چنانچہ تجھے (عالم وقاری) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ پھر (تیسرا) وہ آدمی ہوگا جس کو اللہ نے (معیشت میں) وسعت دی اور ہر قسم کا مال عطا فرمایا۔ اس کو بھی اللہ کے حضور میں لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی عطا کی ہوئی) نعمتیں یاد دلائے گا جو اسے یاد آ جائیں گی۔ پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا تو نے ان نعمتوں کے شکر میں کیا اعمال کیے؟ وہ کہے گا میں نے کوئی ایسی راہ نہیں چھوڑی جس میں تو خرچ کرنا پسند کرتا ہو اور تیری خوشنودی کے لیے میں اس میں خرچ نہ کیا ہو، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹا ہے، تو نے خرچ اس لئے کیا تاکہ تجھے (سخی) کہا جائے اور تجھے (سخی) کہا گیا۔ پھر حکم دیا جائے گا کہ اسے منہ کے بل گھسیٹا جائے یہاں تک کہ اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔ (صحیح مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد اول، رقم الحدیث، 200)

اعمال میں نیت کا کیا درجہ ہے؟ اور خلوص کی کتنی ضرورت ہے؟ اس حدیث سے بخوبی واضح ہوتا ہے بندہ کتنا بڑے سے بڑا عمل خیر کرے، بڑی سے بڑی نیکی کر ڈالے لیکن اگر اس کی نیت بخیر نہیں ہے تو اس کا وہ عمل اور نیکی کسی کام نہیں آئے گی اللہ تعالیٰ کو وہی عمل پسند ہے جس میں محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کی رضا کی نیت ہو اور جذبہ اطاعت خلوص سے بھرپور ہو، ورنہ جو بھی عمل بغیر اخلاص اور بغیر نیت خیر کیا جائے گا چاہے وہ کتنا ہی عظیم عمل کیوں نہ ہو بارگاہ الوہیت سے ٹھکرا دیا جائے گا اور اس پر کوئی مفید نتیجہ مرتب نہیں ہوگا بلکہ الٹا اللہ تعالیٰ کے عذاب میں گرفتار کیا جائے گا جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا۔

2558 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ قَالَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَالْبَسُوْا فِيْ غَيْرِ اِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ".

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

تم کھاؤ بھی صدقہ بھی کرو اور پہنو بھی لیکن اسراف نہ کرو اور بڑائی کا اظہار نہ کرو۔

باب اَجْرِ الْخَازِنِ اِذَا تَصَدَّقَ بِاِذْنِ مَوْلَاهُ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی خزانچی اپنے آقا کی اجازت سے کوئی چیز صدقہ کرے تو اس کا اجر

2559 - اَخْبَرَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْهَيْثَمِ بْنِ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مَهْدِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ اَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ جَدِّهِ عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ

2558-اخرجه ابن ماجه في اللباس، باب البس ما شئت ما اخطاك سرف او مخيلة (الحديث 3605) . تحفة الاشراف (8773) .

كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" . وَقَالَ "الْخَازِنُ الْاَمِيْنُ الَّذِیْ يُعْطِی مَا اُمِرَ بِهٖ طَيِّبًا بِهَا نَفْسُهٗ اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ" .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لیے ایک عمارت کی طرح ہے اُس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو مضبوط کرتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے:

امانت دار خزانچی جب اُس چیز کو ادا کرتا ہے جس کا اُسے حکم دیا گیا ہے اور وہ اپنی خوشی سے ایسا کرتا ہے تو وہ بھی صدقہ کرنے والوں میں سے ایک شمار ہوتا ہے۔

باب الْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ .

یہ باب خفیہ طور پر صدقہ دینے میں ہے

2560 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ بَحِيرِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ عَنْ كَثِيرِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْجَاهِرُ بِالْقُرْآنِ كَالْجَاهِرِ بِالصَّدَقَةِ وَالْمُسِرُّ بِالْقُرْآنِ كَالْمُسِرِّ بِالصَّدَقَةِ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

بلند آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے والا اعلانیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے اور پست آواز میں قرآن کی تلاوت کرنے والا خفیہ طور پر صدقہ کرنے والے کی مانند ہے۔

باب الْمَنَّانِ بِمَا اَعْطٰى .

یہ باب کچھ دے کر احسان جتانے والے کے بیان میں ہے

2561 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمَرْاَةُ الْمُتَرَجِّلَةُ وَالدَّيُّوثُ وَثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ الْعَاقُّ لِوَالِدَيْهِ وَالْمُدْمِنُ عَلَى الْخَمْرِ وَالْمَنَّانُ بِمَا اَعْطٰى" .

2559-اخرجه البخاري في الزكاة، باب اجر الخادم اذا تصدق بامر صاحبه غير مفسد (الحديث 1438)، و في الاجارة، باب استئجار الرجل الصالح (الحديث 2260)، و في الوكالة، باب و كالة الامين في الخزانة و نحوها (الحديث 2319) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اجر الخازن الامين و المراة اذا تصدقت من بيت زوجها غير مفسدة باذنه الصريح او العرفي (الحديث 79) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب اجر الخازن (الحديث 1684) . تحفة الاشراف (9038) .

2560-تقدم (الحديث 1662) .

2561-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6767) .

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: تین طرح کے لوگ ایسے ہیں کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا: والدین کا نافرمان شخص' مردوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے والی عورت اور دیوث۔

تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہیں ہوں گے: والدین کا نافرمان' عادی شرابی اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

2562 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْمُدْرِكِ عَنْ اَبِىْ زُرْعَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ جَرِيْرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ" . فَقَرَاَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْ ذَرٍّ خَابُوْا وَخَسِرُوْا خَابُوْا وَخَسِرُوْا . قَالَ "الْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ وَالْمَنَّانُ عَطَائَهُ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین (قسم کے) لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا' اُن کی طرف نظر رحمت نہیں کرے گا' اُن کا تزکیہ نہیں کرے گا اور اُن لوگوں کو دردناک عذاب ہوگا۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے قرآن کی آیت تلاوت کی تو اس پر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ لوگ رسوا ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے' یہ لوگ رسوا ہو گئے اور خسارے کا شکار ہو گئے۔

(نبی اکرم ﷺ نے وضاحت کی اور فرمایا:) اپنے تہبند (کو ٹخنوں سے نیچے) لٹکانے والا' جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا سامان فروخت کرنے والا اور کچھ دے کر احسان جتانے والا۔

2563 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ - وَهُوَ الْاَعْمَشُ - عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ خَرَشَةَ بْنِ الْحُرِّ عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ الْمَنَّانُ بِمَا اَعْطَى وَالْمُسْبِلُ اِزَارَهُ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهُ بِالْحَلِفِ الْكَاذِبِ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

2562-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان غلظ تحريم اسبال الازار و المن بالعطية و تنفيق السلعة بالحلف و بيان الثلاثة الذين لا يكلمهم الله يوم القيامة و لا ينظر اليهم ولا يزكيهم و لهم عذاب اليم (الحديث 171) . واخرجه ابو داؤد في اللباس، باب ما جاء في اسبال الازار (الحديث 4087 و 4088) . واخرجه الترمذي في البيوع، باب ماجاء فيمن حلف على سلعة كاذبًا (الحديث 1211) . و اخرجه النسائي في الزكاة، المنان بما اعطى (الحديث 2563)، و في البيوع، المنفق السلعة بالحلف الكاذب و (الحديث 4470 و 4471)، في الزينة، اسبال الازار (الحديث 5363)، و في التفسير: قوله تعالى (ان الذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمنا قليلا) (الحديث 33) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب ما جاء في كراهية الايمان في الشراء و البيع (الحديث 2208) . تحفة الاشراف (11909) .

2563-تقدم (الحديث 2562) .

تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا' اُن کی طرف نظرِ رحمت نہیں کرے گا' اُن کا تزکیہ نہیں کرے گا اور اُن کے لیے دردناک عذاب ہوگا (وہ تین قسم کے لوگ یہ ہیں:) کچھ دے کر احسان جتانے والا' اپنے تہبند کو (ٹخنوں سے) نیچے لٹکانے والا اور جھوٹی قسم اٹھا کر اپنا مال فروخت کرنے والا۔

شرح

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ (۲۶۴، البقرہ)

اے ایمان والو مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور زیادہ دے کر اس شخص کی طرح جو خرچ کرتا ہے اپنا مال لوگوں کے دکھانے کو اور یقین نہیں رکھتا ہے اللہ پر اور قیامت کے دن پر سو اس کی مثال ایسی ہے جیسے صاف پتھر کہ اس پر پڑی ہے کچھ مٹی پھر برسا اس پر زور کا مینھ تو کر چھوڑا اس کو بالکل صاف کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب اس چیز کا جو انہوں نے کمایا اور اللہ نہیں دکھاتا سیدھی راہ کافروں کو۔

(۱) المنذر نے ضحاک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا جو شخص (کچھ) خرچ کرتا ہے پھر اس کے ساتھ احسان جتاتا ہے یا اس شخص کو تکلیف پہنچاتا ہے جس کو اس نے مال دیا تھا تو اس کا اجر ضائع ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اس کی مثال بیان فرمائی کہ جیسے مثال ایک پتھر کی ہے کہ جس پر مٹی ہو اور اس کو زوردار بارش پہنچ جائے تو اس پر مٹی کا ذرا بھی باقی نہ رہے گا اس طرح اللہ تعالیٰ اس شخص کے اجر کو ختم فرما دیتے ہیں جو صدقہ دے کر بھی احسان جتاتا ہے جیسا کہ بارش اس مٹی کو ختم کر دیتی ہے۔

(۲) ابن ابی حاتم نے سدی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں سے فرمایا کہ اپنے صدقات کو احسان جتانے سے اور تکلیف پہنچانے سے ضائع نہ کرو ورنہ تمہارے صدقات باطل ہو جائیں گے جیسے ریا کاری والا صدقہ باطل ہو جاتا ہے اور اسی طرح وہ شخص جو اپنے مال کو لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے، ریا کاری اس کے صدقہ کو لے جاتی ہے، جیسا کہ یہ بارش اس پتھر سے مٹی کو لے جاتی ہے۔

(۳) احمد نے زہد میں عبداللہ بن ابی زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ آدمی اپنے عمل میں سے کسی چیز کے ساتھ ریا کاری کرتا ہے تو اس سے پہلے والا (عمل) بھی ضائع ہو جاتا ہے۔

(۴) ابن ابی شیبہ، احمد، ابن المنذر، بیہقی نے شعب میں ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں داخل ہوگا جنت میں احسان جتانے والا، عاق کرنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، جادو پر ایمان لانے والا (یعنی اس کو سچ جاننے والا)، اور کاہن (غیب کی خبریں بتانے والا) ہے۔

تین آدمی نظر رحمت سے محروم

(۵) البزار اور حاکم نے (اس کو صحیح کہا ہے) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین آدمی ایسے ہیں کہ ان کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، ہمیشہ شراب پینے والا، اور احسان جتانے والا اور تین آدمی ایسے ہیں جو جنت میں داخل نہ ہوں گے اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والا، دیوث اور وہ عورت جو مردوں کی شکل بنائے۔

(۶) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جنت میں احسان جتلانے والا داخل نہ ہوگا مجھ پر یہ بات بھاری ہوئی یہاں تک کہ میں نے اللہ کی کتاب میں احسان جتلانے والے کے بارے میں پایا لفظ آیت لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی .

احسان جتا کر صدقہ باطل مت کرو

(۷) ابن جریر اور ابن المنذر نے عمرو بن حریث رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ایک آدمی جہاد کرتا ہے، چوری نہیں کرتا، زنا نہیں کرتا، مال غنیمت میں خیانت نہیں کرتا، پھر بھی اس روزی کے ساتھ واپس نہیں لوٹتا جو کافی ہو جائے اس سے پوچھا گیا یہ کیوں ہوا؟ انہوں نے فرمایا ایک آدمی اللہ کے راستہ میں نکلتا ہے جب اس کو اللہ کی طرف سے کوئی مصیبت پہنچتی ہے جس کا اس پر فیصلہ ہوتا ہے تو وہ لعنت بھیجتا ہے اپنے امام کو گالیاں دیتا ہے اور جہاد کے وقت پر لعنت کرتا ہے اور کہتا ہے میں اس کے ساتھ غزوہ میں کبھی بھی نہ لوٹوں گا۔ یہ اس پر گناہ ہے اور اس کے لیے (کوئی ثواب) نہیں ہے مثال اس نفقہ کی جو اللہ کے راستہ میں خرچ کرتا ہے پھر احسان جتاتا ہے یا تکلیف پہنچاتا ہے تو اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بیان فرمائی لفظ آیت یایھا الذین امنوا لا تبطلوا صدقتکم بالمن والاذی آیت کے ختم تک۔

(۸) ابن جریر نے، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ صفوان سے مراد پتھر ہے (اور) لفظ آیت فترکہ صلدا سے مراد ہے کہ اس کو اس طرح کر دیا کہ اس پہ کچھ بھی باقی نہیں ہے۔

(۹) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت کمثل صفوان میں صفوان سے مراد چٹان ہے لفظ آیت کمثل صفوان یعنی اس کو اس طرح صاف کر دیا کہ کوئی چیز اس پر باقی نہ رہی، اسی طرح قیامت کے دن منافق کا حال ہوگا کہ اپنے (نیک اعمال) میں سے کسی پر قادر نہ ہوگا جو کچھ اس نے دنیا میں کمایا تھا۔

(۱۰) عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے عکرمہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وابل سے مراد بارش ہے۔

(۱۱) عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وابل سے مراد شدید بارش ہے اور یہ وہ مثال ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قیامت کے دن کفار کے اعمال کے لیے بیان فرمائی۔ اور فرمایا لفظ آیت لا یقدرون علی شیء مما کسبوا یعنی یہ کفار اعمال سے صاف ہوں گے جیسے اس بارش نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا جیسے وہ (پہلے) تھا۔

(۱۲) ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت فترکہ صلدا سے مراد ہے بارش نے

اس کو خشک بنادیا جس پر کچھ بھی نہیں اگتا۔

(۱۳) الطستی نے اپنے مسائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے نافع بن ازرق رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے صفوان کے بارے میں پوچھا کہ اس کا کیا مطلب ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس سے مراد صاف چکنا پتھر ہے۔ عرض کیا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں فرمایا ہاں! کیا تو نے اوس بن حجر کا مقولہ نہیں سنا:

علي ظهر صفوان كان متونه عللن بدهن يزلق المتنزلا

ترجمہ: زمین پر میں سردار ہوں اور سردار کا بیٹا ہوں جس کے آباء کے لیے پتھر کی طرح مضبوطی کی بزرگی ہے۔

پھر انہوں نے عرض کیا مجھے لفظ آیت صــلــدا کے بارے میں بتایئے؟ فرمایا اس سے مراد بھی چکنا پتھر ہے۔ عرض کیا کیا عرب کے لوگ اس معنی سے واقف ہیں؟ فرمایا ہاں! کیا تو نے ابو طالب کا مقولہ نہیں سنا:

واني لقوم وابن قوم لها شم لا باء صدق مجدهم معقل صلد

ترجمہ: اور بلاشبہ میں قبیلہ کا سردار ہوں اور ہاشمی قبیلہ کا بیٹا ہوں ان کے آباؤ اجداد سچے تھے (اور) ان کی بزرگی بلند پہاڑ کے پتھر کی طرح بلند تھی۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

احسان اور ریا کاری کرنے والے کے صدقے کا بیان

ریا کار کی چونکہ نیت ہی درست نہیں ہوتی اور نیت ہی اصل بیج ہے۔ لہٰذا ایسا بیج بارآور نہیں ہو سکتا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی۔ جیسے ایک صاف چکنا سا پتھر ہو جس پر تھوڑی سی مٹی پڑی ہو، اس میں وہ اپنا بیج ڈالتا ہے اور جب بارش ہوتی ہے تو پانی مٹی کو بھی بہالے جاتا ہے اور بیج بھی اس مٹی کے ساتھ بہہ جاتا ہے۔ لہٰذا اب پیداوار کیا ہو سکتی ہے؟ ریا کار کا دراصل اللہ پر اور روز آخرت پر پوری طرح ایمان ہی نہیں ہوتا وہ تو لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ہی عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر و ثواب پانے کی اس کی نیت ہی نہیں ہوتی۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ قیامت کے دن پہلا آدمی جس کا فیصلہ کیا جائے گا وہ ایک شہید ہوگا۔ اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں لایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: "تو پھر تم نے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا: میں تیری راہ میں لڑتا رہا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہتے ہو۔" تم تو اس لیے لڑتے رہے کہ لوگ تجھے بہادر کہیں اور وہ دنیا میں کہلوا چکے۔" پھر اللہ فرشتوں کو حکم دے گا جو اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں جا پھینکیں گے۔ پھر ایک اور شخص کو لایا جائے گا جس نے دین کا علم سیکھا اور لوگوں کو سکھلایا اور قرآن پڑھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے پوچھے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا۔ میں نے خود علم سیکھا اور دوسروں کو سکھایا اور قرآن پڑھتا پڑھاتا رہا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: جھوٹ کہتے ہو۔ تم نے تو علم اس لیے سیکھا تھا کہ لوگ تجھے عالم کہیں اور قرآن اس لیے پڑھتا تھا کہ لوگ تجھے قاری کہیں اور تجھے دنیا میں عالم اور قاری کہا جا چکا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرشتوں کو حکم دے گا جو اسے گھسیٹتے ہوئے دوزخ میں جا پھینکیں گے۔ پھر ایک اور شخص کو لایا

جائے گا جسے اللہ نے ہر قسم کے اموال سے نوازا تھا۔ اللہ اسے اپنی نعمتیں جتلائے گا جن کا وہ اعتراف کرے گا۔ پھر اللہ اس سے پوچھے گا: پھر تو نے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا۔ میں نے ہر اس راہ میں مال خرچ کیا جس میں تو پسند کرتا تھا۔" اللہ تعالیٰ فرمائے گا" جھوٹ کہتے ہو تم تو اس لیے خرچ کرتے تھے کہ لوگ تمہیں سخی کہیں اور وہ تم کو دنیا میں کہا جا چکا پھر فرشتوں کو حکم ہوگا جو اسے گھسیٹتے ہوئے جہنم میں جا پھینکیں گے۔ (مسلم، کتاب الامارۃ)

باب رَدِّ السَّائِلِ .

یہ باب مانگنے والے کو لوٹا دینے کے بیان میں ہے

2564 - اَخْبَرَنِیْ هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَاَنْبَاَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنِ ابْنِ بُجَيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ جَدَّتِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "رُدُّوا السَّائِلَ وَلَوْ بِظِلْفٍ" . فِيْ حَدِيْثِ هَارُوْنَ مُحْرَقٍ .

☆☆ ابن بجید انصاری اپنی دادی □ کے حوالے سے نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
مانگنے والے کو (کچھ دے کر) لوٹاؤ' خواہ ایک کھر ہی ہو۔
ایک راوی نے یہ الفاظ نقل کیے ہیں: جلا ہوا (کھر ہی ہو)۔

شرح

حضرت ام مجید رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جب کوئی سائل میرے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے اور مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو مجھے بڑی شرم محسوس ہوتی ہے کیونکہ میں اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہیں پاتی جو اس کے ساتھ میں دے دو؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ دے دو خواہ وہ جلا ہوا گھر ہی کیوں نہ ہو۔

(احمد، ابوداؤد، ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 377)

اور امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ وخیرات کے بارے میں یہ حکم گویا بطور مبالغہ ارشاد فرمایا کہ سائل کو خالی ہاتھ واپس کرنے سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں کچھ نہ کچھ ضرور دیا جائے خواہ وہ کتنی حقیر اور کم تر چیز کیوں نہ ہو۔

اللہ کے نام پر سوال کرنے والے کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ اللہ کے نزدیک باعتبار مرتبہ کے بدترین شخص کون ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر سوال کیا جائے اور وہ اس سوال کو پورا نہ کرے۔ (احمد، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 379)

2564-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب حق السائل (الحديث 1667) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في حق السائل (الحديث 665) . و اخرجه النسائي في الزكاة، تفسير المسكين (الحديث 2573) . تحفة الاشراف (18305) .

مطلب یہ ہے کہ کوئی سائل کسی شخص سے اللہ کے واسطے سے بایں طور سوال کرے کہ اللہ کے نام پر مجھے کچھ عطا کرو اور اس کے باوجود وہ شخص سائل کو کچھ نہ دے تو وہ اللہ کے نزدیک تمام لوگوں میں باعتبار مرتبہ کے برا ہے ہاں اگر سائل مستحق نہ ہو یا سائل نے جس شخص سے سوال کیا اس کے پاس اس کی اپنی حاجت وضرورت اور اس کے اہل وعیال کی ضرورت وحاجت سے زائد مال نہ ہو تو پھر اس سائل کا سوال پورا نہ کرنے کی صورت میں نہ تو وہ گنہگار ہوگا اور نہ وہ اس حدیث کے مطابق قابل مذمت اور گنہگار ہوگا جب کہ سائل اس کے مال کا مستحق ہو نیز یہ کہ اس کے پاس اتنا مال ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہو۔

باب مَنْ يُسْأَلُ وَلَا يُعْطِي .

یہ باب ہے کہ جس شخص سے کچھ مانگا جائے اور وہ نہ دے

2565 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا يَاْتِي رَجُلٌ مَوْلَاهُ يَسْاَلُهُ مِنْ فَضْلٍ عِنْدَهُ فَيَمْنَعُهُ اِيَّاهُ اِلَّا دُعِيَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ شُجَاعٌ اَقْرَعُ يَتَلَمَّظُ فَضْلَهُ الَّذِي مَنَعَ" .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے دادا کے حوالے سے نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جب کوئی شخص اپنے آقا کے پاس آئے اور اُس سے کوئی ایسی چیز مانگے جو اُس کے پاس اضافی پڑی ہوئی ہو اور آقا نے وہ چیز نہ دے تو قیامت کے دن اُس آقا کے لیے ایک گنجا سانپ بلایا جائے گا جو اپنی زبان اُس چیز پر پھیرے گا جو اُس شخص نے اپنے غلام کو نہیں دی تھی۔

باب مَنْ سَاَلَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے (اُس کا حکم)

2566 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنِ اسْتَعَاذَ بِاللّٰهِ فَاَعِيذُوْهُ وَمَنْ سَاَلَكُمْ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنِ اسْتَجَارَ بِاللّٰهِ فَاَجِيْرُوْهُ وَمَنْ اَتٰى اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَمْ تَجِدُوْا فَادْعُوْا لَهُ حَتّٰى تَعْلَمُوْا اَنْ قَدْ كَافَاْتُمُوْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص اللہ کے نام پر پناہ مانگے تو اُسے پناہ دو اور جو شخص اللہ کے نام پر کچھ مانگے تو اُسے کچھ دو جو شخص اللہ کے نام پر حفاظت مانگے تم اُسے حفاظت فراہم کرو جو شخص تمہارے ساتھ کوئی اچھائی کرے تو اُس کا بدلہ دو اور اگر تم بدلہ دینے کے لیے کوئی

2565-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في الزكاة، باب وجوب الزكاة (الحديث 2435)، و ابن ماجه في الحدود، باب المرتد عن دينه (الحديث 2536) . تحفة الاشراف (11388) .

2566-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب عطية من سال بالله (الحديث 1672)، و في الادب، باب في الرجل يستعيذ من الرجل (الحديث 5109) . تحفة الاشراف (7391) .

چیز نہ پاؤ تو تم اُس کے لیے دعا کر دو (اور اتنی دعا کرو) جس سے تمہیں یقین ہو جائے کہ تم نے اُس کو بدلہ دے دیا ہے۔

شرح

ایک سبق آموز واقعہ منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ بازار گئے اور وہاں سے انہوں نے کچھ سامان خریدا جسے بنان جلال اٹھا کر احمد کے ساتھ ان کے گھر لائے جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ وہاں روٹیاں ٹھنڈی ہونے کے لئے کھلی ہوئی رکھی تھیں، حضرت امام نے اپنے صاحبزادے کو حکم دیا کہ ایک روٹی بنان کو دے دیں، صاحبزادے نے جب بنان کو روٹی دی تو انہوں نے انکار کر دیا بنان جب گھر سے باہر نکل گئے اور واپس چل دیئے تو امام احمد نے صاحبزادے سے کہا کہ اب ان کے پاس جاؤ اور انہیں روٹی دے دو صاحبزادے نے باہر جا کر بنان کو روٹی دی تو انہوں نے فوراً قبول کر لیا۔

انہیں بڑا تعجب ہوا کہ پہلے تو روٹی لینے سے صاف انکار کر دیا اور اب فوراً قبول کر لیا آخر یہ ماجرا کیا ہے! انہوں نے حضرت امام احمد سے اس کا سبب پوچھا تو امام صاحب نے فرمایا کہ بنان جب گھر میں داخل ہوئے تو انہوں نے کھانے کی ایک عمدہ چیز دیکھی بتقاضائے طبیعت بشری انہیں اس کی خواہش ہوئی اور دل میں اس کی طمع پیدا ہوگئی اس لئے جب تم نے انہیں روٹی دی تو انہوں نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنی طمع وخواہش کے تابع بن جائیں انہوں نے روٹی لینے سے انکار کر دیا مگر جب وہ باہر چلے گئے اور روٹی سے قطع نظر کر کے اپنا راستہ پکڑا اور پھر تم نے جا کر وہ روٹی دی تو اب چونکہ وہ روٹی انہیں بغیر طمع وخواہش اور غیر متوقع طریق پر حاصل ہو رہی تھی اس لئے انہوں نے اسے اللہ کی نعمت سمجھ کر فوراً قبول کر لیا۔

بَاب مَنْ سَأَلَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

یہ باب ہے جو شخص اللہ کی ذات کے واسطے سے کچھ مانگے

2567 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ بَهْزَ بْنَ حَكِيمٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ مَا اَتَيْتُكَ حَتّٰى حَلَفْتُ اَكْثَرَ مِنْ عَدَدِهِنَّ - لِاَصَابِعِ يَدَيْهِ - اَلَّا اٰتِيَكَ وَلَا اٰتِيَ دِيْنَكَ وَاِنِّيْ كُنْتُ امْرَاً لَا اَعْقِلُ شَيْئًا اِلَّا مَا عَلَّمَنِي اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَاِنِّيْ اَسْاَلُكَ بِوَجْهِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ بِمَا بَعَثَكَ رَبُّكَ اِلَيْنَا قَالَ "بِالْاِسْلَامِ" . قَالَ قُلْتُ وَمَا اٰيَاتُ الْاِسْلَامِ قَالَ "اَنْ تَقُوْلَ اَسْلَمْتُ وَجْهِيَ اِلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَتَخَلَّيْتُ وَتُقِيْمَ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ كُلُّ مُسْلِمٍ عَلٰى مُسْلِمٍ مُحَرَّمٌ اَخَوَانِ نَصِيْرَانِ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ مُشْرِكٍ بَعْدَ مَا اَسْلَمَ عَمَلًا اَوْ يُفَارِقَ الْمُشْرِكِيْنَ اِلَى الْمُسْلِمِيْنَ" .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: اے اللہ کے نبی! میں آپ کے پاس اُس وقت تک نہیں آیا جب تک میں نے ان کی تعداد سے زیادہ مرتبہ یہ قسم نہیں اُٹھائی (اُنہوں نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا) کہ میں نہ تو آپ کے پاس آؤں گا اور نہ ہی آپ کا دیا قبول کروں گا' میں پہلے ایک ایسا آدمی تھا جسے کوئی بات سمجھ نہیں آتی تھی' ماسوائے اُس چیز کے جو اللہ اور اُس کے رسول نے مجھے علم عطا کیا ہے' اب میں

2567-تقدم (2435) .

آپ سے اللہ کی ذات کے واسطے سے یہ سوال کرتا ہوں کہ آپ کے پروردگار نے آپ کو کن چیزوں کے ہمراہ ہماری طرف بھیجا ہے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کے ہمراہ۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی: اسلام کی نشانیاں کیا ہیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ کہ تم یہ پڑھو:

''میں نے اپنے آپ کو اللہ کے سامنے جھکا دیا اور صرف اُسی (کی بندگی کے لیے) مخصوص ہو گیا' تم نماز قائم کرو' تم زکوٰۃ ادا کرو' ہر مسلمان دوسرے مسلمان کے لیے قابل احترام ہے' وہ دونوں بھائی بھائی ہیں' ایک دوسرے کے مددگار ہیں' جب کوئی مشرک اسلام قبول کر لے تو اللہ تعالیٰ اُس کا کوئی بھی عمل اُس وقت تک قبول نہیں کرتا' جب تک وہ مشرکین کو چھوڑ کر مسلمانوں کی طرف نہیں آ جاتا۔

باب مَنْ يُسْأَلُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِي بِهِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے

2568 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ فُدَيْكٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اَبِیْ ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْقَارِظِيِّ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا" . قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يُقْتَلَ وَاُخْبِرُكُمْ بِالَّذِیْ يَلِيْهِ" . قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "رَجُلٌ مُعْتَزِلٌ فِیْ شِعْبٍ يُقِيْمُ الصَّلَاةَ وَيُؤْتِی الزَّكَاةَ وَيَعْتَزِلُ شُرُوْرَ النَّاسِ وَاُخْبِرُكُمْ بِشَرِّ النَّاسِ" . قُلْنَا نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ "اَلَّذِیْ يُسْاَلُ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا يُعْطِی بِهٖ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں مرتبہ اور مقام کے اعتبار سے سب سے بہتر شخص کے بارے میں نہ بتاؤں؟ ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ایک وہ شخص جو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لیے جاتے ہوئے) اپنے گھوڑے کا سر پکڑتا ہے اور فوت ہو جاتا ہے یا شہید ہو جاتا ہے' کیا میں تمہیں اُس کے بعد والے شخص کے بارے میں نہ بتاؤں' ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جو کسی گھاٹی میں الگ تھلگ رہتا ہے' وہاں نماز قائم کرتا ہے' زکوٰۃ ادا کرتا ہے اور لوگوں کے شر سے الگ رہتا ہے' کیا میں تمہیں سب سے بُرے شخص کے بارے میں بتاؤں! ہم نے عرض کی: جی ہاں! یارسول اللہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ شخص جس سے اللہ کے نام پر کچھ مانگا جائے اور وہ کچھ نہ دے۔

باب ثَوَابِ مَنْ يُعْطِي .

یہ باب ہے کہ جو شخص کچھ دیتا ہے' اُس کا اجر وثواب

2568-اخرجه الترمذي في فضائل الجهاد، باب ما جاء اي الناس خير (الحديث 1652) . تحفة الاشراف (5980) .

2569 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ رِبْعِيًّا يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ظَبْيَانَ رَفَعَهُ اِلٰی اَبِیْ ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "ثَلَاثَةٌ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَثَلَاثَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ اَمَّا الَّذِيْنَ يُحِبُّهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَرَجُلٌ اَتٰی قَوْمًا فَسَاَلَهُمْ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَسْاَلْهُمْ بِقَرَابَةٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَتَخَلَّفَهُ رَجُلٌ بِاَعْقَابِهِمْ فَاَعْطَاهُ سِرًّا لَا يَعْلَمُ بِعَطِيَّتِهٖ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَالَّذِیْ اَعْطَاهُ وَقَوْمٌ سَارُوْا لَيْلَتَهُمْ حَتّٰی اِذَا كَانَ النَّوْمُ اَحَبَّ اِلَيْهِمْ مِمَّا يُعْدَلُ بِهٖ نَزَلُوْا فَوَضَعُوْا رُءُوْسَهُمْ فَقَامَ يَتَمَلَّقُنِیْ وَيَتْلُو اٰيَاتِیْ وَرَجُلٌ كَانَ فِیْ سَرِيَّةٍ فَلَقُوا الْعَدُوَّ فَهُزِمُوْا فَاَقْبَلَ بِصَدْرِهٖ حَتّٰی يُقْتَلَ اَوْ يَفْتَحَ اللّٰهُ لَهٗ وَالثَّلَاثَةُ الَّذِيْنَ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الشَّيْخُ الزَّانِیْ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالْغَنِیُّ الظَّلُوْمُ" .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' جہاں تک اُن لوگوں کا تعلق ہے' جن کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے' تو ایک وہ شخص ہے جو اپنی قوم کے پاس آتا ہے اور اُن سے اللہ کے نام پر کچھ مانگتا ہے' وہ اپنی اور اُن لوگوں کی رشتہ داری کے نام پر کچھ نہیں مانگتا ہے' لیکن وہ لوگ اُسے کچھ نہیں دیتے ہیں' اُن لوگوں میں سے ایک شخص اُلٹے قدموں واپس آتا ہے اور خفیہ طور پر اُسے کچھ دے دیتا ہے' تو اُس کے اس عطیے کو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے یا وہ شخص جانتا ہے' جسے اُس نے وہ عطیہ دیا ہے۔

(دوسرا شخص وہ ہے) کہ کچھ لوگ رات کے وقت سفر کر رہے ہوں' یہاں تک کہ جب اُن کے نزدیک نیند سب سے زیادہ پیاری ہو اور اُس وقت وہ پڑاؤ کر لیں' اپنا سر رکھیں اور سو جائیں' اس وقت ایک شخص اُٹھ کر میری بارگاہ میں گریہ وزاری کرتا ہے اور پھر آیات کی تلاوت کرتا ہے۔ (تیسرا وہ شخص ہے) جو کسی جنگ میں شریک ہوتا ہے' وہ دشمن کا سامنا کرتا ہے' باقی لوگ پسپا ہو جاتے ہیں لیکن وہ سینہ تان کر دشمن کے سامنے لڑتا ہے' یہاں تک کہ شہید ہو جاتا ہے' یا اللہ تعالیٰ اُسے فتح نصیب کر دیتا ہے۔

تین وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے' اُن میں ایک بوڑھا زانی ہے' دوسرا غریب متکبر شخص ہے اور تیسرا ظلم کرنے والا خوشحال شخص ہے۔

باب تَفْسِيْرِ الْمِسْكِيْنِ .

یہ باب مسکین کی وضاحت میں ہے

2570 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ

2569-تقدم (الحديث 1614) .

2570-اخرجه البخاري في التفسير، باب و لا يسالون الناس الحافاً (الحديث 4539) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب المسكين الذي لا يجد غنى ولا يفطن له فيتصدق عليه (الحديث 102) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى (لايسالون الناس الحافاً) (الحديث 73) . تحفة الاشراف (14221) .

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ وَاللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ الْمُتَعَفِّفُ اقْرَئُوْا اِنْ شِئْتُمْ (لَا يَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا)" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو ایک یا دو کھجوریں لے کر ایک یا دو لقمے لے کر واپس چلا جائے' مسکین وہ شخص ہوتا ہے جو مانگنے سے بچتا ہے۔

(حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:) اگر تم چاہو تو یہ آیت تلاوت کرلو:

''وہ لوگوں سے لپٹ کر مانگتے نہیں ہیں''۔

شرح

قرآن کریم میں جس طرح زکوۃ وصدقات کی اہمیت اور فضیلت بیان کی گئی ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں زکوۃ کے مصارف اور زکوۃ کے مستحقین کو بھی بیان فرمایا ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔آیت (اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْعٰمِلِيْنَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوْبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغٰرِمِيْنَ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ،التوبہ:60)۔صدقہ کے مال صرف فقیروں اور مسکینوں کے لئے ہیں اور عمال کے لئے اور ان لوگوں کے لئے جن کی تالیف قلب کی جائے اور غلاموں کی آزادی خرچ کرنے کے لئے اور قرض داروں کے قرض ادا کرنے کے لئے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے اور مسافر کے لئے۔اس آیت میں آٹھ قسم کے لوگ بیان کئے گئے ہیں جو صدقات واجبہ مثلاً زکوۃ وغیرہ کا مال لینے کے مستحق ہیں ان کے سوا کسی دوسرے کو زکوۃ کا مال دینا جائز نہیں ہے، ان میں سے بھی حنفیہ کے نزدیک مؤلفۃ القلوب کا حصہ ساقط ہوگیا ہے اس لئے ان کے ہاں مستحقین زکوۃ کی سات قسمیں باقی رہ گئیں ہیں۔

بہرحال حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں جن مسکینوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے وہ مسکین مراد نہیں ہیں جو عرف عام میں مسکین کہلاتے ہیں اور جن کا کام یہ ہوتا ہے کہ مانگنے کے لئے ہر در پر مارے مارے پھرتے ہیں جس دروازے پر پہنچ جاتے ہیں روٹی کا ایک آدھ ٹکڑا یا آٹے کی ایک آدھ چٹکی اپنی جھولی میں ڈلوا کر رخصت کر دیئے جاتے ہیں، بلکہ حقیقی مسکین تو وہ لوگ ہیں جنہیں نان جویں بھی میسر نہیں ہوتی مگر ان کی شرافت وخودداری کا یہ عالم ہوتا ہے کہ ان کی بغل میں رہنے والا ہمسایہ بھی ان کی اصل حقیقت نہیں جانتا وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے اپنے احتیاج وضرورت کی جھولی پھیلا کر گھر گھر نہیں پھرتے بلکہ وہ اپنے اللہ پر اعتماد وبھروسہ کئے ہوئے اپنے گھروں میں بیٹھے رہتے ہیں۔

مستحق صدقات کون ہیں

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ مسلمان صحابہ اپنے مشرک رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا ناپسند کرتے تھے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا اور یہ آیت اتری اور انہیں رخصت دی،فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ صدقہ صرف مسلمانوں کو دیا جائے، جب یہ آیت اتری تو آپ نے فرمادیا ہر سائل کو دو، گو وہ کسی مذہب کا ہو (ابن ابی حاتم)

آیت (مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَاءَ فَعَلَیْهَا) 45۔الجاثیہ:15)اور اس جیسی اور آیتیں بھی بہت ہیں، حسن بصری فرماتے ہیں ایماندار کا ہر خرچ اللہ ہی کے لئے ہوتا ہے گو وہ خود کھائے پیئے، عطا خراسان اس کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جب تم نے اپنی مرضی سے مولا اور رضائے رب کے لئے دیا تو لینے والا خواہ کوئی بھی ہو اور کیسے ہی اعمال کا کرنے والا ہو، یہ مطلب بھی بہت اچھا ہے، حاصل یہ ہے کہ نیک نیتی سے دینے والے کا اجر تو اللہ کے ذمہ ثابت ہو گیا ہے۔اب خواہ وہ مال کسی نیک کے ہاتھ لگے یا بد کے یا غیر مستحق کے، اسے اپنے قصد اور اپنی نیک نیتی کا ثواب مل گیا۔جبکہ اس نے دیکھ بھال کر لی پھر غلطی ہوئی تو ثواب ضائع نہیں جاتا اسی لئے آیت کے آخر میں بدلہ ملنے کی بشارت دی گئی۔

اور بخاری و مسلم کی حدیث میں آیا کہ ایک شخص نے قصد کیا کہ آج رات میں صدقہ دوں گا، لے کر نکلا اور چپکے سے ایک عورت کو دے کر چلا آیا، صبح لوگوں میں باتیں ہونے لگیں کہ آج رات کو کوئی شخص ایک بدکار عورت کو خیرات دے گیا، اس نے بھی سنا اور اللہ کا شکر ادا کیا، پھر اپنے جی میں کہا آج رات اور صدقہ دوں گا، لے کر چلا اور ایک شخص کی مٹھی میں رکھ کر چلا آیا، صبح سنتا ہے کہ لوگوں میں چرچا ہو رہا ہے کہ آج شب ایک مالدار کو کوئی صدقہ دے گیا، اس نے پھر اللہ کی حمد کی اور ارادہ کیا کہ آج رات کو تیسرا صدقہ دوں گا، دے آیا، دن کو پھر معلوم ہوا کہ وہ چور تھا تو کہنے لگا، اللہ تیری تعریف ہے زانیہ عورت کے دیئے جانے پر بھی، مالدار شخص کو دیئے جانے پر بھی اور چور کو دینے پر بھی، خواب میں دیکھتا ہے کہ فرشتہ آیا اور کہہ رہا ہے تیرے تینوں صدقے قبول ہو گئے۔شاید بدکار عورت مال پا کر اپنی حرام کاری سے رک جائے اور شاید مالدار کو عبرت حاصل ہو اور وہ بھی صدقے کی عادت ڈال لے اور شاید چور مال پا کر چوری سے باز رہے۔پھر فرمایا صدقہ ان مہاجرین کا حق ہے جو دنیوی تعلقات کاٹ کر ہجرتیں کر کے وطن چھوڑ کر کنبے قبیلے سے منہ موڑ کر اللہ کی رضامندی کے لئے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ گئے ہیں، جن کے معاش کا کوئی ایسا ذریعہ نہیں جو انہیں کافی ہو اور وہ سفر کر سکتے ہیں کہ چل پھر کر اپنی روزی حاصل کریں ضرب فی الارض کے معنی مسافرت کے ہیں جیسے آیت (اِنْ اَنْتُمْ ضَرَبْتُمْ فِی الْاَرْضِ ،المائدہ:106)اور (یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ ،المزمل:20) میں ان کے حال سے جو لوگ ناواقف ہیں وہ ان کے لباس اور ظاہری حال اور گفتگو سے انہیں مالدار سمجھتے ہیں۔ایک حدیث میں ہے مسکین وہی نہیں جو در بدر جاتے ہیں کہیں سے دو ایک کھجوریں مل گئیں کہیں سے دو ایک لقمے مل گئے، کہیں سے دو ایک وقت کا کھانا مل گیا بلکہ وہ بھی مسکین ہے جس کے پاس اتنا نہیں جس سے وہ بے پرواہ ہو جائے اور اس نے اپنی حالت بھی ایسی نہیں بنائی جس سے ہر شخص اس کی ضرورت کا احساس کرے اور کچھ احسان کرے اور نہ وہ سوال کے عادی ہیں تو انہیں ان کی اس حالت سے جان لے گا جو صاحب بصیرت پر مخفی نہیں رہتیں، جیسے اور جگہ ہے آیت (سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ،الفتح:29)ان کی نشانیاں ان کے چہروں پر ہیں اور فرمایا (وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِیْ لَحْنِ الْقَوْلِ ، محمد:30)ان کے لب و لہجہ سے تم انہیں پہچان لو گے، سنن کی ایک حدیث میں ہے مومن کی دانائی سے بچو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے، سنو قرآن کا فرمان ہے آیت (اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُتَوَسِّمِیْنَ ،الحجر:75) بالیقین اس میں اہل بصیرت کے لئے نشانیاں ہیں، یہ لوگ کسی پر بوجھل نہیں ہیں، کسی سے ڈھٹائی کے ساتھ سوال نہیں کرتے نہ اپنے پاس ہوتے ہوئے کسی سے کچھ طلب کرتے ہیں، جس کے

پاس ضرورت کے مطابق ہو اور پھر بھی وہ سوال کرے وہ چپک کر مانگنے والا کہلاتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک دو کھجوریں اور ایک دو لقمے لے کر چلے جانے والے ہی مسکین نہیں بلکہ حقیقتاً مسکین وہ ہیں جو باوجود حاجت کے خودداری برتیں اور سوال سے بچیں، دیکھو قرآن کہتا ہے آیت (لَا یَسْـَٔلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا،

البقرۃ:273) یہ روایت بہت سی کتابوں میں بہت سی سندوں سے مروی ہے، قبیلہ مزینہ کے ایک شخص کو ان کی والدہ فرماتی ہیں تم بھی جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگ لاؤ جس طرح اور لوگ جا کر لے آتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جب گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ جو شخص سوال سے بچے گا اللہ بھی اسے سوال سے بچا لے گا، جو شخص بے پرواہی برتے گا اللہ اسے فی الواقع بینیاز کر دے گا، جو شخص پانچ اوقیہ کے برابر مال رکھتے ہوئے بھی سوال کرے وہ چمٹنے والا سوالی ہے، میں نے اپنے دل میں سوچا کہ ہمارے پاس تو ایک اونٹنی ہے جو پانچ اوقیہ سے بہت بہتر ہے۔

ایک اونٹنی غلام کے پاس ہے وہ بھی پانچ اوقیہ سے زیادہ قیمت کی ہے پس میں تو یونہی سوال کئے بغیر ہی چلا آیا اور روایت میں ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابوسعید کا ہے اس میں ہے کہ آپ نے مجھ سے فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ جو لوگوں سے کنارہ کرے گا اللہ اسے آپ کفایت کرے گا اور جو ایک اوقیہ رکھتے ہوئے سوال کرے گا وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے، ان کی اونٹنی کا نام یاقوتہ تھا، ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ چالیس درہم کے تقریباً دس روپے ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس کے پاس بے پرواہی کے لائق ہو پھر بھی وہ سوال کرے، قیامت کے دن اس کے چہرہ پر اس کا سوال زخم نہ ہوگا اس کا منہ نچا ہوا ہوگا، لوگوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کتنا پاس ہو تو؟ فرمایا پچاس درہم یا اس کی قیمت کا سونا، یہ حدیث ضعیف ہے۔

شام میں ایک قریشی تھے جنہیں معلوم ہوا کہ حضرت ابوذر ضرورت مند ہیں تو تین سو گنیاں انہیں بھجوائیں، آپ خفا ہو کر فرمانے لگے اس اللہ کے بندے کو کوئی مسکین ہی نہیں ملا؟ جو میرے پاس یہ بھیجیں، میں نے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ چالیس درہم جس کے پاس ہوں اور پھر وہ سوال کرے وہ چمٹ کر سوال کرنے والا ہے اور ابوذر کے گھرانے والوں کے پاس تو چالیس درہم بھی ہیں، چالیس بکریاں بھی ہیں اور غلام بھی ہیں۔ ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ چالیس درہم ہوتے ہوئے سوال کرنے والا الحاف کرنے والا اور مثل ریت کے ہے۔ پھر فرمایا تمہارے تمام صدقات کا اللہ کو علم ہے اور جبکہ تم پورے محتاج ہو گئے، اللہ پاک اس وقت تمہیں اس کا بدلہ دے گا، اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔

پھر ان لوگوں کی تعریفیں ہو رہی ہیں جو ہر وقت اللہ کے فرمان کے مطابق خرچ کرتے رہتے ہیں، انہیں اجر ملے گا اور ہر خوف سے امن پائیں گے، بال بچوں کے کھلانے پر بھی انہیں ثواب ملے گا، جیسے بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے سال جبکہ آپ حضرت سعد بن ابی وقاص کی عیادت کو گئے تو فرمایا ایک روایت میں ہے کہ حجۃ الوداع والے سال فرمایا تو جو کچھ اللہ کی خوشی کے لئے خرچ کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے بدلے تیرے درجات بڑھائے گا، یہاں تک کہ تو جو اپنی بیوی کو کھلائے پلائے اس کے بدلے بھی، مسند میں ہے کہ مسلمان طلب ثواب کی نیت سے اپنے بال بچوں پر بھی جو خرچ کرتا ہے وہ بھی صدقہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس آیت کا شان نزول مسلمان مجاہدین کا وہ خرچ ہے جو وہ اپنے گھوڑوں پر کرتے ہیں۔

ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے، حضرت جبیر فرماتے ہیں حضرت علی کے پاس چار درہم تھے جن میں سے ایک راہ اللہ رات کو دیا، ایک دن کو ایک پوشیدہ ایک ظاہر تو یہ آیت اتری، یہ روایت ضعیف ہے۔ دوسری سند سے یہی مروی ہے، اطاعت الٰہی میں جو مال ان لوگوں نے خرچ کیا اس کا بدلہ قیامت کے دن اپنے پروردگار سے لیں گے، یہ لوگ نڈر اور بے غم ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر، سورہ بقرہ، بیروت)

مسکین کی تعریف کا بیان

2571 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ بِهٰذَا الطَّوَّافِ الَّذِيْ يَطُوفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ". قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ قَالَ "اَلَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى يُغْنِيْهِ وَلَا يُفْطَنُ لَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلَ النَّاسَ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو لوگوں کے ہاں چکر لگائے اور ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے' لوگوں نے دریافت کیا: پھر مسکین کون ہوتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کے پاس اپنی ضروریات پورا کرنے کے لیے (خوراک نہ ہو) اور اُس کا ضرورت مند ہونا ظاہر بھی نہ ہو کہ اُسے صدقہ ہی دے دیا جائے اور وہ خود کھڑا ہو کر لوگوں سے مانگے بھی نہیں۔

2572 - اَخْبَرَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِيْ تَرُدُّهُ الْاُكْلَةُ وَالْاُكْلَتَانِ وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ". قَالُوْا فَمَا الْمِسْكِيْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "اَلَّذِيْ لَا يَجِدُ غِنًى وَّلَا يَعْلَمُ النَّاسُ حَاجَتَهٗ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ".

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

مسکین وہ شخص نہیں ہوتا جو ایک یا دو لقمے لے کر یا ایک یا دو کھجوریں لے کر واپس چلا جاتا ہے' لوگوں نے عرض کی: یارسول اللہ! پھر مسکین کون ہوتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص کی ضروریات پوری نہ ہوں اور لوگوں کو اُس کے ضرورت مند ہونے کا پتہ بھی نہ چل سکے کہ اُسے صدقہ ہی دے دیا جائے۔

2573 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بُجَيْدٍ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ

2571-اخرجه البخاري في الزكاة، باب قول الله تعالى (لا يسالون الناس الحافاً) (الحديث 1479) . تحفة الاشراف (13829) .

2572-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1632) . تحفة الاشراف (15277) .

2573-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب حق السائل (الحديث 1667) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في حق السائل (الحديث 665) . و الحديث عند: النسائي في الزكاة، باب رد السائل (الحديث 2564) . تحفة الاشراف (18305) .

بُجَيْدٍ وَكَانَتْ مِمَّنْ بَايَعَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمِسْكِيْنَ لَيَقُوْمُ عَلٰى بَابِىْ فَمَا اَجِدُ لَهٗ شَيْئًا اُعْطِيْهِ اِيَّاهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ لَمْ تَجِدِىْ شَيْئًا تُعْطِيْنَهٗ اِيَّاهُ اِلَّا ظِلْفًا مُحْرَقًا فَادْفَعِيْهِ اِلَيْهِ" .

☆☆ سیدہ اُم بجید جنہیں نبی اکرم ﷺ کے دست اقدس پر اسلام قبول کرنے کا شرف حاصل ہے وہ بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عرض کی: کوئی مسکین میرے دروازے پر آ کر کھڑا ہو جاتا ہے میرے پاس اُسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہوتا' تو نبی اکرم ﷺ نے اُن سے فرمایا: اگر تمہارے پاس اُسے دینے کے لیے ایک جلا ہوا کھر ہو' تو تم وہی اسے دے دیا کرو۔

سوال کرنے کی اجازت ہونے یا نہ ہونے کا بیان

علماء لکھتے ہیں کہ جس شخص کے پاس ایک دن کے بقدر بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر کپڑا ہو تو اسے کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرنا چاہئے کیونکہ بغیر ضرورت و حاجت مانگنا حرام ہے ہاں جس شخص کے پاس ایک دن کی بھی غذا اور ستر چھپانے کے بقدر بھی کپڑا نہ ہو تو اس کے لئے دست سوال دراز کرنا حلال ہے جو محتاج و فقیر ایک دن کی غذا کا مالک ہو اور وہ کمانے کی قدرت رکھتا ہو تو اس کے لئے زکوٰۃ لینا تو حلال ہے مگر لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے جس مسکین و محتاج کو ایک دن کی غذا بھی میسر نہ ہو اور وہ کمانے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے سوال کرنا حلال ہے۔

امام نووی رحمہ اللہ نے شرح مسلم میں لکھا ہے کہ علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بغیر ضرورت و احتیاج لوگوں سے مانگنا ممنوع ہے البتہ جو شخص کمانے کی قدرت رکھتا ہو اس کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں۔ چنانچہ زیادہ صحیح قول تو یہ ہے کہ ایسے شخص کہ جو کما کر اپنا گزارہ کرسکتا ہو لوگوں کے آگے دست سوال دراز کرنا حرام ہے لیکن بعض حضرات مکروہ کہتے ہیں وہ بھی تین شرطوں کے ساتھ۔

اول یہ کہ دست سوال دراز کر کے اپنے آپ کو ذلیل نہ ہونے دے، دوم الحاح یعنی مانگنے میں مبالغہ سے کام نہ لے، سوم یہ کہ جس شخص کے آگے دست سوال دراز کر رہا ہے اسے تکلیف و ایذاء نہ پہنچائے اگر ان تین شرطوں میں سے ایک بھی پوری نہ ہو تو پھر سوال کرنا بالاتفاق حرام ہوگا۔

ابن مبارک رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا جو سائل "لوجہ اللہ" کہہ کر سوال کرے تو مجھے اچھا نہیں لگتا کہ اسے کچھ دیا جائے کیونکہ دنیا اور دنیا کی چیزیں کمتر و حقیر ہیں، جب اس نے دنیا کی کسی چیز کے لئے لوجہ اللہ کہہ کر سوال کیا تو گویا اس نے اس چیز (یعنی دنیا) کی تعظیم و توقیر کی جسے اللہ تعالیٰ نے کمتر و حقیر قرار دیا ہے لہٰذا ایسے شخص کو از راہ زجر و تنبیہ کچھ نہ دیا جائے اور اگر کوئی شخص یہ کہہ کر سوال کرے کہ بحق اللہ یا بحق محمد دو، تو اسے کچھ دینا واجب نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص اپنی کوئی غلط اور جھوٹی حاجت و ضرورت ظاہر کر کے کسی سے کوئی چیز لے تو وہ اس چیز کا مالک نہیں ہوتا (گویا وہ چیز اس کے حق میں ناجائز و حرام ہوتی ہے) اسی طرح کوئی شخص کسی سے یہ کہے کہ میں سید ہوں اور مجھے فلاں چیز کی یا اتنے روپیہ کی ضرورت ہے اور وہ شخص سائل کو سید

سمجھ کر اس کا سوال پورا کردے مگر حقیقت میں وہ سید نہ ہو تو وہ بھی اس مانگی ہوئی چیز کا مالک نہیں ہوتا جس کے نتیجے میں وہ چیز اس کے حق میں ناجائز وحرام ہوتی ہے۔

ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی سائل کو نیک بخت صالح سمجھ کر کوئی چیز دے دے حالانکہ وہ سائل باطنی طور پر ایسا گنہگار ہے کہ اگر دینے والے کو اس کے گناہ کا پتہ چل جاتا تو اسے وہ چیز نہ دیتا تو اس صورت میں سائل اس چیز کا مالک نہیں ہوتا وہ چیز اس کے لئے حرام ہے اور اس چیز کو اس کے مالک کو واپس کر دینا اس پر واجب ہوگا اگر کوئی شخص کسی کو اس کی بدزبانی یا اس کی چغل خوری کے مضر اثرات سے بچنے کے لئے کوئی چیز دے تو وہ چیز اس کے حق میں حرام ہوگی۔ اگر کوئی فقیر کسی شخص کے پاس مانگنے کے لئے آئے اور وہ اس کے ہاتھ پیر چومے تاکہ وہ اس کی وجہ سے اس کا سوال پورا کردے تو یہ مکروہ ہے بلکہ اس شخص کو چاہئے کہ وہ فقیر کو ہاتھ پیر نہ چومنے دے۔ ان سائل اور فقیروں کو کچھ بھی نہ دینا چاہئے جو نقارہ، ڈھول یا ہارمونیم وغیرہ بجاتے ہوئے دروازوں پر مانگتے پھرتے ہیں اور مطرب یعنی ڈوم تو سب سے بدتر ہے۔

باب الْفَقِيرِ الْمُخْتَالِ ۔

یہ باب متکبر غریب کے بیان میں ہے

2574 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ عَجْلَانَ قَالَ سَمِعْتُ اَبِىْ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الشَّيْخُ الزَّانِىْ وَالْعَائِلُ الْمَزْهُوُّ وَالْاِمَامُ الْكَذَّابُ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

تین طرح کے لوگوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں کرے گا: بوڑھا زانی، متکبر غریب اور جھوٹا حکمران۔

2575 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا عَارِمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ سَعِيْدٍ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَرْبَعَةٌ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْبَيَّاعُ الْحَلَّافُ وَالْفَقِيْرُ الْمُخْتَالُ وَالشَّيْخُ الزَّانِىْ وَالْاِمَامُ الْجَائِرُ" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

چار طرح کے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے: قسمیں اٹھا کر سامان فروخت کرنے والا شخص، متکبر غریب، بوڑھا زانی اور ظالم حکمران۔

شرح

قیامت کے دن سے میدان حشر کا وقت مراد ہے جب اللہ کے فضل وعدل، غضب وناراضگی اور رضا کا ظہور ہوگا اور

2574-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (14145) ۔

2575-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (12992) ۔

جنتیوں و دوزخیوں کے بارے میں فیصلہ صادر کئے جائیں گے۔ جب اللہ میدان حشر میں اپنی تمام مخلوق کے سامنے اپنے مومن اور نیکوکار بندوں کی تعریف وستائش کرے گا تو اس وقت ان تین طرح کے آدمیوں کو اس تعریف وستائش سے خارج کر دیا جائے گا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان تینوں طرح کے آدمیوں کو اپنے عفو و درگزر کے ذریعہ اپنے گناہوں کی نجاست سے پاک و صاف نہیں کرے گا۔ لھم عذاب الیم۔ کے بارے میں دو احتمال ہیں یا تو یہ جملہ دوسری روایت کا تتمہ ہے یا اس کا تعلق اصل حدیث سے ہے اور یہ دوسرا احتمال زیادہ قوی اور قابل اعتماد ہے حاصل یہ ہے کہ مذکورہ باتیں دراصل اللہ کے غضب و کبر اور اس کی ناراضگی سے کنایہ ہیں، چنانچہ جو کوئی کسی شخص سے ناراض وخفا ہوتا ہے تو وہ نہ صرف نظر اٹھا کر دیکھتا ہے نہ اس سے کلام کرتا ہے اور نہ اس کی تعریف کرتا ہے بلکہ اس کو سزا و تنگی میں مبتلا کر دیتا ہے۔

حدیث میں جن تین برائیوں کے مرتکبین کے بارے میں وعید بیان فرمائی گئی ہے وہ ہر حال میں مذموم اور مستوجب عذاب ہیں خواہ ان برائیوں کا مرتکب کسی درجہ کا کسی حثیت کا اور کسی عمر کا آدمی ہو لیکن یہاں ان برائیوں کے تعلق سے جن تین لوگوں کا ذکر کیا گیا ہے ان کے اعتبار سے ان برائیوں کی سنگینی کہیں زیادہ بڑھ جاتی ہے، مثلاً زنا ایک بہت برا فعل ہے اور جب یہ فعل جو ان کے حق میں بھی بہت بڑا گناہ ہے جو طبعی طور پر معذور بھی ہوتا ہے تو ایک بڈھے کے حق میں یہ فعل کہیں زیادہ برا ہوگا کیونکہ نہ تو وہ طبعی طور پر اس کی احتیاج رکھتا ہے کہ اور نہ اس کی طبیعت پر جنسی خواہش اور قوت مردی کا وہ غلبہ ہوتا ہے جو بسا اوقات عقل وشعور سے بیگانہ اور خوف الٰہی سے غافل کر دیتا ہے لہٰذا جو بڈھا زنا کا مرتکب ہوتا ہے وہ گویا اپنی نہایت بے حیائی اور خبث طبیعت پر دلالت کرتا ہے۔

اسی طرح جھوٹ بولنا ہر شخص کے حق میں برا ہے لیکن بادشاہ کے حق میں بہت ہی برا ہے کیونکہ اس پر ملک کے انتظام رعایا کے مصالح و مفاد کی رعایت اور مخلوق اللہ کے معاملات کی نگہداشت کی ذمہ داری ہوتی ہے اس کا ایک ادنیٰ سا حکم پورے ملک کے نظم ونسق پر اثر انداز ہوتا ہے اگر وہ جھوٹ بولے تو اس کی اس برائی کی وجہ سے پورا ملک اور ملک کے تمام لوگ مختلف قسم کی برائیوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں، علاوہ ازیں جو لوگ جھوٹ بولتے ہیں وہ عام طور پر اس برائی کا ارتکاب اپنے کسی فائدہ کے حصول یا کسی نقصان کے دفعیہ کے لئے کرتے ہیں جب کہ ایک بادشاہ حاکم یہ مقصد بغیر جھوٹ بولے بھی حاصل کرنے پر قادر ہوتا ہے، لہٰذا اس کا جھوٹ بولنا نہ صرف بالکل بے فائدہ بلکہ نہایت مذموم ہوگا۔

اسی پر تکبر کو بھی قیاس کیا جا سکتا ہے جو چیزیں عام طور پر انسان کو غرور و تکبر میں مبتلا کرتی ہیں جیسے مال و دولت اور جاہ اقتدار وغیرہ اور اگر کسی شخص میں پائی جائیں اور وہ ان چیزوں کی وجہ سے تکبر کرے تو اگر چہ اس شخص کو بھی برا کہیں گے مگر اس کا تکبر کرنا ایک طرح سے سمجھ میں آنے والی بات ہوگی اس کے برخلاف اگر کوئی فقیر و مفلس تکبر کرے کہ جو نہ تو مال و دولت رکھتا ہے اور نہ جاہ واقتدار وغیرہ کا مالک ہے تو اس کا یہ فعل نہایت ہی برا ہوگا اور اس کے بارے میں اس کے علاوہ کیا کہا جائے گا کہ وہ خبث باطن اور طبیعت کی کمینگی میں مبتلا ہے۔ بعض حضرات نے عائل مستکبر میں لفظ عائل سے مفلس کے بجائے عیال دار مراد لیا ہے کہ یعنی جو لوگ بال بچے دار ہوں اور اپنی خستہ حالت کی وجہ سے اپنے متعلقین کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے پر قادر ہوں

لیکن اس کے باوجود از راہ تکبر صدقہ وزکوۃ مال قبول کرنے پر تیار نہ ہوتے ہوں لوگوں کی تواضع وامداد کو ٹھکراتے ہوں اور اسی طرح وہ اپنے اہل وعیال کی ضرورت کو پورا کرنے سے بے پرواہ ہو کر گویا ان کو تکلیف وہلاکت میں مبتلا کرتے ہوں تو ایسے لوگ حدیث میں مذکورہ وعید کا مورد ہیں واضح رہے کہ اللہ کی ذات پر توکل واعتماد اور غیرت وخودداری کے تحت اپنی حالت کو چھپانا اور لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے شرم وحیاء کرنا تو ایک الگ چیز ہے۔

لیکن سخت احتیاج واضطرار کے باجود کبر ونخوت اختیار کرنا اور از راہ تکبر لوگوں کا احسان قبول نہ کرنا ایک ایسا فعل ہے جس کو نہایت مذموم قرار دیا گیا ہے۔ شیخ زان" کے بارے میں بھی بعض حضرات نے یہ کہا ہے کہ یہاں شیخ سے مراد محصن شادی شدہ شخص بھی ہوسکتا ہے خواہ وہ بوڑھا یا جوان جیسا کہ اس منسوخ التلاوت "الشیخ والشیخۃ اذا زنیا۔ میں شیخ سے مراد شادی شدہ مرد ہے چنانچہ ایسے شخص کے حق میں زنا کا زیادہ ہونا شرعا بھی اور عرفا بھی بالکل ظاہر بات ہے اس لئے ایسے شخص کو سنگسار کرنا واجب ہے اسی طرح ملک کذاب کے بارے میں بھی کہا جاتا ہے کہ یہاں ملک سے مراد غنی و مالدار شخص بھی ہوسکتا ہے چنانچہ کسی مفلس یا قلاش شخص کا جھوٹ بولنا تو ایک درجہ میں سمجھ آنے والی بات ہے کیونکہ وہ اپنی تنگ دستی وخستہ حالی کی وجہ سے بسا اوقات اپنی کسی سخت غرض اور شدید دنیاوی ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنے پر مجبور ہو جاتا ہے جب کہ غنی و مالدار شخص اپنے مال وزر کی وجہ سے ایسی کوئی احتیاج نہیں رکھتا اور وہ جھوٹ بولے بغیر بھی اپنی غرض پوری کرسکتا ہے لہٰذا جھوٹ بولنا اس کے حق میں زیادہ برا ہے۔

عائل متکبر کے بارے میں بھی ایک قول یہ ہے کہ یہاں عائل یعنی مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو فقراء ومساکین کے ساتھ تکبر کرے فقراء ومسکین کے ساتھ تکبر کرنا سخت برا ہے جب کہ مغرور کے ساتھ تکبر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ اس جملہ کے بارے میں زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں مفلس سے مراد وہ شخص ہے جو کسب وکمائی اور محنت ومشقت کر کے اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالنے پر قادر ہو مگر اس کے باوجود از راہ رعونت کوئی کسب وکمائی محنت مزدوری کرنے کو کسر شان سمجھتا ہو جیسا کہ عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ اچھے خاصے اور ہٹے کٹے لوگ کام کاج کرنے اور محنت ومزدوری کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے ہیں خواہ ان کو اور ان کے متعلقین کو فاقوں کی اذیت ہی کیوں نہ برداشت کرنا پڑتی ہو یا ناروا طور پر دوسرے لوگوں کے کاندھوں کا بار ہی کیوں نہ ہوں اس میں کوئی شک نہیں کہ ایسے لوگوں کا یہ طریقہ یقیناً تکبر کے ہم معنی ہیں۔

اور یہ تکبر مالداروں کے تکبر سے زیادہ کہیں برا ہے کیونکہ اس کی بنیاد رعونت ونخوت بیجا شان دکھانے خواہ مخواہ کے لئے اپنے اور اپنے متعلقین کو تکلیف وہلاکت میں مبتلا کرنے لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے اور ناجائز طور پر مال حاصل کرنے پر ہے خصوصا ایسی صورت میں اس کی تکبر کی برائی اور کہیں بڑھ جاتی ہیں، جبکہ ایسا کوئی شخص اپنے دست وبازو کے ذریعہ اپنا اور اپنے متعلقین کا رزق حاصل کرنے کے بجائے دین کا لبادہ اوڑھ لے اور اپنی وضع قطع دین داروں اور بزرگوں کی سی بنا کر اپاہج کی طرح بیٹھ جائے اور سادہ لوح مسلمانوں پر اپنی مصنوعی بزرگی کا سکہ جما کر ان کے کاندھوں کا بار رہتا ہے۔

تکبر کرنے پر وعید کا بیان

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شخص دوزخ میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اور وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا۔ (مسلم مشکوۃ المصابح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1031)

ایمان سے مراد اصل ایمان نہیں ہے بلکہ ایمان کے ثمرات مراد ہیں جن کو فضائل واخلاق سے تعبیر کیا جاتا ہے خواہ ان کا تعلق ظاہر سے ہو یا باطن سے اور جو نور ایمان اور ظہور ایقان سے صادر ہوتے ہیں جہاں تک اصلی ایمان کا تعلق ہے وہ چونکہ تصدیق قلبی کا نام ہے اس لئے اس میں نہ تو زیادتی ہوسکتی ہے اور نہ کمی، اس اعتبار سے اس کو اجزاء میں منقسم بھی نہیں کیا جاسکتا البتہ اس کے شعبے اور شاخیں بہت ہیں جو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت سے خارج ہیں جیسے نماز روزہ اور زکوۃ وغیرہ اور اسی طرح اسلام کے ظاہری دوسرے تمام احکام یا جیسے تواضع اور ترحم اور اسی طرح وہ تمام چیزیں جو باطنی اوصاف وخصائل کا درجہ رکھتی ہیں چنانچہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ الایمان بضع و سبعون شعبۃ ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں۔

ظاہر ہے کہ شاخوں اور اس کی اصل کے درمیان اتنا گہرا اور قریبی تعلق ہوتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لئے لازم و ملزوم کا درجہ رکھتی ہیں لیکن اس کے باوجود حقیقت و ماہیت کے اعتبار سے کوئی بھی شاخ اپنی اصل کا مترادف نہیں ہوسکتی اس طرح اصل ایمان ایک الگ چیز ہے اور اسلام کے تمام ظاہری احکام و باطنی اخلاق وخصائل جداگانہ حثیت رکھتے ہیں جن کو اصل ایمان کی حقیقت و ماہیت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد الحیاء شعبۃ من الایمان۔ مذکورہ بالا قول کی دلیل ہے کیونکہ تمام علماء کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حیاء ایمان کے مفہوم میں داخل نہیں ہے۔

حدیث کے دوسرے جزء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اس کے نامہ اعمال میں تکبر کا گناہ موجود رہے گا جب وہ تکبر اور دوسری بری خصلتوں کی آلائش سے پاک وصاف ہو جائے گا تو اس وقت جنت میں داخل کیا جائے گا اور یہ کہ پاکی وصفائی یا تو اس صورت میں حاصل ہوگی کہ اللہ اس کو عذاب میں مبتلا کرے گا اور وہ عذاب اس آلائش کو دھو دے گا یا اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس کو معاف کردے گا اور معافی اس آلائش کو زائل کر دے گی۔

علامہ خطابی نے لکھا ہے کہ حدیث کے اس جزء کی دو تاویلیں ہیں ایک تو یہ کہ کبر سے کفر وشرک مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کفر وشرک کے مرتکب پر جنت کے دروازے ہمیشہ ہمیشہ بند رہیں گے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کبر سے مراد تو اس کے اپنے معنی ہی ہیں یعنی اپنے آپ کو دوسرے لوگوں سے برتر و بلند سمجھنا اور غرور گھمنڈ میں مبتلا ہونا البتہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ متکبر شخص اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہوگا جب تک کہ اللہ کی رحمت اس پر متوجہ نہ ہو چنانچہ جب حق تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرنا چاہے گا تو اس کے دل میں سے کبر کو نکال باہر کرے گا اور پھر اس کی کدورتوں سے پاک وصاف کر کے جنت میں داخل کر دے گا۔

تکبر کرنے والوں کے بدترین انجام کا بیان

حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے اور وہ اپنے دادا سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا قیامت کے دن تکبر کرنے والوں کو چھوٹی چیونٹیوں کی طرح مردوں کی صورت میں جمع کیا جائے گا یعنی ان کی شکل مردوں کی سی ہوگی لیکن جسم و جثہ چیونٹیوں کی مانند ہوگا اور ہر طرف سے ذلت وخواری کو پوری طرح گھیرے گی پھر ان کو جہنم کے ایک قید خانہ کی طرف کہ جس کا نام بولس ہے ہانکا جائے گا وہاں آگوں کی آگ ان پر چھا جائیگی۔ اور دوزخیوں کا نچوڑ یعنی دوزخیوں کے بدن سے بہنے والا خون، پیپ اور کچ لہوان کو پلایا جائے گا۔ جس کا نام طینت الخبال ہے۔

(ترمذی، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم، رقم الحدیث، 1036)

چھوٹی چیونٹیوں کی طرح" کے اصل مفہوم کے بارے میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں چنانچہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ چیونٹیوں کی تشبیہ دراصل اس بات سے کنایہ ہے کہ تکبر کرنے والے لوگ قیامت کے دن میدان حشر میں نہایت ذلت خواری کے ساتھ حاضر ہوں گے اور گویا وہ لوگوں کے پاؤں کے نیچے اس طرح پامال ہوں گے جس طرح چیونٹیوں کو روندا جاتا ہے ان حضرات کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ قیامت کے دن مخلوق کا اٹھنا اور ان کے اجسام کا دوبارہ بننا ان ہی اجزاء اصل کے ساتھ ہوگا جو وہ دنیا میں رکھتے تھے جیسا کہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر شخص میدان حشر میں اپنے اجزاء اعضاء کے ساتھ اٹھ کر آئے گا جن پر دنیا میں اس کا جسم پر مشتمل تھا اور ظاہر ہے کہ چیونٹی کی صورت اس کا جثہ اس جسم و بدن کے اجزاء اصلی کے حامل نہیں ہوسکتا اس لئے حدیث فی الصور مردوں کی صورت میں کے الفاظ بھی اس قول پر دلالت کرتے ہیں۔

ملاعلی قاری نے بھی اس کے بارے میں کئی اقوال نقل کئے ہیں اور پھر تورپشتی کی طرف منسوب کر کے یہ بیان کیا ہے کہ ہم اس حدیث کے ظاہری معنی اس لئے مراد لیتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب لوگ قیامت کے دن دوبارہ اٹھ کر میدان حشر میں آئیں تو ان کے جسم و بدن ان ہی اجزاء پر مشتمل ہوں گے جن پر دنیا میں ان کے جسم تھے۔ یہاں تک کہ ان کے عضو تناسل کی کھال کا وہ حصہ بھی لگا دیا جائے گا جو ختنہ کے وقت کاٹا جاتا ہے گویا سارے لوگ غیر مختون اٹھیں گے لہذا یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک انسان کے جسم کے سارے اجزاء یہاں تک کہ ناخن اور بال وغیرہ بھی ایک چنوٹی کے جثہ کے برابر ہو جمع ہو جائیں۔

ملاعلی قاری نے تورپشتی کے مذکورہ قول کے مخالفین کے جواب بھی نقل کئے ہیں اور ان پر شک کا اظہار کرتے ہوئے اپنی تحقیق یہ لکھی ہے کہ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھ کر میدان حشر میں آئیں گے تو اس وقت اللہ دوسرے لوگوں کی طرح تکبر کرنے والوں کے جسم کو بھی دوبارہ بنائے گا۔ اور وہ بھی اپنے تمام اجزاء معدومہ کے ساتھ اپنے پورے جسم میں اٹھ کر آئیں گے تاکہ ہر ایک کی دوبارہ جسمانی تخلیق کی قدرت پوری طرح ثابت ہو جائے لیکن پھر ان لوگوں کو میدان حشر میں مذکورہ جسم وصورت میں تبدیل کر دے گا یعنی ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح ہو جائیں گے اور ان کی صورت مردوں کی سی رہے گی اور یہ تبدیلی جسم اس لئے ہوگی کہ تاکہ ان کی ذلت و اہانت پوری مخلوق کے سامنے ظاہر ہو جائے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب

مذکورہ لوگ حساب و کتاب کی جگہ آئیں گے اور ان کے سامنے عذاب الٰہی کی نشانیاں ظاہر ہوں گی تو اس وقت وہ ہیبت و دہشت کے سبب اس قدر گھٹ جائیں گے کہ ان کے جسم چیونٹیوں کی طرح معلوم ہوں گے اور اہل دوزخ کا اپنی اپنی حالتوں اور گناہوں کے اعتبار سے مختلف صورتوں جیسے کتے سور، گدھے، وغیرہ کی شکلوں میں تبدیل ہو جانا مختلف منقولات سے ثابت ہے۔ لفظ بولس" باء کے زبر، واؤ کے جزم اور لام کے زبر کے ساتھ اور قاموس میں لکھا ہے کہ یہ لفظ با کے پیش کے اور لام کے زیر کے ساتھ ہے جو بلس سے مشتق ہے اور جس کے معنی تحیر اور ناامیدی کے ہیں شیطان کا نام ابلیس بھی اسی سے مشتق ہے۔ "آگوں کی آگ میں" کی طرف نسبت ایسی ہے جیسے آگ کی نسبت کسی ایسی چیز کی طرف کی جائے جس کو آگ جلا دیتی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ آگ اس طرح کی ہوگی کہ وہ خود آگ کو لکڑی کی طرح جلائے گی۔

طینۃ الخبال میں لفظ خبال خاء کے زبر کے ساتھ ہے اور اس کے لغوی معنی فساد اور خرابی کے ہیں اور جیسا کہ حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طینۃ الخبال، ان دوزخ کے عصارہ کا نام ہے اور عصارہ اس پیپ، خون اور کچ لہو کو کہتے ہیں جو دوزخیوں کے زخموں سے بہے گا۔

باب فَضْلِ السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ .

یہ باب ہے کہ بیوہ عورتوں کی ضروریات پورا کرنے کی کوشش کرنے والے کی فضیلت

2576 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَیْدٍ الدِّیْلِیِّ عَنْ اَبِی الْغَیْثِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "السَّاعِیْ عَلَی الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْکِیْنِ کَالْمُجَاهِدِ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
بیوہ اور غریب شخص کی ضروریات پورا کرنے والے کی مثال اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مانند ہے۔

بیوہ اور مسکین کی خدمت پر ثواب کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گیری کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو اللہ کی راہ میں سعی کرے یعنی وہ شخص بیوہ عورت اور مسکین کی دیکھ بھال اور خبر گیری کرتا ہے اور ان کی ضروریات کو پورا کر کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے تو اس ثواب کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد اور حج کرنے والے کو ملتا ہے اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان کیا کہ بیوہ عورت اور مسکین کی خبر گری کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو نماز و

2576-اخرجه البخاري في النفقات، باب فضل النفقة على الاهل (الحديث 5353)، و في الادب، باب الساعي على الارملة (الحديث 6006م)، و باب الساعي على المسكين (الحديث 6007) . و اخرجه مسلم في الزهد و الرقائق، باب الاحسان الى الارملة و المسكين و اليتيم (الحديث 41) . و اخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في السعي على الارملة و اليتيم (الحديث 1969م) . و اخرجه ابن ماجه في التجارات، باب الحث على المكاسب (الحديث 2140) .

عبادت کے شب بیداری کرتا ہے اور اپنی شب بیداری میں نہ کوئی سستی کرتا ہے اور نہ کسی فتور اور نقصان کو گوارا کرتا ہے اور اس شخص کے مانند ہے جو دن کو کبھی افطار نہیں کرتا کہ جس کو صائم الدھر کہا جاتا ہے۔

(بخاری مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 882)

فقیر و محتاج بھی مسکین کے حکم میں داخل ہے بلکہ بعض حضرات کے نزدیک اس کو مسکین پر ترجیح حاصل ہے۔ "اور میرا گمان ہے کہ انہوں نے یہ بھی بیان" ان الفاظ کی نسبت حضرت عبداللہ ابن سلمہ کی طرف کی جاتی ہے جو بخاری و مسلم کے شیخ اور اس حدیث کے بیان کرتے ہیں جس کو انہوں نے حضرت امام مالک سے روایت کیا ہے اس بات کی صراحت امام بخاری نے کی ہے بہر حال ان الفاظ کے ذریعہ عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ عنہ کا مطلب یہ ہے کہ میرا گمان ہے کہ اس حدیث کے روای حضرت امام مالک نے یہ الفاظ کالقائم لایفتر۔ نقل کئے ہیں لیکن اگر بخاری کی مذکورہ صراحت کے سامنے نہ ہو تو مصابیح اور مشکوہ کے ظاہری الفاظ سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ جملہ اور میرا گمان ہے کہ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ہے اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اس جملہ کے ذریعہ یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کالقائم لا۔۔۔ کے الفاظ بھی ارشاد فرمائے تھے یا یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اس موقع پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس شک کو ظاہر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یا تو کا الساعی فی سبیل اللہ کے الفاظ ارشاد فرمائے تھے یا کالقائم کے الفاظ چنانچہ اس کی تائید جامع صغیر کی اس روایت سے بھی ہوتی ہے کہ جس کو احمد، شیخین، ترمذی، نسائی، اور ابن ماجہ سے نقل کیا گیا ہے۔ اور جس کے الفاظ یوں ہیں کہ الساعی علی الارملة والمساکین کالمجاهدین فی سبیل الله و القائم اللیل الصائم النهار ۔

باب الْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ .

یہ باب مؤلفۃ القلوب کے بیان میں ہے

2577 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي نُعْمٍ عَنْ اَبِي سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ بَعَثَ عَلِيٌّ وَّهُوَ بِالْيَمَنِ بِذُهَيْبَةٍ بِتُرْبَتِهَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَسَمَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَرْبَعَةِ نَفَرٍ الْاَقْرَعِ بْنِ حَابِسٍ الْحَنْظَلِيِّ وَعُيَيْنَةَ بْنِ بَدْرٍ الْفَزَارِيِّ وَعَلْقَمَةَ بْنِ عُلَاثَةَ الْعَامِرِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِي كِلَابٍ وَّزَيْدٍ الطَّائِيِّ ثُمَّ اَحَدِ بَنِي نَبْهَانَ فَغَضِبَتْ قُرَيْشٌ وَّقَالَ مَرَّةً

2577-اخرجه البخاري في الانبياء، باب قول الله تعالى (والى عاد اخاهم هودًا قال يا قوم اعبدوا الله) (الحديث 3344)، و في التفسير ، باب (والمولفة قلوبهم و في الرقاب) (الحديث 4667) مختصراً، وفي التوحيد، باب قول الله تعالى (تعرج الملائكة و الروح اليه) (الحديث 7432) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب ذكر الخوارج، وصفاتهم (الحديث 143) . و اخرجه ابو داؤد في السنة، باب في قتال الخوارج (الحديث 4764) و اخرجه النسائي في تحريم الدم، من شهر سيفه ثم وضعه في الناس (الحديث 4112)، وفي التفسير: سورة التوبة، قوله تعالى (والمولفة قلوبهم) (الحديث 241) . و الحديث عند: البخاري في المغازي باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام و خالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4351) . و مسلم في الزكاة، باب ذكر الخوارج، و صفاتهم (الحديث 144 و 145 و 146) . تحفة الاشراف (4132) .

أُخرٰی صَنَادِیدُ قُرَیْشٍ فَقَالُوا تُعْطِی صَنَادِیدَ نَجْدٍ وَتَدَعُنَا ۔ قَالَ "اِنَّمَا فَعَلْتُ ذٰلِكَ لِاَتَاَلَّفَهُمْ" ۔ فَجَاءَ رَجُلٌ كَثُّ اللِّحْيَةِ مُشْرِفُ الْوَجْنَتَيْنِ غَائِرُ الْعَيْنَيْنِ نَاتِءُ الْجَبِينِ مَحْلُوقُ الرَّأْسِ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ يَا مُحَمَّدُ ۔ قَالَ "فَمَنْ يُطِعِ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ اِنْ عَصَيْتُهُ اَيَاْمَنُنِي عَلٰى اَهْلِ الْاَرْضِ وَلَا تَاْمَنُونِي" ۔ ثُمَّ اَدْبَرَ الرَّجُلُ فَاسْتَاْذَنَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ فِي قَتْلِهٖ يَرَوْنَ اَنَّهٗ خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ مِنْ ضِئْضِئِ هٰذَا قَوْمًا يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ يَقْتُلُوْنَ اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَيَدَعُوْنَ اَهْلَ الْاَوْثَانِ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ" ۔

☆☆ حضرت ابوسعید خدری ﷛ بیان کرتے ہیں: حضرت علی ﷛ نے یمن سے مٹی میں ملا ہوا کچھ سونا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو نبی اکرم ﷺ نے اُسے چار آدمیوں میں تقسیم کردیا: اقرع بن حابس تمیمی' عیینہ بن بدر فزاری' علقمہ بن علاثہ عامری' ان کا تعلق بنوکلاب سے تھا' اور زید طائی جن کا تعلق بنونبہان سے تھا۔ اس بات پر قریش ناراض ہوگئے۔

راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں: قریش کے سردار ناراض ہوگئے' اُنہوں نے کہا: آپ نے نجد کے سرداروں کو عطا کردیا ہے اور ہمیں نہیں دیا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایسا اس لیے کیا تاکہ اُن کی تالیف قلب کروں۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) پھر ایک شخص آیا جس کی داڑھی گھنی تھی' رخسار اُبھرے ہوئے تھے' دونوں آنکھیں اندر کی طرف دھنسی ہوئی تھیں' پیشانی اُٹھی ہوئی تھی اور اُس نے سر منڈوایا ہوا تھا' وہ بولا: اے حضرت محمد! آپ اللہ سے ڈریئے! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اللہ کی نافرمانی کروں گا تو پھر اُس کی اطاعت کون کرے گا' اللہ تعالیٰ نے تو اہلِ زمین کے لیے مجھے امین قرار دیا ہے' لیکن تم لوگ مجھے امین نہیں سمجھتے ہو۔ پھر وہ شخص چلا گیا تو حاضرین میں سے ایک شخص نے اُسے قتل کرنے کی اجازت مانگی' وہ صاحب حضرت خالد بن ولید ﷛ تھے' نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی نسل میں سے ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی تلاوت کریں گے لیکن وہ اُن کے حلق سے نیچے نہ جاسکے گا' وہ اہلِ اسلام کے ساتھ جنگ کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے' وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر اپنے نشانے کے پار ہوجاتا ہے' اگر میں نے اُن کا زمانہ پالیا تو میں اُنہیں اس طرح قتل کروں گا جس طرح قومِ عاد کو قتل کیا گیا تھا۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا کا بیان

علامہ ابن عابدین حنفی شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ امام محمد بن سحنون کی روایت ہے۔ تمام علماء کا اس پر اجماع ہے حضور ﷺ کو گالی دینے والا آپ کی شان میں کمی کرنے والا کافر ہے اور تمام امت کے نزدیک وہ واجب القتل ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت محمد رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک امام جس کا نام عبداللہ بن نواحہ تھا۔ قرآن کی آیات کا مذاق اڑایا اور مفاہیم کے ردوبدل سے یہ الفاظ کہے' قسم ہے آٹا پیسنے والی عورتوں کی جو اچھی طرح گوندھتی ہیں پھر روٹی پکاتی ہیں پھر ثرید بناتی ہیں پھر خوب لقمے لیتی ہیں اس پر حضرت نے اسے قتل کا حکم سنایا اور لمحہ بھر بھی تاخیر نہیں فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجہاد)

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے تاریخی الفاظ ملاحظہ ہوں۔ جو شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں گستاخی کرے، اس کا خون حلال اور مباح ہے (کتاب الشفاء)

اس جملے کا صاف مطلب یہ ہے کہ اس کے لئے عدالتی کارروائی ہو تو فبہا ورنہ پورا معاشرہ سستی اور کوتاہی پر مجرم ہوگا۔ ان ہی خیالات کا اظہار بارہا پنجاب ہائی کورٹ کے معزز جج میاں نذیر اختر فرما چکے ہیں۔

اب سنئے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بارے میں آپ نے ایک موقع پر شاتمین دین ورسول کو قتل کرنے کے بعد جلا دینے کا حکم صادر فرمایا۔ یہ روایت بھی بخاری کی ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں میرے والد گرامی کہتے تھے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کسی نبی کو سب کرے اسے قتل کر دو اور جو کسی صحابی کو برا بھلا کہے اسے کوڑے مارو۔ (المعجم الصغیر للطبرانی، باب العین)

الاشباہ والنظائر میں ہے۔ کافر اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کر لی جائے لیکن اس کافر کی توبہ قبول نہیں جو نبی کریم ﷺ کے حضور گستاخیاں کرتا ہے۔ نسائی شریف کی حدیث ہے کہ ایک شخص نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سب کیا۔ آپ کے ایک عقیدت مند نے اجازت چاہی کہ اسے قتل کر دیا جائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ حق صرف حضرت محمد ﷺ کا ہے کہ انہیں (بکواس کرنے والے کو) قتل کر دیا جائے (سنن نسائی، کتاب تحریم الدم، حدیث **4077**)

ابن ماجہ نے روایت کیا کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتد کو قتل کی سزا دی۔ اس پر فتح القدیر کا مولف لکھتا ہے کہ جو شخص حضور ﷺ کے خلاف غلیظ زبان استعمال کرے اس کی گردن اڑا دی جائے۔ (فتح القدیر، کتاب السیر)

محدث عبدالرزاق روایت فرماتے ہیں: خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے کچھ مرتدوں کو آگ میں جلا دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی اے ابوبکر! آپ نے خالد کو کھلا چھوڑ دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کی تلوار کو نیام میں نہیں ڈال سکتا۔ (مصنف عبدالرزاق، کتاب الجہاد، حدیث **9470**)

حضور انور ﷺ مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو شہر نور میں ایک بوڑھا جس کی عمر ایک سو بیس سال تھی اور نام اس کا ابوعفک تھا۔ اس نے انتہائی دشمنی کا اظہار کیا۔ لوگوں کو وہ حضور ﷺ کے خلاف بھڑکاتا، نظمیں لکھتا جن میں اپنی بدباطنی کا اظہار کرتا۔ جب حارث بن سوید کو موت کی سزا سنائی گئی تو اس ملعون نے ایک نظم لکھی جس میں حضور ﷺ کو گالیاں بکیں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی گستاخیاں سنیں تو فرمایا: تم میں سے کون ہے جو اس غلیظ اور بدکردار آدمی کو ختم کر دے۔

سالم بن عمیر نے اپنی خدمات پیش کیں۔ وہ ابوعفک کے پاس گئے دراں حالیکہ وہ سو رہا تھا۔ سالم نے اس کے جگر میں تلوار زور سے گھسو دی۔ ابوعفک چیخا اور آنجہانی ہو گیا۔ (کتاب المغازی، للواقدی، سریۃ قتل ابی عفك، **163/1**)

حویرث بن نقید رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیا کرتا۔ ایک بار حضرت عباس مکہ سے مدینہ جا رہے تھے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ام مکتوم رضی اللہ عنہا مدینہ جانے کے لئے ان کے ساتھ نکلیں۔ ظالم حویرث نے سواری کو اس طرح ایڑھ لگائی کہ دونوں شہزادیاں سواری سے گر گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے موت کی سزا سنائی۔ فتح مکہ کے موقع پر حویرث نے خود کو ایک

مکان میں بند کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے تلاش کر لیا اور اپنے آقا ﷺ کے حکم پر اسے قتل کر دیا۔

(کتاب المغازی للواقدی، (281/2)

بخاری شریف کی روایت ہے۔ معاویہ بن مغیرہ نامی ایک گستاخ کو رسول اللہ ﷺ نے گرفتار کروالیا اور فرمایا ایک مسلمان ایک ہی سانپ سے دوبار نہیں ڈسا جاتا، اے معاویہ بن مغیرہ! تم اب کسی صورت میں بھی واپس نہیں جاسکتے۔ پھر فرمایا اے زبیر! اے عاصم! اس کا سر قلم کردو۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے اور یہ حنفی فقہ کی معروف کتاب ہے۔ جب کوئی شخص حضور ﷺ یا انبیاء میں سے کسی بھی نبی کی توہین کرے اس کی شرعی سزا قتل ہے اور اس کی توبہ یقیناً قبول نہیں ہوگی۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ حضور ﷺ کے ساتھ منسوب کسی چیز میں عیب نکالنے والا شخص کافر ہے۔ جبکہ الاشباہ کے مصنف نے فرمایا اور وہ واجب القتل ہوگا۔ جس طرح کسی شخص نے حضور ﷺ کے بال مبارک کے بارے میں (بطور اہانت) تصغیر کا صیغہ استعمال کر کے تنقیص کی۔ (فتاویٰ قاضی خان، کتاب السیر، (574/3)

علامہ حصاص رازی لکھتے ہیں مسلمانوں میں کوئی اختلاف نہیں کہ اپنے آپ کو مسلمان کہنے والا جو شخص حضور ﷺ کی ذات پاک کے خلاف بے ادبی کی جسارت کرے وہ مرتد ہے اور قتل کا مستحق ہے۔ (احکام القرآن للرازی، سورۂ توبہ، (128/3)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے کہ جو شخص کہے حضور ﷺ کی چادر یا بٹن میلا کچیلا ہے اور اس قول سے مقصود عیب لگانا ہو، اس شخص کو قتل کر دیا جائے گا۔

علامہ خفاجی نسیم الریاض میں فرماتے ہیں۔ اگر کسی شخص نے کسی شخص کے علم کو حضور ﷺ کے علم سے زیادہ جانا اس نے توہین کی۔ اس لئے وہ واجب القتل ٹھہرا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں یمن کے گورنر مہاجر بن امیہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی وہاں ایک عورت مرتد ہوگئی۔ اس نے حضور ﷺ کی شان میں گستاخی والا گیت گایا۔ گورنر نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا اور سامنے والے دو دانت توڑ دیئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پتہ چلا تو آپ نے فرمایا۔ اگر تو فیصلہ کر کے عمل نہ کرا چکا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کرنے کا حکم صادر کرتا۔ کیونکہ نبیوں کے گستاخ قابل معافی نہیں ہوتے۔

گستاخی میں جہالت کے عدم اعتبار کا بیان

علامہ عبدالرحمٰن الجزیری فرماتے ہیں۔ "اور اسی کی مانند وہ شخص ہے جو کسی ایسے نبی کو گالی دے جس کی نبوت پر تمام امت کا اجماع ہو؛ اس کو بغیر توبہ کا کہے قتل کیا جائے گا، اور اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔ اگر اس نے توبہ کر بھی لی تو تب بھی نبی کو گالی دینے کی حد میں اسے قتل کیا جائے گا؛ اور اس مسئلہ میں اس کی جہالت کا عذر معتبر نہیں ہوگا؛ کیوں کہ کفر میں کسی کی جہالت معتبر نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے نشہ میں مست ہونے کا؛ عقل توازن کے کھو جانے کا، او غضبناک ہونے کا عذر مانا جائے گا، بلکہ اسے ہر حال میں قتل کیا جائے گا۔ (الفقہ علی المذاہب اربعہ، ۵/۱۹۹)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل میں مذاہب اربعہ

حضور ﷺ کے گستاخ کی سزا یہی ہے کہ وہ واجب القتل ہے۔اس کی توبہ قبول نہیں، چاروں مسالک یہی ہیں۔
علامہ زین الدین ابن نجیم البحر الرائق میں ارشاد فرماتے ہیں۔حضور ﷺ کو سب وشتم کرنے والے کی سزا قتل ہے۔اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام اعظم امام اعظم رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: "جس نے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دل میں بغض رکھا وہ مرتد ہوگیا، اور شاتم رسول تو اس سے بھی بدتر ہے، ہمارے نزدیک وہ واجب القتل ہے؛ اور اس کی توبہ سے سزائے موت موقوف نہیں ہوگی۔ یہ مذہب اہل کوفہ اور امام مالک کا بھی ہے۔اور یہ حکم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔علماء نے یہاں تک فرمایا کہ گالی دینے والا نشے میں ہو تب بھی قتل کیا جائے گا اور معاف نہیں ہوگا (فتح القدیر شرح الہدایہ، کتاب الردۃ)

علامہ خیرالدین رملی حنفی فتاوٰی بزازیہ میں لکھتے ہیں: شاتم رسول کو بہرطور حداً قتل کرنا ضروری ہے۔اس کی توبہ بالکل قبول نہیں کی جائے گی، خواہ یہ توبہ گرفت کے بعد ہو یا اپنے طور پر تائب ہو جائے کیونکہ ایسا شخص زندیق کی طرح ہوتا ہے، جس کی توبہ قابلِ تسبب ہی نہیں اور اس میں کسی مسلمان کے اختلاف کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔اس جرم کا تعلق حقوق العباد سے ہے، یہ صرف توبہ سے ساقط نہیں ہوسکتا، جس طرح دیگر حقوق (چوری، زنا) توبہ سے ساقط نہیں ہوتے اور جس طرح حدِ تہمت توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔یہی سیدنا ابوبکر علیہ الرحمہ، امام اعظم علیہ الرحمہ، اہل کوفہ اور امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب ہے۔

(تنبیہ الولاۃ واحکام)

امام ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ امت کی رائے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: تمام اہلِ علم کا اتفاق ہے کہ گستاخِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قتل واجب ہے اور امام مالک علیہ الرحمہ، امام ابولیث علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ، امام اسحاق علیہ الرحمہ اور امام شافعی علیہ الرحمہ، حتیٰ کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان تمام کا مسلک یہی ہے کہ اس کی توبہ قبول نہ کی جائے۔

(فتاوٰی شامی)

علامہ طاہر بخاری اپنی کتاب خلاصہ الفتاوٰی میں لکھتے ہیں کہ محیط میں ہے کہ جو نبی اکو گالی دے، آپ اکی اہانت کرے ،آپ اکے دینی معاملات یا آپ اکی شخصیت یا آپ اکے اوصاف میں سے کسی وصف کے بارے میں عیب جوئی کرے چاہے گالی دینے والا آپ اکی امت میں سے ہو خواہ اہل کتاب وغیرہ میں سے ہو ذمی یا حربی، خواہ یہ گالی اہانت اور عیب جوئی جان بوجھ کر ہو یا سہواً اور غفلت کی بناء پر نیز سنجیدگی کے ساتھ ہو یا مذاق سے، ہرصورت میں ہمیشہ کے لئے یہ شخص کافر ہوگا اس طرح کہ اگر توبہ کرے گا تو بھی اس کی توبہ نہ عنداللہ مقبول ہے اور نہ عندالناس اور تمام متقدمین اور تمام متاخرین ومجتہدین کے نزدیک شریعت مطہرہ میں اس کی قطعی سزا قتل ہے۔حاکم اور اس کے نائب پر لازم ہے کہ وہ ایسے شخص کے قتل کے بارے میں ذرا سی نرمی سے بھی کام نہ لے۔(خلاصہ الفتاوٰی)

علامہ خطابی علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جس نے بدگو کے قتل کے واجب ہونے میں اختلاف کیا ہو اور اگر یہ بدگوئی اللہ تعالیٰ کی شان میں ہو تو ایسے شخص کی توبہ سے اس کا قتل معاف ہو جائے گا۔ (فتح القدیر)

علامہ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی علت بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کا تعلق حقوق العباد سے ہے اور حق العبد توبہ سے معاف نہیں ہوتا جس طرح تمام حقوق العباد اور جیسا کہ حد قذف (تہمت کی سزا) توبہ سے ختم نہیں ہوتی۔ بزازی علیہ الرحمہ نے اس کی بھی تصریح کی ہے کہ انبیاء میں سے کسی ایک کو برا کہنے کا یہی حکم ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام مالک علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قاسم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام مالک علیہ الرحمہ سے مصر سے ایک فتویٰ طلب کیا گیا، جس میں میرے فتویٰ کے بارے میں، جس میں کہ میں نے شاتم رسول علیہ السلام کے قتل کا حکم دیا تھا، تصدیق چاہی گئی تھی۔ اس فتویٰ کے جواب میں امام مالک علیہ الرحمہ نے مجھ ہی کو اس فتویٰ کا جواب لکھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ میں نے یہ جواب لکھا کہ ایسے شخص کو عبرتناک سزا دی جائے اور اس کی گردن اُڑا دی جائے۔ یہ کلمات کہہ کر میں نے امام مالک علیہ الرحمہ سے عرض کی کہ اے ابوعبداللہ! (کنیت امام مالک علیہ الرحمہ) اگر اجازت ہو تو یہ بھی لکھ دیا جائے کہ قتل کے بعد اس لاش کو جلا دیا جائے۔ یہ سن کر امام مالک علیہ الرحمہ نے فرمایا، یقیناً وہ گستاخ اسی بات کا مستحق ہے اور یہ سزا اس کے لیے مناسب ہے۔ چنانچہ یہ کلمات میں نے امام موصوف کے سامنے ان کی ایماء پر لکھ دیے اور اس سلسلے میں امام صاحب نے کسی مخالفت کا اظہار نہ کیا۔ چنانچہ یہ کلمات لکھ کر میں نے فتویٰ روانہ کر دیا اور اس فتویٰ کی روشنی میں اس گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو جلا دیا گیا۔ (الشفاء)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں ابن کنانہ کا حکام کا فتویٰ

مبسوط میں ابن کنانہ علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی یہودی یا نصرانی بارگاہِ رسالت میں گستاخی کا مرتکب ہو تو میں حاکمِ وقت کو مشورہ دیتا ہوں اور ہدایت کرتا ہوں کہ ایسے گستاخ کو قتل کر کے اس کی لاش کو پھونک دیا جائے یا براہ راست آگ میں جھونک دیا جائے۔ (الشفاء، ج ،ص ، از قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ)

حکمِ قتل پر علمائے مالکیہ کی دلیل کا بیان

حضرت امام مالک علیہ الرحمہ اور تمام اہلِ مدینہ کا مسلک یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم ذمی نبی اکرم ﷺ کو سب وشتم کرے اور توہین رسالت کا مرتکب ہو تو اسے بھی قتل کیا جائے گا۔ "اگر گالی دینے والا ذمی ہو تو اسے بھی امام مالک اور اہل مدینہ کے مذہب میں قتل کیا جائے گا۔" علامہ ابن سحنون سے یہ بھی نقل کیا ہے۔

اگر گالی دینے والا مسلمان ہے تو کافر ہو جائے گا، اور بلا اختلاف اس کو قتل کر دیا جائے گا، اور یہ آئمہ اربعہ وغیرہ کا مذہب ہے۔ (الصارم المسلول، ص۵)

امام ابوعبید القاسم بن سلام فرماتے ہیں۔ کہ جس نے نبی ﷺ کی ذات میں کیے گئے ہجو کے ابیات میں سے ایک سطر کی

حفظ کی؛ اس انسان نے کفر کیا۔اور بعض سلف نے کہا ہے کہ: جو انسان نبی کریم ﷺ کی ہجو کی روایات نقل کرتا ہو اس سے حدیث لینا بالاجماع حرام ہے۔(شفاء؛امتاع الاسماع۔احکام القرآن ۳/۸۶)

علامہ احمد بن دردیر مالکی علیہ الرحمہ اقرب المسالک کی شرح "الصغیر" میں لکھتے ہیں: من سب نبیا مجمعا علی نبوته، او عرض بسبّ نبی، بان قال عند ذکره، اما انا فلست بزان او سارق فقد کفر. وکذا ن الحق بنبی نقصاً، ون بیدنه کعرج، وشلل، او وفور علمه، ذ کل نبی اعلم اهل زمانه وسیدهم اعلم الخلق .

"جس نے کسی ایسے نبی کو گالی دی جس کی نبوت پر سب کا اتفاق ہے' یا اس کام کیا جو گالی سے مشابہ ہے' (یعنی عیب نکالا) اس طرح کہ اس کے تذکرہ کے وقت کہا: اے پر میں نہ ہی زانی ہوں' اور نہ ہی چور ہوں۔اس سے وہ کافر ہو جائے گا"۔اور ایسے ہی اگر اس نے کسی نبی پر کوئی نقص (کوتاہی) لگایا؛ (مثلاً اس نے کہا بیشک اس کے بدن میں لنگڑا پن ہے' یا شل ہے' یا ان کے علم وافر ہونے پر نقص لگایا' (اس سے بھی وہ کافر ہو جائے گا) اس لیے کہ ہر نبی اپنے زمانہ کا سب سے بڑا عالم ہوتا ہے' اور ان کا سردار اور تمام مخلوق سے بڑھ کر عالم ہوتا ہے۔(شرح "الصغیر" ۴/۴۴۲)

قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علمائے مالکیہ نے ایسے گستاخ ذمی کے قتل کے حکم پر قرآنِ کریم کی اس آیت سے استدلال کیا ہے: اور اگر وہ اپنی قسموں کو توڑیں اور عہد شکنی کر کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے بارے میں بدگوئیاں کریں، تو ان کفر کے سرغنوں سے لڑو۔(التوبہ)

اس آیتِ قرآنی کے علاوہ علمائے مالکیہ نے سرکارِ دوعالم ﷺ کے عمل سے بھی استدلال کیا ہے، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن اشرف کو اس کی گستاخیوں کی سبب سے قتل کروایا تھا۔اس گستاخ کے علاوہ اور دوسرے گستاخ بھی تعمیلِ حکمِ نبوی؛ میں قتل کیے گئے تھے۔(الشفاء)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: جو شخص بھی رسول کریم ﷺ کو گالی دے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات یا دین یا آپ ﷺ کی عادت میں نقص وعیب نکالے یا اسے ایسا شبہ لاحق ہو، جس سے آپ ﷺ کو گالی دینے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیصِ شان، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض وعداوت اور نقص وعیب کا پہلو نکلتا ہو، وہ دشنام دہندہ ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے اور وہ یہ کہ اسے قتل کیا جائے۔اس مسئلہ کی کسی شاخ کو نہ مستثنیٰ کیا جائے اور نہ اس میں شک وشبہ روا رکھا جائے خواہ گالی صراحتاً دی جائے یا اشارۃً۔وہ شخص بھی اسی طرح ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت کرے یا آپ ﷺ کو نقصان پہنچانا چاہے یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بددعا کرے یا آپ ﷺ کی شان کے لائق نہ ہو یا آپ ﷺ کی کسی چیز کے بارے میں رکیک، بے ہودہ اور جھوٹی بات کرے یا جن مصائب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے ان کی سبب سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر عیب لگائے یا بعض بشری عوارض کی سبب سے، جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم دوچار ہوئے، آپ ﷺ کی تنقیصِ شان کرے، اس بات پر تمام علماء اور ائمہ الفتویٰ کا عہدِ صحابہ سے لے کر اگلے تاریخی ادوار تک اجماع چلا آ رہا ہے۔(الصارم المسلول)

امام قرطبی علیہ الرحمہ اپنی مشہور تفسیر میں لکھتے ہیں: مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مجلس میں کہا کہ

کعب بن اشرف کو بدعہدی کر کے قتل کیا گیا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ اس کہنے والے کی گردن ماردی جائے۔ (کیونکہ کعب بن اشرف کے ساتھ کوئی معاہدہ نہیں تھا بلکہ وہ مسلسل بدگوئی اور ایذاء رسانی کی سبب سے مباح الدم بن گیا تھا)۔

اسی طرح کا جملہ ایک اور شخص ابن یامین کے منہ سے نکلا تو کعب بن اشرف کو مارنے والے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہا آپ کی مجلس میں یہ بات کہی جارہی ہے اور آپ خاموش ہیں۔ خدا کی قسم! اب آپ کے پاس کسی عمارت کی چھت تلے نہ آؤں گا اور اگر مجھے یہ شخص باہر مل گیا تو اسے قتل کر ڈالوں گا۔ علماء نے فرمایا ایسے شخص سے توبہ کے لیے بھی نہ کہا جائے گا بلکہ قتل کردیا جائے گا جو نبی اکی طرف بدعہدی کو منسوب کرے۔ یہی وہ بات ہے، جس کو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت محمد بن مسلمہ علیہ الرحمہ نے سمجھا، اس لیے کہ یہ تو زندقہ ہے۔ (تفسیر قرطبی)

اسلام (کافر ساب) کے قتل کو ساقط نہ کرے گا۔ کیونکہ یہ قتل نبی علیہ السلام کے حق کی سبب سے واجب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے آپ اکی بے عزتی کی ہے، آپ اپر نقص وعیب لگانے کا ارادہ کیا ہے، اس لئے اسلام لانے کی سبب سے بھی اس کا قتل معاف نہ ہوگا اور نہ یہ کافر مسلمان سے بہتر ہوگا، بلکہ بدگوئی کی سبب سے باوجود توبہ کے دونوں کو چاہے کافر ہو یا مسلم قتل کردیا جائے گا۔ (تفسیر قرطبی)

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام شافعی علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں: قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں سے ابوبکر فارسی ا نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیونکہ اس کے نبی پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۲۱۴/۴)

حافظ ابن کثیر ا لکھتے ہیں: ,,نبی علیہ السلام پر طعن کرنے کا معنیٰ یہ ہے کہ انہوں نے آپ ﷺ پر عیب لگایا اور تنقیص وتحقیر کی اور اسی سے نبی علیہ السلام کو گالی دینے والے کے قتل کی سزا اخذ کی گئی ہے۔ اسی طرح جس نے دین اسلام میں طعن کیا اور اسے تحقیر وتنقیص کے ساتھ ذکر کیا اس کی سزا بھی قتل ہے۔ (ابن کثیر ۳۴۴/۲)

علامہ شربینی شافعی علیہ الرحمہ مغنی المحتاج میں لکھتے ہیں: "جو کسی رسول کی تکذیب کرے" یا اسے گالی دے" یا ان کی ذات میں یا نام میں حقارت آمیز رویہ رکھے سو وہ کافر ہوجائے گا"۔ (مغنی المحتاج 134/4)

باقی آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے کے بارے میں ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "مسائلِ اختلافیہ پر مشتمل کتب میں جس رائے کی تائید ونصرت کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ نبی کو گالی دینا عہد ومعاہدہ کو توڑ دیتا ہے اور یہ فعل اس کے قتل کو واجب کردیتا ہے جس طرح ہم نے خود امام شافعی سے ذکر کیا ہے۔ (توہین رسالت کی شرعی سزا، ۱۷)

علامہ ابوبکر فارسی لکھتے ہیں کہ قاضی شوکانی نے آئمہ وفقہاء شافعیہ کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے: "آئمہ شافعیہ میں

سے ابوبکر فارسی نے کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی اور صریحاً قذف وتہمت لگائی وہ تمام علماء کے اتفاق سے کافر قرار دیا جائے گا اور اگر وہ توبہ کر لے تو اس سے سزائے قتل زائل نہیں ہوگی کیوں کہ اس کے نبی علیہ السلام پر تہمت لگانے کی سزا قتل ہے اور تہمت کی سزا توبہ کرنے سے ساقط نہیں ہوتی۔ (نیل الاوطار ۴/۲۱۴)

امام شافعی علیہ الرحمہ سے صراحتاً منقول ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے سے عہد ٹوٹ جاتا ہے اور ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہیے۔ ابن المنذر، الخطابی علیہ الرحمہ اور دیگر علماء نے ان سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ امام شافعی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الام میں فرماتے ہیں: جب حاکم وقت جزیہ کا عہد نامہ لکھنا چاہے تو اس میں مشروط کا ذکر کرے۔ عہد نامے میں تحریر کیا جائے کہ اگر تم میں سے کوئی شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کتاب اللہ یا دینِ اسلام کا تذکرہ نازیبا الفاظ میں کرے گا تو اس سے اللہ تعالیٰ اور تمام مسلمانوں کی ذمہ داری اٹھ جائے گی، جو امان اس کو دی گئی تھی، ختم ہو جائے گی اور اس کا خون اور مال امیر المومنین کے لیے اس طرح مباح ہو جائے گا جس طرح حربی کافروں کے اموال اور خون مباح ہیں۔ (الصارم المسلول)

امام محمد علیہ الرحمہ بن سحنون بھی اجماع نقل کرتے ہیں۔ اس بات پر علماء کا اجماع منعقد ہوا ہے کہ نبی کریم ﷺ کو گالی دینے والا اور آپ ﷺ کی توہین کرنے والا کافر ہے اور اس کے بارے میں عذاب خداوندی کی وعید آئی ہے۔ امت کے نزدیک اس کا حکم یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور جو شخص اس کے کفر اور اس کی سزا میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ (درمختار، نسیم الریاض، شرح الشفاء)

صحیح بخاری کے مشہور شارح جلیل القدر محدث ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ اپنی کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں: ابن المنذر نے اس بات پر علماء کا اتفاق نقل کیا کہ جو نبی ﷺ کو گالی دے، اسے قتل کرنا واجب ہے۔ ائمہ شوافع کے معروف امام ابوبکر الفارسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب الاجماع میں نقل کیا ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کو تہمت کے ساتھ برا کہے، اس کے کافر ہونے پر تمام علماء کا اتفاق ہے، وہ توبہ کرے تو بھی اس کا قتل ختم نہ ہوگا کیونکہ قتل اس کے تہمت لگانے کی سزا ہے اور تہمت کی سزا توبہ سے ساقط نہیں ہوتی۔

گستاخ رسول ﷺ کی سزا میں امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ کا مذہب

علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب "المغنی" میں کہا ہے۔ "بیشک جو کوئی نبی کریم ﷺ کی والدہ پر بہتان لگائے' اسے قتل کیا جائے گا' اگر چہ وہ توبہ ہی کیوں نہ کر لے' خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ بس اگر وہ اخلاص کے ساتھ توبہ کرے گا تو اس کی توبہ اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوگی۔ اور اس توبہ کی سبب سے اس سے حد ساقط نہیں ہوگی۔ مزید برآں وہ لکھتے ہیں: "اور آپ ﷺ پر بہتان تراشی کرنا اس کا وہی حکم ہے جو آپ کی والدہ پر بہتان تراشی کا ہے۔ بیشک آپ ﷺ کی والدہ پر بہتان کی سزا قتل اس لیے ہے کہ اصل میں یہ نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی ہے' اور آپ ﷺ کے نسب میں طعن ہے۔ (المغنی ۱۲/۵۱۲)

علامہ خرقی حنبلی علیہ الرحمہ کہتے ہیں۔ "جو کوئی نبی کریم ﷺ پر بہتان تراشی کرے، اسے قتل کیا جائے گا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر۔ (الکافی: ۱۵۹۴)

علامہ ابن عقیل حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اگر کوئی نبی کو گالی دے تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی' اس لیے کہ یہ آدمی کا حق ہے

"جو ساقط نہیں ہوتا"۔ (لوامع انوار البھیۃ ۱/۳۹۷)

جو شخص رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے یا آپ ا کی توہین کرے، خواہ وہ مسلم ہو یا کافر، تو وہ واجب القتل ہے۔ میری رائے یہ ہے کہ اسے قتل کیا جائے اور اس سے توبہ کا مطالبہ نہ کیا جائے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ہر آدمی جو ایسی بات کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی تنقیص شان کا پہلو نکلتا ہو، وہ واجب القتل ہے؛ خواہ مسلم ہو یا کافر، یہ اہلِ مدینہ کا مذہب ہے۔ ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ا کی طرف گالی کا اشارہ کرنا ارتداد ہے، جو موجب قتل ہے۔ یہ اسی طرح جس طرح صراحتاً گالی دی جائے۔

ابو طالب سے مروی ہے کہ امام احمد علیہ الرحمہ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا ہو۔ فرمایا: اسے قتل کیا جائے، کیونکہ اس نے رسول کریم ﷺ کو گالیاں دے کر اپنا عہد توڑ دیا۔

حرب علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد علیہ الرحمہ سے ایک ذمی کے بارے میں سوال کیا کہ جس نے رسول کریم ا کو گالی دی تھی۔ آپ نے جواب دیا کہ اسے قتل کیا جائے۔

امام احمد علیہ الرحمہ نے جملہ اقوال میں ایسے شخص کے واجب القتل ہونے کی تصریح ہے، اس لیے کہ اس نے عہد شکنی کا ارتکاب کیا۔ اس مسئلہ میں ان سے کوئی اختلاف منقول نہیں۔ (الصارم المسلول)

خلاصہ یہ ہے کہ رسول کریم ا کو گالی دینے والے، آپ ا کی توہین کرنے والے کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ (امام اعظم رضی اللہ عنہ علیہ الرحمہ، امام مالک علیہ الرحمہ، امام شافعی علیہ الرحمہ، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمہ) سے یہی منقول ہے۔ (فتاویٰ شامی)

ائمہ اربعہ کی تصریحات کے بعد چاروں مذاہب کے جید اور محقق علمائے کرام نے اس خاص مسئلہ پر چار انمول کتب تصنیف فرما کر اتمامِ حجت کر دیا ہے اور ان میں گستاخ رسول کی سزا اپنے اپنے زاویہ نظر سے حداً قتل قرار دی گئی ہے۔

گستاخ رسول ﷺ کے قتل میں اسلاف کا عملی کردار

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ "میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا، آپ کسی شخص سے ناراض ہوئے، تو وہ شخص درشت کلامی پر اتر آیا۔ میں نے کہا: اے خلیفہء رسول ﷺ آپ مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن اڑا دوں؟ میرے ان الفاظ سے ان کا سارا غصہ جاتا رہا، وہ وہاں سے اٹھ کر چلے گئے، اور مجھے بلا لیا اور فرمایا: "اگر میں تمہیں اجازت دیتا تو تم یہ کر گزرتے؟ میں نے کہا: کیوں نہیں؟ ضرور کرتا! آپ نے فرمایا: "اللہ کی قسم یہ حضرت محمد ﷺ کے علاوہ کسی اور کے لیے نہیں یعنی بدکلامی اور گستاخی کی سبب سے گردن اڑا دی جائے۔ (الصارم المسلول ۲۰۵۔ ابوداؤد ۲/۲۵۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ "بنی خطمہ کی ایک عورت نبی کریم ﷺ کی ہجو کیا کرتی تھی؛ آپ ﷺ نے فرمایا: "مجھے کون اس سے نجات دلائے گا، اس کی قوم کا ایک آدمی کھڑا ہوا، اور اس نے کہا: اس کام کے لیے میں ہوں اے اللہ کے رسول ﷺ اور اس نے جا کر اس عورت کو قتل کر دیا۔' (مسند شہاب للقضاعی ۲/۴۶)

علامہ واقدی نے اس واقع کی تفصیل لکھی ہے کہ یہ عورت عصمہ بنت مروان، یزید بن الخطمی کی بیوی تھی، بدر سے واپسی پر آپ ﷺ نے حضرت عمیر بن عدی رضی اللہ عنہ کو اس عورت کو قتل کرنے کے لئے بھیجا۔ انہوں نے جا کر اس عورت کو دیکھا کہ وہ بچے کو دودھ پلا رہی تھی، انہوں نے بچے کو علیحدہ کر کے تلوار اس کے پیٹ سے پار کر دی۔ پھر فجر کے بعد انہوں نے رسول کریم ﷺ کو اس واقعہ کی اطلاع دی تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

"اگر تم ایسے شخص کو دیکھنا چاہو جس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی غیبی مدد کی ہے تو عمیر رضی اللہ عنہ کو دیکھ لو۔"

اور جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ واپس آئے تو دیکھا کہ اس عورت کے بیٹے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ اسے دفن کر رہے تھے۔ جب سامنے آتے دیکھا تو وہ لوگ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی طرف آئے، اور کہا: اے عمیر! اسے تو نے قتل کیا ہے؟ عمیر ﷺ کہنے لگے: "ہاں، تم نے جو کرنا ہے کر لو، اور مجھے ڈھیل نہ دو؛ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! اگر تم سب وہ بات کہو جو وہ کہا کرتی تھی، تو میں تم سب پر اپنی تلوار سے وار کروں گا، یہاں تک کہ میں مارا جاؤں یا تمہیں قتل کر دوں۔" اس دن سے اسلام بنی خطمہ میں پھیل گیا قبل ازیں کچھ آدمی ڈر کے مارے اپنے اسلام کو پوشیدہ رکھتے تھے۔

(الصارم المسلول ۱۰۱)

امام واقدی لکھتے ہیں کہ: بنو عمرو بن عوف میں ابو عفک نامی ایک یہودی بوڑھا شخص تھا جس کی عمر ایک سو بیس سال سے زیادہ تھی؛ وہ مدینہ میں آ کر لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف عداوت پر بھڑکایا کرتا تھا۔ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا؛ جب رسول اللہ ﷺ بدر تشریف لے گئے؛ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو فتح اور کامرانی سے نوازا تو وہ حسد کرنے لگا، اور بغاوت پر اتر آیا، اس نے رسول اللہ اور صحابہ کرام کی ہجو میں ایک قصیدہ کہا۔ حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کہ میں اسے قتل کروں گا، یا اسے قتل کرتے ہوئے مارا جاؤں گا۔ سالم رضی اللہ عنہ غفلت کی تلاش میں تھے۔ موسم گرما کی ایک رات تھی، ابو عفک بنو عمرو کے صحن میں سو رہا تھا، حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ آئے، اور تلوار ابو عفک کے جگر پر رکھ دی؛ دشمن چیخنے لگا؛ اس کے ہم خیال بھاگتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ پہلے اس کے گھر میں لے گئے، اور پھر دفن کر دیا۔

ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ "اس واقعہ میں اس امر کی دلیل موجود ہے کہ معاہد یا ذمی اگر اعلانیہ نبی کریم ﷺ کو گالیاں دے تو اس سے معاہدہ ٹوٹ جاتا ہے، اور اسے دھوکے سے قتل کیا جا سکتا ہے۔ (الصارم المسلول ۹۴)

باب الصَّدَقَةِ لِمَنْ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ ۔

یہ باب ہے کہ جو شخص (کسی دوسرے کی) کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے اُسے صدقہ دینا

2578 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ ح .

2578-اخرجه مسلم في الزكاة، باب من تحل له المسالة (الحديث 109) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1640) مطولاً . و اخرجه النسائي في الزكاة، الصدقة لمن تحمل بحمالة (الحديث 2579) مطولاً، و فضل من لا يسال الناس شيئا (الحديث 2590) . تحفة الاشراف (11068) .

وَاَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ - وَاللَّفْظُ لَهُ - قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ هَارُوْنَ عَنْ كِنَانَةَ بْنِ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُهُ فِيْهَا فَقَالَ "اِنَّ الْمَسْاَلَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ بِحَمَالَةٍ بَيْنَ قَوْمٍ فَسَاَلَ فِيْهَا حَتّٰى يُؤَدِّيَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ" ۔

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک ادائیگی اپنے ذمے لے لی' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ ﷺ سے اس بارے میں کچھ مانگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: مانگنا صرف تین لوگوں کے لیے جائز ہے' ایک وہ شخص جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے' وہ اس ادائیگی کے لیے مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ وہ ادائیگی کر دے تو پھر مانگنے سے رُک جائے۔

2579 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ بْنِ مُسَاوِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ كِنَانَةُ بْنُ نُعَيْمٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ تَحَمَّلْتُ حَمَالَةً فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُهُ فِيْهَا فَقَالَ "اَقِمْ يَا قَبِيصَةُ حَتّٰى تَاْتِيَنَا الصَّدَقَةُ فَنَاْمُرَ لَكَ" ۔ قَالَ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا قَبِيصَةُ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ اِلَّا لِاَحَدِ ثَلَاثَةٍ رَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ وَّرَجُلٍ اَصَابَتْهُ جَائِحَةٌ فَاجْتَاحَتْ مَالَهُ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَهَا ثُمَّ يُمْسِكَ وَرَجُلٍ اَصَابَتْهُ فَاقَةٌ حَتّٰى يَشْهَدَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ ذَوِی الْحِجَا مِنْ قَوْمِهِ قَدْ اَصَابَتْ فُلَانًا فَاقَةٌ فَحَلَّتْ لَهُ الْمَسْاَلَةُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِّنْ عَيْشٍ اَوْ سِدَادًا مِّنْ عَيْشٍ فَمَا سِوٰى هٰذَا مِنَ الْمَسْاَلَةِ يَا قَبِيصَةُ سُحْتٌ يَّاْكُلُهَا صَاحِبُهَا سُحْتًا" ۔

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک ادائیگی اپنے ذمے لے لی' میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس بارے میں آپ ﷺ سے مدد کرنے کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے قبیصہ! تم یہیں ٹھہرے رہو' یہاں تک کہ ہمارے پاس صدقہ آئے گا تو ہم تمہارے لیے حکم دے دیں گے۔

راوی بیان کرتے ہیں: پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے قبیصہ! صدقہ لینا صرف تین طرح کے لوگوں کے لیے جائز ہے' ایک وہ شخص جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لے' اُس کے لیے مانگنا جائز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی ضروریات پوری کر لے۔ (یہاں روایت کے الفاظ میں راوی کو شک ہے)۔

(دوسرا وہ شخص ہے) جس کے پھلوں وغیرہ کو کوئی آفت لاحق ہو جائے' جس کے نتیجے میں اُس کا مال ضائع ہو جائے' اُس کے لیے مانگنا جائز ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جب اُس کی ضرورت پوری ہو جائے تو وہ مانگنے سے رُک جائے۔

(تیسرا وہ شخص ہے) جس کو فاقہ لاحق ہو جائے اور اُس کی قوم کے تین سمجھدار لوگ یہ گواہی دے دیں کہ فلاں شخص کو فاقہ لاحق ہو گیا ہے' تو ایسے شخص کے لیے مانگنا جائز ہے' یہاں تک کہ اُسے اپنی ضروریات پوری کرنے کے لیے سامان مل جائے۔ (یہاں ایک لفظ کے بارے میں راوی کو شک ہے)

2579-تقدم (الحديث 2578) .

(پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:) اے قبیصہ! ان کے علاوہ مانگنا حرام ہے جو شخص (اس طرح سے مانگ کر کچھ کھاتا ہے) وہ حرام کھاتا ہے۔

شرح

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! جان لو کہ طمع محتاجگی ہے اور آدمیون سے ناامید ہونا تونگری و بے پروائی ہے، انسان جب کسی چیز سے مایوس ہو جاتا ہے تو اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے۔ (رزین، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 354)

طمع محتاجگی ہے کا مطلب یہ ہے کہ طمع محتاجگی کی ایک صورت ہے یا یہ مطلب ہے کہ طمع محتاجگی کا ذریعہ ہے یعنی طمع کی وجہ سے انسان محتاج بنتا ہے بایں طور کہ اپنی طمع پوری کرنے کے لئے دوسرے لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ناامید ہونا تونگری و بے پروائی ہے۔ کا مطلب یہ ہے کہ انسان سے ناامیدی مستغنی اور بے پرواہ بنا دیتی ہے۔

حضرت ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ کے بارے میں منقول ہے کہ ان سے کسی نے علم کیمیا جو صرف دو لفظوں میں منحصر ہو طلب کیا تو انہوں نے اس سے فرمایا کہ مخلوق اللہ سے صرف نظر کرو یعنی کسی انسان سے امیدیں قائم نہ کرو اور اللہ سے اس چیز کے بارے میں اپنی طمع منقطع کر لو جو تمہاری قسمت میں لکھی ہوئی چیزوں کے علاوہ ہے یعنی اللہ نے جو چیزیں تمہارے مقدر میں لکھ دی ہیں اس کے علاوہ دوسری چیزوں کی امید نہ رکھو۔ طمع کے معنی ہیں اس چیز پر نظر رکھنا یعنی اسے حاصل کرنے کی خواہش کرنا کہ جس کے حاصل ہونے میں شک ہو یعنی کسی چیز کے بارے میں یہ خیال ہو کہ اس کا مالک دے گا یا نہیں ہاں اگر کسی ایسی چیز کی کسی ایسے شخص سے حصول کی خواہش ہو جس پر اس کا ہو اس شخص سے کمال تعلق اور محبت و مروت کی بنا پر یقین ہو کہ وہ چیز مل جائے گی تو اسے طمع نہیں کہیں گے۔

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْيَتِيمِ .

یہ باب یتیم کو صدقہ دینے کے بیان میں ہے

2580 - اَخْبَرَنِی زِیَادُ بْنُ اَیُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ ابْنُ عُلَیَّةَ قَالَ اَخْبَرَنِی هِشَامٌ قَالَ حَدَّثَنِی یَحْیَى بْنُ اَبِی كَثِیرٍ قَالَ حَدَّثَنِی هِلاَلٌ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ عَنْ اَبِی سَعِیدٍ الْخُدْرِیِّ قَالَ جَلَسَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ فَقَالَ "اِنَّمَا اَخَافُ عَلَیْكُمْ مِنْ بَعْدِی مَا یُفْتَحُ لَكُمْ مِنْ زَهْرَةٍ" . وَذَكَرَ الدُّنْیَا وَزِینَتَهَا فَقَالَ رَجُلٌ اَوَیَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیلَ لَهُ مَا شَاْنُكَ تُكَلِّمُ

2580-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على اليتامى (الحديث 1465)، و في الجهاد، باب فضل النفقة في سبيل الله (الحديث 2842) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب تخوف ما يخرج من زهرة الدنيا (الحديث 122 و 123) . و الحديث عند : البخاري في الجمعة، باب يستقبل الامام القوم و استقبال الناس الامام اذا خطب (الحديث 921)، و في الرقاق، باب ما يحذر من زهرة الدنيا و التنافس فيها (الحديث 6427) . و مسلم في الزكاة، باب تخوف ما يخرج من زهرة الدنيا (الحديث 122) . تحفة الإشراف (4166) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يُكَلِّمُكَ . قَالَ وَرَاَيْنَا اَنَّهُ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَاَفَاقَ يَمْسَحُ الرُّحَضَاءَ وَقَالَ "اَشَاهِدُ السَّائِلَ اِنَّهُ لَا يَاْتِي الْخَيْرُ بِالشَّرِّ وَاِنَّ مِمَّا يُنْبِتُ الرَّبِيْعُ يَقْتُلُ اَوْ يُلِمُّ اِلَّا اٰكِلَةَ الْخَضِرِ فَاِنَّهَا اَكَلَتْ حَتّٰى اِذَا امْتَدَّتْ خَاصِرَتَاهَا اسْتَقْبَلَتْ عَيْنَ الشَّمْسِ فَثَلَطَتْ ثُمَّ بَالَتْ ثُمَّ رَتَعَتْ وَاِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ وَنِعْمَ صَاحِبُ الْمُسْلِمِ هُوَ اِنْ اَعْطٰى مِنْهُ الْيَتِيْمَ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَاِنَّ الَّذِيْ يَاْخُذُهُ بِغَيْرِ حَقِّهِ كَالَّذِيْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَيَكُوْنُ عَلَيْهِ شَهِيْدًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ" .

☆☆ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے' ہم لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آس پاس بیٹھ گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے بارے میں مجھے اندیشہ ہے کہ میرے بعد تمہارے لیے دنیا کی آرائش وزیبائش کو کھول دیا جائے گا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور اُس کی آرائش وزیبائش کا تذکرہ کیا تو ایک صاحب نے عرض کی: کیا یہ بھلائی کسی بُرائی کو لے کر آئی ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' اُن صاحب سے کہا گیا: کیا وجہ ہے کہ تم نے اللہ کے رسول کی خدمت میں گزارش کی ہے لیکن اللہ کے رسول نے تمہیں جواب نہیں دیا۔ راوی کہتے ہیں: ہم نے غور کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی' جب (وحی کے نزول کی کیفیت ختم ہوئی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا پسینہ صاف کیا اور دریافت کیا: کیا سوال کرنے والا شخص اب بھی موجود ہے؟ (پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے بتایا:) کوئی بھی اچھائی کسی بُرائی کو نہیں لاتی ہے' موسم بہار میں جو چیزیں اُگتی ہیں اُن میں سے کچھ مار دیتی ہیں اور کچھ نقصان پہنچاتی ہیں' البتہ سبز چارے کو کھانے والے کا حکم مختلف ہے' وہ اُسے کھاتا ہے یہاں تک کہ موٹا تازہ ہو جاتا ہے' پھر وہ دھوپ میں آتا ہے' پھر گوبر کرتا ہے' پیشاب کرتا ہے' پھر چرتا ہے (تو بہار کا یہ چارہ اُس کی صحت پر مثبت طریقے سے اثر انداز ہوتا ہے)۔

یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' مسلمان کا وہ مال کتنا بہتر ہے' اگر وہ اُس مال میں سے یتیم کو غریب شخص کو اور مسافر کو بھی کچھ دیتا ہے اور جو شخص ناحق طور پر مال لیتا ہے' اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا۔ ہے اور وہ مال قیامت کے دن اُس شخص کے خلاف گواہ ہوگا۔

یتیم کی پرورش کرنے کا بیان

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا کہ وہ یتیم خواہ اس کا ہو یا کسی اور کا جنت میں اس طرح ہوں گے یہ کہہ کر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کیا اور دونوں کے درمیان تھوڑی سی کشادگی رکھی۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد چہارم: رقم الحدیث، 883)

وہ یتیم خواہ اس کا ہو یا کسی اور کا" کے ذریعہ اس بات کو واضح کیا گیا ہے کہ مطلق یتیم کی کفالت و پرورش کرنے کی فضیلت ہے وہ یتیم خواہ اس کا اپنا قریبی ہو جیسے پوتا اور بھتیجا وغیرہ یا کوئی غیر قرابتی ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ذریعہ اشارہ کر کے واضح کیا کہ جنت میں میرے اور یتیم کی پرورش کرنے والے کے درمیان اتنا قریبی علاقہ ہوگا کہ جتنا کہ ان دونوں انگلیوں کے درمیان ہے نیز آپ نے ان دونوں انگلیوں کے ذریعہ اس طرح بھی اشارہ کیا کہ مرتبہ

نبوت جو سب سے اعلیٰ درجہ ہے اس کے اور سخاوت و مروت کے مرتبہ کے درمیان زیادہ فاصلہ نہیں ہے۔

یتیموں کی مالی معاونت کا بیان

وَاٰتُوا الْیَتٰمٰٓی اَمْوَالَهُمْ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الْخَبِیْثَ بِالطَّیِّبِ وَلَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَهُمْ اِلٰٓى اَمْوَالِكُمْ اِنَّهٗ كَانَ حُوْبًا كَبِیْرًا ۔(النساء،۲)

اور یتیموں کا مال ان کو دے دو اور حلال چیز کے بدلے ناپاک اور حرام چیز نہ لو اور اپنے مالوں کے ساتھ ان کے مال ملا کر کھا نہ جاؤ، بیشک یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اللہ تعالیٰ یتیموں کے والیوں کو حکم دیتا ہے کہ جب یتیم بلوغت اور سمجھداری کو پہنچ جائیں تو ان کے جو مال تمہارے پاس ہو انہیں سونپ دو، پورے پورے بغیر کمی اور خیانت کے ان کے حوالے کرو، اپنے مالوں کے ساتھ ملا کر گڈمڈ کر کے کھا جانے کی نیت نہ رکھو، حلال رزق جب اللہ رحیم تمہیں دے رہا ہے پھر حرام کی طرف کیوں منہ اٹھاؤ؟ تقدیر کی روزی مل کر ہی رہے گی اپنے حلال مال چھوڑ کر لوگوں کے مالوں کو جو تم پر حرام ہیں نہ لو، دبلا پتلا جانور دے کر موٹا تازہ نہ لو، بوٹی دے کر بکرے کی فکر نہ کرو، ردی دے کر اچھے کی اور کھوٹا دے کر کھرے کی نیت نہ رکھو، پہلے لوگ ایسا کر لیا کرتے تھے کہ یتیموں کی بکریوں کے ریوڑ میں سے عمدہ بکری لے لی اور اپنی دبلی پتلی بکری دے کر گنتی پوری کر دی، کھوٹا درہم اس کے مال میں ڈال کر کھرا نکال لیا اور پھر سمجھ لیا کہ ہم نے تو بکری کے بدلے بکری اور درہم کے بدلے درہم لیا ہے۔ ان کے مالوں میں اپنا مال خلط ملط کر کے پھر یہ حیلہ کر کے اب امتیاز کیا ہے؟ ان کے مال تلف نہ کرو، یہ بڑا گناہ ہے۔

باب الصَّدَقَةِ عَلَى الْاَقَارِبِ ۔

یہ باب قریبی رشتہ داروں کو صدقہ دینے میں ہے

2581 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ حَفْصَةَ عَنْ اُمِّ الرَّائِحِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَّعَلٰى ذِي الرَّحِمِ اثْنَتَانِ صَدَقَةٌ وَّصِلَةٌ" ۔

☆☆ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

غریب شخص کو صدقہ دینا صرف صدقہ دینا ہے اور رشتہ دار کو صدقہ دینے میں دو پہلو ہیں: صدقہ دینا اور رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنا۔

2581-اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الصدقة على ذي القرابة (الحديث 658) مطولًا و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب فضل الصدقة (الحديث 1844) . و الحديث عند: ابي داؤد في الصوم، باب ما يفطر عليه (الحديث 2355) . و الترمذي في الصوم، باب ما جاء يستحب عليه الافطار (الحديث 695) . و ابن ماجه في الصيام، باب ما جاء في على ما يستحب الفطر (الحديث 1699) . تحفة الاشراف (4486) .

2582 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِىْ وَائِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنْ زَيْنَبَ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنِّسَآءِ "تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ" . قَالَتْ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ خَفِيفَ ذَاتِ الْيَدِ فَقَالَتْ لَهُ اَيَسَعُنِىْ اَنْ اَضَعَ صَدَقَتِىْ فِيْكَ وَفِىْ بَنِىْ اَخٍ لِّىْ يَتَامٰى فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ سَلِىْ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَتْ فَاَتَيْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا عَلٰى بَابِهٖ امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهَا زَيْنَبُ تَسْاَلُ عَمَّا اَسْاَلُ عَنْهُ فَخَرَجَ اِلَيْنَا بِلَالٌ فَقُلْنَا لَهُ انْطَلِقْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُ عَنْ ذٰلِكَ وَلَا تُخْبِرْهُ مَنْ نَحْنُ . فَانْطَلَقَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مَنْ هُمَا" . قَالَ زَيْنَبُ . قَالَ "اَىُّ الزَّيَانِبِ" . قَالَ زَيْنَبُ امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَيْنَبُ الْاَنْصَارِيَّةُ قَالَ "نَعَمْ لَهُمَا اَجْرَانِ اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی اہلیہ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواتین سے فرمایا: تم صدقہ کیا کرو اگرچہ اپنا زیور ہی صدقہ کرو۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ تنگ دست شخص تھے اُنہوں نے حضرت عبداللہ سے دریافت کیا: کیا میرے لیے اس بات کی گنجائش ہے کہ میں اپنا صدقہ آپ کو دے دیا کروں اور اپنے یتیم بچوں پر خرچ کر دوں؟ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو؛ وہ خاتون بیان کرتی ہیں کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر ایک انصاری خاتون بھی موجود تھی' جس کا نام زینب تھا' اُس نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی سوال کرنا تھا جو میں نے کرنا تھا' حضرت بلال رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لائے' ہم نے اُن سے گزارش کی کہ آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں اور آپ سے اس بارے میں دریافت کریں' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نہ بتائیں کہ ہم کون ہیں؟ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: وہ دونوں عورتیں کون ہیں؟ اُنہوں نے جواب دیا: زینب' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کون سی زینب؟ تو اُنہوں نے بتایا: حضرت عبداللہ کی اہلیہ زینب اور ایک انصاری زینب' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اُن دونوں کو اجر ملے گا' ایک رشتے داری کے حقوق کا خیال رکھنے کا اجر اور ایک صدقہ کرنے کا اجر۔

شرح

قد القيت عليه المهابة، کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو ہیبت وعظمت کا ایسا پیکر بنایا تھا کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرعوب ہوتے، ڈرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے انتہا تعظیم کرتے تھے اس وجہ سے کسی کو بھی جرات نہیں ہوتی تھی کہ وہ اچانک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچ جائے اور ظاہر ہے کہ آپ صلی اللہ

2582-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الزكاة على الزوج و الايتام في الحجر (الحديث 1466) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل النفقة و الصدقة على الاقربين و الزوج و الاولاد و الوالدين و لو كانوا مشركين (الحديث 45 و 46) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب الصدقة على ذي القرابة (الحديث 1834) مختصراً . و الحديث عند: الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الزكاة الحلي (الحديث 635 و 636) . تحفة الاشراف (15887) .

علیہ وسلم کی یہ عظمت وہیبت (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بدخلقی اور خشونت کی وجہ سے نہیں تھی۔ بلکہ یہ تو اللہ داد تھی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس عظمت وہیبت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وتعظیم کا سبب بنایا تھا۔ جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو منع کر دیا تھا کہ وہ ان کے نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ بتائیں تو انہیں ان کی اس خواہش کا احترام کرنا چاہیے تھا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ان سے ان عورتوں کا نام پوچھا اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی بناء پر ان کے لئے یہ ہی ضروری ہو گیا تھا کہ وہ ان کا نام بتا دیں چنانچہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل کی۔ یہ حدیث کی وضاحت تھی اب اصل مسئلہ کی طرف آیئے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آیا کوئی عورت اپنے خاوند یا کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی زکوۃ کا مال دے سکتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اس بارے میں تو بالاتفاق تمام علماء کا یہ مسلک ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنی زکوۃ کا مال نہ دے مگر اس کے برعکس صورت میں امام ابوحنیفہ تو یہ فرماتے ہیں کہ کوئی عورت اپنے خاوند کو اپنی زکوۃ کا مال نہ دے کیونکہ مرد کے منافع اور مال میں عادۃ اکثر دونوں ہی شریک ہوتے ہیں اس طرح کوئی عورت اپنے خاوند کو زکوۃ کا مال دے گی تو اس مال سے خود بھی فائدہ حاصل کرے گی جو جائز نہیں ہوگا۔ صاحبین یعنی حضرت امام ابویوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ جس طرح مرد کا اپنی بیوی کو زکوۃ کا مال دینا جائز ہے اسی طرح بیوی بھی اپنی زکوۃ کا مال اپنے خاوند کو دے سکتی ہے ائمہ کے اس اختلاف کی بنا پر کہا جائے گا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس مذکور صدقہ سے صدقہ نفل مراد ہوگا اور صاحبین کے نزدیک اس سے صدقہ نفل بھی مراد ہو سکتا ہے اور صدقہ فرض یعنی زکوۃ کو بھی مراد لیا جا سکتا ہے۔

اولاد پر خرچ کرنے کی فضیلت کا بیان

ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک دن میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسلمہ کے بیٹوں پر خرچ کرنے میں میرے لئے ثواب ہے کہ نہیں درآنحالیکہ وہ میرے ہی بیٹے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ان پر خرچ کرو جو چیز تم ان پر خرچ کرو گی اس کا تمہیں ثواب ملے گا۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 432)

حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا پہلے ان کے عقد میں تھیں، ابوسلمہ سے ان کے کئی بچے ہوئے عمر زینب اور درہ، جب ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا، تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجیت میں آنے کا شرف حاصل ہوا۔ ابوسلمہ سے ان کے جو بچے تھے وہ ان کے اخراجات میں انہیں کچھ دیا کرتی تھیں۔ چنانچہ اسی کو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ان کو میں جو کچھ دیتی ہوں آیا اس کا ثواب بھی مجھے ملتا ہے یا نہیں؟ لہٰذا اس صورت میں بیٹوں سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے حقیقی بیٹے مراد ہوں گے جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہا سے تھے یا یہ بھی احتمال ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہا کی دوسری بیوی کے کچھ بچے ہوں گے ام سلمہ نے ان پر مال خرچ کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اس صورت میں بیٹوں سے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے سوتیلے بیٹے مراد ہوں گے۔

بَابُ الْمَسْأَلَةِ .

یہ باب مانگنے کے بیان میں ہے

2583 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ اَبَا عُبَيْدٍ مَوْلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَزْهَرَ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَاَنْ يَّحْتَزِمَ اَحَدُكُمْ حُزْمَةَ حَطَبٍ عَلٰى ظَهْرِهٖ فَيَبِيْعَهَا خَيْرٌ مِّنْ اَنْ يَّسْاَلَ رَجُلًا فَيُعْطِيَهٗ اَوْ يَمْنَعَهٗ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
کوئی شخص اپنی پشت پر لکڑیوں کا گٹھا لادکر پھر اُسے فروخت کرے تو اُس کے لیے یہ اُس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی شخص سے مانگے اور وہ دوسرا شخص اُسے کچھ دے یا نہ دے۔

2584 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ حَمْزَةَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا يَزَالُ الرَّجُلُ يَسْاَلُ حَتّٰى يَاْتِيَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيْسَ فِيْ وَجْهِهٖ مُزْعَةٌ مِّنْ لَحْمٍ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
آدمی مانگتا رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ قیامت کے دن آئے گا تو اُس کے چہرے پر معمولی سا گوشت بھی نہیں ہوگا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص لوگوں سے ایسی چیز کی موجودگی میں سوال کرے جو اسے مستغنی بنا دینے والی ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں پیش ہوگا کہ اس کے منہ پر اس کا سوال بصورت خموش یا کدوش یا کدوح ہوگا۔ عرض کیا گیا کہ یارسول اللہ! مستغنی بنانے والی کیا چیز ہوتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پچاس درہم یا اس قیمت کا سونا۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 345)

خموش جمع ہے خمش کی، خدوش جمع ہے خدش کی اور کدوح جمع ہے کدح کی۔ بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہیں بایں طور کہ ان سب کے معنی کا حاصل زخم ہے گویا حدیث میں لفظ او راوی کا شک ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تینوں میں سے کوئی ایک لفظ ارشاد فرمایا ہے۔ لیکن دوسرے بعض علماء فرماتے ہیں کہ یہ تینوں الفاظ متباین ہیں یعنی ان تینوں کے الگ الگ معنی ہیں خموش کے معنی ہیں لکڑی کے ذریعے کھال چھیلنا، خمش کے معنی ہیں ناخن کے ذریعے کھال چھیلنا اور

2583-اخرجه البخاري في البيوع، باب كسب الرجل و عمله بيده (الحديث 2074)، و في المساقاة، باب بيع الحطب و الكلا (الحديث 2374). و اخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسالة للناس (الحديث 107) . تحفة الاشراف (12930) .

2584-اخرجه البخاري في الزكاة، باب من سال الناس تكثرًا (الحديث 1474) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب كراهة المسالة للناس (الحديث 103 و 104) . تحفة الاشراف (6702) .

کدح کے معنی ہیں دانتوں کے ذریعے کھال اتارنا، گویا اس طرح قیامت کے روز سائلین کے تفاوت احوال کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص کم سوال کرے گا اس کے منہ پر ہلکا زخم ہوگا، جو شخص بہت زیادہ سوال کرے گا اس کے منہ پر بہت گہرا زخم ہوگا جو شخص سوال کرنے میں درمیانہ درجہ اختیار کرے گا اس کے منہ پر زخم بھی درمیانی درجے کا ہوگا۔

2585 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ اَبِیْ صَفْوَانَ الثَّقَفِیُّ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَیَّةُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ بِسْطَامِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَلِیْفَةَ عَنْ عَائِذِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهٗ فَاَعْطَاهُ فَلَمَّا وَضَعَ رِجْلَهٗ عَلٰی اُسْکُفَّةِ الْبَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا فِی الْمَسْاَلَةِ مَا مَشٰی اَحَدٌ اِلٰی اَحَدٍ یَّسْاَلُهٗ شَیْئًا" .

☆☆ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کچھ مانگا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ چیز اُسے عطا کر دی' جب اُس شخص نے دروازے کی چوکھٹ پر اپنا پاؤں رکھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر تمہیں یہ پتہ چل جائے کہ دوسرے سے مانگنے میں کتنی خرابی ہے' تو کوئی بھی شخص کسی دوسرے سے کچھ مانگنے کے لیے اُس کے پاس چل کر نہ جائے۔

باب سُؤَالِ الصَّالِحِیْنَ .

یہ باب نیک لوگوں سے مانگنے کے بیان میں ہے

2586 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ رَبِیْعَةَ عَنْ بَکْرِ بْنِ سَوَادَةَ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ مَخْشِیٍّ عَنِ ابْنِ الْفِرَاسِیِّ اَنَّ الْفِرَاسِیَّ قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْاَلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ "لَا وَاِنْ کُنْتَ سَائِلًا لَا بُدَّ فَاسْاَلِ الصَّالِحِیْنَ" .

☆☆ حضرت فراسی رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے بیان کرتے ہیں: حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گزارش کی: یارسول اللہ! میں کچھ مانگ لوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! اگر تم نے ضرور کچھ مانگنا ہو' تو نیک لوگوں سے مانگنا۔

باب الْاِسْتِعْفَافِ عَنِ الْمَسْاَلَةِ .

یہ باب مانگنے سے بچنے کے بیان میں ہے

2587 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَزِیْدَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ حَتّٰی اِذَا نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ قَالَ "مَا

2585-انفرد به النسائی ۔ تحفة الاشراف (5060) ۔

2586-اخرجه ابو داؤد فی الزکاۃ، باب فی الاستعفاف (الحدیث 1646) ۔ تحفة الاشراف (15524) ۔

يَكُونُ عِنْدِي مِنْ خَيْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهُ عَنْكُمْ وَمَنْ يَسْتَعْفِفْ يُعِفَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ يَصْبِرْ يُصَبِّرْهُ اللّٰهُ وَمَا اُعْطِيَ اَحَدٌ عَطَاءً هُوَ خَيْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ".

★★ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:
کچھ انصاریوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے اُنہیں عطا کر دیا' اُنہوں نے پھر مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ بھی موجود تھا وہ ختم ہو گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے پاس جو بھی بھلائی کی چیز موجود ہو گی میں تم لوگوں سے چھپا کر اُسے ذخیرہ کر کے نہیں رکھوں گا' جو شخص مانگنے سے بچنے کی کوشش کرے گا' اللہ تعالیٰ اُسے مانگنے سے محفوظ رکھے گا۔ جو شخص صبر سے کام لے گا' اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا کرے گا اور کسی بھی شخص کو ایسی کوئی بھی چیز نہیں دی گئی جو صبر سے زیادہ بہتر اور اُس سے زیادہ وسیع ہو۔

2588 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْنٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنْ اَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ لَاَنْ يَّاْخُذَ اَحَدُكُمْ حَبْلَهُ فَيَحْتَطِبَ عَلٰى ظَهْرِهٖ خَيْرٌ لَّهُ مِنْ اَنْ يَّاْتِيَ رَجُلًا اَعْطَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ فَضْلِهٖ فَيَسْاَلَهُ اَعْطَاهُ اَوْ مَنَعَهُ".

★★ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
اُس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! کوئی شخص اپنی رسّی لے کر لکڑیوں کا گٹھا اپنی کمر پر لاد کر (اُسے جا کر فروخت کر دے) یہ اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے شخص کے پاس جائے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے (مال وغیرہ) عطا کیا ہوا ور وہ اُس شخص سے کچھ مانگے تو وہ دوسرا شخص اُسے کچھ دے یا اُسے نہ دے۔

باب فَضْلِ مَنْ لَا يَسْاَلُ النَّاسَ شَيْئًا .

یہ باب ہے کہ اُس شخص کی فضیلت جو لوگوں سے کچھ مانگتا نہیں

2589 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي ذِئْبٍ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ قَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ يَّضْمَنْ لِي وَاحِدَةً وَّلَهُ الْجَنَّةُ". قَالَ يَحْيٰى هَا هُنَا كَلِمَةٌ مَعْنَاهَا اَنْ لَا يَسْاَلَ النَّاسَ شَيْئًا .

★★ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
جو شخص مجھے ایک بات کی ضمانت دے' اُسے جنت نصیب ہو گی۔

2587-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1469)، و في الرقاق، باب الصبر عن محارم الله (الحديث 6470) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب فضل التعفف و الصبر (الحديث 124) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1644) . واخرجه الترمذي في البر و الصلة، باب ما جاء في الصبر (الحديث 2024) . تحفة الاشراف (4152) .

2588-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1470) . تحفة الاشراف (13830) .

2589-اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب كراهية المسالة (الحديث 1837) بنحوه، تحفة الاشراف (2098) .

یحیٰ نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے: یہاں ایک کلمہ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ شخص لوگوں سے کچھ مانگے گا نہیں۔

2590 - اَخْبَرَنَا هِشَامُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ حَمْزَةَ - قَالَ حَدَّثَنِي الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ هَارُوْنَ بْنِ رِئَابٍ اَنَّهُ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِي بَكْرٍ عَنْ قَبِيصَةَ بْنِ مُخَارِقٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تَصْلُحُ الْمَسْاَلَةُ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ رَجُلٍ اَصَابَتْ مَالَهُ جَائِحَةٌ فَيَسْاَلُ حَتّٰى يُصِيبَ سِدَادًا مِنْ عَيْشٍ ثُمَّ يُمْسِكَ وَرَجُلٍ تَحَمَّلَ حَمَالَةً فَيَسْاَلُ حَتّٰى يُؤَدِّيَ اِلَيْهِمْ حَمَالَتَهُمْ ثُمَّ يُمْسِكَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ وَرَجُلٍ يَحْلِفُ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ ذَوِي الْحِجَا بِاللّٰهِ لَقَدْ حَلَّتِ الْمَسْاَلَةُ لِفُلَانٍ فَيَسْاَلُ حَتّٰى يُصِيبَ قِوَامًا مِنْ مَعِيشَةٍ ثُمَّ يُمْسِكَ عَنِ الْمَسْاَلَةِ فَمَا سِوَى ذٰلِكَ سُحْتٌ"۔

☆☆ حضرت قبیصہ بن مخارق رضی اللہ عنہ مانگنا صرف تین طرح کے لوگوں کے لیے درست ہے ایک وہ شخص جس کے مال کو کوئی آفت لاحق ہو جائے (جس کے نتیجے میں اُس کا مال برباد ہو جائے) وہ شخص مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ اُس کے پاس اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مال اکٹھا ہو جائے پھر وہ مانگنے سے رُک جائے گا۔

(دوسرا) وہ شخص ہے جو کوئی ادائیگی اپنے ذمے لیتا ہے تو اس بارے میں مانگے یہاں تک کہ اُس ادائیگی کو ادا کر دے تو پھر مانگنے سے رُک جائے گا۔

(تیسرا) وہ شخص جس کی قوم سے تعلق رکھنے والے تین تجربہ کار لوگ اللہ کے نام کی قسم اُٹھا کر یہ کہیں: اس شخص کے لیے مانگنا جائز ہو گیا ہے تو ایسا شخص مانگ سکتا ہے یہاں تک کہ اُسے اپنی ضروریات کی تکمیل کے لیے مال مل جائے تو پھر وہ شخص بھی مانگنے سے باز آ جائے گا اس کے علاوہ (مانگ کر کچھ لینا) حرام ہے۔

مانگنے کی بہ جائے خود کسب کرنے کا بیان

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کسی چیز کا سوال کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ کیا تمہارے گھر میں کچھ بھی نہیں ہے؟ اس نے عرض کیا کہ صرف ایک موٹی سی کملی ہے جس میں سے کچھ حصہ اوڑھتا ہوں اور کچھ حصہ بچھا لیتا ہوں اس کے علاوہ ایک پیالہ بھی ہے جس میں پانی پیتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں چیزوں کو لے آؤ۔ وہ دونوں چیزیں لے کر حاضر ہوا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں چیزیں اپنے ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ ان چیزوں کو کون خریدتا ہے ایک شخص نے کہا کہ میں ان دونوں چیزوں کو ایک درہم میں خریدنے کے لئے تیار ہوں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان چیزوں کو ایک درہم سے زیادہ میں کون خریدنے والا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دو یا تین بار فرمایا ایک شخص نے کہا کہ میں ان چیزوں کو دو درہم میں خریدتا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ دونوں چیزیں اس شخص کو دے دیں اور اس سے دو درہم لے کر انصاری کو دیئے اور اس سے فرمایا کہ اس میں سے ایک درہم کا کھانے کا سامان خرید کر اپنے گھر والوں کو دے دو اور دوسرے درہم کی کلہاڑی خرید کر میرے پاس لے آؤ وہ شخص

2590-تقدم (الحدیث 2578) .

کلہاڑی خرید کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کلہاڑی میں اپنے دس مبارک سے ایک مضبوط لکڑی لگا دی اور پھر اس سے فرمایا کہ اسے لے کر جاؤ لکڑیاں کاٹ کر جمع کرو اور انہیں فروخت کرو، اب اس کے بعد میں تمہیں پندرہ دن تک یہاں نہ دیکھوں یعنی اب یہاں نہ رہو جا کر اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ اور محنت کرو چنانچہ وہ شخص چلا گیا اور لکڑیاں جمع کر کر کے فروخت کرنے لگا کچھ دنوں کے بعد جب وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا تو کہاں وہ پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مانگنے آیا تھا درہم اب وہ دس درہم کا مالک تھا، اس نے ان درہموں میں سے کچھ کا کپڑا خریدا اور کچھ کا غلہ خرید لیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی حالت کی اس تبدیلی کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ صورتحال تمہارے لئے بہتر ہے بہ نسبت اس چیز کے کہ کل قیامت کے دن تم اس حالت میں آؤ کہ تمہارے سوال تمہارے منہ پر برے نشان یعنی زخم کی صورت میں ہو اور یہ یاد رکھو کہ صرف تین طرح کے لوگوں کو سوال کرنا مناسب ہے ایک تو اس محتاج کے لئے کہ جس کو مفلسی نے زمین پر گرا دیا ہو دوسرے اس قرض دار کے لئے جو بھاری اور عدم ادائیگی کی صورت میں ذلیل کرنے والے قرض کے بوجھ سے دبا ہو اور تیسرے صاحب خون کے لئے جو درد پہنچائے یعنی اس شخص کے لئے جس پر دیت واجب ہو خواہ اس نے خود کسی ناحق خون کیا ہو اور اس کا خون بہا اس کے ذمہ ہو یا کسی دوسرے شخص نے کوئی خون کر دیا ہو اور اس کی دیت اس نے اپنے ذمہ لی ہو مگر اس کی ادائیگی کی قدرت نہ رکھتا ہو تو اس کے لئے بھی جائز ہے کہ اس خون بہا کے بقدر کسی سے مانگ کر ادائیگی کر دے۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ نے اس روایت کو یوم القیامۃ تک نقل کیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 349)

باب حَدِّ الْغِنَى .

یہ باب خوشحال ہونے کی حد میں ہے

2591 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ الثَّوْرِيُّ عَنْ حَكِيمِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَاَلَ وَلَهُ مَا يُغْنِيهِ جَائَتْ خُمُوشًا اَوْ كُدُوحًا فِيْ وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" . قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَاذَا يُغْنِيهِ اَوْ مَاذَا اَغْنَاهُ قَالَ "خَمْسُوْنَ دِرْهَمًا اَوْ حِسَابُهَا مِنَ الذَّهَبِ" .

قَالَ يَحْيٰى قَالَ سُفْيَانُ وَسَمِعْتُ زُبَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص کچھ مانگے حالانکہ اُس کے پاس اتنا مال موجود ہو جو اُس کے لیے کفایت کرتا ہو تو جب قیامت کے دن وہ آئے گا تو اُس کے چہرے میں خراشیں ہوں گی۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) زخم ہوں گے۔ عرض کی گئی: یارسول اللہ! کفایت

2591-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة و حد الغنى (الحديث 1626) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء من تحل له الزكاة (الحديث 650 و 651) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب من سال عن ظهر غنى (الحديث 1840) . تحفة الاشراف (9387) .

سے مراد کیا ہے؟ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں:) وہ کیا چیز ہے جو اُسے کفایت کر جائے گی؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پچاس درہم یا اُس کے حساب سے سونا۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

باب الْإِلْحَافِ فِي الْمَسْأَلَةِ ۔

یہ باب مانگنے میں اصرار کرنے کے بیان میں ہے

2592 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ اَخِيهِ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تُلْحِفُوا فِي الْمَسْاَلَةِ وَلَا يَسْاَلُنِي اَحَدٌ مِّنْكُمْ شَيْئًا وَّاَنَا لَهُ كَارِهٌ فَيُبَارَكُ لَهُ فِيمَا اَعْطَيْتُهُ" ۔

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مانگنے میں اصرار نہ کرو اور کوئی شخص مجھ سے کوئی ایسی چیز نہ مانگے جسے میں ناپسند کرتا ہوں' کیونکہ میں اُسے جو کچھ دوں گا' اُس میں اُس کے لیے برکت رکھ دی جائے گی۔

باب مَنِ الْمُلْحِفُ

یہ باب ہے کہ اصرار کرنے والا شخص کون ہوگا؟

2593 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ شَابُورَ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ سَاَلَ وَلَهُ اَرْبَعُونَ دِرْهَمًا فَهُوَ الْمُلْحِفُ" ۔

☆☆ عمرو بن شعیب اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کے حوالے سے' نبی اکرم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جس شخص کے پاس چالیس درہم موجود ہوں اور پھر بھی وہ مانگے تو وہ اصرار کرنے والا شمار ہوگا۔

2594 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي الرِّجَالِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ غَزِيَّةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ اَبِيهِ قَالَ سَرَّحَتْنِي اُمِّي اِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَيْتُهُ وَقَعَدْتُ فَاسْتَقْبَلَنِي وَقَالَ "مَنِ اسْتَغْنَى اَغْنَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنِ اسْتَعَفَّ اَعَفَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنِ اسْتَكْفَى كَفَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَنْ سَاَلَ وَلَهُ قِيمَةُ اُوقِيَّةٍ فَقَدْ اَلْحَفَ" ۔ فَقُلْتُ نَاقَتِي الْيَاقُوتَةُ خَيْرٌ مِّنْ اُوقِيَّةٍ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَسْاَلْهُ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوسعید اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے میری والدہ نے نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں

2592-اخرجه مسلم في الزكاة، باب النهي عن المسالة (الحديث 99) . تحفة الاشراف (11446) .

2593-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8699) .

2594-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1628) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (4121) .

بھیجا' میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بیٹھ گیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم میری طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا: جو شخص بے نیاز رہنے کا آرزومند ہوگا' اللہ تعالیٰ اُسے (مانگنے سے) بے نیاز رکھے گا جو شخص مانگنے سے بچے گا' اللہ تعالیٰ اُسے مانگنے سے بچائے گا' جو شخص کفایت کا طلبگار رہو گا' اللہ تعالیٰ اُسے کفایت نصیب کرے گا' جو شخص (دوسرے سے کچھ مانگے) حالانکہ اُس کے پاس ایک اوقیہ کی قیمت (کے برابر رقم یا کوئی چیز) موجود ہو تو وہ شخص اصرار کرنے والا شمار ہوگا۔ میں نے سوچا کہ میری اونٹنی یاقوتہ تو ایک اوقیہ سے زیادہ قیمتی ہے' تو میں واپس آ گیا اور میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں مانگا۔

بَاب اِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ دَرَاهِمُ وَكَانَ لَهُ عِدْلُهَا .

یہ باب ہے کہ جب کسی شخص کے پاس درہم موجود نہ ہوں لیکن اُس کے پاس اُن کے برابر (کوئی چیز ہو)

2595 - قَالَ الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ بَنِيْ اَسَدٍ قَالَ نَزَلْتُ اَنَا وَاَهْلِيْ بِبَقِيعِ الْغَرْقَدِ فَقَالَتْ لِيْ اَهْلِيْ اذْهَبْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلْهُ لَنَا شَيْئًا نَاْكُلُهُ . فَذَهَبْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَجَدْتُ عِنْدَهُ رَجُلًا يَسْاَلُهُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا اَجِدُ مَا اُعْطِيكَ" .

فَوَلَّى الرَّجُلُ عَنْهُ وَهُوَ مُغْضَبٌ وَّهُوَ يَقُوْلُ لَعَمْرِيْ اِنَّكَ لَتُعْطِي مَنْ شِئْتَ . قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّهُ لَيَغْضَبُ عَلَيَّ اَنْ لَا اَجِدَ مَا اُعْطِيهِ مَنْ سَاَلَ مِنْكُمْ وَلَهُ اُوقِيَّةٌ اَوْ عِدْلُهَا فَقَدْ سَاَلَ اِلْحَافًا" .

قَالَ الْاَسَدِيُّ فَقُلْتُ لَلَقْحَةٌ لَنَا خَيْرٌ مِّنْ اُوقِيَّةٍ - وَالْاُوقِيَّةُ اَرْبَعُوْنَ دِرْهَمًا - فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَسْاَلْهُ فَقَدِمَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَعِيْرٌ وَّزَبِيْبٌ فَقَسَّمَ لَنَا مِنْهُ حَتّٰى اَغْنَانَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ عطا بن یسار بنو اسد سے تعلق رکھنے والے ایک صحابی کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: میں اور میری بیوی بقیع غرقد میں ٹھہرے' میری بیوی نے مجھ سے کہا: آپ اللہ کے رسول کے پاس جائیں اور اُن سے کچھ مانگیں' تاکہ ہم اُسے کھا سکیں۔ تو میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کو پایا جو آپ سے کچھ مانگ رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس تمہیں دینے کے لیے کچھ نہیں ہے' جب وہ شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے واپس گیا تو وہ بہت غصے میں تھا' اور کہہ رہا تھا: میری زندگی کی قسم! آپ جسے چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ شخص مجھ سے اس لیے ناراض ہے کیونکہ میرے پاس اسے دینے کے لیے کچھ نہیں ہے' جو شخص (کسی سے) کچھ مانگے حالانکہ اُس شخص کے پاس ایک اوقیہ یا اس کے برابر (قیمتی چیز موجود ہو) تو وہ شخص اصرار کر کے مانگنے والا شمار ہوگا۔ وہ اسدی صحابی کہتے ہیں کہ میں نے یہ سوچا میرے پاس تو ایک اونٹنی ہے' جو ایک اوقیہ سے زیادہ بہتر (یعنی زیادہ قیمتی) ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) ایک اوقیہ چالیس درہم کے برابر ہوتا ہے۔

(وہ صحابی کہتے ہیں:) میں واپس آ گیا اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں مانگا۔ اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

2595-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1628) بنحوه مختصراً ۔ تحفة الاشراف (15640) .

میں کچھ جَو اور کچھ کشمش آئی تو وہ آپ نے ہم میں تقسیم کردی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خوشحال کر دیا۔

خوشحال اور صحت مند طاقتور کا صدقہ لینا جائز نہ ہونے کا بیان

2596 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْ حَصِينٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَحِلُّ الصَّدَقَةُ لِغَنِيٍّ وَّلَا لِذِيْ مِرَّةٍ سَوِيٍّ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:
خوشحال شخص اور صحت مند طاقتور شخص (جو مزدوری کرنے کی طاقت رکھتا ہو) کے لیے صدقہ لینا جائز نہیں ہے۔

باب مَسْاَلَةِ الْقَوِيِّ الْمُكْتَسِبِ .

یہ باب ہے کہ کمانے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کا مانگنا

2597 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَدِيِّ بْنِ الْخِيَارِ . اَنَّ رَجُلَيْنِ حَدَّثَاهُ اَنَّهُمَا اَتَيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْاَلَانِهِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَقَلَّبَ فِيْهِمَا الْبَصَرَ - وَقَالَ مُحَمَّدٌ بَصَرَهُ - فَرَآهُمَا جَلْدَيْنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنْ شِئْتُمَا وَلَا حَظَّ فِيْهَا لِغَنِيٍّ وَّلَا لِقَوِيٍّ مُكْتَسِبٍ" .

☆☆ عبیداللہ بن عدی بیان کرتے ہیں: دو صاحبان نے مجھے یہ بات بتائی ہے کہ وہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے صدقہ کے مال میں سے کچھ مانگا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن دونوں کا جائزہ لیا' آپ نے اُن دونوں کو مضبوط دیکھا تو ارشاد فرمایا: اگر تم دونوں چاہو (تو میں تمہیں دے دیتا ہوں) تاہم اس میں کسی خوشحال شخص اور کمانے کی صلاحیت رکھنے والے شخص کے لیے کچھ نہیں ہے۔

باب مَسْاَلَةِ الرَّجُلِ ذَا سُلْطَانٍ .

یہ باب حکمران سے کچھ مانگنے کے بیان میں ہے

2598 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الْمَسَائِلَ كُدُوحٌ يَكْدَحُ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهُ فَمَنْ شَاءَ كَدَحَ وَجْهَهُ وَمَنْ شَاءَ تَرَكَ اِلَّا اَنْ يَسْاَلَ الرَّجُلُ ذَا سُلْطَانٍ اَوْ شَيْئًا لَا يَجِدُ مِنْهُ بُدًّا"

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2596-اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب من سال عن ظهر غنى (الحديث 1839) . تحفة الاشراف (12910) .

2597-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب من يعطى من الصدقة، وحد الغنى (الحديث 1633) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (15635) .

2598-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب ما تجوز فيه المسالة (الحديث 1639) . و اخرجه الترمذي في الزكاة . باب ما جاء في النهي عن المسالة (الحديث 681) . و اخرجه النسائي في الزكاة، مسالة الرجل في امر لا بد منه (الحديث 2599) . تحفة الاشراف (4614) .

مانگنا ایک خراش ہے جس کے ذریعے آدمی اپنے چہرے پر خراش ڈال لیتا ہے جو شخص چاہے وہ اپنے چہرے پر خراشیں ڈال لے اور جو چاہے وہ ایسا نہ کرے البتہ جب کوئی شخص کسی حکمران سے کچھ مانگتا ہے یا کوئی ایسی چیز مانگتا ہے جس کی اُسے انتہائی ضرورت ہو (تو اُس کا حکم مختلف ہوتا ہے)۔

شرح

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن انصار میں سے چند لوگوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں عطا فرمادیا۔ انہوں نے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بھی دے دیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ تھا سب ختم ہوگیا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس جو کچھ بھی مال ہوگا میں تم سے بچا کر اس کا ذخیرہ نہیں کروں گا اور یاد رکھو کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرنے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بری باتوں سے بچاتا ہے۔

اور اسے لوگوں کا محتاج نہیں کرتا اس طرح اس کی خودداری کو باقی رکھتا ہے، نیز جو شخص انتہائی معمولی چیز پر بھی قناعت کرتا ہے اور کسی سے سوال نہیں کرتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے قناعت آسان کر دیتا ہے اور جو شخص بے پروائی ظاہر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بے پرواہ بنا دیتا ہے یعنی جو شخص دوسروں کے مال وزر سے بے پرواہ ہوتا ہے اور ہاتھ پھیلانے سے بچتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو غنی کر دیتا ہے اور جو شخص صبر کا طالب ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُسے صبر عطا فرماتا ہے یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ سے صبر کی توفیق طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے صبر آسان کر دیتا ہے اور یاد رکھو کہ صبر سے زیادہ بہتر اور وسیع کوئی دوسری چیز عطا نہیں کی گئی ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی تمام عطا و بخشش میں صبر سب سے بہتر عطاء ہے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 341)

باب مَسْاَلَةِ الرَّجُلِ فِيْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ لَهٗ مِنْهُ .

یہ باب ہے کہ آدمی کا کوئی ایسی چیز مانگنا جس کی اُسے انتہائی ضرورت ہو

2599 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ زَيْدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْمَسْاَلَةُ كَدٌّ يَكُدُّ بِهَا الرَّجُلُ وَجْهَهٗ اِلَّا اَنْ يَّسْاَلَ الرَّجُلُ سُلْطَانًا اَوْ فِيْ اَمْرٍ لَّا بُدَّ مِنْهُ" .

☆☆ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

مانگنا ایک زخم ہے جس کے ذریعے انسان اپنے چہرے کو خراب کر لیتا ہے البتہ اگر کوئی شخص حکمران سے مانگتا ہے اور کسی ایسی صورتِ حال میں مانگتا ہے جب اُسے انتہائی ضرورت ہو تو (حکم مختلف ہوگا)۔

2600 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الْجَبَّارِ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ عَنْ

2599-تقدم (الحديث 2598) .

2600-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الاستعفاف عن المسالة (الحديث 1472) مطولاً . تحفة الاشراف (3431) .

حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِطِيْبِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے مجھے وہ عطا کر دیا' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا' میں نے آپ سے پھر مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے' جو شخص اسے نفس کی پاکیزگی کے ساتھ وصول کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اُس کی مثال اُس شخص کی طرح ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

2601 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا مِسْكِيْنُ بْنُ بُكَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِیُّ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ حَكِيمِ بْنِ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ خَضِرَةٌ حُلْوَةٌ مَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ النَّفْسِ لَمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ يَاْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى" .

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے مجھے عطا کر دیا' میں نے آپ سے پھر مانگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پھر عطا کر دیا' میں نے آپ سے پھر مانگا آپ نے پھر عطا کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے اور جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے وصول کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ہمراہ اسے وصول کرتا ہے' اس کے لیے اس میں برکت نہیں ہوتی اور اُس کی مثال اُس شخص کی مانند ہے' جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

2602 - اَخْبَرَنِی الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ بْنُ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْحَارِثِ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ وَسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ سَأَلْتُهُ فَاَعْطَانِیْ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَا حَكِيمُ اِنَّ هٰذَا الْمَالَ حُلْوَةٌ فَمَنْ اَخَذَهٗ بِسَخَاوَةِ نَفْسٍ بُوْرِكَ لَهٗ فِيْهِ وَمَنْ اَخَذَهٗ بِاِشْرَافِ نَفْسٍ لَّمْ يُبَارَكْ لَهٗ فِيْهِ وَكَانَ كَالَّذِیْ

2601-تقدم (الحديث 2530) .

2602-تقدم (الحديث 2530) .

يَأْكُلُ وَلَا يَشْبَعُ وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلَى" ـ قَالَ حَكِيمٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا أَرْزَأُ أَحَدًا بَعْدَكَ حَتَّى أُفَارِقَ الدُّنْيَا بِشَيْءٍ ـ

☆☆ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مانگا' آپ نے مجھے عطا کر دیا' پھر میں نے آپ سے مانگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے حکیم! یہ مال میٹھا ہوتا ہے جو شخص نفس کی سخاوت کے ہمراہ اسے حاصل کرتا ہے' اُس کے لیے اس میں برکت رکھی جاتی ہے اور جو شخص نفس کے لالچ کے ساتھ اسے حاصل کرتا ہے اُس کے لیے اس میں برکت نہیں رکھی جاتی ہے اور اُس کی مثال اُس ایک شخص کی مانند ہوتی ہے جو کھانے کے باوجود سیر نہیں ہوتا اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ہمراہ مبعوث کیا ہے! آپ کے بعد اب میں کسی سے کچھ نہیں مانگوں گا' یہاں تک کہ دنیا سے رخصت ہو جاؤں (یعنی مرتے دم تک ایسا نہیں کروں گا)۔

باب مَنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مَالًا مِّنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ ـ

یہ باب ہے کہ جب کسی شخص کو مانگے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی مال عطا کر دے

2603 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ الْمَالِكِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَنِي عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَلَى الصَّدَقَةِ فَلَمَّا فَرَغْتُ مِنْهَا فَاَدَّيْتُهَا اِلَيْهِ اَمَرَ لِيْ بِعُمَالَةٍ فَقُلْتُ لَهُ اِنَّمَا عَمِلْتُ لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَاَجْرِيْ عَلَى اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ ـ فَقَالَ خُذْ مَا اَعْطَيْتُكَ فَاِنِّيْ قَدْ عَمِلْتُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لَهُ مِثْلَ قَوْلِكَ فَقَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اُعْطِيْتَ شَيْئًا مِّنْ غَيْرِ اَنْ تَسْاَلَ فَكُلْ وَتَصَدَّقْ" ـ

☆☆ بسر بن سعید' ابن ساعدی مالکی کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے مجھے زکوٰۃ کا عامل مقرر کیا' جب میں اُس سے فارغ ہوا اور میں نے ساری رقم اُن کو ادا کر دی تو اُنہوں نے مجھے معاوضہ دینے کی ہدایت کی' میں نے اُن سے گزارش کی کہ میں نے یہ کام اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کیا ہے اور میرا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جو تمہیں دے رہا ہوں' تم وصول کر لو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں' میں نے بھی اسی طرح ایک کام کیا تھا اور میں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وہی گزارش کی تھی جو تم نے کی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا تھا: جب کوئی

2603-اخرجه البخاري في الاحكام، باب رزق الحاكم و العاملين عليها (الحديث 7163) بنحوه . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الاخذ لمن اعطي من غير مسالة ولا اشراف (الحديث 111م و 112) . و اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في الاستعفاف (الحديث 1647) . و اخرجه النسائي في الزكاة، من آتاه الله عزوجل مالًا من غير مسالة (الحديث 2604 و 2605 و 2606) مطولًا والحديث عند: ابي داؤد في الخراج و الامارة و الفيء، باب في ارزاق العمال (الحديث 2944) . تحفة الاشراف (10487) :

چیز مانگے بغیر تمہیں دی گئی ہو تو تم (اُسے وصول کرلو) اُسے کھاؤ بھی اور صدقہ بھی کرو۔

2604 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ حُوَيْطِبِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰى قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ السَّعْدِيِّ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الشَّامِ فَقَالَ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَعْمَلُ عَلٰى عَمَلٍ مِّنْ اَعْمَالِ الْمُسْلِمِيْنَ فَتُعْطٰى عَلَيْهِ عُمَالَةً فَلَا تَقْبَلُهَا قَالَ اَجَلْ اِنَّ لِیْ اَفْرَاسًا وَّاَعْبُدًا وَّاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ يَّكُوْنَ عَمَلِیْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِنِّیْ اَرَدْتُ الَّذِیْ اَرَدْتَ وَكَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِی الْمَالَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَفْقَرُ اِلَيْهِ مِنِّیْ وَاَنَّهٗ اَعْطَانِیْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهٗ اَعْطِهٖ مَنْ هُوَ اَحْوَجُ اِلَيْهِ مِنِّیْ . فَقَالَ "مَا اٰتَاكَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ هٰذَا الْمَالِ مِنْ غَيْرِ مَسْاَلَةٍ وَّلَا اِشْرَافٍ فَخُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبداللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ شام سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم کوئی سرکاری فرائض سرانجام دیتے ہو اور پھر جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم نے قبول نہیں کیا' تو عبداللہ نے جواب دیا: جی ہاں! میرے پاس گھوڑے ہیں' غلام ہیں' میں بڑا خوشحال ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مال دیا تھا' تو میں نے آپ کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ آپ یہ اُس شخص کو دیں جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' ایک مرتبہ آپ نے مجھے کچھ عطا کیا تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی کہ یہ آپ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ جو مال تمہیں مانگے بغیر اور لالچ کے بغیر عطا کر دیتا ہے' اُسے لے لو' اُسے اپنے استعمال میں لاؤ' یا اُس کو صدقہ کرو اور جو اس کے علاوہ ہو' اُس کا لالچ نہ کرو۔

2605 - اَخْبَرَنَا كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ اَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى اَخْبَرَهٗ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِیْ خِلَافَتِهٖ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ اَلَمْ اُحَدَّثْ اَنَّكَ تَلِیْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِيْتَ الْعُمَالَةَ رَدَدْتَهَا فَقُلْتُ بَلٰى . فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَمَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ فَقُلْتُ لِیْ اَفْرَاسٌ وَّاَعْبُدٌ وَّاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ يَّكُوْنَ عَمَلِیْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ . فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّیْ كُنْتُ اَرَدْتُ مِثْلَ الَّذِیْ اَرَدْتَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِی الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهٖ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّیْ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ اَوْ تَصَدَّقْ بِهٖ مَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبداللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تم سرکاری فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم

2604-تقدم في الزكاة، من آتاه الله عزوجل مالًا من غير مسألة (الحديث 2603) .

2605-تقدم (الحديث 2603) .

نے واپس کر دیا' میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہارا مقصد کیا تھا؟ میں نے گزارش کی کہ میرے پاس گھوڑے ہیں' غلام ہیں' میں خوشحال ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی ادائیگی کی تو میں نے آپ کی خدمت میں گزارش کی: آپ یہ اُسے دے دیں جسے اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لو اور اسے اپنے استعمال میں لاؤ' یا اسے صدقہ کرو' اس طرح کا جو مال تمہارے پاس آتا ہے' جس کا تمہیں لالچ نہ ہو یا تم نے اُسے مانگا نہ ہو' تو اُسے وصول کرلو اور جو ایسا نہ ہو' اُس کی طرف توجہ نہ کرو (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

2606 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ وَّاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِي السَّائِبُ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّ حُوَيْطِبَ بْنَ عَبْدِ الْعُزّٰى اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ السَّعْدِيِّ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ قَدِمَ عَلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِيْ خِلَافَتِهِ فَقَالَ عُمَرُ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَلِيْ مِنْ اَعْمَالِ النَّاسِ اَعْمَالًا فَاِذَا اُعْطِيتَ الْعُمَالَةَ كَرِهْتَهَا قَالَ فَقُلْتُ بَلٰى . قَالَ فَمَا تُرِيْدُ اِلٰى ذٰلِكَ فَقُلْتُ اِنَّ لِيْ اَفْرَاسًا وَّاَعْبُدًا وَّاَنَا بِخَيْرٍ وَّاُرِيْدُ اَنْ تَكُوْنَ عَمَلِيْ صَدَقَةً عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ عُمَرُ فَلَا تَفْعَلْ فَاِنِّيْ كُنْتُ اَرَدْتُ الَّذِيْ اَرَدْتَ فَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ فَمَا جَاءَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَا تُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ عبداللہ بن سعدی بیان کرتے ہیں: وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ تم سرکاری فرائض سرانجام دے رہے تھے اور جب تمہیں معاوضہ دیا گیا تو تم نے اُسے ناپسند کیا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: جی ہاں! حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا: تم اس کے ذریعے کیا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی: میرے پاس گھوڑے ہیں' غلام ہیں' میں خوشحال ہوں' میں یہ چاہتا ہوں کہ میرا یہ کام مسلمانوں کے لیے صدقہ ہو' تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم ایسا نہ کرو' میں نے بھی وہی ارادہ کیا تھا جو تم نے ارادہ کیا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح کی کوئی بخشش عطا کی' میں نے گزارش کی کہ آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لو' اسے استعمال کرو یا اسے صدقہ کرو' تمہارے پاس اس طرح سے جو مال آئے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو جس کو تم نے مانگا نہ ہو' تو اُسے وصول کرلو اور جو ایسا نہ ہو' تم اپنی توجہ اُس کی طرف مبذول نہ کرو (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

2607 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اَخْبَرَنِيْ

2606-تقدم (الحديث 2603) .

2607-اخرجه البخاري في الزكاة، باب من اعطاه الله شيئًا من غير مسالة ولا اشراف نفس (الحديث 1473)، و في الاحكام، باب رزق الحاكم و العاملين عليها (الحديث 7164) . و اخرجه مسلم في الزكاة، باب اباحة الاخذ لمن اعطي من غير مسالة ولا اشراف (الحديث 110) . تحفة الاشراف (10520) .

سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِيْنِي الْعَطَاءَ فَاَقُوْلُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّيْ حَتّٰى اَعْطَانِيْ مَرَّةً مَالًا فَقُلْتُ لَهُ اَعْطِهِ اَفْقَرَ اِلَيْهِ مِنِّي .
فَقَالَ "خُذْهُ فَتَمَوَّلْهُ وَتَصَدَّقْ بِهِ وَمَا جَائَكَ مِنْ هٰذَا الْمَالِ وَاَنْتَ غَيْرُ مُشْرِفٍ وَّلَا سَائِلٍ فَخُذْهُ وَمَا لَا فَلَاتُتْبِعْهُ نَفْسَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں جو بخشش دیتے تھے میں یہ گزارش کرتا تھا کہ آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی مال دیا تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی: آپ یہ اُسے دیں جس کو اس کی مجھ سے زیادہ ضرورت ہو' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسے لو اور اپنے مال میں شامل کرلو یا صدقہ کردو' اس طرح سے جو مال تمہارے پاس آئے جس کا تمہیں لالچ نہ ہو اور تم نے مانگا بھی نہ ہو' تو اُسے وصول کرلو اور جو اس طرح کا نہ ہو تم اُس کے پیچھے نہ جاؤ (یا اُس کا لالچ نہ کرو)۔

باب اسْتِعْمَالِ اٰلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّدَقَةِ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آل کو صدقہ وصول کرنے کے کام پر مقرر کرنا

2608 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ سَوَّادِ بْنِ الْاَسْوَدِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ الْهَاشِمِيِّ اَنَّ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ بْنَ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَاهُ رَبِيْعَةَ بْنَ الْحَارِثِ قَالَ لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ بْنِ رَبِيْعَةَ بْنِ الْحَارِثِ وَالْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ائْتِيَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُوْلَا لَهُ اسْتَعْمِلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَى الصَّدَقَاتِ . فَاَتٰى عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَّنَحْنُ عَلٰى تِلْكَ الْحَالِ فَقَالَ لَهُمَا اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَسْتَعْمِلُ مِنْكُمْ اَحَدًا عَلَى الصَّدَقَةِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَالْفَضْلُ حَتّٰى اَتَيْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَنَا "اِنَّ هٰذِهِ الصَّدَقَةَ اِنَّمَا هِيَ اَوْسَاخُ النَّاسِ وَاِنَّهَا لَا تَحِلُّ لِمُحَمَّدٍ وَّلَا لِاٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" .

☆☆ عبدالمطلب بن ربیعہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد ربیعہ بن حارث نے عبدالمطلب بن ربیعہ اور فضل بن عباس سے کہا: تم دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ اور آپ کی خدمت میں گزارش کرو: یارسول اللہ! آپ ہمیں زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر کردیں' ابھی ہم وہیں پہ تھے' اسی دوران حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ بھی وہاں آ گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن دونوں حضرات کو یہ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم میں سے کسی بھی شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر نہیں کریں گے۔ عبدالمطلب بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں اور فضل بن عباس ہم دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

2608-اخرجه مسلم في الزكاة، باب ترك استعمال آل النبي على الصدقة (الحديث 167 و 168) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في الخراج و الامارة و الفيء ، باب في بيان مواضع قسم الخمس و سهم ذي القربى (الحديث 2985) . تحفة الاشراف (9737) .

ارشاد فرمایا: یہ صدقہ لوگوں کا میل ہے حضرت محمد اور حضرت محمد کی آل کے لیے اسے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

شرح

زکوۃ کو میل اس لئے کہا گیا ہے کہ جس طرح انسان کا جسم میل اتارنے سے صاف ہو جاتا ہے اسی طرح زکوۃ نکالنے سے نہ صرف یہ کہ مال ہی پاک ہو جاتا ہے بلکہ زکوۃ دینے والے کے قلب وروح میں پاکیزگی پیدا ہوتی ہے یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے زکوۃ کا مال لینا حرام تھا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد بنی ہاشم کو بھی زکوۃ لینی حرام ہے، خواہ وہ زکوۃ وصول کرنے پر مقرر ہوں یا محتاج ومفلس ہوں چنانچہ حنفیہ کا صحیح مسلک یہی ہے۔

صدقہ اور ہدیہ میں فرق ہونے کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانے کی کوئی چیز لائی جاتی تو پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں پوچھتے کہ یہ ہدیہ ہے یا صدقہ اگر بتایا جاتا کہ یہ صدقہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم (بنی ہاشم کے علاوہ) اپنے دوسرے صحابہ سے فرماتے کہ کھالو لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود نہ کھاتے اور اگر بتایا جاتا کہ یہ ہدیہ ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دست مبارک بڑھاتے اور صحابہ کے ساتھ اسے تناول فرماتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 322)

صدقہ اس مال کو کہا جاتا ہے جو کسی محتاج وضرورت مند کو از راہ مہربانی دیا جاتا ہے اور اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہو اور آخرت میں اس کا اجر وثواب ملے چونکہ صدقہ کا مال لینے والے کی ایک طرح سے ذلت اور کمتری محسوس ہوتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مطلقاً صدقہ لینا حرام تھا۔ ہدیہ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کوئی شخص اپنے کسی بڑے اور عظیم المرتبت شخص کی خدمت میں کوئی چیز از راہ تعظیم وتکریم پیش کرے۔ ہدیہ کا ایک خاص پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ دنیاوی طور پر اس کا تعلق طرفین سے ہوتا ہے بایں طور کہ جو شخص کسی کو کوئی چیز ہدیہ کرتا ہے تو وہ دنیا ہی میں اس کا اس طرح بدلہ بھی پاتا ہے کہ جسے اس نے ہدیہ دیا ہے وہ کسی وقت اسے بھی کوئی چیز ہدیہ کے طور پر دیتا ہے جب کہ صدقہ میں اس کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ وزکوۃ کی ممانعت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے زکوۃ کی رکھی ہوئی کھجوروں میں سے ایک کھجور اٹھا کر اپنے منہ میں ڈال لی (یہ دیکھ کر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے نکالو! نکالو (اور اس طرح فرمایا تا کہ) وہ اسے (منہ سے نکال کر) پھینک دیں پھر آپ نے ان سے فرمایا کہ کیا تم جانتے نہیں کہ ہم بنی ہاشم صدقہ کا مال نہیں کھاتے۔ (بخاری ومسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 320)

اما شعرت (کیا تم نہیں جانتے) اس جملے کا استعمال ایسے مواقع پر کیا جاتا ہے جب کہ مخاطب کسی واضح اور ظاہر امر کے برخلاف کوئی بات کہہ یا کر رہا ہو خواہ مخاطب اس واضح امر سے لاعلم ہی کیوں نہ ہو گویا اس جملے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ امر اتنا

واضح اور ظاہر ہونے کے باوجود تم پر پوشید کیسے ہے اور تم اس سے لاعلم کیسے ہو۔ بہر حال ظاہر ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ تو اس وقت بالکل ہی کمسن تھے، انہیں ان سب باتوں کی کیا خبر تھی مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے باوجود انہیں اس انداز سے اس لئے خطاب کیا تا کہ دوسرے لوگ اس کے بارے میں مطلع ہو جائیں اور انہیں بنی ہاشم کے حق میں صدقہ زکوۃ کے مال کی حرمت کا علم ہو جائے۔ اس حدیث سے یہ نکتہ بھی ہاتھ لگا کہ والدین اور مربی پر واجب ہے کہ وہ اپنی اولاد کو خلاف شرع باتوں اور غلط حرکتوں سے روکیں اسی وجہ سے حنفی علماء فرماتے ہیں کہ والدین کے لئے یہ حرام ہے کہ وہ اپنے لڑکوں کو ریشم کے کپڑے (جو مردوں کے لئے ناجائز ہیں) اور سونے چاندی کا زیور پہنائیں۔

آل کی تعریف وتحقیق کا بیان

اہل وعیال کو کہتے ہیں اس کے معنی " تابعدار " بھی مراد لئے جاتے ہیں چنانچہ "وعلی ال محمد" میں آل کے تعین کے سلسلہ میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ " ال محمد " سے مراد صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل وعیال ہیں۔ کچھ حضرات نے کہا ہے کہ آل سے مراد تابعدار مراد ہیں بعض علماء کی رائے ہے کہ ہر مومن آل محمد میں سے ہے کسی نے کہا کہ ہر متقی مومن آل محمد میں شامل ہے یہ سب علماء کے اقوال ہیں لیکن بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث میں آل سے مراد تابعدار ہیں۔ گو بعض علماء نے " آل " کی تفسیر " اہل بیت " سے کی ہے یعنی ان حضرات کے نزدیک " آل محمد " سے اہل بیت یعنی وہ لوگ مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے اور " جنہیں بنی ہاشم " کہا جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ " اہل بیت " میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات اور اولاد شامل ہیں اور چونکہ حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا ربط بھی ان سب سے حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی وجہ سے بہت زیادہ تھا اس لئے وہ بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔ " کما صلیت علی ابراہیم " میں صرف حضرت ابراہیم کی تخصیص کی گئی ہے اور کسی نبی کا ذکر نہیں کیا گیا اس کی وجہ یہ ہے کہ اول تو حضرت ابراہیم علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد ہیں، نیز یہ کہ اصول دین میں شریعت محمدی ان کے تابع ہے۔" " اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر برکت نازل کر " کا مطلب یہ ہے کہ " رب قدوس! تو نے ہمارے سرکار وسردار رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شرف وفضیلت عطا فرمائی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بزرگی وبڑائی دی ہے اس کو ہمیشہ اور باقی رکھ! روایت کے آخری الفاظ الا ان مسلما لم یذکر الخ کا مطلب یہ ہے کہ مسلم نے جو روایت نقل کی ہے اس کے پہلے اور دوسرے دونوں ہی درود میں " علی ابراہیم " کے الفاظ نہیں ہیں یعنی اس کے الفاظ اس طرح ہیں " کما صلیت علی آل ابراہیم " اور " کما بارکت علی آل ابراہیم "

باب ابْنِ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ ۔

یہ باب ہے کہ بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

2609 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ اِيَاسٍ مُعَاوِيَةَ بْنِ

قُرَّةَ اَسَمِعْتَ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْ اَنْفُسِهِمْ". قَالَ نَعَمْ.

☆☆ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوعیاش سے دریافت کیا: کیا آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

2610 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِبْنُ اُخْتِ الْقَوْمِ مِنْهُمْ".

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

بھانجا قوم کا ایک فرد ہوتا ہے۔

باب مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ.

یہ باب ہے کہ آزاد شدہ غلام بھی قوم کا ایک فرد ہوتا ہے

2611 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنِ ابْنِ اَبِىْ رَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَعْمَلَ رَجُلًا مِنْ بَنِىْ مَخْزُوْمٍ عَلَى الصَّدَقَةِ فَاَرَادَ اَبُوْ رَافِعٍ اَنْ يَتْبَعَهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَحِلُّ لَنَا وَاِنَّ مَوْلَى الْقَوْمِ مِنْهُمْ".

☆☆ حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنومخزوم سے تعلق رکھنے والے ایک شخص کو زکوٰۃ وصول کرنے کا عامل مقرر کیا' حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ کیا کہ وہ بھی اُس کے پیچھے جائیں (یعنی اُس سے زکوٰۃ لینے کا ارادہ کیا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے لیے زکوٰۃ وصول کرنا جائز نہیں ہے اور قوم کا غلام بھی اُن کا ایک فرد ہوتا ہے (یعنی تمہارے لیے بھی اسے لینا مناسب نہیں ہے)۔

2609-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1598) .

2610-اخرجه البخاري في المناقب، باب ابن اخت القوم منهم و مولى القوم منهم (الحديث 3528)، و في الفرائض، باب مولى القوم من انفسهم و ابن الاخت منهم (الحديث 6762) . واخرجه مسلم في الزكاة، باب اعطاء المولفة قلوبهم على الاسلام و تصبر من قوي ايمانه (الحديث 133) مطولًا و اخرجه الترمذي في المناقب، باب في فضل الانصار و قريش (الحديث 3901) مطولًا . و الحديث عند: البخاري في فرض الخمس، باب ما كان النبي صلى الله عليه وسلم يعطي المولفة قلوبهم و غيرهم من الخمس و نحوه (الحديث 3146)، و في مناقب الانصار، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (الحديث 4334)، و في الفرائض، باب مولى القوم من انفسهم و ابن الاخت منهم (الحديث 6761) . تحفة الاشراف (1244) .

2611-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب الصدقة على بني هاشم (الحديث 1650) . و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية الصدقة للنبي صلى الله عليه وسلم و اهل بيته و مواليه (الحديث 657) . تحفة الاشراف (12018) .

باب الصَّدَقَةِ لَا تَحِلُّ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے لیے زکوٰۃ لینا حلال نہیں ہے

2612 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوبَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ وَاصِلٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ حَكِيمٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اُتِيَ بِشَيْءٍ سَاَلَ عَنْهُ "اَهَدِيَّةٌ اَمْ صَدَقَةٌ" . فَاِنْ قِيلَ صَدَقَةٌ لَمْ يَاْكُلْ وَاِنْ قِيلَ هَدِيَّةٌ بَسَطَ يَدَهُ .

☆☆ بہز بن حکیم اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں کوئی چیز پیش کی جاتی تھی تو آپ اُس کے بارے میں دریافت کرتے تھے کہ یہ صدقہ ہے یا تحفہ ہے؟ اگر یہ گزارش کی جاتی کہ یہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اُسے نہیں کھاتے تھے اور اگر یہ گزارش کی جاتی کہ یہ تحفہ ہے تو آپ ﷺ اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیتے تھے۔

باب اِذَا تَحَوَّلَتِ الصَّدَقَةُ .

یہ باب ہے کہ جب صدقے کی حیثیت تبدیل ہو جائے (تو حکم مختلف ہوگا)

2613 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيدَ قَالَ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ اَسَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَكَمُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا اَرَادَتْ اَنْ تَشْتَرِيَ بَرِيرَةَ فَتُعْتِقَهَا وَاَنَّهُمُ اشْتَرَطُوا وَلَاءَهَا فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اشْتَرِيهَا وَاَعْتِقِيهَا فَاِنَّ الْوَلَاءَ لِمَنْ اَعْتَقَ" . وَخُيِّرَتْ حِينَ اُعْتِقَتْ وَاُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِلَحْمٍ فَقِيلَ هٰذَا مِمَّا تُصُدِّقَ بِهِ عَلٰى بَرِيرَةَ . فَقَالَ "هُوَ لَهَا صَدَقَةٌ وَلَنَا هَدِيَّةٌ" . وَكَانَ زَوْجُهَا حُرًّا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے بریرہ کو خرید کر آزاد کرنے کا ارادہ کیا تو اُس کے مالکان نے اُس کی ولاء کی شرط رکھی' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اُسے خرید کر آزاد کر دو کیونکہ ولاء کا حق آزاد کرنے والے کو حاصل ہوتا ہے۔ جب بریرہ آزاد ہو گئی تو اُسے اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں رہنا چاہتی۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا تو یہ گزارش کی گئی کہ یہ وہ گوشت ہے جو بریرہ کو صدقہ کے طور پر دیا گیا تھا' تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ اُس کے لیے صدقہ ہے اور تمہارے لیے

2612-اخرجه الترمذي في الزكاة، الهدقة لا تحل للنبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 656) . تحفة الاشراف (11386) .

2613-اخرجه البخاري في الزكاة، باب الصدقة على موالي ازواج النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1493)، و في الطلاق، باب 17 . (الحديث 5284)، و في الفرائض، باب الولاء لمن اعتق و ميراث اللقيط (الحديث 6751) بنحوه . و اخرجه النسائي في الطلاق، باب خيار الامة تعتق و زوجها حر (الحديث 3450) . و الحديث عند البخاري في كفارات الايمان، باب اذا اعتق في الكفارة لمن يكون ولاؤه (الحديث 6717) . تحفة الاشراف (15930) .

ہدیہ ہے۔(راوی کہتے ہیں: اُس خاتون کا شوہر آزاد شخص تھا)

مسئلہ تملیک کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ بریرہ کے متعلق تین احکام سامنے آئے پہلا حکم تو یہ کہ جب وہ آزاد ہوئی تو اسے اپنے خاوند کے بارے میں اختیار دیا گیا (دوسرا حکم یہ کہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میراث کا حق اس شخص کے لئے ہے جس نے آزاد کیا (تیسرا حکم یہ کہ ایک دن) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تشریف لائے تو گوشت کی ہانڈی پک رہی تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روٹی اور گھر کا سالن لایا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں نے وہ ہانڈی نہیں دیکھی جس میں گوشت ہے؟ یعنی جب گوشت پک رہا ہے تو وہ مجھے کیوں نہیں دیا گیا؟ عرض کیا گیا کہ بے شک ہانڈی میں گوشت پک رہا ہے لیکن وہ گوشت بریرہ کو بطور صدقہ دیا گیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو صدقہ نہیں کھاتے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ گوشت بریرہ کے لئے صدقہ ہے اور ہمارے لئے ہدیہ ہے۔(بخاری ومسلم، مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 323)

حدیث کے ابتدائی الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ بریرہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آزاد کردہ لونڈی تھیں اس کے سبب تین شرعی احکام نافذ ہوئے پہلا حکم تو یہ کہ جب بریرہ آزاد ہوئی تو اسے اختیار دے دیا گیا کہ چاہے تو وہ اپنے خاوند کہ جس کا نام مغیث تھا کے نکاح میں رہے یا اس سے جدائی اور علیحدگی اختیار کر لے۔یہ علماء کے یہاں "خیار عتق" کہلاتا ہے یعنی جو لونڈی کسی کے نکاح میں ہو تو آزاد ہونے کے بعد اسے اختیار ہے کہ چاہے تو خاوند کے نکاح میں رہے چاہے اس سے جدائی اختیار کر لے لیکن حضرت امام شافعی فرماتے ہیں کہ لونڈی کو یہ اختیار اس وقت حاصل ہوگا جب کہ اس کا خاوند غلام ہو حنفیہ کہتے ہیں کہ اس کا خاوند خواہ غلام ہو خواہ آزاد ہو وہ دونوں صورتوں میں مختار ہوگی۔

بریرہ کا خاوند مغیث غلام تھا جب بریرہ نے آزاد ہونے کے بعد اس سے جدائی اختیار کر لی گویا اسے قبول نہیں کیا تو مغیث بڑا ہی پریشان ہوا یہاں تک کہ وہ بریرہ کے عشق وفراق میں روتا اور فریاد کرتا پھرتا رہا مگر بریرہ نے اس کا کوئی اثر نہیں لیا اور اس سے علیحدہ ہی رہی۔بریرہ کے سبب سے دوسرا حکم یہ نافذ ہوا کہ ولاء یعنی لونڈی کی میراث اس شخص کے لئے ہے جس نے اسے آزاد کیا ہوگا۔اس کی تفصیل یہ ہے کہ بریرہ ایک یہودی کی لونڈی تھی جس نے اسے مکاتب کر دیا تھا یعنی یہودی نے اسے یہ کہہ دیا تھا کہ جب تو اتنے درہم دے دے گی تو آزاد ہو جائے گی جب بریرہ مطلوبہ تعداد میں درہم فراہم کرنے سے عاجز ہوگئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضرت ہوئی تا کہ اگر وہ کچھ دے دیں تو اپنے مالک کو دے کر آزادی کا خلعت زیب تن کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اپنے مالک سے پوچھ اگر وہ تجھے بیچے تو میں خرید لیتی ہوں۔بریرہ اپنے مالک کے پاس گئی اور اس سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خواہش بیان کی وہ فروخت کرنے پر تیار ہو گیا مگر اس نے یہ بھی کہا کہ میں اس شرط پر فروخت کرنے کے لئے تیار ہوں کہ ولاء یعنی بریرہ کی میراث کے ہم حقدار ہوں گے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یہودی اس طرح کہتے ہیں اور ان کی یہ شرط ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہودی غلط کہتے ہیں اور بکواس کرتے ہیں میراث کا حق اسی کو ہوتا ہے جو آزاد کرتا ہے عائشہ رضی اللہ عنہ تم اس سے خرید کر

آزاد کردہ اس کی میراث تمہارے لئے ہوگی، یہودیوں کی یہ شرط باطل ہے۔

تیسرا حکم جو بریرہ کے سبب سے نافذ ہوا اس کا ذکر حدیث کے آخر میں کیا گیا ہے اس کا حاصل اور مطلب یہ ہے کہ اگر مستحق زکوۃ کو زکوۃ کا مال دیا جائے اور مستحق زکوۃ وہ مال لے کر ایسے شخص کو دے دے جو زکوۃ کا مستحق نہیں ہے تو اس کے لئے یہ مال حلال و جائز ہوگا کیونکہ زکوۃ دینے والے نے تو ایک صحیح شخص اور مستحق کو مال دے دیا اور وہ مال اس مستحق زکوۃ کی ملکیت ہوگا اب وہ جس شخص کو بھی اپنا مال دے گا جائز اور درست ہوگا اصطلاح میں اسے "تملیک" کہا جاتا ہے جو جائز اور حلال ہے۔

باب شِرَاءِ الصَّدَقَةِ .

یہ باب صدقے کو خرید لینے کے بیان میں ہے

2614 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ حَمَلْتُ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاَضَاعَهُ الَّذِيْ كَانَ عِنْدَهُ وَاَرَدْتُ اَنْ اَبْتَاعَهُ مِنْهُ وَظَنَنْتُ اَنَّهُ بَائِعُهُ بِرُخْصٍ فَسَاَلْتُ عَنْ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "لَا تَشْتَرِهِ وَاِنْ اَعْطَاكَهُ بِدِرْهَمٍ فَاِنَّ الْعَائِدَ فِيْ صَدَقَتِهِ كَالْكَلْبِ يَعُوْدُ فِيْ قَيْئِهِ" .

☆☆ زید بن اسلم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا' جس شخص کو وہ گھوڑا دیا تھا' اُس نے اُس کو ضائع کیا تو میں نے اُس سے اُس گھوڑے کو خریدنے کا ارادہ کیا' میرا یہ خیال تھا کہ اُسے فروخت کرنے والا کم قیمت میں اُسے دیدے گا' میں نے اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اُسے نہ خریدو اگر چہ وہ ایک درہم کے عوض میں تمہیں یہ دے رہا ہو' کیونکہ صدقے کو واپس لینے والا شخص اُس کتے کی مانند ہے جو اپنی قے کو چاٹ لیتا ہے۔

صدقہ واپس لینے والے کی مثال کا بیان

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے ہبہ کو واپس لینے والا یعنی کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر پھر اسے واپس لے لینے والا) اس کتے کی طرح ہے جو اپنی قے چاٹتا ہے اور ہمارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ ہم کسی بری مثال سے تشبیہ دیئے جائیں۔ (بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد سوم، رقم الحدیث، 233)

حدیث کے آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری ملت اور ہماری قوم جس عزوشرف کی حامل ہے اور اس انسانیت کے جن اعلی اصول اور شرافت وتہذیب کے جس بلند معیار سے کے نوازا گیا ہے اس کے پیش نظر ہماری ملت وقوم کے کسی بھی فرد کے

2614-اخرجه البخاري في الزكاة، هل يشتري صدقته (الحديث 1490)، و في الهبة، باب لا يحل لا حد ان يرجع في هبته و صدقته (الحديث 2623)، و باب اذا حمل رجل على فرس فهو كالعمرى و الصدقة (الحديث 2636) مختصراً، باب الجعائل و الحملان في السبيل (الحديث 2970) مختصراً، و في الجهاد، باب اذا حمل على فرس فرآها تباع (الحديث 3003) . و اخرجه مسلم في الهبات، باب كراهة شراء الانسان ما تصدق به ممن تصدق عليه (الحديث 1 و 2) . و اخرجه ابن ماجه في الصدقات، باب الرجوع في الصدقة (الحديث 2390) مختصراً . تحفة الاشراف (10385) .

لئے یہ بات قطعاً مناسب نہیں ہے کہ وہ کوئی بھی ایسا کام کرے جو اس کے ملی شرف اور اس کی قومی عظمت کے منافی ہو اور اس کی وجہ سے اس پر کوئی بری مثال چسپاں کی جائے۔ اس سے گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرف اشارہ فرمایا کہ کسی کو کوئی چیز بطور ہدیہ وتحفہ دے کر واپس لینا چونکہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتا اپنی قے چالٹ لیتا ہے اس لئے کسی مسلمان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو اپنی کوئی چیز ہدیہ کرے اور پھر اسے واپس لے لے اور اس طرح اس پر یہ بری مثال چسپاں کی جانے لگے۔

یہ تو حدیث کی وضاحت اور اس سے پیدا ہونیوالا ایک اخلاقی اور نفسیاتی پہلو تھا لیکن اس کا فقہی اور شرعی پہلو یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق کسی کو کوئی چیز بطور ہبہ یا بطور صدقہ دینا اور پھر لینے والے کے قبضے میں اس چیز کے چلے جانے کے بعد اس کو واپس لے لینا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے البتہ بعض صورتوں میں جائز نہیں ہے جس کی تفصیل دوسری فصل کی پہلی حدیث کے ضمن میں ذکر کی جائے گی اور اس بارے میں ایک حدیث بھی منقول ہے۔ یہاں مذکور یہ حدیث کے بارے میں حنفیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ کراہت پر محمول ہے اور اس کا مقصد یہ ظاہر کرنا ہے کہ کسی کوئی چیز دے کر واپس لے لینا بے مروتی اور غیر پسندیدہ بات ہے۔

لیکن بقیہ تینوں ائمہ یعنی حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک چونکہ یہ حدیث حرمت پر محمول ہے اس لئے ان تینوں کا مسلک یہ ہے کہ ہدیہ اور صدقہ دے کر واپس لے لینا جائز نہیں ہے البتہ حضرت امام شافعی یہ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کو کوئی چیز ہبہ کرے تو وہ اس سے واپس لے سکتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق حضرت امام احمد کا قول بھی یہی ہے اور آگے آنیوالی بعض احادیث بھی ان پر دلالت کرتی ہیں لیکن ان احادیث کے جو معنی حنفیہ نے مراد لئے ہیں وہ بھی آگے مذکور ہوں گے۔

صدقہ والی چیز کو خریدنے کی ممانعت کا بیان

2615 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ حَمَلَ عَلٰى فَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَرَاٰهَا تُبَاعُ فَاَرَادَ شِرَاءَهَا فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَعْرِضْ فِيْ صَدَقَتِكَ".

☆☆ سالم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا' پھر اُنہوں نے اُس گھوڑے کو فروخت ہوتے دیکھا تو اُسے خریدنے کا ارادہ کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: اپنے دیئے ہوئے صدقے کی طرف توجہ نہ دو۔

2616 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا حُجَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يُحَدِّثُ اَنَّ عُمَرَ تَصَدَّقَ بِفَرَسٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

2615-اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في كراهية العود في الصدقة (الحديث 668) . تحفة الاشراف (10526) .

2616-اخرجه البخاري في الزكاة، باب هل يشتري صدقته (الحديث 1489) . تحفة الاشراف (6882) .

فَوَجَدَهَا تُبَاعُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاَرَادَ اَنْ يَّشْتَرِيَهُ ثُمَّ اَتَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَاْمَرَهُ فِىْ ذٰلِكَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَعُدْ فِىْ صَدَقَتِكَ".

☆☆ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ بات بیان کیا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ایک گھوڑا صدقہ کیا' پھر انہوں نے اُس گھوڑے کو فروخت کرتے ہوئے پایا تو اُسے خریدنے کا ارادہ کیا' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم اپنے صدقے کو واپس نہ لو۔

2617 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ وَّيَزِيْدُ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ اِسْحَاقَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ عَتَّابَ بْنَ اَسِيْدٍ اَنْ يَّخْرِصَ الْعِنَبَ فَتُؤَدّٰى زَكَاتُهٗ زَبِيْبًا كَمَا تُؤَدّٰى زَكَاةُ النَّخْلِ تَمْرًا.

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ انگوروں کا اندازہ لگائیں اور اُن کی زکوٰۃ کشمش کی شکل میں ادا کر دی جائے' جس طرح کھجور کے درخت کی زکوٰۃ کھجوروں کی شکل میں ادا کر دی جاتی ہے۔

2617-اخرجه ابو داؤد في الزكاة، باب في خرص العنب (الحديث 1603 و 1604) و اخرجه الترمذي في الزكاة، باب ما جاء في الخرص (الحديث 644) . و اخرجه ابن ماجه في الزكاة، باب خرص النخل و العنب (الحديث 1819) بمعناه . تحفة الاشراف (9748) .

كِتَابُ مَنَاسِكِ الْحَجِّ

یہ کتاب مناسک حج کے بیان میں ہے

حج کے لغوی وشرعی معنی کا بیان

لغوی رُو سے حج کا معنی قصد کرنا، زیارت کا ارادہ کرنا ہے۔ اصطلاحِ شریعت میں مخصوص اوقات میں خاص طریقوں سے ضروری عبادات اور مناسک کی بجا آوری کے لئے بیت اللہ کا قصد کرنا، کعبۃ اللہ کا طواف کرنا اور میدانِ عرفات میں ٹھہرنا حج کہلاتا ہے۔ لغت کے اعتبار سے حج کے معنی ہیں کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبہ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں قیام انہیں خاص طریقوں سے جو شارع نے بتائے ہیں اور اسی خاص زمانے میں جو شریعت سے منقول ہے، حج کہلاتا ہے۔ حج دین کے ان پانچ بنیادی ستونوں میں سے ایک عظیم القدر ستون ہے جن پر اسلام کے عقائد و اعمال کی پوری عمارت کھڑی ہوئی ہے حج کا ضروری ہونا (جس کو اصطلاح فقہ میں فرض کہا جاتا ہے) قرآن مجید سے اسی طرح صراحت کے ساتھ ثابت ہے جس طرح زکوٰۃ کی فرضیت ثابت ہے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں: حج دینِ اسلام کا پانچواں رکن ہے، جس کے لفظی معنی ہیں قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا جبکہ اصطلاح شریعت میں اس سے مراد مقررہ دنوں میں مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنا ہے۔

(ابن منظور افریقی، لسان العرب، 3:52)

حج کے مقررہ دنوں کے علاوہ بھی کسی وقت مخصوص عبادات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے گھر کی زیارت کرنے کو عمرہ کہتے ہیں۔
اصطلاحِ شریعت میں عمرہ سے مراد شرائطِ مخصوصہ اور افعالِ خاصہ کے ساتھ بیت اللہ شریف کی زیارت کرنا ہے۔

(الجزیری، الفقہ علی المذاہب الاربعۃ، 1:1121)

حج کی وجہ تسمیہ کا بیان

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ تفسیر قرطبی میں کہتے ہیں۔ عرب کے ہاں حج معلوم ومشہور تھا، اور جب اسلام آیا تو انہیں اس سے ہی مخاطب کیا جسے وہ جانتے تھے اور جس کی انہیں معرفت تھی اسے ان پر لازم بھی کیا۔

(تفسیر القرطبی (2/92) احکام القرآن لابن العربی، ج ا ص ۲۸۶)

ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کے اصل معنی ارادے کے ہیں، کسی چیز کا ارادہ کیا جائے تو کہا جاتا ہے "حججت الشئی"۔ شریعت کی اصطلاح میں بیت اللہ شریف کی از راہِ تعظیم مخصوص اعمال کے ساتھ زیارت کا ارادہ کرنے کا نام حج ہے۔

حج "ح" کے زبر اور "ح" کے زیر دونوں طرح یہ لفظ نقل کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں بھی دونوں طریقوں پر قرات جائز ہے۔ (عمدۃ القاری، ج ۱۴، ص ۱۷۲، بیروت)

حج کی اہمیت وفضیلت کا بیان

(۱)۔ حج اسلامی ارکان میں سے پانچواں رکن ہے۔ (۲)۔ حج ان گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو پیشتر ہوئے ہیں۔ (مسلم) (۳)۔ حج کمزوروں اور عورتوں کا جہاد ہے۔ (ابن ماجہ) (۴)۔ حج محتاجی کو ایسا دور کرتا ہے جیسے بھٹی لو ہے کے میل کو (ترمذی)۔ (۵) حج مبرور کا ثواب جنت ہی ہے۔ (ترمذی) (۶)۔ حاجی کی مغفرت ہو جاتی ہے اور جس کے لیے حاجی استغفار کرے اس کی بھی (طبرانی) (۷)۔ حاجی اپنے گھر والوں میں سے چار سو کی شفاعت کرے گا۔ (بزار) (۸)۔ حاجی اللہ کے وفد ہیں، اللہ نے انہیں بلایا یہ حاضر ہوئے انہوں نے سوال کیا اللہ نے انہیں دیا۔ (بزار) (۹)۔ حاجی کے لیے دنیا میں عافیت ہے اور آخرت میں مغفرت۔ (طبرانی) (۱۰)۔ جو حج کے لیے نکلا اور مر گیا قیامت تک اس کے لیے حج کرنے والے کا ثواب لکھا جائے گا، اس کی پیشی نہیں ہوگی اور بلا حساب جنت میں جائے گا۔ (دارقطنی)

(۱۱)۔ جس نے حج کیا یا عمرہ وہ اللہ کی ضمان میں ہے، اگر مر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور گھر کو واپس کر دے تو اجر وغنیمت کے ساتھ واپس کریگا۔ (طبرانی)

(۱۲)۔ مختلف قوموں، مختلف نسلوں، مختلف زبانوں، مختلف رنگوں اور مختلف ملکوں کے اشخاص میں رابطۂ دین کو مضبوط کرنے اور ساری کائنات کے مسلمانوں کو دین واحد کی وحدت میں شامل ہونے کے لیے حج اعلیٰ ترین ذریعہ بھی ہے۔ احکامِ اسلام کا منشا بھی یہی ہے کہ افرادِ مختلفہ کو ملتِ واحدہ بنا کر کلمہ توحید پر جمع کر دیا جائے۔

(۱۳)۔ حج میں سب کے لیے وہ سادہ بغیر سلا لباس جو ابو البشر سیّد آدم علیہ السلام کا تھا تجویز کیا گیا ہے تاکہ ایک ہی رسول، ایک ہی قرآن، ایک ہی کعبہ پر ایمان رکھنے والے ایک ہی صورت، ایک ہی لباس، ایک ہی ہیت اور ایک ہی سطح پر نظر آئیں اور چشمِ ظاہر بین کو بھی اتحادِ معنوی رکھنے والوں کے اندر کوئی اختلاف ظاہری محسوس نہ ہو سکے۔

(۱۴)۔ حج سے مقصود شوکتِ کا اظہار بھی ہے اور مسلمانوں کو بحری، بری اور اب فضائی سفروں سے جو فوائد سمندروں، میدانوں اور فضاؤں سے حاصل ہو سکتے ہیں وہ بھی اس مقصود کے ضمن میں داخل ہیں۔

(۱۵)۔ بادشاہ کا جو مقصود شاندار درباروں کے انعقاد سے۔ کانفرنس کا جو مقصود سالانہ جلسوں کے اجتماع سے

(۱۶) اور ایوانِ تجارت کا جو مقصود عالمگیر نمائشوں کے قیام سے ہوتا ہے وہ سب حج کے اندر ملحوظ ہیں۔

(۱۷)۔ آثارِ قدیمہ اور طبقات الارض کے ماہرین کو تاریخ عالم کے محققین کو، جغرافیہ عالم کے ماہرین کو جن باتوں کی تلاش وطلب ہوتی ہے وہ سب امور حج سے پورے ہو جاتے ہیں۔

(۱۸)۔ حج کے مقامات عموماً پیغمبرانہ شان اور ربانی نشان کی جلوہ گاہ ہیں جہاں پہنچ کر اور جنہیں دیکھ کر ان مقدس روایات کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں اور خدائی رحمت و برکت کے وہ واقعات یاد آ جاتے ہیں۔ جو ان سے وابستہ ہیں الغرض محمد رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم جس شریعت کا صحیفہ لے کر آئے اس کی سب سے بڑی خصوصیت یہی ہے کہ وہ دین و دنیا کی جامع ہے اور اس کا ایک ایک حرف مصلحتوں اور حکمتوں کے دفتروں سے معمور ہے اور اس کے احکام و عبادات کے دنیاوی و اخروی فوائد و اغراض خود بخود چشم حق بین کے سامنے آ جاتے ہیں اور تا قیامت آتے رہیں گے۔

حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ جس نے خدا کے لیے حج کیا اور اس میں ہوسِ نفسانی اور گناہ کی باتوں سے بچا تو وہ ایسا ہو کر لوٹتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا۔

یعنی حاجی ایک نئی زندگی ایک نئی حیات اور ایک نیا دور شروع کرتا ہے جس میں دین و دنیا دونوں کی بھلائیاں اور کامیابیاں شامل ہوتی ہیں، تو حج اسلام کا صرف مذہبی رکن ہی نہیں بلکہ وہ اخلاقی، معاشرتی، اقتصادی، سیاسی یعنی قومی و ملی زندگی کے ہر رخ اور ہر پہلو پر حاوی اور مسلمانوں کی عالمگیر بین الاقوامی حیثیت کا سب سے بڑا بلند منارہ ہے۔

حج کے اخلاقی فوائد کیا ہیں؟

عام مسلمان جو دور دراز مسافتوں کو طے کر کے اور ہر قسم کی مصیبتوں کو جھیل کر دریا، پہاڑ، جنگل، آبادی اور صحرا کو عبور کر کے یہاں جمع ہوتے، ایک دوسرے سے ملتے، ایک دوسرے کے درد و غم سے واقف اور حالات سے آشنا ہوتے ہیں جس سے ان میں باہمی اتحاد اور تعاون کی روح پیدا ہوتی ہے اور سب مل کر باہم ایک قوم ایک نسل اور ایک خاندان کے افراد نظر آتے ہیں۔

حج کے لیے یہ ضروری ہے کہ احرام باندھنے سے لے کر احرام اتارنے تک ہر حاجی نیکی و پاکبازی اور امن و سلامتی کی پوری تصویر ہو، وہ لڑائی جھگڑا اور دنگا فساد نہ کرے، کسی کو تکلیف نہ دے یہاں تک کہ بدن یا کپڑوں کی جوں یہاں تک کہ کسی چیونٹی تک کو نہ مارے شکار تک اس کے لیے جائز نہیں کیونکہ وہ اس وقت ہمہ تن صلح و آشتی اور مجسم امن و امان ہوتا ہے۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے "**فلا رفث ولا فسوق ولا جدال فی الحج**"

یعنی حالتِ احرام میں نہ عورتوں کے سامنے شہوانی تذکرہ ہو، نہ کوئی گناہ، نہ کسی سے جھگڑا۔

کیسا صریح حکم ہے کہ زمانۂ حج میں حالتِ احرام میں اشارۃً یا کنایۃً بھی شہوانی خیالات زبان پر نہ لائے جائیں پھر حالت احرام میں جب متعدد جائز مشغلے مثلاً شکار ناجائز ہو جاتے ہیں تو بڑی چھوٹی قسم کی معصیت و نافرمانی کی گنجائش ظاہر ہے کہاں نکل سکتی ہے، یونہی اس زمانہ میں مار پیٹ، ہاتھا پائی الگ رہی زبانی حجت و تکرار جو اکثر ایسے موقعوں پر ہو جایا کرتی ہے سب احرام کی حالت میں ممنوع ہے۔ حتیٰ کہ خادم کو ڈانٹنا تک جائز نہیں۔

اور عبادت میں طہارت و پاکیزگی کا اسلام کا قائم کیا ہوا یہ وہ معیار ہے جو آپ اپنا جواب ہے اور جس نے اپنوں ہی کو نہیں بیگانوں کو بھی متاثر کیا ہے۔

بَابُ وُجُوبِ الْحَجِّ .

یہ باب وجوب حج کے بیان میں ہے

حج کی فرضیت کا بیان

2618 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ - وَاسْمُهُ الْمُغِيْرَةُ بْنُ سَلَمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ" . فَقَالَ رَجُلٌ فِيْ كُلِّ عَامٍ فَسَكَتَ عَنْهُ حَتّٰى اَعَادَهُ ثَلَاثًا فَقَالَ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ وَلَوْ وَجَبَتْ مَا قُمْتُمْ بِهَا ذَرُوْنِيْ مَا تَرَكْتُكُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُؤَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَائِهِمْ فَاِذَا اَمَرْتُكُمْ بِالشَّيْءِ فَخُذُوْا بِهِ مَا اسْتَطَعْتُمْ وَاِذَا نَهَيْتُكُمْ عَنْ شَيْءٍ فَاجْتَنِبُوْهُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے' ایک شخص نے دریافت کیا: کیا ہر سال میں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے' اُس شخص نے تین مرتبہ اپنا سوال دُہرایا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا اور اگر یہ لازم ہو جاتا تو تم اسے ادا نہیں کر پاتے' جو چیز میں بیان نہیں کرتا ہوں' تم مجھے اُس کے بارے میں ایسے ہی رہنے دیا کرو کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ اپنے انبیاء سے بکثرت (غیر ضروری) سوالات کرنے کی وجہ سے اور اُن سے اختلاف رکھنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے' جب میں تمہیں کسی چیز کے بارے میں حکم دوں تو تم اُسے حاصل کر لو جہاں تک تم سے ہو سکتا ہے (اُس پر عمل کرو) اور جب تمہیں کسی چیز سے منع کر دوں تو تم اُس سے اجتناب کرو۔

2619 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ اَبِيْ مَرْيَمَ قَالَ اَنْبَانَا مُوْسٰى بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْجَلِيْلِ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ فَقَالَ "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى كَتَبَ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ" . فَقَالَ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ كُلَّ عَامٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَسَكَتَ فَقَالَ "لَوْ قُلْتُ نَعَمْ لَوَجَبَتْ ثُمَّ اِذًا لَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا تُطِيْعُوْنَ وَلٰكِنَّهُ حَجَّةٌ وَّاحِدَةٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر حج کو لازم کیا ہے' تو اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہر سال؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے'

2618-اخرجه مسلم في الحج، باب فرض الحج مرة في العمر (الحديث 412) . تحفة الاشراف (14367) .

2619-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب فرض الحج (الحديث 1721) بنحوه مختصرًا و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فرض الحج (الحديث 2886) بنحوه مختصراً . تحفة الاشراف (6556) .

آپ ﷺ نے فرمایا: اگر میں ہاں کہہ دیتا تو یہ لازم ہو جاتا پھر تم نے اس حکم کی فرمانبرداری نہیں کرنی تھی لیکن حج ایک ہی مرتبہ (فرض ہے)۔

حج کی فرضیت میں فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع سے محکم ہے۔ قرآن میں اس کی دلیل یہ ہے کہ لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے جو اس کی اس راہ کی طاقت رکھتا ہو" اس آیت میں کلمہ "علی" جو ایجاب کے لئے آیا ہے۔ لہٰذا حج فرض ہے۔ جبکہ احادیث میں اس کی فرضیت میں کثیر احادیث موجود ہیں۔ جس طرح یہ حدیث ہے۔ حضرت ابن عمر (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات پر کہ اللہ کو ایک مانا جائے، نماز کے اہتمام پر، زکوٰۃ کی ادائیگی پر، رمضان کے روزوں پر اور حج پر۔ ایک آدمی نے پوچھا: حج اور رمضان کے روزے؟ انھوں نے کہا: نہیں، رمضان کے روزے اور حج۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسے ہی سنا ہے۔ (صحیح مسلم، رقم، ۱۶) (شرح الوقایہ، ج ۱، ص ۳۵۰، بیروت)

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج کی فرضیت قرآن وسنت اور اجماع سے ثابت ہے۔ قرآن سے اس طرح ثابت ہے کہ "لوگوں پر بیت اللہ کا حج لازم ہے" حدیث کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے جن میں حج کو بیان کیا گیا ہے۔ اور اسی طرح کثیر احادیث ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حج عمر میں ایک مرتبہ فرض ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔
(المغنی، ج ۳، ص ۱۶۲، بیروت)

علامہ شرف الدین نووی شافعی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: حج ارکان اسلام میں سے رکن ہے اور اس کے فرائض میں سے فرض ہے۔ اور اس آیت "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" میں واؤ ترتیب کا تقاضہ نہیں کرتی کیونکہ انہوں نے اس سے حج کے رکن ہونے کا استدلال کیا ہے۔ اور احادیث سے جو استدلال ہے اس کا تقاضہ بھی یہ ہے کہ حج فرض ہے۔
(المجموع، ج ۴، ص ۷، بیروت)

علامہ شہاب الدین قرافی مالکی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: "وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا" اس آیت میں حکم کا وصفیت کے طریقے پر بیان ہونا اس کے وجوب پر دلالت کرتا ہے۔ لہٰذا حج فرض ہے۔ اور باقی دلائل اسی طرح ہیں جس طرح پہلے فقہاء مذاہب ثلاثہ کے ہیں۔ (ذخیرہ، ج ۳، ص ۱۶۷، بیروت)

قرآن کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ۔ (البقرہ) اور تم اللہ کے لئے حج وعمرہ مکمل کرو۔

(۲) وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا (ال عمران، ۹۷) اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا ہے جو اس تک چل سکے۔ (کنز الایمان)

اس آیت میں حج کی فرضیت کا بیان ہے اور اس کا کہ استطاعت شرط ہے حدیث شریف میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس کی تفسیر زادوراحلہ سے فرمائی زاد یعنی توشہ کھانے پینے کا انتظام اس قدر ہونا چاہئے کہ جا کر واپس آنے تک کے لئے کافی ہو اور یہ واپسی کے وقت تک اہل وعیال کے نفقہ کے علاوہ ہونا چاہئے راہ کا امن بھی ضروری ہے کیونکہ بغیر اس کے استطاعت ثابت نہیں ہوتی۔اس سے اللہ تعالیٰ کی ناراضی ظاہر ہوتی ہے اور یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ فرض قطعی کا منکر کافر ہے۔

(۳)وَ اَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ (الحج،۲۷)

اورلوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں

(۴)فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا . فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ (البقرہ،۱۵۸)

تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے۔اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔

(۵)وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ .(التوبہ،۳)

اور منادی پکار دینا ہے اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے سب لوگوں میں بڑے حج کے دن۔کہ اللہ بیزار ہے مشرکوں سے اور اس کا رسول تو اگر تم توبہ کرو۔تو تمہارا بھلا ہے اور اگر منہ پھیرو۔تو جان لو کہ تم اللہ کو نہ تھکا سکو گے۔ اور کافروں کو خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔(کنزالایمان)

ان آیات میں حج کا بیان ہے اور ان میں جو آیت کا استدلال صاحب ہدایہ نے بیان کیا ہے وہ اور دیگر کئی آیات سے حج کی فرضیت ثابت ہے۔لہٰذا اس کے ثبوت قطعیت میں کوئی شبہ نہیں ہے۔اس لئے حج فرض ہے اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

احادیث کے مطابق فرضیت حج کا بیان

(۱) حضرت امام بخاری رحمہ اللہ آیت قرآنی لانے کے بعد وہ حدیث لائے جس میں صاف صاف '' ان فريضة الله علی عباده فی الحج ادرکت ابی الخ'' کے الفاظ موجود ہیں۔اگر چہ یہ ایک قبیلہ خثعم کی مسلمان عورت کے الفاظ ہیں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر کوئی اعتراض نہیں فرمایا۔اس لحاظ سے یہ حدیث تقریری ہوگئی اور اس سے فرضیت حج کا واضح لفظوں میں ثبوت ہوا۔

(۲) میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من ملك زاداً وراحلة تبلغه الی بیت الله ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیاً او نصرانیا۔

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں:

(۳) مسلم شریف میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے وعظ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر حج فرض کیا ہے، پس تم حج کرو۔

(۴) صحیحین میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں، او رنماز پڑھنا، اور زکوٰۃ دینا، اور بیت اللہ کا حج کرنا، اور رمضان کے روزے رکھنا۔

(۵) امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص کو خرچ اخراجات سواری وغیرہ سفر بیت اللہ کے لیے روپیہ میسر ہو (اور وہ تندرست بھی ہو) پھر اس نے حج نہ کیا تو اس کو اختیار ہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔ (ترمذی شریف باب ماجاء من التعليظ في ترك الحج)

یہ بڑی سے بڑی وعید ہے جو ایک سچے مرد مسلمان کے لیے ہوسکتی ہے۔ پس جو لوگ باوجود استطاعت کے مکہ شریف کا رخ نہیں کرتے بلکہ یورپ اور دیگر ممالک کی سیر وسیاحت میں ہزار ہا روپیہ برباد کردیتے ہیں مگر حج کے نام سے ان کی روح خشک ہوجاتی ہے، ایسے لوگوں کو اپنے ایمان واسلام کی خیر مانگنی چاہیے۔ اسی طرح جو لوگ دن رات دنیاوی دھندوں میں منہمک رہتے ہیں اور اس پاک سفر کے لیے ان کو فرصت نہیں ہوتی ان کا بھی دین ایمان سخت خطرے میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس شخص پر حج فرض ہوجائے اس کو اس کی ادائیگی میں حتیٰ الامکان جلدی کرنی چاہیے۔ اور لیت ولعل میں وقت نہ ٹالنا چاہیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ممالک محروسہ میں مندرجہ ذیل پیغام شائع کرایا تھا۔ لقد هممت ان ابعث رجالا الى هذه الامصار فينظروا كل من كان له جدة ولا يحج فيضربوا عليهم الجزية ماهم بمسلمين ماهم بمسلمين (نیل الاوطار ج 4 ص 165) میری دلی خواہش ہے کہ میں کچھ آدمیوں کو شہروں اور دیہاتوں میں تفتیش کے لیے روانہ کروں جو ان لوگوں کی فہرست تیار کریں جو استطاعت کے باوجود اجتماع حج میں شرکت نہیں کرتے، ان پر کفار کی طرح جزیہ مقرر کردیں۔ کیونکہ ان کا دعویٰ اسلام فضول وبیکار ہے وہ مسلمان نہیں ہیں۔

وہ مسلمان نہیں ہیں۔ اس سے زیادہ بدنصیبی کیا ہوگی کہ بیت اللہ شریف جیسا بزرگ اور مقدس مقام اس دنیا میں موجود ہو اور وہاں تک جانے کی ہر طرح سے آدمی طاقت بھی رکھتا ہو اور پھر کوئی مسلمان اس کی زیارت کو نہ جائے جس کی زیارت کے لیے بابا آدم علیہ السلام سینکڑوں مرتبہ پیدل سفر کرکے گئے۔

(٦) اخرج ابن خزيمة وابو الشيخ في العظمة والديلمي عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ان ادم اتى هذا البيت الف اتية لم يركب قط فيهن من الهند على رجليه۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کا ملک ہند سے ایک ہزار مرتبہ پیدل چل کر حج کیا۔ ان حجوں میں آپ کبھی سواری پر سوار ہوکر نہیں گئے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کافروں کے مظالم سے تنگ آ کر مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو رخصتی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو چوما اور آپ وسط مسجد میں کھڑے ہو کر بیت اللہ شریف کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ ہو کر آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم! تو اللہ کے نزدیک تمام جہاں سے پیارا اور بہتر گھر ہے اور یہ شہر بھی اللہ کے نزدیک احب البلاد ہے۔ اگر کفار قریش مجھ کو ہجرت پر مجبور نہ کرتے تو میں تیری جدائی ہرگز اختیار نہ کرتا۔ (ترمذی)

(۷) جب آپ مکہ شریف سے باہر نکلے تو پھر آپ نے اپنی سواری کا منہ مکہ شریف کی طرف کر کے فرمایا: واللہ انك لخير ارض اللہ واحب ارض اللہ الی اللہ ولولا اخرجت منك ماخرجت (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

قسم اللہ کی! اے شہر مکہ تو اللہ کے نزدیک بہترین شہر ہے، تیری زمین اللہ کو تمام روئے زمین سے پیاری ہے۔ اگر میں یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو کبھی یہاں سے نہ نکلتا۔

(۸) امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج هذا البيت فلم يرفث ولم يفسق رجع كما ولدته امه (ابن ماجہ ص 213)

جس نے پورے آداب و شرائط کے ساتھ بیت اللہ شریف کا حج کیا۔ نہ جماع کے قریب گیا اور نہ کوئی بے ہودہ حرکت کی وہ شخص گناہوں سے ایسا پاک صاف ہو کر لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن پاک صاف تھا۔

(۹) حضرت ابو ہریرہ کی روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی حج بیت اللہ کے ارادے سے روانہ ہوتا ہے۔ اس شخص کی سواری جتنے قدم چلتی ہے ہر قدم کے عوض اللہ تعالیٰ اس کا ایک گناہ مٹاتا ہے۔ اس کے لیے ایک نیکی لکھتا ہے۔ اور ایک درجہ جنت میں اس کے لیے بلند کرتا ہے۔ جب وہ شخص بیت اللہ شریف میں پہنچ جاتا ہے اور وہاں طواف بیت اللہ اور صفا و مروہ کی سعی کرتا ہے پھر بال منڈواتا یا کترواتا ہے تو گناہوں سے ایسا پاک و صاف ہو جاتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے دن تھا۔ (ترغیب و ترہیب ص 1224)

(۱۰) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ابن خزیمہ کی روایت ہے کہ جو شخص مکہ معظمہ سے حج کے واسطے نکلا اور پیدل عرفات گیا پھر واپس بھی وہاں سے پیدل ہی آیا تو اس کو ہر قدم کے بدلے کروڑوں نیکیاں ملتی ہیں۔

(۱۱) امام بیہقی نے عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حج و عمرہ ساتھ ساتھ ادا کرو۔ اس پاک عمل سے فقر کو اللہ تعالیٰ دور کر دیتا ہے اور گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کو میل سے پاک کر دیتی ہے۔

(۱۲) حضرت ابن عباس کی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جس مسلمان پر حج فرض ہو جائے اس کو ادائیگی میں جلدی کرنی چاہیے۔ اور فرصت کو غنیمت جاننا چاہیے۔ نہ معلوم کل کیا پیش آئے اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش۔ میدان عرفات میں جب حاجی صاحبان اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دین و دنیا کی بھلائی کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر فرشتوں میں ان کی تعریف فرماتا ہے۔ (مسند احمد)

ابویعلیٰ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ جو حاجی راستے میں انتقال کر جائے اس کے لیے قیامت تک ہر سال حج کا ثواب لکھا جاتا ہے۔

تفاسیر قرآنی کے مطابق فرضیت حج کا بیان

وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ (الحج، ۲۷)

اورلوگوں میں حج کی عام ندا کردے۔وہ تیرے پاس حاضر ہوں گے پیادہ اور ہر دبلی اونٹنی پر کہ ہر دور کی راہ سے آتی ہیں۔

(۱) صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جو اس کی حرمت وفضیلت پر دلالت کرتی ہیں ان نشانیوں میں سے بعض یہ ہیں کہ پرندے کعبہ شریف کے اوپر نہیں بیٹھتے اوراس کے اوپر سے پرواز نہیں کرتے بلکہ پرواز کرتے ہوئے آتے ہیں تو اِدھر اُدھر ہٹ جاتے ہیں اور جو پرند بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنا علاج یہی کرتے ہیں کہ ہوائے کعبہ میں ہو کر گزر جائیں اسی سے انہیں شفا ہوتی ہے اور وُحوش ایک دوسرے کو حرم میں ایذا نہیں دیتے حتیٰ کہ کتے اس سرزمین میں ہرن پر نہیں دوڑتے اور وہاں شکار نہیں کرتے اور لوگوں کے دل کعبہ معظمہ کی طرف کھنچتے ہیں اور اس کی طرف نظر کرنے سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔

اور ہر شب جمعہ کو ارواحِ اَولیاء اس کے گرد حاضر ہوتی ہیں اور جو کوئی اس کی بے حرمتی کا قصد کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے انہیں آیات میں سے مقام ابراہیم وغیرہ وہ چیزیں ہیں جن کا آیت میں بیان فرمایا گیا (مدارک وخازن واحمدی)

(۲) حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اور یہ حکم ملا کہ اس گھر کے حج کی طرف تمام انسانوں کو بلا۔ مذکور ہے کہ آپ نے اس وقت عرض کی کہ باری تعالیٰ میری آواز ان تک کیسے پہنچے گی؟ جواب ملا کہ آپ کے ذمہ صرف پکارنا ہے آواز پہنچانا میرے ذمہ ہے۔آپ نے مقام ابراہیم پر یا صفا پہاڑی پر ابوقبیس پہاڑ پر کھڑے ہو کر ندا کی کہ لوگو! تمہارے رب نے اپنا ایک گھر بنایا ہے پس تم اس کا حج کرو۔ پہاڑ جھک گئے اور آپ کی آواز ساری دنیا میں گونج گئی۔ یہاں تک کہ باپ کی پیٹھ میں اور ماں کے پیٹ میں جو تھے انہیں بھی سنائی دی۔ ہر پتھر درخت اور ہر اس شخص نے جس کی قسمت میں حج کرنا لکھا تھا باآواز لبیک پکارا۔ بہت سے سلف سے یہ منقول ہے، پھر فرمایا پیدل لوگ بھی آئیں گے اور سواریوں پر سوار بھی آئیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر، حج ۲۷)

اس سے بعض حضرات نے استدلال کیا ہے کہ جسے طاقت ہو اس کے لئے پیدل حج کرنا سواری پر حج کرنے سے افضل ہے اس لئے کہ پہلے پیدل والوں کا ذکر ہے پھر سواروں کا۔تو ان کی طرف توجہ زیادہ ہوئی اور ان کی ہمت کی قدردانی کی گئی۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میری یہ تمنا رہ گئی کہ کاش کہ میں پیدل حج کرتا۔اس لئے کہ فرمان الٰہی میں پیدل والوں کا ذکر ہے۔لیکن اکثر بزرگوں کا قول ہے کہ سواری پر افضل ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود کمال قدرت وقوت کے پاپیادہ حج نہیں کیا تو سواری پر حج کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری اقتدا ہے پھر فرمایا دور دراز سے حج کے لئے آئیں گے

خلیل اللہ علیہ السلام کی دعا بھی یہی تھی کہ آیت (فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم) لوگوں کے دلوں کو اے اللہ تو ان کی طرف متوجہ کر دے۔ آج دیکھ لو وہ کونسا مسلمان ہے جس کا دل کعبے کی زیارت کا مشتاق نہ ہو؟ اور جس کے دل میں طواف کی تمنائیں تڑپ نہ رہی ہوں۔

اجماع امت سے فرضیت حج کا بیان

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمہ اللہ اپنی شہرہ آفاق تصنیف بدائع الصنائع میں حج کی فرضیت پر اجماع کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں۔

"واما الإجماع: فلأن الأمة أجمعت على فرضيته "یعنی تمام امت نے حج کی فرضیت پر اجماع کیا ہے۔

حج کے فرض ہونے کی شرائط کی وضاحت کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زادراہ اور سواری۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

سوال کون سی چیز حج کو واجب کرتی ہے؟ کا مطلب یہ ہے کہ حج واجب ہونے کی شرط کیا ہے؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز تو زادراہ بتایا جس کی مراد یہ ہے کہ اتنا مال وزر جو سفر حج میں جانے اور آنے کے اخراجات اور تا واپسی اہل وعیال کی ضروریات کے لئے کافی ہو اور دوسری چیز سواری بتائی جس پر سوار ہو کر بیت اللہ تک پہنچا جا سکے اگرچہ حج کے واجب ہونے کی شرطیں اور بھی ہیں مگر یہاں بطور خاص ان ہی دونوں چیزوں کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ اصل میں یہی دو شرائط ایسی ہیں جو حج کے لئے بنیادی اور ضروری اسباب کا درجہ رکھتے ہیں۔

یہ حدیث حضرت امام مالک کے مسلک کی تردید کرتی ہے ان کے ہاں اس شخص پر بھی حج واجب ہوتا ہے جو پیادہ چلنے پر قادر ہو اور تجارت یا محنت مزدوری کے ذریعہ سفر حج کے اخراجات کے بقدر روپے پیسے حاصل کر سکتا ہو۔

حج ان شرائط کے پائے جانے کے بعد فرض ہوتا ہے۔ (۱) مسلمان ہونا، کافر پر حج فرض نہیں ہے (۲) آزاد ہونا، لونڈی غلام پر حج فرض نہیں ہے۔ (۳) عاقل ہونا، مجنون، مست اور بے ہوش پر حج فرض نہیں۔ (۴) بالغ ہونا، نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں۔ (۵) صحت مند وتندرست ہونا، بیمار، اندھے، لنگڑے، اپاہج پر حج فرض نہیں (۶) قادر ہونا یعنی اس قدر مال کا مالک ہونا جو ضرورت اصلیہ اور قرض سے زائد ہو اور اس کے زادراہ اور سواری کے کرایہ وخرچ کے لئے کافی ہو جائے نیز جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے لئے بھی اس میں سے اس قدر چھوڑ جائے جو اس کی واپسی تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔ (۷) راستے میں امن ہونا، اس بارے میں اکثر کا اعتبار ہے یعنی اگر اکثر لوگ امن وامان سے پہنچ جاتے ہوں تو حج فرض ہوگا، مثلاً اگر اکثر لوگ راستے میں ڈاکہ زنی وغیرہ سے لٹ جاتے ہوں یا کوئی ایسا دریا اور سمندر حائل ہو جس میں بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہوں اور اکثر ہلاک ہو جاتے ہوں یا راستے میں اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں حج فرض نہیں ہوگا، ہاں اگر یہ حادثات کبھی کبھی اتفاقی طور پر ہو جاتے ہیں تو پھر حج کی فرضیت ساقط نہیں ہوگی (۸) عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا کسی اور

محرم کا موجود ہونا جب کہ اس کے یہاں سے مکہ کی دوری بقدر مسافت سفر یعنی تین دن کی ہو۔ اگر شوہر یا محرم ہمراہی میں نہ ہوں۔ تو پھر عورت کے لئے سفر حج اختیار کرنا جائز نہیں ہے اور محرم کا عاقل بالغ ہونا اور مجوسی و فاسق نہ ہونا بھی شرط ہے۔ محرم کا نفقہ اس عورت پر ہوگا جو اپنے اپنے ساتھ حج میں لے جائے گی۔ نیز جس عورت پر حج فرض ہو وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر بھی محرم کے ساتھ حج کے لیے جاسکتی ہے۔

اگر کوئی نابالغ لڑکا یا غلام احرام باندھنے کے بعد بالغ ہو جائے یا آزاد ہو جائے اور پھر وہ حج پورا کرے تو اس صورت میں فرض ادا نہیں ہوگا! ہاں اگر لڑکا فرض حج کے لئے از سر نو احرام باندھے گا تو صحیح ہو جائے گا۔ لیکن غلام کا احرام فرض حج کے لیے اس صورت میں بھی درست نہیں ہوگا۔

باب وُجُوبِ الْعُمْرَةِ .

یہ باب وجوب عمرہ کے بیان میں ہے

2620 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمْرَو بْنَ اَوْسٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِىْ رَزِيْنٍ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَلَا الظَّعْنَ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اَبِيْكَ وَاعْتَمِرْ" .

☆☆ حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں' وہ حج کے لیے یا عمرے کے لیے جانے یا سواری پر سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرلو اور عمرہ بھی کرلو۔

عمرہ کے لغوی معنی کا بیان

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں: عمرہ کا لغوی معنی ہے: زیارت اور اس کا شرعی معنی ہے: بیت اللہ کی زیارت کرنا عمرہ کرنا سنت ہے۔ اس میں میقات سے احرام باندھنا کعبہ کا طواف کرنا صفا اور مروہ میں سعی کرنا اور حلق یا قصر کرنا واجب ہے اور احرام باندھنا شرط ہے اور طواف کا اکثر حصہ فرض ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۴۴۵ مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۶ھ)

عمرہ کی شرعی حیثیت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں عمرہ سنت ہے جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ فرض ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عمرہ فرض ہے۔ جس طرح حج فرض ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج فرض ہے جبکہ عمرہ تطوع (نفل) ہے۔ لہٰذا عمرے کو کسی وقت کے مقید نہیں کیا گیا۔ اور وہ غیر کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے جس طرح

2620-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الرجل يحج عن غيره (الحديث 1810) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب منه (الحديث 930) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، العمرة عن الرجل الذي لا يستطيع (الحديث 2636) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج عن الحي اذا لم يستطع (الحديث 2906) . تحفة الاشراف (11173) .

فائت الحج میں ہے اور یہ نفل کی علامت ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت کی تاویل یہ ہے کہ عمرہ اعمال کے ساتھ اسی طرح مقرر ہے جس طرح حج مقرر ہے۔ لہٰذا تعارض آثار کے ساتھ فرضیت ثابت نہ ہوگی۔ اور فرمایا: عمرہ صرف طواف وسعی ہے اور اسے ہم نے باب التمتع میں ذکر کردیا ہے اور اللہ ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب فرمایا کہ لوگو! اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے تو اقرع بن حابس کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا ہر سال (حج کرنا فرض ہوا ہے؟) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگرچہ میں اس حج کے (ہر سال فرض ہونے کے سوال) کے بارے میں ہاں کہہ دیتا تو یقیناً (ہر سال حج کرنا) واجب (یعنی فرض) ہو جاتا تو نہ تم اس حکم پر عمل کر پاتے اور نہ تم اس کی استطاعت ہی رکھتے، حج پوری زندگی میں بشرط قدرت ایک ہی مرتبہ فرض ہے ہاں جو شخص ایک بار سے زیادہ کرے وہ نفل ہوگا (جس پر اسے بہت زیادہ ثواب ملے گا)۔ (احمد، نسائی، دارمی)

عمرہ واجب نہیں ہے بلکہ عمر بھر میں ایک مرتبہ سنت مؤکدہ ہے عمرہ کے لئے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں ہے، جیسا کہ حج کے لئے ہے بلکہ جس وقت چاہے کرسکتا ہے اسی طرح ایک سال میں کئی مرتبہ بھی عمرہ کیا جاسکتا ہے، البتہ غیر قارن کو ایام حج میں عمرہ کرنا مکروہ ہے ایام حج کا اطلاق یوم عرفہ یوم نحر اور ایام تشریق پر ہوتا ہے۔ عمرہ کا رکن طواف ہے اور اس میں دو چیزیں واجب ہیں ایک تو صفا و مروہ کے درمیان سعی اور دوسرے سر منڈوانے یا بال کتروانا۔ جو شرائط اور سنن و آداب حج کے ہیں وہی عمرہ کے بھی ہیں۔

عمرے وجوب یا عدم وجوب میں فقہی مذاہب کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس بندے پر حج فرض ہے دونوں میں روایات میں سے ایک روایت یہ ہے کہ اس پر عمرہ بھی واجب ہے۔ اور یہ ایک روایت حضرت عمر، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن عباس، سعید بن میتب، طاؤس، ثوری، اسحاق، مجاہد، حسن، ابن سیرین، شعبی رضی اللہ عنہم اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ سے بھی ایک روایت اسی طرح ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ عمرہ واجب نہیں ہے۔ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے حضرت امام مالک ، ابوثور اور اصحاب رائے نے اسی طرح کہا ہے۔ اور یہ حدیث پیش کی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کیا عمرہ واجب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں بلکہ عمرہ کرنا افضل ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت ہے اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔ اس کو امام ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔ کیونکہ عمرہ غیر موقت نسک ہے لہٰذا یہ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سال میں کسی بھی وقت کیا جاسکتا ہے۔

ہمارے نزدیک (فقہاء مالکیہ) عمرہ واجب ہے کیونکہ دلیل یہ ہے "وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ" (البقرہ، ۱۹۶) یہاں

عمرے کا عطف حج پر ڈالا گیا ہے۔اور امر وجوب کا تقاضہ کرتا ہے اور معطوف علیہ اور معطوف حکم میں برابری کا تقاضہ کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ عمرہ قرینہ کتاب اللہ میں قرینہ حج میں سے ہے۔حضرت رزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ میرے والد گرامی بوڑھے ہیں جو حج اور عمرے کی طاقت نہیں رکھتے۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج اور عمرہ کرو۔(ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔بہر حال امام ترمذی کی بیان کردہ حدیث کے بارے میں امام شافعی علیہ الرحمہ کہتے ہیں کہ وہ ضعیف ہے اور اس قسم کی حدیث سے عمرے کا نفل ثابت نہیں ہوتا۔علامہ ابن عبدالبر نے کہا ہے کہ اس کی اسانید صحیح نہیں ہے۔

(المغنی، ج ۳، ص ۱۶۸، بیروت)

عمرے کے عدم وجوب میں فقہ حنفی کے دلائل کا بیان

حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کیا تو ہمارے پاس ایک اونٹ تھا مگر ابو معقل نے اس کو راہ خدا میں دے دیا تھا ہم بیمار ہوئے اور ابو معقل اسی بیماری میں فوت ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لے گئے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم حج سے فارغ ہو کر آئے تو میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ام معقل تم ہمارے ساتھ حج کے لیے کیوں نہ گئیں میں نے عرض کیا میں نے تیاری کر لی تھی لیکن ابو معقل انتقال کر گئے نیز ہمارے صرف ایک اونٹ تھا جس پر ہم حج کرتے مگر ابو معقل نے (مرتے وقت) وصیت کر دی کہ اس اونٹ کو راہ خدا میں دے دیا جائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو تو اسی اونٹ پر حج کے لیے کیوں نہ نکلی کیونکہ حج بھی تو فی سبیل اللہ ہے خیر اب تو ہمارے ساتھ تیرا حج جاتا رہا پس تو رمضان میں عمرہ کر لے کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنا (ثواب میں) حج کے برابر ہے ام معقل کہا کرتی تھیں کہ حج پھر حج ہے اور عمرہ عمرہ ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے حق میں یہ فرمایا تھا (کہ رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے) پتہ نہیں یہ حکم میرے لیے ہی خاص تھا یا عام تھا۔(سنن ابوداؤد)

تخصیص اوقات سے فضیلت عمرہ سے عدم وجوب کا بیان

امام ابن ماجہ علیہ الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ حج جہاد ہے اور عمرہ نفل ہے۔

حضرت عبداللہ بن اوفی فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے جب عمرہ کیا ہم آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔آپ ﷺ نے طواف کیا تو ہم نے آپ کے ساتھ ہی طواف کیا آپ نے نماز ادا کی تو ہم نے آپ کے ساتھ ہی نماز ادا کی اور ہم (آڑ بن کر) آپ ﷺ کو اہل مکہ سے پوشیدہ رکھتے تھے کہ کوئی آپ کو ایذاء نہ پہنچا سکے۔

حضرت وہب بن خنبش فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔حضرت ہرم بن خنبش بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کے برابر ہے۔

حضرت ابومعقل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔

حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا رمضان میں عمرہ حج کے برابر ہے۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف ذی قعدہ میں عمرہ کیا۔(سنن ابن ماجہ، کتاب الحج)

ان تمام احادیث سے معلوم ہوا کہ اگر عمرہ فرض یا واجب ہوتا تو اس کی فضیلت تخصیص رمضان کے ساتھ حج کی طرح ثواب میں نہ ہوتی۔ان احادیث سے تخصیص اوقات کی بناء پراس کے ثواب کو حج کی طرح دیا جانا خودامر کی دلیل ہے کہ عمرہ فرض نہیں ہےاوراس کی فرضیت نہ تو علی الاطلاق ہےاورنہ ہی حج کی طرح فرضیت ہے۔لہٰذا ہم فقہ حنفی کی پاسبانی کرتے ہیں یہ ضرو کہیں گے۔دیگر فقہی مذاہب سے فقہ حنفی دلائل قوی ہیں اورشریعت اسلامیہ کے فقہی مسائل میں زیادہ قریب الی الشرع ترجمانی کرنے والے مسائل اسی فقہی مذہب میں ہے۔

عدم توقیت عدم فرضیت کی دلیل

فقہاء احناف کی یہ دلیل نہایت قوی ہے کہ اگر عمرے کا شریعت میں حکم وجوبی ہوتا تو اس میں توقیت کی شرط ضرور ہوتی جبکہ عمرہ تمام سال میں جائز ہے۔اوراس کے لئے توقیت کا نہ پایا جانا اس بات کی واضح دلیل ہے کہ حرم شریف میں فرض ہونے والے حج اوراس عمرے میں ضرورافتراق ہے۔اوریہی افتراق ہی اس کے عدم وجوب کی دلیل ہے۔

تعارض آثار سقوط فرضیت کی دلیل

ہم فقہاء احناف کی یہ دلیل بھی قرائن فقہیہ کے سب سے زیادہ قریب ہے کہ دیگر مذاہب نے جس قدر عمرے کی فرضیت یا وجوب میں آثار ذکر کیے ہیں ان میں کثیر تعارض ہے جوعمرے کی فضیلت کو بیان کرنے والا ہےاس کے وجوب کو ثابت کرنے والانہیں ہے۔لہٰذاعمرہ فرض نہیں ہے بلکہ عمرہ سنت ہے۔

اہل مکہ پرعدم وجوب عدم فرضیت کی دلیل

وليس على أهل مكة عمرة نص عليه أحمد وقال : كان ابن عباس يرى العمرة واجبة ويقول : يا أهل مكة ليس عليكم عمرة إنما عمرتكم طوافكم بالبيت بهذا قال عطاء وطاوس : قال عطاء : ليس أحد من خلق الله إلا عليه حج وعمرة واجبان لا بد منهما لمن استطاع إليهما سبيلا إلا أهل مكة فإن عليهم حجة وليس عليهم عمرة من أجل طوافهم بالبيت ووجه ذلك أن ركن العمرة ومعظمها الطواف بالبيت وهم يفعلونه فاجزأ عنهم وحمل القاضي كلام أحمد على أنه لا عمرة عليهم مع الحجة لأنه يتقدم منهم فعلها في غير وقت الحج والأمر على ما قلناه .

(المغنی، ج ۳،ص ۱۶۸، بیروت)

عمرہ فرض نہیں لہٰذا وہ قرض بھی نہیں

جو علت میت کی طرف سے حج کے جائز ہونے کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہے وہ علت عمرہ میں نہیں پائی جاتی لہٰذا فوت شدہ کی طرف سے عمرہ کو فوت شدہ کی طرف سے حج پر قیاس کرنا قیاس مع الفارق یا قیاس باطل یا غلط ہے! البتہ حج بدل کی طرح عمرہ بدل کیا جاسکتا ہے اس پر نص موجود ہے۔

اس پر حج فرض ہو گیا ہو لیکن وہ زندگی بھر حج نہ کر سکے تو اسکے اولیاء اسکے ترکہ میں سے جس طرح باقی قرض ادا کریں گے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا قرض حج بھی ادا کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی صورت کو قرض سے تشبیہ دی ہے۔

حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً مِنْ جُهَيْنَةَ جَاءَتْ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنَّ أُمِّي نَذَرَتْ أَنْ تَحُجَّ فَلَمْ تَحُجَّ حَتَّى مَاتَتْ أَفَأَحُجُّ عَنْهَا قَالَ نَعَمْ حُجِّي عَنْهَا أَرَأَيْتِ لَوْ كَانَ عَلَى أُمِّكِ دَيْنٌ أَكُنْتِ قَاضِيَةً اقْضُوا اللَّهَ فَاللَّهُ أَحَقُّ بِالْوَفَاءِ (صحیح بخاری کتاب الحج باب الحج والنذور عن المیت)

عمرہ متعدد بار کرنے میں شوافع وحنابلہ کے دلائل

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: عمرہ کے تکرار میں کوئی حرج نہیں، اور نبی ﷺ نے ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنے پر ابھارا اور ان دونوں عمروں کے مابین وقت کی کوئی تحدید نہیں کی۔

ابن قدامہ اپنی کتاب المغنی میں کہتے ہیں: سال میں کئی ایک بار عمرہ کرنے میں کوئی حرج نہیں، علی ابن عمر، ابن عباس، انس، اور عائشہ رضی اللہ عنہم اور عکرمہ، امام شافعی، سے یہ روایت کیا گیا ہے، اس لئے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ کے حکم سے ایک ماہ میں دو بار عمرہ کیا اور اس لئے بھی کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرہ کے مابین گناہوں کا کفارہ ہے۔ (متفق علیہ)

فقہاء شوافع حنابلہ کے اس مؤقف پر یہ نقض وارد ہوتا ہے کہ اگر عمرہ فرض یا واجب نہیں ہے تو پھر اس کے تعدد کی اباحت کی دلیل کیا ہے۔ اور اگر وہ حج پر قیاس کریں تو پھر حج وعمرے کا فرق کیا رہ جائے گا۔ لہٰذا عمرہ وہ عبادت ہوئی جس کے وقت میں کوئی تعین نہ ہوا۔ تعداد میں کوئی تعین نہ ہوا۔ وجوب میں کس طرح تعین کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا فقہاء احناف کے مطابق یہ سنت ہی ہوگا۔

نبی کریم ﷺ کے عمروں کا بیان

حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چار مرتبہ عمرہ کیا صرف وہ عمرہ جو آپ نے حج کے ساتھ کیا ہے اس کے علاوہ باقی سب عمرے ذی القعدہ میں تھے۔

ایک عمرہ تو حدیبیہ سے، یا حدیبیہ کے زمانے میں ذی القعدہ کے مہینہ میں، اور ایک عمرہ آئندہ برس ذی القعدہ میں اور

ایک عمرہ جعرانہ سے یہ بھی ذی القعدہ میں تھا جب کہ آپ نے مال غنیمت بھی تقسیم فرمایا۔

صحیح بخاری رقم الحدیث، الحج (1654) صحیح مسلم رقم الحدیث، (الحج 1253)

حافظ ابن قیم کہتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد چار عمرے کیے جو سب کے سب ذی القعدہ کے مہینہ میں تھے۔ پہلا: عمرہ حدیبیہ: یہ سب سے پہلا عمرہ ہے جو کہ چھ ہجری میں کیا تو مشرکین مکہ میں انہیں روک دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے اونٹ وہیں ذبح کر دیے اور خود اور صحابہ کرام نے اپنے سر منڈوا کر اپنے احرام سے حلال ہو گئے اور اس سال مدینہ واپس تشریف لے آئے۔ دوسرا: عمرہ قضاء: حدیبیہ کے بعد والے سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے اور وہاں تین دن قیام فرمایا اور عمرہ مکمل کرنے کے بعد وہاں سے واپس تشریف لائے۔ تیسرا: وہ عمرہ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے ساتھ کیا تھا۔ چوتھا: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حنین کی جانب نکلے اور مکہ واپسی پر جعرانہ سے عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ داخل ہوئے۔۔حافظ ابن قیم کا کہنا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرے چار سے زائد نہیں ہیں۔ زاد المعاد (2/93-90)

امام نووی رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں: علماء کرام کا کہنا ہے کہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عمرے ذی القعدہ کی فضیلت اور دور جاہلیت کی مخالفت کی بنا پر اس مہینہ میں کیئے، اس لیے کہ اہل جاہلیت کا یہ خیال تھا کہ ذی القعدہ میں عمرہ کرنا بہت بڑے فجور کا کام ہے جیسا کہ پیچھے بیان ہو چکا ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کء بار اس لیے کیا تا کہ لوگوں کے لیے اچھی طرح بیان ہو جائے کہ اس مہینہ میں عمرہ کرنا جائز ہے، اور جو کچھ اہل جاہلیت کرتے تھے وہ باطل ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ شرح مسلم (8/235)

باب فَضْلِ الْحَجِّ الْمَبْرُورِ ۔

یہ باب مبرور حج کی فضیلت کے بیان میں ہے

2621 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُوْرَةُ لَيْسَ لَهَا جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ وَالْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا" ۔

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: مبرور حج کی جزا صرف جنت ہے اور ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔

2622 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي سُهَيْلٌ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِي صَالِحٍ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْحَجَّةُ الْمَبْرُوْرَةُ لَيْسَ لَهَا ثَوَابٌ اِلَّا الْجَنَّةُ" ۔ مِثْلَهُ سَوَاءً اِلَّا اَنَّهُ قَالَ "تُكَفِّرُ مَا بَيْنَهُمَا" ۔

2621-اخرجه مسلم في الحج، باب في فضل الحج، والعمرة و يوم عرفة (الحديث 437) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فضل الحج المبرور (الحديث 2622) . تحفة الاشراف (12561) .

2622-تقدم (الحديث 2621) .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: مبرور حج کا ثواب صرف جنت ہے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں: وہ عمرہ ان دونوں کے درمیان (ہونے والے گناہوں) کا کفارہ بن جاتا ہے۔

باب فَضْلِ الْحَجِّ .

یہ باب حج کرنے کی فضیلت کے بیان میں ہے

2623 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ "الْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" . قَالَ ثُمَّ مَاذَا قَالَ "ثُمَّ الْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا' اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنا' اس نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا' اس نے دریافت کیا: پھر کون سا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر مبرور حج ہے۔

تین قسم کے لوگ اللہ کے مہمان ہیں

2624 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَثْرُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ مَخْرَمَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ سُهَيْلَ بْنَ اَبِيْ صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَفْدُ اللّٰهِ ثَلَاثَةٌ الْغَازِيْ وَالْحَاجُّ وَالْمُعْتَمِرُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: تین لوگ اللہ کے مہمان ہوتے ہیں: نمازی' حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا۔

2625 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ عَنِ اللَّيْثِ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ هِلَالٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جِهَادُ الْكَبِيْرِ وَالصَّغِيْرِ وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْاَةِ الْحَجُّ وَالْعُمْرَةُ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: عمر رسیدہ شخص' نابالغ بچے' کمزور شخص اور عورت کا جہاد' حج کرنا اور عمرہ کرنا ہے۔

2623-اخرجه مسلم في الايمان، باب بيان كون الايمان بالله تعالى افضل الاعمال (الحديث 135) . و اخرجه النسائي في الجهاد، ما يعدل الجهاد في سبيل الله عزوجل (الحديث 3130) . تحفة الاشراف (13280) .

2624-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 3121) . تحفة الاشراف (12594) .

2625-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15002) .

فرضیت حج کے لئے شرط بلوغت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں آزادی وبلوغ کی شرط اس وجہ سے لگائی گئی ہے۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :اگر کسی غلام نے دس حج کیے پھر وہ آزاد ہو گیا تو اس پر اسلام کا حج فرض ہے۔ اور جس بچے نے دس حج کیے پھر وہ بالغ ہو گیا تو اس پر اسلام کا حج فرض ہے۔ کیونکہ حج ایک عبادت ہے۔ اور بچوں سے تمام عبادات کو اٹھالیا گیا ہے۔ اور صحت مکلف کے لئے عقل شرط ہے۔ اور اسی طرح اعضاء کو تندرست ہونا شرط ہے کیونکہ اعضاء کی سلامتی کے بغیر عجز لازم آئے گا۔

اور نابینا جب ایسے بندے کو پائے جو اس کی سفری مشقت کو دور کرنے والا ہو اور زادِ راہ اور سواری بھی پائے تب بھی امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس پر حج فرض نہیں ہے۔ جبکہ صاحبین نے اختلاف کیا ہے جو کتاب الصلوٰۃ میں گزر چکا ہے۔

مفلوج الرجل کے بارے میں حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس پر واجب ہے کیونکہ وہ دوسرے کے ساتھ استطاعت رکھتا ہے۔ لہٰذا وہ راحلہ کے ساتھ استطاعت رکھنے والے کی طرح ہو گیا۔

حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ مفلوج الرجل پر حج فرض نہیں ہے کیونکہ وہ خود بہ خود اس پر قادر نہیں ہے بہ خلاف نابینا کے کیونکہ اگر اس کی کوئی مدد کرنے والا ہو تو وہ بالذات خود ادا کرنے والا ہے لہٰذا وہ مقام حج سے بھٹکنے والے کے مشابہ ہو گیا۔

اور زادِ راہ اور سواری پر قادر ہونا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اتنا مال ہو جس سے سواری ایک شق یا ایک راس زاملہ کرائے پر لے سکے۔ اور آنے جانے کے نفقہ پر قدرت رکھنے والا ہو۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ سے راہ حج سے متعلق سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ زادِ راہ اور سواری ہے۔ (حاکم) اور اگر عقبہ (باری) کرائے پر حاصل کرنے کی طاقت ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ کیونکہ یہ دونوں اشخاص جب باری سے سواری کرتے ہیں تو تمام سفر میں راحلہ نہ پایا گیا۔ (ہدایہ، کتاب الحج)

حج کے لئے تندرستی کے لزوم کا بیان

علامہ علاؤالدین حصکفی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حج ہر مسلم آزاد بالغ صحت مند پر لازم ہے (یعنی ہر اس آفت سے محفوظ ہو جس کے باوجود سفر نہیں کیا جاسکتا، پس لولے، فالج زدہ اور ایسے بڑے بوڑھے پر حج فرض نہیں جو سواری پر قائم نہیں رہ سکتا۔ اسی طرح نابینا پر بھی فرض نہیں اگرچہ کوئی اس کا معاون ہو، امام صاحب کے ظاہر مذہب کے مطابق نہ ان کی ذوات پر لازم اور نہ ان پر نائب بنانا لازم ہے، اور ایک روایت صاحبین سے یہی ہے۔ ظاہر الروایۃ صاحبین سے یہ ہے کہ ان پر حج بدل کروانا لازم ہے، تحفہ سے ظاہراً یہی معلوم ہوتا ہے کہ صاحبین کا قول مختار ہے،

علامہ اسبیجابی میں اسی طرح ہے فتح میں اس کو قوی کہا۔ اللباب میں تصحیح اقوال میں اختلاف منقول ہے، اسی کی شرح میں ہے کہ نہایہ میں پہلے قول کو لیا گیا ہے، بحرالعمیق میں ہے کہ یہی مذہب صحیح ہے، قاضیخان نے شرح الجامع میں دوسرے قول کو صحیح کہا ہے، اور اسے کثیر المشائخ نے اختیار کیا۔ (درمختار، ج ،ص ، کتاب الحج مطبع مجتبائی دہلی)

سواری اور زادہ راہ کی شرط کا بیان

علامہ شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: ایسے زادراہ اور سواری پر قادر ہو جو اس کی ضروریات سے زائد ہو، ان میں اس کی رہائش اور اس کی مرمت بھی ہے، اگر اس کے پاس مال ہے کہ وہ رہائش اور خادم خریدتا ہے اور باقی اتنا مال نہیں بچتا جو حج کے لیے کافی ہو اس پر حج فرض نہیں ہوگا، خلاصہ۔ اور نہر میں ہے اگر وہ کسی کاروبار کا محتاج ہے تو اس کے لیے سرمایہ کا باقی رہنا بھی شرط ہے اور اگر محتاج نہیں تو پھر یہ شرط نہ ہوگی، مختلف لوگوں کے اعتبار سے سرمایہ مختلف ہوسکتا ہے، بحر۔ اور کاروبار سے مراد اتنا ہے جس سے اپنی اور اپنے عیال کے لیے بقدر کفایت روزی حاصل ہوسکے۔ (رد المحتار، ج ۲، ص ۱۵۶، مطبع مجتبائی دہلی)

نابالغ کو بھی حج کا ثواب ملتا ہے جبکہ بعد بلوغت حج فرض ساقط نہ ہوگا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سفر حج کے دوران روحاء میں جو مدینہ سے ۳۶ کوس کے فاصلے پر ایک جگہ کا نام تھا ایک قافلے سے ملے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون قوم ہو؟ قافلے والوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں پھر قافلے والوں نے پوچھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رسول اللہ ہوں یہ سن کر ایک عورت نے ایک لڑکے کو ہاتھ میں لے کر کجاوے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پکڑ کر بلند کیا یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھلایا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس کے لئے حج کا ثواب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! اور تمہارے لئے بھی ثواب ہے۔ (مسلم، ابوداؤد)

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبرگیری کروگی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنوگی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہوجائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

نابالغ سے فرض حج اس لئے بھی ساقط نہ ہوگا کیونکہ وہ فرض کی نیت کا اہل نہیں ہے۔ اور یہی دلیل غلام وغیرہ کے بارے میں بھی ہے۔

حج کرنے والے کے گناہوں کی بخشش کا بیان

2626 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا الْفُضَيْلُ - وَهُوَ ابْنُ عِيَاضٍ - عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِىْ حَازِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ حَجَّ هٰذَا الْبَيْتَ فَلَمْ

يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَمَا وَلَدَتْهُ أُمُّهُ"۔

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص بیت اللہ کا حج کرے اور اس دوران کوئی بے ہودگی اور گناہ نہ کرے تو جب وہ واپس آتا ہے تو یوں ہوتا ہے جیسے اُس کی ماں نے اُسے (ابھی) جنم دیا ہے۔

شرح

جو شخص اللہ کے لئے حج کرے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی اور صرف اس کے حکم کی بجا آوری کے لئے حج کرے، دکھانے، سنانے کا جذبہ یا غرض ومقصد پیش نظر نہ ہو۔ اس سلسلے میں اتنی بات ضرور جان لینی چاہئے کہ جو شخص حج اور تجارت یا مال وغیرہ لانے، دونوں کے قصد سے حج کے لئے جائے گا تو اسے ثواب کم ملے گا بہ نسبت اس شخص کے جو صرف حج کے لئے جائے گا کہ اسے ثواب زیادہ ملے گا۔ "رفث" کے معنی ہیں جماع کرنا، فحش گوئی میں مبتلا ہونا اور عورتوں کے ساتھ ایسی باتیں کرنا جو جماع کا داعیہ اور اس کا پیش خیمہ بنتی ہے۔ "اور نہ فسق میں مبتلا ہو" کا مطلب یہ ہے کہ حج کے دوران گناہ کبیرہ کا ارتکاب نہ کرے اور صغیرہ گناہوں پر اصرار نہ کرے۔ یہ ذہن میں رہے کہ گناہوں سے توبہ نہ کرنا بھی کبیرہ گناہوں ہی میں شمار ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد ربانی سے واضح ہوتا ہے آیت (ومن لم يتب فاولئك هم الظالمون)۔ اور جس نے توبہ نہیں کی تو یہی وہ ہیں جو اپنے حق میں ظالم ہیں۔ حاصل یہ کہ جو شخص خالصۃ للہ حج کرے اور اس حج کے دوران جماع اور فحش گوئی میں مبتلا نہ ہو اور نہ گناہ کی دوسری چیزوں کو اختیار کرے تو گناہ سے ایسا ہی پاک وصاف ہو کر حج سے واپس آتا ہے جیسا کہ گناہوں سے پاک وصاف ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔

2627 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ حَبِيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِىْ عَمْرَةَ - عَنْ عَائِشَةَ بِنْتِ طَلْحَةَ قَالَتْ اَخْبَرَتْنِىْ اُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا نَخْرُجُ فَنُجَاهِدَ مَعَكَ فَاِنِّىْ لَا اَرٰى عَمَلًا فِى الْقُرْاٰنِ اَفْضَلَ مِنَ الْجِهَادِ . قَالَ "لَا وَلٰكِنَّ اَحْسَنُ الْجِهَادِ وَاَجْمَلُهُ حَجُّ الْبَيْتِ حَجٌّ مَبْرُوْرٌ" .

☆☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا ہم (خواتین) بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد میں شرکت نہ ہوا کریں کیونکہ میں یہ سمجھتی ہوں کہ قرآن میں سب سے زیادہ فضیلت جہاد کی ذکر کی گئی ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! (خواتین کے لیے) سب سے بہترین اور سب سے عمدہ جہاد بیت اللہ کا مبرور حج ہے۔

2626-اخرجه البخاري في المحصر، باب قول الله تعالى (فلا رفث) (الحديث 1819)، و باب قول الله عزوجل (ولا فسوق ولا جدال في الحج (الحديث 1820) و اخرجه مسلم في الحج، باب في فضل الحج و العمرة و يوم عرفة (الحديث 438) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في ثواب الحج و العمرة (الحديث 811) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فضل الحج و العمرة (الحديث 2889) . تحفة الاشراف (13431) .

2627-اخرجه البخاري في الحج، باب فضل الحج المبرور (الحديث 1520)، و في جزاء الصيد، باب حج النساء (الحديث 1861)، و في الجهاد، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2784)، و باب جهاد النساء (الحديث 2876) بمعناه مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الحج جهاد النساء (الحديث 2901) بمعناه . تحفة الاشراف (17871) .

باب فَضْلِ الْعُمْرَةِ .

یہ باب عمرہ کرنے کی نضیلت کے بیان میں ہے

2628 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ سُمَيٍّ عَنْ اَبِيْ صَالِحٍ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "الْعُمْرَةُ اِلَى الْعُمْرَةِ كَفَّارَةٌ لِّمَا بَيْنَهُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ اِلَّا الْجَنَّةُ".

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور مبرور حج کی جزا صرف جنت ہے۔

باب فَضْلِ الْمُتَابَعَةِ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ .

یہ باب حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرنے کی فضیلت میں ہے

2629 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَتَّابٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں' بالکل اُسی طرح جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو ختم کر دیتی ہے۔

2630 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَيَّانَ اَبُوْ خَالِدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ قَيْسٍ عَنْ عَاصِمٍ عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "تَابِعُوْا بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَاِنَّهُمَا يَنْفِيَانِ الْفَقْرَ وَالذُّنُوْبَ كَمَا يَنْفِي الْكِيْرُ خَبَثَ الْحَدِيْدِ وَالذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَلَيْسَ لِلْحَجِّ الْمَبْرُوْرِ ثَوَابٌ دُوْنَ الْجَنَّةِ".

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے کرو کیونکہ یہ دونوں غربت اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے' سونے اور چاندی کے کھوٹ کو ختم کر دیتی ہے اور مبرور حج کا ثواب جنت کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔

2628-اخرجه البخاري في العمرة، باب العمرة، وجوب العمرة و فضلها (الحديث 1773) . و اخرجه مسلم في الحج باب في فضل الحج و العمرة و يوم عرفة (الحديث 437) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فضل الحج و العمرة (الحديث 2888) . تحفة الاشراف (12573) .

2629-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6308) .

2630-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في ثواب الحج و العمرة (الحديث 810) . تحفة الاشراف (9274) .

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي نَذَرَ اَنْ يَحُجَّ .

یہ باب ہے کہ ایسے مرحوم شخص کی طرف سے حج کرنا جس نے حج کرنے کی نذر مانی ہو

2631 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِي بِشْرٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ جُبَيْرٍ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً نَذَرَتْ اَنْ تَحُجَّ فَمَاتَتْ فَاَتَى اَخُوهَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلَهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اُخْتِكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَاقْضُوا اللّٰهَ فَهُوَ اَحَقُّ بِالْوَفَاءِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے حج کرنے کی نذر مانی' اُس کا انتقال ہو گیا' اُس خاتون کا بھائی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہاری بہن کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اللہ تعالیٰ کے حق کو بھی ادا کر دو کیونکہ وہ پورا ہونے کا زیادہ حقدار ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْمَيِّتِ الَّذِي لَمْ يَحُجَّ .

باب جس مرحوم نے حج نہ کیا ہو اُس کی طرف سے حج کرنا

2632 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو التَّيَّاحِ قَالَ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ سَلَمَةَ الْهُذَلِيُّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ اَمَرَتِ امْرَاَةُ سِنَانِ بْنِ سَلَمَةَ الْجُهَنِيِّ اَنْ يَسْاَلَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اُمَّهَا مَاتَتْ وَلَمْ تَحُجَّ اَفَيُجْزِءُ عَنْ اُمِّهَا اَنْ تَحُجَّ عَنْهَا قَالَ "نَعَمْ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّهَا دَيْنٌ فَقَضَتْهُ عَنْهَا اَلَمْ يَكُنْ يُجْزِءُ عَنْهَا فَلْتَحُجَّ عَنْ اُمِّهَا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے حضرت سنان بن سلمہ جہنی رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کریں کہ اُس خاتون کی والدہ فوت ہو چکی ہیں' اُنہوں نے حج نہیں کیا تھا تو اگر وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج کر لیتی ہیں' تو کیا یہ درست ہو گا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جی ہاں! اگر اُس کی ماں کے ذمے قرض ہوتا' اور وہ اُس کو اُس کی طرف سے ادا کر دیتی' تو کیا یہ اُس (والدہ) کی طرف سے ادا نہ ہو جاتا تو وہ اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کر لے۔

2631-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحج و النذور عن الميت (الحديث 1852) بنحوه، و في الايمان و النذور، باب من مات و عليه نذر (الحديث 6699)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب من شبه اصلًا معلومًا باصل مبين و قد بين النبي صلى الله عليه وسلم حكمهما ليفهم السائل (الحديث 7315) . تحفة الاشراف (5457) .

2632-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6505) .

2633 - اَخْبَرَنِيْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حَكِيمٍ الْاَوْدِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الرُّؤَاسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِيْهَا مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ قَالَ "حُجِّي عَنْ اَبِيكِ" .

✪✪ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد کے بارے میں دریافت کیا' جس کا انتقال ہو چکا تھا' اور اُس نے حج نہیں کیا تھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے والد کی طرف سے حج کرلو۔

اہل سنت و جماعت کے نزدیک ایصال ثواب کا بیان

اہل سنت و جماعت کے نزدیک اس باب میں قاعدہ فقہیہ یہ ہے کہ انسان اپنے عمل میں اختیار رکھتا ہے کہ وہ دوسرے کو ثواب پہنچائے۔ خواہ وہ عمل نماز ہو یا روزہ ہو یا صدقہ ہو یا اس کے علاوہ ہو۔ کیونکہ روایت کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کے دو مینڈھوں کی قربانی کی کہ ان سیاہی میں کچھ سفیدی ملی ہوئی تھی۔ ان میں سے ایک اپنی طرف سے جبکہ دوسرا اپنی امت کے ان افراد کی طرف سے تھا جنہوں نے اللہ وحدانیت کا اقرار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو بکریوں میں ایک بکری کی قربانی اپنی امت کی طرف سے کی۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں احادیث کا بیان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ (حجۃ الوداع میں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اونٹ پر سوار تھے اتنے میں خثعم قبیلے کی ایک عورت آئی فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ عورت فضل کو دیکھنے لگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فضل کا منہ دوسری طرف پھیرنے لگے اس عورت نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اللہ نے جو اپنے بندوں پر حج فرض کیا تو ایسے وقت کہ میرا باپ نہایت بوڑھا ہے۔ اور وہ اونٹنی پر جم نہیں سکتا کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں یہ قصہ حج وداع کا ہے۔ (صحیح بخاری، رقم الحدیث ۱۵۱۴)

اگر کسی صاحب پر حج فرض تھا حج کی ادائیگی سے پہلے اُن کا انتقال ہو جائے اور اُنہوں نے حج کے متعلق وصیت نہیں کی تو ایسے صاحب کی جانب سے اگر ان کے ورثہ میں سے کوئی ان کی جانب سے حج کریں تو اس مسئلہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس حج کو فرض حج کے قائم مقام کردے اور مرحوم کی جانب سے حج کی فرضیت ساقط ہو جائے

2633-اخرجه البخاري في الحج، باب وجوب الحج و فضله (الحديث 1513)، و في جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة (الحديث 1854)، و باب حج المراة عن الرجل (الحديث 1855)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4399) بمعناه مطولاً، و في الاستئذان، باب قول الله تعالى (يا ايها الذين امنوا لا تدخلوا بيوتًا غير بيوتكم حتى تستانسوا……) (الحديث 6228) بمعناه مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة و هرم و نحوهما او للموت (الحديث 407) بمعناه مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الرجل يحج مع غيره (الحديث 1809) بمعناه مطولاً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج عن الحي الذي لا يستمسك على الرحل (الحديث 2634) بمعناه و تشبيه قضاء الحج بقضاء الدين (الحديث 2639)، و حج المراة عن الرجل (و الحديث 2640 و 2641) بمعناه مطولاً، و في آداب القضاة، الحكم بالتشبيه و التمثيل و ذكر الاختلاف على الوليد بن مسلم في حديث ابن عباس (الحديث 5405 و 5406 و 5407)، و ذكر الاختلاف على يحي بن ابي اسحاق فيه (الحديث 5408) . تحفة الاشراف (5670) .

ہاں ورثہ کے علاوہ غیر وارث کوئی شخص حج کرے تو نفل حج ہوگا فریضہ کی ادائیگی نہ ہوگی۔
اگر آپ کے والد پر حج فرض تھا جیسا کہ آپ نے سوال میں ذکر کیا ہے کہ سفرِ حج کی تیاری ہوچکی تھی ان کا انتقال ہوگیا اور انہوں نے اس سلسلہ میں کوئی وصیت نہیں کی تھی ایسی صورت میں ورثہ میں کوئی حج بدل کرلیں تو ان کی جانب سے ان شاء اللہ تعالیٰ فرض حج ادا ہوجائے گا والد یا والدہ کی جانب سے حج کرنا اولاد کے لئے بڑی سعادت وخوش بختی عظیم فضیلت وثواب کا باعث ہے۔
امام دارقطنی روایت کرتے ہیں۔

عن جابر بن عبدالله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج عن ابيه او امه فقد قضى عنه حجته و كان له فضل عشر حجج .

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے والد یا والدہ کی جانب سے حج کیا یقیناً اس نے ان کی جانب حج ادا کرلیا اور اسے دس حج کی ادائیگی کی فضیلت حاصل ہے۔ (سنن الدارقطنی کتاب الحج رقم الحدیث: 2641)

امام طبرانی کی معجم اوسط میں روایت ہے:

عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج عن والديه او قضى عنهما مغرما بعثه الله يوم القيامة مع الابرار .

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ کی جانب سے حج کیا یا ان کی جانب سے قرض ادا کیا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن نیکوکاروں کے ساتھ مبعوث فرمائے گا۔ (معجم اوسط طبرانی رقم الحدیث: 7800) ردالمحتار کتاب الحج باب الحج عن الغیر میں ہے

الذى تحصل لنا من مجموع ما قررناه ان من اهل بحجة عن شخصين ، فإن امراه بالحج وقع حجه عن نفسه البتة ، وإن عين احدهما بعد ذلك . وله بعد الفراغ جعل ثوابه لهما او لاحدهما ، وإن لم يامراه فكذلك إلا إذا كان وارثا وكان على الميت حج الفرض ولم يوص به فيقع عن الميت عن حجة الإسلام للامر دلالة وللنص ، بخلاف ما إذا اوصى به لان غرضه ثواب الإنفاق من ماله ، فلا يصح تبرع الوارث عنه

امام بخاری علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میری والدہ نے حج کی منت مانی تھی لیکن وہ حج نہ کرسکیں اور ان کا انتقال ہوگیا تو کیا میں ان کی طرف

سے حج کرسکتی ہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان کی طرف سے تو حج کر۔ کیا تمہاری ماں پر قرض ہوتا تو تم اسے ادا نہ کرتیں؟ اللہ تعالیٰ کا قرضہ تو اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے کہ اسے پورا کیا جائے۔ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرنا بہت ضروری ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

دارقطنی ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو اپنے والدین کی طرف سے حج کرے یا ان کی طرف سے تاوان ادا کرے، روزِ قیامت ابرار کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔ (دارقطنی، ۲۵۸۵)

جابر رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا: "جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے تو اُن کا حج پورا کر دیا جائے گا اور اُس کے لیے دس حج کا ثواب ہے۔ (دارقطنی، ۲۵۸۳)

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی اپنے والدین کی طرف سے حج کریگا تو مقبول ہوگا اور اُن کی رُوحیں خوش ہوں گی اور یہ اللہ (عزوجل) کے نزدیک نیکوکار لکھا جائیگا۔ (دارقطنی، ۲۵۸۷)

ابوحفص کبیر انس رضی اللہ عنہ سے راوی، کہ اُنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، کہ ہم اپنے مُردوں کی طرف سے صدقہ کرتے اور اُن کی طرف سے حج کرتے اور ان کے لیے دُعا کرتے ہیں، آیا یہ اُن کو پہنچتا ہے؟ فرمایا: "ہاں بیشک ان کو پہنچتا ہے اور بے شک وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسے تمھارے پاس طبق میں کوئی چیز ہدیہ کی جائے تو تم خوش ہوتے ہو۔ (مسلک متقسط)

صحیحین میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی، کہ ایک عورت نے عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ پر حج فرض ہے اور وہ بہت بوڑھے ہیں کہ سواری پر بیٹھ نہیں سکتے کیا میں اُن کی طرف سے حج کروں؟ فرمایا: "ہاں۔ (مسلک متقسط)

ابوداود وترمذی ونسائی ابی رزین عقیلی رضی اللہ عنہ سے راوی، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی، یا رسول اللہ! (عزوجل وصلی اللہ علیہ وسلم) میرے باپ بہت بوڑھے ہیں حج وعمرہ نہیں کرسکتے اور ہودج پر بھی نہیں بیٹھ سکتے۔ فرمایا: "اپنے باپ کی طرف سے حج وعمرہ کرو۔

دوسروں کی طرف سے حج کرنے میں فقہاء اربعہ کا مذہب

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج کے دوران) ایک شخص کو سنا کہ وہ شبرمہ کی طرف سے لبیک کہہ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ شبرمہ کون ہے؟ اس شخص نے عرض کیا کہ میرا بھائی ہے یا کہا کہ میرا قریبی ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کیا تم اپنی طرف سے حج کر چکے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پہلے تم اپنی طرف سے حج کرو پھر شبرمہ کی طرف سے حج کرنا۔ (شافعی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد فرماتے ہیں کہ جو شخص پہلے اپنا فرض حج نہ کر چکا ہو اس کو دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست نہیں ہے، چنانچہ یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک کا مسلک یہ ہے کہ دوسرے کی طرف سے حج کرنا درست ہے چاہے خود اپنا فریضہ حج ادا نہ کر پایا ہو۔ لیکن ان حضرات کے نزدیک بھی اولیٰ یہی ہے کہ پہلے اپنا حج کرے اس کے بعد دوسرے کی طرف سے حج کرے چنانچہ ان کے مسلک کے مطابق اس حدیث میں پہلے اپنا حج کرنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ استحباب کے طور پر ہے وجوب کے طور پر نہیں ہے۔ ویسے یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے یا یہ کہ منسوخ ہے اس لئے انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا ہے۔

باب الْحَجِّ عَنِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ .

باب: ایسے زندہ شخص کی طرف سے حج کرنا جو سواری پر بیٹھنے کے قابل نہ ہو

2634 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ سَاَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ جَمْعٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَمْسِكُ عَلَى الرَّحْلِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے مزدلفہ کی صبح نبی اکرم ﷺ سے سوال کیا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے' وہ میرے والد پر بھی فرض ہو گیا ہے' لیکن وہ سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں' کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں!

2635 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِثْلَهُ .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

شرح

اگر ایک آدمی کو دو اشخاص نے اپنا نائب بنالیا اور دونوں میں سے ہر ایک نے اسکو حکم دیا کہ وہ میری طرف سے حج کرے۔ لہٰذا اس نے دونوں کی طرف سے ایک ہی حج کا تلبیہ کہا تو یہ حج نائب حج کرنے کی طرف سے ہو جائے گا۔ اور نفقہ کا ضامن وہی ہوگا۔ کیونکہ حج کا وقوع تو حکم دینے والے کی طرف ہونا ہے حتیٰ کہ حج کرنے والا فریضہ حج سے فارغ ہو جائے۔ اور جب ان دونوں میں سے ہر ایک نے حکم دیا تھا۔ تو حج دوسرے کی شمولیت کے بغیر اسی کے لئے خاص ہو گیا۔ کیونکہ اولویت کے پیش نظر ان دونوں میں سے کسی کی طرف سے بھی وقوع ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا وہ مامور کی طرف ادا ہوگا اور ایسا بھی نہیں ہو سکتا کہ نائب اس کے بعد اس کو کسی ایک جانب پھیر دے بہ خلاف اس صورت کے جب اس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا تو اسے اختیار ہے والدین میں سے کسی ایک کی طرف سے کرے۔ کیونکہ وہ اپنا ثواب کسی ایک طرف ہدیہ کرنے کا مجاز ہے یا دونوں

2634-تقدم (الحديث 2633) .

2635-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5725) .

کو ہدیہ کر دے۔ لہٰذا وقوع حج کے بعد اس کو اختیار ہے کیونکہ نائب حکم دینے والے کے مطابق کرتا ہے۔ حالانکہ یہاں نائب نے دونوں مؤکلوں کے حکم کی مخالفت کی لہٰذا یہ حج نائب کی طرف سے واقع ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

دو شخصوں کی طرف سے حج کرنے والے کے لئے اختیار و عدم اختیار کا بیان

علامہ ابن عابدین شامی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جب دو شخصوں نے ایک ہی کو حج بدل کے لیے بھیجا، اس نے ایک حج میں دونوں کی طرف سے لبیک کہا تو دونوں میں کسی کی طرف سے نہ ہوا بلکہ اس حج کرنے والے کا ہوا اور دونوں کو تاوان دے اور اب اگر چاہے کہ دونوں میں سے ایک کے لیے کر دے تو یہ بھی نہیں کر سکتا اور اگر ایک کی طرف سے لبیک کہا مگر یہ معیّن نہ کیا کہ کس کی طرف سے تو اگر یونہی مبہم رکھا جب بھی کسی کا نہ ہوا۔

اور اگر بعد میں یعنی افعال حج ادا کرنے سے پہلے معیّن کر دیا تو جس کے لیے کیا اُس کا ہو گیا اور اگر احرام باندھتے وقت کچھ نہ کہا کہ کس کی طرف سے ہے نہ معیّن نہ مبہم جب بھی یہی دونوں صورتیں ہیں۔ اور اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کیا تو اُسے اختیار ہے کہ اس حج کو باپ کے لیے کر دے یا ماں کے لیے اور اُس کا حج فرض ادا ہو گا یعنی جب کہ ان دونوں نے اُسے حکم نہ کیا اور اگر حج کا حکم دیا ہو تو اس میں بھی وہی احکام ہیں جو اوپر مذکور ہوئے اور اگر بغیر کہے اپنے آپ دو شخصوں کی طرف سے حج نفل کا احرام باندھا تو اختیار ہے جس کے لیے چاہے کر دے مگر اس سے اُس کا فرض ادا نہ ہوگا جب کہ وہ اجنبی ہے۔ یونہی ثواب پہنچانے کا بھی اختیار ہے بلکہ ثواب تو دونوں کو پہنچا سکتا ہے۔ (ردمحتار، کتاب الحج، بیروت)

باب الْعُمْرَةِ عَنِ الرَّجُلِ الَّذِىْ لَا يَسْتَطِيعُ .

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرہ کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو اُس کی طرف سے عمرہ کرنا

2636 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ اَوْسٍ عَنْ اَبِىْ رَزِينٍ الْعُقَيْلِيِّ اَنَّهُ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيعُ الْحَجَّ وَلَا الْعُمْرَةَ وَالظَّعْنَ . قَالَ "حُجَّ عَنْ اَبِيكَ وَاعْتَمِرْ" .

☆☆ حضرت ابو رزین عقیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: اُنہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ ہیں وہ حج یا عمرہ کرنے، سواری پر بیٹھنے کے قابل نہیں ہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے والد کی طرف سے حج بھی کرو اور عمرہ بھی۔

ابہام توکلیت میں مؤکلین کی مخالف کا بیان

جب وہ دونوں مؤکلوں کے مال سے خرچ کرے تو وہ ضامن ہوگا اس لئے کہ اس نے مؤکلوں کا مال اپنے ذاتی حج کے لئے خرچ کیا ہے۔ اگر وکیل نے احرام کو مبہم رکھا یا اس نے دونوں میں کسی ایک طرف سے تعیین نہیں کی اور نہ تعین کی نیت کی۔ اور

2636-تقدم (الحديث 2620) .

ابہام والی نیت کے گزر گیا اس صورت میں بھی اولویت نہ ہونے کی وجہ سے وہ اپنے مؤکلان کی مخالفت کرنے والا ہے۔ اور اگر اس نے مناسک حج سے پہلے ان دونوں میں سے ایک کا تعین کر لیا۔ تو حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک یہی حکم ہے۔ اور قیاس کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ کیونکہ وکیل کو معین کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ جبکہ ابہام رکھنا اس کی مخالفت ہے لہٰذا یہ حج خود اسی جانب سے ہو جائے گا بہ خلاف اس صورت کے جب اس نے حج وعمرہ کو متعین نہیں کیا تو اسے اختیار ہے کہ جس کے لئے پسند کرے متعین کر لے۔ کیونکہ جو چیز اس نے اپنے اوپر لازم کی ہے مجہول ہے۔ اور یہاں وہ بندہ مجہول ہے جس کا حق ہے۔

اور استحسان کی دلیل یہ ہے کہ احرام مناسک حج ادا کرنے کے وسیلے سے مشروع ہوا ہے جبکہ وہ خود مقصود نہیں ہے۔ اور ابہام والا احرام تعیین کے لئے وسیلہ بن سکتا ہے۔ لہٰذا شرط کے اعتبار سے ابہام والے احرام پر اکتفاء کیا جائے گا۔ بہ خلاف اس صورت کے جب ابہام کی حالت پر مناسک حج ادا کر لئے ہیں۔ کیونکہ احتمال کا تعین نہ رکھنے والی چیز ادا ہو گئی ہے۔ لہٰذا وہ مخالف ہو گیا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

ایک کی طرف سے حج اور دوسرے کی طرف سے عمرہ کرنے کا بیان

فتاویٰ ہندیہ میں فقہائے احناف نے لکھا ہے۔ صرف حج یا صرف عمرہ کو کہا تھا اُس نے دونوں کا احرام باندھا، خواہ دونوں اُسی کی طرف سے کیے یا ایک اس کی طرف سے، دوسرا اپنی یا کسی اور کی طرف سے بہر حال اس کا حج ادا نہ ہوا تاوان دینا آئے گا۔ حج کے لیے کہا تھا اُس نے عمرہ کا احرام باندھا، پھر مکہ معظمہ سے حج کا جب بھی اُس کی مخالفت ہوئی لہٰذا تاوان دے۔

حج کے لیے کہا تھا اُس نے حج کرنے کے بعد عمرہ کیا یا عمرہ کے لیے کہا تھا اس نے عمرہ کر کے حج کیا، تو اس میں مخالفت نہ ہوئی اُس کا حج یا عمرہ ادا ہو گیا۔ مگر اپنے حج یا عمرہ کے لیے جو خرچ کیا خود اس کے ذمہ ہے، بھیجنے والے پر نہیں اور اگر اُلٹا کیا یعنی جو اُس نے کہا اسے بعد میں کیا تو مخالفت ہو گئی، اس کا حج یا عمرہ ادا نہ ہوا تاوان دے۔

ایک شخص نے اس سے حج کو کہا دوسرے نے عمرہ کو مگر ان دونوں نے جمع کرنے کا حکم نہ دیا تھا، اس نے دونوں کو جمع کر دیا تو دونوں کا مال واپس دے اور اگر یہ کہہ دیا تھا کہ جمع کر لینا تو جائز ہو گیا۔ افضل یہ ہے کہ جسے حج بدل کے لیے بھیجا جائے، وہ حج کر کے واپس آئے اور جانے آنے کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر وہیں رہ گیا جب بھی جائز ہے۔ حج کے بعد قافلہ کے انتظار میں جتنے دن ٹھہرنا پڑے، اِن دنوں کے مصارف بھیجنے والے کے ذمہ ہیں اور اس سے زائد ٹھہرنا ہو تو خود اس کے ذمہ مگر جب وہاں سے چلا تو واپسی کے مصارف بھیجنے والے پر ہیں اور اگر مکہ معظمہ میں بالکل رہنے کا ارادہ کر لیا تو اب واپسی کے اخراجات بھی بھیجنے والے پر نہیں۔ (عالمگیری، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر)

علامہ علاؤالدین حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس کو بھیجا وہ اپنے کسی کام میں مشغول ہو گیا اور حج فوت ہو گیا تو تاوان لازم ہے، پھر اگر سالِ آئندہ اس نے اپنے مال سے حج کر دیا تو کافی ہو گیا اور اگر وقوفِ عرفہ سے پہلے جماع کیا جب بھی یہی حکم ہے اور اُسے اپنے مال سے سالِ آئندہ حج وعمرہ کرنا ہو گا اور اگر وقوف کے بعد جماع کیا تو حج ہو گیا اور اُس پر اپنے مال سے دَم دینا لازم اور اگر غیر اختیاری آفت میں مبتلا ہو گیا تو جو کچھ پہلے خرچ ہو چکا ہے، اُس کا تاوان نہیں مگر واپسی میں اب اپنا مال خرچ

کرے۔

علامہ ابن عابدین شامی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: جس پر حج فرض ہو یا قضا یا منت کا حج اُس کے ذمہ ہو اور موت کا وقت قریب آ گیا تو واجب ہے کہ وصیت کر جائے جس پر حج فرض ہے اور نہ ادا کیا نہ وصیت کی تو بالا جماع گنہگار ہے، اگر وارث اُس کی طرف سے حج بدل کرانا چاہے تو کرا سکتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ امید ہے کہ ادا ہو جائے اور اگر وصیت کر گیا تو تہائی مال سے کرایا جائے اگر چہ اُس نے وصیت میں تہائی کی قید نہ لگائی۔ مثلاً یہ کہہ مرا کہ میری طرف سے حجِ بدل کرایا جائے۔

تہائی مال کی مقدار اتنی ہے کہ وطن سے حج کے مصارف کے لیے کافی ہے تو وطن ہی سے آدمی بھیجا جائے، ورنہ بیرونِ میقات جہاں سے بھی اُس تہائی سے بھیجا جا سکے۔ یو ہیں اگر وصیت میں کوئی رقم معیّن کر دی ہو تو اس رقم میں اگر وہاں سے بھیجا جا سکتا ہے تو بھیجا جائے ورنہ جہاں سے ہو سکے اور اگر وہ تہائی یا وہ رقم معیّن بیرونِ میقات کہیں سے بھی کافی نہیں تو وصیت باطل۔ (ردالمحتار، کتاب الحج، باب الحج عن الغیر)

باب تَشْبِيْهِ قَضَاءِ الْحَجِّ بِقَضَاءِ الدَّيْنِ .

یہ باب ہے کہ حج کی ادائیگی کو قرض کی ادائیگی سے تشبیہ دینا

2637 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوْسُفَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ مِّنْ خَثْعَمَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ اَبِىْ شَيْخٌ كَبِيْرٌ لَا يَسْتَطِيْعُ الرُّكُوبَ وَاَدْرَكَتْهُ فَرِيضَةُ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ فَهَلْ يُجْزِءُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ قَالَ "اَنْتَ اَكْبَرُ وَلَدِهٖ" . قَالَ نَعَمْ. قَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ اَكُنْتَ تَقْضِيهِ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والا ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: میرے والد عمر رسیدہ شخص ہیں' وہ (سواری پر) سوار ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے' اُن پر حج بھی فرض ہو گیا ہے' اگر میں اُن کی طرف سے حج کر لوں تو کیا یہ جائز ہو گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: کیا تم اُس کی سب سے بڑی اولاد ہو؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اُس کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اُس کی طرف سے حج بھی کر لو۔

2638 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ النَّسَائِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الْحَكَمِ بْنِ اَبَانَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَبِىْ مَاتَ وَلَمْ يَحُجَّ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اَبِيكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَدَيْنُ اللّٰهِ اَحَقُّ" .

2637-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي مناسك الحج، ما يستحب ان يحج عن الرجل اكبر ولده (الحديث 2643). تحفة الاشراف (5292) .

2638-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6041) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے والد کا انتقال ہو گیا ہے وہ حج نہیں کر سکے کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر تمہارے والد کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ کا قرض (ادا کیے جانے کا) زیادہ حق دار ہے۔

2639 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِى اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ اَبِى اَدْرَكَهُ الْحَجُّ وَهُوَ شَيْخٌ كَبِيرٌ لَا يَثْبُتُ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَاِنْ شَدَدْتُهٗ خَشِيتُ اَنْ يَمُوتَ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلَيْهِ دَيْنٌ فَقَضَيْتَهٗ اَكَانَ مُجْزِئًا". قَالَ نَعَمْ. قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اَبِيكَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: میرے والد پر حج لازم ہو گیا ہے لیکن وہ عمر رسیدہ شخص ہیں اور سواری پر بیٹھ نہیں سکتے ہیں اگر میں انہیں باندھ دیتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ اُن کا انتقال ہو جائے گا' کیا میں اُن کی طرف سے حج کر لوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے اگر اُن کے ذمے قرض ہوتا اور تم اُسے ادا کر دیتے تو کیا یہ ادا ہو جاتا؟ اُس نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم اپنے والد کی طرف سے حج بھی کر لو۔

باب حَجِّ الْمَرْاَةِ عَنِ الرَّجُلِ.

یہ باب ہے کہ عورت کا مرد کی طرف سے حج کرنا

2640 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِينٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِى مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْهُ امْرَاَةٌ مِّنْ خَثْعَمَ تَسْتَفْتِيهِ وَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ وَجَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيضَةَ اللّٰهِ

2639-انفرد به النسائي، و سياتي في آداب القضاة، ذكر الاختلاف على يحيى بن ابي اسحق فيه (الحديث 5408) و الحديث عند: البخاري في الحج، باب وجوب الحج و فضله (الحديث 1513)، و في جزاء الصيد، باب الحج عمن لا يستطيع الثبوت على الراحلة (الحديث 1854)، و باب حج المراة عن الرجل (الحديث 1855)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4399)، و في الاستئذان باب قول الله تعالى (يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوتاً غير بيوتكم حتى تستانسوا و تسلموا على اهلها......) (الحديث 6228) و مسلم في الحج، باب الحج عن العاجز لزمانة، وهرم و نحوهما او للموت (الحديث 407) . و ابي داؤد في المناسك، باب الرجل يحج عن غيره (الحديث 1809) . و النسائي في مناسك الحج، الحج عن الميت الذي لم يحج (الحديث 2633)، و الحج عن الحي الذي لا يستمسك على الرجل (الحديث 2634)، و حج المراة عن الرجل (2640 و 2641)، و في آداب القضاة، الحكم بالتشبيه و التمثيل، و ذكر الاختلاف على الوليد بن مسلم في حديث ابن عباس الحديث 2009 و 25480) . تحفة الاشراف (5670) .

2640-تقدم (الحديث 2633) .

فِي الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِيْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَّثْبُتَ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ قَالَ "نَعَمْ". وَذٰلِكَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی' اُس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا' حضرت فضل رضی اللہ عنہ نے اُس خاتون کی طرف دیکھنا شروع کر دیا اور خاتون نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فضل رضی اللہ عنہ کا منہ دوسری طرف موڑ دیا' اُس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے بوڑھے عمر رسیدہ والد پر بھی لازم ہو گیا ہے جو سواری پر بیٹھنے کی استطاعت نہیں رکھتے' کیا میں اُن کی طرف سے حج کرلوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! (راوی کہتے ہیں:) یہ حجۃ الوداع کے موقع کی بات ہے۔

شرح

اس عورت کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ میرے باپ پر بڑھاپے میں حج فرض ہوا ہے۔ بایں سبب کہ وہ بڑھاپے میں اس کو اتنا مال مل گیا ہے اور اس کے پاس اتنا مال ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر حج فرض ہو جاتا ہے یا یہ کہ اب بڑھاپے میں اس کو اتنا مال مل گیا ہے کہ اس پر حج فرض ہو گیا ہے مگر وہ اتنا ضعیف اور کمزور ہے کہ ارکان وافعال حج کی ادائیگی تو الگ ہے وہ سواری پر بیٹھ بھی نہیں سکتا تو کیا میں اس کی طرف سے نیابتہً حج کرلوں؟ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جواب میں فرمایا کہ ہاں! اس کی طرف سے تم حج کرلو۔ مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص پر اگر حج فرض ہو اور وہ بذات خود حج کرنے سے معذور ہو نیز یہ کہ اس کی وہ معذوری ایسی ہو جو موت تک زائل نہ ہونے والی ہو۔ جیسے بڑھاپے کا ضعف، نابینا ہونا، یا پیروں کا کٹا ہونا وغیرہ تو اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حج کر لینا جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ معذور اپنی طرف سے حج کرنے والے کو حج کے اخراجات بھی دے اور اسے اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم بھی دے۔ نیز اس کی موت کے بعد بھی اس کی طرف سے کسی دوسرے شخص کا حج کرنا جائز ہے جب کہ وہ اس کی وصیت کر کے مرا ہو۔

لیکن بعض علماء کہتے ہیں کہ اولاد اگر اپنے والدین کی طرف سے فرض حج کرے تو اس صورت میں حکم اور وصیت شرط نہیں ہے یعنی والدین کی طرف سے حج کرنا۔ بغیر حکم اور بغیر وصیت کے بھی جائز ہے، یہ تو فرض حج کی بات تھی نفل حج کا مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے سے نفل حج کرائے۔ تو معذوری شرط نہیں ہے۔ یعنی اگر بذات خود اسے حج کرنے کی قدرت وطاقت حاصل ہے تو اس کے باوجود وہ کسی دوسرے سے اپنا نفل حج کرا سکتا ہے۔

مذکورہ بالا مسئلہ کو ذہن میں رکھ کر حدیث کی طرف آیئے۔ عورت اپنے باپ کی طرف سے حج کرنے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ رہی ہے۔ لیکن وہ چونکہ وضاحت نہیں کر رہی ہے اس لئے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کے باپ نے نہ تو اس کو اپنی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ اسے اخراجات دیئے ہیں۔

2641 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ خَثْعَمَ اسْتَفْتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ وَالْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ فِى الْحَجِّ عَلٰى عِبَادِهٖ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَسْتَوِىْ عَلَى الرَّاحِلَةِ فَهَلْ يَقْضِىْ عَنْهُ اَنْ اَحُجَّ عَنْهُ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "نَعَمْ" . فَاَخَذَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ يَلْتَفِتُ اِلَيْهَا وَكَانَتِ امْرَاَةً حَسْنَاءَ وَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَضْلَ فَحَوَّلَ وَجْهَهُ مِنَ الشِّقِّ الْاٰخَرِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: خثعم قبیلے سے تعلق رکھنے والی ایک خاتون نے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ دریافت کیا' اُس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' اُس خاتون نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر جو حج فرض کیا ہے وہ میرے عمر رسیدہ بوڑھے والد پر بھی لازم ہو گیا ہے' جو سواری پر بیٹھ نہیں سکتے ہیں' تو اگر میں اُن کی طرف حج کر لیتی ہوں تو کیا یہ ادا ہو جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس خاتون سے فرمایا: جی ہاں! حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُس خاتون کی طرف دیکھنا شروع کیا' وہ بڑی خوبصورت خاتون تھی تو حضرت فضل رضی اللہ عنہ کے سر کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری طرف موڑ دیا۔

باب حَجِّ الرَّجُلِ عَنِ الْمَرْاَةِ .

یہ باب ہے کہ مرد کا خاتون کی طرف سے حج کرنا

2642 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ - قَالَ اَنْبَاَنَا هِشَامٌ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّىْ عَجُوْزٌ كَبِيْرَةٌ وَّاِنْ حَمَلْتُهَا لَمْ تَسْتَمْسِكْ وَاِنْ رَبَطْتُهَا خَشِيْتُ اَنْ اَقْتُلَهَا . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَرَاَيْتَ لَوْ كَانَ عَلٰى اُمِّكَ دَيْنٌ اَكُنْتَ قَاضِيَهُ" . قَالَ نَعَمْ . قَالَ "فَحُجَّ عَنْ اُمِّكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' اسی دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میری والدہ عمر رسیدہ خاتون ہیں' اگر میں اُنہیں سواری پر سوار کرتا ہوں تو وہ بیٹھ نہیں سکیں گی اور اگر میں اُنہیں باندھ دیتا ہوں تو مجھے ڈر ہے کہ وہ فوت ہو جائیں گی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر تمہاری والدہ کے ذمے قرض ہوتا تو کیا تم اُسے ادا کر دیتے؟ اُس نے

2641-تقدم (الحديث 2633) .

2642-انفرد به النسائي، و سياتي في آداب القضاة، ذكر الاختلاف على يحي بن ابي اسحاق فيه (الحديث 5409) و الحديث عند: النسائي في آداب القضاة، ذكر الاختلاف على يحي بن ابي اسحاق فيه (الحديث و 5410) . تحفة الاشراف (11044) .

عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: پھر تم اپنی والدہ کی طرف سے حج بھی کرلو۔

باب مَا يُسْتَحَبُّ اَنْ يَحُجَّ عَنِ الرَّجُلِ اَكْبَرُ وَلَدِهِ .

یہ باب اپنی مستحب ہے کہ آدمی کی سب سے بڑی اولاد اُس کی طرف سے حج کرے

2643 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ يُوسُفَ عَنِ ابْنِ الزُّبَيْرِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِرَجُلٍ "اَنْتَ اَكْبَرُ وَلَدِ اَبِيكَ فَحُجَّ عَنْهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اُس شخص سے فرمایا: تم اپنے باپ کی سب سے بڑی اولاد ہو تم اُس کی طرف سے حج کرلو۔

باب الْحَجِّ بِالصَّغِيرِ .

یہ باب چھوٹے بچے کے ساتھ حج کرنے کے بیان میں ہے

2644 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَاَةً رَفَعَتْ صَبِيًّا لَهَا اِلٰى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے اپنے چھوٹے بچے کو نبی اکرم ﷺ کے سامنے کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! کیا اس کا حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2645 - اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا لَهَا مِنْ هَوْدَجٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے اپنے ہودج میں سے اپنے بچے کو بلند کیا اور عرض کی: یارسول اللہ! کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2646 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ

2643-تقدم (الحديث 2637) .

2644-اخرجه مسلم في الحج، باب صحة حج الصبي، و اجر من حج به (الحديث 410 و 411م) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بالصغير (الحديث 2645) . تحفة الاشراف (6360) .

2645-تقدم (الحديث 2644) .

2646-اخرجه مسلم في الحج، باب صحة حج الصبي و اجر من حج به (الحديث 409 و 411) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الصبي يحج (الحديث 1736) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بالصغير (الحديث و 2647 و 2648) . تحفة الاشراف (6336) .

كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ رَفَعَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَبِيًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک خاتون نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے بچے کو اوپر کیا اور دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2647 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ صَدَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا كَانَ بِالرَّوْحَاءِ لَقِيَ قَوْمًا فَقَالَ "مَنْ اَنْتُمْ" . قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ . قَالُوْا مَنْ اَنْتُمْ قَالُوْا رَسُوْلُ اللّٰهِ . قَالَ فَاَخْرَجَتِ امْرَاَةٌ صَبِيًّا مِّنَ الْمِحَفَّةِ فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم روحاء کے مقام پر پہنچے تو آپ کی ملاقات کچھ لوگوں سے ہوئی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے عرض کی: مسلمان ہیں' پھر اُنہوں نے دریافت کیا: آپ کون ہیں؟ تو اُنہیں بتایا گیا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں۔

راوی کہتے ہیں: اُس وقت ایک خاتون نے اپنے ہودج میں سے ایک بچے کو باہر نکالا اور دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہو جائے گا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

2648 - اَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ بْنِ حَمَّادِ بْنِ سَعْدِ ابْنُ اَخِيْ رِشْدِيْنَ بْنِ سَعْدٍ اَبُو الرَّبِيْعِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِامْرَاَةٍ وَهِيَ فِيْ خِدْرِهَا مَعَهَا صَبِيٌّ فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ "نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک خاتون کے پاس سے گزرے' وہ اُس وقت اپنے پردے (یا ہودج) میں تھی' اُس کے ساتھ اُس کا بچہ بھی تھا' اُس خاتون نے دریافت کیا: کیا اس کا بھی حج ہوگا؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں! اور تمہیں بھی اجر ملے گا۔

شرح

عورت کے سوال کے جواب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے "ہاں" کا مطلب یہ تھا کہ لڑکا اگرچہ نابالغ ہے اور اس پر حج فرض نہیں ہے۔ لیکن اگر یہ حج میں جائے گا تو اسے نفلی حج کا ثواب ملے گا اور چونکہ تم اس بچے کو افعال حج سکھلاؤ گی، اس کی خبر گیری کروگی اور پھر یہ کہ تم ہی اس کے حج کا باعث بنوگی اس لئے تمہیں بھی ثواب ملے گا۔

2647-تقدم (الحديث 2646) .

2648-تقدم (الحديث 2646) .

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی نابالغ حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہوگا اگر بالغ ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جائیں گے تو اسے دوبارہ پھر کرنا ہوگا، اسی طرح اگر غلام حج کرے تو اس کے ذمہ سے بھی فرض ساقط نہیں ہوتا، آزاد ہونے کے بعد فرضیت حج کے شرائط پائے جانے کی صورت میں اس کے لئے دوبارہ حج کرنا ضروری ہوگا۔ ان کے برخلاف اگر کوئی مفلس حج کرے تو اس کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا۔ مال دار ہونے کے بعد اس پر دوبارہ حج کرنا واجب نہیں ہوگا۔

16 - باب الْوَقْتِ الَّذِیْ خَرَجَ فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِیْنَةِ لِلْحَجِّ

باب: اُس وقت کا بیان جس میں نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے حج کے لیے روانہ ہوئے تھے

2649 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنِ ابْنِ اَبِیْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَخْبَرَتْنِیْ عَمْرَةُ اَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ تَقُوْلُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِیْنَ مِنْ ذِی الْقَعْدَةِ لَا نُرٰی اِلَّا الْحَجَّ حَتّٰی اِذَا دَنَوْنَا مِنْ مَّكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَكُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ اِذَا طَافَ بِالْبَیْتِ اَنْ یَّحِلَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب ذی قعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تو ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا مقصد صرف حج کرنا تھا' جب ہم لوگ مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے یہ ہدایت کی کہ جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' جب وہ بیت اللہ کا طواف کرلے تو احرام کھول دے۔

2649-اخرجه البخاري في الحج، باب ذبح الرجل البقر عن نسائه من غير امرهن (الحديث 1709) بنحوه، و باب ما ياكل من البدن و ما يتصدق (الحديث 1720)، و في الجهاد، باب الخروج آخر الشهر (الحديث 2952) مطولًا . واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام ، و انه يجوز افراد الحج والتمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 125) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2803) . تحفة الاشراف (17933) .

كِتَابُ الْمَوَاقِيْتُ

یہ کتاب مواقیت کے بیان میں ہے

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ .

یہ باب اہل مدینہ کے میقات کے بیان میں ہے

میقات کے معنی ومفہوم کا بیان

مواقیت میقات کی جمع ہے۔ میقات اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں سے مکہ مکرمہ میں جانے والے احرام باندھتے ہیں اور مکہ مکرمہ جانے والے کے لئے وہاں سے بغیر احرام آگے بڑھنا منع ہے۔ ذوالحلیفہ ایک مقام کا نام ہے جو مدینہ منورہ سے جنوب میں تقریباً ۱۱۵ میل ۱۸۸ کلومیٹر کے فاصلے پر اور رابغ سے چند میل جنوب میں واقع ہے یہ قریش کی تجارتی شاہراہ کا ایک اسٹیشن رہ چکا ہے اب غیر آباد ہے، یہ مقام شام ومصر کی طرف سے آنے والوں کے واسطے میقات ہے۔ نجد اصل میں تو "بلند زمین" کو کہتے ہیں مگر اصطلاحی طور جزیرۃ العرب کے ایک علاقے کا نام ہے جو مملکت سعودی عرب کا ایک حصہ ہے۔ اس علاقے کو نجد غالباً اسی لئے کہا جاتا ہے کہ سطح سمندر سے یہ علاقہ اچھا خاصا بلند ہے اس وقت جزیرۃ العرب کا سارا وسطی علاقہ جسے نجد کہا جاتا ہے۔ شمال میں بادیۃ الشام کے جنوبی سرے سے شروع ہو کر جنوب میں وادی الاواسر یا الربع الخالی تک اور عرضا احساء سے حجاز تک پھیلا ہوا ہے، حکومت سعودی عرب کا دارالسلطنت "ریاض" نجد ہی کے علاقے میں ہے۔

نجدیوں کے لئے قرن کے میقات ہونے کا بیان

2650 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَخْبَرَهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ" . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَبَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اہل شام جحفہ سے اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

2650-اخرجه البخاري في الحج، باب ميقات اهل المدينة (الحديث 1525) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 13) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في المواقيت (الحديث 1737) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب مواقيت اهل الآفاق (الحديث 2914) . تحفة الاشراف (8326) .

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے یہ بات پتہ چلی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے:
اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الشَّامِ .

یہ باب اہل شام کے میقات کے بیان میں ہے

اہل مدینہ کے میقات کا بیان

2651 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فِى الْمَسْجِدِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مِنْ اَيْنَ تَاْمُرُنَا اَنْ نُهِلَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِينَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَيُهِلُّ اَهْلُ نَجْدٍ مِنْ قَرْنٍ" . قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَيَزْعُمُونَ اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ" . وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُولُ لَمْ اَفْقَهْ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک شخص مسجد میں کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں' ہم کہاں سے احرام باندھیں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے' اہل شام جحفہ سے' اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا تھا:
اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے خود یہ بات نبی اکرم ﷺ کی زبانی نہیں سنی ہے۔

شرح

اور دوسرا راستہ جحفہ ہے" کا مطلب یہ ہے کہ مدینہ والوں کے لئے احرام باندھنے کی دوسری جگہ جحفہ ہے اگر وہ مکہ کے لئے مدینہ سے وہ راہ اختیار کریں جس میں جحفہ ملتا ہے تو وہ پھر جحفہ ہی سے احرام باندھیں، ذوالحلیفہ جانے کی ضرورت نہیں ہے اصل بات یہ ہے کہ پہلے مدینہ سے مکہ آنے کے لئے دوراستے تھے ایک راستے میں تو ذوالحلیفہ ملتا تھا اور دوسرے راستے میں جحفہ۔ اسی لئے یہ حکم دیا گیا کہ اگر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں ذوالحلیفہ ملتا ہے تو احرام ذوالحلیفہ سے باندھا جائے اور اگر وہ راہ اختیار کی جائے جس میں جحفہ ملتا ہے تو پھر جحفہ سے احرام باندھا جائے، لیکن اب ایک ہی راستہ ہوگیا ہے جس میں پہلے تو ذوالحلیفہ آتا ہے اور پھر جحفہ، اسی طرح اہل مدینہ کے لئے دو میقات ہوگئی ہیں۔ اس صورت میں یہ سوال پیدا ہوسکتا ہے کہ اب اہل مدینہ احرام کہاں سے باندھیں؟ تو علماء لکھتے ہیں کہ اس جگہ سے باندھنا اولیٰ ہے جو مکہ سے زیادہ فاصلے پر واقع ہے یعنی

2651-اخرجه البخاري في العلم، باب ذكر العلم و الفتيا في المسجد (الحديث 133) . تحفة الاشراف (8291) .

ذوالحلیفہ اور اگر کوئی شخص حجفہ سے احرام باندھے تو یہ بھی جائز ہے۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ مِصْرَ .

یہ باب اہل مصر کے میقات کے بیان میں ہے

2652 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ بَهْرَامَ قَالَ حَدَّثَنَا الْمُعَافٰى عَنْ اَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام اور اہل مصر کے لیے حجفہ کو اہل عراق کے لیے ذاتِ عرق کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا تھا۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الْيَمَنِ .

یہ باب اہل یمن کے میقات کے بیان میں ہے

2653 – اَخْبَرَنَا الرَّبِيْعُ بْنُ سُلَيْمَانَ صَاحِبُ الشَّافِعِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ وَحَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَقَالَ "هُنَّ لَهُنَّ وَلِكُلِّ اٰتٍ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِهِنَّ فَمَنْ كَانَ اَهْلُهُ دُوْنَ الْمِيقَاتِ حَيْثُ يُنْشِئُ حَتّٰى يَاْتِيَ ذٰلِكَ عَلٰى اَهْلِ مَكَّةَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ' اہل شام کے لیے حجفہ کو اہل نجد کے لیے قرن کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا تھا۔

یہ ان لوگوں کے لیے اور ان (مواقیت) کے دوسری طرف سے آنے والے تمام افراد کے لیے میقات ہیں' جو شخص ان علاقوں کے اندر کی طرف (یعنی مکہ کی سمت) والی جگہ پر رہتا ہو وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھے گا' یہاں تک کہ اہل مکہ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

2652-انفرد به النسائي . و سياتي في مناسك الحج، ميقات اهل العراق (الحديث 2655) و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في المواقيت (الحديث 1739) . تحفة الاشراف (17438) .

2653-اخرجه البخاري في الحج، باب مهل اهل مكة للحج و العمرة (الحديث 1524)، باب مهل اهل اليمن (الحديث 1530) . و في جزاء الصيد، باب دخول الحرم و مكة بغير احرام (الحديث 1845) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 12) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، من كان اهله دون الميقات (الحديث 2656) . تحفة الاشراف (5711) .

باب مِيقَاتِ اَهْلِ نَجْدٍ .

یہ باب اہل نجد کے میقات کے بیان میں ہے

2654 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يُهِلُّ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ مِنْ ذِى الْحُلَيْفَةِ وَاَهْلُ الشَّامِ مِنَ الْجُحْفَةِ وَاَهْلُ نَجْدٍ مِّنْ قَرْنٍ" . وَذُكِرَ لِيْ وَلَمْ اَسْمَعْ اَنَّهُ قَالَ "وَيُهِلُّ اَهْلُ الْيَمَنِ مِنْ يَلَمْلَمَ" .

★★ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اہل مدینہ ذوالحلیفہ سے اہل شام جحفہ سے اہل نجد قرن سے احرام باندھیں گے۔

(حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) میرے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا ہے ویسے میں نے خود (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی) یہ بات نہیں سنی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا ہے:
اہل یمن یلملم سے احرام باندھیں گے۔

باب مِيقَاتِ اَهْلِ الْعِرَاقِ .

یہ باب اہل عراق کے میقات کے بیان میں ہے

2655 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمَّارٍ الْمَوْصِلِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هَاشِمٍ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ عَنِ الْمُعَافٰى عَنْ اَفْلَحَ بْنِ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ وَمِصْرَ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْعِرَاقِ ذَاتَ عِرْقٍ وَّلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام اور اہل مصر کے لیے جحفہ کو اہل عراق کے لیے ذات عرق کو اہل نجد کے لیے قرن کو اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔

باب مَنْ كَانَ اَهْلُهُ دُوْنَ الْمِيقَاتِ .

یہ باب ہے کہ جو شخص میقات کے اندر کی طرف رہتا ہو

2656 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ

2654-اخرجه البخاري في الحج، باب مهل اهل نجد (الحديث 1527) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 17) . تحفة الاشراف (6824) .

2655-تقدم (الحديث 2652) .

2656-تقدم (2653) .

اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَّتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا وَّلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ قَالَ "هُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِمَّنْ سِوَاهُنَّ لِمَنْ اَرَادَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ وَمَنْ كَانَ دُوْنَ ذٰلِكَ مِنْ حَيْثُ بَدَاَ حَتّٰى يَبْلُغَ ذٰلِكَ اَهْلَ مَكَّةَ".

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام کے لیے جحفہ کو اہل نجد کے لیے قرن کو اور اہل یمن کے لیے یلملم کو میقات مقرر کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اُن لوگوں کے لیے ہے اور جو ان (مواقیت) سے دوسری طرف کے علاقوں سے حج یا عمرہ کرنے کے لیے آتے ہیں لیکن جو لوگ اس کے اندر کی طرف رہتے ہیں تو وہ جہاں سے (سفر کا) آغاز کریں گے یعنی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں گے یہاں تک کہ یہ حکم اہل مکہ پر بھی لازم ہوگا (یعنی وہ بھی اپنے گھر سے ہی احرام باندھ لیں گے)۔

شرح

قرن المنازل یہ ایک پہاڑی ہے جو مکہ سے تقریباً تیس میل (۴۸ کلومیٹر) جنوب میں تہامہ کی ایک پہاڑی ہے یہ پہاڑی یمن سے مکہ آنے والے راستے پر واقع ہے اس پہاڑی سے متصل سعدیہ نامی ایک بستی ہے یہ یمن کی طرف سے آنے والوں کی میقات ہے۔ ہندوستان سے جانے والے اس پہاڑی کے سامنے سے گزرتے ہیں اس لئے ہندوستان والوں کے لئے بھی یہی میقات ہے۔ اِن مواقیت کے علاوہ ایک میقات "ذات عرق" یہ مکہ مکرمہ سے تقریباً ساٹھ میل (۹۷ کلومیٹر) کے فاصلے پر شمال مشرقی جانب عراق جانے والے راستے پر واقع ہے۔ اور عراق کی طرف سے آنے والوں کے واسطے میقات ہے۔

حدیث کے الفاظ لمن کان یرید الحج والعمرۃ (اور یہ احرام کی جگہیں ان لوگوں کے لئے ہیں جو حج وعمرہ کا ارادہ کریں) سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر کوئی شخص (یعنی غیر مکی) حج وعمرہ کے ارادے کے بغیر میقات سے گزرے تو اس کے لئے ضروری نہیں ہے کہ وہ مکہ میں داخل ہونے کے لئے احرام باندھے۔ جیسا کہ امام شافعی کا مسلک ہے، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے مسلک کے مطابق مکہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ خواہ حج وعمرہ کا ارادہ ہو یا نہ ہو۔ یعنی اگر کوئی غیر مکی شخص مکہ مکرمہ میں داخل ہونا چاہے خواہ وہ حج کے لئے جاتا ہو یا کسی اور غرض سے تو اس پر واجب ہے کہ وہ میقات سے احرام باندھ کر جائے احرام کے بغیر وہ مکہ میں داخل نہیں ہوسکتا۔ حنفی مسلک کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ **لا یجاوز حد المیقات الا محرما۔** کوئی شخص (مکہ میں داخل ہونے کے لئے) میقات کے آگے بغیر احرام کے نہ بڑھے۔

یہ حدیث اس بارے میں مطلق ہے کہ اس میں حج وعمرہ کے ارادے کی قید نہیں ہے، پھر یہ کہ احرام اس مقدس ومحترم مکان یعنی کعبہ مکرمہ کی تعظیم واحترام کی غرض سے باندھا جاتا ہے۔ حج وعمرہ کیا جائے یا نہ کیا جائے لہٰذا اس حکم کا تعلق جس طرح حج وعمرہ کرنے والے سے ہے اسی طرح یہ حکم تاجر وسیاح وغیرہ پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ ہاں جو لوگ میقات کے اندر ہیں ان کو اپنی حاجت کے لئے بغیر احرام مکہ میں داخل ہونا جائز ہے کیونکہ ان کو بارہا مکہ مکرمہ میں آنا جانا پڑتا ہے۔

اس واسطے ان کے لئے ہر بار احرام کا واجب ہونا دقت وتکلیف سے خالی نہیں ہوگا، لہٰذا اس معاملے میں وہ اہل مکہ کے حکم

میں داخل ہیں کہ جس طرح ان کے لئے جائز ہے کہ اگر وہ کسی کام سے مکہ مکرمہ سے باہر نکلیں اور پھر مکہ میں داخل ہوں تو بغیر احرام چلے آئیں اسی طرح میقات کے اندر والوں کو بھی احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا جائز ہے۔ فمن کان دونہن (اور جو شخص ان مقامات کے اندر رہتا ہے الخ) کا مطلب یہ ہے کہ لوگ میقات کے اندر مگر حدود حرم سے باہر رہتے ہوں تو ان کے لئے احرام باندھنے کی جگہ ان کے گھر سے تا حدحرم ہے ان کو احرام باندھنے کے لئے ... پر جانا ضروری نہیں ہے اگرچہ وہ میقات کے قریب ہی کیوں نہ ہوں۔

جو لوگ خاص میقات میں ہی رہتے ہوں ان کے بارے میں اس حدیث میں کوئی حکم نہیں ہے۔ لیکن جمہور علماء کہتے ہیں کہ ان کا حکم بھی وہی ہے جو میقات کے اندر رہنے والوں کا ہے۔ وکذاک وکذاک (اور اسی طرح اور اسی طرح) اس کا تعلق پہلے ہی جملے سے ہے کہ حل (حدود حرم سے باہر سے موقیت تک جو زمین ہے) اس میں جو جہاں رہتا ہے وہیں سے احرام باندھے یعنی میقات اور حد حرم کے درمیان جو لوگ رہنے والے ہیں وہ اپنے اپنے گھر ہی سے احرام باندھیں گے چاہے وہ میقات کے بالکل قریب ہوں اور چاہے میقات سے کتنے ہی دور اور حد حرم کے کتنے ہی قریب ہوں۔ حتی اہل مکہ یہلون منہا کا مطلب یہ ہے کہ اہل مکہ یعنی اہل حرم مکہ سے احرام باندھیں جو لوگ خاص مکہ شہر میں رہتے ہیں وہ تو خاص مکہ ہی سے احرام باندھیں گے اور جو لوگ خاص مکہ شہر میں نہیں بلکہ شہر سے باہر مگر حدود حرم میں رہتے ہیں وہ حرم مکہ سے احرام باندھیں گے۔

حدیث کے آخری الفاظ سے بظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل مکہ کے لئے احرام باندھنے کی جگہ مکہ ہے خواہ احرام حج کے لئے خواہ عمرہ کے لئے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کرنے والا حل کی طرف جائے اور وہاں سے احرام باندھ کر پھر حرم میں داخل ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو حکم دیا تھا کہ وہ عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے تنعیم جائیں جو حل میں ہے لہٰذا یہی کہا جائے گا کہ اس حدیث کا تعلق صرف حج کے ساتھ ہے یعنی یہ حکم اہل مکہ کے لئے ہے کہ وہ جب حج کرنے کا ارادہ کریں تو احرام مکہ ہی سے باندھیں اور اگر عمرہ کرنے کا ارادہ ہو تو پھر حل میں آ کر احرام باندھیں جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔

2657 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَّتَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ذَا الْحُلَيْفَةِ وَلِاَهْلِ الشَّامِ الْجُحْفَةَ وَلِاَهْلِ الْيَمَنِ يَلَمْلَمَ وَلِاَهْلِ نَجْدٍ قَرْنًا فَهُنَّ لَهُمْ وَلِمَنْ اَتٰى عَلَيْهِنَّ مِنْ غَيْرِ اَهْلِهِنَّ مِمَّنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَمَنْ كَانَ دُوْنَهُنَّ فَمِنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ يُهِلُّوْنَ مِنْهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل مدینہ کے لیے ذوالحلیفہ کو اہل شام کے لیے جحفہ کو اہل یمن کے لیے یلملم کو اہل نجد کے لیے قرن کو میقات مقرر کیا ہے یہ اُن کے لیے ہے اور اُن لوگوں کے لیے ہے جو

2657-اخرجه البخاري في الحج، باب مهل اهل الشام (الحديث 1526)، و باب مهل من كان دون المواقيت (الحديث 1529) . و اخرجه مسلم في الحج، باب مواقيت الحج و العمرة (الحديث 11) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، باب في المواقيت (الحديث 1738) بنحوه . تحفة الاشراف (5738) .

ان علاقوں سے دوسری طرف سے آتے ہیں اور حج اور عمرہ کرنا چاہتے ہیں' لیکن جو لوگ ان کے اندر کی طرف کے علاقے میں رہتے ہیں' وہ اپنے گھر سے ہی احرام باندھیں گے یہاں تک کہ اہل مکہ' مکہ سے احرام باندھیں گے۔

باب التَّعْرِيسِ بِذِى الْحُلَيْفَةِ ۔

یہ باب ہے کہ ذوالحلیفہ میں رات بسر کرنا

2658 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مَثْرُوْدٍ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ اَخْبَرَنِىْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ بَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ بِبَيْدَاءَ وَصَلّٰى فِىْ مَسْجِدِهَا ۔

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں کھلے میدان میں رات بسر کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی مسجد میں نماز بھی ادا کی۔

2659 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ سُوَيْدٍ عَنْ زُهَيْرٍ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ وَهُوَ فِى الْمُعَرَّسِ بِذِى الْحُلَيْفَةِ اُتِىَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّكَ بِبَطْحَاءَ مُبَارَكَةٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں رات بسر کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں یہ بات کہی گئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک مبارک وادی میں ہیں۔

2660 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَاخَ بِالْبَطْحَاءِ الَّتِىْ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَصَلّٰى بِهَا ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں موجود میدان میں اپنی سواری کو بٹھایا اور وہاں نماز ادا کی۔

2658-اخرجه مسلم في الحج، باب الصلاة في مسجد ذي الحليفة (الحديث 30) . تحفة الاشراف (7308) .

2659-اخرجه البخاري في الحج، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم (العقيق واد مبارك) (الحديث 1535) مطولاً، و في الحرث و المزارعة، باب 16 . (الحديث 2336) مطولاً، و في الاعتصام بالكتاب و السنة، باب ما ذكر النبي صلى الله عليه وسلم و حض على اتفاق اهل العلم، وما اجتمع عليه الحرمان مكة والمدينة و ما كان بهما من مشاهد النبي صلى الله عليه وسلم و المهاجرين و الانصار و مصلى النبي صلى الله عليه وسلم و المنبر و القبر (الحديث 7345) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التعريس بذي الحليفة و الصلاة بها اذا صدر من الحج او العمرة (الحديث 433و 434) . تحفة الاشراف (7025) .

2660-اخرجه البخاري في الحج، باب 14 . (الحديث 1532) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التعريس بذي الحليفة و الصلاة بها اذا صدر من الحج او العمرة (الحديث 430) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب زيارة القبور (الحديث 2044) . تحفة الاشراف (8338) .

باب الْبَيْدَاءِ .

یہ باب تذکرہ بیداء کے بیان میں ہے

2661 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ - وَهُوَ ابْنُ شُمَيْلٍ - قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ - عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ فَاَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیداء میں ظہر کی نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہو گئے' پھر آپ بیداء کے پہاڑ پر چڑھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرے کے لیے ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد احرام باندھا (یعنی تلبیہ پڑھنا شروع کیا)۔

باب الْغُسْلِ لِلاِهْلاَلِ .

یہ باب احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنے کے بیان میں ہے

2662 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ اَنَّهَا وَلَدَتْ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ بِالْبَيْدَاءِ فَذَكَرَ اَبُوْ بَكْرٍ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "مُرْهَا فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لْتُهِلَّ" .

☆☆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بیداء کے مقام پر جنم دیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس سے کہو کہ وہ غسل کر کے احرام باندھ لے۔

2663 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ - قَالَ سَمِعْتُ الْقَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ اَنَّهُ خَرَجَ حَاجًّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَجَّةَ الْوَدَاعِ وَمَعَهُ امْرَاَتُهُ اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ الْخَثْعَمِيَّةُ فَلَمَّا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ وَلَدَتْ اَسْمَاءُ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَتَى اَبُوْ بَكْرٍ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّاْمُرَهَا اَنْ تَغْتَسِلَ ثُمَّ تُهِلَّ بِالْحَجِّ وَتَصْنَعَ مَا يَصْنَعُ

2661-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1774) مختصراً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2754)، و كيف يفعل من اهل بالحج، والعمرة و لم يسق الهدي (الحديث و 2931) مطولاً . تحفة الاشراف (524) .

2662-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15761) .

2663-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب النفساء و الحائض تهل بالحج (الحديث 2912) . تحفة الاشراف (6617) .

النَّاسُ اِلَّا اَنَّهَا لَا تَطُوفُ بِالْبَيْتِ ۔

★★ قاسم بن محمد اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حجۃ الوداع کے موقع پر حج کرنے کے لیے روانہ ہوئے' اُن کے ساتھ اُن کی اہلیہ سیّدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا تھیں' جب یہ لوگ ذوالحلیفہ پہنچے تو اُنہوں نے حضرت محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اس بارے میں بتایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ہدایت کی کہ وہ اس خاتون کو یہ ہدایت کریں کہ وہ خاتون غسل کرلے' اور پھر حج کا احرام باندھ لے' اور پھر وہ ان سب اعمال کو انجام دے جو لوگ انجام دیتے ہیں' البتہ وہ بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گی۔

باب غُسْلِ الْمُحْرِمِ ۔

یہ باب محرم شخص کے غسل کرنے کے بیان میں ہے

2664 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ عَنْ اِبْرَاهِيمَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّالْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنَّهُمَا اخْتَلَفَا بِالْاَبْوَاءِ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَغْسِلُ الْمُحْرِمُ رَاْسَهُ ۔ وَقَالَ الْمِسْوَرُ لَا يَغْسِلُ رَاْسَهُ ۔ فَاَرْسَلَنِي ابْنُ عَبَّاسٍ اِلٰى اَبِي اَيُّوْبَ الْاَنْصَارِيِّ اَسْاَلُهُ عَنْ ذٰلِكَ فَوَجَدْتُهُ يَغْتَسِلُ بَيْنَ قَرْنَيِ الْبِئْرِ وَهُوَ مُسْتَتِرٌ بِثَوْبٍ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ وَقُلْتُ اَرْسَلَنِي اِلَيْكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ اَسْاَلُكَ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْسِلُ رَاْسَهُ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَوَضَعَ اَبُوْ اَيُّوْبَ يَدَهُ عَلَى الثَّوْبِ فَطَاْطَاَهُ حَتّٰى بَدَا رَاْسُهُ ثُمَّ قَالَ لِاِنْسَانٍ يَصُبُّ عَلٰى رَاْسِهِ ثُمَّ حَرَّكَ رَاْسَهُ بِيَدَيْهِ فَاَقْبَلَ بِهِمَا وَاَدْبَرَ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ۔

★★ ابراہیم بن عبداللہ اپنے والد کے حوالے سے یہ بات نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہم کے درمیان ابواء کے مقام پر اس بارے میں اختلاف ہوگیا' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ کہنا تھا کہ محرم شخص اپنے سر کو دھوسکتا ہے جبکہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا تھا کہ نہیں دھوسکتا۔ (راوی کہتے ہیں:) تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بھیجا تاکہ میں اُن سے اس بارے میں دریافت کروں تو میں نے اُنہیں کنویں کی دو لکڑیوں کے درمیان غسل کرتے ہوئے پایا' اُنہوں نے کپڑے کے ذریعے پردہ کر رکھا تھا' میں نے سلام کیا' میں نے گزارش کی کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ میں آپ سے یہ مسئلہ دریافت کروں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم احرام کے دوران اپنے سر کو کس طرح دھویا کرتے تھے؟ تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ کپڑے پر رکھا' اُسے ذرا سا نیچے کیا

2664-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الاغتسال للمحرم (الحديث 1840) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز غسل المحرم بدنه و راسه (الحديث 91 و 92) و اخرجه ابو داؤد في المناسك باب المحرم يغتسل (الحديث 1840) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحرم يغسل راسه (الحديث 2934) . تحفة الاشراف (3463) .

جس کے نتیجے میں اُن کا سر نظر آنے لگا' پھر انہوں نے ایک شخص سے فرمایا کہ وہ ان کے سر پر پانی بہائے' پھر اُنہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سر میں حرکت دی' اُنہیں آگے سے پیچھے کی طرف لے گئے' پیچھے سے آگے کی طرف لے آئے' اور پھر فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔

احرام باندھتے وقت غسل یا وضو کی فضیلت کا بیان

امام ابوالحسن فرغانی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ جب وہ احرام باندھنے کا قصد کرے تو وہ غسل کرے یا وضو کرے البتہ غسل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے احرام کے لئے کیا ہے۔ (ترندی، طبرانی، دارقطنی) لیکن یہ پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ یہاں تک کہ حائض کو حکم دیا جائے گا چاہے اس سے فرض واقع نہ ہو۔ لہٰذا وضو اس غسل کے قائم مقام ہو جائے گا جس طرح جمعہ میں ہوتا ہے۔ لیکن غسل کرنا افضل ہے کیونکہ صحیح معنوں میں پاکیزگی کا مفہوم غسل میں ہے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اختیار کیا ہے۔ (ہدایہ، اولین، کتاب الحج، لاہور)

جمہور فقہاء کے نزدیک غسل احرام کے استحباب کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: امام طبرانی نے اپنی معجم میں اور امام دارقطنی نے اپنی سنن میں حدیث نقل فرمائی ہے اور ان دونوں روایات میں یہ لفظ ہے کہ احرام کے لئے غسل کیا جائے گا۔ اور مسئلہ میں تمام احادیث قولی ہیں فعلی کوئی حدیث نہیں ہے لہٰذا ان احادیث کی مطابقت صاحب ہدایہ والی روایت کے ساتھ نہیں ہے۔

امام ترمذی علیہ الرحمہ کی روایت کردہ حدیث کے مطابق ہے اور اس میں یہ ہے کہ غسل صفائی کو زیادہ کرتا ہے۔ اور اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ غسل واجب نہیں ہے جبکہ داؤد ظاہری نے اختلاف کیا ہے۔ کیونکہ اس کے نزدیک واجب ہے۔

امام حسن بصری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اگر وہ یہ غسل بھول جائے تو جب اس کو یاد آئے وہ کرے۔ اور بعض اہل مدینہ سے یہ بھی نقل کیا گیا ہے کہ اس کے ترک پر دم واجب ہے۔ جمہور فقہاء کا موقف یہ ہے کہ یہ غسل احرام کے لئے مستحب ہے۔

(البنائیہ شرح الہدایہ، ج ۵، ص ۳۵، حقانیہ ملتان)

امام ابوداؤد علیہ الرحمہ اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسلمہ، مالک، زید بن اسلم، ابراہیم بن عبداللہ بن حسنین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (محرم کے سر دھونے کے متعلق) مقام ابواء میں عبداللہ بن عباس اور مسور بن مخرمہ کے درمیان اختلاف ہوا ابن عباس کا کہنا تھا کہ محرم اپنا سر دھوسکتا ہے اور مسور کہتے ہیں کہ محرم سر نہیں دھوسکتا پس مسئلہ دریافت کرنے کے لیے عبداللہ نے عبداللہ بن حسنین کو حضرت ایوب انصاری کے پاس بھیجا عبداللہ بن حسنین نے ابوایوب انصاری کو کنوئیں پر لگی ہوئی دو لکڑیوں کے بیچ میں ایک کپڑے کی آڑ میں غسل کرتے ہوئے پایا عبداللہ بن حسنین کہتے ہیں کہ میں نے ان کو سلام کیا انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ میں نے کہا میں عبداللہ بن حسنین ہیں مجھے عبداللہ بن عباس نے آپ سے یہ دریافت کرنے کے لیے بھیجا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احرام کی حالت میں اپنا سر کس طرح دھوتے تھے؟ (یہ سن کر) ابوایوب نے کپڑے پر

ہاتھ رکھا اور سر اٹھایا یہاں تک کہ مجھے ان کا سر نظر آنے لگا پھر انہوں نے اسی شخص سے جوان پر پانی ڈال رہا تھا کہا تو پانی ڈال پس اس نے ان کے سر پر پانی ڈالا اور انہوں نے اپنے سر کو ہاتھوں سے ملا اور ہاتھ آگے سے پیچھے کی طرف اور پیچھے سے آگے کی طرف لائے پھر فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حج کا احرام باندھتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل فرمایا۔ (جامع الترمذی، أبواب الحج، باب ما جاء في الاغتسال عند الاحرام، الحدیث، ۸۳۱)

باب النَّهْيِ عَنِ الثِّيَابِ الْمَصْبُوغَةِ بِالْوَرْسِ وَالزَّعْفَرَانِ فِي الْاِحْرَامِ ـ

یہ باب ہے کہ احرام میں ورس اور زعفران سے رنگے ہوئے کپڑوں کو پہننے کی ممانعت

2665 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ اَوْ بِوَرْسٍ ـ

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ محرم شخص زعفران یا ورس میں رنگے ہوئے کپڑے پہنے۔

2666 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ "لَا يَلْبَسُ الْقَمِيصَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ وَلَا خُفَّيْنِ اِلَّا لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَاِنْ لَمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَقْطَعْهُمَا حَتّٰى يَكُوْنَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" ـ

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: محرم شخص کون سے کپڑے پہن سکتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ قمیص، ٹوپی، پاجامہ اور عمامہ نہیں پہنے گا اور نہ ہی کوئی ایسا کپڑا پہنے گا جس پر ورس یا زعفران لگا ہوا ہو اور نہ ہی موزے پہنے گا' البتہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں' اُس کا حکم مختلف ہے' اُس کے پاس جوتے نہیں ہیں' تو وہ ان موزوں کو کاٹ دے گا یہاں تک کہ وہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں۔

محرم کے لئے ممنوعہ اشیاء کا بیان

قمیص، کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے قمیص و

2665-اخرجه البخاري في اللباس، باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5852) و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 3) . و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد ازارًا او نعلين (الحديث 2932) . تحفة الاشراف (7226) .

2666-اخرجه البخاري في اللباس، باب العمائم (الحديث 5806) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 2) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يلبس المحرم (الحديث 1823) . تحفة الاشراف (6817) .

کرتہ کو گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح پہننا ممنوع ہے۔ ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ اس نے قمیص و کرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔

"برنس" اس لمبی ٹوپی کو کہتے ہیں جو عرب میں اوڑھی جاتی تھی اور برنس وہ لباس بھی ہوتا ہے جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کام دیتا ہے جیسے برساتی وغیرہ۔ چنانچہ نہ برنس اوڑھو، سے مراد یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز نہ اوڑھو جو سر کو ڈھانپ لے خواہ وہ ٹوپی ہو یا برساتی اور خواہ کوئی اور چیز۔ ہاں جو چیز ایسی ہو جس پر عرف عام میں پہننے یا اوڑھنے کا اطلاق نہ ہوتا ہو مثلاً سر پر کونڈا یا گھڑا وغیرہ رکھ لینا یا سر پر گٹھر اٹھا لینا تو اس صورت میں کوئی مضائقہ نہیں۔

وہ موزہ دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے" میں یہاں ٹخنے سے مراد حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں ہوتی ہے جب کہ حضرت امام شافعی کے ہاں وہی متعارف ٹخنہ مراد ہے جس کو وضو میں دھونا فرض ہے۔ اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال ہیں کہ جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں اور وہ موزے پہن لے تو آیا اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے یا نہیں؟

چنانچہ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی تو یہ کہتے ہیں کہ اس پر کچھ واجب نہیں ہوتا لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس پر فدیہ واجب ہوتا ہے۔ جس طرح یہ مسئلہ ہے کہ اگر احرام کی حالت میں کسی کو سر منڈانے کی احتیاج و ضرورت لاحق ہو جائے تو وہ سر منڈا لے اور فدیہ ادا کرے۔ "ورس" ایک قسم کی گھاس کا نام ہے جو زرد رنگت کی اور زعفران کے مشابہ ہوتی ہے۔ اس گھاس سے رنگائی کا کام لیا جاتا ہے۔ زعفران اور اس کے رنگ آلود کپڑوں کو پہننے سے اس لئے منع فرمایا گیا ہے کہ ان میں خوشبو ہوتی ہے۔

محرم کے لئے منہ ڈھانپنے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

محرم عورت نقاب نہ ڈالے" کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنے منہ کو برقع اور نقاب سے نہ ڈھانکے ہاں اگر وہ پردہ کی خاطر کسی ایسی چیز سے اپنے منہ کو چھپائے جو منہ سے الگ رہے تو جائز ہے، اسی طرح حنفیہ کے ہاں مرد کو بھی عورت کی طرح احرام کی حالت میں منہ ڈھانکنا حرام ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی ایک روایت کے مطابق یہی ہے جب کہ امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف ہے۔ ہودج میں بیٹھنا ممنوع ہے بشرطیکہ سر ہودج میں لگتا ہو، اگر سر ہودج میں نہ لگتا ہو تو پھر اس میں بیٹھنا ممنوع نہیں ہے، اسی طرح اگر کعبہ کا پردہ یا خیمہ سر میں لگتا ہو تو ان کے نیچے کھڑا ہونا ممنوع ہے اور اگر سر میں نہ لگتا ہو تو ممنوع نہیں ہے۔

باب الْجُبَّةِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام (کی حالت میں) جبہ پہننے کا حکم

2667 - اَخْبَرَنَا نُوحُ بْنُ حَبِيْبٍ الْقُومَسِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَطَاءٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلَى بْنِ اُمَيَّةَ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُ قَالَ لَيْتَنِي اَرَى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُنْزَلُ عَلَيْهِ فَبَيْنَا نَحْنُ بِالْجِعِرَّانَةِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُبَّةٍ فَاَتَاهُ الْوَحْيُ فَاَشَارَ اِلَيَّ عُمَرُ اَنْ تَعَالَ فَاَدْخَلْتُ رَاْسِي الْقُبَّةَ فَاَتَاهُ رَجُلٌ قَدْ اَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ بِعُمْرَةٍ مُتَضَمِّخٌ بِطِيْبٍ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ فِي رَجُلٍ قَدْ اَحْرَمَ فِي جُبَّةٍ اِذْ اُنْزِلَ عَلَيْهِ الْوَحْيُ فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغِطُّ لِذٰلِكَ فَسُرِّيَ عَنْهُ فَقَالَ "اَيْنَ الرَّجُلُ الَّذِي سَاَلَنِي اٰنِفًا" . فَاُتِيَ بِالرَّجُلِ فَقَالَ "اَمَّا الْجُبَّةُ فَاخْلَعْهَا وَاَمَّا الطِّيْبُ فَاغْسِلْهُ ثُمَّ اَحْدِثْ اِحْرَامًا" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ "ثُمَّ اَحْدِثْ اِحْرَامًا" . مَا اَعْلَمُ اَحَدًا قَالَهُ غَيْرَ نُوحِ بْنِ حَبِيْبٍ وَلَا اَحْسِبُهُ مَحْفُوْظًا وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے کہا: کاش! میں نبی اکرم ﷺ کو اُس وقت دیکھوں جب آپ پر وحی نازل ہورہی ہو'ایک مرتبہ ہم جعرانہ میں موجود تھے' نبی اکرم ﷺ اُس وقت ایک خیمے میں تشریف فرما تھے آپ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے اشارہ کیا کہ آگے آجاؤ' میں نے اُس خیمے میں اپنا سر داخل کیا (اصل واقعہ یہ ہوا تھا) ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اُس نے احرام باندھ لیا تھا' اور جبہ پہنا ہوا تھا' اُس نے عمرے کا احرام باندھا تھا' اُس نے خوشبو بھی لگائی ہوئی تھی' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں جو جبہ پہن کر احرام باندھ لے (تو اس مسئلے کے جواب میں) نبی اکرم ﷺ پر وحی نازل ہونا شروع ہوگئی۔ نبی اکرم ﷺ خراٹے لینے لگے' جب آپ ﷺ کی یہ کیفیت ختم ہوئی تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: وہ شخص کہاں ہے جس نے مجھ سے سوال کیا تھا؟ جب اُس شخص کو بلایا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جہاں تک جبے کا تعلق ہے' تو تم اُسے اتار دو اور جہاں تک خوشبو کا تعلق ہے تو تم اسے دھولو اور پھر نئے سرے سے احرام باندھو۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: روایت کے یہ الفاظ پھر نئے سرے سے احرام باندھو' ہمارے علم کے مطابق یہ الفاظ صرف

2667-اخرجه البخاري في الحج، باب غسل الخلوق ثلاث مرات من الثياب (الحديث 1536) تعليقاً، و باب يفعل بالعمرة، مايفعل بالحج (الحديث 1789)، و في المغازي، باب غزوة الطائف في شوال سنة ثمان (الحديث 4329)، و في فضائل القرآن، باب نزل القرآن بلسان قريش و العرب (الحديث 4985) و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 6 و 7 و 8 و 9 و 10) . واخرجه ابو داؤد في الحج، باب الرجل يحرم في ثيابه (الحديث 1819 و 1820 و 1821 و 1822) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الذي يحرم و عليه قميص او جبة (الحديث 836) مختصراً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، في الخلوق للمحرم (الحديث 2709) و الحديث عند: البخاري في جزاء الصيد، باب اذا احرم جاهلًا و عليه قميص (الحديث 1847) . و النسائي في مناسك الحج، في الخلوق للمحرم (الحديث 2708) . تحفة الاشراف (11836) .

نوح بن حبیب نامی راوی نے نقل کیے ہیں اور میں انہیں محفوظ شمار نہیں کرتا ہوں' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْقَمِيصِ لِلْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ محرم کے لیے قمیص پہننے کی ممانعت

2668 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: محرم شخص کس طرح کے کپڑے پہن سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص' عمامہ' شلوار' ٹوپی' موزے نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزے پہن سکتا ہے' لیکن اُنہیں ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے گا اور تم کوئی ایسا لباس نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگا ہو۔

محرم کے ممنوع لباس میں فقہی مذاہب اربعہ کی تصریحات

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ محرم کپڑوں میں سے کیا چیزیں پہن سکتا ہے اور کیا چیزیں نہیں پہن سکتا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ تو قمیص و کرتہ پہنو، نہ عمامہ باندھو، نہ پاجامہ پہنو، نہ برنس اوڑھو اور نہ موزے پہنو، ہاں جس شخص کے پاس جوتے نہ ہوں وہ موزے پہن سکتا ہے مگر اس طرح کہ موزہ دونوں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ دے، نیز کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگی ہو۔ (بخاری ومسلم)

- امام بخاری نے ایک روایت میں یہ الفاظ بھی نقل کئے ہیں کہ محرم عورت نقاب نہ ڈالے اور اور نہ دستانے پہنے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام پہننے والے کو ورس (رنگ کی ایک قسم) اور زعفران میں رنگی ہوئی چادریں استعمال کرنے سے منع فرمایا ہے- اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں تہہ بند چادر اور جوتوں میں احرام باندھنا چاہیے اگر جوتے نہ ہوں تو موزے پہن لو لیکن انہیں ٹخنوں سے نیچے تک کاٹ لو- اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

قمیص و کرتہ اور پاجامہ پہننے سے مراد ان کو اس طرح پہننا ہے جس طرح کہ عام طور پر یہ چیزیں پہنی جاتی ہیں جیسے قمیص اور کرتہ کو گلے میں ڈال کر پہنتے ہیں یا پاجامہ ٹانگوں میں ڈال کر پہنا جاتا ہے، چنانچہ احرام کی حالت میں ان چیزوں کو اس طرح

2668- اخرجه البخاري في الحج، باب ما لا يلبس المحرم، من الثياب (الحديث 1542)، و في اللباس، باب البرانس (الحديث 5803). و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة وما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (1) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، ما يلبس المحرم (الحديث 1824) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، النهي عن لبس البرانس في الاحرام (الحديث 2673) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يلبس المحرم من الثياب (الحديث 2929)، و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد ازارًا او نعلين (الحديث 2932) . تحفة الاشراف (8325) .

پہنا ممنوع ہے۔ہاں اگر کوئی محرم ان چیزوں کو مروج طریقہ پر پہننے کی بجائے بدن پر چادر کی طرح ڈالے تو یہ ممنوع نہیں کیونکہ اس صورت میں یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ اس نے قمیص و کرتہ پہنا ہے یا پاجامہ پہنا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اگر محرم کو جوتے میسر نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے اور جس محرم کے پاس تہبند نہ ہو تو وہ پائجامہ پہن سکتا ہے۔ (بخاری مسلم)

موزوں کے استعمال کے بارے میں تو گزشتہ حدیث میں بتایا جا چکا ہے کہ جوتے میسر نہ ہوں تو محرم موزے پہن سکتا ہے۔اس صورت میں امام شافعی کے نزدیک اس پر کوئی فدیہ واجب نہیں ہوگا۔لیکن حضرت امام اعظم کا مسلک اس بارے میں یہ ہے کہ اگر تہبند نہ ہو تو پائجامہ کو پھاڑ کر اسے تہ بند کی صورت میں باندھ لیا جائے اور اگر کوئی شخص اسے پھاڑ کر استعمال نہ کرے بلکہ پائجامہ ہی پہن لے تو اس پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔

سلا ہوا کپڑا کسی قسم کا ہو اس کے پہننے میں ممانعت کا بیان

علامہ ابن عبدالبر کہتے ہیں۔حدیث میں جو بیان کیا گیا ہے درج ذیل اشیاء بھی اس کے معنی میں آئینگی مثلا قمیص اور سلوار اور پاجامہ اور ٹوپی وغیرہ بھی سلے ہوئے لباس میں شامل ہونگی، اس لیے سب اہل علم کے ہاں احرام کی حالت میں یہ اشیاء پہننا جائز نہیں ہونگی۔ دیکھیں: التمہید (15/ 104).

اور حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کہتے ہیں: قاضی عیاض رحمہ اللہ کا کہنا ہے: مسلمان اس پر متفق اور جمع ہیں کہ اس حدث میں احرام کی حالت میں محرم شخص کے لیے جن اشیاء کی ممانعت کا ذکر ہے اس میں قمیص اور پاجامہ سے ہر سلے ہوئے لباس پر تنبیہ کی گئی ہے کہ اور پگڑی اور برانڈی کہہ کر سر چھپانے والی ہر سلی ہوئی چیز اور موزے کہہ کر ہر ستر چھپانے والی چیز شمار کی گئی ہے "انتہی

اور ابن دقیق العید نے دوسرا اجماع اہل قیاس کے ساتھ مخصوص کیا ہے، جو کہ واضح ہے۔سلے ہوئے لباس سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز جو کسی جسم کے مخصوص حصہ کے لیے بنایا گیا ہو، چاہے بدن کے کسی ایک حصہ کے لیے ہو "انتہی دیکھیں:

فتح الباری (3/ 402).

لنگوٹ کے جواز کے قائلین حضرات نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے بار برداری کا کام کرنے والوں کو لنگوٹ پہننے کی اجازت دی تھی۔اور اس سے بھی استدلال کرتے ہیں کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بھی لنگوٹ پہنا کرتے تھے۔عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر امام بخاری رحمہ اللہ نے صحیح بخاری میں بیان کرتے کہ: باب ہے احرام کے وقت خوشبو لگانے اور احرام باندھنے کا ارادہ کرتے وقت کیا پہنے۔عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے ہودج کو اٹھانے والوں کے لیے لنگوٹ پہننے میں کوئی حرج نہیں سمجھتی تھیں "۔ (صحیح بخاری، 2، 558)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں۔عائشہ رضی اللہ عنہا کا اثر سعید بن منصور نے عبدالرحمٰن بن قاسم عن ابیہ کے طریق سے عائشہ رضی اللہ عنہا تک موصول بیان کیا ہے کہ: عائشہ رضی اللہ عنہا نے حج کیا تو ان کے ساتھ ان کے دو

غلام بھی تھے، جب وہ ان کا کجاوہ اٹھاتے تو ان کا کچھ ستر کھل جاتا، اس لیے عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں لنگوٹ پہننے کا حکم دیا اور وہ احرام کی حالت میں لنگوٹ پہنا کرتے تھے۔

اس میں ابن تین کے قول: "اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارادہ عورتیں ہیں" کا رد پایا جاتا ہے، کیونکہ عورتیں تو سلا ہوا لباس زیب تن کرتی ہیں، لیکن مرد حالت احرام میں ایسا نہیں کر سکتے، لگتا ہے کہ یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے ہے جو انہوں نے اختیار کی تھی، وگرنہ اکثر فقہاء اور علماء تو حالت احرام میں لنگوٹ اور سلوار و پاجامہ پہننے کی ممانعت میں کوئی فرق نہیں سمجھتے۔

(فتح الباری (3/ 397).)

عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کا اثر: ابن ابی شیبہ نے حبیب بن ابوثابت سے بیان کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو میدان عرفات میں لنگوٹ پہنے ہوئے دیکھا۔ (مصنف ابن ابی شیبۃ (6/ 34).)

یہ بھی ضرورت پر محمول کیا جائیگا، کیونکہ اخبار المدینۃ (3/ 1100) میں ابن ابی شیبہ کی روایت ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ایام میں زخمی ہوئے تھے جس کی بنا پر ان کا پیشاب پر کنٹرول نہیں تھا کیونکہ اس اثر میں "فلا یستمسك بولی" کے الفاظ ہیں کہ میرا پیشاب نہیں رکتا تھا۔

اور النھایۃ غریب الاثر (2/ 126) میں درج ہے: عبد خیر کی حدیث میں ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عمار رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے انڈر ویئر پہنا ہوا تھا، اور انہوں نے فرمایا: مجھے مثانہ تکلیف ہے "الدقرارۃ انڈر ویئر یا پھر لنگوٹ کو کہا جاتا ہے جس سے صرف شرمگاہ چھپائی جاتی ہو۔

اور الممثون: مثانہ کی بیماری کے شکار شخص کو کہا جاتا ہے۔ اور لسان العرب میں درج ہے۔ عمار رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے لنگوٹ پہن کر نماز ادا کی اور فرمایا: مجھے مثانہ کی تکلیف ہے۔ (لسان العرب (13/ 71).)

اگر بالفرض یہ آثار ثابت نہ بھی ہوں تو بھی دلالت کرتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل ضرور ہے۔ اور صحیح یہی ہے کہ محرم شخص کو لنگوٹ پہننے سے روکا جائیگا، اور عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت کو ضرورت پر محمول کیا جائیگا، اور اس میں لنگوٹ پہننے سے فدیہ دینے کی نفی نہیں پائی جاتی۔ اور اسی طرح عمار رضی اللہ عنہ کے اثر کو بھی مثانہ کی تکلیف کی بنا پر لنگوٹ پہننے کو ضرورت پر محمول کیا جائے گا۔

عبداللہ بن معقل بیان کرتے ہیں کہ میں کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور انہیں میں نے فدیہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگے: یہ خاص کے لیے نازل ہوا تھا لیکن تمہارے لیے یہ عام ہے، مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے جایا گیا کہ میرے چہرے پر جوئیں گر رہی تھیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے خیال میں تمہیں بہت زیادہ تکلیف ہو رہی ہے کیا تیرے پاس بکری ہے تو میں نے عرض کیا: نہیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم تین روزے رکھو یا پھر چھ مسکینوں کو کھانا کھلاؤ اور ہر مسکین کو نصف صاع دو"

(صحیح بخاری رقم الحدیث، (1721) صحیح مسلم رقم الحدیث، (1201)

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لیے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور ایسی خوشبو لگتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں یعنی وہ چمک گویا میری آنکھوں تلے پھرتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا ممنوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ ولحله قبل ان يطوف بالبيت (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہیے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رفث (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔

لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آ کر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آ کر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ السَّرَاوِيْلِ فِيْ الْإِحْرَامِ۔

یہ باب ہے کہ احرام میں شلوار پہننے کی ممانعت

2669 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ" . وَقَالَ عَمْرٌو مَرَّةً اُخْرٰى

2669-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8215) .

"اَلْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَا يَكُوْنَ لِاَحَدِكُمْ نَعْلَانِ فَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں تو ہم کس طرح کا لباس پہنیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص نہ پہنو۔ (عمرو نامی راوی نے ایک مرتبہ یہ الفاظ نقل کیے ہیں:) تم قمیصیں، عمامے، شلواریں اور موزے نہ پہنو البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ لے اور کوئی ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر ورس یا زعفران لگا ہوا ہو۔

بھول کر خوشبو لگانے پر فدیہ سے متعلق فقہی مذاہب اربعہ کا بیان

زعفران کا استعمال چونکہ مردوں کے لئے حرام ہے اور خلوق زعفران ہی سے تیار ہوتی تھی اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو یہ حکم دیا کہ وہ اسے دھو ڈالے نیز تین مرتبہ دھونے کا حکم صرف اس لئے دیا تا کہ وہ خوب اچھی طرح چھوٹ جائے ورنہ اصل مقصد تو یہ تھا کہ خلوق کو بالکل صاف کر دو خواہ وہ کسی طرح اور کتنی ہی مرتبہ میں صاف ہو۔ حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ جو چیزیں حج کے احرام کی حالت میں ممنوع ہیں وہی عمرہ کے احرام کی حالت میں بھی ممنوع ہیں اس لئے تم عمرہ کے احرام کی حالت میں ان تمام چیزوں سے پرہیز کرو جن سے حج کے احرام کی حالت میں پرہیز کیا جاتا ہے۔ مسئلہ احرام کی حالت میں بغیر خوشبو سرمہ لگانا جائز ہے بشرطیکہ اس سے زیب و زینت مقصود نہ ہو۔

اگر کوئی شخص زیب و زینت کے بغیر خوشبو کا بھی سرمہ لگائے تو مکروہ ہوگا۔ اس موقع پر ایک خاص بات یہ جان لینی چاہئے کہ جو چیزیں احرام کی حالت میں حرام ہو جاتی ہیں ان کا ارتکاب اگر قصداً ہوگا تو متفقہ طور پر تمام علماء کے نزدیک اس کی وجہ سے مرتکب پر فدیہ لازم ہوگا۔ ہاں بھول چوک سے ارتکاب کرنے والے پر فدیہ واجب نہیں ہوگا جیسا کہ حضرت امام شافعی، ثوری، احمد اور اسحق رحمہم اللہ کا قول ہے البتہ امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام مالک کے نزدیک اس صورت میں بھی فدیہ واجب ہوگا۔

باب الرُّخْصَةِ فِيْ لُبْسِ السَّرَاوِيْلِ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ ۔

یہ باب ہے کہ جس شخص کو تہبند نہیں ملتا، اُس کے لیے شلوار پہننے کی اجازت

2670 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ

2670-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لبس الخفين للمحرم اذا لم يجد النعلين (الحديث 1841) بنحوه، و باب اذا لم يجد الازار فليلبس السراويل (الحديث 1843)، و في اللباس، باب السراويل (الحديث 5804) بنحوه، و باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5853) بنحوه. و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يباح للمحرم بحج او عمرة و ما لا يباح و بيان تحريم الطيب عليه (الحديث 4) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في لبس السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد الازار و النعلين (الحديث 834) بنحوه. و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة في لبس السراويل لمن لا يجد الازار (الحديث 2671) بنحوه، و الرخصة في لبس الخفين في الاحرام لمن لا يجد نعلين (الحديث 2678)، بنحوه، و في الزينة، لبس السراويل (الحديث 5340) بنحوه . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السراويل و الخفين للمحرم اذا لم يجد ازارًا او نعلين (الحديث 2931) بنحوه . تحفة الاشراف (5375) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُوْلُ "السَّرَاوِيْلُ لِمَنْ لَا يَجِدُ الْإِزَارَ وَالْخُفَّيْنِ لِمَنْ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ" . لِلْمُحْرِمِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ دیتے ہوئے یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

جس شخص کو تہبند نہیں ملتا' وہ شلوار پہن لے گا اور جس شخص کو جوتے نہیں ملتے' وہ موزے پہن لے گا'

یہ حکم محرم شخص کے لیے ہے۔

2671 - اَخْبَرَنِیْ اَیُّوْبُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْوَزَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیْلُ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَیْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ لَّمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہماd

جس شخص کو تہبند نہیں ملتا وہ شلوار پہن لے' اور جس کو جوتے نہیں ملتے وہ موزے پہن لے۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ تَنْتَقِبَ الْمَرْاَةُ الْحَرَامُ .

یہ باب ہے کہ احرام والی عورت کے لیے نقاب کرنے کی ممانعت

2672 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَاْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْاِحْرَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ مَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں کہ ہم احرام کی حالت میں کون سے کپڑے پہنیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قمیص' شلوار' عمامہ' ٹوپی یا موزہ نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن سکتا ہے مگر وہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر زعفران یا ورس لگا ہوا ہو اور حالت احرام میں عورت نقاب نہ کرے' اور دستانے نہ پہنے۔

2671-تقدم في مناسك الحج، الرخصة في لبس السراويل لمن لا يجد الازار (الحديث 2670) .

2672-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم و المحرم (الحديث 1838) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يلبس المحرم (الحديث 1825) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيما لا يجوز للمحرم لبسه (الحديث 833) . تحفة الاشراف (8275) .

حالت احرام میں پردے کی تخفیف میں مذاہب اربعہ کا بیان

شریعت نے عورت کے لئے پردہ ہر حال میں لازم کیا ہے البتہ اس کے لئے احرام میں پردے میں تخفیف کردی ہے کہ عورت چہرے پر نقاب وغیرہ نہ ڈالے بلکہ چہرہ کھلا رکھے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن عمر عن النبی ا قال: المحرمة لاتنتقب ولاتلبس القفازين .(بخاری)

البتہ کسی نامحرم کے سامنے آنے پر وہ اپنے چہرے کو چھپالے تاکہ اس جگہ بدنگاہی اور بے پردگی نہ ہو۔ چنانچہ صحابیات کا بھی یہی عمل رہا حضرت عائشہ کی روایت ہے:

كـان الـركبان يمرون بنا ونحن محرمات مع رسول الله ا فاذا جاوذوا بنا سدلت إحدانا جلبابها فاذا جاوزونا كشفناه . (ابوداود،۱،۱۵۶)

چنانچہ فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ عورت اپنے سر پر اس طرح کپڑا ڈال سکتی ہے کہ وہ کپڑا چہرے کو نہ لگے اور پردہ بھی ہو جائے۔ چنانچہ کتاب المبسوط میں ہے:

قـال (ولا بـأس بـأن تسدل الخمار على وجهها من فوق رأسها على وجه لايصيب وجهها) وقد بينـا ذلك عـن عـائشة رضـى الله عـنهالأن تغطية الوجه إنما يحصل بما يماس وجهها دون مالا يماسه ويكره لها أن تلبس البرقع لأن ذلك يماس وجهها .

(کتاب المبسوط للسرخسی، ج۶،۱۶۱،دارالکتب العلمیہ)

ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

(وتـغـطـى راسهـا) أى لاوجهها الا أنها إن غطة وجهها بشء متجاف جاز وفى النهاية: ان سدل الشىء علي وجهها واجب عليها ودلت المسئلة علي ان المرأة منهية عن اظهار وجهها للأجانب بلاضرورة وكـذا فـى الـمـحـيـط: وفـى الـفتح قالوا: والمستحب أن تسدل على وجهها شيئا وتجافيه . (کتاب المناسک ملاعلی قاری)

الفقہ الحنفی وادلتہ میں ہے:وفـى روآية لـه ولا تـنـتـقـب الـمرأة المحرمة ولا تلبس القفازين وقوله ا: لايـلبـس خبر بمعنى النهى وعند وجود الاجانب فالارخاء واجب عليها وعند عدمه يجب على الاجانب غض البصر فقول الحنفية اعمال الحديث من جهة وصرف الفتنة من جهة أخرىٰ

(الفقہ الحنفی وادلتہ،ط:دارالکلم الطیب)

نیز یہ بات بھی واضح رہے کہ یہ حکم صرف احناف کے ہاں ہی نہیں بلکہ چاروں ائمہ کا یہی مذہب ہے۔ علامہ ابن رشد مالکی لکھتے ہیں.اس مسئلہ پر اجماع ہے کہ عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے کہ وہ اس سے اپنے سر کو ڈھانپے اور اپنی بالوں کو

چھپائے اور اوپر کی جانب اپنے چہرے پر سدل ثوب کرے اور سر پر آہستہ کپڑا ڈالے تاکہ اپنے آپ کو لوگوں کی نگاہوں سے بچائے۔ جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کیا کرتی تھیں۔ (بداية المجتهد، ج۳، ص۲۷۸، دار الكتب العلمية)

الفقه المالكي الميسر میں ہے: واباح المالكية لها ستر وجهها عند الفتنة بلاغرز للساتر بابرة ونحوها وبلاربط له براسها بل المطلوب سدله على راسها ووجهها او تجعله كاللثام وتلقى طرفيه على راسها بلاغرز ولاربط ۔ (الفقه المالكي الميسر للزحيلي، ۱،۲۹۵، دار الكلم الطيب)

فقہ شافعی کی کتاب ''الحاوی الکبیر'' میں ہے۔

ان حرم المـرأة في وجهها فلاتغطيه كما كان حرم الرجل في رأسه فلايغطيه لرواية موسىٰ ابن عقبة عن نافع عن ابن عمر: ان رسول الله ا نهىٰ ان تنتقب المرأة وهي محرمة وتلبس القفازين ۔

(الحاوی الکبیر للماوردی ۶،۳۰، دار الکتب العلمیہ)

فقہ حنبلی کی کتاب ''الميسر للزحيلي'' میں ہے:

ومن المحظورات في الاحرام: تعمد تغطية الوجه من الأنثىٰ لكن تسدل على وجهها لحاجة لقوله ا : لاتنتقب المرأة المحرمة ولاتلبس القفازين قال الشرح: فيحرم تغطية لانعلم فيه خلافاولايضر لمس السدل وجهها خلافاً للقاضي ابى يعلى قال في الاقناع: ان غطته لغير حاجة فدت وعلى هذا احرام المرأة في وجهها فتحرم تغطيته بحو برقع ونقاب وتسدل لحاجة كمرور رجال بها الخ ۔ (الفقہ الحنبلی المیسر ۲،۷۵، دار القلم دمشق)

فقہاء کرام کے مذکورہ بالا اقوال سے معلوم ہوا کہ عورت کے لئے چہرے پر نقاب ڈالنا بغیر کسی حائل کے ممنوع ہے بلکہ اسے چاہئے کہ اجانب کی غیر موجودگی میں چہرے کو کھلا رکھے اور ان کی موجودگی میں چہرے کپڑے سے کسی حائل اور فاصلہ رکھنے والی چیز یا نقاب (جیسے ہیٹ والے مروجہ نقاب یا اس جیسی کوئی اور چیز) سے ڈھانپ لے تاکہ بدنگاہی اور بے پردگی نہ ہو۔ ہاں اگر کپڑا ہوا کی وجہ سے بار بار چہرے پر پڑ جائے۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں اور نہ کوئی گناہ ہے اور نہ ہی کوئی دم وغیرہ لازم آئے گا۔

واحرام المرأة في وجهها واجاز الشافعية والحنفية ذلك بوجود حاجز عن الوجه فقالوا: للمرأة ان تسدل على وجهها ثوبا متجافيا عنه بخشبة ونحوها سواء فعلته لحاجة من حر او برد او خوف فتنة ونحوها او لغير حاجة فان وقعت الخشبة فاصاب الثوب وجهها بغير اختيارها ررفعته في الحال فلافدية ۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ۳،۲۸۶۳، دار الفکر، بیروت)

باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْبَرَانِسِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب احرام کے دوران ٹوپی پہننے کی ممانعت میں ہے

2673 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَحَدٌ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا شَيْئًا مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: محرم کس طرح کا لباس پہن سکتا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قمیص' عمامہ' شلوار' ٹوپی یا موزے نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزے پہن سکتا ہے لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے گا اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس پر ورس یا زعفران لگا ہو۔

2674 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَعَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيْدُ وَهُوَ ابْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيُّ - عَنْ عُمَرَ بْنِ نَافِعٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا نَلْبَسُ مِنَ الثِّيَابِ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ اَحَدٌ لَيْسَتْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهُ وَرْسٌ وَلَا زَعْفَرَانٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا: جب ہم احرام باندھ لیتے ہیں' تو ہم کس طرح کے کپڑے پہنیں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص' شلوار' عمامہ' ٹوپی یا موزے نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے' لیکن وہ ٹخنوں کے نیچے ہوں اور تم کوئی ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو ورس یا زعفران لگا ہوا ہو۔

باب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْعِمَامَةِ فِي الْإِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام کے دوران عمامہ پہننے کی ممانعت

2675 - اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا نَلْبَسُ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ اِلَّا اَنْ لَا تَجِدَ نَعْلَيْنِ فَاِنْ لَمْ تَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَمَا دُوْنَ الْكَعْبَيْنِ" .

2673-تقدم (الحديث 2668) .

2674-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (8245) .

2675-انفرد به النسائي ۔ والحديث عند: البخاري في اللباس، باب لبس القميص (الحديث 5794) ۔ تحفة الاشراف (7535) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا' اُس نے عرض کی: جب ہم احرام باندھ لیں تو ہم کیا پہنیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص' عمامہ' شلوار' ٹوپی' موزے نہ پہنو' البتہ اگر تمہارے پاس جوتے نہیں ہیں' تو حکم مختلف ہوگا' اگر تمہارے پاس جوتے نہیں ہیں' تو تم ٹخنوں سے نیچے تک موزے پہن لو۔

2676 – اَخْبَرَنَا اَبُو الْاَشْعَثِ اَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ نَادَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ مَا نَلْبَسُ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "لَا تَلْبَسِ الْقَمِيصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ لَا يَكُونَ نِعَالٌ فَاِنْ لَمْ يَكُنْ نِعَالٌ فَخُفَّيْنِ دُوْنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا ثَوْبًا مَّصْبُوْغًا بِوَرْسٍ اَوْ زَعْفَرَانٍ اَوْ مَسَّهُ وَرْسٌ اَوْ زَعْفَرَانٌ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے بلند آواز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا' اُس نے عرض کی: جب ہم احرام باندھتے ہیں' تو ہم کیا پہنیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم قمیص' عمامہ' ٹوپی' شلوار' موزے نہ پہنو' البتہ اگر جوتے نہ ہوں تو حکم مختلف ہوگا' اگر جوتے نہ ہوں تو ٹخنوں سے نیچے تک موزے پہن لو اور ایسا کپڑا نہ پہنو جس کو ورس یا زعفران کے ذریعے رنگا گیا ہو۔ (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) جس پر ورس یا زعفران لگا ہو۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْاِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام کے دوران موزے پہننے کی ممانعت

2677 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِي زَائِدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَا تَلْبَسُوا فِي الْاِحْرَامِ الْقَمِيصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
احرام کے دوران قمیص' شلوار' عمامہ' ٹوپی اور موزے نہ پہنو۔

بَاب الرُّخْصَةِ فِي لُبْسِ الْخُفَّيْنِ فِي الْاِحْرَامِ لِمَنْ لَا يَجِدُ نَعْلَيْنِ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو جوتے نہیں ملتے' اُس کے لیے احرام کے دوران موزے پہننے کی اجازت

2678 – اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اِذَا لَمْ يَجِدْ اِزَارًا فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيْلَ وَاِذَا لَمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

2676-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، قطعهما اسفل من الكعبين (الحديث 2679) . تحفة الاشراف (7749) .

2677-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8136) .

2678-تقدم (الحديث 2670) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جب کسی شخص کو تہبند نہیں ملتا تو وہ شلوار پہن لے اور جب کسی کو جوتے نہیں ملتے تو وہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

باب قَطْعِهِمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ .

یہ باب ہے کہ موزوں کو ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لینا

2679 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِذَا لَمْ يَجِدِ الْمُحْرِمُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جب محرم شخص کو جوتے نہ ملیں تو وہ موزے پہنے' لیکن انہیں ٹخنوں کے نیچے سے کاٹ لے۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ تَلْبَسَ الْمُحْرِمَةُ الْقُفَّازَيْنِ .

یہ باب ہے کہ محرمہ عورت کے لیے دستانے پہننے کی ممانعت

2680 - اَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ مُّوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَجُلًا قَامَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَاذَا تَاْمُرُنَا اَنْ نَلْبَسَ مِنَ الثِّيَابِ فِي الْاِحْرَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْخِفَافَ اِلَّا اَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسِ الْخُفَّيْنِ اَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا يَلْبَسْ شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ الزَّعْفَرَانُ وَلَا الْوَرْسُ وَلَا تَنْتَقِبُ الْمَرْاَةُ الْحَرَامُ وَلَا تَلْبَسُ الْقُفَّازَيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کھڑا ہوا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ ہمیں کیا ہدایت کرتے ہیں کہ ہم احرام کے دوران کون سا لباس پہنیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قمیص' شلوار اور موزے نہ پہنو' البتہ اگر کسی شخص کے پاس جوتے نہ ہوں تو وہ موزے پہن لے' لیکن وہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور کوئی شخص ایسا کپڑا نہ پہنے جس پر زعفران یا ورس لگا ہوا اور احرام کی حالت میں کوئی عورت نقاب نہ کرے اور دستانے نہ پہنے۔

باب التَّلْبِيْدِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ .

یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت تلبید کرنا

2679-تقدم (الحديث 2676) .

2680-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم و المحرمة (الحديث 1838م) تعليقاً . تحفة الاشراف (8470) .

2681 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ اُخْتِهٖ حَفْصَةَ قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ حَلُّوْا وَلَمْ تَحِلَّ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ "اِنِّىْ لَبَّدْتُ رَاْسِىْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِىْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَحِلَّ مِنَ الْحَجِّ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اپنی بہن سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے احرام کھول لیا ہے اور آپ نے عمرہ کرنے کے بعد احرام نہیں کھولا؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے سر کی تلبید کر لی ہے (یعنی بالوں کو جما لیا ہے) اور میں نے اپنے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈال لیا ہے اس لیے میں اُس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا جب تک میں حج کرنے کے بعد احرام نہیں کھولتا (یعنی حج کے بعد احرام کھولنے کا وقت نہیں آ جاتا)۔

2682 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ وَاللَّفْظُ لَهٗ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا.

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبید کی ہوئی تھی اور آپ تلبیہ پڑھ رہے تھے۔

41 - باب اِبَاحَةِ الطِّيْبِ عِنْدَ الْاِحْرَامِ.

باب: احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگانا جائز ہے

2683 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهٖ حِيْنَ اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ وَعِنْدَ اِحْلَالِهٖ قَبْلَ اَنْ يُّحِلَّ بِيَدَيَّ.

2681-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1566)، و باب فتل القلائد للبدن و البقر (الحديث 1697)، و باب من لبد راسه عند الإحرام و حلق (الحديث 1725)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4398) بنحوه، و في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5916) . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان ان القارن لا يتحلل الا في وقت تحلل الحاج المفرد (الحديث 176 و 177 و 178 و 179) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1806) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الهدي (الحديث 2780) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من لبد راسه (الحديث 3046) . تحفة الاشراف (15800) .

2682-اخرجه البخاري في الحج، باب من اهل ملبدًا (الحديث 1540)، و في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5915) مطولاً، و اخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها (الحديث 21) مطولاً و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التلبيد (الحديث 1747) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من لبد راسه (الحديث 3047) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، كيف التلبية (الحديث 2746) . تحفة الإشراف (6976) .

2683-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16091) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے وقت آپ کو خوشبو لگائی تھی' اُس وقت بھی لگائی تھی جب آپ نے احرام باندھنے کا ارادہ کیا تھا' اور اُس وقت بھی لگائی تھی جب آپ نے احرام کھولنے کا ارادہ کیا تھا' تاہم ابھی آپ نے احرام کھولا نہیں تھا' اور میں نے اپنے ان دو ہاتھوں کے ذریعے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔

2684 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے' اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے آپ کے احرام کھولنے سے پہلے بھی خوشبو لگائی تھی۔

2685 - اَخْبَرَنَا حُسَيْنُ بْنُ مَنْصُوْرِ بْنِ جَعْفَرٍ النَّيْسَابُوْرِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْرَامِهٖ قَبْلَ اَنْ يُحْرِمَ وَلِحِلِّهٖ حِيْنَ اَحَلَّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے' اور آپ کے احرام کھولنے سے پہلے میں نے آپ کو خوشبو لگائی۔

2686 - اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَبُوْ عُبَيْدِ اللّٰهِ الْمَخْزُوْمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحُرْمِهٖ حِيْنَ اَحْرَمَ وَلِحِلِّهٖ بَعْدَ مَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ قَبْلَ اَنْ يَطُوْفَ بِالْبَيْتِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا تو اُس وقت آپ کے احرام کے لیے اور جب آپ نے احرام کھول دیا تھا یعنی جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کے بعد اور بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے (آپ نے احرام کھولا تھا' اُس وقت) میں نے آپ کو خوشبو لگائی تھی۔

2687 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ مُحَمَّدٍ اَبُوْ عُمَيْرٍ عَنْ ضَمْرَةَ عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِحْلَالِهٖ وَطَيَّبْتُهُ لِاِحْرَامِهٖ طِيْبًا لَا يُشْبِهُ طِيْبَكُمْ هٰذَا تَعْنِيْ لَيْسَ لَهُ بَقَاءٌ .

2684-اخرجه البخاري في الحج، باب الطيب عند الاحرام و ما يلبس اذا اراد ان يحرم و يترجل بدهن (الحديث 1539) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام، (الحديث 33) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الطيب عند الاحرام (الحديث 1745) . تحفة الاشراف (17518) .

2685-اخرجه البخاري في اللباس، باب تطيب المراة زوجها بيديها (الحديث 5922) بنحوه . واخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة الطيب عند الاحرام، (الحديث 2690) . تحفة الاشراف (17529) .

2686-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام، (الحديث 31) . تحفة الاشراف (16446) .

2687-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16523) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے کے وقت آپ کو خوشبو لگائی تھی' میں نے آپ کے احرام باندھنے کے وقت بھی آپ کو خوشبو لگائی تھی' وہ تمہاری خوشبو کی مانند نہیں تھی۔

(راوی کہتے ہیں:) یعنی ایسی خوشبو لگائی تھی جو باقی نہیں رہتی ہے۔

2688 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قُلْتُ لِعَائِشَةَ بِاَيِّ شَيْءٍ طَيَّبْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ بِاَطْيَبِ الطِّيبِ عِنْدَ حُرْمِهٖ وَحِلِّهٖ .

☆☆ عثمان بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دریافت کیا کہ آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو میں کیا چیز لگائی تھی؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: میں نے آپ کے احرام باندھنے اور احرام کھولنے کے وقت سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2689 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ الْوَزِيْرِ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ اِحْرَامِهٖ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے وقت آپ کو اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2690 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا اَجِدُ لِحُرْمِهٖ وَلِحِلِّهٖ وَحِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَّزُوْرَ الْبَيْتَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے کے وقت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کھولنے کے وقت اور اُس وقت جب آپ بیت اللہ کا طواف زیارت کرنے کے لیے جانے لگے تھے' اُس وقت اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی۔

2691 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ وَيَوْمَ النَّحْرِ قَبْلَ اَنْ يَّطُوْفَ بِالْبَيْتِ بِطِيْبٍ فِيْهِ مِسْكٌ .

2688-اخرجه البخاري في اللباس، باب ما يستحب من الطيب (الحديث 5928) و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 36 و 37) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة الطيب عند الاحرام (الحديث 2689) . تحفة الاشراف (16365) .

2689-تقدم (الحديث 2688) .

2690-تقدم (الحديث 2685) .

2691-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 46) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الطيب عند الاحلال قبل الزيارة (الحديث 917) . تحفة الاشراف (17526) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے اور قربانی کے دن آپ کے بیت اللہ کا طواف کرنے سے پہلے آپ کو خوشبو لگائی تھی جس میں مشک ملی ہوئی تھی۔

2692 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْوَلِيْدِ - يَعْنِى الْعَدَنِىَّ - عَنْ سُفْيَانَ ح وَاَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْحَاقُ - يَعْنِى الْاَزْرَقَ - قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِىْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ وَّقَالَ اَحْمَدُ بْنُ نَصْرٍ فِىْ حَدِيْثِهٖ وَبِيصِ طِيْبِ الْمِسْكِ فِىْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ اُس وقت محرم تھے۔

احمد بن مثنیٰ نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک (کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے)۔

2693 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ قَالَ لِىْ اِبْرَاهِيْمُ حَدَّثَنِى الْاَسْوَدُ عَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ لَقَدْ كَانَ يُرٰى وَبِيصُ الطِّيبِ فِىْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دکھائی دے رہی تھی حالانکہ اُس وقت آپ محرم تھے۔

42 - باب مَوْضِعِ الطِّيبِ .

باب: خوشبو لگانے کی جگہ

2694 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّىْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيصِ الطِّيبِ فِىْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں

2692-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 45) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الطيب عند الاحرام (الحديث 1746) . تحفة الاشراف (15925) .

2693-اخرجه البخاري في الحج، باب الطيب عند الاحرام و ما يلبس اذا اراد ان يحرم و يترجل و يدهن (الحديث 1538) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 39) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، موضع الطيب (الحديث 2694 و 2695) . تحفة الاشراف (15988) .

2694-تقدم (الحديث 2693) .

ہے آپ ﷺ اُس وقت حالت احرام میں تھے۔

2695 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ اُصُوْلِ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کے بالوں کی جڑوں میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2696 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ - يَعْنِيْ ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2697 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ الْعَسْكَرِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ غُنْدَرٌ - عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے سر میں خوشبو کی چمک دیکھی آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2698 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُهِلُّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کی مانگ میں خوشبو کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے آپ ﷺ اس وقت تلبیہ پڑھ رہے تھے (یا احرام باندھے ہوئے تھے)۔

2699 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ وَهَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ

2695-تقدم (الحديث 2693) .

2696-اخرجه البخاري في الغسل، باب من تطيب ثم اغتسل و بقي اثر الطيب (الحديث 271)، و في اللباس، باب الفرق (الحديث 5918) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 42) . تحفة الاشراف (15928) .

2697-اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 40، 41) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، موضع الطيب (الحديث 2698) . تحفة الاشراف (15954) .

2698-تقدم (الحديث 2697) .

2699-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15035) .

قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ هَنَّادٌ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَرَادَ اَنْ يُّحْرِمَ ادَّهَنَ بِاَطْيَبِ مَا يَجِدُهُ حَتّٰى اَرٰى وَبِيصَهُ فِيْ رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ . تَابَعَهُ اِسْرَآئِيْلُ عَلٰى هٰذَا الْكَلَامِ وَقَالَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب احرام باندھنے کا ارادہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو تیل کے طور پر لگائی' آپ کے سر اور داڑھی میں اُس کی چمک کا منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے۔

(ایک اور راوی نے بھی اس کی متابعت کی ہے)

2700 – اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ اِسْرَآئِيْلَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْاَسْوَدِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَطْيَبِ مَا كُنْتُ اَجِدُ مِنَ الطِّيْبِ حَتّٰى اَرٰى وَبِيصَ الطِّيْبِ فِيْ رَاْسِهِ وَلِحْيَتِهِ قَبْلَ اَنْ يُّحْرِمَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پاس موجود سب سے بہترین خوشبو لگائی تھی' یہاں تک کہ آپ کے سر اور داڑھی میں خوشبو کی چمک (کا منظر) آج بھی میری نگاہ میں ہے (میں نے یہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے احرام باندھنے سے پہلے لگائی تھی)۔

2701 – اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُ وَبِيصَ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تین دن گزرنے کے بعد بھی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھی تھی۔

2702 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا شَرِيْكٌ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَرٰى وَبِيصَ الطِّيْبِ فِيْ مَفْرِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ ثَلَاثٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ تین دن گزرنے کے بعد بھی میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھی تھی۔

2703 – اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ بِشْرٍ - يَعْنِيْ ابْنَ الْمُفَضَّلِ - قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ

2700-اخرجه البخاري في اللباس، باب الطيب في الراس و اللحية (الحديث 5923)، و اخرجه مسلم في الحج، باب الطيب للمحرم عند الاحرام (الحديث 43 و 44) . تحفة الاشراف (16010) .

2701-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15975) .

2702-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الطيب عن الاحرام (الحديث 2928) . تحفة الاشراف (16026) .

2703-تقدم (الحديث 415) .

مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الطِّيبِ عِنْدَ الْإِحْرَامِ فَقَالَ لَاَنْ اَطَّلِيَ بِالْقَطِرَانِ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ . فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِعَآئِشَةَ فَقَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَقَدْ كُنْتُ اُطَيِّبُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَطُوْفُ فِيْ نِسَائِهِ ثُمَّ يُصْبِحُ يَنْضَحُ طِيْبًا .

☆☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے احرام باندھتے کے وقت خوشبو لگانے کا مسئلہ دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: میں خود کو تارکول میں لت پت کرلوں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے (کہ میں احرام باندھنے کے وقت خوشبو لگاؤں)۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) بعد میں میں نے اس بات کا تذکرہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو اُنہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ابوعبدالرحمٰن (یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) پر رحم کرے! میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے پھر اگلے دن صبح (جب آپ نے احرام باندھا تھا) تو وہ خوشبو آپ سے پھوٹ رہی تھی۔

2704 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ وَكِيْعٍ عَنْ مِسْعَرٍ وَّسُفْيَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُوْلُ لَاَنْ اُصْبِحَ مُطَّلِيًا بِقَطِرَانٍ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ اُصْبِحَ مُحْرِمًا اَنْضَحُ طِيْبًا . فَدَخَلْتُ عَلٰى عَآئِشَةَ فَاَخْبَرْتُهَا بِقَوْلِهِ فَقَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ فِيْ نِسَائِهِ ثُمَّ اَصْبَحَ مُحْرِمًا .

☆☆ ابراہیم بن محمد اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو یہ کہتے ہوئے سنا: میں تارکول میں لت پت ہو کر صبح کروں یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں احرام کی حالت میں صبح کروں اور مجھ سے خوشبو پھوٹ رہی ہو۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُنہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے بارے میں بتایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی تھی پھر آپ اپنی تمام ازواج کے پاس تشریف لے گئے تھے پھر آپ نے احرام باندھ لیا تھا۔

43 - باب الزَّعْفَرَانِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم کا زعفران استعمال کرنا

2705 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

2704-تقدم (الحديث 415) .

2705-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب نهي الرجل عن التزعفر (الحديث 77م) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخلوق للرجال (الحديث 4179) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر، و الخلوق للرجال (الحديث 2815م) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الزعفران للمحرم (الحديث 2706)، و في الزينة، التزعفر (الحديث 5271) . تحفة الاشراف (992) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آدمی کو زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

2706 - اَخْبَرَنِیْ كَثِيْرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ بَقِيَّةَ عَنْ شُعْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِیْ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ التَّزَعْفُرِ .

☆☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

2707 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ التَّزَعْفُرِ . قَالَ حَمَّادٌ يَعْنِیْ لِلرِّجَالِ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زعفران لگانے سے منع کیا ہے۔

حماد نامی راوی نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔

44 - باب فِیْ الْخَلُوْقِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم شخص کا خلوق (مخصوص قسم کی خوشبو) لگانا

2708 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ يَعْلٰى عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَجُلًا اَتَى النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّعَلَيْهِ مُقَطَّعَاتٌ وَّهُوَ مُتَضَمِّخٌ بِخَلُوْقٍ فَقَالَ اَهْلَلْتُ بِعُمْرَةٍ فَمَا اَصْنَعُ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَا كُنْتَ صَانِعًا فِیْ حَجِّكَ" . قَالَ كُنْتُ اَتَّقِیْ هٰذَا وَاَغْسِلُهٗ . فَقَالَ "مَا كُنْتَ صَانِعًا فِیْ حَجِّكَ فَاصْنَعْهُ فِیْ عُمْرَتِكَ" .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اُس نے عمرے کا احرام باندھ لیا تھا' اُس نے سلے ہوئے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور اُس سے خوشبوئیں پھوٹ رہی تھیں' اُس نے گزارش کی کہ میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے' تو اب میں کیا کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم وہی کرو جو حج میں کرتے ہو' اُس نے عرض کی: (حج میں تو میں اس خوشبو سے) بچتا ہوں اور اسے دھولیتا ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے حج میں جو کرتے ہو' عمرے میں بھی وہی کرو۔

2709 - اَخْبَرَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ قَالَ سَمِعْتُ

2706-تقدم (الحديث 2705) .

2707-اخرجه مسلم في اللباس و الزينة، باب نهي الرجل عن التزعفر (الحديث 77) . و اخرجه ابو داؤد في الترجل، باب في الخلوق للرجال (الحديث 4179) . و اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في كراهية التزعفر، و الخلوق للرجال (الحديث 2815) . تحفة الاشراف (1011) .

2708-تقدم (الحديث 2667) .

2709-تقدم (الحديث 2667) .

قَیسُ بْنُ سَعْدٍ یُحَدِّثُ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ یَعْلٰی عَنْ اَبِیْهِ قَالَ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ وَّهُوَ بِالْجِعِرَّانَةِ وَعَلَیْهِ جُبَّةٌ وَّهُوَ مُصَفِّرٌ لِحْیَتَهٗ وَرَاْسَهٗ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَحْرَمْتُ بِعُمْرَةٍ وَّاَنَا کَمَا تَرٰی فَقَالَ "انْزِعْ عَنْكَ الْجُبَّةَ وَاغْسِلْ عَنْكَ الصُّفْرَةَ وَمَا کُنْتَ صَانِعًا فِیْ حَجَّتِكَ فَاصْنَعْهُ فِیْ عُمْرَتِكَ" .

☆☆ صفوان بن یعلیٰ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ اُس وقت جعرانہ کے مقام پر موجود تھے' اُس شخص نے جبہ پہنا ہوا تھا' اور اُس نے اپنی داڑھی (اور سر کے بالوں پر) زرد رنگ (یعنی زعفران) لگایا ہوا تھا' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے عمرے کا احرام باندھا ہے اور میری یہ حالت ہے جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنا جبہ اتار دو اور اپنے اوپر سے زرد رنگ کو دھو دو اور جو تم حج میں کرتے ہو وہی عمرے میں کرو (یعنی عمرے کا بھی وہی احرام ہوتا ہے جو حج کا ہوتا ہے)۔

باب الْكُحْلِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم کا سرمہ لگانا

2710 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْیَانُ عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ مُوْسٰی عَنْ نُبَیْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِیْهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمُحْرِمِ "اِذَا اشْتَکٰی رَاْسَهٗ وَعَیْنَیْهِ اَنْ یُّضَمِّدَهُمَا بِصَبِرٍ" .

☆☆ ابان بن عثمان اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
جو محرم شخص کے بارے میں ہے:
جب اُسے اپنے سر یا آنکھوں میں کوئی شکایت ہو تو وہ اُن پر ایلوا لگا لے۔

باب الْكَرَاهِیَةِ فِی الثِّیَابِ الْمُصْبَغَةِ لِلْمُحْرِمِ .

باب: محرم شخص کے لیے رنگے ہوئے کپڑے پہننا مکروہ ہے

2711 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ اَتَیْنَا جَابِرًا فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ لَمْ اَسُقِ الْهَدْیَ وَجَعَلْتُهَا عُمْرَةً فَمَنْ لَّمْ یَکُنْ مَعَهٗ هَدْیٌ فَلْیُحْلِلْ وَلْیَجْعَلْهَا

2710-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز مداواة المحرم عينيه (الحديث 89 و 90) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب يكتحل المحرم (الحديث 1838 و 1839) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في المحرم يشتكي عينه فيضمدها بالصبر (الحديث 952) . تحفة الاشراف (9777) .

2711-اخرجه مسلم في الحج، باب حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 147 و 148) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1905 و 1909) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب حجة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 3074) مطولًا . والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، ترك التسمية عند الاهلال (الحديث 2739)، و الحج بغير نية يقصده المحرم (الحديث 2743) . تحفة الاشراف (2593) .

عُمْرَةً" . وَقَدِمَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْيٍ وَّسَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ هَدْيًا وَّاِذَا فَاطِمَةُ قَدْ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَّاكْتَحَلَتْ . قَالَ فَانْطَلَقْتُ مُحَرِّشًا اَسْتَفْتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَاطِمَةَ لَبِسَتْ ثِيَابًا صَبِيغًا وَّاكْتَحَلَتْ وَقَالَتْ اَمَرَنِيْ بِهٖ اَبِيْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "صَدَقَتْ صَدَقَتْ صَدَقَتْ اَنَا اَمَرْتُهَا" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے ہمیں یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھے بعد میں جس بات کا خیال آیا تھا' اگر پہلے آ جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا اور اسے عمرے میں تبدیل کر لیتا' جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو' وہ احرام کھول دے اور اُسے عمرے میں تبدیل کر لے۔ (راوی کہتے ہیں:) حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ سے قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے تھے (جب حضرت علی رضی اللہ عنہ مکہ پہنچے) تو اُنہوں نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا کہ اُنہوں نے رنگے ہوئے کپڑے پہنے ہیں اور سرمہ بھی لگایا ہوا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں ناراضگی کے عالم میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مسئلہ دریافت کرنے چلا گیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! فاطمہ نے سلے ہوئے کپڑے پہن لیے ہیں اور سرمہ بھی لگا لیا ہے اور اُس نے یہ بات بیان کی ہے کہ میرے والد نے اس کی اجازت دی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُس نے ٹھیک کہا ہے' اُس نے ٹھیک کہا ہے' اُس نے ٹھیک کہا ہے' میں نے اُسے یہ ہدایت کی ہے۔

باب تَخْمِيرِ الْمُحْرِمِ وَجْهَهٗ وَرَاْسَهٗ .

باب: محرم شخص کا اپنے چہرے اور سر کو ڈھانپ دینا

2712 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا بِشْرٍ يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا وَّقَعَ عَنْ رَّاحِلَتِهٖ فَاَقْعَصَتْهُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّيُكَفَّنُ فِيْ ثَوْبَيْنِ خَارِجًا رَاْسُهٗ وَوَجْهُهٗ فَاِنَّهٗ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص اپنی سواری سے گر گیا' اُس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی (اور وہ فوت ہو گیا) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دینا' اس کا سر اور چہرہ کھلا رکھنا کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ کیا جائے گا۔

2713 – اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوٗدَ - يَعْنِي الْحَفَرِيَّ - عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو

2712-اخرجه البخاري في الجنائز، باب كيف يكفن المحرم (الحديث 1267)، و في جزاء الصيد، باب سنة المحرم اذا مات (الحديث 1851) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات (الحديث 99 و 100)، و اخرجه النسائي في مناسك الحج، غسل المحرم بالسدر اذا مات (الحديث 2853)، و في كم يكفن المحرم اذا مات (الحديث 2854)، و النهي عن ان يخمر وجه المحرم و راسه اذا مات (الحديث 2857) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحرم يموت (الحديث 3084م) . تحفة الاشراف (5453) .

بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ رَجُلٌ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثِيَابِهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص کا احرام باندھے ہوئے انتقال ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے اس کے انہیں کپڑوں (یعنی احرام کے کپڑوں میں) کفن دو اس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنا نہیں کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ کیا جائے گا۔

بَاب اِفْرَادِ الْحَجِّ.

یہ باب حج اِفراد کرنے کے بیان میں ہے

2714 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ وَّاِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْرَدَ الْحَجَّ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج افراد کیا تھا۔

2715 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ اَبِي الْاَسْوَدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا (یا حج کا احرام باندھا تھا)۔

2716 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَافِيْنَ لِهِلَالِ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ شَآءَ اَنْ يُّهِلَّ بِحَجٍّ فَلْيُهِلَّ وَمَنْ شَآءَ اَنْ يُّهِلَّ بِعُمْرَةٍ فَلْيُهِلَّ بِعُمْرَةٍ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم ذوالحج کا پہلی کا چاند نظر آنے کے ساتھ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ

2713-تقدم (الحديث 1903) .

2714-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام، و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 122) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1777) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في افراد الحج (الحديث 820) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الافراد بالحج (الحديث 2964) . تحفة الاشراف (17517) .

2715-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1562) مطولًا، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4408) مطولًا، واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 118) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1779 و 1780) مطولًا . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الافراد بالحج (الحديث 2965) . تحفة الاشراف (16389) .

2716-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1778) مطولًا . تحفة الاشراف (16863) .

روانہ ہو گئے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے حج کا احرام باندھنا ہے' وہ اس کا احرام باندھے (یا جس نے حج کا تلبیہ پڑھنا ہے' وہ اُس کا تلبیہ پڑھے) اور جس شخص نے عمرے کا احرام باندھنا ہے وہ عمرے کا احرام باندھے (یعنی جس نے عمرے کا تلبیہ پڑھنا ہے وہ عمرے کا تلبیہ پڑھے)۔

2717 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ الطَّبَرَانِيُّ اَبُوْ بَكْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ مَنْصُوْرٌ وَّسُلَيْمَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نَرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا۔

باب الْقِرَانِ .

یہ باب حج قران کے بیان میں ہے

2718 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ قَالَ قَالَ الصُّبَيُّ بْنُ مَعْبَدٍ كُنْتُ اَعْرَابِيًّا نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمْتُ فَكُنْتُ حَرِيْصًا عَلَى الْجِهَادِ فَوَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوْبَيْنِ عَلَيَّ فَاَتَيْتُ رَجُلًا مِّنْ عَشِيْرَتِيْ يُقَالُ لَهُ هُذَيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْتُهُ فَقَالَ اجْمَعْهُمَا ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا اَتَيْتُ الْعُذَيْبَ لَقِيَنِيْ سَلْمَانُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوْحَانَ وَاَنَا اُهِلُّ بِهِمَا فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا هٰذَا بِاَفْقَهَ مِنْ بَعِيْرِهٖ . فَاَتَيْتُ عُمَرَ فَقُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنِّيْ اَسْلَمْتُ وَاَنَا حَرِيْصٌ عَلَى الْجِهَادِ وَاِنِّيْ وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوْبَيْنِ عَلَيَّ فَاَتَيْتُ هُذَيْمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ يَا هَنَاهُ اِنِّيْ وَجَدْتُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ مَكْتُوْبَيْنِ عَلَيَّ . فَقَالَ اجْمَعْهُمَا ثُمَّ اذْبَحْ مَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ فَاَهْلَلْتُ بِهِمَا فَلَمَّا اَتَيْنَا الْعُذَيْبَ لَقِيَنِيْ سَلْمَانُ بْنُ رَبِيْعَةَ وَزَيْدُ بْنُ صُوْحَانَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لِلْآخَرِ مَا هٰذَا بِاَفْقَهَ مِنْ بَعِيْرِهٖ . فَقَالَ عُمَرُ هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ صبی بن معبد بیان کرتے ہیں: میں ایک عیسائی دیہاتی تھا' جب میں نے اسلام قبول کیا تو میری یہ شدید خواہش

2717-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1561) مطولاً، وباب اذا حاضت المراة بعد ما افاضت (الحديث 1762) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 128 و 129) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1783) مطولاً . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2802) مطولاً . تحفة الاشراف (15957 و 15984) .

2718-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1798) مختصراً، و (الحديث 1799) . و اخرجه النسائي في المناسك، و القران (الحديث 2719 و 2720) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قرن الحج و العمرة (الحديث 2970) . تحفة الاشراف (10466) .

تھی کہ میں جہاد میں حصہ لوں' ایک مرتبہ مجھے حج اور عمرہ کے لیے جانے کا موقع ملا' یہ دونوں مجھ پر لازم ہو چکے تھے' میں اپنے قبیلے کے ایک شخص کے پاس آیا' جس کا نام ہذیم بن عبداللہ تھا' میں نے اُس سے اس بارے میں دریافت کیا تو اُس نے کہا: تم ان دونوں کو اکٹھا کرلو' پھر تمہیں جو بھی قربانی میسر ہوگی' اُسے ذبح کر لینا تو میں نے ان دونوں کا احرام باندھ لیا' جب میں عذیب کے مقام پر پہنچا تو میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان سے ہوئی' میں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھا ہوا تھا' اُن دونوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا: اس شخص کو (دینی معاملات کی) اپنے اونٹ سے زیادہ سمجھ بوجھ نہیں ہے (یعنی یہ دینی معاملات میں بالکل ہی کورا ہے)۔

صبی بیان کرتے ہیں: میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: اے امیر المؤمنین! میں نے اسلام قبول کیا ہے' میری جہاد کرنے کی شدید خواہش تھی' لیکن مجھے حج اور عمرے کے بارے میں یہ پتہ چلا ہے کہ یہ مجھ پر لازم ہو چکے ہیں' تو میں ہذیم بن عبداللہ کے پاس آیا' میں نے اُنہیں کہا: جناب! مجھ پر حج اور عمرہ دونوں لازم ہو چکے ہیں' تو اُنہوں نے فرمایا: تم اُن دونوں کو ایک ساتھ کرلو اور پھر بعد میں جو قربانی تمہیں نصیب ہوگی' اُسے ذبح کر لینا تو میں نے ان دونوں کا احرام باندھ لیا' پھر میں عذیب کے مقام پر آیا تو وہاں میری ملاقات سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان سے ہوئی تو اُن میں سے ایک شخص نے دوسرے شخص سے کہا: یہ شخص اپنے اونٹ سے زیادہ علم نہیں رکھتا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تمہاری تمہارے نبی کی سنت کے مطابق رہنمائی کی گئی ہے۔

2719 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ زَائِدَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا الصُّبَيُّ فَذَكَرَ مِثْلَهُ قَالَ فَاَتَيْتُ عُمَرَ فَقَصَصْتُ عَلَيْهِ الْقِصَّةَ اِلَّا قَوْلَهُ يَا هَنَاهُ ۔

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے' تاہم اس میں کچھ لفظی اختلاف ہے۔

2720 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ - يَعْنِى ابْنَ اِسْحَاقَ - قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ ح وَاَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْحَسَنِ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ حَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّغَيْرِهٖ عَنْ رَّجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْعِرَاقِ يُقَالُ لَهُ شَقِيْقُ بْنُ سَلَمَةَ اَبُوْ وَائِلٍ اَنَّ رَجُلًا مِّنْ بَنِىْ تَغْلِبَ يُقَالُ لَهُ الصُّبَىُّ بْنُ مَعْبَدٍ وَّكَانَ نَصْرَانِيًّا فَاَسْلَمَ فَاَقْبَلَ فِىْ اَوَّلِ مَا حَجَّ فَلَبّٰى بِحَجٍّ وَّعُمْرَةٍ جَمِيْعًا فَهُوَ كَذٰلِكَ يُلَبِّىْ بِهِمَا جَمِيْعًا فَمَرَّ عَلٰى سَلْمَانَ بْنِ رَبِيْعَةَ وَزَيْدِ بْنِ صُوْحَانَ فَقَالَ اَحَدُهُمَا لَاَنْتَ اَضَلُّ مِنْ جَمَلِكَ هٰذَا ۔ فَقَالَ الصُّبَىُّ فَلَمْ يَزَلْ فِىْ نَفْسِىْ حَتّٰى لَقِيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ هُدِيْتَ لِسُنَّةِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ شَقِيْقٌ وَّكُنْتُ اَخْتَلِفُ اَنَا وَمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ اِلَى الصُّبَىِّ بْنِ مَعْبَدٍ نَسْتَذْكِرُهٗ فَلَقَدِ اخْتَلَفْنَا اِلَيْهِ مِرَارًا اَنَا وَمَسْرُوْقُ بْنُ الْاَجْدَعِ ۔

☆☆ ابووائل شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں: بنو تغلب سے تعلق رکھنے والے ایک صاحب جن کا نام صبی بن معبد تھا' وہ

2719-تقدم (الحديث 2718) .

2720-تقدم (الحديث 2718) .

پہلے عیسائی تھے' اُنہوں نے اسلام قبول کر لیا' وہ پہلی مرتبہ حج کرنے کے لیے آئے تو اُنہوں نے حج اور عمرے دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھ لیا' وہ اسی طرح ان دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے رہے' اُن کا گزر سلمان بن ربیعہ اور زید بن صوحان کے پاس سے ہوا تو اُن دونوں میں سے ایک نے کہا: تم اپنے اونٹ سے زیادہ گمراہ ہو (یعنی تمہیں دینی معاملات میں کوئی علم نہیں ہے) تو صبی نے کہا: مجھے اس بارے میں اُلجھن رہی یہاں تک کہ میری ملاقات حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے اُن کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا اُنہوں نے فرمایا: تمہارے تمہارے نبی کی سنت کے مطابق رہنمائی کی گئی ہے۔

شقیق بیان کرتے ہیں: میں اور مسروق بن اجدع کئی بار صبی بن معبد کے پاس گئے اور اُن سے اس روایت کے بارے میں بار بار پوچھتے رہے' ہم کئی مرتبہ اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

2721 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا عِيْسٰى - وَهُوَ ابْنُ يُوْنُسَ - قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِيْنِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ عُثْمَانَ فَسَمِعَ عَلِيًّا يُلَبِّيْ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ فَقَالَ اَلَمْ تَكُنْ تُنْهٰى عَنْ هٰذَا قَالَ بَلٰى وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّيْ بِهِمَا جَمِيْعًا فَلَمْ اَدَعْ قَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْلِكَ .

☆☆ امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' مروان بن حکم کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا' اُنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حج اور عمرہ کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے ہوئے سنا تو فرمایا: کیا ہمیں اس چیز سے منع نہیں کیا گیا (کہ حاکم وقت کی مخالفت کی جائے) تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جی ہاں! لیکن میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں کا تلبیہ ایک ساتھ پڑھتے ہوئے سنا ہے' اس لیے میں آپ کے قول کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو ترک نہیں کروں گا۔

2722 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ عَامِرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ حُسَيْنٍ يُحَدِّثُ عَنْ مَرْوَانَ اَنَّ عُثْمَانَ نَهٰى عَنِ الْمُتْعَةِ وَاَنْ يَّجْمَعَ الرَّجُلُ بَيْنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَقَالَ عَلِيٌّ لَبَّيْكَ بِحَجَّةٍ وَّعُمْرَةٍ مَعًا . فَقَالَ عُثْمَانُ اَتَفْعَلُهَا وَاَنَا اَنْهٰى عَنْهَا فَقَالَ عَلِيٌّ لَمْ اَكُنْ لِاَدَعَ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ .

☆☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ' مروان کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے متعہ کرنے اور حج اور عمرے کو ایک ساتھ کرنے سے منع کیا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں حج اور عمرے کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتا ہوں تو حضرت عثمان نے کہا: کیا آپ ایسا کریں گے جبکہ میں نے اس سے منع کر دیا ہے' تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں اللہ کے رسول کی سنت کو کسی شخص کے کہنے پر ترک نہیں کروں گا۔

2723 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْاِسْنَادِ مِثْلَهُ .

2721-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القرآن و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1563) واخرجه النسائي في مناسك الحج، القرآن (الحديث 2722 و 2723) . تحفة الاشراف (10274) .

2722-تقدم (الحديث 2721) . 2723-تقدم (الحديث 2721) .

☆☆ یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ بھی منقول ہے۔

2724 - اَخْبَرَنِی مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ قَالَ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ مَعِينٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِي طَالِبٍ حِينَ اَمَّرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ فَلَمَّا قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ فَاَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "كَيْفَ صَنَعْتَ". قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِكَ . قَالَ "فَاِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ". قَالَ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهِ "لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِي مَا اسْتَدْبَرْتُ لَفَعَلْتُ كَمَا فَعَلْتُمْ وَلٰكِنِّي سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ".

☆☆ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں اُس وقت حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا تھا' جب وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: تم نے کیا کہا ہے؟ میں نے عرض کی: میں نے نیت کی ہے جو آپ نے احرام کی نیت کی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قران کی نیت کی ہے۔ راوی کہتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا: مجھے اس بارے میں بعد میں جو خیال آیا' اگر پہلے آ جاتا تو میں بھی وہی کرتا جو تم نے کیا ہے' لیکن میں قربانی کا جانور ساتھ لایا تھا' اور میں نے حج قران کی نیت کر لی تھی۔

2725 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلَى الصَّنْعَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يَقُوْلُ قَالَ لِي عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ تُوُفِّيَ قَبْلَ اَنْ يَنْهٰى عَنْهَا وَقَبْلَ اَنْ يَنْزِلَ الْقُرْآنُ بِتَحْرِيمِهِ .

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ ادا کیا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سے منع کرنے سے پہلے ہی آپ کا وصال ہو گیا اور قرآن میں اس کی حرمت کا حکم نازل ہونے سے پہلے ہی (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا ہے)۔

2726 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ عِمْرَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ حَجٍّ وَعُمْرَةٍ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ فِيهَا كِتَابٌ وَلَمْ يَنْهَ عَنْهُمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيهِمَا رَجُلٌ بِرَاْيِهِ مَا شَاءَ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ ایک ساتھ کیا تھا' پھر اس بارے میں

2724-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1797) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بغير نية بقصده المحرم (الحديث 2744) . تحفة الاشراف (10026) .

2725-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 167) مطولاً . تحفة الاشراف (10846) .

2726-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 168) مطولاً، و (الحديث 169) . تحفة الاشراف (10851) .

کتاب کا حکم بھی نازل نہیں ہوا اور نبی اکرم ﷺ نے بھی اس سے منع نہیں کیا' اب اس بارے میں جو شخص اپنی رائے کے مطابق جو مرضی کہنا چاہے' وہ کہہ دے۔

2727 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ لِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ تَمَتَّعْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ ثَلَاثَةٌ هٰذَا اَحَدُهُمْ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ شَيْخٌ يَرْوِیْ عَنْ اَبِی الطُّفَيْلِ لَا بَاْسَ بِهٖ وَاِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ يَرْوِیْ عَنِ الزُّهْرِیِّ وَالْحَسَنِ مَتْرُوْكُ الْحَدِيْثِ .

☆☆ حضرت عمران بن حصین ؓ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ حج تمتع کیا ہے۔

امام نسائی ؒ بیان کرتے ہیں: اسماعیل بن مسلم نامی راوی تین ہیں' اُن میں سے ایک یہ ہیں (جن سے یہ روایت منقول ہے) اور ان میں کوئی حرج نہیں ہے' دوسرے اسماعیل بن مسلم' ایک عمر رسیدہ شخص ہیں جو ابوطفیل کے حوالے سے احادیث روایت کرتے ہیں' ان میں بھی کوئی حرج نہیں ہے' تیسرے اسماعیل بن مسلم جہنی' حسن بصری کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں' وہ متروک الحدیث ہیں۔

2728 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰى عَنْ هُشَيْمٍ عَنْ يَحْيٰى وَعَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدِ الطَّوِيْلِ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ وَحُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ وَيَحْيَى بْنُ اَبِیْ اِسْحَاقَ كُلُّهُمْ عَنْ اَنَسٍ سَمِعُوْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا" .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا:

میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں' میں عمرے اور حج کے لیے حاضر ہوں۔

2729 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ اَبِی الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِیْ اَسْمَآءَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّیْ بِهِمَا .

☆☆ حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو ان دونوں یعنی (حج اور عمرے کا ایک ساتھ) تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

2730 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الطَّوِيْلُ قَالَ اَنْبَاَنَا بَكْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْمُزَنِیُّ قَالَ سَمِعْتُ اَنَسًا يُحَدِّثُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّیْ بِالْعُمْرَةِ وَالْحَجِّ جَمِيْعًا

2727-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 171) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، التمتع (الحديث 2738) . تحفة الاشراف (10853) .

2728-اخرجه مسلم في الحج، باب اهلال النبي صلى الله عليه وسلم و هديه (الحديث 214) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1795) . تحفة الاشراف (781) .

2729-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1712) .

فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ لَبّٰى بِالْحَجِّ وَحْدَهُ ۔ فَلَقِيْتُ اَنَسًا فَحَدَّثْتُهُ بِقَوْلِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَنَسٌ مَا تَعُدُّوْنَا اِلَّا صِبْيَانًا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ عُمْرَةً وَّحَجًّا مَعًا" ۔

☆☆ بکر بن عبداللہ مزنی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عمرے اور حج کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے۔

(راوی کہتے ہیں:) میں نے یہ بات حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتائی تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف حج کا تلبیہ پڑھا تھا۔ راوی کہتے ہیں: پھر میری ملاقات حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو میں نے انہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کے متعلق بتایا تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم لوگ ہمیں صرف بچہ ہی سمجھتے ہو' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خود یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: میں عمرہ اور حج ایک ساتھ کرنے کے لیے حاضر ہوں۔

حج قران کی تعریف وطریقہ

قران کی لغوی واصطلاحی تعریف: قران کے لغوی معنی: دو چیزوں کو جمع کرنا، قران کے اصطلاحی معنی: میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھنا ہمارے یہاں قران تمتع سے افضل ہے، اور تمتع افراد سے افضل ہے۔ قارن کو اس طرح کے الفاظ کہنا مسنون ہے" اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ" اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ کرتا ہوں اور دونوں کو میرے لئے آسان فرما۔ اور ان دونوں کو مجھ سے قبول فرما۔ پھر تلبیہ کہے۔

جب قارن مکہ آئے تو عمرہ کے طواف مع سات چکروں سے شروعات کرے صرف پہلے تین چکروں میں رمل کرے، پھر طواف کی دو رکعت نماز پڑھے، پھر صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرے اور میلین اخضرین کے درمیان تیزی سے چلے اور سات چکر پورے کرے، یہ عمرہ کے افعال ہیں، پھر اعمال حج کی شروعات کرے، حج کے لئے طواف قدوم کرے، پھر حج کے اعمال پورے کرے جس طرح اس کی تفصیل گزر چکی۔

حج قران یہ ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھا جائے یا پھر پہلے عمرہ کا احرام باندھے اور پھر بعد میں عمرہ کا طواف کرنے سے قبل اس پر حج کو بھی داخل کر دے (وہ اس طرح کہ وہ اپنے طواف اور سعی کو حج اور عمرہ کی سعی کرنے کی نیت کرے)۔

حج قران اور حج افراد کرنے والے شخص کے اعمال حج ایک جیسے ہی ہیں صرف فرق یہ ہے کہ حج قران کرنے والے پر قربانی ہے اور حج افراد کرنے والے پر قربانی نہیں۔

ان تینوں اقسام میں افضل قسم حج تمتع ہے اور یہی وہ قسم ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام کو جس کا حکم دیا اور اس پر انہیں ابھارا، حتیٰ کہ اگر کوئی انسان حج قران یا حج افراد کا احرام باندھے تو اس کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کا احرام بنالے اور عمرہ کرنے کے بعد احرام کھول کر حلال ہو جائے تا کہ وہ حج تمتع کر سکے اگرچہ وہ طواف قدوم اور سعی کے بعد ہی

2730-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام و خالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4353 و 4354) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب في الافراد و القران بالحج و العمرة (الحديث 185 و 186) . تحفة الاشراف (6657) .

کیوں نہ ہو۔

اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سال جب طواف اور سعی کرلی اور آپ کیساتھ صحابہ کرام بھی تھے تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس کے ساتھ بھی قربانی نہ تھی اسے حکم دیا کہ وہ اپنے احرام کو عمرہ کیا حرام میں بدل لے اور بال چھوٹے کروا کر حلال ہو جائے اور فرمایا: اگر میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا تو میں بھی وہی کام کرتا جس کا تمہیں حکم دے رہا ہوں۔

حج مفرد، قران وتمتع میں سے افضل ہونے میں مذاہب اربعہ

علامہ شرف الدین نووی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: تمام ائمہ وفقہاء کا اس مسئلہ پر اتفاق ہے کہ حج افراد، تمتع اور قران کرنا جائز ہے۔ لیکن ان میں فضیلت کس کو حاصل ہے اس میں اختلاف ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، سفیان ثور، اسحاق بن رہویہ، مزنی، ابن منذر اور ابو اسحاق مروزی علیہم الرحمہ کے نزدیک حج قران افضل ہے۔

حضرت امام شافعی، امام مالک اور داؤد بن علی اصفہانی (منکر تقلید) کے نزدیک حج افراد افضل ہے۔ جبکہ حضرت امام احمد بن حنبل کے نزدیک تمتع افضل ہے اور امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک تمتع اور قران یہ دونوں حج مفرد سے افضل ہیں۔

(شرح مہذب، ج ۷، ص ۱۵۰، بیروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سواری پر حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور اکثر صحابہ دونوں چیزوں یعنی حج وعمرہ کے لئے چلاتے تھے۔ (یعنی آواز بلند کہتے تھے) (بخاری)

اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قران افضل ہے چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے۔ اس حدیث کو مستدل قرار دینے کی وجہ یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف عمل کرنا کب گوارا کر سکتے تھے۔ لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قران کیا ہوگا اس لئے اکثر صحابہ نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہی میں قران کیا۔

بَابُ التَّمَتُّعِ .

یہ باب حج تمتع کے بیان میں ہے

2731 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ الْمُخَرِّمِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ تَمَتَّعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ وَاَهْدٰى وَسَاقَ مَعَهُ الْهَدْىَ بِذِى الْحُلَيْفَةِ وَبَدَاَ

2731-اخرجه البخاري في الحج، باب من ساق البدن معه (الحديث 1691) . و اخرجه مسلم في الحج، باب وجوب الدم على المتمتع و انه اذا عدمه لزمه صوم ثلاثة ايام في الحج و سبعة اذا رجع الى اهله (الحديث 174) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، باب في الاقران (الحديث 1805) . تحفة الاشراف (6878) .

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ ثُمَّ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَتَمَتَّعَ النَّاسُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَكَانَ مِنَ النَّاسِ مَنْ اَهْدٰى فَسَاقَ الْهَدْىَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَّمْ يُهْدِ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ قَالَ لِلنَّاسِ "مَنْ كَانَ مِنْكُمْ اَهْدٰى فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى يَقْضِىَ حَجَّهُ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ اَهْدٰى فَلْيَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلْيُقَصِّرْ وَلْيَحْلِلْ ثُمَّ لِيُهِلَّ بِالْحَجِّ ثُمَّ لِيُهْدِ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا فَلْيَصُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ فِى الْحَجِّ وَسَبْعَةً اِذَا رَجَعَ اِلٰى اَهْلِهِ" . فَطَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ قَدِمَ مَكَّةَ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ اَوَّلَ شَىْءٍ ثُمَّ خَبَّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ وَمَشٰى اَرْبَعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ رَكَعَ حِيْنَ قَضٰى طَوَافَهُ بِالْبَيْتِ فَصَلّٰى عِنْدَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّمَ فَانْصَرَفَ فَاَتَى الصَّفَا فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ سَبْعَةَ اَطْوَافٍ ثُمَّ لَمْ يَحِلَّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى قَضٰى حَجَّهُ وَنَحَرَ هَدْيَهُ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَفَاضَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ وَفَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْدٰى وَسَاقَ الْهَدْىَ مِنَ النَّاسِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر حج تمتع کرتے ہوئے عمرے کو حج کے ساتھ شامل کرلیا تھا' آپ قربانی کا جانور ساتھ لے کر گئے تھے' آپ نے ذوالحلیفہ سے قربانی کا جانور ساتھ لیا تھا' بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خیال آیا کہ آپ پہلے عمرے کا احرام باندھتے' پھر حج کا احرام باندھتے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ لوگوں نے بھی حج تمتع کرتے ہوئے عمرے کو ساتھ ملا لیا تھا' کچھ لوگ قربانی کا جانور ساتھ لے کر آئے تھے اور کچھ لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے تو آپ نے لوگوں سے ارشاد فرمایا: تم میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور ہو' وہ اُس وقت تک اُن چیزوں سے حلال نہیں ہوگا جو اُس کے لیے حرام ہیں (یعنی وہ اُس وقت تک احرام نہیں کھولے گا) جب تک وہ اپنا حج مکمل نہیں کر لیتا اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے اور بال کٹوا دینے کے بعد احرام کھول دے' پھر وہ حج کا احرام (نئے سرے سے) باندھے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے اور جسے قربانی کا جانور نہیں ملتا' وہ حج کے دنوں میں تین روزے رکھے اور باقی سات روزے گھر واپس جا کر رکھ لے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے تو آپ نے طواف کیا' آپ نے حجر اسود کا استلام کیا' پھر آپ طواف کے تین چکروں میں تیز رفتاری سے چلے' اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' جب آپ نے طواف مکمل کرلیا تو آپ نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی' جب آپ نے سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہوئے تو صفا تشریف لے آئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے سات چکر لگائے' پھر آپ ایسی کسی چیز کے لیے حلال نہیں ہوئے جو آپ کے لیے حرام تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت تک احرام نہیں کھولا) جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا حج نہیں مکمل کرلیا اور اپنے قربانی کے جانور کو قربانی کے دن ذبح نہیں کر لیا اور طواف افاضہ نہیں کرلیا' پھر آپ ہر اُس چیز سے حلال ہو گئے' جو آپ کے لیے حرام تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھول دیا) جو شخص اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آیا تھا' اُس نے بھی ویسا ہی کیا جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا۔

2732 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ حَرْمَلَةَ قَالَ

سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُوْلُ حَجَّ عَلِيٌّ وَّعُثْمَانُ فَلَمَّا كُنَّا بِبَعْضِ الطَّرِيْقِ نَهٰى عُثْمَانُ عَنِ التَّمَتُّعِ فَقَالَ عَلِيٌّ اِذَا رَاَيْتُمُوْهُ قَدِ ارْتَحَلَ فَارْتَحِلُوْا . فَلَبّٰى عَلِيٌّ وَّاَصْحَابُهٗ بِالْعُمْرَةِ فَلَمْ يَنْهَهُمْ عُثْمَانُ فَقَالَ عَلِيٌّ اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَنْهٰى عَنِ التَّمَتُّعِ قَالَ بَلٰى . قَالَ لَهٗ عَلِيٌّ اَلَمْ تَسْمَعْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمَتَّعَ قَالَ بَلٰى .

☆☆ سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج کے لیے گئے' راستے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج تمتع کرنے سے منع کر دیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب تم دیکھو کہ حضرت عثمان روانہ ہو گئے تو تم لوگ بھی روانہ ہو جانا' پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں نے عمرے کا تلبیہ پڑھنا شروع کیا تو حضرت عثمان نے انہیں منع نہیں کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ آپ حج تمتع سے منع کرتے ہیں' تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حج تمتع (کا تلبیہ) پڑھتے ہوئے نہیں سنا تو حضرت عثمان نے جواب دیا: جی ہاں!

2733 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ مُّحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَنَّهٗ حَدَّثَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ سَعْدَ بْنَ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَّالضَّحَّاكَ بْنَ قَيْسٍ - عَامَ حَجَّ مُعَاوِيَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ - وَهُمَا يَذْكُرَانِ التَّمَتُّعَ بِالْعُمْرَةِ اِلَى الْحَجِّ فَقَالَ الضَّحَّاكُ لَا يَصْنَعُ ذٰلِكَ اِلَّا مَنْ جَهِلَ اَمْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى .

فَقَالَ سَعْدٌ بِئْسَمَا قُلْتَ يَا ابْنَ اَخِيْ . قَالَ الضَّحَّاكُ فَاِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ نَهٰى عَنْ ذٰلِكَ . قَالَ سَعْدٌ قَدْ صَنَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَصَنَعْنَاهَا مَعَهٗ .

☆☆ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور ضحاک بن قیس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تمتع کرنے' یعنی عمرے کو حج کے ساتھ ملانے کے بارے میں بحث کی تو ضحاک نے کہا: یہ وہی شخص کرے گا جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے ناواقف ہو' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا: اے میرے بھتیجے! تم نے بہت غلط بات کہی ہے' تو ضحاک نے کہا: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے منع فرمایا ہے' تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے بھی ایسا کیا ہے۔

2734 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ - وَاللَّفْظُ لَهٗ - قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَبِيْ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّهٗ كَانَ يُفْتِيْ بِالْمُتْعَةِ فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ رُوَيْدَكَ بِبَعْضِ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي النُّسُكِ بَعْدُ . حَتّٰى لَقِيْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ عُمَرُ

2732-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي، (الحديث 1569) بمعناه مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 159) بنحوه . تحفة الاشراف (10114) .

2733-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في التمتع (الحديث 823) . تحفة الاشراف (3928) .

2734-اخرجه مسلم في الحج، باب في نسخ التحلل من الاحرام و الامر بالتمام (الحديث 157) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب التمتع بالعمرة الى الحج (الحديث 2979) . تحفة الاشراف (10584) .

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ فَعَلَهُ وَلٰكِنْ كَرِهْتُ اَنْ يَظَلُّوْا مُعَرِّسِيْنَ بِهِنَّ فِي الْاَرَاكِ ثُمَّ يَرُوْحُوا بِالْحَجِّ تَقْطُرُ رُءُوْسُهُمْ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ وہ حج تمتع کے بارے میں فتویٰ دیا کرتے تھے تو ایک شخص نے اُن سے کہا: آپ اپنے بعض فتوے دینے سے باز آ جائیں کیونکہ آپ یہ بات نہیں جانتے کہ امیر المومنین نے حج کے احکام کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ راوی کہتے ہیں: پھر میری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی' میں نے اُن سے دریافت کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات پتہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہے' لیکن مجھے یہ بات پسند نہیں کہ لوگ پیلو کے درخت کے سائے کے نیچے اپنی بیویوں کے ساتھ رات بسر کریں اور پھر وہ حج کے لیے روانہ ہوں تو اُن کے سر ول سے پانی ٹپک رہا ہے۔

2735 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيْقٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبِيْ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ حَمْزَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَنْهَاكُمْ عَنِ الْمُتْعَةِ وَاِنَّهَا لَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ وَلَقَدْ فَعَلَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي الْعُمْرَةَ فِي الْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اللہ کی قسم! میں تمہیں حج تمتع سے منع کرتا ہوں' بے شک اللہ کی کتاب میں اس کا تذکرہ ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یہ کیا ہے' یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کو حج کے ساتھ کیا ہے۔

2736 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامِ بْنِ حُجَيْرٍ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ مُعَاوِيَةُ لِابْنِ عَبَّاسٍ اَعَلِمْتَ اَنِّيْ قَصَّرْتُ مِنْ رَاْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ قَالَ لَا . يَقُوْلُ ابْنُ عَبَّاسٍ هٰذَا مُعَاوِيَةُ يَنْهَى النَّاسَ عَنِ الْمُتْعَةِ وَقَدْ تَمَتَّعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ طاؤس بیان کرتے ہیں: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا: کیا آپ یہ بات جانتے ہیں کہ میں نے مروہ کے نزدیک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے بال چھوٹے کیے تھے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: جی نہیں!

(راوی کہتے ہیں:) حضرت ابن عباس یہ فرمایا کرتے تھے کہ یہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ' یہ لوگوں کو حج تمتع کرنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا ہے۔

2737 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسٍ وَّهُوَ ابْنُ مُسْلِمٍ عَنْ

2735-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10502) .

2736-اخرجه البخاري في الحج، باب الحلق و التقصير عند الاحلال (الحديث 1730) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب التقصير في العمرة، (الحديث 209 و 210) مختصراً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1802 و 1803) مختصراً . تحفة الاشراف (5762 و 11423) .

طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَدِمْتُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ بِالْبَطْحَاءِ فَقَالَ "بِمَا اَهْلَلْتَ" . قُلْتُ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "هَلْ سُقْتَ مِنْ هَدْیٍ" . قُلْتُ لَا .
قَالَ "فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حِلَّ" . فَطُفْتُ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً مِنْ قَوْمِی فَمَشَطَتْنِیْ وَغَسَلَتْ رَاْسِیْ فَكُنْتُ اُفْتِی النَّاسَ بِذٰلِكَ فِیْ اِمَارَةِ اَبِیْ بَكْرٍ وَّاِمَارَةِ عُمَرَ وَاِنِّیْ لَقَائِمٌ بِالْمَوْسِمِ اِذْ جَائَنِیْ رَجُلٌ فَقَالَ اِنَّكَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِیْ شَاْنِ النُّسُكِ . قُلْتُ يٰاَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ بِشَیْءٍ فَلْيَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَاَتِمُّوْا بِهٖ فَلَمَّا قَدِمَ قُلْتُ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ مَا هٰذَا الَّذِیْ اَحْدَثْتَ فِیْ شَاْنِ النُّسُكِ قَالَ اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ (وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ) وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ نَبِيِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ نَبِيَّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰی نَحَرَ الْهَدْیَ .

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت بطحاء میں تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کون سا احرام باندھا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہی احرام باندھا ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تمہارے ساتھ قربانی کا جانور ہے؟ میں نے عرض کیا: جی نہیں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا و مروہ کی سعی کر کے احرام کھول دو' میں نے بیت اللہ اور صفا و مروہ کا طواف کیا' پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا جو میری قوم سے تعلق رکھتی تھی' اُس نے میرے سر میں کنگھی کی' میرے سر کو دھویا تو میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں اس کے مطابق فتویٰ دیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں بھی ایسا ہی کیا' ایک مرتبہ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں) میں حج کے موقع پر کھڑا ہوا (یہی مسئلہ بیان کر رہا تھا) اسی دوران ایک شخص میرے پاس آیا اور بولا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ امیر المؤمنین نے حج کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ تو میں نے کہا: اے لوگو! میں نے اس سے پہلے جو بھی حکم دیا تھا' تم اس بارے میں جلدی نہ کرو کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس تشریف لا رہے ہیں' تو تم اُن سے اس کو مکمل کروا لینا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ نے حج کے احکام کے بارے میں نیا حکم کیا جاری کیا ہے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: تم نے اگر اللہ تعالیٰ کی کتاب کے مطابق فتویٰ دینا ہو' تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

''تم حج اور عمرے کو اللہ تعالیٰ کے لیے مکمل کرو''۔

2737-اخرجه البخاري في الحج، باب من اهل في زمن النبي صلى الله عليه وسلم كاهلال النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1559)، و باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1565) مختصراً، و باب الذبح قبل الحلق (الحديث 1724) مختصراً، و باب متى يحل المعتمر (الحديث 1795) مختصراً. و في المغازي، باب بعث ابي موسى و معاذ الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4346) مختصراً، باب حجة الوداع (الحديث 4397) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب في نسخ التحلل من الاحرام و الامر بالتمام (الحديث 154 و 155 و 156) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحج بغير نية بقصده المحرم (الحديث 2741) . تحفة الاشراف (9008) .

اور اگر ہم نبی کریم ﷺ کی سنت کو دلیل کے طور پر پیش کرنا چاہیں تو نبی اکرم ﷺ نے احرام اُس وقت تک نہیں کھولا تھا' جب تک آپ نے قربانی کا جانور قربان نہیں کر دیا تھا۔

2738 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ وَاسِعٍ عَنْ مُطَرِّفٍ قَالَ قَالَ لِیْ عِمْرَانُ بْنُ حُصَيْنٍ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَمَتَّعَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ قَالَ فِيْهَا قَائِلٌ بِرَاْيِهِ .

☆☆ مطرف بیان کرتے ہیں: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے حج تمتع کیا ہے' آپ کے ساتھ ہم نے بھی حج تمتع کیا ہے۔

اس بارے میں ایک صاحب نے اپنی رائے بیان کر دی ہے۔

حج تمتع کی تعریف وطریقہ

حج تمتع یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے (شوال، ذوالقعدہ، اور ذوالحجہ حج کے مہینے ہیں۔لھذا جب حاجی مکہ پہنچے اور عمرہ کا طواف اور سعی کر کے سر منڈا لے یا پھر بال چھوٹے کروالے تو وہ احرام کھول دے اور جب یوم ترویہ یعنی آٹھ ذوالحجہ والے دن صرف حج کا احرام باندھے اور حج کے سب اعمال مکمل کرے گا، یعنی حج تمتع کرنے والا عمرہ بھی مکمل کرے گا اور اسی طرح حج بھی۔

حج تمتع کی تفصیل کا بیان

بخاری اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ حجۃ الوداع میں مہاجرین انصار اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے احرام باندھا اور ہم نے تلبیہ کہا جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کے احرام کو عمرہ کا احرام بنالو مگر یہ کہ جنہوں نے ہدی کو قلادہ پہنایا ہے اس کے لئے یہ حکم نہیں۔ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے کپڑے پہنے اور فرمایا جس نے ہدی کو قلادہ پہنایا ہو وہ حلال نہیں ہوگا یہاں تک کہ ہدی کا جانور اپنے مقام پر پہنچ جائے پھر ہم کو آٹھویں ذوالحج کی رات کو حکم فرمایا کہ ہم حج کا احرام باندھ لیں۔ جب ہم (حج کے) احکام سے فارغ ہو گئے۔ہم آئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا اور صفا مروہ کی سعی کی ہم اپنی عورتوں کے پاس آئے اور ہم نے اپنے لباس پہن لئے پس ہمارا حج مکمل ہو گیا اور ہم پر ہدی لازم ہوئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت **فما استیسر من الھدی، فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام فی الحج وسبعة اذا رجعتم** یعنی اپنے شہروں کی طرف لوٹ جاؤ تو (سات روزے رکھو) اور بکری کافی ہو جائے گی۔پس ایک سال میں لوگوں نے دو نسک (یعنی حج اور عمرہ) کو جمع کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اتارا اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں یہ حکم فرمایا اور تمام لوگوں کے لئے حج عمرہ اکٹھے کرنے کی اجازت فرمائی سوائے اہل مکہ کے۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت

2738-تقدم (الحديث 2727) .

ذلك لمن لم يكن اهله حاضري المسجد الحرام اور حج کے مہینے جن کا ہم نے ذکر کیا یہ شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج ہیں۔ جو شخص ان مہینوں میں تمتع کرے تو اس پر لازم ہے خون بہانا یا روزہ رکھنا۔ اور رفث کا معنی ہے جماع کرنا اور فسوق سے مراد گناہ ہیں۔ اور جدال کا معنی ہے لڑائی کرنا۔

امام مالک، عبد بن حمید اور بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے یعنی شوال، ذیقعدہ اور ذوالحج میں تو اس پر ہدی کا جانور لازم ہے یا روزے رکھنے ہیں اگر ہدی کا جانور نہ پائے۔

ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جس شخص نے شوال میں یا ذی القعدہ میں عمرہ ادا کیا پھر ٹھہرا رہا یہاں تک کہ حج کر لیا تو وہ متمتع ہے اور اس پر قربانی کا جانور لازم ہے جو میسر ہو جائے جو شخص ہدی کا جانور نہ پائے تو اس پر تین دن کے روزے ہیں (حج کے دوران) اور سات روزے ہیں جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔ اور جس نے حج کے مہینوں میں عمرہ کیا۔ پھر لوٹ آیا وہ تمتع والا نہیں ہے یہ حکم اس کے لئے ہے جو شخص وہیں ٹھہر جائے اور گھر لوٹ کر نہ آئے۔

ابن ابی شیبہ نے سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرتے تھے تو اس سال حج نہ کرتے تھے اور یہ ہدی دیتے تھے۔

ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کوئی آدمی حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہیں ٹھہر جائے تو وہ متمتع ہے اگر وہ (عمرہ کرنے کے بعد) لوٹ آئے تو وہ متمتع نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر وہیں ٹھہر جائے تو وہ متمتع ہے اگر وہ لوٹ آئے تو وہ متمتع نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے عطار حمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ جو شخص حج کے مہینوں میں عمرہ کرے پھر اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے پھر اسی سال حج کرے تو وہ متمتع نہیں ہے متمتع وہ ہے جو وہیں ٹھہر جائے اور (اپنے شہر) نہ لوٹے۔

حاکم رحمہ اللہ علیہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ (اس آیت کو) یوں پڑھا کرتے تھے لفظ آیت فصيام ثلاثة ايام متشابعات .

بخاری نے اپنی تاریخ میں، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے یعنی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ آئے۔

عبد بن حمید اور ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ جب تم اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ۔

عبد بن حمید نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ اپنے شہروں کی طرف لوٹ آؤ جہاں بھی ہو۔

وکیع، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم

رخصت مراد ہے اگر چاہے تو راستے میں روزہ رکھ لے اور اگر چاہے تو اپنے گھر کی طرف لوٹنے کے بعد روزے رکھ لے لیکن ان میں تفریق نہ کرے (یعنی مسلسل روزے رکھے)۔

عبد بن حمید نے عطاء رحمہ اللہ علیہ اور حسن رحمہ اللہ دونوں نے اس آیت لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم کے بارے میں روایت کیا کہ حضرت عطاء رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا اگر چاہے تو راستہ میں رکھ لے اور حضرت حسن رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب اپنے شہر کی طرف لوٹ آئے (تو پھر روزے رکھے راستہ میں نہ رکھے)

عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اگر مکہ مکرمہ میں ٹھہرا ہوا ہے تو وہاں بھی روزے رکھ لے اگر چاہے۔

عطاء رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ جب تم اپنے حج کو پورا کر چکو اور جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آؤ تو یہ میرے نزدیک زیادہ محبوب ہے (کہ تم اب سات روزے رکھو)۔

امام وکیع اور ابن شیبہ نے طاؤس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت وسبعة اذا رجعتم سے مراد ہے کہ اگر تو چاہے تو یہ روزے متفرق رکھے۔

ابن جریر نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے لفظ آیت تلك عشرة كاملة کے بارے میں روایت کیا کہ (یہ دس روزے) ہدی کا کاملہ بدل ہیں۔

بخاری و مسلم نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر حج تمتع ادا فرمایا تھا اور ہدی بھی دی تھی اور قربانی کا جانور ذوالحلیفہ سے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلے) عمرہ کا احرام باندھا پھر حج کا احرام باندھا لوگوں نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا بعض لوگ قربانی کے جانور اپنے ساتھ لے کر آئے تھے اور بعض ساتھ لے کر نہیں آئے تھے۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ پہنچے تو لوگوں سے فرمایا تم میں سے ہدی لے کر آیا ہے وہ حلال نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ اپنے حج کو پورا کر لے۔ اور جو ہدی کا جانور نہیں لائے وہ بیت اللہ کا طواف کریں صفا مروہ کی سعی کریں اور قصر کرا لیں حلال ہو جائیں پھر حج کا احرام باندھ لیں اور جو شخص ہدی کا جانور نہ پائے اس کو چاہئے کہ حج (کے دنوں) میں تین دن کے روزے رکھ لے اور سات روزے رکھے جب اپنے گھر کی طرف لوٹ آئے۔

ابن ابی شیبہ، بخاری و مسلم نے عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ تمتع حج کی آیت اللہ کی کتاب میں نازل ہوئی اور ہم نے اس (حج) کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کیا۔ پھر کوئی آیت ایسی نازل نہیں ہوئی جس نے حج تمتع کی آیت کو منسوخ کر دیا ہو اور اس سے آپ نے منع بھی نہیں فرمایا یہاں تک کہ آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے ہر آدمی نے اپنی رائے سے جو چاہا کیا۔

امام مسلم نے ابونضرہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حج تمتع کا حکم فرماتے تھے اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ اس سے منع فرماتے تھے یہ بات حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا یہ حدیث تو

میرے ہاتھ سے لوگوں میں پھیلی ہے۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ کے ساتھ حج تمتع کیا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہوں نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے جو کچھ چاہتا ہے ان کے لئے حلال فرماتا ہے اور بلاشبہ قرآن اپنی منزلوں میں نازل ہوا۔ سو تم پورا حج اور عمرہ کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم فرمایا ہے اور تم جدا کرلو اپنے حج کو اپنے عمرہ سے کیونکہ اس طرح تمہارا حج بھی مکمل ہوگا اور تمہارا عمرہ بھی مکمل ہوگا۔

حج تمتع کی فضیلت کا بیان

بخاری، مسلم اور نسائی نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ بطحاء میں تشریف فرما تھے آپ نے پوچھا تو نے کون سا احرام باندھا ہے میں نے عرض کیا میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جیسا احرام باندھا ہے۔ (پھر) آپ نے فرمایا کیا تو قربانی کے جانور ساتھ لایا ہے؟ میں نے عرض کیا نہیں آپ نے فرمایا بیت اللہ کا طواف صفا مروہ کی سعی کر پھر حلال ہو جا میں نے بیت اللہ کا طواف کیا صفا مروہ کی سعی کی پھر میں اپنی قوم میں سے ایک عورت کے پاس آیا اس نے مجھے کنگھی کی اور میرے سر کو دھویا تو میں لوگوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں اس کے ساتھ فتویٰ دیا کرتا تھا ایک دفعہ میں موسم (حج) میں ٹھہرا ہوا تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آ کر کہنے لگا تو نہیں جانتا کہ امیر المؤمنین نے حج کے احکام کے بارے میں کیا بات فرمائی ہے میں نے کہا اے لوگو! جن کو ہم نے فتویٰ دیا ہے تو اسے اس کی تائید کرنی چاہئے یہ امیر المؤمنین تمہارے پاس آنے والے ہیں تم ان کی اقتداء کرو جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! وہ کون سی بات ہے آپ نے حج کے احکام کے بارے میں فرمائی ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم اللہ کی کتاب پر عمل کریں تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لفظ آیت واتموا الحج والعمرة لله اور اگر کوئی ہم اپنے نبی کے طریقے کو لیں تو کوئی شخص حلال نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ہدی کا جانور ذبح کرے۔

اسحاق بن راہویہ نے اپنی سند میں اور احمد نے حسن رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ وہ حج تمتع سے روک دیں۔ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے اور (ان سے) فرمایا یہ بات آپ کے لئے جائز نہیں ہے کتاب اللہ میں یہ حکم نازل ہو چکا ہے اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے ساتھ عمرہ کیا ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ (حج تمتع کے روکنے سے) دست بردار ہو گئے۔

مسلم نے عبداللہ بن شقیق رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حج تمتع سے منع فرماتے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کا حکم فرماتے تھے حضرت عثمان نے حضرت علی سے اس سلسلہ میں بات کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج تمتع کیا تھا تو انہوں نے فرمایا ہاں لیکن ہم (اس وقت) ڈرنے والوں میں سے تھے۔

اسحاق بن راہویہ نے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے حج تمتع کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا ہمارے لئے جائز تھا مگر تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ، مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حج تمتع اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا۔

مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ دونوں متعے ہمارے ساتھ خاص تھے مگر خاص کر ہمارے لئے درست تھے یعنی متعۃ النساء اور متعۃ الحج۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب تَرْكِ التَّسْمِيَةِ عِنْدَ الْإِهْلَالِ.

یہ باب ہے کہ احرام باندھنے کے وقت (یا تلبیہ پڑھنے کے وقت حج یا عمرے) کا نام نہ لینا

2739 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ حِجَجٍ ثُمَّ اُذِّنَ فِي النَّاسِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَاجٍّ هٰذَا الْعَامِ فَنَزَلَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ كُلُّهُمْ يَلْتَمِسُ اَنْ يَّاْتَمَّ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَفْعَلُ مَا يَفْعَلُ فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِخَمْسٍ بَقِيْنَ مِنْ ذِي الْقَعْدَةِ وَخَرَجْنَا مَعَهٗ قَالَ جَابِرٌ وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا عَلَيْهِ يَنْزِلُ الْقُرْاٰنُ وَهُوَ يَعْرِفُ تَاْوِيْلَهٗ وَمَا عَمِلَ بِهٖ مِنْ شَيْءٍ عَمِلْنَا فَخَرَجْنَا لَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ.

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اُن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (ہجرت کے بعد) نو برس تک مدینہ منورہ میں رہے (یعنی آپ نے اس دوران حج نہیں کیا) پھر لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس سال حج کریں گے تو بہت سے لوگ مدینہ منورہ آ گئے' وہ سب اس بات کے خواہش مند تھے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بارے میں پیروی کریں اور وہی عمل کریں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کرتے ہیں' جب ذی قعدہ ختم ہونے میں پانچ دن باقی رہ گئے تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے' آپ پر قرآن نازل ہوتا تھا' آپ اُس کے مفہوم سے بخوبی واقف تھے' آپ نے جن چیزوں پر عمل کیا' ہم نے بھی اُن پر عمل کیا' ہم جب روانہ ہوئے تھے تو ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی۔

2740 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لِمُحَمَّدٍ - قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا لَا نَنْوِيْ اِلَّا الْحَجَّ

2739-تقدم (الحديث 2711) .

2740-تقدم (الحديث 289) .

فَلَمَّا كُنَّا بِسَرِفَ حِضْتُ فَدَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَبْكِي فَقَالَ "اَحِضْتِ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "اِنَّ هٰذَا شَيْءٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلٰى بَنَاتِ اٰدَمَ فَاقْضِي مَا يَقْضِي الْمُحْرِمُ غَيْرَ اَنْ لَا تَطُوفِي بِالْبَيْتِ".

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوئے' ہماری نیت صرف حج کرنے کی تھی' جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو مجھے حیض آ گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں رو رہی تھی' آپ نے دریافت کیا: کیا تمہیں حیض آ گیا ہے؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک ایسی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی بیٹیوں کا نصیب کر دی ہے' تم وہ تمام افعال سرانجام دو' جو محرم شخص سرانجام دیتا ہے' البتہ بیت اللہ کا طواف نہ کرنا۔

شرح

جب عورت نے تمتع کیا اور اس نے ایک قربانی کی (جو عید بقر کی ہے) تو اس سے تمتع کی قربانی نہ ہوگی کیونکہ اس نے ایسی قربانی کی ہے جو اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اس میں مرد کے لئے بھی اسی طرح حکم ہے۔

اور عورت جب احرام کے وقت حائض ہوگئی تو وہ غسل کر کے احرام باندھے جس طرح حج کرنے والے کریں وہ بھی ویسے ہی کرے۔ ہاں وہ بیت اللہ کا طواف نہ کرے حتیٰ کہ وہ پاک ہو جائے۔ اس کی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔ کہ جب مقام سرف پر ان پر ایام حیض آ گئے۔ اور اس دلیل کے پیش نظر کہ اس کا طواف مسجد میں ہوتا ہے اور وقوف جنگل میں ہوتا ہے اور اس کا یہ غسل کرنا احرام کے لئے ہے نماز کے لئے نہیں ہے لہٰذا اس کے لئے مفید نہ ہوگا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب الْحَجِّ بِغَيْرِ نِيَّةٍ يَقْصِدُهُ الْمُحْرِمُ.

یہ باب ہے کہ کسی نیت کے بغیر حج کرنا جس کا محرم شخص قصد کرتا ہے

2741 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِي قَيْسُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ سَمِعْتُ طَارِقَ بْنَ شِهَابٍ قَالَ قَالَ اَبُو مُوسٰى اَقْبَلْتُ مِنَ الْيَمَنِ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنِيخٌ بِالْبَطْحَاءِ حَيْثُ حَجَّ فَقَالَ "اَحَجَجْتَ". قُلْتُ نَعَمْ. قَالَ "كَيْفَ قُلْتَ". قَالَ قُلْتُ لَبَّيْكَ بِاِهْلَالٍ كَاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "فَطُفْ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَاَحِلَّ". فَفَعَلْتُ ثُمَّ اَتَيْتُ امْرَاَةً فَفَلَتْ رَاْسِي فَجَعَلْتُ اُفْتِي النَّاسَ بِذٰلِكَ حَتّٰى كَانَ فِي خِلَافَةِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا اَبَا مُوسٰى رُوَيْدَكَ بَعْضَ فُتْيَاكَ فَاِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا اَحْدَثَ اَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ فِي النُّسُكِ بَعْدَكَ. قَالَ اَبُو مُوسٰى يَا اَيُّهَا النَّاسُ مَنْ كُنَّا اَفْتَيْنَاهُ فَلْيَتَّئِدْ فَاِنَّ اَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ قَادِمٌ عَلَيْكُمْ فَائْتَمُّوا بِهِ. وَقَالَ عُمَرُ اِنْ نَاْخُذْ بِكِتَابِ اللّٰهِ فَاِنَّهُ يَاْمُرُنَا بِالتَّمَامِ وَاِنْ نَاْخُذْ بِسُنَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَحِلَّ حَتّٰى بَلَغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ.

☆☆ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں یمن سے آیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت بطحاء میں اپنی اونٹنی

2741-تقدم (الحديث 2737).

کو بٹھایا ہوا تھا' یہ اُس موقعے کی بات ہے کہ جب آپ حج کے لیے تشریف لے جا رہے تھے' آپ نے دریافت کیا: کیا تم نے حج کی نیت کر لی ہے' میں نے جواب دیا: جی ہاں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ حضرت ابوموسیٰ کہتے ہیں: میں نے عرض کی (میں نے یہ کہا ہے:) ''میں اُس حج کے لیے حاضر ہوں جو نبی اکرم ﷺ نے احرام باندھا ہے''۔

تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم بیت اللہ کا' صفا اور مروہ کا طواف کر لو اور احرام کھول دو تو میں نے ایسا ہی کیا' پھر میں اپنی بیوی کے پاس آیا' اُس نے میرے سر میں سے جوئیں نکالیں۔

بعد میں' میں اس کے مطابق لوگوں کو فتویٰ دیتا رہا' یہاں تک کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا تو ایک شخص نے حضرت ابوموسیٰ سے کہا: اے ابوموسیٰ! آپ اپنے بعض فتاویٰ بیان نہ کریں کیونکہ آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ حج کے احکام کے بارے میں آپ کے بعد امیر المؤمنین نے کون سا نیا حکم جاری کیا ہے؟ تو حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے لوگو! میں جو فتویٰ دیتا رہا ہوں' اُس سے رُک جاؤ' کیونکہ امیر المؤمنین تمہارے پاس تشریف لا رہے ہیں' تو تم اُن کی پیروی کرنا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر ہم اللہ کی کتاب کے مطابق حکم دیتے ہیں' تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں مکمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اگر ہم نبی اکرم ﷺ کی سنت پر عمل کرتے ہیں' تو نبی اکرم ﷺ نے اُس وقت تک احرام نہیں کھولا تھا' جب تک قربانی اپنی مخصوص جگہ تک نہیں پہنچ گئی تھی۔

2742 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ عَلِيًّا قَدِمَ مِنَ الْيَمَنِ بِهَدْىٍ وَّسَاقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمَدِيْنَةِ هَدْيًا قَالَ لِعَلِيٍّ "بِمَا اَهْلَلْتَ" . قَالَ قُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُهِلُّ بِمَا اَهَلَّ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعِىَ الْهَدْىُ . قَالَ "فَلَا تَحِلَّ" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اُن سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے ہمیں یہ بات بتائی' حضرت علی رضی اللہ عنہ قربانی کا جانور ساتھ لے کر یمن سے تشریف لائے تھے' جبکہ نبی اکرم ﷺ مدینہ منورہ سے اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر گئے تھے' نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا: میں نے یہ کہا ہے کہ اے اللہ! میں وہی احرام باندھتا ہوں' جو نبی اکرم ﷺ نے باندھا ہے اور میرے ساتھ قربانی کا جانور بھی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم احرام نہ کھولنا۔

2743 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَدِمَ عَلِىٌّ مِّنْ

2742-تقدم (الحديث 2711) .

2743-اخرجه البخاري في المغازي، باب بعث علي بن ابي طالب عليه السلام و خالد بن الوليد الى اليمن قبل حجة الوداع (الحديث 4352) . و الحديث عند : البخاري في الحج، باب من اهل في زمن النبي صلى الله عليه وسلم كاهلال النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1557) . تحفة الاشراف (2457) .

سِعَايَتِهٖ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "بِمَا اَهْلَلْتَ يَا عَلِيُّ" . قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ "فَاهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا اَنْتَ" . قَالَ وَاَهْدٰى عَلِيٌّ لَهٗ هَدْيًا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی منصبی ذمے داریوں سے تشریف لائے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے دریافت کیا: اے علی! تم نے کیا نیت کی ہے؟ تو اُنہوں نے عرض کی: میں نے اُس کے مطابق کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیت کی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم قربانی کا جانور ساتھ رکھو اور احرام کی حالت میں رہنا' جس طرح تم ہو۔

راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لے کر آئے تھے۔

2744 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنْ اَبِيْ اِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ عَلِيٍّ حِيْنَ اَمَّرَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْيَمَنِ فَاَصَبْتُ مَعَهٗ اَوَاقِيَ فَلَمَّا قَدِمَ عَلِيٌّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِيٌّ وَّجَدْتُ فَاطِمَةَ قَدْ نَضَحَتِ الْبَيْتَ بِنَضُوْحٍ قَالَ فَتَخَطَّيْتُهٗ فَقَالَتْ لِيْ مَا لَكَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَ اَصْحَابَهٗ فَاَحَلُّوْا قَالَ قُلْتُ اِنِّيْ اَهْلَلْتُ بِاِهْلَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . قَالَ فَاَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيْ "كَيْفَ صَنَعْتَ" . قُلْتُ اِنِّيْ اَهْلَلْتُ بِمَا اَهْلَلْتَ . قَالَ "فَاِنِّيْ قَدْ سُقْتُ الْهَدْيَ وَقَرَنْتُ" .

☆☆ حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن کا امیر مقرر کیا تھا' میں نے اُن کے ساتھ چند اوقیہ (چاندی) کمائی تھی' جب حضرت علی رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کو ایسی حالت میں پایا کہ اُس نے اپنی رہائش گاہ کو خوشبو سے مہکا رکھا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے اُس کے اس طرزِ عمل کو غلط قرار دیا تو فاطمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے کہا: آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا ہے' اُن لوگوں نے احرام کھول دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے تو یہ کہا تھا کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے مطابق احرام باندھ رہا ہوں' حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: پھر میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' آپ نے مجھ سے دریافت کیا: تم نے کیا کیا ہے؟ میں نے جواب دیا: میں نے وہی احرام باندھا ہے' جو آپ نے باندھا ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو قربانی کا جانور ساتھ لایا ہوں اور میں نے حج قران کرنا ہے۔

بَاب اِذَا اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ هَلْ يَجْعَلُ مَعَهَا حَجًّا .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے' تو کیا وہ اُس کے ساتھ حج کو شامل کر سکتا ہے

2745 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ اَرَادَ الْحَجَّ عَامَ نَزَلَ الْحَجَّاجُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ فَقِيْلَ لَهٗ اِنَّهٗ كَائِنٌ بَيْنَهُمْ قِتَالٌ وَّاَنَا اَخَافُ اَنْ يَّصُدُّوْكَ . قَالَ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اِذًا اَصْنَعُ

2744-تقدم (الحديث 2724) .

كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً . ثُمَّ خَرَجَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِظَاهِرِ الْبَيْدَاءِ قَالَ مَا شَانُ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اِلَّا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّىْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجًّا مَّعَ عُمْرَتِىْ .
وَاَهْدٰى هَدْيًا اشْتَرَاهُ بِقُدَيْدٍ ثُمَّ انْطَلَقَ يُهِلُّ بِهِمَا جَمِيْعًا حَتّٰى قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَلَمْ يَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ وَلَمْ يَنْحَرْ وَلَمْ يَحْلِقْ وَلَمْ يُقَصِّرْ وَلَمْ يَحِلَّ مِنْ شَىْءٍ حَرُمَ مِنْهُ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَنَحَرَ وَحَلَقَ فَرَاٰى اَنْ قَدْ قَضٰى طَوَافَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِطَوَافِهِ الْاَوَّلِ وَقَالَ ابْنُ عُمَرَ كَذٰلِكَ فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں: جس سال حجاج حضرت عبداللہ بن زبیر پر حملہ کرنے کے لیے آیا تو اُس سال حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے حج کا ارادہ کیا تو اُن سے کہا گیا: ابھی جنگ ہونے والی ہے' مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ لوگ آپ کو وہاں تک نہیں پہنچنے دیں گے تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: تم لوگوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کار میں بہترین نمونہ ہے' میں اس صورت میں ویسا ہی کروں گا' جس طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا' میں تمہیں گواہ بنا کر یہ کہہ رہا ہوں کہ میں نے عمرے کو اپنے اوپر لازم کرلیا ہے' پھر وہ روانہ ہو گئے' یہاں تک کہ جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچے تو وہ بولے: حج اور عمرے کا طریقہ ایک ہی جیسا ہے' میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے' پھر وہ اپنے ساتھ قربانی کا جانور لائے جو اُنہوں نے قدید کے مقام سے خریدا تھا' پھر وہ اُن دونوں کا تلبیہ پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے یہاں تک کہ مکہ آ گئے' پھر اُنہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی اور مزید کچھ نہیں کیا' اُنہوں نے قربانی نہیں کی' سر نہیں منڈوایا' بال چھوٹے نہیں کروائے اور ایسی کسی چیز سے حلال نہیں ہوئے' جو اُن کے لیے حرام تھی یہاں تک کہ جب قربانی کا دن آیا تو اُنہوں نے قربانی کی اور سر منڈوالیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ وہ حج اور عمرے کا طواف پہلے طواف کی شکل میں ہی ادا کر چکے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ہی کیا تھا۔

باب كَيْفَ التَّلْبِيَةُ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کس طرح پڑھا جائے گا؟

2746 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ اِنَّ سَالِمًا اَخْبَرَنِىْ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا

2745-اخرجه البخاري في الحج، باب طواف القارن (الحديث 1640) . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان جواز التحلل بالا حصار، و جواز القران (الحديث 182) . تحفة الاشراف (8279) .

2746-اخرجه البخاري في اللباس، باب التلبيد (الحديث 5915) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها (الحديث 21) . و الحديث عند: البخاري في الحج، باب من اهل ملبدًا (الحديث 1540) . و ابي داؤد في المناسك، باب التلبيد (الحديث 1747) . والنسائي في الحج، التلبيد عند الاحرام (الحديث 2682) . و ابن ماجه في المناسك، باب من لبد راسه (الحديث 3047) . تحفة الاشراف (6976) .

شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" . وَاَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَعُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهِ النَّاقَةُ قَائِمَةً عِنْدَ مَسْجِدِ ذِى الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِهٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ .

☆☆ سالم بیان کرتے ہیں: اُن کے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) نے یہ بات بیان کی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان الفاظ میں تلبیہ پڑھتے ہوئے سنا ہے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' حمد نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ فرمایا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالحلیفہ میں دو رکعات نماز ادا کی تھی' پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی ذوالحلیفہ کی مسجد کے پاس سیدھی کھڑی ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کلمات کے ذریعے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2747 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَكَمِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ زَيْدًا وَاَبَا بَكْرٍ ابْنَىْ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُمَا سَمِعَا نَافِعًا يُحَدِّثُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان الفاظ میں تلبیہ) پڑھا کرتے تھے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

2748 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تلبیہ یہ تھا:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

2749 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ

2747-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7665) .

2748-اخرجه البخاري في الحج، باب التلبية (الحديث 1549) . و اخرجه مسلم في الحج، باب التلبية و صفتها ووقتها (الحديث 19) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب كيف التلبية (الحديث 1812) . تحفة الاشراف (8344) .

عُمَرَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كَانَتْ تَلْبِيَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ" . وَزَادَ فِيهِ ابْنُ عُمَرَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ وَالرَّغْبَاءُ اِلَيْكَ وَالْعَمَلُ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کلمات میں' ان الفاظ کا اضافہ کرتے ہیں:

''میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' سعادت مندی اور بھلائی تیرے دستِ قدرت میں ہے' اجر وثواب کی اُمید اور عمل (کے اجر وثواب) کی تجھ سے ہی اُمید کی جاسکتی ہے''۔

2750 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ عَنْ اَبِي اِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے یہ الفاظ تھے:

''میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں' تیرا کوئی شریک نہیں ہے' میں حاضر ہوں' بے شک حمد اور نعمت تیرے لیے مخصوص ہیں' اور بادشاہی بھی' تیرا کوئی شریک نہیں ہے''۔

2751 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِي سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ مِنْ تَلْبِيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَبَّيْكَ اِلٰهَ الْحَقِّ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَ هٰذَا عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْفَضْلِ اِلَّا عَبْدَ الْعَزِيْزِ رَوَاهُ اِسْمَاعِيْلُ بْنُ اُمَيَّةَ عَنْهُ مُرْسَلًا .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تلبیہ کے الفاظ یہ تھے:

''اے حقیقی معبود! میں حاضر ہوں''۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق عبداللہ بن فضل کے حوالے سے اس روایت کو صرف عبدالعزیز نے نقل کیا ہے اور اسماعیل بن اُمیہ نے اس روایت کو اُن سے مرسل حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

2749-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7313) .

2750-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9398) .

2751-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب التلبية (الحديث 2920) . تحفة الاشراف (13941) .

باب رَفْعِ الصَّوْتِ بِالإِهْلاَلِ .

یہ باب ہے کہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھنا

2752 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ خَلاَّدِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "جَاءَنِىْ جِبْرِيْلُ فَقَالَ لِىْ يَا مُحَمَّدُ مُرْ اَصْحَابَكَ اَنْ يَّرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّلْبِيَةِ" .

☆☆ خلاد بن سائب اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں: جبریل میرے پاس آئے اور اُنہوں نے مجھ سے کہا: اے حضرت محمد! آپ اپنے اصحاب کو یہ ہدایت کیجئے کہ وہ بلند آواز میں تلبیہ پڑھیں۔

باب الْعَمَلِ فِى الإِهْلاَلِ .

یہ باب تلبیہ پڑھنے کے طریقے کے بیان میں ہے

2753 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلاَمِ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ فِىْ دُبُرِ الصَّلاَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ﷠ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نماز کے بعد تلبیہ پڑھا کرتے تھے۔

2754 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ اَنْبَاَنَا النَّضْرُ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْبَيْدَاءِ ثُمَّ رَكِبَ وَصَعِدَ جَبَلَ الْبَيْدَاءِ وَاَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ حِيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ .

☆☆ حضرت انس ﷛ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے بیداء میں ظہر کی نماز ادا کی' پھر آپ ﷺ سوار ہوئے' پھر آپ بیداء پہاڑ پر چڑھے تو ظہر کی نماز ادا کر لینے کے بعد آپ نے حج اور عمرے کا تلبیہ پڑھا۔

2755 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِىْ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ فِىْ حَجَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا اَتَى ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى وَهُوَ صَامِتٌ حَتّٰى اَتَى الْبَيْدَاءَ .

☆☆ امام جعفر صادق ﷛ اپنے والد (حضرت امام باقر ﷛) کے حوالے سے حضرت جابر ﷛ کا نبی اکرم ﷺ کے

2752-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب كيف التلبية (الحديث 1814) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في رفع الصوت بالتلبية (الحديث 829) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب رفع الصوت بالتلبية (الحديث 2922) . تحفة الاشراف (3788) .

2753-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء متى احرم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 819) . تحفة الاشراف (5502) .

2754-تقدم (الحديث 2661) .

2755-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2619) .

حج کے بارے میں یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے نماز ادا کی' آپ اُس وقت تک خاموش رہے تھے یہاں تک کہ جب آپ ﷺ بیداء تشریف لائے تو پھر آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

2756 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يَقُوْلُ بَيْدَاؤُكُمْ هٰذِهِ الَّتِى تَكْذِبُوْنَ فِيْهَا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ مَسْجِدِ ذِى الْحُلَيْفَةِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: یہ جو تمہارے والا بیداء ہے' اس کے بارے میں تم لوگ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں غلط بات منسوب کرتے ہو' نبی اکرم ﷺ نے مسجد ذوالحلیفہ سے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2757 - اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْكَبُ رَاحِلَتَهُ بِذِى الْحُلَيْفَةِ ثُمَّ يُهِلُّ حِيْنَ تَسْتَوِى بِهٖ قَائِمَةً .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ آپ ذوالحلیفہ میں اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب آپ کی سواری سیدھی کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کر دیا۔

2757 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ صَالِحُ بْنُ كَيْسَانَ ح وَاَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ يَعْنِى ابْنَ يُوْسُفَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهُ كَانَ يُخْبِرُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهَلَّ حِيْنَ اسْتَوَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ کی سواری جب کھڑی ہوگئی تھی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا تھا۔

2759 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَّابْنِ اِسْحَاقَ وَمَالِكِ بْنِ اَنَسٍ عَنِ الْمَقْبُرِىِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ تُهِلُّ اِذَا اسْتَوَتْ بِكَ نَاقَتُكَ . قَالَ اِنَّ

2756-اخرجه البخاري في الحج، باب الاهلال عند مسجد ذي الحليفة (الحديث 1541) . و اخرجه مسلم في الحج باب التلبية و صفتها ووقتها (الحديث 20) بمعناه، وباب امر اهل المدينة بالاحرام، من عند مسجد ذي الحليفة (الحديث 23 و 24) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1771) . واخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء من اي موضع احرم النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 818) . تحفة الاشراف (7020) .

2757-اخرجه البخاري في الحج، باب قول الله تعالى (ياتوك رجالا و على كل ضامر ياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم) (الحديث 1514) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 29) . تحفة الاشراف (6980) .

2758-اخرجه البخاري في الحج، باب من اهل حين استوت به راحلته قائمة (الحديث 1552) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 28) . تحفة الاشراف (7680) .

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهِلُّ اِذَا اسْتَوَتْ بِهٖ نَاقَتُهٗ وَانْبَعَثَتْ .

☆☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ جب آپ کی اونٹنی کھڑی ہوتی ہے تو آپ اُس وقت تلبیہ پڑھنا شروع کر دیتے ہیں تو اُنہوں نے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی تلبیہ پڑھنا اُس وقت شروع کیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کھڑی ہوئی تھی اور چلنے کے لیے تیار ہوگئی تھی۔

باب اِهْلَالِ النُّفَسَاءِ .

یہ باب ہے کہ نفاس والی عورت کا تلبیہ پڑھنا

2760 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِى النَّاسِ بِالْحَجِّ فَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ يَقْدِرُ اَنْ يَّاْتِىَ رَاكِبًا اَوْ رَاجِلًا اِلَّا قَدِمَ فَتَدَارَكَ النَّاسُ لِيَخْرُجُوْا مَعَهٗ حَتّٰى جَآءَ ذَا الْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْتَسِلِىْ وَاسْتَثْفِرِىْ بِثَوْبٍ ثُمَّ اَهِلِّىْ" . فَفَعَلَتْ مُخْتَصَرٌ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نو برس تک (مدینہ منورہ میں) مقیم رہے' آپ نے اس دوران حج نہیں کیا' پھر آپ نے لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کروا دیا' پھر کوئی شخص ایسا باقی نہیں بچا جو سوار ہو کر آنے یا پیدل آنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور وہ نہ آیا ہو' لوگ اکٹھے ہو گئے تا کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ تشریف لائے تو سیدہ اسماء بن عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا' اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم غسل کرنے کے بعد کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لو اور پھر تلبیہ پڑھنا شروع کر دو تو اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2761 – اَخْبَرَنَا عَلِىُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اِسْمَاعِيْلُ - وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ - قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَفِسَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِىْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ

2759-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين، ولا يمسح على النعلين (الحديث 166) مطولاً، و في اللباس، باب النعال السبتية، و غيرها • الحديث 5851) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1772) مطولاً و الحديث عند : الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) . و النسائي في الطهارة باب الوضوء في النعل (الحديث 117)، و في مناسك الحج ترك استلام الركنين الآخرين (2950)، و في الزينة، تصفير اللحية (الحديث 5258) . و ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) . تحفة الاشراف (7316) .

2760-تقدم في الطهارة، باب الاغتسال من النفاس (الحديث 214) .

2761-تقدم (الحديث 214) .

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَسْأَلُهُ كَيْفَ تَفْعَلُ فَأَمَرَهَا أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَسْتَثْفِرَ بِثَوْبِهَا وَتُهِلَّ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کو جنم دیا تو انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام بھجوایا اور آپ سے مسئلہ دریافت کیا کہ اب اُن کو کیا کرنا چاہیے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو ہدایت کی کہ وہ غسل کر لیں اور کپڑے کو مضبوطی سے باندھ لیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کر دیں۔

باب فِي الْمُهِلَّةِ بِالْعُمْرَةِ تَحِيضُ وَتَخَافُ فَوْتَ الْحَجِّ .

یہ باب ہے کہ جب عمرہ کا تلبیہ پڑھنے والی عورت کو حیض آ جائے اور اُسے حج کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو (تو وہ کیا کرے گی؟)

2762 - أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ أَقْبَلْنَا مُهِلِّينَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَجٍّ مُفْرَدٍ وَأَقْبَلَتْ عَائِشَةُ مُهِلَّةً بِعُمْرَةٍ حَتّٰى إِذَا كُنَّا بِسَرِفَ عَرَكَتْ حَتّٰى إِذَا قَدِمْنَا طُفْنَا بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَأَمَرَنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَحِلَّ مِنَّا مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ قَالَ فَقُلْنَا حِلُّ مَاذَا قَالَ "الْحِلُّ كُلُّهُ" . فَوَاقَعْنَا النِّسَاءَ وَتَطَيَّبْنَا بِالطِّيبِ وَلَبِسْنَا ثِيَابَنَا وَلَيْسَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ إِلَّا أَرْبَعُ لَيَالٍ ثُمَّ أَهْلَلْنَا يَوْمَ التَّرْوِيَةِ ثُمَّ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى عَائِشَةَ فَوَجَدَهَا تَبْكِي فَقَالَ "مَا شَأْنُكِ" . فَقَالَتْ شَأْنِي أَنِّي قَدْ حِضْتُ وَقَدْ حَلَّ النَّاسُ وَلَمْ أُحْلِلْ وَلَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ وَالنَّاسُ يَذْهَبُونَ إِلَى الْحَجِّ الْآنَ . فَقَالَ "إِنَّ هٰذَا أَمْرٌ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَى بَنَاتِ آدَمَ فَاغْتَسِلِي ثُمَّ أَهِلِّي بِالْحَجِّ" . فَفَعَلَتْ . وَوَقَفَتِ الْمَوَاقِفَ، حَتّٰى إِذَا طَهُرَتْ طَافَتْ بِالْكَعْبَةِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ قَالَ "قَدْ حَلَلْتِ مِنْ حَجَّتِكِ وَعُمْرَتِكِ جَمِيعًا" . فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَجِدُ فِي نَفْسِي أَنِّي لَمْ أَطُفْ بِالْبَيْتِ حَتّٰى حَجَجْتُ . قَالَ "فَاذْهَبْ بِهَا يَا عَبْدَ الرَّحْمٰنِ فَأَعْمِرْهَا مِنَ التَّنْعِيمِ" . وَذٰلِكَ لَيْلَةَ الْحَصْبَةِ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ حج افراد کا احرام باندھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آ گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عمرے کا احرام باندھا تھا' جب ہم سرف کے مقام پر پہنچے تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض آ گیا' جب ہم لوگ مکہ آ گئے تو ہم نے خانہ کعبہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ حکم دیا کہ ہم میں سے جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دیں' ہم نے دریافت کیا: کس حد تک ہم حلال ہوں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ مکمل طور پر حلال ہو جاؤ گے۔ (راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے خواتین کے ساتھ صحبت کی' خوشبو لگائی اور سلے ہوئے کپڑے پہن

2762-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان و جوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 136) . و اخرجه ابو داؤد في الحج، باب في افراد الحج (الحديث 1785) . تحفة الاشراف (2908) .

لیے اُس وقت ہمارے اور وقوف عرفات کے درمیان صرف چار دن رہ گئے تھے ہم نے ترویہ کے دن احرام باندھا' پھر نبی اکرم ﷺ' سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے پاس تشریف لے گئے تو وہ رو رہی تھیں' نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے عرض کی: میرا مسئلہ یہ ہے کہ مجھے حیض آ گیا ہے' لوگوں نے احرام کھول دیا ہے مگر میں نے احرام نہیں کھولا' میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا' اور اب آپ لوگ حج کے لیے جانے لگے ہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ وہ چیز ہے جو اللہ نے آدم کی بیٹیوں پر لازم کر دی ہے' تم غسل کر لو اور پھر حج کا احرام باندھ لو' تو سیدہ عائشہ ؓ نے ایسا ہی کیا' انہوں نے مواقف میں وقوف کیا' یہاں تک کہ جب وہ پاک ہو گئیں تو انہوں نے خانہ کعبہ کا طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم حج اور عمرے دونوں کا احرام ایک ساتھ کھول دو' تو انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! مجھے ایک اُلجھن ہے کہ میں بیت اللہ کا طواف اُس وقت تک نہیں کر سکی جب تک میں نے حج نہیں کر لیا' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عبدالرحمٰن! تم اس کے ساتھ جاؤ اور اسے تنعیم سے عمرہ کروا دو۔

(راوی کہتے ہیں:) یہ وادیٔ محصب میں پڑاؤ کی رات کی بات ہے۔

2763 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَهْلَلْنَا بِعُمْرَةٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُهْلِلْ بِالْحَجِّ مَعَ الْعُمْرَةِ ثُمَّ لَا يَحِلُّ حَتّٰى يَحِلَّ مِنْهُمَا جَمِيْعًا". فَقَدِمْتُ مَكَّةَ وَاَنَا حَائِضٌ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ وَلَا بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَشَكَوْتُ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "انْقُضِيْ رَاْسَكِ وَامْتَشِطِيْ وَاَهِلِّيْ بِالْحَجِّ وَدَعِي الْعُمْرَةَ". فَفَعَلْتُ فَلَمَّا قَضَيْتُ الْحَجَّ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاعْتَمَرْتُ قَالَ "هٰذِهٖ مَكَانُ عُمْرَتِكِ". فَطَافَ الَّذِيْنَ اَهَلُّوْا بِالْعُمْرَةِ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلُّوْا ثُمَّ طَافُوْا طَوَافًا اٰخَرَ بَعْدَ اَنْ رَجَعُوْا مِنْ مِنًى لِحَجِّهِمْ وَاَمَّا الَّذِيْنَ جَمَعُوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَاِنَّمَا طَافُوْا طَوَافًا وَّاحِدًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم نے عمرے کا احرام باندھا' پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہو' وہ عمرے کے ساتھ حج کا بھی تلبیہ پڑھے اور پھر اُس وقت تک احرام نہ کھولے جب تک اُن دونوں کا احرام ایک ساتھ نہیں کھولتا۔

(سیدہ عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں:) پھر میں مکہ آئی تو مجھے حیض آ چکا تھا' میں نے بیت اللہ کا طواف بھی نہیں کیا اور صفا و مروہ کی سعی بھی نہیں کی' میں نے اس بات کی شکایت نبی اکرم ﷺ سے کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بال کھول کر اُن میں کنگھی کر لو اور پھر حج کا احرام باندھ لو اور عمرے کو چھوڑ دو۔ میں نے ایسا ہی کیا' جب میں نے حج مکمل کر لیا تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے

2763-تقدم (الحديث 242) .

حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تنعیم بھیجا تو میں نے عمرہ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہارے عمرے کی جگہ پر ہے' جن لوگوں نے عمرہ کرنے کے بعد (یعنی بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دیا تھا)۔

اُنہوں نے منیٰ سے واپس جانے کے بعد ایک مرتبہ پھر طواف کیا تھا جو اُن کے حج کے لیے تھا لیکن جن لوگوں نے حج اور عمرے کو جمع کیا تھا' اُنہوں نے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

شرح

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حیض و نفاس والی عورتیں جب میقات پر آئیں تو غسل کر کے احرام باندھ لیں اور حج کے تمام ارکان ادا کریں سوائے طواف کعبہ کے۔ ابومعمر نے اپنی حدیث میں یہ اضافہ نقل کیا ہے حتـی تطهـر یعنی یہاں تک کہ پاک صاف ہو جائیں اور ابن عیسیٰ نے عکرمہ اور مجاہد کو ذکر نہیں کیا بلکہ یوں کہا عن عطاء عن ابن عباس، نیز ابن عیسیٰ نے لفظ کلها بھی ذکر نہیں کیا۔ (سنن ابوداؤد)

علامہ ابن محمود البابرتی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

اور جب عورت نے تمتع کیا اور اس نے ایک قربانی کی (جو عید بقر کی ہے) تو اس سے تمتع کی قربانی نہ ہوگی۔ **کیونکہ اس پر** تمتع کا دم واجب ہے۔ قربانی اس پر واجب نہیں ہے۔ اور اگر اس پر قربانی واجب ہو اور اس نے جانور قربانی کی نیت سے خریدا تو اس پر ایک دوسری بھی واجب ہوگئی۔ کیونکہ وہ تمتع کی وجہ سے واجب ہوگی۔ اور اس کی دلیل یہ بھی ہے کہ ایک دم اس پر تمتع کا ہے اور دوسرا دم اس لئے ہے کہ وہ وقت سے پہلے حلال ہوئی ہے۔ (عنایہ شرح الہدایہ، ۴، ص ۶۹، بیروت)

عورت جب وقوف وطواف زیارت کے بعد حائض ہوئی

اگر عورت وقوف اور طواف زیارت کے بعد حائض ہوئی تو وہ مکہ سے چلی جائے اور طواف صدور کی وجہ سے اس پر کچھ لازم نہ ہوگا۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حائض عورتوں کو طواف صدر ترک کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔

اور جس بندے نے مکہ کو جائے سکونت بنالیا اس پر طواف صدر نہیں ہے کیونکہ طواف صدر اس پر ہے جو مکے سے اپنے وطن کو واپس جائے۔ ہاں البتہ جب اس نے پہلے نفر کے وقت آجانے کے بعد مکے کو گھر بنایا۔ اسی روایت کے مطابق جو حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے روایت کی گئی ہے اور بعض نے اس کو حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت کیا ہے۔ اس لئے طواف صدور اس پر واجب ہوگیا ہے کیونکہ جب اس کا وقت آجائے۔ لہٰذا اس کے بعد وہ اقامت کی نیت ساقط نہ ہوگا۔

حائض کے طواف وسعی نہ کرنے کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لبیک کہتے وقت صرف حج کا ذکر کرتے تھے بعض حضرات نے یہ معنی لکھے ہیں کہ ہم صرف حج کا قصد کرتے تھے یعنی مقصود اصلی حج تھا عمرہ نہیں تھا، لہٰذا عمرہ کا ذکر نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ عمرہ نیت میں بھی نہیں تھا۔ پھر جب ہم مقام سرف میں پہنچے تو میرے ایام شروع ہوگئے؛ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں اس خیال سے رو رہی تھی کہ حیض کی وجہ سے میں

حج نہ کر پاؤں گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے میری کیفیت دیکھ کر فرمایا کہ شاید تمہارے ایام شروع ہو گئے ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو ایک ایسی چیز ہے جسے اللہ تعالیٰ نے آدم کی بیٹیوں کے لئے مقرر فرما دیا ہے اس کی وجہ سے رونے اور مضطرب ہونے کی کیا ضرورت ہے تم بھی وہی افعال کرو جو حاجی کرتے ہیں۔ ہاں جب تک پاک نہ ہو جاؤ (یعنی ایام ختم نہ ہو جائیں اور اس کے بعد نہا نہ لو۔ اس وقت تک بیت اللہ کا طواف نہ کرنا اور نہ سعی کرنا کیونکہ سعی طواف کے بعد ہی صحیح ہوتی ہے۔ (بخاری و مسلم)

سرف ایک جگہ کا نام ہے جو مکہ مکرمہ سے تقریباً چھ میل اور مقام تنعیم سے جانب شمال تین یا چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس جگہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کی قبر ہے اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی اسی جگہ ہوا، شب زفاف بھی یہیں گزری اور انتقال بھی یہیں ہوا۔

اس حدیث کے پیش نظر ایک خلجان پیدا ہو سکتا ہے اور وہ یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ **لا نذکر الا الحج** (ہم صرف حج کا ذکر کرتے تھے) خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی اس روایت کے بالکل متضاد ہیں جو گزشتہ باب میں گزر چکی ہے جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بارے میں یہ بتایا تھا کہ **ولم اهلل الا بعمرة** (یعنی میں نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا) لہٰذا اس ظاہر تضاد کو دفع کرنے کے لئے یہ تاویل کی جائے گی کہ یہاں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے الفاظ **لا نذکر الا الحج** کی مراد یہ ہے کہ اس سفر سے ہمارا اصل مقصد حج تھا اور چونکہ حج کی تین قسمیں ہیں یعنی افراد، تمتع اور قران، اس لئے ہم میں سے بعض تو مفرد تھے اور بعض متمتع اور بعض قارن۔ میں نے تمتع کا قصد کیا تھا، چنانچہ میں نے میقات سے عمرہ کا احرام باندھا مگر مکہ پہنچنے سے پہلے ہی میرے ایام شروع ہو گئے جس کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ عرفہ کا دن یعنی وقوف عرفات کا وقت آ گیا اور اس طرح عمرہ کا وقت گزر کر ایام حج شروع ہو گئے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ میں عمرہ کا احرام تو کھول دوں اور حج کا احرام باندھ لوں اور پھر طواف اور سعی کے علاوہ دیگر افعال حج کروں۔

حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا اور ان میں سے کسی کے پاس قربانی نہ تھی سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کے سیدنا علی رضی اللہ عنہ یمن سے آئے اور ان کے ہمراہ قربانی تھی پس انہوں نے کہا کہ میں نے بھی اسی چیز کا احرام باندھا ہے جس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھا ہے۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب کو یہ حکم دیا: اس احرام کو عمرہ کا احرام کر دیں اور طواف کر کے بال کترا دیں اور احرام سے باہر ہو جائیں سوائے اس شخص کے کہ جس کے ہمراہ قربانی ہو۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم منیٰ کیوں کر جائیں؟ حالانکہ ہمارے عضو مخصوص سے منی ٹپک رہی ہوگی۔ یہ خبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کاش! اگر میں پہلے سے اس بات کو جان لیتا جس کو میں اب جانتا ہے تو میں اپنے ہمراہ قربانی نہ لاتا اور اگر میرے ساتھ قربانی ہوتی تو میں احرام سے باہر ہو جاتا۔ (بخاری)

دوا کے ذریعہ سے حیض روک کر طواف زیارت؟

عورت کو اگر یہ خطرہ ہے کہ طواف زیارت یا طواف عمرہ کے زمانہ میں حیض آ جائے گا اور ایام حیض گزر جانے تک انتظار

بھی بہت مشکل ہے تو ایسی صورت میں پہلے سے مانع حیض دوا استعمال کر کے حیض روک لیتی ہے اور اسی حالت میں طواف زیارت یا طواف عمرہ کر لیتی ہے تو صحیح اور درست ہو جائے گا؛ اس پر کوئی جرمانہ بھی نہ ہوگا؛ بشرطیکہ اس مدت میں کسی قسم کا خون کا دھبہ وغیرہ نہ آیا ہو؛ مگر شدید ضرورت کے بغیر اس طرح کی دوا استعمال نہ کرے، اس لیے کہ اس سے عورت کی صحت پر نقصان دہ اثر پڑتا ہے۔ (انوار مناسک)

دورانِ حیض دوا کے ذریعہ حیض روک لیا؟

اگر دورانِ حیض دوا کے ذریعہ سے حیض رُوک لیا ہے اور طواف زیارت سے فارغ ہونے کے بعد اگر عادت کے ایام میں دوبارہ حیض آ گیا ہے تو یہ سمجھا جائیگا کہ اس نے حالتِ حیض میں طواف کیا ہے؛ لہٰذا جرمانہ میں اُونٹ یا گائے کی قربانی لازم ہو جائے گی؛ البتہ اگر پاک ہونے کے بعد اعادہ کر لے گی تو جرمانہ ساقط ہو جائے گا اور مناسک ملا علی قاری میں ہے کہ اس طرح کرنا ایک قسم کی معصیت بھی ہے، اس لیے اعادہ کے ساتھ توبہ کرنا بھی لازم ہو جائے گا اور اگر اعادہ نہیں کیا تو بدنہ کے کفارہ کے ساتھ ساتھ توبہ بھی لازم ہوگی اور اگر دوا کے ذریعہ سے حیض اس طرح رُک گیا کہ طواف کے بعد عادت کا زمانہ ختم ہونے تک حیض آیا ہی نہیں تو ایسی صورت میں طواف بلا کراہت صحیح ہو جائے گا اور کوئی جرمانہ بھی لازم نہ ہوگا۔ (انوار مناسک، ۴۸۷)

باب الْاِشْتِرَاطِ فِي الْحَجِّ .

یہ باب ہے کہ حج میں شرط عائد کرنا

2764 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ عَنْ عَمْرِو بْنِ هَرِمٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَّعِكْرِمَةُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضُبَاعَةَ اَرَادَتِ الْحَجَّ فَاَمَرَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَشْتَرِطَ فَفَعَلَتْ عَنْ اَمْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا نے حج کرنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں یہ ہدایت کی کہ وہ شرط عائد کر لیں؛ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔

باب كَيْفَ يَقُوْلُ اِذَا اشْتَرَطَ .

یہ باب ہے کہ شرط عائد کرتے وقت آدمی کیا کہے؟

2765 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو النُّعْمَانِ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَحْوَلُ قَالَ حَدَّثَنَا هِلَالُ بْنُ خَبَّابٍ قَالَ سَاَلْتُ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ عَنِ الرَّجُلِ يَحُجُّ يَشْتَرِطُ قَالَ الشَّرْطُ بَيْنَ النَّاسِ فَحَدَّثْتُهُ حَدِيْثَهُ -

2764-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه (الحديث 107) . تحفة الاشراف (5595) .

2765-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الاشتراط في الحج (الحديث 1776) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الاشتراط في الحج (الحديث 941) . تحفة الاشراف (6232) .

يَعْنِىْ عِكْرِمَةَ - فَحَدَّثَنِىْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ ضُبَاعَةَ بِنْتَ الزُّبَيْرِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اَتَتِ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ اَقُوْلُ قَالَ "قُوْلِىْ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ وَمَحِلِّى مِنَ الْاَرْضِ حَيْثُ تَحْبِسُنِىْ فَاِنَّ لَكِ عَلٰى رَبِّكِ مَا اسْتَثْنَيْتِ".

☆☆ ہلال بن خباب بیان کرتے ہیں: میں نے سعید بن جبیر سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو حج کرتے ہوئے اُس میں شرط عائد کر لیتا ہے تو اُنہوں نے فرمایا: شرط تو لوگوں کے درمیان ہوتی ہے تو میں نے اُنہیں یہ حدیث سنائی یعنی وہ حدیث جو عکرمہ کے حوالے سے منقول ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں حج کرنا چاہتی ہوں تو میں کیا کہوں (یعنی میں کیا نیت کروں)؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم یہ کہو:

''میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں اور میں راستے میں اُسی جگہ احرام کھول دوں گی جہاں سے تو مجھے روک دے گا''۔

(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) تم جو استثناء کرلوگی اُس حوالے سے تمہیں اپنے پروردگار پر حق حاصل ہوگا۔

2766 - اَخْبَرَنِىْ عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ طَاوُسًا وَّعِكْرِمَةَ يُخْبِرَانِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ جَائَتْ ضُبَاعَةُ بِنْتُ الزُّبَيْرِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ امْرَاَةٌ ثَقِيْلَةٌ وَّاِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ فَكَيْفَ تَاْمُرُنِىْ اَنْ اُهِلَّ قَالَ "اَهِلِّىْ وَاشْتَرِطِىْ اِنَّ مَحِلِّىْ حَيْثُ حَبَسْتَنِىْ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: سیدہ ضباعہ بنت زبیر رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بھاری بھرکم عورت ہوں (یا بیمار عورت ہوں) اور میں حج کرنا چاہتی ہوں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کیا ہدایت کرتے ہیں کہ میں کس طرح احرام باندھوں (یا کس طرح تلبیہ پڑھوں یا نیت کروں)؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم احرام باندھ لو (یعنی نیت کرلو) اور شرط عائد کرلو کہ جہاں میں آگے جانے کے قابل نہ رہی وہاں احرام کھول دوں گی۔

2767 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِىِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ وَعَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى ضُبَاعَةَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ شَاكِيَةٌ وَّاِنِّىْ اُرِيْدُ الْحَجَّ . فَقَالَ لَهَا النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "حُجِّىْ وَاشْتَرِطِىْ اِنَّ

2766-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه (الحديث 106) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الشرط في الحج (الحديث 2938) . تحفة الاشراف (5754) .

2767-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز اشتراط المحرم التحلل بعذر المرض و نحوه (الحديث 105) . تحفة الاشراف (16644 و 17245) .

مَحِلِّي حَيْثُ تَحْبِسُنِيْ" . قَالَ اِسْحَاقُ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ عَائِشَةَ هِشَامٌ وَّالزُّهْرِيُّ قَالَ نَعَمْ .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا اَسْنَدَ هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنِ الزُّهْرِيِّ غَيْرَ مَعْمَرٍ وَّاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ ضباعہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے' انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں بیمار ہوں اور میں حج کرنا چاہتی ہوں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: تم حج کرو (یعنی اس کی نیت کرو) اور یہ شرط عائد کرو کہ جس جگہ تو نے مجھے آگے جانے کے قابل نہ رکھا تو میں احرام کھول دوں گی۔

اسحاق نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے امام عبدالرزاق سے دریافت کیا: یہ دونوں صاحبان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس روایت کونقل کرتے ہیں' یعنی ہشام اور زہری؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق معمر کے علاوہ کسی اور راوی نے اس کی سند میں زہری کا تذکرہ نہیں کیا' باقی اللہ زیادہ بہتر جانتا ہے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ حُبِسَ عَنِ الْحَجِّ وَلَمْ يَكُنِ اشْتَرَطَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کے لیے آگے جانے کے قابل نہ رہے' وہ کیا کرے گا جبکہ اُس نے شرط عائد نہ کی ہو

2768 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ اَلَيْسَ حَسْبُكُمْ سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنْ حُبِسَ اَحَدُكُمْ عَنِ الْحَجِّ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ حَلَّ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ حَتّٰى يَحُجَّ عَامًا قَابِلًا وَّيُهْدِيْ وَيَصُوْمُ اِنْ لَّمْ يَجِدْ هَدْيًا .

☆☆ سالم بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کرتے تھے' وہ یہ فرماتے تھے: کیا تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے' اگر کسی شخص کو حج کرنے سے روک دیا جائے تو وہ بیت اللہ کا طواف کرنے اور صفا و مروہ کی سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے' یہاں تک کہ اگلے سال وہ پھر حج کرے' قربانی کا جانور ساتھ لے کر جائے اور اگر اُس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' تو وہ روزے رکھ لے۔

2769 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ كَانَ يُنْكِرُ الْاِشْتِرَاطَ فِي الْحَجِّ وَيَقُوْلُ مَا حَسْبُكُمْ سُنَّةُ نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهٗ لَمْ يَشْتَرِطْ فَاِنْ حَبَسَ اَحَدَكُمْ حَابِسٌ فَلْيَاْتِ الْبَيْتَ فَلْيَطُفْ بِهٖ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ثُمَّ لِيَحْلِقْ اَوْ يُقَصِّرْ ثُمَّ لِيُحْلِلْ وَعَلَيْهِ

2768-اخرجه البخاري في المحصر، باب الاحصار في الحج (الحديث 1810) . تحفة الاشراف (6997) .

2769-اخرجه البخاري في المحصر، باب الاحصار في الحج (الحديث 1810م) و الحديث عند: الترمذي في الحج، باب منه (الحديث 942) . تحفة الاشراف (6937) .

الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ .

⭑⭑ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ حج میں شرط عائد کرنے کا انکار کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے: تمہارے لیے تمہارے نبی کی سنت کافی نہیں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کوئی شرط نہیں عائد کی تھی اگر کوئی شخص تمہیں وہاں تک نہیں جانے دیتا (یا حج تک وہاں نہیں رہنے دیتا) تو وہ شخص بیت اللہ کا طواف کرے گا پھر صفا مروہ کی سعی کرے گا پھر سر منڈوالے گا یا بال چھوٹے کروالے گا اور پھر احرام کھول دے گا اور اگلے سال اُس پر حج کرنا لازم ہوگا۔

باب اِشْعَارِ الْهَدْيِ .

یہ باب ہدی پر نشان لگانے کے بیان میں ہے

افضل قربانی کے بارے میں مذاہب اربعہ کا بیان

جن جانوروں کی قربانی کا ذکر نص میں ملتا ہے ان میں اونٹ، گائے، بھیڑ بکری شامل ہیں، اور علماء کرام کا کہنا ہے کہ سب سے افضل قربانی اونٹ کی ہے، اس کے بعد گائے، اور اس کے بعد بکری کی، اور اس کے بعد اونٹ یا گائے کی قربانی میں حصہ ڈالنا، اس کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے بارہ میں مندرجہ ذیل فرمان ہے: (جوکوئی اول وقت میں جائے گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی۔

حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی یہی کہا ہے، تو اس طرح بکرا و دنبہ، مینڈھے کی قربانی اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے افضل ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں: مینڈھے کی قربانی افضل ہے اور اس کے بعد گائے اور اس کے بعد اونٹ کی قربانی افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم افضل کام ہی کرتے تھے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کی خیر خواہی کرتے ہوئے اولی اختیار کرتے تھے اور امت کو مشقت میں ڈالنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ گائے اور اونٹ کے سات حصے ہوتے ہیں لھذا مندرجہ ذیل حدیث کی بنا پر اس میں سات اشخاص شریک ہو سکتے ہیں:

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ہم نے حدیبیہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات آدمیوں کی جانب سے اونٹ اور سات ہی کی جانب سے گائے ذبح کی تھی۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ہم اونٹ اور گائے میں سات سات افراد شریک ہو جائیں۔ اور ایک روایت کے الفاظ ہیں: تو گائے سات اشخاص کی جانب سے ذبح کی جاتی تھی اور ہم اس میں شریک ہوتے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضحیہ)

گائے اونٹ کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ مقدسی حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ قربانی میں سب سے افضل اونٹ اور پھر گائے اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا

گائے میں حصہ ڈالنا ہے، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول یہی ہے، کیونکہ جمعہ کے متعلق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "جوشخص نماز جمعہ کے لیے پہلے وقت گیا گویا کہ اس نے اونٹ کی قربانی کی، اور جوشخص دوسرے وقت میں گیا گویا کہ اس نے گائے کی قربانی کی، اور جوشخص تیسرے وقت گیا گویا کہ اس نے سینگوں والا مینڈھا قربان کیا، اور جوشخص چوتھے وقت گیا گویا کہ اس نے مرغی قربان کی، اور جوشخص پانچویں وقت گیا گویا کہ اس نے انڈے کی قربانی کی۔ صحیح بخاری رقم الحدیث، (881) صحیح مسلم رقم الحدیث، (850) وقت سے مراد گھڑی ہے۔

اور اس لیے بھی کہ جانور ذبح کرنے میں اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے اس لیے هدی کی طرح سب افضل اونٹ کی قربانی ہوگی. اور اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنے سے بکرے کی قربانی کرنا اس لیے افضل ہے کہ قربانی کرنے کا مقصد خون بہانا ہے، اور ایک بکرنے کا ایک شخص کی جانب سے خون بہانا سات افراد کی جانب سے ایک خون بہانے سے افضل ہے، اور پھر مینڈھا قربانی کرنا بکرے سے افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ نے خود بھی مینڈھا ذبح کیا ہے اور اس کا گوشت بھی اچھا ہوتا ہے۔ (المغنی ابن قدامہ (13 / 1366)

مینڈھے یا گائے کی قربانی کی فضیلت میں مذاہب اربعہ؟

قربانی میں افضل اونٹ ہے، اور پھر گائے، اور پھر بکرا اور پھر اونٹ یا گائے میں حصہ ڈالنا افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جمعہ کے متعلق فرمان ہے: "جوشخص پہلی گھڑی میں گیا گویا کہ اس نے اونٹ قربان کیا

وجہ دلالت یہ ہے کہ: اونٹ گائے، اور بکری اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لیے قربان کرنے میں تفاضل یعنی فرق پایا جاتا ہے، اور بلا شک وشبہ قربانی سب سے بہتر چیز ہے جس سے اللہ کا قرب حاصل کیا جاتا ہے، اور اس لیے بھی کہ اونٹ کی قیمت بھی زیادہ ہے اور گوشت اور نفع بھی زیادہ ہے آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ، امام شافعی، اور امام احمد رحمہم اللہ کا قول یہی ہے۔

اور امام مالک رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ: بھیڑ میں سے جذعہ افضل ہے اور پھر گائے، پھر اونٹ افضل ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو مینڈھے ذبح کیے تھے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم وہی کام کرتے ہیں جو سب سے افضل اور بہتر ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ: بعض اوقات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر نرمی اور شفقت کرتے ہوئے غیر اولی اور افضل چیز اختیار کرتے ہیں؛ کیونکہ امت نے ان کی پیروی واطاعت کرنا ہوتی ہے، اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان پر مشقت کرنا پسند نہیں فرماتے، اور اونٹ کی گائے پر فضیلت بیان بھی فرمائی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈالنے کا بیان

2770 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ثَوْرٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ قَالَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَمَنَ الْحُدَيْبِيَةِ فِيْ بِضْعَ عَشْرَةَ مِائَةٍ

مِنْ اَصْحَابِهٖ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِذِي الْحُلَيْفَةِ قَلَّدَ الْهَدْيَ وَاَشْعَرَ وَاَحْرَمَ بِالْعُمْرَةِ . مُخْتَصَرٌ .

☆☆ حضرت مسور بن مخرمہ اور مروان بن حکم بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ حدیبیہ کے موقع پر جب تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھ ایک ہزار سے زیادہ اصحاب تھے' جب یہ ذوالحلیفہ پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالا اُس کو نشان لگایا' آپ ﷺ نے عمرے کا احرام باندھا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2771 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنِي اَفْلَحُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ بُدْنَهُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے قربانی کے اونٹوں پر نشان لگایا تھا۔

اشعار اور تقلید کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (سفر حج میں) ذوالحلیفہ پہنچ کر ظہر کی نماز پڑھی اور پھر اپنی اونٹنی کو (جو قربانی کے لئے تھی) طلب فرمایا اور اس کی کوہان کے داہنے پہلو کو زخمی کیا اور اس کے خون کو پونچھ کر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اور اس کے بعد اپنی (سواری کی) اونٹنی پر (کہ جس کا نام قصواء تھا) سوار ہوئے اور جب مقام بیداء میں اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک کہی۔

(مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1174)

پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ اشعار اور تقلید کسے کہتے ہیں؟ حج میں ہدی کا جو جانور ساتھ لے جایا جاتا ہے اس کے پہلو کو زخم آلود کر دیتے ہیں جسے اشعار کہا جاتا ہے نیز اس جانور کے گلے میں جوتے یا ہڈی وغیرہ کا ہار ڈال دیتے ہیں جسے تقلید کہا جاتا ہے اور ان دونوں کا مقصد اس امر کی علامت کر دینا ہوتا ہے کہ یہ ہدی کا جانور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب حج کے لئے چلے اور ذوالحلیفہ کو جو اہل مدینہ کا میقات ہے پہنچے تو نماز پڑھنے کے بعد اس اونٹنی کو طلب فرمایا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم بطور ہدی اپنے ساتھ لے چلے تھے، پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کوہان کے داہنے پہلو میں نیزہ مارا جب اس سے خون بہنے لگا تو اسے

2770-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1694 و 1695)، و في الشروط، باب الشروط في الجهاد و المصالحة مع اهل الحرب و كتابة الشروط (الحديث 2731 و 2732) مطولاً، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4157 و 4158 و 4178 و 4179) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1754)، و في الجهاد، باب في صلح العدو (الحديث 2765) مطولاً . و الحديث عند : البخاري في المحصر، باب النحر قبل الحلق في الحصر (الحديث 1811) . و ابي داؤد في السنة، باب في الخلفاء (الحديث 4655) . تحفة الاشراف (11250 و 11270) .

2771-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1696) بنحوه مطولاً، وباب اشعار البدن (الحديث 1699) بنحوه مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب نحر البدن قياماً مقيدة (الحديث 362) بنحوه مطولاً و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1757) بنحوه مطولاً و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الابل (الحديث 2782) بنحوه مطولاً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3098) مطولاً . تحفة الاشراف (17433) .

پونچھ دیا اور پھر اس کے گلے میں دو جوتیوں کا ہار ڈال دیا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ علامت مقرر فرما دی کہ یہ ہدی کا جانور ہے تا کہ لوگ جب اس نشانی و علامت کے ذریعہ یہ جانیں کہ یہ ہدی ہے تو اس سے کوئی تعارض نہ کریں اور قزاق وغیرہ اسے غائب نہ کریں۔

اور اگر یہ جانور راستہ بھٹک جائے تو لوگ اسے اس کی جگہ پہنچا دیں۔ ایام جاہلیت میں لوگوں کا یہ شیوہ تھا کہ جس جانور پر ایسی کوئی علامت نہ دیکھتے اسے ہڑپ کر جاتے تھے اور جس جانور پر یہ علامت ہوتی تھی اسے چھوڑ دیتے تھے، چنانچہ شارع اسلام نے بھی اس طریقہ کو مذکورہ بالا مقصد کے تحت جائز رکھا۔ اب اس فقہی مسئلہ کی طرف آیئے، جمہور ائمہ اس بات پر متفق ہیں کہ اشعار یعنی جانور کو اس طرح زخمی کرنا سنت ہے لیکن غنم یعنی بکری، دنبہ اور بھیڑ میں اشعار کو ترک کر دینا چاہئے کیونکہ یہ جانور بہت کمزور ہوتے ہیں ان جانوروں کے لئے صرف تقلید یعنی گلے میں ہار ڈال دینا کافی ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ کے نزدیک تقلید تو مستحب ہے لیکن اشعار مطلقاً مکروہ ہے خواہ بکری و چھترہ ہو یا اونٹ وغیرہ علماء حضرت امام اعظم کی اس بات کی تاویل یہ کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم مطلق طور پر اشعار کی کراہت کے قائل نہیں تھے بلکہ انہوں نے صرف اپنے زمانے کے لئے اشعار کو مکروہ قرار دیا تھا کیونکہ اس وقت لوگ اس مقصد کے لئے ہدی کو بہت زیادہ زخمی کر دیتے تھے جس سے زخم کے سرایت کر جانے کا خوف ہوتا تھا۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ کی مسجد میں پڑھی جب کہ باب صلوٰۃ السفر کی پہلی حدیث میں جو بخاری و مسلم نے روایت کی ہے بات واضح طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھ لی تھی اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔

لہٰذا ان دونوں روایتوں کے تضاد کو یوں دور کیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز تو مدینہ ہی میں پڑھی تھی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے چونکہ مدینہ میں ظہر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نہیں پڑھی ہوگی اس لئے جب انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ذوالحلیفہ میں نماز پڑھتے دیکھا تو یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں اسی لئے انہوں نے یہاں یہ بیان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ذوالحلیفہ میں پڑھی۔ اھل بالحج (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کے لئے لبیک کہی) سے یہ نہ سمجھئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے واقعتہً صرف حج ہی کے لئے لبیک کہی بلکہ یہ مفہوم مراد لیجئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کے لئے لبیک کہی۔

کیونکہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول اس روایت نے اس بات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حج اور عمرہ کے لئے لبیک کہتے سنا ہے۔ چنانچہ اس موقع پر راوی نے یا تو عمرہ کا ذکر اس لئے نہیں کیا کہ اصل چونکہ حج ہی ہے اس لئے صرف اسی کے ذکر پر اکتفاء کیا یا یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دونوں کے لئے لبیک کہی تو راوی نے صرف حج کو سنا عمرہ کا ذکر نہیں سنا۔

باب اَیُّ الشِّقَّیْنِ یُشْعِرُ .

یہ باب ہے کہ کون سے پہلو پر نشان لگایا جائے گا؟

2772 - اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ هُشَیْمٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْعَرَ بُدْنَهُ مِنَ الْجَانِبِ الْاَیْمَنِ وَسَلَتَ الدَّمَ عَنْهَا وَاَشْعَرَهَا .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قربانی کے اونٹوں کے دائیں طرف نشان لگایا تھا' آپ نے اُن کا خون پونچھ لیا تھا' اور نشان لگا دیا تھا۔

باب سَلْتِ الدَّمِ عَنِ الْبُدْنِ .

یہ باب ہے قربانی کے اونٹوں سے خون صاف کرنا

2773 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِیْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا كَانَ بِذِی الْحُلَیْفَةِ اَمَرَ بِبَدَنَتِهٖ فَاُشْعِرَ فِیْ سَنَامِهَا مِنَ الشِّقِّ الْاَیْمَنِ ثُمَّ سَلَتَ عَنْهَا وَقَلَّدَهَا نَعْلَیْنِ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهٖ عَلَی الْبَیْدَاءِ اَهَلَّ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ کے حکم کے تحت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے اونٹوں کی کوہان کے دائیں طرف اشعار کیا گیا' پھر اُن کے خون کو پونچھ دیا گیا اور اُسے دو جوتے ہار کے طور پر پہنائے گئے' جب بیداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری کھڑی ہوگئی تو آپ نے تلبیہ پڑھا۔

باب فَتْلِ الْقَلَائِدِ .

یہ باب گلے میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2774 - اَخْبَرَنَا قُتَیْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ وَعَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُهْدِیْ مِنَ الْمَدِیْنَةِ فَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْیِهٖ ثُمَّ لَا یَجْتَنِبُ شَیْئًا مِمَّا

2772-اخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي، و اشعاره عند الاحرام (الحديث 205) مطولًا . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) مطولًا . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773) مطولًا، و تقليد الهدي (الحديث 2781) مطولًا، و تقليد الهدي نعلين (الحديث 2790) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . تحفة الاشراف (6459) .

2773-تقدم (الحديث 2772) .

2774-اخرجه البخاري في الحج، باب فتل القلائد للبدن و البقر (الحديث 1698) و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه، و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 359) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1758) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تقليد البدن (الحديث 3094) . تحفة الاشراف (16582 و 17923) .

يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے قربانی کے جانور روانہ کیے تھے' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار بنائے تھے' پھر اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2775 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ اَنْبَانَا يَزِيْدُ قَالَ اَنْبَانَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يَاْتِيْ مَا يَاْتِي الْحَلَالُ قَبْلَ اَنْ يَّبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ .

☆☆ عبدالرحمٰن بن قاسم اپنے والد کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے ہار تیار کیے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن جانوروں کو بھجوا دیا تھا' پھر آپ وہ تمام کام سرانجام دیتے رہے جو حالت احرام کے بغیر والا شخص سرانجام دیتا ہے' یعنی اُس قربانی کے اُس کی مخصوص جگہ تک پہنچنے سے پہلے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرتے رہے)۔

2776 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنَا عَامِرٌ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يُقِيْمُ وَلَا يُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے' پھر آپ مقیم رہے تھے' (یعنی خود حج یا عمرے کے لیے تشریف نہیں لے گئے تھے) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت اختیار نہیں کی تھی۔

2777 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الضَّعِيْفُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ الْقَلَائِدَ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُقَلِّدُ هَدْيَهُ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيْمُ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار اپنے جانوروں کی گردن میں ڈالے تھے اور پھر آپ نے اُنہیں بھجوا دیا تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقیم رہے

2775-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17530) .

2776-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1704) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج ، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه ، و استحباب تقليده و فتل القلائد، و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 370) بنحوه . تحفة الاشراف (17616) .

2777-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1702) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 366) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تقليد البدن (الحديث 3095) . تحفة الاشراف (15947) .

تھے (یعنی خود تشریف نہیں لے گئے تھے) لیکن آپ ﷺ نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2778 - اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ عَنْ عَبِيْدَةَ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِيْ اَفْتِلُ قَلَائِدَ الْغَنَمِ لِهَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَمْكُثُ حَلَالًا.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات اچھی طرح یاد ہے کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے' پھر نبی اکرم ﷺ حالت احرام کے بغیر رہے تھے (یعنی آپ ﷺ نے اپنے اوپر احرام والی پابندیاں عائد نہیں کی تھیں)۔

بدنہ کو اشعار کرنے یا نہ کرنے میں اختلاف کا بیان

امام قدوری نے کہا ہے کہ صاحبین کے نزدیک وہ بدنہ کو اشعار کرے گا جبکہ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک بدنہ کو اشعار کرنا مکروہ ہے۔ اشعار کا لغوی معنی یہ ہے کہ زخم لگا کر خون نکالنا ہے۔ اور اشعار کا طریقہ یہ ہے کہ بدنہ کی کوہان کو پھاڑے اس طرح کہ اس کے نیچے والی جانب پر نیزہ مارے۔

متاخرین فقہاء نے کہا ہے زیادہ مشابہ بائیں کوہان ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے بطور ارادہ بائیں جانب نیزہ مارا تھا۔ اور دائیں جانب اتفاقی طور پر نیزہ مارا تھا۔ اور اس کو کوہان کے خون سے آلودہ کرے تا کہ ہدی کے جانور کی خبر ہو جائے۔ ایسا عمل امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ ہے جبکہ صاحبین کے نزدیک اچھا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک اس طرح کرنا سنت ہے۔ کیونکہ اشعار کی روایت نبی کریم ﷺ سے اور خلفاء راشدین سے بیان کی گئی ہے۔

صاحبین نے دلیل یہ دی ہے کہ تقلید کا مقصد یہ ہے کہ جب ہدی کا جانور پانی یا گھاس پر جائے تو اس کو ہٹایا نہ جائے یا جس وقت وہ گم ہو جائے تو اسے واپس کر دیا جائے۔ اور معنی اشعار سے مکمل ہوتا ہے لہٰذا وہ لازم کر دیا گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے سنت ہو گیا مگر جب یہ مثلہ ہونے کی طرف سے معارض ہو گیا تو پھر ہم اس کے مستحسن ہونے کے قائل ہو گئے۔ حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ یہ مثلہ ہے اور اس سے منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ جب تعارض واقع ہو تو حرام کو ترجیح دی جاتی ہے۔ اور نبی کریم ﷺ کا اشعار ہدی کی حفاظت کے لئے تھا۔ کیونکہ مشرکین سوائے اشعار کے ہدی سے معارضہ کرنے سے نہیں رکتے تھے۔ یہ بھی کہا گیا ہے امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے دور کے لئے اشعار کو مکروہ کہا ہے کیونکہ وہ لوگ اشعار میں حد سے زیادہ بڑھ جاتے تھے۔ اور اس سے سرایت کا خوف تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اشعار کو تقلید پر ترجیح دینا مکروہ ہے۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

2778- اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1703) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 365) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقليد الغنم (الحديث 908) بنحوه . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الغنم (الحديث 2784 و 2788) . و هل يوجب تقليد الهدي احرامًا (الحديث 2796) . تحفة الاشراف (15985) .

باب مَا يُفْتَلُ مِنْهُ الْقَلَائِدُ .

یہ باب ہے کہ کس چیز کے ذریعے ہار بنائے جائیں گے؟

2779 – اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ - يَعْنِيْ ابْنَ حَسَنٍ - عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اَنَا فَتَلْتُ تِلْكَ الْقَلَائِدَ مِنْ عِهْنٍ كَانَ عِنْدَنَا ثُمَّ اَصْبَحَ فِيْنَا فَيَأْتِيْ مَا يَأْتِي الْحَلَالُ مِنْ اَهْلِهٖ وَمَا يَاْتِي الرَّجُلُ مِنْ اَهْلِهٖ .

☆☆ اُم المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے پاس موجود اُون کے ذریعے وہ ہار بنائے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس موجود رہے اور آپ وہ تمام کام سرانجام دیتے رہے جو حالت احرام کے بغیر شخص اپنی بیوی کے ساتھ سرانجام دے سکتا ہے اور جو آدمی اپنی بیوی کے ساتھ کرتا ہے۔

باب تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2780 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَاْنُ النَّاسِ قَدْ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ تَحِلَّ اَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ "اِنِّيْ لَبَّدْتُ رَاْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا اَحِلُّ حَتّٰى اَنْحَرَ" .

☆☆ سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے تو عمرہ کر کے احرام کھول دیا ہے اور آپ نے احرام نہیں کھولا' حالانکہ آپ نے بھی عمرہ کر لیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے بالوں کی تلبید کی ہے اور میں نے اپنے قربانی کے جانوروں کے گلے میں ہار ڈال دیئے ہیں' اس لیے میں جب تک قربانی نہیں کرتا' اُس وقت تک احرام نہیں کھولوں گا۔

2781 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِيْ حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ اَشْعَرَ الْهَدْيَ فِيْ جَانِبِ السَّنَامِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ

2779-اخرجه البخاري في الحج، باب القلائد من العهن (الحديث 1705) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 364) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1759) . تحفة الاشراف (17466) .

2780-تقدم (الحديث 2681) .

2781-اخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي و اشعاره عند الاحرام (الحديث 205) واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773)، تقليد الهدي نعلين (الحديث 2790) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . و الحديث عند : النسائي في مناسك الحج، اي الشقين يشعر (الحديث 2772) . تحفة الاشراف (6459) .

اَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ وَقَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ لَبّٰى وَاَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَاَهَلَّ بِالْحَجِّ.

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ نے اپنے قربانی کے جانور کی کوہان کے دائیں طرف نشان لگایا' پھر آپ نے اُس کے خون کو پونچھ دیا اور اُس کی گردن میں دو جوتے (ہار کے طور پر) ڈال دیئے' پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب آپ کی اونٹنی بیداء میں کھڑی ہوئی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا شروع کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کے وقت تلبیہ پڑھنے کا آغاز کیا تھا' اور آپ نے حج کا تلبیہ پڑھا تھا۔

باب تَقْلِيْدِ الْاِبِلِ .

یہ باب اونٹوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2722 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا قَاسِمٌ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ - قَالَ حَدَّثَنَا اَفْلَحُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ ثُمَّ قَلَّدَهَا وَاَشْعَرَهَا وَوَجَّهَهَا اِلَى الْبَيْتِ وَبَعَثَ بِهَا وَاَقَامَ فَمَا حَرُمَ عَلَيْهِ شَيْءٌ كَانَ لَهُ حَلَالًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے اپنے ہاتھوں کے ذریعے ہار بنائے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ہار انہیں پہنائے تھے' اُن پر نشان لگایا تھا' اور اُن کا رُخ بیت اللہ کی طرف کیا تھا' اور انہیں وہاں بھجوا دیا تھا' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) میں مقیم رہے اور آپ پر کوئی ایسی چیز حرام نہیں ہوئی جو آپ کے لیے حلال تھی (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر حالت احرام کے احکام لاگو نہیں ہوئے)۔

2783 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَتَلْتُ قَلَائِدَ بُدْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَمْ يُحْرِمْ وَلَمْ يَتْرُكْ شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار بنائے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کپڑوں میں سے کوئی چیز ترک نہیں کی تھی (یعنی سلے ہوئے کپڑے پہنے تھے)۔

2782-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشعر و قلد بذي الحليفة ثم احرم (الحديث 1696)، و باب اشعار البدن (الحديث 1699). و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا و لا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 362) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من بعث بهديه و اقام (الحديث 1757). و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3098) و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، اشعار الهدي (الحديث 2/71) تحفة الاشراف (17433) .

2783-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقليد الهدي للمقيم (الحديث 908) . تحفة الاشراف (17513) .

بَاب تَقْلِيْدِ الْغَنَمِ .

یہ باب بکریوں کی گردن میں ہار ڈالنے کے بیان میں ہے

2784 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُوْرٍ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے لیے خود ہار بنائے تھے۔

2785 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُهْدِي الْغَنَمَ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بکریوں کو قربانی کے لیے بھیجا تھا۔

2786 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَهْدٰى مَرَّةً غَنَمًا وَّقَلَّدَهَا .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے لیے بکریوں کو بھجوایا تھا' اور اُن کے گلے میں ہار ڈالے تھے۔

2787 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں یعنی بکریوں کے لیے خود ہار بنائے تھے' پھر اُس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے۔

2788 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَنَمًا ثُمَّ لَا يُحْرِمُ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے لیے ہار بنائے تھے'

2784-تقدم (الحديث 2778) .

2785-اخرجه البخاري في الحج، باب تقليد الغنم (الحديث 1701) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 367) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1755) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، تقليد الغنم (الحديث 2786 و 2787) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تقليد الغنم (الحديث 3096) . تحفة الاشراف (15944) .

2786-تقدم (الحديث 2785) .

2787-تقدم (الحديث 2785) .

2788-تقدم (الحديث 2778) .

پھر نبی اکرم ﷺ حالتِ احرام میں شمار نہیں ہوئے تھے۔

2789 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى - ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُحَادَةَ ح وَاَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنِي اَبُوْ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جُحَادَةَ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنَّا نُقَلِّدُ الشَّاءَ فَيُرْسِلُ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَالًا لَمْ يُحْرِمْ مِنْ شَيْءٍ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ بھیڑ بکریوں کے لیے ہار بنایا کرتے تھے' پھر نبی اکرم ﷺ انہیں (مکہ مکرمہ) بھجوا دیتے تھے' لیکن آپ حالتِ احرام کے بغیر رہتے تھے' آپ ﷺ کسی بھی چیز کو حرام قرار نہیں دیتے تھے (یعنی آپ پر حالتِ احرام کا کوئی حکم لاگو نہیں ہوتا تھا)۔

باب تَقْلِيْدِ الْهَدْيِ نَعْلَيْنِ .

یہ باب قربانی کے جانور کے گلے میں جوتوں کا ہار ڈالنے میں ہے

2790 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ الدَّسْتَوَائِيُّ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَبِي حَسَّانَ الْاَعْرَجِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ اَشْعَرَ الْهَدْيَ مِنْ جَانِبِ السَّنَامِ الْاَيْمَنِ ثُمَّ اَمَاطَ عَنْهُ الدَّمَ ثُمَّ قَلَّدَهُ نَعْلَيْنِ ثُمَّ رَكِبَ نَاقَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ الْبَيْدَاءَ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ وَاَحْرَمَ عِنْدَ الظُّهْرِ وَاَهَلَّ بِالْحَجِّ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ ذوالحلیفہ تشریف لائے تو آپ نے (قربانی کے جانور کے) کوہان کی دائیں طرف نشان لگایا' پھر آپ نے اُس کے خون کو پونچھا' اُس کی گردن میں دو جوتوں کا ہار ڈال دیا' پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب آپ کی سواری بیداء میں کھڑی ہوئی تو آپ نے حج کا احرام باندھا' آپ ﷺ نے ظہر کے وقت احرام باندھا تھا' اور حج کا تلبیہ پڑھنا شروع کیا۔

باب هَلْ يُحْرِمُ اِذَا قَلَّدَ .

یہ باب ہے کہ جب کوئی شخص ہار ڈال دیتا ہے' تو کیا وہ محرم ہو جائے گا؟

2791 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا كَانُوْا حَاضِرِيْنَ مَعَ

2789-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده ، و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 368) . تحفة الاشراف (15931) .

2790-اخرجه مسلم في الحج، باب تقليد الهدي و اشعاره عند الاحرام (الحديث 205) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الاشعار (الحديث 1752 و 1753) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اشعار البدن (الحديث 906) . واخرجه النسائي في مناسك الحج، باب سلت الدم عن البدن (الحديث 2773) . و تقليد الهدي (الحديث 2781) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب اشعار البدن (الحديث 3097) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، باب الشقين يشعر (الحديث 2772) . تحفة الاشراف (6459) .

رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِيْنَةِ بَعَثَ بِالْهَدْيِ فَمَنْ شَآءَ اَحْرَمَ وَمَنْ شَآءَ تَرَكَ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب لوگ نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے تو نبی اکرم ﷺ نے قربانی کے جانور بھجوائے تھے تو جس شخص نے چاہا وہ حالت احرام میں آ گیا اور جس شخص نے چاہا اُس نے ترک کر دیا۔

باب هَلْ يُوجِبُ تَقْلِيْدُ الْهَدْيِ اِحْرَامًا .

یہ باب ہے کہ کیا قربانی کے جانور کے گلے میں ہار ڈالنے سے احرام لازم ہو جاتا ہے

2792 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ بَكْرٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَىَّ ثُمَّ يُقَلِّدُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ يَبْعَثُ بِهَا مَعَ اَبِىْ فَلَا يَدَعُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اَحَلَّهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهٗ حَتّٰى يَنْحَرَ الْهَدْىَ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھوں کے ذریعے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار تیار کیے پھر نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک کے ذریعے وہ ہار اُن جانوروں کو پہنا دیئے اور پھر اُن جانوروں کو میرے والد (حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ) کے ساتھ مکہ مکرمہ بھجوا دیا تو اُس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے کسی ایسی چیز کو ترک نہیں کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے لیے حلال قرار دی تھی یہاں تک کہ وہ قربانی کے جانور ذبح ہو گئے۔

2793 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَقُتَيْبَةُ عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا مِّمَّا يَجْتَنِبُهُ الْمُحْرِمُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کے قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار تیار کیے تھے پھر اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے ایسی کسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا' جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے۔

2794 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَتْ عَآئِشَةُ كُنْتُ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا يَجْتَنِبُ شَيْئًا وَّلَا نَعْلَمُ الْحَجَّ يُحِلُّهٗ اِلَّا الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ .

2791-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2928) .

2792-اخرجه البخاري في الحج، باب من قلد القلائد بيده (الحديث 1700) بنحوه، و في الوكالة، باب الوكالة في البدن و تعاهدها (الحديث 2317) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 369) . تحفة الاشراف (17899) .

2793-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 360) . تحفة الاشراف (16447) .

2794-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب بعث الهدي الى الحرم لمن لا يريد الذهاب بنفسه و استحباب تقليده و فتل القلائد و ان باعثه لا يصير محرمًا ولا يحرم عليه شيء بذلك (الحديث 361) . تحفة الاشراف (17487) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے ہار تیار کیے تھے' آپ نے کسی ایسی چیز سے اجتناب نہیں کیا تھا (جس سے محرم شخص اجتناب کرتا ہے) ہمارے علم کے مطابق بیت اللہ کا طواف کرنے کے بعد ہی آدمی حج کا احرام ختم کر سکتا ہے۔

2795 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنْ كُنْتُ لَاَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَخْرُجُ بِالْهَدْيِ مُقَلَّدًا وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِيْمٌ مَا يَمْتَنِعُ مِنْ نِسَائِهِ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانوروں کے لیے خود ہار تیار کیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن جانوروں کو بھجوا دیا حالانکہ اُن کی گردن میں ہار پڑے ہوئے تھے پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں مقیم رہے اور آپ نے اپنی ازواج سے علیحدگی اختیار نہیں کی۔

2796 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَقَدْ رَاَيْتُنِىْ اَفْتِلُ قَلَائِدَ هَدْيِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْغَنَمِ فَيَبْعَثُ بِهَا ثُمَّ يُقِيْمُ فِيْنَا حَلَالًا .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے اپنے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کی بکریوں کے لیے خود ہار تیار کیے تھے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنہیں بھجوا دیا تھا' اور آپ ہمارے درمیان حالت احرام کے بغیر مقیم رہے تھے۔

باب سَوْقِ الْهَدْيِ .

یہ باب قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر جانے میں ہے

2797 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ عَنْ جَابِرٍ اَنَّهُ سَمِعَهُ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَاقَ هَدْيًا فِىْ حَجِّهِ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج کے موقع پر قربانی کے جانور کو ساتھ لے کر گئے تھے۔

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ .

یہ باب قربانی کے جانور پر سوار ہونے میں ہے

2795-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16036) .

2796-تقدم (الحديث 2778) .

2797-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2620) .

2798 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الزِّنَادِ عَنِ الْاَعْرَجِ عَنْ اَبِى هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً قَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ" . فِى الثَّانِيَةِ اَوْ فِى الثَّالِثَةِ .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو ہانک کر لے جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ' اُس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ قربانی کا جانور ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسری یا شاید تیسری مرتبہ یہ فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو!

2799 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً . فَقَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ . قَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ قَالَ فِى الرَّابِعَةِ "ارْكَبْهَا وَيْلَكَ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے قربانی کے جانور کو ہانک کر لے جا رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے' پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھی مرتبہ فرمایا: تمہارا ستیاناس ہو! تم اس پر سوار ہو جاؤ۔

باب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ لِمَنْ جَهَدَهُ الْمَشْىُ .

یہ باب ہے کہ جس شخص کو چلنے میں دشواری پیش آ رہی ہو' اُس کا قربانی کے جانور پر سوار ہونا

2800 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى رَجُلًا يَسُوْقُ بَدَنَةً وَّقَدْ جَهَدَهُ الْمَشْىُ قَالَ "ارْكَبْهَا" . قَالَ اِنَّهَا بَدَنَةٌ . قَالَ "ارْكَبْهَا وَاِنْ كَانَتْ بَدَنَةً" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا جو قربانی کے اونٹ کو چلا کر لے جا رہا تھا' حالانکہ اُسے خود پیدل چلنے میں دشواری پیش آ رہی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس پر سوار ہو جاؤ! اُس نے عرض کی: یہ قربانی کا جانور ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سوار ہو جاؤ اگرچہ یہ قربانی کا جانور ہے۔

2798-اخرجه البخاري في الحج، باب ركوب البدن (الحديث 1689)، و في الوصايا، باب هل ينتفع الواقف بوقفه (الحديث 2755)، و في الادب، باب ما جاء في قول الرجل (ويلك) (الحديث 6160) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (الحديث 371) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في ركوب البدن (الحديث 1760) . تحفة الاشراف (13801) .

2799-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (1219) .

2800-انفرد به النسائي . والحديث عند: مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (الحديث 373) . تحفة الاشراف (396) .

بَاب رُكُوبِ الْبَدَنَةِ بِالْمَعْرُوْفِ .

یہ باب ہے کہ قربانی کے اونٹ پر مناسب طریقے سے سوار ہونا

2801 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ قَالَ سَمِعْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يُسْاَلُ عَنْ رُكُوبِ الْبَدَنَةِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "ارْكَبْهَا بِالْمَعْرُوْفِ اِذَا اُلْجِئْتَ اِلَيْهَا حَتّٰى تَجِدَ ظَهْرًا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے قربانی کے اونٹ پر سوار ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تم مناسب طور پر اُس پر سوار ہو جاؤ' اُس وقت جب یہ تمہاری مجبوری ہو یہاں تک کہ جب تمہیں دوسری سواری مل جائے (پھر تم اُس پر سوار نہ ہونا بلکہ دوسری سواری پر سوار ہو جانا)۔

پیدل حج کرنے والے کے لئے جب مشقت ہو تو اباحت سواری

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بوڑھے شخص کو دیکھا جو اپنے دو بیٹوں کا سہارا لئے چل رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا ان صاحب کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ انہوں نے کعبہ کو پیدل چلنے کی منت مانی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سے بے نیاز ہے کہ یہ اپنے کو تکلیف میں ڈالیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لیے سوار ہونے کا حکم دیا کہ اس کو پیدل چلنے کی طاقت نہ تھی۔ عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا میری بہن نے منت مانی تھی کہ بیت اللہ تک وہ پیدل جائیں گی، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پوچھ لو چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ پیدل چلیں اور سوار بھی ہو جائیں۔ (صحیح بخاری، کتاب العمرہ)

حضرت عقبہ بن عامر سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی بہن کے متعلق دریافت کیا جنھوں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ ننگے سر ننگے پاؤں پیدل حج کا سفر کریں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کو یہ حکم کرو کہ وہ اپنا سر ڈھانپیں اور سوار ہوں اور تین روزے رکھ لیں۔

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نذر ماننے کی ممانعت شروع کی تو فرمایا نذر ماننے سے (تقدیر کی) کوئی چیز بدلی نہیں جا سکتی ہاں یہ فائدہ ضرور ہے کہ اس بہانے بخیل کا مال صرف ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ کی اطاعت کی نذر کرے تو اس کو چاہئے

2801-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز ركوب البدنة المهداة لمن احتاج اليها (الحديث 375) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في ركوب البدن (الحديث 1761) . تحفة الاشراف (2808) .

کہ اطاعت کرے اور جو شخص گناہ کی نذر مانے تو وہ گناہ نہ کرے۔
حضرت عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا گناہ میں نذر کا پورا کرنا جائز نہیں اور اس کا کفارہ وہی ہے جو قسم کا ہے۔ ابوداؤد فرماتے ہیں۔ کہ میں نے احمد بن شبویہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ ابن مبارک نے فرمایا اس حدیث میں یعنی ابوسلمہ والی حدیث میں۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ ابوسلمہ نے زہری سے نہیں سنا۔ ابوداؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اس حدیث کو ہمارے سامنے کر دیا۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ کیا آپ کے نزدیک اس حدیث کا خراب ہو جانا صحیح ہے؟ اور کہا کہ ابن ابی اویس کے علاوہ کسی اور نے بھی اسے روایت کیا ہے؟ تو انھوں نے فرمایا۔ ہاں ایوب بن سلیمان بن بلال نے اسے روایت کیا ہے۔

باب اِبَاحَةِ فَسْخِ الْحَجِّ بِعُمْرَةٍ لِمَنْ لَمْ يَسُقِ الْهَدْىَ .

یہ باب ہے کہ جو شخص قربانی کا جانور ساتھ نہیں لے جاتا' اُس کے لیے حج کو عمرے میں تبدیل کرنا جائز ہے

2802 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا نُرٰى اِلَّا الْحَجَّ فَلَمَّا قَدِمْنَا مَكَّةَ طُفْنَا بِالْبَيْتِ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ اَنْ يَّحِلَّ فَحَلَّ مَنْ لَّمْ يَكُنْ سَاقَ الْهَدْىَ وَنِسَاؤُهُ لَمْ يَسُقْنَ فَاَحْلَلْنَ . قَالَتْ عَائِشَةُ فَحِضْتُ فَلَمْ اَطُفْ بِالْبَيْتِ فَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْحَصْبَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَرْجِعُ النَّاسُ بِعُمْرَةٍ وَّحَجَّةٍ وَّاَرْجِعُ اَنَا بِحَجَّةٍ . قَالَ "اَوَمَا كُنْتِ طُفْتِ لَيَالِىَ قَدِمْنَا مَكَّةَ" . قُلْتُ لَا . قَالَ "فَاذْهَبِىْ مَعَ اَخِيْكِ اِلَى التَّنْعِيْمِ فَاَهِلِّىْ بِعُمْرَةٍ ثُمَّ مَوْعِدُكِ مَكَانُ كَذَا وَكَذَا" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' جب ہم مکہ آئے اور ہم نے بیت اللہ کا طواف کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے تو جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اُس نے احرام کھول دیا اور اُن خواتین نے بھی احرام کھول دیا جو قربانی کا جانور ساتھ نہیں لائی تھیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھے حیض آ گیا' میں بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکی' جب حصبہ کی رات آئی تو میں نے عرض کی: یارسول اللہ! لوگ ایک عمرہ اور ایک حج کر کے واپس جا رہے ہیں اور میں صرف حج کر کے واپس جا رہی ہوں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب ہم مکہ آ رہے تھے تو تم نے اُن دنوں میں طواف نہیں کیا تھا؟ میں نے عرض کی: جی نہیں!

2802-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1561) مطولاً، وباب اذا حاضت المراة بعدما افاضت (الحديث 1762) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 128) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1783) مختصراً . تحفة الاشراف (15984) .

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے بھائی کے ساتھ تنعیم جاؤ اور وہاں سے عمرے کا احرام باندھ لو پھر تمہارے ساتھ فلاں جگہ پر ملاقات ہوگی۔

2803 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ يَحْيٰى عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا اَنَّهُ الْحَجُّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ اَنْ يُقِيْمَ عَلٰى اِحْرَامِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ اَنْ يَّحِلَّ ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم ﷺ نے ہدایت کی:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہے' وہ احرام کی حالت میں برقرار رہے اور جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے۔

2804 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَهْلَلْنَا اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَجِّ خَالِصًا لَيْسَ مَعَهُ غَيْرُهُ خَالِصًا وَحْدَهُ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ فَاَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اَحِلُّوْا وَاجْعَلُوْهَا عُمْرَةً" ۔ فَبَلَغَهُ عَنَّا اَنَّا نَقُوْلُ لَمَّا لَمْ يَكُنْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ عَرَفَةَ اِلَّا خَمْسٌ اَمَرَنَا اَنْ نَحِلَّ فَنَرُوْحَ اِلٰى مِنًى وَّمَذَاكِيْرُنَا تَقْطُرُ مِنَ الْمَنِيِّ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَطَبَنَا فَقَالَ "قَدْ بَلَغَنِى الَّذِيْ قُلْتُمْ وَاِنِّيْ لَاَبَرُّكُمْ وَاَتْقَاكُمْ وَلَوْلَا الْهَدْيُ لَحَلَلْتُ وَلَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِيْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا اَهْدَيْتُ" ۔ قَالَ وَقَدِمَ عَلِيٌّ مِّنَ الْيَمَنِ فَقَالَ "بِمَا اَهْلَلْتَ" ۔ قَالَ بِمَا اَهَلَّ بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ "فَاَهْدِ وَامْكُثْ حَرَامًا كَمَا اَنْتَ" ۔

قَالَ وَقَالَ سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَاَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهٖ لِعَامِنَا هٰذَا اَوْ لِلْاَبَدِ قَالَ "هِيَ لِلْاَبَدِ" ۔

☆☆ حضرت جابر ؓ بیان کرتے ہیں: ہم نے' یعنی نبی اکرم ﷺ کے اصحاب نے' صرف حج کا احرام باندھا' اس کے ساتھ کوئی اور ارادہ نہیں تھا' صرف اُسی کا ارادہ تھا' چار ذوالحج کی صبح ہم مکہ آ گئے تو نبی اکرم ﷺ نے ہمیں یہ حکم دیا' آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ احرام کھول دو اور اُسے عمرے میں تبدیل کر دو' پھر آپ کو ہمارے بارے میں یہ بات پتہ چلی کہ ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے اور عرفہ کے درمیان صرف پانچ دن باقی رہ گئے ہیں' اب نبی اکرم ﷺ ہمیں یہ حکم دے رہے ہیں کہ ہم احرام کھول دیں' تو جب ہم منیٰ جائیں گے تو ہماری شرمگاہوں سے منی کے قطرے ٹپک رہے ہوں گے (یعنی ہم نے منیٰ جانے سے کچھ دن پہلے صحبت کی ہوگی) تو نبی اکرم ﷺ کھڑے ہوئے' آپ نے ہمیں خطبہ دیا' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم لوگوں نے جو بات کہی ہے وہ مجھ تک پہنچ گئی ہے' میں تم سب سے زیادہ نیک ہوں اور تم سب سے زیادہ پرہیزگار ہوں'

2803-تقدم (الحديث 2649) ۔

2804-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (2459) ۔

اگر قربانی کا جانور ساتھ نہ ہوتا تو میں نے بھی احرام کھول دیا تھا' مجھے بعد میں جس چیز کا خیال آیا' اگر وہ پہلے آ جاتا تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لے کر آتا۔

راوی کہتے ہیں: حضرت علی رضی اللہ عنہ یمن سے تشریف لائے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا: تم نے کیا نیت کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے وہی نیت کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم قربانی کے جانور ساتھ رکھو اور احرام کی حالت میں برقرار رہو جس طرح آپ ہو۔

راوی کہتے ہیں: حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے کہ عمرے کا یہ حکم کیا اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہمیشہ کے لیے ہے۔

2805 - أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكِ بْنِ جُعْشُمٍ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ عُمْرَتَنَا هٰذِهِ لِعَامِنَا أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "هِيَ لِأَبَدٍ".

★★ حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کا کیا خیال ہے عمرے کا حکم اسی سال کے لیے ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

2806 - أَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ عَبْدَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ سُرَاقَةُ تَمَتَّعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَمَتَّعْنَا مَعَهُ فَقُلْنَا أَلَنَا خَاصَّةً أَمْ لِأَبَدٍ قَالَ "بَلْ لِأَبَدٍ".

★★ عطاء بیان کرتے ہیں: حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کیا' آپ کے ہمراہ ہم نے بھی حج تمتع کیا' تو ہم نے دریافت کیا: کیا یہ حکم ہمارے لیے مخصوص ہے یا ہمیشہ کے لیے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔

2807 - أَخْبَرَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ أَنْبَأَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ - وَهُوَ الدَّرَاوَرْدِيُّ - عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ بِلَالٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَفَسْخُ الْحَجِّ لَنَا خَاصَّةً أَمْ لِلنَّاسِ عَامَّةً قَالَ "بَلْ لَنَا خَاصَّةً".

★★ حارث بن بلال اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! (حج کو فسخ کر کے اس کی جگہ عمرہ) بطور خاص ہمارے لیے ہے یا عمومی طور پر سب لوگوں کے لیے ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ بطور خاص ہمارے لیے

2805- أخرجه النسائي في مناسك الحج، إباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2806) بمعناه . وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب التمتع بالعمرة إلى الحج (الحديث 2977) . تحفة الأشراف (3815) .

2806- تقدم في مناسك الحج، إباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2805) .

2807- أخرجه أبو داود في المناسك، باب الرجل يهل بالحج ثم يجعلها عمرة (الحديث 1808) . وأخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قال كان فسخ الحج لهم خاصة (الحديث 2984) . تحفة الأشراف (2027)

لیے ہے۔

2808 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ وَعَيَّاشٍ الْعَامِرِيِّ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ فِيْ مُتْعَةِ الْحَجِّ قَالَ كَانَتْ لَنَا رُخْصَةً .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حج تمتع کے بارے میں فرماتے ہیں: یہ (صرف) ہمارے لیے اجازت تھی۔

2809 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَارِثِ بْنَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ قَالَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيَّ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ فِيْ مُتْعَةِ الْحَجِّ لَيْسَتْ لَكُمْ وَلَسْتُمْ مِنْهَا فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَا كَانَتْ رُخْصَةً لَنَا اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ حج تمتع کے بارے میں یہ فرماتے ہیں: یہ تمہارے لیے نہیں ہے اور تمہارا اس کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہے یہ ہمارے یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے لیے اجازت تھی۔

2810 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ كَانَتِ الْمُتْعَةُ رُخْصَةً لَنَا .

☆☆ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حج تمتع کی رخصت ہمارے لیے تھی۔

2811 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلُ بْنُ مُهَلْهَلٍ عَنْ بَيَانٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي الشَّعْثَاءِ قَالَ كُنْتُ مَعَ اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ وَاِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ فَقُلْتُ لَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَجْمَعَ الْعَامَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ . فَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ لَوْ كَانَ اَبُوْكَ لَمْ يَهُمَّ بِذٰلِكَ . قَالَ وَقَالَ اِبْرَاهِيْمُ التَّيْمِيُّ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ قَالَ اِنَّمَا كَانَتِ الْمُتْعَةُ لَنَا خَاصَّةً .

☆☆ عبدالرحمٰن بن ابوشعثاء بیان کرتے ہیں: میں ابراہیم نخعی اور ابراہیم تیمی کے ساتھ تھا' میں نے کہا: پہلے میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں حج اور عمرہ اس سال اکٹھا کر لیتا ہوں' تو ابراہیم نے فرمایا: اگر تمہارے والد ہوتے تو وہ یہ ارادہ نہ کرتے۔

پھر ابراہیم تیمی نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا: حج تمتع کرنے کی اجازت بطور خاص ہمارے لیے تھی۔

2812 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ اُسَامَةَ عَنْ وُهَيْبِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانُوْا يُرَوْنَ اَنَّ الْعُمْرَةَ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ مِنْ اَفْجَرِ الْفُجُوْرِ

2808-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز التمتع (الحديث 160 و 161 و 162 و 163) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2809 و 2810 و 2811) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قال كان فسخ الحج لهم خاصة (الحديث 2985) . تحفة الاشراف (11995) .

2809-تقدم في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2808) .

2810-تقدم في مناسك الحج، اباحة فسخ الحج بعمرة لمن لم يسق الهدي (الحديث 2808) .

2811-تقدم (الحديث 2808) .

فِی الْاَرْضِ وَيَجْعَلُوْنَ الْمُحَرَّمَ صَفَرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِذَا بَرَاَ الدَّبَرْ وَعَفَا الْوَبَرْ وَانْسَلَخَ صَفَرْ - اَوْ قَالَ دَخَلَ صَفَرْ - فَقَدْ حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ فَقَدِمَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ صَبِيحَةَ رَابِعَةٍ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يَجْعَلُوْهَا عُمْرَةً فَتَعَاظَمَ ذٰلِكَ عِنْدَهُمْ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الْحِلِّ قَالَ "الْحِلُّ كُلُّهُ".

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے زمانے میں لوگ یہ سمجھتے تھے کہ حج کے مہینوں میں عمرہ کرنا روئے زمین کا سب سے بڑا گناہ ہے' اُن لوگوں نے محرم کو صفر بنا دیا تھا' وہ یہ کہتے تھے کہ جب زخم ٹھیک ہو جائیں اور اون زیادہ ہو جائے اور صفر گزر جائے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) صفر آ جائے تو عمرہ کرنے والے کے لیے عمرہ کرنا جائز ہو جاتا ہے۔

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب حج کا احرام باندھ کر (یا حج کا تلبیہ پڑھتے ہوئے) چار ذوالحج کو (مکہ تشریف لائے) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن لوگوں کو ہدایت کی کہ وہ اس کو عمرہ بنا لیں' لوگوں کو یہ مشکل محسوس ہوا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! ہم کس طرح سے احرام کھولیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم مکمل احرام کھول دو۔

2813 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مُسْلِمٍ - وَهُوَ الْقُرِّیُّ - قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَهَلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْعُمْرَةِ وَاَهَلَّ اَصْحَابُهُ بِالْحَجِّ وَاَمَرَ مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْیُ اَنْ يَحِلَّ وَكَانَ فِيْمَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الْهَدْیُ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَرَجُلٌ اٰخَرُ فَاَحَلَّا.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرے کا احرام باندھا' پھر آپ کے اصحاب نے حج کا احرام باندھا تو جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' آپ نے اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ احرام کھول دے' جن لوگوں کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں تھا' اُن لوگوں میں سے ایک حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور ایک اور صاحب تھے تو ان دونوں نے بھی احرام کھول دیا۔

2814 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هٰذِهٖ عُمْرَةٌ اسْتَمْتَعْنَاهَا فَمَنْ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ هَدْیٌ فَلْيَحِلَّ الْحِلَّ كُلَّهُ فَقَدْ دَخَلَتِ الْعُمْرَةُ فِی الْحَجِّ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:
یہ وہ عمرہ ہے جس کے ذریعے ہم نے نفع حاصل کیا ہے' جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو وہ مکمل طور پر احرام کھول

2812-اخرجه البخاري في الحج، باب التمتع و القران و الافراد بالحج و فسخ الحج لمن لم يكن معه هدي (الحديث 1564)، و في مناقب الانصار، باب ايام الجاهلية (الحديث 3832) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 198) . تحفة الاشراف (5714) .

2813-اخرجه مسلم في الحج، باب في متعة الحج (الحديث 196 و 197) . و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في الاقران (الحديث 1804) . تحفة الاشراف (6462) .

2814-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 203) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في افراد الحج (الحديث 1790) . تحفة الاشراف (6387) .

دے (کیونکہ) عمرہ حج میں داخل ہو گیا ہے۔

باب مَا يَجُوزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے شکار (کا گوشت) کھانا جائز ہے

2815 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى النَّضْرِ عَنْ نَافِعٍ مَوْلَى اَبِى قَتَادَةَ عَنْ اَبِى قَتَادَةَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِبَعْضِ طَرِيْقِ مَكَّةَ تَخَلَّفَ مَعَ اَصْحَابٍ لَّهُ مُحْرِمِيْنَ وَهُوَ غَيْرُ مُحْرِمٍ وَرَاٰى حِمَارًا وَّحْشِيًّا فَاسْتَوٰى عَلٰى فَرَسِهٖ ثُمَّ سَاَلَ اَصْحَابَهٗ اَنْ يُنَاوِلُوْهُ سَوْطَهٗ فَاَبَوْا فَسَاَلَهُمْ رُمْحَهٗ فَاَبَوْا فَاَخَذَهٗ ثُمَّ شَدَّ عَلَى الْحِمَارِ فَقَتَلَهٗ فَاَكَلَ مِنْهُ بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبٰى بَعْضُهُمْ فَاَدْرَكُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاَلُوْهُ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ "اِنَّمَا هِيَ طُعْمَةٌ اَطْعَمَكُمُوْهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ" .

☆☆ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ جا رہے تھے' راستے میں کسی جگہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ پیچھے رہ گئے' وہ لوگ حالت احرام میں تھے جبکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ محرم نہیں تھے' انہوں نے ایک نیل گائے دیکھی تو اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے' انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ اُن کا کوڑا انہیں پکڑا دیں' ساتھیوں نے یہ بات نہیں مانی' انہوں نے اپنا نیزہ مانگا' اُن کے ساتھیوں نے یہ بات بھی نہیں مانی' پھر انہوں نے خود ہی وہ نیزہ پکڑا اور نیل گائے پر حملہ کر دیا اور اُسے مار دیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اصحاب نے اُس کا گوشت کھالیا جبکہ بعض نے نہیں کھایا' جب یہ لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ وہ خوراک تھی جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں کھانے کے لیے فراہم کر دی۔

2816 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ التَّيْمِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كُنَّا مَعَ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَنَحْنُ مُحْرِمُوْنَ فَاُهْدِيَ لَهٗ طَيْرٌ وَّهُوَ رَاقِدٌ فَاَكَلَ بَعْضُنَا وَتَوَرَّعَ بَعْضُنَا فَاسْتَيْقَظَ طَلْحَةُ فَوَفَّقَ مَنْ اَكَلَهٗ وَقَالَ اَكَلْنَاهُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

☆☆ معاذ بن عبدالرحمٰن اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' ہم لوگ اُس وقت محرم تھے' اُن کی خدمت میں ایک پرندہ پیش کیا گیا' وہ اُس وقت سوئے ہوئے تھے' ہم میں سے بعض نے اُسے کھالیا اور بعض نے احتیاط کے طور پر نہیں کھایا' جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے اُن لوگوں کا ساتھ دیا جنہوں نے

2815-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لا يعين المحرم الحلال في قتل الصيد (الحديث 1823)، و في الجهاد، باب ما قيل في الرماح (الحديث 2914)، و في الذبائح و الصيد، باب ما جاء في التصيد (الحديث 5491)، و باب التصيد على الجبال (الحديث 5492) . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 56 و 57) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1852) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اكل الصيد للمحرم (الحديث 847) . تحفة الاشراف (12131) .

2816-اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 65) . تحفة الاشراف (5002) .

اُسے کھالیا تھا' اور اُنہوں نے یہ بات بیان کی کہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ اسے (یعنی شکار کیے ہوئے پرندے کو احرام کی حالت میں) کھایا تھا۔

2817 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عِيْسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ عُمَيْرِ بْنِ سَلَمَةَ الضَّمْرِيِّ اَنَّهُ اَخْبَرَهُ عَنِ الْبَهْزِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ يُرِيْدُ مَكَّةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰى اِذَا كَانُوْا بِالرَّوْحَاءِ اِذَا حِمَارُ وَحْشٍ عَقِيْرٌ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "دَعُوْهُ فَاِنَّهُ يُوْشِكُ اَنْ يَّاْتِيَ صَاحِبُهُ". فَجَآءَ الْبَهْزِيُّ وَهُوَ صَاحِبُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَاْنَكُمْ بِهٰذَا الْحِمَارِ . فَاَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبَا بَكْرٍ فَقَسَمَهُ بَيْنَ الرِّفَاقِ ثُمَّ مَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْاُثَايَةِ بَيْنَ الرُّوَيْثَةِ وَالْعَرْجِ اِذَا ظَبْيٌ حَاقِفٌ فِيْ ظِلٍّ وَفِيْهِ سَهْمٌ فَزَعَمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ رَجُلًا يَقِفُ عِنْدَهُ لَا يُرِيْبُهُ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ حَتّٰى يُجَاوِزَهُ .

☆☆ حضرت بہزی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مکہ جانے کے لیے روانہ ہوئے' آپ اس وقت محرم تھے' جب آپ روحاء کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک زخمی نیل گائے موجود تھی' اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا: اسے رہنے دو' ہوسکتا ہے کہ اس کا مالک یہاں تک آ جائے (یا اسے زخمی کرنے والا شخص آ جائے) پھر حضرت بہزی آئے' یہ وہی صاحب تھے' جنہوں نے اُسے زخمی کیا تھا نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے' اُنہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اس نیل گائے کے ساتھ جو چاہیں کریں' تو نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ حکم دیا' اُنہوں نے وہ اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دی' پھر نبی اکرم ﷺ روانہ ہو گئے' یہاں تک کہ جب آپ رویثہ اور عرج کے دوران اثایہ نامی جگہ پر پہنچے تو وہاں ایک ہرن ایک درخت کے سائے میں سویا ہوا تھا' اور اُس کے جسم میں ایک تیر لگا ہوا تھا' راوی کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کو ہدایت کی کہ وہ اُس ہرن کے پاس رہے تاکہ لوگوں میں سے کوئی بھی اُسے پریشان نہ کر سکے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جانے والے لوگ اُس سے آگے گزر جائیں۔

محرم شکار یا اس کی طرف دلالت بھی نہ کرے

اور وہ شکار نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اور شکار کی طرف ودلالت بھی نہ کرے۔ کیونکہ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے غیر احرام کی حالت میں گورخر کا شکار کیا اور ان کے ساتھی حالت احرام میں تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: پھر کھالو۔ کیونکہ شکار سے مراد امن کو دور کرنا ہے کیونکہ شکار اپنی وحشت اور نظروں سے دور ہونے کی وجہ سے امن میں ہوتا ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

2817- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (15655) .

حالت احرام ممانعت شکار میں مذاہب اربعہ کا بیان

علامہ ابن قدامہ حنبلی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ محرم شکار نہ کرے نہ اس کی طرف دلالت کرے۔ نہ کسی حلال یا حرام کی طرف دلالت کرے۔ اور محرم کے لئے شکار کی ممانعت کا حکم تمام ائمہ کے اجماع سے ہے کیونکہ اس کی ممانعت کے بارے نص وارد ہوئی ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حالت احرام میں شکار نہ کرو۔ اور اسی طرح یہ نص ہے کہ تم پر حرم میں خشکی کا شکار حرام ہے لہٰذا جب تک احرام میں ہو اس نص میں اس کی طرف صیادت ودلالت کی ممانعت موجود ہے۔ اسی طرح حدیث ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے استدلال بھی اسی طرح ہے۔ (المغنی، ج ۳، ص ۲۷۵، بیروت)

،امام ابن جریر کے نزدیک بھی قول مختار یہی ہے کہ مراد طعام سے وہ آبی جانور ہیں جو پانی میں ہی مر جائیں، فرماتے ہیں اس بارے میں ایک روایت مروی ہے گو بعض نے اسے موقوف روایت کہا ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے آپ نے آیت (احل لکم صید البحر و طعامه متاعا لکم) پڑھ کر فرمایا اس کا طعام وہ ہے جسے وہ پھینک دے اور وہ مرا ہوا ہو۔ بعض لوگوں نے اسے بقول ابو ہریرہ موقوف روایت کیا ہے، پھر فرماتا ہے یہ منفعت ہے تمہارے لئے اور راہ رو مسافروں کے لئے، یعنی جو سمندر کے کنارے رہتے ہوں اور جو وہاں وارد ہوئے ہوں، پس کنارے رہنے والے تو تازہ شکار خود کھیلتے ہیں پانی جسے دھکے دے کر باہر پھینک دے اور مر جائے اسے کھا لیتے ہیں اور نمکین ہو کر دور دراز والوں کو سوکھا ہوا پہنچتا ہے۔

الغرض جمہور علماء کرام نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ پانی کا جانور خواہ مردہ ہی ہو حلال ہے اس کی دلیل علاوہ اس آیت کے امام مالک کی روایت کردہ وہ حدیث بھی ہے کہ حضور نے سمندر کے کنارے پر ایک چھوٹا سا لشکر بھیجا جس کا سردار حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقرر کیا، یہ لوگ کوئی تین سو تھے۔

حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں میں بھی ان میں سے تھا ہم ابھی راستے میں ہی تھے جو ہمارے توشے تھے ختم ہو گئے، امیر لشکر کو جب یہ علم ہوا تو حکم دیا کہ جو کچھ جس کسی کے پاس ہو میرے پاس لاؤ چنانچہ سب جمع کر لیا اب حصہ رسدی کے طور پر ایک مقررہ مقدار ہر ایک کو بانٹ دیتے تھے یہاں تک کہ آخر میں ہمیں ہر دن ایک ایک کھجور ملنے لگی آخر میں یہ بھی ختم ہو گئی۔ اب سمندر کے کنارے پہنچ گئے دیکھتے ہیں کہ کنارے پر ایک بڑی مچھلی ایک ٹیلے کی طرح پڑی ہوئی ہے، سارے لشکر نے اٹھارہ راتوں تک اسے کھایا، وہ اتنی بڑی تھی کہ اس کی دو پسلیاں کھڑی کی گئیں تو اس کے نیچے سے ایک شتر سوار نکل گیا اور اس کا سر اس پسلی کی ہڈی تک نہ پہنچا، یہ حدیث بخاری مسلم میں بھی ہے ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا نام عنبر تھا ایک روایت میں ہے کہ یہ مردہ ملی تھی اور صحابہ نے آپس میں کہا تھا کہ ہم رسول اللہ کے بھیجے ہوئے ہیں اور اس وقت سخت دقت اور تکلیف میں ہیں اسے کھا لو ہم تین سو آدمی ایک مہینے تک وہیں رہے اور اسی کو کھاتے رہے یہاں تک کہ ہم موٹے تازے اور تیار ہو گئے اس کی آنکھ کے سوراخ میں سے ہم چربی ہاتھوں میں بھر بھر کر نکال لیتے تھے تیرہ شخص اس کی آنکھ کی گہرائی میں بیٹھ گئے تھے، اس کی پسلی کی ہڈی کے درمیان سے سانڈنی سوار گزر جاتا تھا، ہم نے اس کے گوشت اور چربی سے مٹکے بھر لئے جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس واپس پہنچے اور آپ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا یہ اللہ کی طرف سے روزی تھی جو اللہ جل مجدہ نے تمہیں دی کیا اس کا

گوشت اب بھی تمہارے پاس ہے؟ اگر ہو تو ہمیں بھی کھلاؤ، ہمارے پاس تو تھا ہی ہم نے حضور کی خدمت میں پیش کیا اور خود آپ نے بھی کھایا،

مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ اس واقعہ میں خود پیغمبر اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی موجود تھے اس وجہ سے بعض محدثین کہتے ہیں کہ ممکن ہے یہ دو واقع ہوں اور بعض کہتے ہیں واقعہ تو ایک ہی ہے، شروع میں اللہ کے نبی بھی ان کے ساتھ تھے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم سمندر کے سفر کو جاتے ہیں ہمارے ساتھ پانی بہت کم ہوتا ہے اگر اسی سے وضو کرتے ہیں تو پیاسے رہ جائیں تو کیا ہمیں سمندر کے پانی سے وضو کر لینے کی اجازت ہے؟ حضور نے فرمایا سمندر کا پانی پاک ہے اور اس کا مردہ حلال ہے، امام شافعی امام احمد اور سنن اربعہ والوں نے اسے روایت کیا ہے۔

امام بخاری امام ترمذی امام ابن خزیمہ امام ابن حبان وغیرہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے صحابہ کی ایک جماعت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کے مثل روایت کیا ہے، ابوداؤد ترمذی ابن ماجہ اور مسند احمد میں ہے حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج یا عمرے میں تھے اتفاق سے ٹڈیوں کا دل کا دل آ پہنچا ہم نے انہیں مارنا اور پکڑنا شروع کیا لیکن پھر خیال آیا کہ ہم تو احرام کی حالت میں ہیں انہیں کیا کریں گے؟ چنانچہ ہم نے جا کر حضور علیہ السلام سے مسئلہ پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دریائی جانوروں کے شکار میں کوئی حرج نہیں۔

ابن ماجہ میں ہے کہ جب ٹڈیاں نکل آتیں اور نقصان پہنچاتیں تو رسول کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے کہ اے اللہ ان سب کو خواہ چھوٹی ہوں خواہ بڑی ہلاک کر ان کے انڈے تباہ کر ان کا سلسلہ کاٹ دے اور ہماری معاش سے ان کے منہ بند کر دے یا اللہ ہمیں روزیاں دے یقیناً تو دعاؤں کا سننے والا ہے، حضرت خالد نے کہا یا رسول اللہ آپ ان کے سلسلہ کے کٹ جانے کی دعا کرتے ہیں حالانکہ وہ بھی ایک قسم کی مخلوق ہے آپ نے فرمایا ان کی پیدائش کی اصل مچھلی سے ہے، حضرت زیاد کا قول ہے کہ جس نے انہیں مچھلی سے ظاہر ہوتے دیکھا تھا خود اسی نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے حرم میں ٹڈی کے شکار سے بھی منع کیا ہے جن فقہا کرام کا یہ مذہب ہے کہ سمندر میں جو کچھ ہے سب حلال ہے ان کا استدلال اسی آیت سے ہے وہ کسی آبی جانور کو حرام نہیں کہتے حضرت ابوبکر صدیق کا وہ قول بیان ہو چکا ہے کہ طعام سے مراد پانی میں رہنے والی ہر ایک چیز ہے، بعض حضرات نے صرف مینڈک کو اس حکم سے الگ کر لیا ہے اور مینڈک کے سوا پانی کے تمام جانوروں کو وہ مباح کہتے ہیں کیونکہ مسند وغیرہ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مینڈک کے مارنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا ہے کہ اس کی آواز اللہ کی تسبیح ہے، بعض اور کہتے ہیں سمندر کے شکار سے مچھلی کھائی جائے گی اور مینڈک نہیں کھایا جائے گا اور باقی کی چیزوں میں اختلاف ہے کچھ تو کہتے ہیں کہ باقی سب حلال ہے اور کچھ کہتے ہیں باقی سب نہ کھایا جائے، ایک جماعت کا خیال ہے کہ خشکی کے جو جانور حلال ہیں ان جیسے جو جانور پانی کے ہوں وہ بھی حلال ہیں اور خشکی کے جو جانور حرام ہیں ان کی مشابہت کے جو جانور تری کے ہوں وہ بھی حرام۔

یہ سب وجوہ مذہب شافعی میں ہیں حنفی مذہب یہ ہے کہ سمندر میں مر جائے اس کا کھانا حلال نہیں جیسے کہ خشکی میں از خود

مرے ہوئے جانور کا کھانا حلال نہیں کیونکہ قرآن نے اپنی موت آپ مرے ہوئے جانور کو آیت (حرمت علیکم المیتۃ) میں حرام کر دیا ہے اور یہ عام ہے، ابن مردویہ میں حدیث ہے کہ جو تم شکار کر لو اور وہ زندہ ہو پھر مر جائے تو اسے کھالو اور جسے پانی آپ ہی پھینک دے اور وہ مرا ہوا الٹا پڑا ہوا ہو اسے نہ کھاؤ، لیکن یہ حدیث مسند کی رو سے منکر ہے صحیح نہیں، مالکیوں شافعیوں اور حنبلیوں کی دلیل ایک تو ہی عنبر والی حدیث ہے جو پہلے گزر چکی دوسری دلیل وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردہ حلال کئے گئے ہیں دو مردے مچھلی اور ٹڈی اور دو خون کلیجی اور تلی، یہ حدیث مسند احمد ابن ماجہ دار قطنی اور بیہقی میں بھی ہے اور اس کے سواہد بھی ہیں اور یہی روایت موقوفاً بھی مروی ہے، واللہ اعلم،

پھر فرماتا ہے کہ تم پر احرام کی حالت میں شکار کھیلنا حرام ہے، پس اگر کسی احرام والے نے شکار کر لیا اور اگر قصداً کیا ہے تو اسے کفارہ بھی دینا پڑے گا اور گنہگار بھی ہوگا اور اگر خطا اور غلطی سے شکار کر لیا ہے تو اسے کفارہ دینا پڑے گا اور اس کا کھانا اس پر حرام ہے خواہ وہ احرام والے ہوں یا نہ ہوں۔ عطا قاسم سالم ابو یوسف محمد بن حسن وغیرہ بھی یہی کہتے ہیں، پھر اگر اسے کھالیا تو عطا وغیرہ کا قول ہے کہ اس پر دو کفارے لازم ہیں۔

لیکن امام مالک وغیرہ فرماتے ہیں کہ کھانے میں کوئی کفارہ نہیں، جمہور بھی امام صاحب کے ساتھ ہیں، ابو عمر نے اس کی توجیہ یہ بیان کی ہے کہ جس طرح زانی کے کئی زنا پر حد ایک ہی ہوتی ہے،

حضرت ابو حنیفہ کا قول ہے کہ شکار کر کے کھانے والے کو اس کی قیمت بھی دینی پڑے گی، ابو ثور کہتے ہیں کہ محرم نے جب کوئی شکار مارا تو اس پر جزا ہے، ہاں اس شکار کا کھانا اس کے لئے حلال ہے لیکن میں اسے اچھا نہیں سمجھتا، کیونکہ فرمان رسول ہے کہ خشکی کے شکار کو کھانا تمہارے لئے حلال ہے جب تک کہ تم آپ شکار نہ کرو اور جب تک کہ خاص تمہارے لئے شکار نہ کیا جائے، اس حدیث کا تفصیلی بیان آگے آ رہا ہے، ان کا یہ قول غریب ہے، ہاں شکاری کے سوا اور لوگ بھی اسے کھا سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، بعض تو منع کرتے ہیں جیسے پہلے گزر چکا اور بعض جائز بتاتے ہیں ان کی دلدل وہی حدیث ہے جو اوپر ابو ثور کے قول کے بیان میں گزری، واللہ اعلم، اگر کسی ایسے شخص نے شکار کیا جو احرام باندھے ہوئے نہیں پھر اس نے کسی احرام والے کو وہ جانور ہدیئے میں دیا تو بعض تو کہتے ہیں کہ یہ مطلقاً حلال ہے خواہ اسی کی نیت سے شکار کیا ہو خواہ اس کے لئے شکار نہ کیا ہو،

حضرت عمر حضرت ابو ہریرہ حضرت زبیر حضرت کعب احبار حضرت مجاہد، حضرت عطا، حضرت سعید بن جبیر اور کوفیوں کا یہی خیال ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ غیر محرم کے شکار کو محرم کھا سکتا ہے؟ تو آپ نے جواز کا فتویٰ دیا، جب حضرت عمر کو یہ خبر ملی تو آپ نے فرمایا اگر تو اس کے خلاف فتویٰ دیتا تو میں تیری سزا کرتا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس صورت میں بھی محرم کو اس کا کھانا درست نہیں، ان کی دلیل اس آیت کے کا عموم ہے حضرت ابن عباس اور ابن عمر سے بھی یہی مروی ہے اور بھی صحابہ تابعین اور ائمہ دین اس طرف گئے ہیں۔

تیسری جماعت نے اس کی تفصیل کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اگر کسی غیر محرم نے کسی محرم کے ارادے سے شکار کیا ہے تو اس محرم

کو اس کا کھانا جائز نہیں، ورنہ جائز ہے ان کی دلیل حضرت صعب بن جثامہ کی حدیث ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابوا کے میدان میں یا ودان کے میدان میں ایک گورخر شکار کردہ بطور ہدیئے کے دیا تو آپ نے اسے واپس کر دیا جس سے صحابی رنجیدہ ہوئے، آثار رنج ان کے چہرے پر دیکھ کر رحمتہ للعالمین نے فرمایا اور کچھ خیال نہ کرو ہم نے بوجہ احرام میں ہونے کے ہی اسے واپس کیا ہے، یہ حدیث بخاری و مسلم میں موجود ہے، تو یہ لوٹانا آپ کا اسی وجہ سے تھا کہ آپ نے سمجھ لیا تھا کہ اس نے یہ شکار خاص میرے لئے ہی کیا ہے اور جب شکار محرم کے لئے ہی نہ ہو تو پھر اسے قبول کرنے اور کھانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ حضرت ابو قتادہ کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے بھی جبکہ وہ احرام کی حالت میں نہ تھے ایک گورخر شکار کیا صحابہ جو احرام میں تھے انہوں نے اس کے کھانے میں توقف کیا اور حضور سے یہ مسئلہ پوچھا تو آپ نے فرمایا کیا تم میں سے کسی نے اسے اشارہ کیا تھا؟ یا اسے کوئی مدد دی تھی؟ سب نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا پھر کھالو اور خود آپ نے بھی کھایا یہ واقعہ بھی بخاری و مسلم میں موجود ہے،

مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنگلی شکار کا کھانا تمہارے لئے حلال ہے اس حالت میں بھی کہ تم احرام میں ہو جب تک کہ خود تم نے شکار نہ کیا ہو اور جب تک کہ خود تمہارے لئے شکار نہ کیا گیا ہو، ابوداؤد ترمذی نسائی میں بھی یہ حدیث موجود ہے،

امام ترمذی نے فرمایا ہے کہ اس کے راوی مطلب کا جابر سے سننا ثابت نہیں، ربیعہ فرماتے ہی کہ عرج میں جناب خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، آپ احرام کی حالت میں تھے جاڑوں کے دن تھے ایک چادر سے آپ منہ ڈھکے ہوئے تھے کہ آپ کے سامنے شکار کا گوشت پیش کیا گیا تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم کھالو انہوں نے کہا اور آپ کیوں نہیں کھاتے؟ فرمایا مجھ میں تم میں فرق ہے یہ شکار میرے ہی لئے کیا گیا ہے اس لئے میں نہیں کھاؤں گا تمہارے لئے نہیں گیا اس لئے تم کھا سکتے ہو۔ (ابن کثیر، مائدہ، ۹۶)

باب مَا لَا يَجُوْزُ لِلْمُحْرِمِ اَكْلُهُ مِنَ الصَّيْدِ ـ

یہ باب ہے کہ محرم شخص کے لیے کون سا شکار کھانا جائز نہیں ہے؟

2818 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّهُ اَهْدٰى لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارَ وَحْشٍ وَّهُوَ بِالْاَبْوَاءِ اَوْ بِوَدَّانَ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَاٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِىْ وَجْهِى

2818-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب اذا اهدى للمحرم حمارًا و حشيًا حيًا لم يقبل (الحديث 1825)، و في الهبة، باب قبول الهدية (الحديث 2573)، و باب من لم يقبل الهدية لعلة (الحديث 2596) . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 50 و 51 و 52) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية لحم الصيد للمحرم (الحديث 849) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، مالا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2819) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما ينهى عنه المحرم من الصيد (الحديث 3090) . تحفة الاشراف (4940) .

قَالَ "اَمَا اِنَّهُ لَمْ نَرُدَّهُ عَلَيْكَ اِلَّا اَنَّا حُرُمٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: اُنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت ابواء یا ودان کے مقام پر موجود تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ اُنہیں واپس کر دیا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے چہرے پر پریشانی کے آثار دیکھے تو آپ نے فرمایا: ہم نے اسے تمہیں اس لیے واپس کیا ہے کیونکہ ہم احرام کی حالت میں ہیں۔

2819 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الصَّعْبِ بْنِ جَثَّامَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَقْبَلَ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِوَدَّانَ رَاٰى حِمَارَ وَحْشٍ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ وَقَالَ "اِنَّا حُرُمٌ لَا نَاْكُلُ الصَّيْدَ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہے تھے' جب آپ ودان پہنچے تو وہاں آپ نے ایک نیل گائے دیکھی (یعنی اُس کا گوشت آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا) تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ واپس کر دیا اور فرمایا: ہم محرم ہیں' ہم شکار نہیں کھا سکتے۔

2820 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا قَيْسُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لِزَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ مَا عَلِمْتَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُهْدِىَ لَهُ عُضْوُ صَيْدٍ وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَلَمْ يَقْبَلْهُ قَالَ نَعَمْ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ اُنہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ یہ بات نہیں جانتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شکار کا ایک عضو تحفے کے طور پر پیش کیا گیا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے قبول نہیں کیا تھا' تو حضرت زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں!

2821 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ سَمِعْتُ يَحْيٰى وَسَمِعْتُ اَبَا عَاصِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِى الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ زَيْدُ بْنُ اَرْقَمَ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ يَسْتَذْكِرُهُ كَيْفَ اَخْبَرْتَنِىْ عَنْ لَحْمِ صَيْدٍ اُهْدِىَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ حَرَامٌ قَالَ نَعَمْ اَهْدٰى لَهُ رَجُلٌ عُضْوًا مِّنْ لَحْمِ صَيْدٍ فَرَدَّهُ وَقَالَ "اِنَّا لَا نَاْكُلُ اِنَّا حُرُمٌ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اُن سے فرمایا: وہ اُنہیں کوئی بات یاد دلا رہے تھے' آپ نے مجھے شکار کے گوشت کے بارے میں کیا بتایا تھا کہ جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اُس وقت تحفے کے طور پر پیش کیا گیا تھا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے' تو حضرت

2819-تقدم في مناسك الحج، ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2818).

2820-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1850). تحفة الاشراف (3677).

2821-اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 55). تحفة الاشراف (3663).

زید رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی ہاں! ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شکار کے گوشت کا ایک عضو تحفے کے طور پر پیش کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قبول نہیں کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم یہ نہیں کھائیں گے کیونکہ ہم محرم ہیں۔

2822 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَهْدَى الصَّعْبُ بْنُ جَثَّامَةَ اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رِجْلَ حِمَارٍ وَحْشٍ تَقْطُرُ دَمًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ وَّهُوَ بِقُدَيْدٍ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کی ٹانگ (یاران) پیش کی' جس میں سے خون ٹپک رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے' آپ اُس وقت قدید کے مقام پر موجود تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قبول نہیں کیا۔

2823 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ حَبِيْبٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَحَبِيْبٍ - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ ثَابِتٍ - عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الصَّعْبَ بْنَ جَثَّامَةَ اَهْدَى لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِمَارًا وَّهُوَ مُحْرِمٌ فَرَدَّهُ عَلَيْهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت صعب بن جثامہ رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نیل گائے کا گوشت پیش کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے قبول نہیں کیا۔

جب احرام والا شکار کرے یا اسکی طرف دلالت کرے تو حکم شرعی

حضرت امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے۔ جب کسی محرم نے شکار والے جانور کو قتل کر دیا یا اس نے ایسے بندے کو اس طرف رہنمائی کی جس نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر جزاء واجب ہے۔ البتہ قتل کرنے کے حکم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے تم شکار کے جانور کو قتل نہ کرو۔ جبکہ تم حالت احرام میں ہو۔ اور تم میں سے جس نے بطور ارادہ قتل کر دیا تو قتل شدہ جانور کی مثل جزاء ہے۔ جزاء کے وجوب میں نص صراحت کے ساتھ بیان ہوئی ہے۔ البتہ دلالت میں حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے جزاء قتل کے معلق ہے دلالت کے ساتھ معلق نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حلال کو حلال کی طرف دلالت کرنے کے مشابہ ہو جائے گا۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ والی حدیث ہماری دلیل ہے جسے ہم نے روایت کر دیا ہے۔ حضرت عطاء علیہ الرحمہ نے کہا ہے لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ دلالت کرنے والے پر جزاء ہے۔ کیونکہ دلالت کرنا احرام کے ممنوعات میں سے ہے۔ کیونکہ دلالت کرنے کی وجہ سے شکار کا امن ختم ہو جائے گا۔ کیونکہ شکار اپنے وحشی ہونے اور چھپ جانے کی وجہ سے امن

2822-اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 54) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، مالا يجوز للمحرم اكله من الصيد (الحديث 2823) . تحفة الاشراف (5499) .

2823-تقدم في مناسك الحج، ما لا يجوز للمحرم اكله من الصيد (2822) .

میں ہوتا ہے۔لہٰذا یہ اس کو تلف کرنے کی مثل ہو جائے گا۔اور اس دلیل کی وجہ سے محرم نے احرام کی حالت میں شکار سے باز رہنے کے لئے اپنے آپ کو پابند کیا ہے۔لہٰذا اس نے جو پابندی کی تھی اس کو چھوڑنے کی وجہ سے اس پر ضمان (جرمانہ) لازم آئے گا۔جس طرح وہ بندہ ہے جس کے پاس ودیعت رکھی جائے یہ خلاف حلال کے کیونکہ اس کی جانب سے کوئی پابندی لازم نہیں کی گئی۔البتہ حلال کی دلالت پر جزاء ہے جس طرح حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ اور حضرت امام زفر علیہ الرحمہ سے روایت کیا گیا ہے۔اور جو دلالت جزاء کو واجب کرنے والی ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ جسے دلالت کی گئی ہے وہ شکار والی جگہ جانتا ہو اور وہ مدلول کی دلالت کی تصدیق کرنے والا بھی ہو۔یہاں تک کہ اگر اس نے اس کو جھٹلایا اور کسی دوسرے آدمی کی تصدیق کر لی تو جھٹلائے گئے شخص پر کوئی ضمان واجب نہیں ہے۔اور اگر دلالت کرنے والا حرم میں حلال ہو گیا تو اس پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی اسی دلیل کی بنیاد پر جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔وجوب ضمان میں ارادے سے کرنے والا اور بھولنے والا دونوں برابر ہیں۔اس لئے کہ جزاء ایک ایسی ضمان ہے جس کا وجوب نقصان کو پورا کرتا ہے۔لہٰذا مالوں کے جرمانوں کے مشابہ ہوگیا۔ اور اس میں ابتداء کرنے والا اور لوٹانے والا دونوں برابر ہیں اس لئے کہ ان کو موجب مختلف نہیں ہے۔(ہدایہ، کتاب الحج، لاہور)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ مدینہ سے حج کے لئے نکلے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ نکلے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے اور راہ لی اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو فرمایا تم ساحل سمندر کی راہ لو حتیٰ کہ مجھ سے آملو۔انہی میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ان لوگوں نے ساحل بحر کی راہ لی۔پھر جب وہ رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچے تو انہوں نے احرام باندھ لئے سوائے حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے انہوں نے احرام نہیں باندھا تھا وہ چلے جا رہے تھے کہ انہوں نے راستہ میں وحشی گدھوں کو دیکھا۔حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک گدھی کی کونچیں کاٹ دیں چنانچہ سب نے ایک جگہ پڑاؤ کیا اس کا گوشت کھایا پھر انہوں نے (آپس میں) کہا کہ ہم نے گوشت کھایا حالانکہ ہم محرم تھے۔

اس کا باقی گوشت ساتھ لے لیا۔پھر جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم!) ہم نے احرام باندھ لیا تھا لیکن حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے نہیں باندھا تھا پھر ہم نے چند وحشی گدھے دیکھے اور حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے ایک کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ہم نے پڑاؤ ڈالا اور سب نے اس کا گوشت کھایا۔پھر ہم نے کہا کہ ہم شکار کا گوشت کھا رہے ہیں حالانکہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں اور اس کا باقی گوشت ہم لے آئے ہیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نے تم میں سے اس کا اسے حکم دیا تھا یا اس کی طرف اشارہ کیا تھا؟ تو انہوں نے عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کا جو گوشت باقی ہے وہ بھی کھا لو۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حضرت صعب رضی اللہ عنہ بن جثامہ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حمار وحشی (گورخر) بطور ہدی کے بھیجا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابواء یا ودان میں کہ جو مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہیں تشریف فرما تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وجہ سے ان کے چہرہ پر غم د

افسوس کے آثار محسوس کئے تو فرمایا کہ ہم نے تمہارا ہدیہ اس لئے واپس کر دیا ہے کہ ہم احرام باندھے ہوئے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

بظاہر یہ حدیث ان حضرات کی دلیل ہے جو مطلق شکار کا گوشت کھانے کو محرم کے لئے حرام قرار دیتے ہیں اور چونکہ حنفیہ کا مسلک جو باب کی ابتداء میں ذکر کیا گیا ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول کے مطابق ہے اس لئے حنفیہ کے نزدیک اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ زندہ گورخر بطور شکار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا گیا تھا اور چونکہ شکار قبول کرنا محرم کے لئے درست نہیں ہے اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے واپس کر دیا۔ لیکن پھر ایک اشکال اور پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ ایک روایت میں وضاحت کے ساتھ یہ منقول ہے کہ گورخر کا گوشت بھیجا گیا تھا، ایک روایت میں یہ بتایا گیا ہے کہ گورخر کی ران بھیجی گئی تھی، اسی طرح ایک روایت یہ بتاتی ہے کہ اس کا ایک ٹکڑا بھیجا گیا تھا۔

لہٰذا ان روایتوں کے پیش نظر یہ معلوم ہوتا ہے کہ زندہ گورخر نہیں بھیجا گیا تھا بلکہ یہاں حدیث میں بھی گورخر سے اس کا گوشت ہی مراد ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زندہ گورخر ہی بھیجا گیا ہوگا جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول نہیں کیا، پھر بعد میں دوسرے گورخر کی ران بھیجی گئی اسی کو کسی نے تو گوشت سے تعبیر کیا اور کسی نے اسے اس کا ٹکڑا کہا۔

اس بارے میں حنفیہ کی بڑی دلیل یہ روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گورخر پیش کیا گیا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عرف میں تشریف فرما تھے اور احرام باندھے ہوئے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اسے رفقاء میں تقسیم کر دو۔ مذکورہ بالا حدیث کے بارے میں شافعیہ یہ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر کو اس گمان کی بناء پر واپس کر دیا کہ بطور خاص میرے لئے شکار کیا گیا ہے۔

امام مالک و امام شافعی کی مستدل حدیث اور اس کا مطلب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے لئے احرام کی حالت میں شکار کا گوشت حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو تم نے خود کیا اور نہ تمہارے لئے کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

حدیث کا حاصل یہ ہوا کہ اگر حالت احرام میں تم خود شکار کرو گے یا کوئی دوسرا تمہارے لئے شکار کرے گا، اگرچہ وہ شکاری حالت احرام میں نہ ہو تو اس شکار کا گوشت کھانا تمہارے لئے درست نہیں ہوگا۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی اس حدیث کو اپنے اس مسلک کی دلیل قرار دیتے ہیں کہ محرم کے لئے اس شکار کا گوشت کھانا حرام ہے جسے کسی غیر محرم نے اس کے لئے شکار کیا ہو۔

لیکن حنفیہ اس حدیث کے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ اگر حالت احرام میں زندہ شکار تمہارے لئے بطور تحفہ بھیجا جائے تو اس کا گوشت کھانا تمہارے لئے حرام ہوگا۔ ہاں اگر اس شکار کا گوشت تحفہ کے طور پر تمہارے پاس بھیجا جائے اس کا کھانا حرام نہیں ہو گا۔ گویا اس صورت میں حدیث کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر تمہارے حکم کی بناء پر کوئی شکار کیا جائے گا تو اس کا کھانا تمہارے لئے

درست نہیں ہوگا لہٰذا اس شکار کا گوشت محرم کے لئے حرام نہیں ہے جسے کوئی غیر محرم اس کے لئے ذبح کرے بشرطیکہ اس شکار میں محرم کے حکم یا اس کی اعانت اور اشارت و دلالت کا کوئی دخل نہ ہو۔

احناف کی مستدل حدیث پر اشکال کا جواب

حضرت ابوقتادہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ واقعہ حدیبیہ کے موقع پر مکہ کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تو وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت پیچھے رہ گئے جو عمرہ کے لئے احرام باندھے ہوئے تھے لیکن خود ابوقتادہ حالت احرام میں نہیں تھے! چنانچہ راستہ میں ایک جگہ ان کے ساتھیوں نے گورخر دیکھا مگر ابوقتادہ کی نظر اس پر نہیں پڑی، ان کے ساتھیوں نے اس گورخر کو دیکھ کر صرف نظر کر لیا، آخر کار ابوقتادہ نے بھی اس گورخر کو دیکھ لیا اور اس کو شکار کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنے ساتھیوں سے اپنا چابک مانگا مگر انہوں نے اس وجہ سے کہ اس شکار میں ہماری اعانت کسی درجہ میں بھی شامل نہ ہو چابک دینے سے انکار کر دیا ابوقتادہ نے گھوڑے سے اتر کر خود چابک اٹھایا اور گورخر پر حملہ آور ہوئے یہاں تک کہ اسے مار لیا، پھر اس کے گوشت کو تیار کر کے خود انہوں نے بھی کھایا اور ان کے ساتھیوں نے بھی کھایا، مگر ان کے ساتھی اس کا گوشت کھا کر پشیمان ہوئے کیونکہ انہوں نے گمان کیا کہ محرم کے لئے مطلق شکار کا گوشت کھانا درست نہیں ہے۔ چنانچہ جب وہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حکم پوچھا کہ آیا اس گورخر کا گوشت کھانا ہمارے لئے درست تھا یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس اس میں سے کچھ باقی ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہمارے پاس اس کا پاؤں باقی رہ گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ پاؤں لیا اور اس کو تیار کرا کر کھایا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر فرمایا کہ اس کا گوشت کھانا تمہارے لئے درست تھا (بخاری ومسلم)

بخاری ومسلم ہی کی ایک اور روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ جب وہ لوگ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے ابوقتادہ کو یہ حکم دیا تھا کہ وہ گورخر پر حملہ آور ہوں یا تم میں سے کسی نے گورخر کی طرف اشارہ کر کے اس کے شکار پر متوجہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا کہ نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر اس کے گوشت میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اسے کھا لو۔

اس حدیث کے بارے میں ایک اشکال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں تو بتایا گیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس گورخر میں سے بچا ہوا پاؤں تیار کرا کر کھایا جب کہ ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا نہیں؟ لہٰذا اس اشکال کو دور کرنے کے لئے علماء ان دونوں روایتوں میں یہ مطابقت پیدا کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ خود حالت احرام میں تھے اس لئے ابتداء میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ گمان کیا ہوگا کہ اس گورخر کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کو دخل رہا ہوگا اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھانے سے انکار کر دیا ہوگا مگر جب صحیح صورت حال سامنے آگئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہو گیا کہ اس کے شکار میں کسی محرم کے حکم یا اس کی اعانت کا کوئی دخل نہیں تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کھایا۔

محرم کے لئے جس طرح یہ ممنوع ہے کہ وہ شکار کے لئے کسی کو حکم دے اسی طرح دلالت اور اشارت بھی ممنوع ہے دلالت اور اشارت میں فرق یہ ہے کہ دلالت کا تعلق زبان سے ہوتا ہے مثلاً محرم کو کسی ہاتھ کے اشارہ سے شکار کی طرف متوجہ کرے! بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ دلالت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے نہ ہو اور اشارت کا تعلق اس شکار سے ہوتا ہے جو نظر کے سامنے ہو۔

اس موقع پر یہ بات جان لیجئے کہ محرم کے لئے تو دلالت حدود حرم میں بھی حرام اور حدود حرم سے باہر بھی لیکن غیر محرم کے لئے حدود حرم میں تو حرام ہے اور حدود حرم سے باہر نہیں۔

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا حلال ہے بشرطیکہ وہ شکار نہ تو خود اس نے کیا ہو اور نہ اس شکار میں اس کی دلالت اشارت اور اعانت کا قطعاً دخل ہو، چنانچہ یہ حدیث حنفیہ کے اس مسلک کی دلیل ہے اور ان حضرات کے مسلک کی تردید کرتی ہے جو محرم کو مطلق شکار کا گوشت کھانے سے منع کرتے ہیں۔

باب اِذَا ضَحِكَ الْمُحْرِمُ فَفَطِنَ الْحَلَالُ لِلصَّيْدِ فَقَتَلَهُ اَيَاْكُلُهُ اَمْ لَا

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص ہنس پڑے جس سے حالتِ احرام کے بغیر شخص کو شکار کے بارے میں پتہ چل جائے اور پھر وہ اُسے قتل کر دے تو کیا محرم شخص اُسے کھا سکتا ہے یا نہیں کھا سکتا؟

2824 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِىْ كَثِيْرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِىْ قَتَادَةَ قَالَ انْطَلَقَ اَبِىْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَامَ الْحُدَيْبِيَةِ فَاَحْرَمَ اَصْحَابُهُ وَلَمْ يُحْرِمْ فَبَيْنَمَا اَنَا مَعَ اَصْحَابِىْ ضَحِكَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ فَنَظَرْتُ فَاِذَا حِمَارُ وَحْشٍ فَطَعَنْتُهُ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِىْ فَاَكَلْنَا مِنْ لَحْمِهٖ وَخَشِيْنَا اَنْ نُقْتَطَعَ فَطَلَبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُرَفِّعُ فَرَسِىْ شَاْوًا وَّاَسِيْرُ شَاْوًا فَلَقِيْتُ رَجُلًا مِّنْ غِفَارٍ فِىْ جَوْفِ اللَّيْلِ فَقُلْتُ اَيْنَ تَرَكْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَرَكْتُهُ وَهُوَ قَائِلٌ بِالسُّقْيَا . فَلَحِقْتُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اَصْحَابَكَ يَقْرَءُوْنَ عَلَيْكَ السَّلَامَ وَرَحْمَةَ اللّٰهِ وَاِنَّهُمْ قَدْ خَشُوْا اَنْ يُقْتَطَعُوْا دُوْنَكَ فَانْتَظِرْهُمْ فَانْتَظَرَهُمْ . فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّىْ اَصَبْتُ حِمَارَ وَحْشٍ وَّعِنْدِىْ مِنْهُ فَقَالَ لِلْقَوْمِ "كُلُوْا" . وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ .

☆☆ عبداللہ بن ابی قتادہ بیان کرتے ہیں: میرے والد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے یہ حدیبیہ کے سال کی بات

2824-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب اذا صاد الحلال فاهدى للمحرم الصيد اكله (الحديث 1821)، و باب اذا راى المحرمون صيدًا فضحكوا ففطن الحلال (الحديث 1822) . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 59) . و الحديث عند: البخاري في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4149) . و مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 62) . و النسائي في مناسك الحج، اذا ضحك المحرم ففطن الحلال للصيد فقتله اياكله ام لا (الحديث 2825) . و ابن ماجه في المناسك، باب الرخصة في ذلك اذا لم يصد له (الحديث 3093) . تحفة الاشراف (12109) .

ہے ان کے ساتھیوں نے احرام باندھا ہوا تھا' لیکن انہوں نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا' وہ بیان کرتے ہیں: میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جا رہا تھا' ایک شخص دوسرے کو دیکھ کر ہنس پڑا' میں نے توجہ دی تو وہاں ایک نیل گائے تھی' میں نے اُس پر حملہ کر دیا' میں نے اپنے ساتھیوں سے مدد مانگی' اُنہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا' پھر ہم نے (اُسے شکار کرنے کے بعد) اُس کا گوشت کھا لیا' پھر ہمیں یہ اندیشہ ہوا کہ دشمن ہمیں نقصان نہ پہنچائے تو میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچنے کے لیے اپنے گھوڑے کو تیز رفتاری سے چلاتا رہا' نصف رات کے وقت میری ملاقات غفار قبیلے کے ایک شخص سے ہوئی' میں نے دریافت کیا: تم نے نبی اکرم ﷺ کو کہاں چھوڑا ہے؟ تو اُس نے جواب دیا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو وہاں چھوڑا تھا' جب آپ سقیا کے مقام پر قیلولہ کر رہے تھے' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ تک پہنچ گیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ کے اصحاب نے آپ کو سلام بھیجا ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں بھیجی ہیں' اُن لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ کہیں آپ کے پیچھے رہتے ہوئے وہ آپ سے منقطع نہ ہو جائیں (یا اُن پر دشمن حملہ نہ کر دے) تو آپ ﷺ اُن کا انتظار کیجئے۔ تو نبی اکرم ﷺ اُن کا انتظار کرنے لگے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں نے ایک نیل گائے شکار کی تھی' میرے پاس اُس کا کچھ گوشت بھی ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے حاضرین سے فرمایا: تم لوگ اسے کھا لو۔ (راوی کہتے ہیں:) وہ لوگ اُس وقت محرم تھے۔

2825 - اَخْبَرَنِیْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ النَّسَائِیُّ قَالَ اَنْبَاَنَا مُحَمَّدٌ - وَهُوَ ابْنُ الْمُبَارَكِ الصُّوْرِیُّ - قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ - وَهُوَ ابْنُ سَلَّامٍ - عَنْ يَحْيَى بْنِ اَبِیْ كَثِيْرٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِیْ قَتَادَةَ اَنَّ اَبَاهُ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ غَزَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ الْحُدَيْبِيَةِ - قَالَ - فَاَهَلُّوْا بِعُمْرَةٍ غَيْرِیْ فَاصْطَدْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَاَطْعَمْتُ اَصْحَابِیْ مِنْهُ وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ ثُمَّ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْبَاْتُهُ اَنَّ عِنْدَنَا مِنْ لَحْمِهِ فَاضِلَةً فَقَالَ "كُلُوْهُ" . وَهُمْ مُحْرِمُوْنَ .

☆☆ حضرت ابوقتادہ کے صاحبزادے عبداللہ بیان کرتے ہیں: اُن کے والد نے اُنہیں یہ بات بتائی ہے کہ ایک مرتبہ غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر وہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے' حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے علاوہ سب لوگوں نے عمرے کا احرام باندھا ہوا تھا' میں نے ایک نیل گائے کا شکار کیا' میں نے اُس میں سے کچھ گوشت اپنے ساتھیوں کو کھلایا' حالانکہ وہ لوگ محرم تھے' پھر میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے آپ کو بتایا کہ ہمارے پاس اُس کا کچھ اضافی گوشت موجود ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے (اپنے آس پاس موجود لوگوں سے) فرمایا: تم لوگ اسے کھا لو وہ لوگ بھی اُس وقت محرم تھے۔

باب اِذَا اَشَارَ الْمُحْرِمُ اِلَى الصَّيْدِ فَقَتَلَهُ الْحَلَالُ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص شکار کی طرف اشارہ کر دے اور غیر محرم شخص اُسے قتل کر دے (تو اُس کے کھانے کا کیا حکم ہوگا؟)

2825-تقدم في مناسك الحج، اذا ضحك المحرم ففطن الحلال للصيد فقتله اياكله ام لا (الحديث 2824) .

2826 – اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعْبَةُ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَبِیْ قَتَادَةَ يُحَدِّثُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ مَسِيْرٍ لَهُمْ بَعْضُهُمْ مُحْرِمٌ وَبَعْضُهُمْ لَيْسَ بِمُحْرِمٍ - قَالَ - فَرَاَيْتُ حِمَارَ وَحْشٍ فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ وَاَخَذْتُ الرُّمْحَ فَاسْتَعَنْتُهُمْ فَاَبَوْا اَنْ يُعِيْنُوْنِیْ فَاخْتَلَسْتُ سَوْطًا مِّنْ بَعْضِهِمْ فَشَدَدْتُ عَلَى الْحِمَارِ فَاَصَبْتُهُ فَاَكَلُوْا مِنْهُ فَاشْفَقُوْا - قَالَ - فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "هَلْ اَشَرْتُمْ اَوْ اَعَنْتُمْ" . قَالُوْا لَا . قَالَ "فَكُلُوْا" .

☆☆ عبداللہ بن ابوقتادہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ لوگ سفر کر رہے تھے اُن میں سے بعض لوگ محرم تھے اور بعض لوگ محرم نہیں تھے حضرت ابوقتادہ بیان کرتے ہیں: میں نے ایک نیل گائے دیکھی میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا' میں نے اپنا نیزہ پکڑا' میں نے اُن سے مدد مانگی تو اُنہوں نے میری مدد کرنے سے انکار کر دیا' میں نے اُن میں سے کسی ایک کا کوڑا اُچک لیا' پھر میں نے اُس نیل گائے پر حملہ کر دیا اور اُسے مار دیا' لوگوں نے اُس کا گوشت کھا لیا' پھر وہ خوفزدہ ہو گئے (کہ کہیں ان سے غلط کام تو نہیں ہو گیا) نبی اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اشارہ کیا تھا یا تم نے مدد کی تھی؟ انہوں نے کہا: جی نہیں! نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: پھر تم اسے کھا سکتے ہو۔

2827 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - عَنْ عَمْرٍو عَنِ الْمُطَّلِبِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "صَيْدُ الْبَرِّ لَكُمْ حَلَالٌ مَا لَمْ تَصِيْدُوْهُ اَوْ يُصَادَ لَكُمْ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَمْرُو بْنُ اَبِیْ عَمْرٍو لَيْسَ بِالْقَوِیِّ فِی الْحَدِيْثِ وَاِنْ كَانَ قَدْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكٌ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

تمہارے لیے خشکی کے شکار کو حلال قرار دیا گیا ہے جب تم اُسے خود شکار نہیں کرتے یا اُسے بطور خاص تمہارے لیے شکار نہیں کیا جاتا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: عمرو بن ابوعمرو نامی راوی علم حدیث میں زیادہ مستند نہیں ہیں' اگرچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

محرم کے لئے شکار کا گوشت کھانے کا بیان

حضرت عبدالرحمٰن بن عثمان تیمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور ہم سب احرام کی حالت میں تھے کہ ان کے پاس بطور ہدیہ ایک پرندہ کا پکا ہوا گوشت آیا حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اس وقت سور

2826-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب لا يشير المحرم الى الصيد الكي يصطاده الحلال (الحديث 1824) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم الصيد للمحرم (الحديث 60 و 61) مطولاً . تحفة الاشراف (12102) .

2827-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب لحم الصيد للمحرم (الحديث 1851) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في اكل الصيد للمحرم (الحديث 846) . تحفة الاشراف (3098) .

ہے تھے چنانچہ ہم میں سے بعض نے وہ گوشت کھالیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ محرم کو شکار کا گوشت کھانا جائز ہے بشرطیکہ اس شکار میں اس کے حکم وغیرہ کو کوئی دخل نہ ہو اور بعض نے اس سے پرہیز کیا کیونکہ ان کا گمان تھا کہ محرم کو یہ گوشت کھانا درست نہیں ہے، پھر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو انہوں نے ان لوگوں کی موافقت کی جنہوں نے وہ گوشت کھایا تھا، نیز انہوں نے فرمایا کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اسی طرح یعنی حالت احرام میں شکار کا گوشت کھایا تھا۔

(مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 1254)

گوشت کھانے والوں سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی موافقت کا تعلق قول سے بھی ہو سکتا ہے اور فعل سے بھی، یعنی یا تو حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے زبانی یہ کہا ہوگا کہ تم نے گوشت کھالیا، اچھا کیا، اس میں کوئی حرج نہیں یہ قولی موافقت ہے، یا پھر یہ کہ خود انہوں نے بھی باقی بچا ہوا گوشت کھایا ہوگا یہ فعلی موافقت ہے۔ بہر کیف یہ حدیث حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے اس مسلک کی تائید کرتی ہے کہ اگر محرم خود شکار نہ کرے اور نہ اس شکار میں اس کے حکم وغیرہ کا دخل ہو تو وہ اس کا گوشت کھا سکتا ہے۔ "ایک پرندہ" سے مراد یا تو جنس ہے کہ کئی پرندوں کا گوشت آیا تھا، یا پھر وہ ایک ہی پرندہ تھا جو اتنا بڑا تھا کہ اس کا گوشت تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔

باب مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ مِنَ الدَّوَابِّ قَتْلُ الْكَلْبِ الْعَقُوْرِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کون سے جانوروں کو مار سکتا ہے' پاگل کتے کو مارنے کا حکم

2828 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ لَيْسَ عَلَى الْمُحْرِمِ فِيْ قَتْلِهِنَّ جُنَاحٌ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: پانچ چیزوں کو مارنے پر محرم کو کوئی گناہ نہیں ہوگا: کوا' چیل' بچھو' چوہا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْحَيَّةِ .

یہ باب سانپ کو مارنے کے بیان میں ہے

2829 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَآئِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ يَقْتُلُهُنَّ الْمُحْرِمُ الْحَيَّةُ وَالْفَارَةُ وَالْحِدَاَةُ

2828-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 76) و الحديث عند: البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1826) . تحفة الاشراف (8365) .

2829-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 67) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، قتل لحية في الحرم (الحديث 2882) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يقتل المحرم (الحديث 3087) . تحفة الاشراف (16122) .

وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں محرم قتل کرسکتا ہے: سانپ چوہا چیل کوا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْفَارَةِ .

یہ باب چوہے کو مارنے کے بیان میں ہے

2830 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَذِنَ فِيْ قَتْلِ خَمْسٍ مِّنَ الدَّوَابِّ لِلْمُحْرِمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم شخص کو پانچ چیزوں کو مارنے کی اجازت دی ہے: کوا چیل چوہا پاگل کتا اور بچھو۔

باب قَتْلِ الْوَزَغِ

یہ باب گرگٹ کو مارنے کے بیان میں ہے

2831 - اَخْبَرَنِيْ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ اَنَّ امْرَاَةً دَخَلَتْ عَلٰى عَائِشَةَ وَبِيَدِهَا عُكَّازٌ فَقَالَتْ مَا هٰذَا فَقَالَتْ لِهٰذِهِ الْوَزَغِ لِاَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَنَا "اَنَّهُ لَمْ يَكُنْ شَيْءٌ اِلَّا يُطْفِءُ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَّا هٰذِهِ الدَّابَّةُ" . فَاَمَرَنَا بِقَتْلِهَا وَنَهٰى عَنْ قَتْلِ الْجِنَّانِ اِلَّا ذَا الطُّفْيَتَيْنِ وَالْاَبْتَرَ فَاِنَّهُمَا يُطْمِسَانِ الْبَصَرَ وَيُسْقِطَانِ مَا فِيْ بُطُوْنِ النِّسَاءِ .

☆☆ سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ایک خاتون سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ میں ایک عصا تھا اس عورت نے دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا: یہ چھپکلی کو مارنے کے لیے ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نبی نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ ہر چیز حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آگ کو بجھانے کی کوشش کر رہی تھی صرف یہ جانور ایسا نہیں کر رہا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اسے مارنے کا حکم دیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں نکل آنے والے سانپ کو مارنے سے منع کیا ہے البتہ وہ سانپ جو دو دھاری ہوتا ہے اور جس کی دُم کٹی ہوئی ہو (اُسے مارنے کا حکم دیا ہے) کیونکہ یہ دونوں بینائی ختم کر دیتے ہیں اور عورتوں کے پیٹ میں جو موجود ہوتا ہے (یعنی حاملہ عورت کے حمل کو) ضائع کر دیتے ہیں۔

2830-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم و غيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 77م) . تحفة الاشراف (8298) .

2831-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16124) .

باب قَتْلِ الْعَقْرَبِ ۔

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

2832 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ اَبُوْ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ - اَوْ فِىْ قَتْلِهِنَّ - وَهُوَ حَرَامٌ الْحِدَاَةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور ایسے ہیں کہ جو شخص انہیں قتل کرتا ہے (راوی کو شک ہے' شاید یہ الفاظ ہیں:) انہیں مارنے میں کوئی گناہ نہیں ہے' اُس وقت جب آدمی محرم ہو (وہ جانور یہ ہیں:) چیل' چوہا' پاگل کتا' بچھو اور کوا۔

باب قَتْلِ الْحِدَاَةِ ۔

یہ باب چیل کو مار دینے کے بیان میں ہے

2833 – اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا نَقْتُلُ مِنَ الدَّوَابِّ اِذَا اَحْرَمْنَا قَالَ "خَمْسٌ لَا جُنَاحَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! جب ہم احرام کی حالت میں ہوں تو ہم کون سے جانوروں کو مار سکتے ہیں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: پانچ جانور ایسے ہیں' جنہیں مارنے والے کو کوئی گناہ نہیں ہوگا' چیل' کوا' چوہا' بچھو اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْغُرَابِ ۔

یہ باب کوے کو مار دینے کے بیان میں ہے

2834 – اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ مَا يَقْتُلُ الْمُحْرِمُ قَالَ "يَقْتُلُ الْعَقْرَبَ وَالْفُوَيْسِقَةَ وَالْحِدَاَةَ وَالْغُرَابَ وَالْكَلْبَ الْعَقُوْرَ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا: محرم شخص کس کو مار سکتا ہے؟

2832-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (8217) ۔

2833-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 77م) ۔ تحفة الاشراف (7543) ۔

2834-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 77م) ۔ تحفة الاشراف (8523) ۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ بچھو چوہے چیل کوے اور پاگل کتے کو مار سکتا ہے۔

2835 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِنَ الدَّوَابِّ لَا جُنَاحَ فِيْ قَتْلِهِنَّ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ فِي الْحَرَمِ وَالْاِحْرَامِ الْفَارَةُ وَالْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جنہیں حرم کی حدود کے اندر یا احرام کی حالت میں مارنے والے کو انہیں مارنے کا کوئی گناہ نہیں ہوگا: چوہا' چیل' کوا' بچھو اور پاگل کتا۔

باب مَا لَا يَقْتُلُهُ الْمُحْرِمُ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کس کو مار نہیں سکتا

2836 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ عَمَّارٍ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الضَّبُعِ فَاَمَرَنِيْ بِاَكْلِهَا . قُلْتُ اَصَيْدٌ هِيَ قَالَ نَعَمْ . قُلْتُ اَسَمِعْتَهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ .

☆☆ ابن ابوعمار بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بجو کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے مجھے اسے کھانے کی ہدایت کی' میں نے دریافت کیا: کیا یہ شکار ہے' انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے عرض کی: کیا آپ نے نبی اکرم ﷺ کی زبانی یہ بات سنی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

باب الرُّخْصَةِ فِي النِّكَاحِ لِلْمُحْرِمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کو نکاح کرنے کی اجازت

2837 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا دَاوُدُ - وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْعَطَّارُ - عَنْ عَمْرٍو - وَهُوَ ابْنُ دِيْنَارٍ - قَالَ سَمِعْتُ اَبَا الشَّعْثَاءِ يُحَدِّثُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ تَزَوَّجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

2835-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 72) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1846) . تحفة الاشراف (6825) .

2836-اخرجه ابو داؤد في الاطعمة، باب في اكل الضبع (الحديث 3801) بنحوه و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الضبع يصيبها المحرم (الحديث 851)، و في الاطعمة، باب ما جاء في اكل الضبع (الحديث 1791) . و اخرجه النسائي في الصيد و الذبائح، الضبع (الحديث 4334) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب جزاء الصيد يصيبه المحرم (الحديث 3085) بنحوه مختصراً، و في الصيد، باب الضبع (الحديث 3236) . تحفة الاشراف (2381) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے۔

2838 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ اَبَا الشَّعْثَاءِ حَدَّثَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَكَحَ حَرَامًا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں نکاح کیا تھا۔

2839 - اَخْبَرَنِيْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُمَا مُحْرِمَانِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ جب شادی کی تھی اُس وقت وہ دونوں محرم تھے۔

2840 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحَاقَ الصَّاغَانِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ حُمَيْدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے۔

2841 - اَخْبَرَنِيْ شُعَيْبُ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اِسْحَاقَ وَصَفْوَانُ بْنُ عَمْرٍو الْحِمْصِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا اَبُو الْمُغِيْرَةِ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ مَيْمُوْنَةَ وَهُوَ مُحْرِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی تو اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم محرم تھے۔

قاعدہ فقہیہ

جب نفی ایسی چیز کی جنس سے ہو جسے اسکی دلیل سے پہچانا جائے یا ایسی چیز سے ہو جس کا حال مشتبہ ہو لیکن یہ معلوم ہو کہ

2837-اخرجه البخاري في النكاح، باب نكاح المحرم (الحديث 5114) و اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته (الحديث 46 و 47) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرخصة في ذلك (الحديث 844) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة في النكاح للمحرم (الحديث 2838)، و في النكاح، الرخصة في نكاح المحرم (الحديث 3272) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب المحرم يتزوج (الحديث 1965) . تحفة الاشراف (5376) .

2838-تقدم في مناسك الحج، الرخصة في النكاح للمحرم (الحديث 2837) .

2839-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6391) .

2840-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6045) .

2841-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب تزويج المحرم (الحديث 1837) . تحفة الاشراف (5903) .

راوی نے دلیل معرفت پر اعتماد کیا ہے تو نفی اثبات کی طرح ہوگی ورنہ نہیں۔ (الحسامی)
اس کا ثبوت یہ ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: محرم اپنا نکاح کر
سکتا ہے نہ کسی اور کا، نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔ (صحیح مسلم ج ا ص ۴۵۳، قدیمی کتب خانہ کراچی)
اس حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حالت احرام میں نکاح نہ کیا جائے، تو یہاں ایسی نفی بیان ہوئی ہے جس کی دوسری
دلیل سے حال مشتبہ ہے لہٰذا یہ نفی اثبات کی طرح ہوگی اور وہ دوسری روایت یہ ہے۔
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا
سے نکاح کیا۔ (صحیح مسلم ج ا، ۴۵۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)
اس روایت سے پہلی نفی والی روایت کا حال مشتبہ جبکہ ایک تیسری روایت میں یزید بن اصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت میمونہ
رضی اللہ عنہا نے مجھ سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے حلال ہونے کی حالت میں نکاح کیا، حضرت میمونہ میری اور
ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خالہ تھیں۔ (صحیح مسلم ج ا، کتاب النکاح، قدیمی کتب خانہ کراچی)

باب النَّهْيِ عَنْ ذٰلِكَ .

یہ باب اس کی ممانعت میں ہے

2842 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ اَنَّ اَبَانَ بْنَ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ وَلَا يُنْكِحُ" .

☆☆ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
محرم شخص نہ تو نکاح کرسکتا ہے' نہ نکاح کا پیغام دے سکتا ہے اور نہ کسی دوسرے کا نکاح کروا سکتا ہے۔

2843 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ مَالِكٍ اَخْبَرَنِىْ نَافِعٌ عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ نَهٰى اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْرِمُ اَوْ يُنْكِحَ اَوْ يَخْطُبَ .

☆☆ ابان بن عثمان اپنے والد (حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے محرم شخص کے نکاح کرنے' اُس کے کسی دوسرے کا نکاح کروانے یا نکاح کا پیغام دینے سے منع کیا ہے۔

2844 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نُبَيْهِ بْنِ وَهْبٍ قَالَ

2842-اخرجه مسلم في النكاح، باب تحريم نكاح المحرم و كراهة خطبته (الحديث 41 و 42 و 43 و 44 و 45) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب المحرم يتزوج (الحديث 1841 و 1842) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية تزويج المحرم (الحديث 840) مطولاً . واخرجه النسائي في مناسك الحج، النهي عن ذلك (الحديث 2843 و 2844)، و في النكاح، النهي عن نكاح المحرم (الحديث 3275 و 3276) . و اخرجه ابن ماجه في النكاح، باب المحرم يتزوج (الحديث 1966) . تحفة الاشراف (9776) .

2843-تقدم (الحديث 2842) .

2844-تقدم (الحديث 2842) .

اَرْسَلَ عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْمَرٍ اِلٰى اَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْاَلُهٗ اَيَنْكِحُ الْمُحْرِمُ فَقَالَ اَبَانُ اِنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ حَدَّثَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا يَنْكِحُ الْمُحْرِمُ وَلَا يَخْطُبُ".

☆☆ نبیہ بن وہب بیان کرتے ہیں: عمر بن عبیداللہ نے ابان بن عثمان کو پیغام بھیجا اور اُن سے یہ مسئلہ دریافت کیا: کیا محرم شخص نکاح کرسکتا ہے؟ تو ابان نے جواب دیا: حضرت عثمان غنی نے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

محرم شخص نہ تو نکاح کرسکتا ہے نہ ہی نکاح کا پیغام دے سکتا ہے۔

باب الْحِجَامَةِ لِلْمُحْرِمِ

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پچھنے لگوانا

2845 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ اُس وقت محرم تھے۔

2846 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ طَاوُسٍ وَّعَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2847 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ عَطَاءً قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

ثُمَّ قَالَ بَعْدُ اَخْبَرَنِيْ طَاوُسٌ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ احْتَجَمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ.

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ محرم تھے۔

ایک سند کے ساتھ یہ بات منقول ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے۔

2845-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم (الحديث 1835)، و في الطب، باب الحجم في السفر و الاحرام (الحديث 5695) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الحجامة للمحرم (الحديث 87) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب المحرم يحتجم (الحديث 1835) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الحجامة للمحرم (الحديث 839) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الحجامة للمحرم (الحديث 2846 و 2847). تحفة الاشراف (5737) .

2846-تقدم في مناسك الحج، الحجامة للمحرم (الحديث 2845) .

2847-تقدم (الحديث 2845) .

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ مِنْ عِلَّةٍ تَكُونُ بِهِ .

یہ باب ہے کہ کسی بیماری کی وجہ سے بیمار شخص کا پچھنے لگوانا

2848 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الْوَلِيْدِ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ مِّنْ وَّثْءٍ كَانَ بِهِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے پچھنے لگوائے تھے' حالانکہ آپ ﷺ اُس وقت محرم تھے آپ نے موچ آنے کی وجہ سے پچھنے لگوائے تھے۔

حالت احرام میں پچھنے لگوانے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ جو بحینہ کے بیٹے ہیں، کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ کے راستے میں لحی جمل کے مقام پر بحالت احرام اپنے سر کے بیچوں بیچ سینگی کھنچوائی۔ (بخاری ومسلم)

مالک، حضرت عبداللہ کے باپ کا نام ہے اور بحینہ ان کی ماں کا نام ہے گویا ابن بحینہ، حضرت عبداللہ کی دوسری صفت ہے اسی لئے، عبداللہ بن مالک ابن بحینہ، میں مالک کو تنوین کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ابن بحینہ، میں الف لکھا جاتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سر کے بیچوں بیچ پچھنے لگوائے تو سر مبارک کے بال کچھ نہ کچھ ضرور ٹوٹے ہوں گے لہٰذا یہ حدیث ضرورت پر محمول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر وضرورت کی بناء پر سر میں پچھنے لگوائے تھے، چنانچہ اگر محرم کسی ایسی جگہ پچھنے لگوائے جہاں بال ہوں تو اس پر فدیہ واجب نہیں ہوتا۔

اگر کوئی محرم سر کے بال چوتھائی حصہ سے کم منڈوائے یا پچھنے وغیرہ کی وجہ سے اس کے سر کے چوتھائی حصہ سے کم بال ٹوٹ جائیں تو اس پر صدقہ واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء یا تو کسی بھوکے کے پیٹ بھر کھانا کھلا دے یا اسے نصف صاع گیہوں دے دے۔ اگر کوئی محرم بلا عذر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوا دے یا بلا عذر پچھنے لگوالے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زیادہ بال ٹوٹ جائیں تو اس پر دم واجب ہوگا یعنی وہ بطور جزاء ایک بکری یا اس کی مانند کوئی جانور ذبح کرے اور اگر کوئی کسی عذر کی بناء پر چوتھائی سر سے زیادہ منڈوائے یا کسی عذر کی وجہ سے پچھنے لگوائے اور اس کی وجہ سے چوتھائی سر سے زائد بال ٹوٹ جائیں تو اسے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا اختیار ہوگا کہ چاہے تو وہ ایک بکری ذبح کرے، چاہے نصف صاع فی مسکین کے حساب سے چھ مسکینوں کو تین صاع گیہوں دے اور چاہے تین روزے رکھے خواہ تین روزے مسلسل رکھ لے یا متفرق طور پر۔

اگر کوئی محرم پچھنے لگوانے کی وجہ سے محاجم یعنی پچھنوں کی جگہ سے بال منڈوائے تو اس صورت میں امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک تو اس پر دم واجب ہوگا اور صاحبین کے نزدیک صدقہ۔

پچھنوں کی جگہ سے گردن کے دونوں کنارے اور گدی مراد ہے، اس لئے اگر کوئی پوری گردن منڈوائے گا تو پھر متفقہ طور

2848-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2998) .

پر سب کے نزدیک اس پر دم واجب ہوگا اور اگر پوری سے کم منڈوائے گا تو صدقہ واجب ہوتا ہے! خودبخود بال ٹوٹنے سے کچھ بھی واجب نہیں ہوتا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی حالت میں اپنے پیر کی پشت پر پچھنے لگوائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے درد تھا۔ (ابوداؤد،نسائی)

پیر کی پشت پر چونکہ بال نہیں ہوتے اور وہاں پچھنے لگوانے سے بال ٹوٹنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لئے اس حدیث میں کوئی اشکال نہیں ہے اور پھر یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عذر یعنی درد کی وجہ سے یہ پچھنے لگوائے تھے۔

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا پاؤں کے اوپر والے حصے پر پچھنے لگوانا

2849 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلٰى ظَهْرِ الْقَدَمِ مِنْ وَثْءٍ كَانَ بِهٖ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پاؤں میں موچ آنے کی وجہ سے پاؤں کے اوپری حصے پر پچھنے لگوائے تھے۔

باب حِجَامَةِ الْمُحْرِمِ وَسَطَ رَاْسِهٖ .

یہ باب ہے کہ محرم شخص کا سر کے درمیان میں پچھنے لگوانا

2850 - اَخْبَرَنِىْ هِلَالُ بْنُ بِشْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدٍ - وَهُوَ ابْنُ عَثْمَةَ - قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِىْ عَلْقَمَةَ اَنَّهٗ سَمِعَ الْاَعْرَجَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ ابْنَ بُحَيْنَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَسَطَ رَاْسِهٖ وَهُوَ مُحْرِمٌ بِلَحْيِ جَمَلٍ مِّنْ طَرِيْقِ مَكَّةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن بحینہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے درمیان میں پچھنے لگوائے تھے حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُس وقت محرم تھے یہ مکہ مکرمہ کے راستے میں لحی جمل کی بات ہے۔

باب فِى الْمُحْرِمِ يُؤْذِيْهِ الْقَمْلُ فِىْ رَاْسِهٖ .

یہ باب ہے کہ جب کسی احرام والے شخص کو سر میں جوئیں تکلیف دیں

2849-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب المحرم يحتجم (الحديث 1837) و اخرجه الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في حجامة رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 348) . تحفة الاشراف (1335) .

2850-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب الحجامة للمحرم (الحديث 1836)، و في الطب، باب الحجامة على الراس (الحديث 5698) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الحجامة للمحرم (الحديث 88) . و اخرجه ابن ماجه في الطب، باب موضع الحجامة (الحديث 3481) . تحفة الاشراف (9156) .

2851 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ بْنِ مَالِكٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ مُّجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ اَنَّهُ كَانَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْرِمًا فَاٰذَاهُ الْقَمْلُ فِيْ رَاْسِهٖ فَاَمَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحْلِقَ رَاْسَهُ وَقَالَ "صُمْ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ اَوْ اَطْعِمْ سِتَّةَ مَسَاكِيْنَ مُدَّيْنِ مُدَّيْنِ اَوِ انْسُكْ شَاةً اَىَّ ذٰلِكَ فَعَلْتَ اَجْزَاَ عَنْكَ".

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام کی حالت میں تھے' ان کے سر میں جوئیں انہیں تکلیف دے رہی تھیں' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اپنا سر منڈوا دیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم تین دن روزے رکھ لو' یا چھ مسکینوں کو کھانا دو' دو مد کر کے کھلا دو' یا ایک بکری قربان کر دو' تم ان میں سے جو بھی کرو گے تو یہ تمہاری طرف سے درست ہوگا۔

2852 - اَخْبَرَنِيْ اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدٍ الرِّبَاطِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ - وَهُوَ الدَّشْتَكِيُّ - قَالَ اَنْبَاَنَا عَمْرٌو - وَهُوَ ابْنُ اَبِيْ قَيْسٍ - عَنِ الزُّبَيْرِ - وَهُوَ ابْنُ عَدِيٍّ - عَنْ اَبِيْ وَائِلٍ عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ اَحْرَمْتُ فَكَثُرَ قَمْلُ رَاْسِيْ فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَانِيْ وَاَنَا اَطْبُخُ قِدْرًا لِاَصْحَابِيْ فَمَسَّ رَاْسِيْ بِاُصْبُعِهٖ فَقَالَ "انْطَلِقْ فَاحْلِقْهُ وَتَصَدَّقْ عَلٰى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ".

☆☆ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے احرام باندھ لیا' میرے سر میں جوئیں زیادہ ہو گئیں' اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے' میں اس وقت اپنے ساتھیوں کے لیے ہنڈیا پکا رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی میرے سر کے ساتھ مس کی' پھر ارشاد فرمایا:

جاؤ! اور اسے منڈوا دو اور چھ مسکینوں کو صدقہ دے دو۔

جوں مارنے کی جزا کے بارے میں فقہی بیان

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے جب کہ وہ مکہ میں

2851-اخرجه البخاري في المحصر، باب قول الله تعالى (فمن كان منكم مريضاً او به اذىً من راسه ففدية من صيام او صدقة او نسك) (الحديث 1814) مختصراً، وباب قول الله تعالى (او صدقة) (الحديث 1815) بنحوه، وباب النسك شاة (الحديث 1817 و 1818) بنحوه، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4159) بنحوه، و (الحديث 4190 و 4191) بنحوه، و في المرضى، باب ما رخص للمريض ان يقول انى وجع او وارأساه او اشتدبي الوجع (الحديث 5665) مختصراً، و في الطب، باب الحلق من الاذى (الحديث 5703)، و في كفارات الايمان، باب قول الله تعالى (فكفارته اطعام عشرة مساكين) (الحديث 6708) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز حلق الراس للمحرم اذا كان به اذى و وجوب الفدية لحلقه و بيان قدرها (الحديث 80 و 81 و 82 و 83 و 84) بنحوه و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الفدية (الحديث 1856 و 1857 و 1858 و 1859 و 1860 و 1861) بنحوه . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في المحرم يحلق راسه في احرامه ما عليه (الحديث 953) بنحوه، و في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2973 و 2974) بنحوه . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (فمن كان منكم مريضاً او به اذى من راسه) (الحديث 50) . تحفة الاشراف (11114) .

2852-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11108) .

داخل ہونے سے پہلے حدیبیہ میں تھے اور وہ کعب رضی اللہ عنہ احرام کی حالت میں تھے یعنی یہ اس موقع کا ذکر ہے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء کے ہمراہ عمرہ کے لئے مکہ روانہ ہوئے تھے لیکن مشرکین نے حدیبیہ میں سب کو روک دیا تھا چنانچہ سب کے ساتھ کعب رضی اللہ عنہ بھی مکہ میں داخل ہونے کے متوقع تھے مگر پھر بعد میں ایک معاہدہ کے تحت کہ جس کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں، سب لوگ عمرہ کئے بغیر واپس ہو گئے تھے، بہر کیف جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کعب کے پاس سے گزرے تو وہ ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے اور جوئیں سر سے جھڑ کر ان کے منہ پر گر رہی تھیں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا یہ جوئیں تمہیں تکلیف پہنچا رہی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا۔ جی ہاں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو پھر تم اپنا سر منڈ والو اور بطور جزاء ایک فرق کھانا چھ مسکینوں کو کھلا دو اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے یا تین روزے رکھ لو اور یا ایک جانور جو ذبح کرنے کے قابل ہو، ذبح کرو۔ (بخاری ومسلم)

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بن عجزہ ایک جلیل القدر انصاری صحابی ہیں، صلح حدیبیہ کے موقع پر یہ بھی موجود تھے، ان کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بڑا دلچسپ بھی ہے اور بڑا سبق آموز بھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے پاس ایک بت تھا جس کو یہ پوجا کرتے تھے، عبادہ بن صامت ان کے دوست تھے، ایک دن عبادہ کعب کے پاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ کعب بت کی پوجا کرنے کے بعد گھر سے نکل کر گئے ہیں، عبادہ گھر میں داخل ہوئے اور اس بت کو توڑ ڈالا، جب کعب گھر میں آئے تو دیکھا کہ بت ٹوٹا پڑا ہے، انہیں معلوم ہوا کہ یہ حرکت عبادہ کی ہے، بڑے غضب ناک ہوئے اور چاہا کہ عبادہ کو برا بھلا کہیں مگر پھر سوچ میں پڑ گئے، دل میں خیال پیدا ہوا کہ اگر اس بت کو کچھ بھی قدرت حاصل ہوتی تو اپنے آپ کو بچا لیتا، بس یہ خیال گزرنا تھا کہ شرک وکفر کا اندھیرا چھٹ گیا اور ایمان وصداقت کے نور نے قلب ودماغ کے ایک ایک گوشہ کو منور کر دیا اور اس طرح وہ مشرف باسلام ہو گئے، سچ ہے اللہ تعالیٰ جسے ہدایت یافتہ بناتا ہے اسی طرح ہدایت کی توفیق بخش دیتا ہے۔

بہر کیف اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی محرم کسی عذر مثلاً جوئیں، زخم اور درد سر وغیرہ کی وجہ سے اپنا سر منڈ وائے تو اسے اختیار ہے کہ بطور جزاء چاہے تو چھ مسکینوں کو کھانا کھلائے بایں طور کہ ہر مسکین کو آدھا صاع گیہوں دے دے، چاہے تین روزے رکھ لے اور چاہے جانور ذبح کرے۔ چنانچہ یہ حدیث اس آیت کریمہ کی تفسیر ہے کہ (فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا أَوْ بِهٖٓ أَذًى مِّنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ، البقرۃ: **196**)۔ اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو اور وہ اپنا سر منڈا دے تو وہ بطور فدیہ یا تو روزے رکھے یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

باب غَسْلِ الْمُحْرِمِ بِالسِّدْرِ اِذَا مَاتَ ۔

یہ باب ہے کہ احرام والے شخص کا جب انتقال ہو جائے تو اسے بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دینا

2853 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَصَتْهُ نَاقَتُهٗ وَهُوَ مُحْرِمٌ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى

2853-تقدم (الحديث 2712) .

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّ كَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْهِ وَلَا تُمِسُّوْهُ بِطِيْبٍ وَّلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ (حج میں شریک تھا) وہ اپنی اونٹنی سے گر گیا' وہ اس وقت احرام باندھے ہوئے تھے' اُس شخص کا انتقال ہو گیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے ان دو کپڑوں میں کفن دے دو' اسے خوشبو نہ لگانا' اس کے سر کو نہ ڈھانپنا' کیونکہ قیامت کے دن یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

غسل میت کے طریقے کا بیان

نہلانے کا طریقہ یہ ہے کہ جس تخت پر نہلانے کا ارادہ ہو اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ دھونی دیں۔ پھر اس پر میت کو لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی پاک کپڑے سے چھپا دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر نماز جیسا وضو کرائے۔ مگر میت کے وضو میں پہلے گٹوں تک ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا نہیں ہے۔ ہاں کوئی کپڑا بھگو کر دانتوں اور مسوڑھوں اور نتھنوں پر پھیر دیں۔

پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو یا پاک صابون سے دھوئیں۔ ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے۔ پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کے پتوں کا جوش دیا ہوا پانی بہائیں کہ تخت تک پانی پہنچ جائیں پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی بہائیں۔ اگر بیری کے پتوں کا ابالا ہوا پانی نہ ہو تو سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں اور نرمی سے پیٹ سہلائیں اگر کچھ نکلے تو دھو ڈالیں۔ اور غسل کر دہرانے کی ضرورت نہیں۔ پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ آہستہ پونچھ کر سکھا دیں۔ (عالمگیری ج 1 ص (149)

بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے غسل میت

میت کو بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے نہلانا چاہئے اس سلسلہ میں ضابطہ یہ ہے کہ دو دو مرتبہ تو بیری کے پتوں کے پانی سے نہلایا جائے جیسا کہ کتاب ہدایہ سے معلوم ہوتا ہے نیز ابوداؤد کی روایت ہے کہ ابن سیرین رحمۃ اللہ نے حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے غسل میت سیکھا تھا۔ وہ بیری کے پتوں کے پانی سے دو مرتبہ غسل دیتی تھیں۔ اور تیسری مرتبہ کافور کے پانی سے غسل دیا جائے۔

کافور پانی میں ملایا جائے یا خوشبو میں؟

شیخ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی مراد یہ ہے کہ کافور اس پانی میں ملایا جائے جس سے میت کو نہلایا جا رہا ہو چنانچہ جمہور علماء کی بھی یہی رائے ہے، جب کہ کوئی کہتے ہیں کہ کافور حنوط میں یعنی اس خوشبو میں ملایا جائے جس سے میت کو معطر کیا جا رہا ہو اور میت کے نہلانے اور اس کے بدن کو خشک کرنے کے بعد بدن پر لگایا جائے نیز علماء نے لکھا ہے کہ اگر کافور میسر نہ ہو تو

پھر مشک اس کا قائم مقام قرار دیا جاتا ہے۔

بیری کے پتوں اور کافور کی خاصیت

علماء لکھتے ہیں کہ بیری کے پتوں اور کافور کے پانی سے میت کو غسل دینے اور میت کے بدن پر کافور ملنے کی وجہ یہ ہے کہ بیری کے پتوں سے تو بدن کا میل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے اور اس کی وجہ سے مردہ جلدی بگڑتا نہیں نیز بیری کے پتوں اور کافور کے استعمال کی وجہ سے موذی جانور پاس نہیں آتے۔

باب فِيْ كَمْ يُكَفَّنُ الْمُحْرِمُ اِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے' تو اسے کتنے کپڑوں میں کفن دیا جائے گا؟

2854 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا مُحْرِمًا صُرِعَ عَنْ نَاقَتِهِ فَاُوقِصَ ذُكِرَ اَنَّهُ قَدْ مَاتَ فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِىْ ثَوْبَيْنِ" . ثُمَّ قَالَ عَلٰى اِثْرِهِ "خَارِجًا رَاْسُهُ" . قَالَ "وَلَا تُمِسُّوْهُ طِيْبًا فَاِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" . قَالَ شُعْبَةُ فَسَاَلْتُهُ بَعْدَ عَشْرِ سِنِيْنَ فَجَاءَ بِالْحَدِيْثِ كَمَا كَانَ يَجِىءُ بِهِ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ "وَلَا تُخَمِّرُوْا وَجْهَهُ وَرَاْسَهُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک محرم شخص اپنی اونٹنی سے گر گیا' اس کی گردن ٹوٹ گئی۔ (روایات میں یہ بات مذکور ہے) اس کا انتقال ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو اور اسے دو کپڑوں میں کفن دے دو' پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کا سر کھلا رکھنا اور اسے خوشبو نہ لگانا' کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

شعبہ کہتے ہیں: میں نے اپنے استاد سے بیس سال بعد اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے وہ روایت انہی الفاظ میں بتا دی جو پہلے بیان کی تھی' البتہ انہوں نے یہ الفاظ نقل کیے:

''تم اس کے چہرے اور سر کو نہ ڈھانپنا''۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُحَنَّطَ الْمُحْرِمُ اِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے' تو اُسے خوشبو لگانے کی ممانعت

2855 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ

2854-تقدم (الحديث 2712) .

2855-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الكفن في ثوبين (الحديث 1265)، و باب الحنوط للميت (الحديث 1266)، و باب كيف يكفن المحرم (الحديث 1268) و في جزاء الصيد، باب المحرم يموت بعرفة (الحديث 1850) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يفعل بالمحرم اذا مات (الحديث 94) . و اخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المحرم يموت كيف يصنع به (الحديث 3239 و 3240) . تحفة الاشراف (5437) .

وَاقِفٌ بِعَرَفَةَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ وَقَعَ مِنْ رَّاحِلَتِهِ فَأَقْعَصَتْهُ - أَوْ قَالَ فَأَقْعَصَتْهُ - فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّكَفِّنُوْهُ فِيْ ثَوْبَيْنِ وَلَا تُحَنِّطُوْهُ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَأْسَهُ فَإِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْعَثُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص جس نے عرفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وقوف کیا ہوا تھا' وہ اپنی سواری سے گر گیا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو' اسے دو کپڑوں میں کفن دو' اسے خوشبو نہ لگانا اور اس کا سر نہ ڈھانپنا' کیونکہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے جب زندہ کرے گا' تو یہ تلبیہ پڑھ رہا ہوگا۔

2856 - اَخْبَرَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ وَقَصَتْ رَجُلًا مُّحْرِمًا نَاقَتُهُ فَقَتَلَتْهُ فَأُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "اغْسِلُوْهُ وَكَفِّنُوْهُ وَلَا تُغَطُّوْا رَأْسَهُ وَلَا تُقَرِّبُوْهُ طِيْبًا فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يُهِلُّ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک محرم شخص اونٹنی سے گر گیا اور فوت ہو گیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اسے لایا گیا' تو آپ نے ارشاد فرمایا:

اسے غسل دو' اسے کفن پہناؤ' اس کا سر نہ ڈھانپنا' اسے خوشبو نہ لگانا کیونکہ یہ تلبیہ پڑھتے ہوئے زندہ ہوگا۔

حالت احرام اور خوشبو کی ممانعت کا بیان

اور اگر اس کے ہاں مہیا ہو تو خوشبو لگائے۔ اور حضرت امام محمد علیہ الرحمہ سے روایت ہے کہ اس کے لئے خوشبو لگانا مکروہ ہے کیونکہ اس کی ذات احرام کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔ حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی علیہما الرحمہ کا قول بھی یہی ہے۔ کیونکہ وہ شخص احرام کے بعد بھی اس خوشبو سے فائدہ حاصل کرنے والا ہے۔ اس قول مشہور کی دلیل حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک کو خوشبو لگاتی تھی اور یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام باندھنے سے پہلے لگایا کرتی تھی۔ (بخاری ومسلم) اور جس سے روکا گیا ہے وہ احرام کے بعد خوشبو لگانا ہے۔ البتہ بقیہ اس کے تابع ہونے کی طرح ہیں۔ کیونکہ بدن تو ملا ہوا ہوتا ہے بہ خلاف کپڑے کے کہ وہ ملا ہوا نہیں ہوتا۔ (ہدایہ، کتاب الحج)

احرام میں خوشبو لگانے سے متعلق مذاہب اربعہ کا بیان

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام کے لیے احرام باندھنے سے پہلے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لیے طواف کعبہ سے پہلے خوشبو لگاتی تھی اور ایسی خوشبو لگتی تھی جس میں مشک ہوتا تھا گویا میں اب بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں اس حال میں

2856-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما ينهى من الطيب للمحرم و المحرمة (الحديث 1839) . واخرجه ابو داؤد في الجنائز، باب المحرم يموت كيف يصنع به (الحديث 3241) . تحفة الاشراف (5497) .

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم احرام باندھے ہوئے ہیں یعنی وہ چمک گویا میری آنکھوں تلے پھرتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام کا ارادہ کرتے تو احرام باندھنے سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی اور وہ خوشبو ایسی ہوتی جس میں مشک بھی ہوتا تھا۔ لہٰذا اس سے یہ ثابت ہوا کہ اگر خوشبو احرام سے پہلے لگائی جائے اور اس کا اثر احرام کے بعد بھی باقی رہے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ خوشبو کا احرام کے بعد استعمال کرنا ممنوعات احرام سے ہے نہ کہ احرام سے پہلے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام احمد کا مسلک بھی یہی ہے کہ احرام کے بعد خوشبو استعمال کرنا ممنوع ہے احرام سے پہلے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت امام مالک اور حضرت امام شافعی کے ہاں احرام سے پہلے بھی ایسی خوشبو لگانا مکروہ ہے جس کا اثر احرام باندھنے کے بعد بھی باقی رہے۔ ولحلہ قبل ان یطوف بالبیت (اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے احرام سے نکلنے کے لئے الخ) کا مفہوم سمجھنے سے پہلے یہ تفصیل جان لینی چاہے کہ بقرعید کے روز (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) حاجی مزدلفہ سے منیٰ میں آتے ہیں اور وہاں رمی جمرہ عقبہ (جمرہ عقبہ پر کنکر مارنے) کے بعد احرام سے نکل آتے ہیں یعنی وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں البتہ رفث (جماع کرنا یا عورت کے سامنے جماع کا ذکر اور شہوت انگیز باتیں کرنا) جائز نہیں ہوتا یہاں تک کہ جب مکہ واپس آتے ہیں اور طواف افاضہ کر لیتے ہیں تو رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔ لہٰذا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے اس جملہ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب احرام سے نکل آتے یعنی مزدلفہ سے منیٰ آ کر رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتے لیکن ابھی تک مکہ آ کر طواف افاضہ نہ کر چکے ہوتے تو میں اس وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی تھی۔

باب النَّهْيِ عَنْ اَنْ يُخَمَّرَ وَجْهُ الْمُحْرِمِ وَرَاْسُهُ اِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے' تو اُس کے چہرے اور سر کو ڈھانپنے کی ممانعت

2857 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خَلَفٌ - يَعْنِي ابْنَ خَلِيفَةَ - عَنْ اَبِي بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَجُلًا كَانَ حَاجًّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ لَفَظَهُ بَعِيْرُهُ فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُغَسَّلُ وَيُكَفَّنُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلَا يُغَطَّى رَاْسُهُ وَوَجْهُهُ فَاِنَّهُ يَقُوْمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کر رہا تھا' وہ اپنے اونٹ سے گر گیا اور فوت ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے غسل دیا جائے گا' اسے دو کپڑوں میں کفن دیا جائے گا' اس کے سر اور چہرے کو نہیں ڈھانپا جائے گا' یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتے ہوئے اُٹھے گا۔

2857-تقدم (الحديث 2712) .

باب النَّهْيِ عَنْ تَخْمِيرِ رَأْسِ الْمُحْرِمِ إِذَا مَاتَ .

یہ باب ہے کہ جب محرم شخص فوت ہو جائے تو اس کا سر ڈھانپنے کی ممانعت

2858 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اِسْحَاقَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَمْرُو بْنُ دِيْنَارٍ اَنَّ سَعِيْدَ بْنَ جُبَيْرٍ اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ قَالَ اَقْبَلَ رَجُلٌ حَرَامًا مَّعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَّ مِنْ فَوْقِ بَعِيْرِهٖ فَوُقِصَ وَقْصًا فَمَاتَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاَلْبِسُوْهُ ثَوْبَيْهِ وَلَا تُخَمِّرُوْا رَاْسَهٗ فَاِنَّهٗ يَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُلَبِّيْ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھا' وہ اپنے اونٹ سے گر گیا اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی تو وہ فوت ہو گیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے پانی اور بیری کے پتوں کے ذریعے غسل دو' اسے دو کپڑے پہنانا' اس کا سر نہ ڈھانپنا' کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ پڑھتا ہوا آئے گا۔

سر اور چہرے کو ڈھانپنے کی ممانعت کا بیان

احرام والا اپنے چہرہ اور سر نہ ڈھانپے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ مرد کے لئے چہرہ ڈھانپنا جائز ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرد کا احرام اس کے سر میں ہے اور عورت کا احرام اس کے چہرے میں ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اس کا چہرہ نہ ڈھانپو اور نہ اس کا سر ڈھانپو۔ کیونکہ یہ قیامت کے دن تلبیہ کہتا ہوا اٹھے گا۔ یہ ارشاد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت ہونے والے محرم کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ باوجود فتنے کے عورت اپنے چہرے کو نہیں ڈھانپے گی۔ تو مرد بدرجہ اولیٰ چہرے کو نہیں ڈھانپے گا۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی بیان کردہ روایت کا فائدہ سر ڈھانپنے میں فرق کرنے کے لئے ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

باب فِيْمَنْ اُحْصِرَ بِعَدُوٍّ .

یہ باب ہے کہ جو شخص دشمن کی وجہ سے محصور ہو جائے

2859 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَسَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَاهُ اَنَّهُمَا كَلَّمَا عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ لَمَّا نَزَلَ الْجَيْشُ بِابْنِ الزُّبَيْرِ قَبْلَ اَنْ يُّقْتَلَ فَقَالَا لَا يَضُرُّكَ اَنْ لَا تَحُجَّ الْعَامَ اِنَّا نَخَافُ اَنْ يُّحَالَ بَيْنَكَ وَبَيْنَ الْبَيْتِ . قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى

2858-تقدم (الحديث 1903) .

2859-اخرجه البخاري في المحصر، باب اذا احصر المعتمر (الحديث 1807 و 1808)، و في المغازي، باب غزوة الحديبية (الحديث 4185) . تحفة الاشراف (7032) .

اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَالَ كُفَّارُ قُرَيْشٍ دُوْنَ الْبَيْتِ فَنَحَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَدْيَهُ وَحَلَقَ رَاْسَهُ وَاُشْهِدُكُمْ اَنِّي قَدْ اَوْجَبْتُ عُمْرَةً اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اَنْطَلِقُ فَاِنْ خُلِّيَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ طُفْتُ وَاِنْ حِيلَ بَيْنِيْ وَبَيْنَ الْبَيْتِ فَعَلْتُ مَا فَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مَعَهُ . ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ فَاِنَّمَا شَانُهُمَا وَاحِدٌ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ حَجَّةً مَّعَ عُمْرَتِيْ . فَلَمْ يَحْلِلْ مِنْهُمَا حَتّٰى اَحَلَّ يَوْمَ النَّحْرِ وَاَهْدٰى .

☆☆ عبداللہ بن عبداللہ اور سالم بن عبداللہ یہ بات بیان کرتے ہیں' جس وقت حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پر حملہ کرنے کے لیے لشکر (مکہ) آیا' تو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے شہید ہونے سے پہلے عبداللہ اور سالم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ بات چیت کی' ان دونوں نے یہ گزارش کی کہ اگر آپ اس سال حج نہیں کریں گے تو آپ کو کوئی نقصان نہیں ہوگا' ہمیں یہ اندیشہ ہے' آپ کو بیت اللہ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بتایا: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے تھے' پھر بیت اللہ سے پہلے ہی قریش کے کفار نے ہمیں روک لیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہیں اپنی قربانی کے جانور کو ذبح کر دیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر منڈوالیا' اور فرمایا: میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے عمرہ بھی اپنے اوپر لازم کرلیا ہوا' اگر اللہ نے چاہا تو میں جاؤں گا اگر مجھے بیت اللہ تک پہنچنے دیا گیا تو میں طواف کروں گا' اگر مجھے راستے میں روک دیا گیا تو میں وہی کروں گا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا' اور میں اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ پھر وہ کچھ دیر چلتے رہے' پھر انہوں نے ارشاد فرمایا:
ان دونوں کا معاملہ ایک جیسا ہے' میں تم لوگوں کو گواہ بنا رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کرلیا ہے' تو انہوں نے ان دونوں کا احرام اس وقت تک نہیں کھولا یہاں تک کہ قربانی کے دن (قربانی سے فارغ ہونے کے بعد) انہوں نے احرام کھولا اور قربانی کی۔

2860 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ الْبَصْرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنِ الْحَجَّاجِ الصَّوَّافِ عَنْ يَّحْيَى بْنِ اَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ اَنَّهُ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "مَنْ عَرِجَ اَوْ كُسِرَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ اُخْرٰى" . فَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَا صَدَقَ .

☆☆ حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:
جو شخص لنگڑا ہو جائے یا اس کی ہڈی ٹوٹ جائے (یعنی وہ آگے سفر کرنے کے قابل نہ رہے) تو وہ اپنا احرام کھول دے گا' اس پر اگلے برس حج کرنا لازم ہوگا۔
عکرمہ نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا' تو ان دونوں نے جواب دیا:

2860-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الاحصار (الحديث 1862 و 1863) . واخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الذي يهل بالحج فيكسر او يعرج (الحديث 940) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن احصر بعدو (الحديث 2861) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المحصر (الحديث 3077 و 3078) تحفة الاشراف (3294) .

انہوں نے (یعنی حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے) درست کہا ہے۔

2861 - اَخْبَرَنَا شُعَيْبُ بْنُ يُوسُفَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالاَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ الصَّوَّافِ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ الْحَجَّاجِ بْنِ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَنْ كُسِرَ اَوْ عَرِجَ فَقَدْ حَلَّ وَعَلَيْهِ حَجَّةٌ اُخْرٰى" . وَسَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَّاَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالاَ صَدَقَ . وَقَالَ شُعَيْبٌ فِي حَدِيثِهِ وَعَلَيْهِ الْحَجُّ مِنْ قَابِلٍ .

☆☆ حضرت حجاج بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

جس شخص کی ہڈی ٹوٹ جائے یا جو شخص لنگڑا ہو جائے (یعنی آگے سفر کے قابل نہ رہے) تو وہ احرام کھول دے گا اور اس پر اگلے سال حج کرنا لازم ہوگا۔

راوی کہتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' تو ان دونوں نے فرمایا: انہوں نے سچ کہا ہے۔

شعیب نامی راوی نے اپنی روایت میں یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

اس شخص پر اگلے برس حج لازم ہوگا۔

احصار (حج یا عمرہ کے سفر میں پیش آنے والی رکاوٹ) کی تعریف میں مذاہب ائمہ

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر دشمن سفر حج پر نہ جانے دے اور راستہ میں کسی جگہ روک لے تو یہ احصار ہے اب محرم حرم میں قربانی بھیج دے اور جب قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلال ہو جائے گا امام ابوحنیفہ کے نزدیک راستہ میں دشمن کے روکنے کے علاوہ راستہ میں بیمار ہو جانا اور سفر کے قابل نہ رہنا بھی احصار ہے اور لغت میں احصار اسی کو کہتے ہیں اور احادیث بھی اس کی مؤید ہیں علماء مذاہب کی تصریحات حسب ذیل ہیں۔

اگر دشمن حج یا عمرہ کے لیے جانے نہ دے تو یہ احصار (روک دینا) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن مالک کا یہی قول ہے اور یہی امام شافعی کا مذہب ہے (النکت والعیون ج اص ۲۵۵ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت)

علامہ ابن عربی مالکی لکھتے ہیں: احصار دشمن کو منع کرنے اور روکنے کے ساتھ خاص ہے حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر اور حضرت انس بن نالک کا یہی قول ہے اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے لیکن اکثر علماء لغت کی رائے یہ ہے کہ احصر کا لفظ اس وقت بولا جاتا ہے جب کسی شخص کو مرض عارض ہو اور وہ اس کو کسی جگہ جانے سے روک دے۔

(احکام القرآن ج اص ۱۷۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ)

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: احصار صرف دشمن کے روکنے سے ہوتا ہے مریض کو محصر نہیں کہتے حضرت ابن عمر حضرت ابن عباس اور حضرت انس کا یہی قول ہے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے لیکن ابن قتیبہ نے یہ کہا ہے کہ جب

2861-تقدم في مناسك الحج، فيمن احصر بعدو (الحديث 2860) .

مرض یا دشمن سفر کرنے سے روک دیں تو یہ احصار ہے۔ (زاد المسیر ج ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں: کسائی ابوعبیدہ اور اکثر اہل لغت نے یہ کہا ہے کہ مرض اور زادراہ گم ہوجانے کی وجہ سے جو سفر جاری نہ رہ سکے اس کو احصار کہتے ہیں اور اگر دشمن سفر نہ کرنے دے تو اس کو حصر کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس میں دشمن اور مرض برابر ہیں۔ ایک دم (ھدی کے قربانی کا جانور) بھیج کر محرم حلال ہوجائے گا جب کہ اس جانور کو حرم میں ذبح کردیا جائے امام ابوحنیفہ امام ابویوسف امام محمد امام زفر اور ثوری کا یہی مذہب علامہ جصاص کہتے ہیں کہ جب لغت سے ثابت ہوگیا کہ احصار کا معنی مرض کا روکنا ہے تو اس آیت کا حقیقی معنی یہی ہے کہ جب کوئی مرض تم کو حج یا عمرہ سے روک دے اور دشمن کا روکنا اس میں حکماً داخل ہے۔ (احکام القرآن ج ۱ ص ۲۶۸ مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر ائمہ لغت کی تصریحات کا بیان

یہ پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ ائمہ لغت میں سے ابن قتیبہ ابوعبیدہ اور کسائی نے یہ کہا ہے کہ سفر میں مرض کا لاحق ہونا احصار ہے اسی سلسلہ میں مشہور امام لغت فراء لکھتے ہیں:

جو شخص سفر میں خوف یا مرض کے لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کو پورا نہ کرسکے اس کے لیے عرب احصار کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ (معانی القرآن ج ۱ ص ۱۱۷ مطبوعہ بیروت)

علامہ حماد جوہری لکھتے ہیں: ابن السکیت نے کہا: جب کسی شخص کو مرض سفر سے روک دے تو کہتے ہیں حصرہ المرض اخفش نے کہا: جب کسی شخص کو مرض روک دے تو کہتے ہیں: احصرنی مرضی۔ (الصحاح ج ۲ ص ۶۳۲ مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر احادیث سے استدلال کا بیان

احادیث میں تصریح ہے کہ جب کوئی شخص مرض لاحق ہونے کی وجہ سے حج یا عمرہ کا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اگلے سال اس کی قضاء کرے۔ امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

حضرت حجاج بن عمرو انصاری کہتے ہیں کہ جس شخص کی ہڈی ٹوٹ گئی یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ حلال ہوگیا اور اس پر اگلے سال حج ہے ایک اور سند سے روایت ہے: یا وہ بیمار ہوگیا۔ (سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۵۷ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ)

اس حدیث کو امام ترمذی۔ (امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ جامع ترمذی ص ۱۵۶ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

امام ابن ماجہ۔ (امام ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۲۲ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی)

اور امام ابن ابی شیبہ نے بھی روایت کیا ہے۔

(امام ابوبکر احمد بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ۱-۴ ص ۱۳۹-۱۳۸ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام بخاری لکھتے ہیں: عطاء نے کہا: ہر وہ چیز جو حج کرنے سے روک دے وہ احصار ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس شخص کو کوئی عذر حج کرنے سے روک دے یا اس کے سوا اور کوئی چیز مانع ہو تو وہ حلال ہو جائے اور رجوع نہ کرے اور جس وقت وہ محصر ہو تو اگر اس کے پاس قربانی ہو اور وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو وہی ذبح کر دے اور اگر وہ اس کو حرم میں بھیجنے کی استطاعت رکھتا ہو تو جب تک وہ قربانی حرم میں ذبح نہیں ہوگی وہ حلال نہیں ہوگا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۴۔۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

اس حدیث میں عذر کے لفظ سے استدلال ہے جو عام ہے اور دشمن کے منع کرنے اور بیمار پڑنے دونوں کو شامل ہے۔

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر آثار صحابہ سے استدلال کا بیان

امام ابی شیبہ روایت کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس شخص نے حج کا احرام باندھا پھر وہ بیمار ہو گیا یا کوئی اور رکاوٹ پیش آ گئی تو وہ وہاں ٹھہرا رہے حتیٰ کہ ایام حج گزر جائیں پھر عمرہ عمرہ کر کے لوٹ آئے اور اگلے سال حج کرے۔ (المصنف ج ۱۔۴ ص ۱۴۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

عبدالرحمان بن یزید بیان کرتے ہیں کہ ہم عمرہ کرنے گئے جب ہم ذات السقوف میں پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کو (سانپ یا) بچھو نے ڈس لیا ہم راستہ میں بیٹھ گئے تاکہ اس کا شرعی حکم معلوم کریں ناگاہ ایک قافلہ میں حضرت ابن مسعود آ پہنچے ہم نے بتایا کہ ہمارا ساتھی ڈسا گیا ہے حضرت ابن مسعود نے فرمایا: اس کی طرف سے ایک قربانی حرم میں بھیجو اور ایک دن مقرر کر لو جب وہ ھدی حرم میں ذبح کر دی جائے تو یہ حلال ہو جائے گا۔ (المصنف ج ۱۔۴ ص ۱۴۱ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ)

امام ابوحنیفہ کے مؤقف پر اقوال تابعین سے استدلال کا بیان

امام ابن جریر اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں: مجاہد بیان کرتے ہیں: جس شخص کو حج یا عمرہ کے سفر میں کوئی رکاوٹ درپیش ہو خواہ مرض ہو یا دشمن وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

عطاء نے کہا ہر وہ چیز جو سفر سے روک دے وہ احصار ہے۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

قتادہ نے کہا: جب کوئی شخص مرض یا دشمن کی وجہ سے سفر جاری نہ رکھ سکے تو وہ حرم میں ایک قربانی بھیج دے اور جب وہ قربانی ذبح ہو جائے گی تو وہ حلال ہو جائے گا۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

ابراہیم نخعی نے کہا: مرض ہو یا ہڈی ٹوٹ جائے یا دشمن نہ جانے دے یہ سب احصار ہیں۔

(جامع البیان ج ۲ ص ۱۲۴ مطبوعہ دار المعرفتہ بیروت ۱۴۰۹ھ)

امام ابوحنیفہ حنیفہ کے مؤقف کی ہمہ گیری اور معقولیت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد آثار صحابہ اور اقوال تابعین ائمہ لغت کی تصریحات ان سب سے امام ابوحنیفہ کا مسلک ثابت ہے کہ احصار دشمن کے روکنے اور مرض کے خارج ہونے دونوں کو شامل ہے اور اس میں یسر اور سہولت ہے اسلام ہر مسئلہ کا حکم پیش کرتا ہے ائمہ ثلاثہ کے مؤقف پر یہ اشکال ہوگا کہ جو شخص حج یا عمرہ کے سفر میں کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے جس کی

وجہ سے وہ اپنا سفر جاری نہ رکھ سکے تو اس کے لیے اسلام میں کیا حل ہے؟ ہر چند کہ اب ہوائی جہاز کے ذریعہ بیشتر حجاج کرام حج اور عمرہ کا سفر کرتے ہیں لیکن پھر بھی بہت سے علاقوں سے لوگ سڑک کے ذریعہ سفر کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ۶ ہجری میں اپنے اصحاب کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ عمرہ کے لیے روانہ ہوئے تھے جب آپ مقام حدیبیہ پر پہنچے تو کفار نے آپ کو مکہ جانے سے روک دیا۔ امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمر کے دو بیٹے سالم اور عبید اللہ بیان کرتے ہیں کہ جن دنوں حجاج نے حضرت ابن الزبیر پر مکہ میں حملہ کیا ہوا تھا ان دنوں میں حضرت ابن عمر نے حج کا ارادہ کیا ان کے بیٹوں نے منع کیا کہ اس سال آپ حج نہ کریں ہمیں خدشہ ہے کہ آپ کو بیت اللہ جانے سے روک دیا جائے گا حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان کفار حائل ہو گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قربانی کی اونٹنی کو نحر کیا اور اپنا سر مونڈ لیا اور میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنے اوپر عمرہ لازم کر لیا ہے میں ان شاء اللہ روانہ ہوں گا اگر کوئی رکاوٹ نہ ہوئی تو میں عمرہ کروں گا اور اگر کوئی رکاوٹ پیش آئی تو میں طرح کروں گا جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا پھر انہوں نے عمرہ کا احرام باندھا پھر کچھ دور چل کر کہا: احصار میں عمرہ اور حج دونوں برابر ہیں میں عمرہ کے ساتھ حج کی نیت کرتا ہوں پھر یوم نحر کو قربانی کر کے وہ حلال ہو گئے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

ہر چند کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو احصار پیش آیا تھا وہ دشمن کی وجہ سے تھا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرض کی وجہ سے رکاوٹ کو بھی یہ حل بیان فرمایا ہے اس لیے دلائل شرعیہ کی قوت یسر ہمہ گیری اور معقولیت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کے مؤقف کی بہ نسبت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا مسلک راجح ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: سو اگر تم کو (حج یا عمرہ سے) روک دیا جائے تو جو قربانی تم کو آسانی سے حاصل ہو وہ بھیج دو اور جب تک قربانی اپنی جگہ پر نہ پہنچ جائے اس وقت تک اپنے سروں کو نہ منڈواؤ۔ (البقرہ:۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں امام ابوحنیفہ کا مسلک

امام ابوحنیفہ کے جو شخص راستہ میں مرض یا دشمن کی وجہ سے رک جائے وہ کسی اور شخص کے ہاتھ قربانی (اونٹ گائے یا بکری) یا اس کی قیمت بھی دے اور ایک دن مقرر کر لے کہ فلاں دن اس قربانی کو حرم میں ذبح کیا جائے گا اور اس دن وہ اپنا احرام کھول دے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اس وقت تک سر نہ منڈواؤ جب تک کہ قربانی اپنی جگہ نہ پہنچ جائے اور قربانی کی جگہ حرم ہے۔ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جس جگہ کسی شخص کو رک جانا پڑے وہی قربانی کر کے احرام کھول دے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں رک جانا پڑا تھا اور آپ نے حدیبیہ میں ہی قربانی کی اور امام بخاری نے لکھا ہے کہ حدیبیہ حرم سے خارج ہے۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۴۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ بدر الدین عینی اس دلیل کے جواب میں فرماتے ہیں کہ حدیبیہ کا بعض حصہ حرم سے خارج ہے اور بعض حصہ حرم میں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حدیبیہ کے جس حصہ میں رکے تھے وہ حرم میں تھا اس کی دلیل یہ ہے کہ امام ابن ابی شیبہ نے ابو عمیس

سے روایت کیا ہے کہ عطاء نے کہا ہے کہ حدیبیہ کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام حرم میں تھا۔
(عمدۃ القاری ج ۱۰ص ۱۴۹مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیر یہ مصر ۱۳۴۸ھ)

علامہ ابوحیان اندلسی لکھتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس جگہ روک دیا گیا تھا آپ نے وہیں قربانی کی تھی وہ جگہ حدیبیہ کی ایک طرف تھی جس کا نام الربی ہے اور یہ اسفل مکہ میں ہے اور وہ حرم ہے زہری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اونٹ کو حرم میں نحر کیا تھا واقدی نے کہا: حدیبیہ مکہ سے نومیل کے فاصلہ پر طرف حرم میں ہے۔
(البحر المحیط ج ۲ص ۲۵۷مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۲ھ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حتیٰ کہ قربانی اپنے محل میں پہنچ جائے۔ (البقرہ:۱۹۶)

محصر کے لیے قربانی کی جگہ کے تعین میں ائمہ ثلاثہ کا مذہب

علامہ ابن جوزی حنبلی لکھتے ہیں: محل کے متعلق دو قول ہیں ایک یہ کہ اس سے مراد حرم ہے حضرت ابن مسعود حسن بصری عطاء طاؤس مجاہد ابن سیرین ثوری اور امام ابوحنیفہ کا یہی مذہب ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ جگہ ہے جد جگہ محرم کو رکاوٹ پیش آئی وہ اس جگہ قربانی کا جانور ذبح کر کے احرام کھول دے امام مالک امام شافعی اور امام احمد کا یہی مذہب ہے۔
(زادالمیسر ج ۱ص ۲۰۵مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ)

علامہ ماوردی شافعی۔۱ (علامہ ابوالحسن علی بن حبیب شافعی ماوردی بصری متوفی ۴۵۰ھ النکت والعیون ج ۱ص ۲۵۵مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اور علامہ ابن العربی۔۲ (علامہ ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن العربی مالکی متوفی ۵۴۳ھ (احکام القرآن ج ۱ص ۱۷۶مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۸ھ) مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔

قوت دلائل کے اعتبار سے ابوحنیفہ کا مسلک راجح ہے اور یسر اور سہولت کے اعتبار سے ائمہ ثلاثہ کا مسلک راجح ہے کیونکہ بیمار یا دشمن میں گھرے ہوئے آدمی کے لیے اس وقت تک انتظار کرنا جب تک قربانی حرم میں ذبح ہو بہت مشکل اور دشوار ہوگا اس کے برعکس موضع احصار میں قربانی کر کے احرام کھول دینے میں اس کے لیے بہت آسانی ہے جب کہ اس طریقہ کو محصر کی آسانی ہی کے لیے مشروع کیا گیا ہے۔ (تفسیر تبیان القرآن، سورہ بقرہ، لاہور)

احصار سے متعلق بعض مسائل کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان احصرتم فما استیسر من الھدی ۔ اس میں بارہ مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: ابن عربی نے کہا یہ آیت انتہائی مشکل ہے اور علماء کو عاجز کر دینے والی آیت ہے۔

میں کہتا ہوں: اس میں کوئی اشکال نہیں ہے ہم اس کو تفصیل سے بیان کریں گے۔ ہم کہتے ہیں: احصار کا معنی اس وجہ سے روکنا ہے جس کا تو قصد کیے ہوئے ہے خواہ وہ کسی عذر سے ہو، خواہ دشمن روک لے یا ظالم بادشاہ روک لے، یا مرض روک لے یا کوئی اور وجہ ہو۔ علماء کا مانع کی تعیین میں اختلاف ہے۔ علماء کے دو قول ہیں: 1)) حضرت علقمہ، حضرت عروہ بن زبیر وغیرہ نے

کہا: مانع مرض ہے، دشمن نہیں ہے۔ بعض نے فرمایا: صرف دشمن ہے۔ یہ حضرت ابن عباس حضرت ابن عمر، حضرت انس اور امام شافعی کا قول ہے، ابن عربی نے کہا: یہ ہمارے علماء کا مختار مذہب ہے۔ اکثر اہل لغت کی رائے یہ ہے کہ احصر کا معنی ہے: اس کو مرض لاحق ہوئی اور حصر کا مطلب ہے: اس پر دشمن نازل ہوا۔

میں کہتا ہوں: ابن عربی نے جو حکایت کیا ہے کہ یہ ہمارے علماء کا مختار مذہب ہے، یہ صرف اشہب کا قول ہے باقی تمام اصحاب مالک نے اس میں مخالفت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں: احصار سے مراد مرض کا روک لینا ہے اور رہا دشمن اس کے بارے میں کہا جاتا ہے: حصر حصراً فھو محصور۔ یہ الباجی کا المنتقی میں قول ابو اسحاق۔ زجاج نے حکایت کیا ہے کہ تمام اہل لغت کے نزدیک ہے۔ جیسا کہ آگے آئے گا۔ ابو عبیدہ اور کسائی نے کہا: احصر (مرض کے ساتھ روکا گیا) حصر (دشمن کے ذریعے روکا گیا) ابن فارس کی مجمل میں اس کے برعکس ہے۔ فحصر (مرض کے ساتھ روکا گیا) احصر (دشمن کے ذریعے روکا گیا) ایک طائفہ نے کہا: دونوں کے لئے احصر استعمال ہوتا ہے یہ ابو عمرو نے حکایت کیا ہے۔

میں کہتا ہوں: یہ امام مالک کے قول کے مشابہ ہے کہ انہوں نے مؤطا میں دونوں کے لئے احصر کا عنوان باندھا ہے۔ فراء نے کہا: مرض اور دشمن میں دونوں صیغے برابر ہیں۔ قشیری ابو نصر نے کہا: شوافع نے دعویٰ کیا ہے کہ احصار دشمن کے لئے استعمال ہوتا ہے: مرض اور دشمن میں دونوں صیغے برابر ہیں۔ قشیری ابو نصر نے کہا: شوافع نے دعویٰ کیا ہے کہ احصار دشمن کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مرض کے لئے حصر استعمال ہوتا ہے۔ صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں صیغے دونوں (مرض اور دشمن) کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں: شوافع نے جو دعویٰ کیا ہے امام خلیل بن احمد وغیرہ نے اس کے خلاف نص قائم کی ہے۔ خلیل نے کہا: حصرت الرجل حصراً (میں نے اسے روک لیا) واحصر الحاج عن بلوغ المناسك من مرض اونحوہ (حاجی مرض یا اس جیسی چیز سے مناسک تک پہنچنے سے روک دیا گیا)۔ اسی طرح انہوں نے فرمایا: پہلے تو ثلاثی بنایا حصرت سے مشتق کیا اور دوسرے کو مرض میں رباعی بنایا۔ اسی پر حضرت ابن عباس کا قول ہے: لاحصر الاحصر العدو ۔ حصر نہیں ہے مگر دشمن کا حصر۔ ابن السکیت نے کہا: احصرہ المرض جب مرض سفر سے یا حاجت سے روک دے جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔ حصرہ العدویحصرونہ، جب دشمن اسے روک لے اور وہ دشمن کا گھیراؤ کرلیں۔ حاصروہ محاصرۃً وحماراً۔ انہوں نے اس کا گھیراؤ کرلیا۔ اخفش نے کہا: حصرت الرجل فھو محصور ۔ یعنی میں نے اسے روک لیا۔ فرمایا: احصرنی بولی واحصر کی مرضی اس نے مجھے اپنے نفس کو روکنے والا بنادیا۔ ابو عمرو شیبانی نے کہا: حصرنی الشیء والحصرنی ۔ یعنی اس نے مجھے روک لیا۔

میں کہتا ہوں؛ اکثر اہل لغت کا خیال ہے کہ حصر دشمن کے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے اور احصر مرض کے روکنے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد میں ہے: للفقرآء الذین احصروا فی سبیل اللہ (البقرہ:273) (فقراء کے لئے جو روکے گئے ہیں اللہ کے راستہ میں)۔ ابن عبادہ نے کہا:

وما ھجر لیلی ان تکون تباعدت علیك ولا ان احصرتك شغول

لیلیٰ کی جدائی نہیں کہ وہ تجھ سے دور ہوگئی نہ تجھے مشغولیت نے روکا۔

زجاج نے کہا: تمام اہل لغت کے نزدیک احصار مرض سے ہوتا ہے۔ رہا دشمن سے احصار تو اس کے لئے حصر استعمال ہوتا ہے۔ کہا جاتا ہے: حصر حصراً ۔ پہلے میں احصر احصاراً کہا جاتا ہے۔ یہ ہمارے قول کی دلیل ہے اس کا معنی روکنا ہے۔ اس سے الحصیرہ ہے وہ شخص جو دل کے راز بتانے سے اپنے نفس کو روکتا ہے۔ الحصیر بادشاہ کو بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ حجاب کے پیچھے محبوس (قیدی) کی طرح ہوتا ہے۔ الحصیر چٹائی کو بھی کہتے ہیں جس پر بیٹھا جاتا ہے کیونکہ اس کے پتے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوتے ہیں جیسے کوء چیز دوسری چیز کے ساتھ رکی ہوئی ہے۔

مسئلہ نمبر 2: جب الحصر کا اصل معنی روکنا ہے تو احناف نے کہا: محصر وہ ہے جو احرام کے بعد مرض یا دشمن یا کسی وجہ سے مکہ سے روکا گیا ہو اور انہوں نے مطلق احصار کے مقتضا سے حجت پکڑی ہے اور انہوں نے فرمایا: آخر آیت میں امن کا ذکر اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ مرض کی وجہ سے نہ ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الزکام امان من الجذام کام جزام کی مرض سے امان ہے اور فرمایا: جس نے چھینک مارنے والے سے پہلے الحمد کہا وہ دوانتوں کی تکلیف، کان کی تکلیف اور پیٹ کی تکلیف سے محفوظ ہوگیا۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر کیا ہے۔ احناف نے کہا: ہم نے دشمن کے روکنے کو مرض پر قیاس کرتے ہوئے حصار بنایا جب وہ اس حکم میں ہے نہ کہ ظاہر کی دلالت کے اعتبار سے حصار بنایا ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت زبیر، حضرت ابن عباس، امام شافعی اور اہل مدینہ نے کہا: آیت سے مراد دشمن کا روکنا ہے کیونکہ آیت عمرہ حدیبیہ میں ۶ ہجری میں نازل ہوئی جب مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ سے روکا تھا۔ حضرت ابن عمر نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے تو کفار قریش بیت اللہ اور آپ کے درمیان حائل ہوگئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہدی کو نحر کیا اور اپنے سر کا حلق کرایا۔ اس پر فاذ آ امنتم کا ارشاد دلالت کرتا ہے۔ یہ نہیں فرمایا: جب تم مرض سے ٹھیک ہو جاؤ۔ واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر 3: جمہور علماء کا خیال ہے کہ محصر جسے دشمن نے روک لیا ہو وہ جہاں روکا ہو وہاں اپنا احرام کھول دے، اپنی ہدی کو نحر دے اگر اس کے پاس ہدی ہو اور اپنے سر کا حلق کرائے۔ قتادہ اور ابراہیم نے کہا: وہ اپنی ہدی بھیجے اگر ممکن ہو جب اس کی ہدی اپنے مقام پر پہنچ جائے تو وہ حلال ہو جائے (یعنی احرام کھول دے) امام ابوحنیفہ نے کہا: احصار کا جانور، دسویں ذی الحجہ کو ذبح کرنے پر موقوف نہیں بلکہ دسویں کے دن سے پہلے بھی اس کو ذبح کرنا جائز ہے جب ہدی اپنے محل کو پہنچ جائے۔ صاحبین نے امام صاحب کی مخالفت کی ہے۔ صاحبین نے کہا: یہ دسویں کے دن ذبح کیا جائے گا، اگر دسویں کے دن سے پہلے ذبح کی تو جائز نہ ہوگی۔ اس مسئلہ کا زیادہ بیان آگے آئے گا۔

مسئلہ نمبر 4: اکثر علماء کا نظریہ یہ ہے کہ دشمن کی وجہ سے روکا گیا ہو خواہ وہ دشمن کافر ہو یا مسلمان ہو یا جابر سلطان نے اسے قید خانہ میں بند کر دیا ہو اس پر ہدی واجب ہے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ اشہب کا بھی یہی قول ہے۔ ابن قاسم نے کہا: جو حج یا عمرہ میں بیت اللہ سے روکا گیا ہو اس پر ہدی نہیں ہے مگر یہ کہ ساتھ لایا ہو۔ یہ امام مالک کا قول ہے اور ان کی حجت یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز ہدی کو نحر کیا تھا، اسے اشعار کیا تھا اور اسے ہار پہنایا تھا جب عمرہ کا احرام باندھنا تھا

جب وہ ہدی اپنے مقام پر نہ پہنچی کفار کے روکنے کی وجہ سے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نحر کرنے کا حکم دیا کیونکہ وہ ہدی تھی اور اس کو قلادہ پہنانا اور اشعار کرنا واجب تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے لئے نکلے تھے۔ پس اس میں رجوع جائز نہ تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکاوٹ کی وجہ سے اسے نحر نہیں کیا تھا۔ اسی وجہ سے جو بیت اللہ سے روکا گیا ہو اس پر ہدی واجب نہیں ہے۔ اور جمہور علماء نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے روز نہ احرام کھولا تھا اور نہ حلق کرایا تھا حتیٰ کہ ہدی کو نحر کر دیا۔ یہ دلیل ہے کہ محصر کے احرام کھولنے کی شرط ہدی پائے اور اس پر قادر ہو وہ احرام نہ کھولے مگر ہدی دینے کے بعد۔ یہی ارشاد فان احصرتم فما استیسر من الھدی کا مقتضا ہے۔ بعض علماء نے فرمایا: جب وہ ہدی پر قادر ہو تو حلال ہو جائے اور ہدی دے۔ امام شافعی کے دو قول ہیں اسی طرح جو ہدی خریدنے کی طاقت نہیں رکھتا اس کا حکم ہے۔

مسئلہ نمبر 5: عطا وغیرہ نے کہا: مرض کی وجہ سے محصر، دشمن کی وجہ سے محصر کی طرح ہے۔ امام مالک اور شافعی اور ان کے اصحاب نے کہا: جس کو مرض نے روک لیا ہو اس کو بیت اللہ کا طواف ہی حلال کرے گا اگرچہ وہ کئی سال ہی ٹھہرا رہے حتیٰ کہ اسے تکلیف سے افاقہ ہو جائے۔ اسی طرح جس کو گنتی میں غلطی ہوئی یا اس پر ذی الحج کا چاند مخفی ہوا، اس کا حکم ہے۔ امام مالک نے فرمایا: اس میں اہل مکہ اہل آفاق کی طرح ہیں۔ فرمایا: اگر مریض دواء کا محتاج ہو تو وہ اس کے ساتھ علاج کرے اور فدیہ دے اور اپنے احرام پر باقی رہے اور اسے کسی چیز سے حلال ہونا جائز نہیں حتیٰ کہ مرض سے ٹھیک ہو جائے۔ جب مرض سے ٹھیک ہو جائے تو وہ بیت اللہ کی طرف جائے اس کے سات چکر لگائے، صفا و مروہ کے درمیان سعی کرے اور اپنے حج اور عمرہ سے حلال ہو جائے۔ یہ تمام امام شافعی کا قول ہے اور ان کا قول ہے اور ان کا نظریہ روایت کے مطابق ہے جو حضرت عمر، حضرت ابن عباس، حضرت عائشہ، حضرت ابن الزبیر رضی اللہ عنہم کا ہے۔ انہوں نے کہا: مرض کی وجہ سے محصر یا گنتی میں غلطی کی وجہ سے محصر کے بارے میں فرمایا: اس کو طواف ہی حلال کرے گا۔ اسی طرح کوئی عضو ٹوٹ جائے یا جلاب لگ جائیں۔ اس کا بھی یہی حکم ہے امام مالک کے نزدیک جس کی یہ حالت ہوا سے اختیار ہوگا جس اسے اختیار ہوگا جب اسے وقوف عرفہ کے فوت ہونے کا اندیشہ ہو مرض کی وجہ سے تو اگر وہ چاہے تو چلا جائے جب اس کے لئے بیت اللہ تک پہنچنا ممکن ہو تو وہ طواف کرے اور عمرہ سے حلال ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو آئندہ سال تک احرام پر باقی رہے اگر وہ حرام پر باقی رہے گا تو کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جو حاجی کو منع ہوتا ہے۔ پس اس پر ہدی نہ ہوگی اور اس میں حجت صحابہ کا اجماع ہے کہ جو تعداد میں غلطی کر جائے تو اس کا حکم یہ ہے کہ وہ طواف سے ہی حلال ہوگا اور مکی کے بارے میں فرمایا: جب وہ محصور باقی رہے حتیٰ کہ لوگ اپنے حج سے فارغ ہو جائیں تو وہ حل کی طرف نکل جائے، تلبیہ کہے اور وہی کرے جو عمرہ کرنے والا کرتا ہے اور حلال ہو جائے جب آئندہ سال آئے تو حج کرے اور ہدی دے۔ ابن شہاب زہری نے کہا: مکہ والوں میں سے مکہ میں محصر ہو تو اسے وقوف عرفہ لازم ہے اگرچہ اسے چارپائی پر اٹھا کر لے جایا جائے۔ اس قول کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن بکیر مالکی نے اختیار کیا ہے۔ فرمایا: محصر مکی کے بارے میں امام مالک کا قول یہ ہے کہ اس پر بھی آفاقیوں کی طرح حج اور ہدی کا اعادہ ہے۔ یہ ظاہر کتاب کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذٰلك لمن لم يكن اهله حاضري المسجد الحرام۔ اور فرمایا: میرے نزدیک اس مسئلہ میں زہری کا قول پسندیدہ ہے۔

یہ اباحت ان لوگوں کے لئے ہے جو مسجد حرام کے رہنے والے نہیں ہیں وہ ٹھہر جائیں کیونکہ ان کی مسافت دور ہے وہ علاج کرائیں اگر چہ فوت بھی ہو جائے اور ایسا شخص جس کے درمیان اور مسجد حرام کے درمیان اتنی مسافت ہو جس میں نماز قصر نہیں کی جاتی تو وہ مناسک حج پر جائے اگر چہ اسے چار پائی پر ہی لے جایا جائے کیونکہ وہ بیت اللہ کے قریب ہے۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: ہر وہ شخص جو دشمن، مرض، خرچ ختم ہونے، سواری گم ہونے یا کسی موذی چیز کے ڈسنے کی وجہ سے بیت اللہ تک پہنچنے سے روکا گیا ہو تو وہ احرام کے ساتھ اپنے مکان پر ٹھہرا رہے اور اپنی ہدی بھیج دے یا ہدی کی قیمت بھیج دے، جب وہ نحر کر دے تو اپنے احرام کو کھول دے۔ اسی طرح حضرات عروہ، قتادہ، حسن، عطا، نخعی، مجاہد اور اہل عراق کا قول ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان احصرتم فما استیسر من الهدی ۔(الآیۃ)

مسئلہ نمبر 6: امام مالک اور ان کے اصحاب نے کہا: محرم کو حج میں شرط لگانا کچھ نفع نہیں دیتا جب اسے مرض یا دشمن سے محصر ہونے کا اندیشہ ہو۔ یہ امام ثوری، امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے۔ شرط لگانا یہ ہے کہ تلبیہ کہتے وقت لبیك اللهم لبیك ۔ جہاں تو مجھے روک لے گا میں اپنا احرام وہاں کھول دوں گا۔ امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور ابوثور نے کہا شرط لگانے میں کوئی حرج نہیں اور اس کے لئے وہ شرط ہوگی جو وہ لگائے گا۔ دوسرے بہت سے صحابہ اور تابعین نے بھی یہی کہا ہے ان کی حجت ضباعہ بنت زبیر بن عبدالمطلب کی حدیث ہے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: یا رسول اللہ! میں حج کا ارادہ رکھتی ہوں کیا میں شرط لگا دوں؟ فرمایا: فرمایا: ہاں۔ اس نے کہا: میں کیسے کہوں؟ فرمایا: تو یوں کہہ: لبیك اللهم لبیك ومحلي من الاض حیث حبستني (جہاں تو مجھے روک لے گا میں احرام کھول دوں گی) اس حدیث کو ابوداؤد اور دار قطنی وغیرہما نے نقل کیا ہے۔ امام شافعی نے فرمایا: اگر ضباعہ کی حدیث ثابت ہوتی تو میں اس سے زیادتی نہ کرتا اس کا احرام کھولنا جائز ہے جہاں اسے اللہ تعالیٰ روک لے۔

میں کہتا ہوں: بہت سے محدثین نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ ان میں سے ابوحاتم بستی اور ابن منذر ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہ ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ضباعہ بنت زبیر سے کہا: تو حج کر اور شرط لگا لے۔ یہی امام شافعی کا قول ہے جب وہ عراق میں تھے پھر مصر میں اسے توقف کیا۔ ابن منذر نے کہا: پہلا قول بہتر ہے۔ عبدالرزاق نے اس کو ذکر کیا ہے۔ فرمایا: ہمیں ابن جریج نے بتایا فرمایا مجھے ابوزبیر نے بتایا کہ طاؤس اور عکرمہ نے انہیں حضرت ابن عباس سے روایت کر کے بتایا کہ حضرت ضباعہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور کہا: میں ایک مریض عورت ہوں، میں حج کرنا چاہتی ہوں آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں اگر میں احرام باندھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو احرام باندھ لے اور شرط لگا لے کہ میرے احرام کھولنے کی جگہ وہی ہوگی جہاں تو مجھے روک لے گا۔ راوی فرماتے ہیں: اس عورت نے حج کر لیا تھا۔ یہ سند صحیح ہے۔

مسئلہ نمبر 7: علماء کا اختلاف ہے کہ محصر پر قضا واجب ہے یا نہیں۔ امام مالک اور امام شافعی نے فرمایا: دشمن نے جسے روک لیا ہو اس پر نہ حج کی قضا ہے نہ عمرہ کی، مگر جس نے اپنا فرض حج نہ کیا ہو تو اس پر وجوب کے مطابق حج ہے۔ اسی طرح ان علماء کے نزدیک عمرہ کرنا واجب ہے جنہوں نے عمرہ کو واجب کیا ہے۔ امام ابوحنیفہ نے کہا مرض یا دشمن نے روک لیا ہو تو اس پر حج اور

عمرہ ہے۔ یہ طبری کا قول ہے۔ اصحاب الرائے نے کہا: اگر وہ حج کا احرام باندھنے والا تھا تو وہ احصار کی صورت میں حج اور عمرہ قضا کرے گا کیونکہ اس کا حج اور احرام عمرہ بن گیا تھا۔ اگر وہ حج قرآن کرنے والا تھا تو وہ ایک حج اور دو عمرے قضا کرے گا اگر وہ عمرہ کا احرام باندھنے والا تھا وہ ایک عمرہ قضا کرے گا ان کے نزدیک ہر مرض یا دشمن کے ذریعے رکا گیا برابر ہے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ میمون بن مہران کی حدیث سے انہوں نے حجت پکڑی ہے۔ فرمایا: میں اس سال عمرہ کے ارادہ سے نکلا جس میں اہل شام نے حضرت ابن زبیر کا مکہ محاصرہ کیا ہوا تھا۔ میری قوم کے کئی لوگوں نے میرے ساتھ اپنی ہدی کے جانور بھیجے، میں اہل شام تک پہنچا تو انہوں نے مجھے حرم میں داخل ہونے سے روک لیا۔ میں نے اسی جگہ ہدی کو نحر کیا پھر میں نے احرام کھول دیا اور واپس آ گیا۔ جب آئندہ سال آیا تو میں اپنے عمرہ کی قضا کے لئے نکلا۔ میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا۔ میں نے ان سے مسئلہ پوچھا تو انہوں فرمایا یا ہدی کا بدل دے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو اس ہدی کا بدل دینے کو کہا جو انہوں نے عمرہ قضا میں حدیبیہ کے سال نحر کی تھیں اور ان علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے استدلال کیا جس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا یا ٹانگ ٹوٹ گئی تو وہ احرام کھول دے اور اس پر دوسرا حج یا دوسرا عمرہ ہے۔ اس حدیث کو عکرمہ نے حجاج بن عمرو انصاری سے روایت کیا ہے۔ فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس کی ٹانگ ٹوٹ جائے یا کوئی اور عضو ٹوٹ جائے تو وہ احرام کھول دے اور اس پر دوسرا حج ہے۔ ان علماء نے فرمایا: آئندہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا حدیبیہ کے سال عمرہ کرنا اس عمرہ کی قضا کے لئے تھا۔ اسی وجہ سے اس عمرہ کو عمرۃ القضاء کہا جاتا ہے۔ امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو اور کسی ساتھی کو کسی چیز کے قضا کرنے کا حکم دیا اور نہ وہ کوئی چیز لئے لوٹے اور کسی وجہ سے ان سے کوئی چیز محفوظ نہیں کی گئی اور نہ آئندہ سال یہ کہا کہ میرا یہ عمرہ اس عمرہ کی قضا ہے جس میں مجھے روکا گیا تھا۔ یہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔ علماء نے فرمایا: عمرۃ القضاء اور عمرۃ القضیہ برابر ہیں۔ یہ اس عمرہ کا نام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش سے فیصلہ کیا تھا اور اس سال بیت اللہ سے واپس چلے جانے اور آئندہ سال آنے پر ان سے صلح کی تھی اسی وجہ سے اس کو عمرۃ القضیہ کہا جاتا ہے۔

مسئلہ نمبر 8: فقہاء میں سے کسی نے اس شخص کے بارے میں نہیں کہا کہ جس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے یا لنگڑا ہو جائے تو ٹوٹنے کے ساتھ ہی اس جگہ اپنا احرام کھول دے سوائے ابو ثور کے۔ انہوں نے حجاج بن عمرو کی حدیث کے ظاہر کا اعتبار کیا ہے اور اس کی متابعت داؤد بن علی اور اس کے اصحاب نے کی ہے۔ علماء کا اجماع ہے کہ وہ عضو ٹوٹنے کے ساتھ احرام کھولے گا لیکن کیسے کھولے گا۔ امام مالک وغیرہ نے کہا: بیت اللہ کے طواف کے ساتھ کھولے گا اس کے علاوہ نہیں کھولے گا اور کوفہ کے علماء نے اس کی مخالفت کی ہے۔ انہوں نے فرمایا: وہ نیت اور اس فعل کے ساتھ کھولے گا جو اسے حلال کر دیتا ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے۔

مسئلہ نمبر 9: علماء کے درمیان اس میں اختلاف نہیں کہ احصار (روکنا) حج اور عمرہ میں عام ہے۔ ابن سیرین نے کہا: عمرہ میں احصار نہیں ہے کیونکہ اس کا وقت متعین نہیں ہے۔ اس کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ اگرچہ یہ متعین وقت میں نہیں ہے لیکن عذر کے ختم ہونے تک صبر کرنا ضرر (نقصان) ہے۔ اس کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت ابن زبیر سے حکایت ہے کہ جس

کو دشمن یا مرض نے روک لیا ہو تو اس کا طواف کے بغیر احرام کھولنا جائز نہیں اور یہ حدیبیہ کے سال والی خبر جو نص ہے اس کے مخالف ہے۔

مسئلہ نمبر 10: رکاوٹ یا تو کافر کی طرف سے ہوگی یا مسلمان کی طرف سے ہوگی۔ اگر کافر کی طرف سے ہو تو قتال جائز نہیں اگرچہ اس پر غالب آنے کا وثوق بھی ہوا اور وہ وہاں حلال ہو جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **ولا تقتلوھم عند المسجد الحرام** (البقرہ:191) جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور اگر وان کا سوال کرے تو دینا واجب جائز نہیں کیونکہ یہ اسلام میں کمزوری ہے اگر مسلمان نے روکا ہو تو اس سے بھی کسی حال میں قتال جائز نہیں اور احرام کھول دینا واجب ہے اگر وہ کوئی چیز طلب کرے اور راستے چھوڑ دے تو اس کو وہ چیز دینا جائز ہے اور قتال جائز نہیں کیونکہ اس میں روح کا اتلاف ہے اور عبادت کی ادائیگی میں یہ لازم نہیں کیونکہ دین آسان ہے اور رہا اس کو تاوان دینا تو اس میں دو نقصانوں میں سے آسان کا قبول کرنا ہے کیونکہ حج میں مال کو خرچ کیا جاتا ہے پس یہ اس کے خرچ میں سے شمار ہوگا۔

مسئلہ نمبر 11: روکنے والے دشمن کی دو صورتیں ہیں یا تو اس کے احصار کے بقا اور ہمیشہ ہونے کا یقین ہوگا کیونکہ اس کو قوت اور کثرت حاصل ہے یا ایسا نہیں ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہو تو محصر اسی وقت کی جگہ احرام کھول دے اور اگر دوسری صورت ہو اور اس احصار کے زوال کی امید ہو تو وہ محصور نہ ہوگا حتیٰ کہ اس کے اور حج کے درمیان اتنا وقت پایا جائے کہ اسے معلوم ہو جائے کہ اب دشمن چلا بھی گیا تو وہ حج کو نہیں پا سکے گا۔ اس وقت ابن قاسم اور ابن ماجشون کے نزدیک وہ احرام کھول دے۔ اشہب نے کہا: دشمن کی وجہ سے حج سے روکا جانے والا شخص احرام نہ کھولے حتیٰ کہ دسویں کا دن آ جائے اور تلبیہ کو ختم نہ کرے حتیٰ کہ لوگ عرفہ کی طرف چلے جائیں۔ ابن قاسم کے قول کی وجہ یہ ہے کہ یہ دشمن کے غلبہ کی وجہ سے اس کے حج کی تکمیل سے مایوسی کا وقت ہے۔ پس اس وقت اس کا احرام کھولنا جائز ہے۔ اس کی اصل عرفہ کا دن ہے اور اشہب کے قول کی وجہ یہ ہے کہ اس پر ممکن حد تک احرام کے حکم میں رہنا ہے اور اس کا دسویں کے دن تک التزام کرنا ہے اور حاجی کے لئے یہی وہ وقت ہے جس میں احرام کھولنا جائز ہے۔ پس اس پر دسویں کے دن احرام کھولنا جائز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فما استیسر من الھدی، ما محل رفع میں ہے تقدیر عبارت اس طرح ہوگی: فالواجب او فعلیکم ما استیسر۔ اور محل نصب میں ہونے کا بھی احتمال ہے یعنی فانحروا او فاھدوا، ما استیسر سے مراد جمہور اہل علم کے نزدیک بکری ہے۔ حضرت ابن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابن زبیر نے فرمایا: وہ اونٹ اور گائے ہے اس کے علاوہ نہیں۔ حسن نے کہا: اعلیٰ ہدی اونٹ ہے، درمیانی گائے ہے اور کم از کم بکری ہے۔ اس میں امام مالک کے نظریہ کی دلیل ہے: جس کو دشمن نے روکا ہو اس پر قضا واجب نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **فما استیسر من الھدی**۔ اس میں قضا کا ذکر نہیں۔

مسئلہ نمبر 12: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **من الھدی**، **الھدی** اور **الھدی** دونوں لغتیں ہیں جو بیت اللہ کی طرف بھیجا جاتا ہے خواہ اونٹ ہو یا جانور، عرب کہتے ہیں: کم ھدی بنی فلاں، بنو فلاں کے کتنے اونٹ ہیں۔ ابوبکر نے کہا: اس کو ہدی اس لئے کہا گیا ہے کہ کیونکہ ان میں بعض بیت اللہ کی طرف بھیجی جاتی ہیں۔ پس جو حکم بعض کو لاحق ہوتا ہے اس کے ساتھ تمام کا نام رکھ دیا

جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فان اتین بفاحشۃٍ فعلیھن نصف ما علی المحصنٰت من العذاب (النساء:25) اس سے مراد یہ ہے کہ لونڈی زنا کریں تو ان میں سے لونڈی پر جب وہ زنا کرے تو آزاد کنواری عورت کی سزا کا نصف ہے جب آزاد کنواری عورت زنا کرے۔ اللہ تعالیٰ نے المحصنات کا لفظ ذکر فرمایا۔ مراد کنوری عورتیں ہیں کیونکہ احصان ان میں سے اکثر میں ہوتا ہے۔ پس انہیں ایسے امر کے ساتھ ذکر کیا گیا جو ان میں سے بعض میں پایا جاتا ہے آزاد عورتوں میں سے محصنۃ اسے کہا جاتا ہے جو خاوند والی ہو اس پر رجم واجب ہوتا ہے جب وہ بدکاری کرے اور رجم نصف نہیں ہوتا کہ وہ لونڈی پر نصف ہو۔ پس اس سے ظاہر ہوا کہ المحصنات سے مراد یہاں کنواری عورتیں ہیں نہ کہ خاوند والیاں۔ فراء نے کہا: اہل حجاز اور اسد ہدی کو تخفیف کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ فرمایا: تمیم اور سفلی قیس شد کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ شاعر نے کہا:

حلف برب مكة والمصلي و اعناق الهدي مقلدات

میں نے مکہ، مصلی اور ہار پہنائی ہدیوں کے گردنوں کے مالک کی قسم اٹھائی۔

فرمایا: الھدی کا واحد ھدیہ اور الھدی کی جمع میں اھداء بھی کہا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولاتحلقوا رءوسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ۔ اس میں سات مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولاتحلقوا رءوسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ یہ خطاب تمام امت کو ہے خواہ محصر ہو یا محصر نہ ہو۔ علماء میں بعض یہ محصرین کے لئے خاص کرتے ہیں یعنی احرام نہ کھولیں حتیٰ کہ ہدی کو نحر کردیا جائے۔ محل وہ جگہ ہے جس میں ذبح حلال ہوتی ہے۔ امام ملاک اور امام شافعی کے نزدیک دشمن کی وجہ سے روکے گئے شخص کے لئے محل احصاع کی جگہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اس میں ہے کہ حدیبیہ کے زمانہ میں آپ جہاں محصور ہوئے وہاں ہی احرام کھول دیا اور ہدی کو نحر کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: والھدی معکوفًا ان یبلغ محلہ (الفتح:25) بعض علماء نے معکوفًا کا معنی محبوسا فرمایا جب بیت اللہ تک پہنچنے سے روکی گئی ہو۔ امام ابوحنیفہ کے نزدیک احصار میں ہدی کا محل حرم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ثم محلھا الی البیت العتیق۔ (الحج) اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ اس کا مخاطب وہ امن والا شخص ہے جو بیت اللہ تک پہنچ پاتا ہے۔ رہا (روکا گیا) وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے خارج ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے حدیبیہ میں اپنی ہدی نحر کی تھیں اور حدیبیہ سے نہیں ہے اور دوسری دلیل احناف کی حضرت ناجیہ بن جندب کی حدیث ہے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: حضور! آپ میرے ساتھ ہدی بھیجیں میں اسے حرم میں نحر کروں گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: تو اسے کیسے لے جائے گا؟ اس نے کہا: میں اسے وادیوں سے لے جاؤں گا مشرک اس پر قادر نہیں ہوں گے میں اسے لے جاؤں گا حتیٰ کہ میں اسے حرم میں نحر کروں گا۔ اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے جہاں احرام کھولے وہاں ہی نحر کردے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حدیبیہ کے مقام پر فعل کی اقتدا کرتے ہوئے۔ یہ صحیح ہے اس کو ائمۃ نے روایت کیا ہے، نیز ہدی، مہدی (بھیجنے والے) کے تابع ہے۔ جب بھیجنے والا اپنے احصار کی جگہ احرام کھول دے گا تو ہدی بھی اس کے ساتھ نحر کردی جائے گی۔

مسئلہ نمبر 2: محصر (روکا گیا) کے بارے میں ہم نے جو ثابت کیا ہے اس میں اختلاف کیا ہے اس میں اختلاف ہے کہ کیا اس کو حلق کرانا جائز ہے یا مقام حل جیسا کوئی عمل کرنا جائز ہے اس سے پہلے کہ اس نے میسر (ہدی) ذبح نہ کی ہو کی ہو۔ امام مالک نے فرمایا: سنت ثابتہ جس میں ہمارے نزدیک کوئی اختلاف نہیں وہ یہ ہے کہ کسی کے لئے اپنے بال کاٹنا جائز نہیں حتیٰ کہ اپنی ہدی کو نحر کردے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولاتحلقوا روسکم حتی یبلغ الھدی محلہ امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: جب محصر، ہدی نحر کرنے سے پہلے احرام کھول دے گا مگر اس پر بکری ہوگی اور وہ احرام میں ہوگا جیسا پہلے تھا حتیٰ کہ ہدی کو نحر کردے۔ اور اگر اس نے شکار کیا ہدی نحر کرنے سے پہلے تو اس پر جزا ہوگی۔ اس میں امیر اور غریب برابر ہیں۔ وہ کبھی احرام نہیں کھولے گا حتیٰ کہ وہ ہدی کو ذبح کردے یا اس کی طرف سے ذبح کردیا جائے۔ علماء احناف نے فرمایا: کم از کم ہدی بکری ہے جو نہ اندھی ہو، نہ اس کے کان کاٹے ہوئے ہوں اور ان کے نزدیک کا یہ مقام نہیں ہے۔ ابوعمر نے کہا: کوفیوں کے قول میں ضعف اور تناقض ہے کیونکہ وہ دشمن سے روکے گئے شخص کے لئے اور مرض سے روکے گئے شخص کے لئے احرام کھولنا جائز قرار نہیں دیتے حتیٰ کہ حرم میں اس کی ہدی نحر کردی جائے۔ اور جب وہ مرض کی وجہ سے محصر کے لئے جائز قرار دیتے ہیں کہ وہ ہدی کا بھیجنے والا اور جس کے ساتھ ہدی بھیجی گئی ہے اس سے متعین دن کا وعدہ لے جس میں وہ اس کی نحر کرے گا۔ پس اس دن کے بعد وہ احرام کھول دے اور حلق کرادے۔ پس انہوں نے اس کے لئے احرام کھولنے پر اس کو محمول کیا جبکہ علماء کا اتفاق ہے کہ جس پر فرائض لازم ہوں اس کے لئے ان سے گمان کے ساتھ نکلنا جائز نہیں اور اس پر دلیل یہ ہے کہ ان کے قول کا گمان ہے کہ اگر وہ ہدی ہلاک ہوجائے یا گم ہوجائے یا چوری ہوجائے ادھر اس کا بھیجنے والا احرام کھول چکا ہے۔ اپنی ازواج سے حقوق زوجیت ادا کرچکا ہے یا شکار کرچکا ہے تو وہ احرام نہ کھولنے والے شخص پر لازم ہوتا ہے۔ اس میں تناقض اور مذاہب کا ضعف ہے اس میں کوئی خفا نہیں۔ احناف نے اپنے مذہب کی بنیاد حضرت ابن مسعود کے قول پر رکھی اور انہوں نے اس کے خلاف میں نظر نہیں کی۔ امام شافعی نے فرمایا: جب محصر ہدی سے عاجز ہو تو اس میں دو قول ہیں۔ وہ کبھی احرام نہیں کھولے گا مگر ہدی دینے کے ساتھ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر وہ قادر ہے ادا کرے۔ اگر وہ کسی چیز پر قادر نہیں تو ہدی دینے کے ساتھ اور دوسرا قول یہ ہے کہ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جس پر وہ قادر ہے وہ ادا کرے۔ اگر وہ کسی چیز پر قادر نہیں تو جب وہ قادر ہو ادا کرے۔ امام شافعی نے فرمایا: جس نے یہ کہا ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ وہ اپنی جگہ احرام کھول دے اور جب قادر ہو ہدی ذبح کرے۔ اگر وہ مکہ میں ذبح پر قادر ہو تو اس کے لئے مکہ میں ہی ذبح کرنا ضروری ہے اگر مکہ میں ذبح کرنے پر قادر نہ ہو تو جہاں قادر ہو ذبح کردے اور فرمایا: اجاتا ہے اس میں جائز نہیں مگر ہدی اور کہا جاتا ہے: جب ہدی نہ پائے تو اس پر کھانا کھلانا یا روزے ہوں گے۔ اگر وہ ان تینوں میں سے کوئی بھی نہ پائے تو ان میں سے ایک ادا کرے جب قادر ہو۔ غلام کے بارے میں فرمایا: اس کے لئے صرف روزہ جائز ہے پہلے اس کے لئے بکری کی قیمت دراہم میں لگائی جائے گی پھر دراہم کا کھانا بنایا جائے گا پھر کھانے کے ہر مد کے بدلے میں ایک دن روزہ رکھے گا۔

مسئلہ نمبر 3: اس میں اختلاف ہے جب محصر اپنی ہدی کو نحر کرے کیا اس کے لئے حلق کرانا ضروری ہے یا نہیں؟ ایک گروہ

نے کہا: اس پر سر کا حلق کرانا واجب نہیں کیونکہ اس سے عبادت ختم ہو چکی ہے اور انہوں نے اس سے حجت پکڑی ہے کہ جب احصار کی وجہ سے باقی تمام مناسک ساقط ہو چکے ہیں مثلاً طواف، سعی وغیرہ۔۔۔ حالانکہ اس کے ساتھ حاجی احرام سے حلالی ہوتا ہے۔۔۔ تو اس سے وہ تمام ساقط ہو گئے جن کے ساتھ حاجی احرام سے حلالی ہوتا ہے کیونکہ وہ محصر ہو گیا ہے۔ اور جنہوں نے اس سے حجت پکڑی ہے ان میں امام ابوحنیفہ اور امام محمد بن حسن ہیں انہوں نے فرمایا: محصر پر نہ بال کٹوانا ہے نہ حلق کرانا ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: محصر یوسف سے ان کی نوادر میں روایت کیا ہے کہ اس پر حلق کرانا لازم ہے اور بال کٹوانے کے بغیر تو کوئی چارہ کار نہیں ہے۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو مختلف اقوال ہیں: 1)) محصر کے لئے حلق کرنا عبادت سے ہے۔ یہ امام مالک کا قول ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ عبادت میں سے نہیں ہے جیسے کہ امام ابوحنیفہ نے کہا ہے۔ امام مالک کی حجت یہ ہے کہ طواف، صفا و مروہ کے درمیان سعی وغیرہ سے محصر کو روکا گیا ہے۔ پس جن چیزوں سے اسے روکا گیا ہے وہ تو ساقط ہو جائیں گی حلق کرانا، اس کے کرنے میں تو کوئی حائل نہیں کہ وہ اس کے کرنے پر قادر ہے اور جس کے کرنے پر وہ قادر ہے وہ اس سے ساقط نہیں اور اس پر دلیل کہ محصر پر حلق کرانا باقی ہوتا ہے جس طرح بیت اللہ تک پہنچنے والے پر باقی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ولا تحلقوا رءوسکم حتیٰ یبلغ الھدی محلہ۔ اور وہ حدیث ہے جو ائمہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلقین (حلق کرنے والوں) کے لئے تین مرتبہ اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا فرمائی تھی۔ یہ قطعی حجت ہے اور اس مسئلہ میں نظر صحیح ہے۔ یہی امام مالک اور ان کے اصحاب کا مسلک ہے ان کے نزدیک وہ حاجی جس نے حج کو مکمل کیا اور جس کا حج فوت ہوا، دشمن کے ذریعے روکا گیا اور مرض کے ذریعے روکا گیا اور مرض کے ذریعے روکا گیا تمام پر حلق کرانا عبادت ہے۔

مسئلہ نمبر 4: ائمہ نے روایت کیا ہے کہ امام مالک کے یہ الفاظ ہیں۔ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ! حلق کرانے والوں پر رحم فرما۔ صحابہ نے عرض کی: یارسول اللہ! قصر کرانے والوں کے لئے بھی دعا فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی: یا اللہ! مقصرین پر رحم فرما۔ ہمارے علماء نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حلق کرانے والوں کے لئے تین مرتبہ دعا کرنا اور قصر کرانے والوں کے لئے ایک مرتبہ دعا کرنا دلیل ہے کہ حج اور عمرہ میں حلق کرانا، قصر کرانے سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: ولا تحلقوا رءوسکم کا مقتضا بھی یہی ہے ولا تقصروا نہیں فرمایا اور اہل علم کا اجماع ہے کہ قصر کرانا مردوں کے لئے جائز ہے مگر ایک چیز حسن بصری سے ذکر کی گئی ہے کہ وہ پہلا حج جو انسان کرتا ہے اس میں واجب قرار دیتے تھے۔

مسئلہ نمبر 5: عورتیں حلق میں داخل نہیں ہیں ان کے لئے سنت قصر کرانا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، فرمایا: عورتوں پر حلق نہیں ہے ان پہ صرف قصر کرانا ہے۔ اس روایت کو ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ اہل علم کا اس قول پر اجماع ہے۔ ایک جماعت کی رائے ہے کہ عورت کا اپنے سر کا حلق کرانا مثلہ ہے اور عورت بالوں کو کتنا کٹوائے اس مقدار میں اختلاف ہے۔ حضرت ابن عمر، امام شافعی، امام احمد، اسحاق کہتے ہیں: وہ ہر مینڈھی سے پورے کی مثل کاٹے۔ عطا نے کہا: بند انگلیوں کی مقدار کاٹے۔ قتادہ نے کہا: تہائی یا چوتھائی کی مقدار کاٹے۔ حفصہ بن سیرین نے بوڑھی عورت اور جوان

عورت کے درمیان فرق کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں: بوڑھی عورت چوتھائی بال کاٹ دے اور جوان عورت کے لئے انگلی کے پورے کے ساتھ اشارہ کیا وہ تھوڑے تھوڑے کاٹ لے۔۔ مالک نے فرمایا: پورے سر کے بالوں کو تھوڑا تھوڑا کاٹے جتنا وہ کاٹ لے گی وہ کافی ہوگا۔ امام مالک کے نزدیک یہ جائز نہیں کہ بعض بالوں کو کاٹے اور بعض کو چھوڑ دے۔ ابن منذر نے کہا: جس پر کاٹنے کے اسم کا اطلاق ہو وہ جائز ہوگا۔ احوط یہ ہے کہ انگلی کے پورے کی مقدار تمام بال کاٹے۔

مسئلہ نمبر 6: کسی کے لئے سر کا حلق کرانا جائز نہیں حتیٰ کہ اپنی ہدی کو نحر کر لے۔ یہ اس لئے ہے کہ ذبح کی سنت حلق سے پہلے ہے۔ اس میں اصل یہ ارشاد ہے: ولاتحلقوا رءوسکم حتی یبلغ الھدی محلہ۔ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا پہلے آپ نے نحر کیا تھا پھر حلق کرایا تھا جس نے اس کی مخالفت کی حلق پہلے کرایا نحر بعد میں کیا اس نے یہ خطا اور جہالت کی وجہ سے کیا ہوگا یا جان بوجھ کر کیا ہوگا۔ اگر پہلی صورت ہوگی تو اس پر کچھ واجب نہ ہوگا۔ یہ ابن حبیب نے ابن قاسم سے روایت کیا ہے اور یہ امام مالک کا مشہور مذہب ہے۔ ابن ماجشون نے کہا: اس پر ہدی ہے، یہی امام ابوحنیفہ کا قول ہے۔۔ اگر دوسری صورت میں ہو تو قاضی ابوالحسن نے روایت کیا ہے کہ نحر پر حلق کو مقدم کرنا جائز نہیں۔ یہی امام شافعی کا قول ہے۔ ظاہر مذہب منع ہے اور صحیح جواز ہے کیونکہ حضرت ابن عباس کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذبح، حلق، رمی، تقدیم وتاخیر کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے بارے میں پوچھا گیا جس نے حلق کرانے سے پہلے ذبح کیا یا ذبح کرنے سے پہلے حلق کرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی خرج نہیں۔

مسئلہ نمبر 7: اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ حج میں سر کا حلق کرانا عبادت اور مطلوب ہے اور حج کے علاوہ جائز ہے لیکن بعض علماء نے فرمایا: سر کا حلق کرانا ہے، اگر یہ مثلہ ہوتا تو حج اور غیر حج میں جائز نہ ہوتا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ سے منع فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جعفر کی شہادت کی خبر آنے کے تین دن بعد ان کے بچوں کا حلق کرایا۔ اگر حلق جائز نہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا حلق نہ کرواتے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے سر کا حلق کراتے تھے۔ ابن عبدالبر نے کہا: علماء کا بالوں کے رکھنے اور حلق کی اباحت پر اجماع ہے یہی حجت کافی ہے۔ وباللہ التوفیق۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن کان منکم مریضا اوبہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام اوصدقۃ اونسک اس میں نو مسائل ہیں:

مسئلہ نمبر 1: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فمن کان منکم مریضا اس آیت سے بعض شوافع نے استدلال کیا ہے کہ پہلی آیت میں محصر سے مراد دشمن سے روکا گیا ہے۔۔ یہ لازم نہیں ہوتا کیونکہ فمن کان منکم مریضا اوبہ اذی من راسہ کا معنی ہے، جو مریض ہو یا اس کے سر میں اذیت ہو پھر حلق کرادے ففدیۃ تو اس پر فدیہ ہے۔ جب یہ بلا اختلاف مرض کے بارے میں وارد ہے تو ظاہر یہ کہ آیت کا آغاز بھی اسی کے متعلق وارد ہے جس کے بارے میں اس کا وسط اور اس کا آخر وارد ہے۔ کیونکہ کلام کا بعض، بعض کے ساتھ جڑا ہوا ہوتا ہے اور بعض، بعض کے ساتھ متصل ہوتا ہے اور آخر آیت میں اضمار کو آیت کے ابتدائی کی طرف لوٹانا ہوتا ہے۔ پس ظاہر پر محمول کرنا واجب ہوتا ہے حتیٰ کہ ظاہر سے پھیرنے کی دلیل موجود ہو۔ اور ہمارے کلام پر دلیل اس آیت کے

نزول کا سبب بھی ہے۔ ائمہ نے روایت کی ہے اور یہ دارقطنی کے الفاظ میں حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا جبکہ جوئیں اس کے چہرے پر گررہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا یہ جوئیں تجھے تکلیف دیتی ہیں؟ کعب نے کہا: ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب کو حلق کرانے کا حکم دیا جبکہ آپ حدیبیہ میں تھے۔ اور صحابہ کے لئے واضح نہیں ہوا تھا کہ وہ یہاں احرام کھول دیں گے وہ ابھی مکہ میں داخل ہونے کی امید پر تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فدیہ کو نازل فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا کہ وہ چھ مساکین کو ایک فرق کھانا کھلائیں یا ایک بکری ہدی دیں یا تین دن روزے رکھیں۔ اس حدیث کو بخاری نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ یہ قول کہ (صحابہ کے لئے واضح نہ تھا کہ وہ یہاں احرام کھول دیں گے دلیل ہے کہ صحابہ کو دشمن کے روکنے کا یقین نہ تھا۔ پس فدیہ کا موجب اذیت اور مرض کی وجہ سے حلق کرانا ہے۔) واللہ اعلم۔

مسئلہ نمبر 2: امام اوزاعی نے اس محرم کے بارے فرمایا جس کے سر میں کوئی تکلیف ہو، وہ حلق کرانے سے پہلے فدیہ کے ساتھ کفارہ دے تو یہ اس کے لئے جائز ہے۔

میں کہتا ہوں: پھر اس صورت میں فمن کان منکم مریضا او بہ اذی من راسہ ففدیۃ من صیام او صدقۃ او نسک کا معنی ہوگا جب وہ حلق کرانے کا ارادہ کرے، جو قادر اور حلق کرایا تو اس پر فدیہ نہ دے حتیٰ حلق کرادے۔ واللہ اعلم

مسئلہ نمبر 3: ابن عبدالبر نے کہا: اس حدیث میں نسک سے مراد بکری ہے۔ یہ ایک ایسا امر ہے جس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن روزے اور کھانا کھلانے میں اختلاف ہے۔ جمہور فقہاء کا خیال ہے کہ روزے تین ہیں اور حضرت کعب بن عجرہ کی حدیث سے یہ صحیح محفوظ ہے۔ حضرات حسن، عکرمہ اور نافع سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: اذیٰ کے فدیہ میں دس روزے ہیں اور دس مساکین کو کھانا کھلانا ہے۔ یہ فقہاء امصار اور ائمہ حدیث میں سے کسی کا قول نہیں ہے اور ابو زبیر کی روایت میں مجاھد عن عبدالرحمٰن عن کعب بن عجرہ کے سلسلہ سے مروی ہے، کعب نے بیان فرمایا کہ اس نے ذی القعدہ میں احرام باندھا ان کے سر میں جوئیں تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے آئے وہ اپنی ہانڈی کے نیچے آگ جلا رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گویا تجھے تیرے سر کی جوئیں تکلیف دے رہی ہیں۔ حضرت کعب نے کہا: جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حلق کرالو اور ہدی دے دو۔ حضرت کعب نے عرض کی: میں ہدی نہیں پاتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: چھ دن روزہ رکھو۔ حضرت ابو عمر نے کہا: اس کا ظاہر ترتیب پر ہے لیکن حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اگر یہ صحیح ہوتا تو پھر اس کا معنی ہوتا کہ پہلا پھر دوسرا اختیار کرو عام آثار جو حضرت کعب بن عجرہ سے مروی ہے وہ لفظ تخییر (اختیار) کے ساتھ وارد ہیں اور یہ نص قرآنی ہے اسی پر علماء اور علماء کا فتویٰ اور عمل ہے۔ وباللہ التوفیق

مسئلہ نمبر 4: علماء کا اذیت کے فدیہ میں جو کھانے کا ذکر ہے اس میں بھی اختلاف ہے۔ امام مالک، امام شافعی اور امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے کہا: اس میں کھانا دو مد ہیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مد کے حساب سے ہوں۔ یہ ابوثور اور داؤد کا قول ہے۔ ثوری سے مروی ہے، فرمایا: یہ گندم سے نصف صاع (۲ کلو) از کھجور، جو کشمش سے ایک صاع ہے۔ امام

ابوحنیفہ سے بھی اسی کی مثل مروی ہے اس نے صاع گندم کو کھجور کے ایک صاع کے برابر بنایا ہے۔ ابن منذر نے کہا: یہ غلط ہے
کیونکہ حضرت کعب کی بعض اخبار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: تو کھجور کے تین صاع چھ مساکین پر صدقہ
کر۔ امام احمد بن حنبل نے کبھی تو اسی طرح امام مالک اور امام شافعی نے کہا ہے اور کبھی کہا: اگر وہ گندم کھلانا چاہے تو ہر مسکین کو
ایک مد دے اگر کھجور چاہئے تو نصف صاع دے۔

مسئلہ نمبر 5: مساکین کو اذیت کے کفارہ میں صبح وشام کا کھانا کھلانا جائز نہیں حتیٰ کہ ہر مسکین کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
مد کے مطابق دو مد دے۔ یہ امام مالک، ثوری، امام شافعی اور امام محمد بن حسن کا قول ہے۔ امام ابو یوسف نے کہا: صبح وشام کا کھانا
کھلانا جائز ہے۔

مسئلہ نمبر 6: اہل علم کا اجماع ہے کہ محرم کے لئے بالوں کا حلق کرنا، انہیں کاٹنا، توڑنا اور انہیں تلف کرنا جائز نہیں خواہ وہ نورہ یا
کسی اور چیز کے ساتھ ہو مگر بیماری کی حالت میں جیسا کہ قرآن میں نص موجود ہے اور جس نے احرام کی حالت میں بغیر کسی
بیماری کے حلق کرایا تو اس پر فدیہ واجب ہے۔ اور اس شخص کے بارے میں اختلاف ہے جس نے بغیر عذر کے حلق کرایا، سلا ہوا
لباس پہنایا خوشبو لگائی۔ امام مالک نے فرمایا: اس نے برا کیا ہے اور اس پر فدیہ ہے اسے اس میں اسے اس میں اختیار ہے اور
امام مالک کے نزدیک اس میں عمد، خطا، ضرورت اور عدم ضرورت برابر ہیں۔ امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور اس کے اصحاب اور
ابوثور نے کہا: اسے اختیار نہیں مگر ضرورت میں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فمن کان منکم مریضا او بہٖ اذی من راسہ اور جس نے
جان بوجھ کر حلق کرایا یا بغیر عذر کے جان کر لباس پہنا تو اسے اختیار نہیں ہے اس پر صرف بکری واجب ہے۔

مسئلہ نمبر 7: جس نے بھول کر ایسا کیا اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے۔ امام مالک نے فرمایا: جان بوجھ کر اور بھول کر یہ
عمل کرنے والا فدیہ کے وجوب میں برابر ہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ، ثوری اور لیث کا قول ہے۔ امام شافعی کے اس مسئلہ میں دو قول ہیں
(1) اس پر فدیہ نہیں ہے، یہ داؤد اور اسحاق کا قول ہے۔ دوسرا اس پر فدیہ ہے۔ اکثر علماء محرم پر لباس پہننے، سر ڈھانپنے یا بعض سر
ڈھانپنے، خفین (موزے) پہننے، ناخن کاٹنے، خوشبو لگانے، اذیت کو دور کرنے کی صورت میں فدیہ کو واجب کرتے ہیں۔ اسی
طرح جب اپنے جسم کے بالوں کا حلق کیا یا تیل لگایا یا پچھنے لگوانے کی جگہ کا حلق کیا تو یہی حکم ہے۔ عورت اس مسئلہ میں
مرد کی طرح ہے۔ اسپر سرمہ لگانے میں فدیہ ہے اگرچہ اس میں خوشبو نہ بھی ہو اور مرد کے لئے سرمہ لگانا جائز ہے جبکہ اس میں
خوشبو نہ ہو اور عورت پر فدیہ ہے جو وہ اپنے چہرے کو ڈھانپے یا دستانے پہنے۔ اسمیں یہ عمل جان بوجھ کر کرنا بھول کر کرنا اور
جہالت کیوجہ سے کرنا برابر ہے۔ بعض علماء ہر چیز میں دم (بکری) واجب کرتے ہیں۔ داؤد نے کہا: جسم کے بال مونڈنے میں
مرد، عورت پر کچھ نہیں ہے۔

مسئلہ نمبر 8: علماء کا مذکورہ فدیہ دینے کی جگہ میں بھی اختلاف ہے۔ عطا نے کہا: جو دم (بکری) ہوگا وہ مکہ میں دیا جائے گا
اور جو کھانا یا روزہ ہوگا وہ جہاں چاہے دے سکتا ہے۔ اسی طرح اصحاب رائے نے کہا ہے: حسن سے مروی ہے کہ بکری، مکہ میں
دی جائے گی۔ طاؤس اور امام شافعی نے کہا: کھانا اور بکری دونوں مکہ میں ہی دیئے جائیں گے روزہ جہاں چاہے رکھ سکتا ہے کیونکہ

روزہ میں اہل حرم کی منفعت نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ھدیا بلغ الکعبۃ (المائدہ:95) یہ بیت اللہ کے پڑوس میں رہنے والے مساکین پر شفقت کے لئے کھانا کھلانے میں بھی منفعت ہے جبکہ روزہ میں کوئی اہل حرم کی منفعت نہیں ہے۔

امام مالک نے فرمایا: یہ عمل جہاں چاہے کرے اور یہ صحیح قول ہے اور یہ مجاہد کا قول ہے۔ امام مالک کے نزدیک یہاں ذبح سے نسک مراد ہے اور نص قرآن وسنت کی وجہ سے یہ ہدی نہیں ہے اور نسک جہاں چاہے ادا ہو سکتی ہے اور ہدی صرف مکہ میں ہوتی ہے۔ امام مالک کی حجت وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنے مؤطا میں حضرت یحییٰ بن سعید سے روایت کی ہے اس میں ہے حضرت علی بن طالب نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے سر کا حلق کرنے کا حکم دیا (آپ بیمار تھے) پھر ان کی طرف سے سقیا کے مقام پر نسک دیا ان کی طرف سے اونٹ نحر کیا۔ مالک نے فرمایا: یحییٰ بن سعید نے فرمایا: حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ کی طرف نکلے۔ اس حدیث میں واضح دلیل ہے کہ اذیت کا فدیہ مکہ علاوہ کسی جگہ دینا بھی جائز ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ففدیۃ من صیام او صدقۃ اونسک مطلق ہے اس میں کسی جگہ کی قید نہیں ہے پس ظاہر کا تقاضا یہ ہے جہاں بھی فدیہ ادا کرے گا جائز ہوگا۔ امام مالک نے فرمایا اور ہم پر اس کو ہدی پر قیاس کر کے ہدی کے حکم کی طرف لوٹانا لازم نہیں ہے اور ہم ہدی کا اعتبار نہیں کرتے جو اس کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کعب کو فدیہ کا حکم فرمایا تھا تو وہ حرم میں نہیں تھے۔ پس یہ سب کچھ حرم سے باہر بھی جائز ہے۔ امام شافعی سے اس کی مثل ایک بعید وجہ کے اعتبار سے مروی ہے۔

مسئلہ نمبر 9: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: او نسک، نسک کا اصل معنی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ارنا مناسکنا (البقرہ:128) یعنی ہمیں اپنی عبادت کی جگہیں دکھا۔ بعض نے فرمایا: لغت میں نسک کا معنی غسل کرنا ہے۔ اسی سے ہے: نسک ثوبہ، یعنی اس نے کپڑے کو دھویا گویا عبادت کرنے والا اپنے نفس کو عبادت کے ذریعے گناہوں سے دھوتا ہے۔ بعض نے فرمایا: النسک کا معنی چاندی کی پگھلی ہوئی ڈلی ہے، اس کی ہر ڈلی کو نسیکہ کہا جاتا ہے۔ گویا عابد اپنے نفس کو گناہوں کی میل اور کھوٹ سے پاک کرتا ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، بیروت)

فقہ حنفی کے مطابق احصار کی بعض صورتیں اور احکام کا بیان

احصار کی صورتیں حنفی مسلک کے مطابق احصار کی کئی صورتیں ہیں جو اس چیز کی ادائیگی سے کہ جس کا احرام باندھا ہے یعنی حج یا عمرہ، حقیقۃً یا شرعاً مانع ہو جاتی ہیں، ان صورتوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

کسی دشمن کا خوف ہو! دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور۔ مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہے جو حجاج کو ستاتا ہے یا لوٹتا ہے یا مارتا ہے آگے نہیں جانے دیتا، یا ایسے ہی کسی جگہ شیر وغیرہ کی موجودگی کا علم ہو۔ بیماری! احرام باندھنے کے بعد ایسا بیمار ہو جائے کہ اس کی وجہ سے آگے نہ جا سکتا ہو یا آگے جا تو سکتا ہے مگر مرض کے بڑھ جانے کا خوف ہو۔

عورت کا محرم نہ رہے! احرام باندھنے کے بعد عورت کا محرم یا اس کا خاوند مر جائے، یا کہیں چلا جائے یا آگے جانے سے

انکار کردے۔۔خرچ کم ہو جائے! مثلاً احرام باندھنے کے بعد مال و اسباب چوری ہو جائے، یا پہلے ہی سے خرچ کم لے کر چلا ہو اور اب آگے کی ضروریات کے لئے روپیہ پیسہ نہ رہے۔

عورت کے لئے عدت! احرام باندھنے کے بعد عورت کا شوہر مر جائے یا طلاق دے دے جس کی وجہ سے وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائے گا۔ ہاں اگر وہ عورت اس وقت مقیم ہے اور اس کے جاء قیام سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہیں سمجھا جائے گا۔

راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔ عورت کو اس کا شوہر منع کر دے! بشرطیکہ اس نے حج کا احرام اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باندھا ہو، حج فرض کے روکنے اور حج نفل میں اجازت دینے کے بعد روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے۔

لونڈی یا غلام کو اس کا مالک منع کر دے۔ احصار کی یہ تمام صورتیں حنفیہ کے مسلک کے مطابق ہیں، بقیہ تینوں ائمہ کے ہاں احصار کی صرف ایک ہی صورت یعنی دشمن کا خوف ہے، چنانچہ ان حضرات کے نزدیک دیگر صورتوں میں احصار درست نہیں ہوتا بلکہ احرام کی حالت برقرار رہتی ہے۔

احصار کا حکم جس محرم کو احصار کی مندرجہ بالا صورتوں میں سے کوئی صورت پیش آ جائے تو اسے چاہئے کہ وہ اگر مفرد ہو تو ایک ہدی کا جانور مثلاً ایک بکری اور اگر قارن ہو تو دو ہدی کے جانور مثلاً دو بکری کسی شخص کے ذریعہ حرم میں بھیج دے تا کہ وہ اس کی طرف سے وہاں ذبح ہو۔ یا قیمت بھیج دے کہ وہاں ہدی کا جانور خرید کر ذبح کر دیا جائے اور اس کے ساتھ ہی ذبح کا دن اور وقت بھی متعین کر دے یعنی جس شخص کے ذریعہ جانور حرم بھیج رہا ہو اس کو یہ تاکید کر کے کہ یہ جانور وہاں فلاں دن اور فلاں وقت ذبح کیا جائے پھر وہ اس متعین دن اور وقت کے بعد احرام کھول دے، سر منڈانے یا بال کتروانے کی ضرورت نہیں! اور پھر آئندہ سال اس کی قضا کرے بایں طور کہ اگر اس نے احصار کی وجہ سے حج کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور ایک عمرہ کرے اور قران کا احرام اتارا ہے تو اس کے بدلہ ایک حج اور دو عمرے کرے جب کہ عمرہ کا احرام اتارنے کی صورت میں صرف ایک عمرہ کیا جائے گا۔

اگر ہدی کا جانور بھیجنے کے بعد احصار جاتا رہے اور یہ ممکن ہو کہ اگر محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہنچ جائے گا اور حج بھی مل جائے گا تو اس پر واجب ہو گا کہ وہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اس پر فوراً جانا واجب نہیں ہو گا۔ تاہم اگر وہ حج کو روانہ ہو جائے اور وہاں اس وقت پہنچے جب کہ ہدی کا جانور بھی ذبح ہو چکا ہو اور حج کا وقت بھی گزر چکا ہو تو اس صورت میں عمرہ کے افعال ادا کر کے احرام کھول دے۔

حج فوت ہو جانے کا مطلب اور اس کا حکم حج فوت ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص حج کے لئے گیا، اس نے احرام بھی باندھ لیا تھا مگر کوئی ایسی بات پیش آ گئی کہ عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے بقرعید کی صبح تک کے عرصہ میں ایک منٹ کے لئے بھی وقوف عرفات نہ کر سکا، (یاد رہے کہ وقوف عرفات کا وقت عرفہ کے دن زوال آفتاب کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور بقرعید کی فجر طلوع ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے اس عرصہ میں وقوف عرفات فرض ہے۔ خواہ ایک منٹ کے لئے ہی کیوں نہ

ہوتو اس صورت میں حج فوت ہو جائے گا اور جس شخص کا حج فوت ہو جاتا ہے اسے فائت الحج کہتے ہیں۔ جس شخص کا حج فوت ہو جائے اس کو چاہئے کہ عمرہ کر کے یعنی خانہ کعبہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے کے بعد احرام کھول دے، اگر مفرد ہوتو ایک عمرہ کرے۔

اور اگر قارن ہو دو عمرے کرے اور اس کے بعد سر منڈوا دے یا بال اتروا دے اور پھر سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے۔ حج فوت ہو جانے کے سلسلہ کا ایک پیچیدہ مسئلہ جس شخص کا حج فوت ہو رہا ہو اس کے بارہ میں ایک بڑا پیچیدہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص وہاں بقر عید کی رات کے بالکل آخری حصہ میں اس حال میں پہنچے کہ اس نے ابھی تک عشاء کی نماز نہ پڑھی ہو اور اسے اس بات کا خوف ہو کہ اگر عرفات جاتا ہوں تو عشاء کی نماز جاتی رہے اور اگر عشاء کی نماز میں مشغول ہوتا ہوں تو وقوف عرفات ہاتھ نہیں لگے گا، اس صورت میں وہ کیا کرے؟

اس کے متعلق بعض، حضرات تو یہ کہتے ہیں کہ اسے عشاء کی نماز میں مشغول ہونا چاہئے اگرچہ وقوف عرفات فوت ہو جائے، جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ وہ عشاء کی نماز چھوڑ دے اور عرفات چلا جائے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب درمختار میں بھی یہی لکھا ہے کہ اگر عشاء کا وقت بھی تنگ ہو اور وقوف عرفات بھی نکلا جا رہا ہو تو اس صورت میں نماز چھوڑ کر عرفات چلے جانا چاہئے۔ (درمختار، عالم گیری، شامی وغیرہ، کتاب الحج، بیروت)

بَاب دُخُوْلِ مَكَّةَ .

یہ باب مکہ میں داخل ہونے کے بیان میں ہے

مکہ مکرمہ کے محل وقوع کا بیان

مکہ مکرمہ جہاں بیت اللہ شریف واقع ہے مملکت سعودی عرب کے علاقہ حجاز کا ایک شہر ہے جو وادی ابراہیم میں آباد ہے سطح سمندر سے اس کی بلندی تقریباً ساڑھے تین سو فٹ بتائی جاتی ہے اس کا عرض البلد اکیس درجہ شمالی اور طول البلد ساڑھے انتالیس درجہ مشرقی ہے، آبادی چار لاکھ یا اس سے متجاوز ہے اس کا محل وقوع ساحل سمندر سے تقریباً اڑتالیس میل (۷۸ کلو میٹر) کے فاصلہ پر ہے۔

مکہ کے علاوہ بکہ، ام القرای اور "بلد الامین" اسی شہر کے نام ہیں مشہور اور متعارف نام مکہ ہی ہے یہ جس جگہ واقع ہے وہ ناقابل کاشت، تنگ اور گہری وادی ہے جو کسی زمانہ میں بالکل جنگل اور بے آب وگیاہ ریگستان ہونے کے سبب لوگوں کی آبادی کا مرکز نہیں بنتی تھی اس وادی میں شہر مکہ مکرمہ مشرق سے مغرب تک پانچ میل سے زائد حصہ میں پھیلا ہوا ہے اس کا عرض دو میل سے زائد ہے اس کی زمین سیلاب کی گزرگاہ ہونے کے باعث بطحا بھی کہی جاتی ہے مکہ کی وادی دو پہاڑی سلسلوں میں گھری ہوئی ہے جو مغرب سے شروع ہو کر مشرق تک چلے گئے ہیں ان میں ایک سلسلہ شمالی ہے اور ایک جنوبی ان دونوں سلسلوں کو اخشبان کہتے ہیں ان پہاڑوں کو توریت میں جبال فاران کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ تقریباً چار ہزار سال پہلے حضرت ابراہیم

علیہ السلام نے اپنی اہلیہ حضرت ہاجرہ اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کو اس جنگل اور بے آب و گیاہ وادی میں لا کر آباد کیا اور اسی وقت کعبہ کی دوبارہ تعمیر کی نیز انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کر دے۔ جب ہی سے یہ بے آب و گیاہ میدان قرب و جوار بلکہ ساری دنیا کا مرکز بنا، اللہ تعالیٰ کے اطاعت گزار بندے اسی کا رخ بنا کر پانچ وقت اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

حضرت اسماعیل کی نسلیں یہاں مقیم ہوئی اور کچھ نسلیں قرب و جوار میں بھی پھیلیں آخر میں قریش یہاں کے متولی اور باشندے ہوئے اور پھر یہاں قریش میں دنیا کے سب سے عظیم رہنما اور اللہ کے سب سے آخری پیغمبر و رسول سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مبعوث ہونے کے بعد اسی مقدس شہر سے اللہ کے آخری دین اسلام کا پیغام دنیا کو سنایا اور یہیں سے اسلام کی تبلیغ واشاعت کی تمام تر جدوجہد کا آغاز ہوا۔ مکہ کی آبادی پہلے صرف خیموں میں رہتی تھی ہجرت سے صرف دو صدی پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک جد قصی ابن کلاب جب شام سے آئے تو ان کے مشورہ سے مکانات کی تعمیر کا سلسلہ شروع ہوا، پھر اسلام کے آنے کے بعد اس شہر کو برابر ترقی ہوتی رہی، اب یہ اپنے قرب و جوار میں دور دور تک سب سے بڑا اور پورے عالم اسلام کا سب سے اہم اور مرکزی شہر ہے۔

شہر میں پانی کا ایک ہی چشمہ ہے جسے زمزم کہتے ہیں اس کے علاوہ یہاں پانی کا اور کوئی کنواں نہیں ہے پانی کی کمی کی وجہ سے یہاں کی زمین میں کچھ کاشت نہیں ہو سکتی تھی، اب پانی کی افراط کی وجہ سے کچھ گھاس اور پودے لگائے گئے ہیں پہلے شہر میں پانی کی بہت قلت ہونے کی وجہ سے طائف کے قریب یہاں ایک نہر لائی گئی ہے جس کا نام نہر زبیدہ ہے۔ یہ نہر امین الرشید کی والدہ زبیدہ نے بنوائی تھی بعد میں اس کو ترقی دی جاتی رہی اس کے لئے پانی پہنچانے کے دوسرے ذرائع بھی اختیار کئے گئے اب موجودہ حکومت میں پانی کی سپلائی کا بہت معقول انتظام اور عمدہ ہونے کی وجہ سے یہ قلت بالکل جاتی رہی ہے۔ پہاڑوں کے درمیان گھرے ہونے کی وجہ سے مکہ مکرمہ میں گرمی زیادہ اور سردی کم ہوتی ہے شہر کا موسم گرمیوں میں بڑا سخت ہوتا ہے اور بارش صرف جاڑوں میں ہوتی ہے جس کی سالانہ مقدار چار پانچ انچ سے زیادہ نہیں ہوتی لہٰذا گرمی کا موسم مارچ میں شروع ہو کر آخر اکتوبر تک رہتا ہے موسم سرما میں سردی کم ہوتی ہے۔

2862 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْزِلُ بِذِيْ طُوًى يَبِيْتُ بِهٖ حَتّٰى يُصَلِّيَ صَلَاةَ الصُّبْحِ حِيْنَ يَقْدَمُ اِلٰى مَكَّةَ وَمُصَلّٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ غَلِيْظَةٍ لَيْسَ فِي الْمَسْجِدِ الَّذِيْ بُنِيَ ثَمَّ وَلٰكِنْ اَسْفَلَ مِنْ ذٰلِكَ عَلٰى اَكَمَةٍ خَشِنَةٍ غَلِيْظَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ذی طویٰ میں پڑاؤ کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں رات

2862-اخرجه البخاري في الصلاة، باب المساجد التي على طرق المدينة و المواضع التي صلى فيها النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 484) بنحوه . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب المبيت بذي طوى عند ارادة دخول مكة و الاغتسال لدخولها و دخولها نهارًا (الحديث 228) . تحفة الاشراف (8460) .

بسر کی یہاں تک کہ آپ ﷺ نے صبح کی نماز ادا کی۔ اس وقت جب آپ ﷺ مکہ تشریف لا رہے تھے نبی اکرم ﷺ کی نماز ادا کرنے کی جگہ بڑے ٹیلے پر تھی یہ وہ جگہ نہیں ہے جہاں مسجد بنادی گئی ہے بلکہ اس سے کچھ نیچے کھردرے اور سخت ٹیلے پر ہے۔

شرح

ذی طوی ایک جگہ کا نام ہے جو حدود حرم میں مقام تنعیم کی طرف واقع ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لاتے تو استراحت کے لئے رات ذی طوی گزارتے پھر صبح غسل فرماتے اور نماز پڑھ کر اس شہر مقدس میں داخل ہوتے۔ نماز سے بظاہر نماز نفل مراد ہے جو وہاں جانے کے لئے پڑھتے تھے، پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے واپس ہوتے تو اس وقت بھی ذی طوی میں قیام فرماتے تاکہ رفقاء وہاں جمع ہو جائیں اور سب لوگوں کا سامان وغیرہ اکٹھا ہو جائے۔ حضرت ابن ملک فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مکہ میں دن کے وقت داخل ہونا مستحب ہے تاکہ شہر میں داخل ہوتے ہی بیت اللہ شریف نظر آئے اور دعا کی جائے۔

باب دُخُوْلِ مَكَّةَ لَيْلاً

یہ باب رات کے وقت مکہ میں داخل ہونے میں ہے

2863 - اَخْبَرَنِیْ عِمْرَانُ بْنُ یَزِیْدَ عَنْ شُعَیْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ مُزَاحِمُ بْنُ اَبِیْ مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ لَیْلًا مِنَ الْجِعِرَّانَةِ حِیْنَ مَشٰی مُعْتَمِرًا فَاَصْبَحَ بِالْجِعِرَّانَةِ كَبَائِتٍ حَتّٰی اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ خَرَجَ عَنِ الْجِعِرَّانَةِ فِیْ بَطْنِ سَرِفَ حَتّٰی جَامَعَ الطَّرِیْقَ طَرِیْقَ الْمَدِیْنَةِ مِنْ سَرِفَ .

☆☆ حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ رات کے وقت جعرانہ سے روانہ ہوئے' آپ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے تشریف لے گئے' پھر آپ ﷺ صبح جعرانہ میں موجود تھے' یوں جیسے آپ نے رات وہیں بسر کی ہو' یہاں تک کہ جب سورج ڈھل گیا تو آپ جعرانہ سے' بطن سرف میں سے تشریف لے گئے اور اس راستے پر آ گئے جو سرف سے مدینہ منورہ جاتا ہے۔

2864 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِیِّ عَنْ سُفْیَانَ عَنْ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اُمَیَّةَ عَنْ مُزَاحِمٍ عَنْ عَبْدِ الْعَزِیْزِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خَالِدِ بْنِ اَسِیْدٍ عَنْ مُحَرِّشٍ الْكَعْبِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنَ الْجِعِرَّانَةِ لَیْلًا كَاَنَّهُ سَبِیْكَةُ فِضَّةٍ فَاعْتَمَرَ ثُمَّ اَصْبَحَ بِهَا كَبَائِتٍ .

2863-اخرجه ابو داؤد في مناسك الحج، باب المهلة بالعمرة تحيض فيدركها الحج فتنقض عمرتها و تهل بالحج هل تقضي عمرتها (الحديث 1996) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في العمرة من الجعرانة (الحديث 935) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، دخول مكة ليلا (الحديث 2864) مختصراً . تحفة الاشراف (11220) .

2864-تقدم في مناسك الحج، دخول مكة ليلا (الحديث 2863) .

☆☆ حضرت محرش کعبی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کے وقت جعرانہ سے نکلے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاندی کی طرح چمک رہے تھے' آپ نے عمرہ کیا اور صبح وہاں آ گئے' یوں جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات وہیں گزاری تھی۔

باب مِنْ اَيْنَ يَدْخُلُ مَكَّةَ .

یہ باب ہے کہ مکہ میں کہاں سے داخل ہوا جائے؟

2865 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ الْعُلْيَا الَّتِيْ بِالْبُطْحَاءِ وَخَرَجَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بطحاء میں موجود بالائی گھاٹی سے مکہ میں داخل ہوئے تھے اور زیریں گھاٹی سے مکہ سے باہر گئے تھے۔

باب دُخُوْلِ مَكَّةَ بِاللِّوَاءِ .

یہ باب ہے کہ جھنڈے کے ہمراہ مکہ میں داخل ہونا

2866 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا شَرِيْكٌ عَنْ عَمَّارٍ الدُّهْنِيِّ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ وَلِوَاؤُهُ اَبْيَضُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہو گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے کا رنگ سفید تھا۔

باب دُخُوْلِ مَكَّةَ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ .

یہ باب ہے کہ احرام کے بغیر مکہ میں داخل ہونا

2867 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ

2865-اخرجه البخاري في الحج، باب من اين يخرج من مكة (الحديث 1576) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول مكة من الثنية العليا والخروج منها من الثنية السفلى و دخول بلدة من طريق غير التي خرج منها (الحديث 223) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك (الحج)، باب دخول مكة (الحديث 1866) . تحفة الاشراف (8140) .

2866-اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب في الرايات و الالوية (الحديث 2592) . و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في الالوية (الحديث 1679) و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب الرايات و الالوية (الحديث 2817) تحفة الاشراف (2889) .

2867-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب دخول الحرم و مكة بغير احرام (الحديث 1846)، و في الجهاد، باب قتل الاسير و قتل الصبر (الحديث 3044)، و في المغازي، باب اين ركز النبي صلى الله عليه وسلم الراية يوم الفتح (الحديث 4286)، و في اللباس ، باب المغفر (الحديث 5808) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 450) و اخرجه ابو داؤد في الجهاد، باب قتل الاسير ولا يعرض عليه الاسلام (الحديث 2685) و اخرجه الترمذي في الجهاد، باب ما جاء في المغفر (الحديث 1693)، و في الشمائل، باب ما جاء في صفة مغفر رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 106) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، دخول مكة بغير احرام (الحديث 2868) و اخرجه ابن ماجه في الجهاد، باب السلاح (الحديث 2085) . تحفة الاشراف (1527) .

مَكَّةَ وَعَلَيْهِ الْمِغْفَرُ فَقِيْلَ ابْنُ خَطَلٍ مُتَعَلِّقٌ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ . فَقَالَ "اقْتُلُوْهُ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود پہنا ہوا تھا' آپ کی خدمت میں عرض کی گئی: ابن خطل کعبہ کے پردوں میں چھپا ہوا ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
اسے قتل کر دو۔

2868 – اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الزُّبَيْرِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَاْسِهِ الْمِغْفَرُ .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے موقع پر جب مکہ میں داخل ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر مبارک پر خود پہنا ہوا تھا۔

2869 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمَّارٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ الْمَكِّيُّ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ وَعَلَيْهِ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ بِغَيْرِ اِحْرَامٍ .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہ رنگ کا عمامہ باندھا ہوا تھا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام نہیں باندھا ہوا تھا۔

باب الْوَقْتِ الَّذِیْ وَافٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ .

یہ باب ہے کہ اس وقت کا تذکرہ جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ پہنچے تھے

2870 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْمَرٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَبَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ لِصُبْحِ رَابِعَةٍ وَّهُمْ يُلَبُّوْنَ بِالْحَجِّ فَاَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّحِلُّوْا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (ذوالحج کی) چوتھی تاریخ کی صبح (مکہ) تشریف لے آئے تھے' یہ لوگ حج کا تلبیہ پڑھ رہے تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا' کہ وہ احرام کھول دیں۔

2871 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ يَّحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ اَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ

2868-تقدم في مناسك الحج، دخول مكة بغير احرام (الحديث 2867) .

2869-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز دخول مكة بغير احرام (الحديث 451) و اخرجه النسائي في الزينة، لبس العمائم السود (الحديث 5359) . تحفة الاشراف (2947) .

2870-اخرجه البخاري في تقصير الصلاة، باب كم اقام النبي صلى الله عليه وسلم في حجته (الحديث 1085) . و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز العمرة في اشهر الحج (الحديث 199 و 200 و 201 و 202) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الوقت الذي و افى فيه النبي صلى الله عليه وسلم مكة (الحديث 2871) . تحفة الاشراف (6565) .

2871-تقدم في مناسك الحج، الوقت الذي و افى فيه النبي صلى الله عليه وسلم مكة (الحديث 2870) .

الْبَرَّاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ وَقَدْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ فَصَلَّى الصُّبْحَ بِالْبَطْحَاءِ وَقَالَ "مَنْ شَآءَ اَنْ يَجْعَلَهَا عُمْرَةً فَلْيَفْعَلْ" .

☆☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کے چار دن گزرنے کے بعد (مکہ مکرمہ) تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھا ہوا تھا۔ آپ نے صبح کی نماز بطحاء میں ادا کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جوشخص اسے عمرہ بنانا چاہے' وہ ایسا کر لے۔

2872 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ عَطَاءٌ قَالَ جَابِرٌ قَدِمَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ صَبِيْحَةَ رَابِعَةٍ مَضَتْ مِنْ ذِى الْحِجَّةِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحج کی چار تاریخ کی صبح مکہ تشریف لائے تھے۔

باب اِنْشَادِ الشِّعْرِ فِى الْحَرَمِ وَالْمَشْىِ بَيْنَ يَدَىِ الْاِمَامِ .

یہ باب ہے کہ حرم میں شعر سنانا اور امام کے آگے چلنا

2873 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ فِى عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَوَاحَةَ يَمْشِى بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُوَ يَقُوْلُ خَلُّوْا بَنِى الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَنْزِيْلِهِ ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَىْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِىْ حَرَمِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ تَقُوْلُ الشِّعْرَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلِّ عَنْهُ فَلَهُوَ اَسْرَعُ فِيْهِمْ مِنْ نَضْحِ النَّبْلِ" .

☆☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عمرہ قضاء کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے' تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آگے چل رہے تھے' وہ یہ (اشعار) پڑھ رہے تھے:

اے کفار کی اولاد! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے سے ہٹ جاؤ' آج ہم قرآن کے حکم کے مطابق تم پر ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا: اے ابن رواحہ! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے اور اللہ کے گھر میں تم شعر پڑھ رہے ہو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اسے کرنے دو! کیونکہ یہ ان (کفار) کے لیے تیر لگنے سے زیادہ تکلیف دہ ہیں۔

2872-اخرجه البخاري في الشركة، باب الاشتراك في الهدي و البدن (الحديث 2505) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 141) مطولاً . تحفة الاشراف (2448) .

2873-اخرجه الترمذي في الادب، باب ما جاء في انشاد الشعر (الحديث 2847) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، استقبال الحج (الحديث 2893) . تحفة الاشراف (266) .

باب حُرْمَةِ مَكَّةَ .

یہ باب مکہ کی حرمت کے بیان میں ہے

حرم'' زمین کے اس قطعہ کو کہتے ہیں جو کعبہ اور مکہ کے گرداگرد ہے۔! اللہ تعالیٰ نے کعبہ کی عظمت کے سبب اس زمین کو بھی معظم ومکرم کیا ہے۔ اس زمین کو حرم اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس خطہ زمین کی بزرگی کی وجہ سے اس کی حدود میں ایسی بہت سی چیزیں حرام قرار دی ہیں جو اور جگہ حرام نہیں ہیں۔ مثلاً حدود حرم میں شکار کرنا، درخت کاٹنا اور جانوروں کو ستانا وغیرہ درست نہیں۔! بعض علماء کہتے ہیں کہ زمین کا یہ حصہ حرم اس طرح مقرر ہوا کہ جب حضرت آدم زمین پر اتارے گئے تو شیاطین سے ڈرتے تھے کہ مجھے ہلاک نہ کر ڈالیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت ونگہبانی کے لئے فرشتوں کو بھیجا ان فرشتوں نے مکہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا لہٰذا مکہ کے گرداگرد جہاں جہاں فرشتوں نے کھڑے ہوکر حد بندی کی وہ حرم کی حد مقرر ہوئی اور اس طرح کعبہ مکرمہ اور ان فرشتوں کے کھڑے ہونے کی جگہ کے درمیان جو زمین آ گئی، وہ حرم ہوئی۔ بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ حضرت آدم نے جب کعبہ بناتے وقت حجر اسود رکھا تو اس کی وجہ سے ہر چہار طرف کی زمین روشن ہوگئی چنانچہ اس کی روشنی اس زمین کے چاروں طرف جہاں جہاں تک پہنچی وہیں حرم کی حد مقرر ہوئی زمین حرم کے حدود یہ ہیں، مدینہ منورہ کی طرف تین میل (مقام تنعیم تک) یمن، طائف، جعرانہ اور جدہ کی طرف سات سات میل بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ جدہ کی طرف دس میل اور جعرانہ کی طرف نو میل۔ چاروں طرف جہاں جہاں حرم کی زمین ختم ہوتی ہے۔ وہاں حدود کی علامت کے طور پر برجیاں بنی ہوئی ہیں مگر جدہ اور جعرانہ کی طرف برجیاں نہیں ہیں۔

2874 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ عَنْ جَرِيْرٍ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ الْفَتْحِ "هٰذَا الْبَلَدُ حَرَّمَهُ اللّٰهُ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُعْضَدُ شَوْكُهٗ وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهٗ وَلَا يَلْتَقِطُ لُقَطَتَهٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَهَا وَلَا يُخْتَلٰى خَلَاهُ" . قَالَ الْعَبَّاسُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا الْاِذْخِرَ . فَذَكَرَ كَلِمَةً مَّعْنَاهَا "اِلَّا الْاِذْخِرَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

یہ وہ شہر ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اس وقت حرم قرار دیا تھا جس دن اُس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا' تو یہ اللہ تعالیٰ کے

2874-اخرجه البخاري في الجنائز، باب الاذخر و الحشيش في القبر (الحديث 1349م) تعليقاً، و في الحج، باب فضل الحرم (الحديث 1587)، و في جزاء الصيد، باب لا يحل القتال بمكة (الحديث 1834)، و في الجزية و الموادعة، باب اثم الغادر للبر و الفاجر (الحديث 3189) . و اخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الالمنشد على الدوام (الحديث 445) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب تحريم حرم مكة (الحديث 2018) بنحوه . واخرجه النسائي في مناسك الحج، تحريم القتال فيه (الحديث 2875) . و الحديث عند: البخاري في الجهاد و السير، باب فضل الجهاد و السير (الحديث 2783) و باب وجوب النفير (الحديث 2825)، و باب لا هجرة بعد الفتح (الحديث 3077) . و مسلم في الامارة، باب تحريم رجوع المهاجر الى استيطان وطنه (الحديث 85) . و ابي داؤد في الجهاد، باب في الهجرة هل انقطعت (الحديث 2480) . و الترمذي في السير، باب ما جاء في الهجرة (الحديث 1590) . و النسائي في البيعة، ذكر الاختلاف في انقطاع الهجرة (الحديث 4181) . تحفة الاشراف (5748) .

حرم قرار دینے کی وجہ سے قیامت کے دن تک حرم کے طور پر برقرار رہے گا' اس کے کانٹے کو توڑا نہیں جائے گا' اس کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا' یہاں گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہیں جائے گا' البتہ اعلان کرنے کے لیے اُٹھایا جاسکتا ہے' یہاں کی نباتات کو کاٹا نہیں جائے گا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اذخر کی اجازت دیجئے! تو راوی نے یہاں ایک کلمہ ذکر کیا ہے (جس کا مطلب یہ ہے' اذخر کاٹنے کی اجازت ہے)۔

حرمت مکہ کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا کہ اب مکہ سے مدینہ کو ہجرت فرض نہیں ہے البتہ جہاد اور عمل میں نیت کا اخلاص ضروری ہے لہٰذا جب تمہیں جہاد کے لئے بلایا جائے یعنی تمہارا امیر تمہیں جو جہاد کا حکم دے تو جہاد کے لئے نکل کھڑے ہو۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ ہی کے دن یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر یعنی تمام زمین حرم کو حرام کیا ہے بایں طور کہ تمام لوگوں پر اس مقدس خطہ زمین کی ہتک و بے حرمتی حرام ہے اور اس کی تعظیم واجب ہے اسی دن سے جب کہ اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا یعنی اس خطہ زمین کی حرمت شروع ہی سے ہے لہٰذا یہ خطہ زمین اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کے سبب قیامت تک کے لئے حرام کیا گیا بلاشبہ اس خطہ زمین میں نہ تو مجھ سے پہلے کسی کے لئے قتل وقتال حلال کیا گیا تھا اور نہ میرے لئے حلال ہوا ہے علاوہ فتح مکہ کے دن کی ایک ساعت کے پس اس دن کے بعد یہ خطہ زمین اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی حرمت کے سبب قیامت کے دن پہلا صور پھونکے جانے تک ہر شخص کے لئے حرام کر دیا گیا ہے لہٰذا نہ تو اس زمین کا کوئی خاردار درخت ہی کاٹا جائے اگرچہ وہ ایذاء دے نہ اس کا شکار بھگایا جائے یعنی کوئی شکار کی غرض سے یا محض بھڑکانے ستانے کے لئے یہاں کے کسی جانور کے ساتھ تعرض نہ کرے اور نہ یہاں کا لقطہ اٹھایا جائے ہاں وہ شخص اس کو اٹھا سکتا ہے جو اس کا اعلان کرے اور نہ اس کی زمین کی گھاس کاٹی جائے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر عرض کیا کہ یارسول اللہ! مگر اذخر (ایک قسم کی گھاس) تو ایسی چیز ہے جو لوہاروں اور سناروں کے لئے لوہا اور سونا گلانے کے کام آتی ہے اور گھروں کی چھتیں بنانے میں اس کی ضرورت پڑتی ہے اس کو کاٹنے کی اجازت دے دیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اذخر کاٹی جاسکتی ہے۔ (بخاری ومسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں کہ نہ یہاں کا درخت کاٹا جائے اور نہ یہاں کی گری پڑی کوئی چیز اٹھائی جائے البتہ اس کے مالک کو تلاش کرنے والا اٹھا سکتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1265)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو اس وقت ہجرت ہر اس شخص پر فرض تھی جو اس کی استطاعت رکھتا تھا۔ پھر جب مکہ فتح ہو گیا تو اس ہجرت کا سلسلہ منقطع ہو گیا جو فرض تھی کیونکہ اس کے بعد مکہ دارالحرب نہیں رہا تھا لہٰذا ارشاد گرامی اب ہجرت نہیں الخ، کا مطلب یہی ہے کہ اگر اب کوئی ہجرت کرے تو اسے وہ درجہ حاصل نہیں ہو گا جو مہاجرین کو حاصل ہو چکا ہے البتہ جہاد اور اعمال میں حسن نیت کا اجر اب بھی باقی ہے اور ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا، اسی طرح وہ ہجرت بھی باقی ہے جو اپنے دین اور اسلام کے احکام وشعائر کی حفاظت کے لئے ہوتی ہے اور اس کا اجر بھی ملتا ہے۔ "نہ کوئی

خاردار درخت کاٹا جائے" اس سے معلوم ہوا کہ بغیر خاردار درخت کو کاٹنا تو بدرجہ اولیٰ جائز نہیں ہوگا۔

ہدایہ میں لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص زمین حرم کی ایسی گھاس یا ایسا درخت کاٹے جو کسی کی ملکیت میں نہ ہو اور خودرو ہو تو اس پر اس گھاس یا درخت کی قیمت بطور جزاء واجب ہوگی، البتہ خشک گھاس کاٹنے کی صورت میں قیمت واجب نہیں ہوتی لیکن اس کا کاٹنا بھی درست نہیں ہے۔! زمین حرم کی گھاس کو چرانا بھی جائز نہیں ہے، البتہ اذخر کو کاٹنا بھی جائز ہے اور چرانا بھی، اسی طرح کماۃ یعنی کھنبی (ایک قسم کا خودرو ساگ) بھی مستثنیٰ ہے کیونکہ یہ نباتات میں سے نہیں ہے! حضرت امام شافعی کے مسلک میں زمین حرم کی گھاس میں جانوروں کو چرانا بھی جائز ہے۔

لقطہ "اس چیز کو کہتے ہیں جو کہیں گری پڑی پائی جائے اور اس کا مالک معلوم نہ ہو۔ زمین حرم کے علاوہ عام طور پر لقطہ کا حکم تو یہ ہے کہ اس کو اٹھانے والا عام لوگوں میں یہ اعلان کراتا رہے کہ میں نے کسی کی کوئی چیز پائی ہے جس شخص کی ہو وہ حاصل کر لے۔ اگر اس اعلان کے بعد بھی اس چیز کا مالک نہ ملے تو وہ شخص اگر خود نادار و مستحق ہو تو اسے اپنے استعمال میں لے آئے اور اگر نادار نہ ہو تو پھر کسی نادار کو بطور صدقہ دے دے پھر اگر بعد میں اس کا مالک مل جائے تو اس کو اس کی قیمت ادا کرے لیکن زمین حرم کے لقطہ میں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا، یہ بات نہیں ہے بلکہ صرف اعلان ہے جب تک کہ اس کا مالک نہ مل جائے یعنی جب تک اس کے مالک کا پتہ نہ لگے اس وقت تک اس کا اعلان کیا جاتا رہے اور مالک کا انتظار کیا جائے، اس کو آخر تک نہ تو اپنے استعمال میں لا سکتا ہے نہ کسی کو بطور صدقہ دیا جا سکتا ہے اور نہ اپنی ملکیت بنایا جا سکتا ہے۔

چنانچہ حضرت امام شافعی کا یہی مسلک ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک حرم اور غیر حرم کے لقطہ کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے حنفیہ کا مسلک بھی یہی ہے، ان کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں مطلق طور پر لقطہ کا حکم بیان کیا گیا ہے جو انشاء اللہ لقطہ کے باب میں آئیں گی۔ حدیث کے الفاظ الا من عرفہا کا مطلب ان علماء کے نزدیک یہ ہے کہ زمین حرم کے لقطہ کو اٹھانے والا پورے ایک برس تک مکہ میں اس کا اعلان کرتا کراتا رہے جیسا کہ اور جگہ کرتے ہیں، اعلان کو صرف ایام حج کے ساتھ مخصوص نہ کرے، گویا حدیث کے اس جملہ کا حاصل یہ ہوا کہ زمین حرم کے لقطہ کے بارے میں کسی کو یہ غلط فہمی و گمان نہ ہونا چاہئے کہ وہاں اس کا اعلان صرف ایام حج ہی کے دوران کرنا کرانا کافی ہے۔

باب تَحْرِيْمِ الْقِتَالِ فِيْهِ ۔

یہ باب ہے کہ مکہ میں قتال کا حرام ہونا

2875 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ قَالَ حَدَّثَنَا مُفَضَّلٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ طَاوٗسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ "اِنَّ هٰذَا الْبَلَدَ حَرَامٌ حَرَّمَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَحِلَّ فِيْهِ الْقِتَالُ لِاَحَدٍ قَبْلِيْ وَاُحِلَّ لِيْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ فَهُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَةِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ" ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' فتح مکہ کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

2875-تقدم في مناسك الحج، حرمة مكة (الحديث 2874) .

یہ شہر حرم ہے' اللہ تعالیٰ نے اسے حرم قرار دیا ہے' مجھ سے پہلے کسی بھی شخص کے لیے اس میں قتال کرنا حلال قرار نہیں دیا گیا' میرے لیے بھی دن کے ایک مخصوص حصے میں اسے حلال قرار دیا گیا ہے' اب یہ اللہ تعالیٰ کی حرمت کی وجہ سے قابل احترام ہے۔

2876 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ اَبِىْ سَعِيْدٍ عَنْ اَبِىْ شُرَيْحٍ اَنَّهُ قَالَ لِعَمْرِو بْنِ سَعِيْدٍ وَّهُوَ يَبْعَثُ الْبُعُوثَ اِلٰى مَكَّةَ ائْذَنْ لِىْ اَيُّهَا الْاَمِيْرُ اُحَدِّثْكَ قَوْلًا قَامَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْغَدَ مِنْ يَّوْمِ الْفَتْحِ سَمِعَتْهُ اُذُنَاىَ وَوَعَاهُ قَلْبِىْ وَاَبْصَرَتْهُ عَيْنَاىَ حِيْنَ تَكَلَّمَ بِهٖ حَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ "اِنَّ مَكَّةَ حَرَّمَهَا اللّٰهُ وَلَمْ يُحَرِّمْهَا النَّاسُ وَلَا يَحِلُّ لِامْرِءٍ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يَّسْفِكَ بِهَا دَمًا وَّلَا يَعْضِدَ بِهَا شَجَرًا فَاِنْ تَرَخَّصَ اَحَدٌ لِقِتَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهَا فَقُوْلُوْا لَهٗ اِنَّ اللّٰهَ اَذِنَ لِرَسُوْلِهٖ وَلَمْ يَاْذَنْ لَكُمْ وَاِنَّمَا اَذِنَ لِىْ فِيْهَا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّقَدْ عَادَتْ حُرْمَتُهَا الْيَوْمَ كَحُرْمَتِهَا بِالْاَمْسِ وَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ"۔

☆☆ سعید بن ابوسعید کہتے ہیں: حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے عمرو بن سعید سے یہ کہا: یہ اس وقت کی بات ہے' جب وہ مکہ کی طرف لشکر روانہ کرنے لگا تھا۔ حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ نے کہا: اے امیر! آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک حدیث سناتا ہوں' فتح مکہ کے اگلے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے' میں نے اپنے ان دو کانوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو سنا' میرے ذہن نے اسے محفوظ رکھا' میں اس وقت اپنی دونوں آنکھوں کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا تھا' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کرتے ہوئے یہ ارشاد فرمایا تھا:

بے شک مکہ کو اللہ تعالیٰ نے حرم قرار دیا ہے' اسے لوگوں نے حرم قرار نہیں دیا ہے' اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھنے والے کسی بھی شخص کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے' وہ یہاں خون بہائے یا یہاں کے کسی درخت کو کاٹے' اگر کوئی شخص اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں قتال کرنے کی وجہ سے رخصت حاصل کرنا چاہے' تو تم اسے یہ کہہ دینا کہ اللہ نے اپنے رسول کو اس کی اجازت دی تھی' اس نے تمہیں یہ اجازت نہیں دی ہے اور مجھے بھی اس نے دن کے ایک مخصوص حصے میں اس کی اجازت دی ہے' اب اس کی حرمت اسی طرح واپس آ گئی ہے' جس طرح گزشتہ کل تھی' ہر موجود شخص غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچا دے۔

باب حُرْمَةِ الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم کی حرمت کے بیان میں ہے

2877 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرٌ اَخْبَرَنِىْ اَبِىْ عَنِ الزُّهْرِىِّ اَخْبَرَنِىْ سُحَيْمٌ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا

2876-اخرجه البخاري في العلم، باب البيلغ العلم الشاهد الغائب (الحديث 104) مطولاً، و في جزاء الصيد، باب لا يعضد شجر الحرم (الحديث 1832) مطولاً، و في المغازي، باب 51 . (الحديث 4295) مطولاً . واخرجه مسلم في الحج، باب تحريم مكة و صيدها و خلاها و شجرها و لقطتها الا ما نشد على الدوام (الحديث 446) مطولاً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في حرمة مكة (الحديث 809) مطولاً، و في الديات، باب ما جاء في حكم ولي القتيل في القصاص و العفو (الحديث 1406 مطولاً . تحفة الاشراف (12057) .

2877-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12928) .

هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يَغْزُو هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ فَيُخْسَفُ بِهِمْ بِالْبَيْدَاءِ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اس گھر پر ایک لشکر حملہ کرے گا اور انہیں بیداء کے مقام پر زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2878 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِدْرِيسَ اَبُو حَاتِمٍ الرَّازِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِي عَنْ مِسْعَرٍ قَالَ اَخْبَرَنِي طَلْحَةُ بْنُ مُصَرِّفٍ عَنْ اَبِي مُسْلِمٍ الْاَغَرِّ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَا تَنْتَهِي الْبُعُوثُ عَنْ غَزْوِ هٰذَا الْبَيْتِ حَتّٰى يُخْسَفَ بِجَيْشٍ مِّنْهُمْ".

★★ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

اس شہر پر حملے کے لیے لشکر آتے رہیں گے' یہاں تک کہ ان میں سے ایک لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2879 - اَخْبَرَنِي مُحَمَّدُ بْنُ دَاوُدَ الْمِصِّيصِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَابِقٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو اُسَامَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ السَّلَامِ عَنِ الدَّالَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ اَبِي الْجَعْدِ عَنْ اَخِيهِ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ اَبِي رَبِيعَةَ عَنْ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُبْعَثُ جُنْدٌ اِلَى هٰذَا الْحَرَمِ فَاِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوَّلِهِمْ وَآخِرِهِمْ وَلَمْ يَنْجُ اَوْسَطُهُمْ". قُلْتُ اَرَاَيْتَ اِنْ كَانَ فِيهِمْ مُؤْمِنُونَ قَالَ "تَكُونُ لَهُمْ قُبُورًا".

★★ سیّدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حرم کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا' جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچیں گے تو ان کے آگے والوں اور پیچھے والوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور درمیان والے بھی نجات نہیں پائیں گے۔

میں نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے' اگر اس (لشکر) میں کچھ مؤمن لوگ بھی موجود ہوں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی بھی قبریں بن جائیں گی۔

2880 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ سَمِعَ جَدَّهُ يَقُولُ حَدَّثَتْنِي حَفْصَةُ اَنَّهُ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَيَؤُمَّنَّ هٰذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتّٰى اِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ خُسِفَ بِاَوْسَطِهِمْ فَيُنَادِي اَوَّلُهُمْ وَآخِرُهُمْ فَيُخْسَفُ بِهِمْ جَمِيعًا وَّلَا يَنْجُو اِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ". فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ اَشْهَدُ عَلَيْكَ اَنَّكَ مَا كَذَبْتَ عَلَى جَدِّكَ وَاَشْهَدُ عَلَى جَدِّكَ اَنَّهُ مَا كَذَبَ عَلَى حَفْصَةَ وَاَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ اَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

★★ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2878-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (12199) .

2879-اخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب الخسف بالجيش الذي يوم البيت (الحديث 6 و 7) . تحفة الاشراف (15793) .

2880-اخرجه ابن ماجه في الفتن، باب جيش البيداء (الحديث 4063) . تحفة الاشراف (15799) .

ایک لشکر اس گھر کی طرف ضرور آئے گا' وہ اس پر حملہ کرنا چاہیں گے' جب وہ بیداء کے مقام پر پہنچیں گے تو ان کے درمیانی حصے کو دھنسا دیا جائے گا' پھر ان کے آگے والے لوگ اور پیچھے والے لوگ بلند آواز میں پکاریں گے' پھر ان سب کو دھنسا دیا جائے گا اور ان میں سے کوئی بھی نجات نہیں پائے گا اور صرف ایک شخص ہوگا جو لشکر سے الگ تھلگ ہوگا' وہ ان کے بارے میں بتائے گا۔

سفیان نامی راوی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے ان سے کہا: میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اپنے دادا کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے دادا نے سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے اور میں اس بات کی بھی گواہی دیتا ہوں کہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے غلط بات بیان نہیں کی ہے۔

شرح

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس زمانہ کے بارہ میں پیش گوئی فرمائی ہے جب دنیا اپنی عمر کے آخری دور میں ہوگی، چنانچہ اس آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی کے ظہور کے بعد مصر کے حکمران سفیانی کا ایک لشکر خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانے کے ناپاک ارادہ کے ساتھ مکہ کی طرف روانہ ہوگا مگر وہ اپنے اس ناپاک ارادہ میں کامیاب ہونے سے پہلے ہی زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

حدیث کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ ایسے لوگ لشکر کے ناپاک ارادوں کے ہمنوا نہ ہوں گے اور خانہ کعبہ کو نقصان پہنچانا یا اس کی توہین کرنا ان کا مقصد نہیں ہوگا مگر چونکہ وہ لشکر میں شامل ہو کر نہ صرف یہ کہ ان کی بھیڑ میں اضافہ کریں گے بلکہ ایک طرح سے ان کے ناپاک ارادوں میں اعانت کا سبب بھی بنیں گے اس لئے پورے لشکر کے ساتھ ان کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے، ہاں پھر قیامت میں سب کو ان کی نیتوں کے مطابق اٹھایا جائے گا کہ جو شخص کسی مجبور اور زبردستی کے تحت لشکر میں شامل ہوا ہوگا اور اس کی نیت صاف اور اس کا قلب ایمان واسلام کی روشنی سے منور ہوگا وہ جنت میں داخل کیا جائے گا اور جو لوگ واقعی ناپاک ارادوں کے ساتھ اور بہ نیت کفر لشکر میں شامل ہوں گے انہیں دوزخ کی آگ کے حوالہ کر دیا جائے گا۔

باب مَا يُقْتَلُ فِي الْحَرَمِ مِنَ الدَّوَابِّ .

یہ باب ہے کہ حرم میں کون سے جانوروں کو مارا جاسکتا ہے؟

2881 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ اَنْبَانَا وَكِيعٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

2881-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17283) .

پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حل اور حرم میں قتل کیا جا سکتا ہے: کوا' چیل' باولا کتا' بچھو اور چوہا۔

باب قَتْلِ الْحَيَّةِ فِي الْحَرَمِ .

یہ باب ہے کہ حرم میں سانپ کو ماردینا

2882 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ قَالَ اَنْبَانَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِي الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحَيَّةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُورُ وَالْغُرَابُ الْاَبْقَعُ وَالْحِدَاَةُ وَالْفَارَةُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں' انہیں حل اور حرم میں مارا جا سکتا ہے: سانپ' پاگل کتا' کوا' چیل اور چوہا۔

2883 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْخَيْفِ مِنْ مِنًى حَتّٰى نَزَلَتْ (وَالْمُرْسَلَاتِ عُرْفًا) فَخَرَجَتْ حَيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْتُلُوهَا" . فَابْتَدَرْنَاهَا فَدَخَلَتْ فِي جُحْرِهَا .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں خیف کے مقام پر موجود تھے' وہاں سورۃ المرسلات نازل ہوئی' اس دوران وہاں ایک سانپ نکل آیا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے ماردو! ہم اس کی طرف بڑھے' لیکن وہ ایک بل میں گھس گیا۔

2884 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ اَبِي عُبَيْدَةَ عَنْ اَبِيهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ الَّتِي قَبْلَ يَوْمِ عَرَفَةَ فَاِذَا حِسُّ الْحَيَّةِ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اقْتُلُوهَا" . فَدَخَلَتْ شَقَّ جُحْرٍ فَاَدْخَلْنَا عُودًا فَقَلَعْنَا بَعْضَ الْجُحْرِ فَاَخَذْنَا سَعَفَةً فَاَضْرَمْنَا فِيهَا نَارًا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "وَقَاهَا اللّٰهُ شَرَّكُمْ وَوَقَاكُمْ شَرَّهَا" .

☆☆ ابوعبیدہ اپنے والد (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ عرفہ کی رات

2882-تقدم (الحديث 2829) .

2883-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1830) بنحوه، و في بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه (الحديث 23317) تعليقاً، و في التفسير، باب (هذا يوم لا ينطقون) (الحديث 4934) . و اخرجه مسلم في السلام، باب قتل الحيات و غيرها (الحديث 138) مختصراً . و الحديث عند: البخاري في التفسير، سورة (و المرسلات)(الحديث 4931م) و مسلم في السلام، باب قتل الحيات و غيرها(الحديث 137) . تحفة الاشراف (9163) .

2884-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (9630) .

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے یہ وہ رات تھی جو عرفہ کے دن سے پہلے آتی ہے اسی دوران ایک سانپ کی آہٹ محسوس ہوئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے ماردو! وہ ایک بل میں گھس گیا' ہم نے اس میں لکڑی داخل کی اور بل کا کچھ حصہ توڑ دیا' پھر ہم نے کھجور کی شاخیں لیں اور بل میں آگ لگا دی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے شر سے بچالیا ہے' جس طرح اس نے تمہیں اس کے شر سے بچالیا ہے۔

باب قَتْلِ الْوَزَغِ .

یہ باب گرگٹ کو مار دینے کے بیان میں ہے

2885 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِىْ عَبْدُ الْحَمِيْدِ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ شَيْبَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اُمِّ شَرِيْكٍ قَالَتْ اَمَرَنِىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَتْلِ الْاَوْزَاغِ .

☆☆ سیدہ اُم شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے گرگٹ کو مار دینے کی ہدایت کی تھی۔

2886 - اَخْبَرَنَا وَهْبُ بْنُ بَيَانٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ وَّيُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْوَزَغُ الْفُوَيْسِقُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

گرگٹ' چھوٹا فاسق ہے (یعنی ایسا جانور ہے' جسے مارا جا سکتا ہے)۔

باب قَتْلِ الْعَقْرَبِ .

یہ باب بچھو کو مار دینے کے بیان میں ہے

2887 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ الرَّقِّىُّ الْقَطَّانُ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ اَخْبَرَنِىْ اَبَانُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُرْوَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهُنَّ فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِى الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

2885-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب خير مال المسلم غنم يتبع بها شعف الجبال (الحديث 3307)، و في الانبياء، باب قول الله تعالى: (واتخذ الله ابراهيم خليلًا) و قوله (ان ابراهيم كان امة قانتًا لله) و قوله (ان ابراهيم لا واه حليم) (الحديث 3359) . واخرجه مسلم في السلام، باب استحباب قتل الوزغ (الحديث 142 و 143) و اخرجه ابن ماجه في الصيد، باب قتل الوزغ (الحديث 3228) . تحفة الاشراف (18329) .

2886-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1831) . تحفة الاشراف (16598) .

2887-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16401) .

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں جو سب فاسق ہیں' انہیں حل اور حرم میں مارا جا سکتا ہے: پاگل کتا' کوا' چیل' بچھو اور چوہا۔

باب قَتْلِ الْفَارَةِ فِى الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم میں چوہے کو مار دینے میں ہے

2888 – اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ اَنَّ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ كُلُّهَا فَاسِقٌ يُقْتَلْنَ فِى الْحَرَمِ الْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ" ۔

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور ایسے ہیں جو سب فاسق ہیں' انہیں حرم میں بھی مارا جا سکتا ہے: کوا' چیل' پاگل کتا' چوہا اور بچھو۔

2889 – اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهُ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قَالَتْ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ مِّنَ الدَّوَابِّ لَا حَرَجَ عَلٰى مَنْ قَتَلَهُنَّ الْعَقْرَبُ وَالْغُرَابُ وَالْحِدَاَةُ وَالْفَارَةُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نقل کی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ قسم کے جانور ایسے ہیں' جنہیں مارنے والے پر کوئی گناہ نہیں ہے: بچھو' کوا' چیل' چوہا اور پاگل کتا۔

باب قَتْلِ الْحِدَاَةِ فِى الْحَرَمِ ۔

یہ باب حرم میں چیل کو مار دینے میں ہے

2890 – اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَآئِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "خَمْسٌ فَوَاسِقُ يُقْتَلْنَ فِى الْحِلِّ وَالْحَرَمِ الْحِدَاَةُ وَالْغُرَابُ وَالْفَارَةُ وَالْعَقْرَبُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ" ۔

2888-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1829) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم غيره و قتله من الدواب في الدواب في الحل و الحرم (الحديث 71) . تحفة الاشراف (16699) .

2889-اخرجه البخاري في جزاء الصيد، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 1828) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم غيره و قتله من الدواب في الدواب في الحل و الحرم (الحديث 73) . تحفة الاشراف (15804) .

2890-اخرجه البخاري في بدء الخلق، باب اذا وقع الذباب في شراب احدكم فليغمسه فان في احد جناحيه داء و في الاخر شفاء، وخمس من الدواب فواسق يقتلن في الحرم (الحديث 3314) . و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 79 و 70) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما يقتل المحرم من الدواب (الحديث 837) . تحفة الاشراف (16629) .

قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَذَكَرَ بَعْضُ اَصْحَابِنَا اَنَّ مَعْمَرًا كَانَ يَذْكُرُهُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ وَعَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتی ہیں:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حل اور حرم میں مار دیا جائے گا: چیل' کوا' چوہا' بچھو اور پاگل کتا۔

امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: بعض محدثین نے اس روایت کو مختلف سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

باب قَتْلِ الْغُرَابِ فِى الْحَرَمِ .

یہ باب حرم میں کوے کو مار دینے میں ہے

2891 – اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا حَمَّادٌ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ - وَهُوَ ابْنُ عُرْوَةَ - عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَمْسٌ فَوَاسِقَ يُقْتَلْنَ فِى الْحَرَمِ الْعَقْرَبُ وَالْفَارَةُ وَالْغُرَابُ وَالْكَلْبُ الْعَقُوْرُ وَالْحِدَاَةُ" .

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

پانچ جانور فاسق ہیں انہیں حرم میں بھی مار دیا جائے گا: بچھو' چوہا' کوا' پاگل کتا اور چیل۔

باب النَّهْيِ اَنْ يُنَفَّرَ صَيْدُ الْحَرَمِ .

یہ باب حرم کے شکار کو بھگانے کی ممانعت میں ہے

2892 – اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "هٰذِهٖ مَكَّةُ حَرَّمَهَا اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ لَمْ تَحِلَّ لِاَحَدٍ قَبْلِىْ وَلَا لِاَحَدٍ بَعْدِىْ وَاِنَّمَا اُحِلَّتْ لِىْ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ وَّهِىَ سَاعَتِىْ هٰذِهٖ حَرَامٌ بِحَرَامِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ لَا يُخْتَلٰى خَلَاهَا وَلَا يُعْضَدُ شَجَرُهَا وَلَا يُنَفَّرُ صَيْدُهَا وَلَا تَحِلُّ لُقَطَتُهَا اِلَّا لِمُنْشِدٍ" . فَقَامَ الْعَبَّاسُ وَكَانَ رَجُلًا مُجَرِّبًا فَقَالَ اِلَّا الْاِذْخِرَ فَاِنَّهٗ لِبُيُوْتِنَا وَقُبُوْرِنَا . فَقَالَ "اِلَّا الْاِذْخِرَ" .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

مکہ کو اللہ تعالیٰ نے اس دن حرم قرار دیا تھا' جس دن اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے' یہ مجھ سے پہلے کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہوا ہے اور میرے بعد بھی کسی کے لیے حلال نہیں ہوگا' میرے لیے بھی یہ صرف دن کے ایک مخصوص حصے میں حلال قرار دیا گیا ہے اور یہ اس وقت سے اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے قابل احترام ہے اور قیامت تک رہے گا' یہاں کے نباتات

2891-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يندب للمحرم وغيره قتله من الدواب في الحل و الحرم (الحديث 68) . تحفة الاشراف (16862) .

2892-اخرجه البخاري في اللقطة، باب كيف تعرف لقطة اهل مكة (الحديث 2433) تعليقاً مختصراً . تحفة الاشراف (6169) .

کو کاٹا نہیں جائے گا' یہاں کے شکار کو بھگایا نہیں جائے گا' یہاں کی گری ہوئی چیز کو اُٹھایا نہیں جائے گا' البتہ اعلان کرنے کے لیے اُٹھایا جا سکتا ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' وہ ایک تجربہ کار آدمی تھے' انہوں نے عرض کی: اذخر کاٹنے کی اجازت دیجیے! کیونکہ یہ ہمارے گھروں میں اور قبرستان میں استعمال ہوتی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اذخر کا حکم مختلف ہے (یعنی اسے کاٹنے کی اجازت ہے)۔

باب اسْتِقْبَالِ الْحَجِّ .

یہ باب ہے کہ حج (یعنی حاجیوں) کا استقبال کرنا

2893 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ زَنْجُويَهْ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ اَنَسٍ قَالَ دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ فِيْ عُمْرَةِ الْقَضَاءِ وَابْنُ رَوَاحَةَ بَيْنَ يَدَيْهِ يَقُوْلُ خَلُّوْا بَنِي الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِهِ الْيَوْمَ نَضْرِبْكُمْ عَلٰى تَاْوِيْلِهِ ضَرْبًا يُزِيْلُ الْهَامَ عَنْ مَقِيْلِهِ وَيُذْهِلُ الْخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِهِ قَالَ عُمَرُ يَا ابْنَ رَوَاحَةَ فِيْ حَرَمِ اللّٰهِ وَبَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ هٰذَا الشِّعْرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "خَلِّ عَنْهُ فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَكَلَامُهٗ اَشَدُّ عَلَيْهِمْ مِنْ وَّقْعِ النَّبْلِ" .

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' عمرہ قضاء کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے چل رہے تھے اور یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

اے کافروں کی اولاد! آج نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے کو چھوڑ دو' آج ہم اللہ کے حکم کے مطابق تمہیں ایسی ضرب لگائیں گے جو سر کو تن سے جدا کر دے گی اور دوست کو دوست سے جدا کر دے گی۔

تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے ابن رواحہ! اللہ کے حرم میں اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تم یہ شعر پڑھ رہے ہو۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے کرنے دو! اس ذات کی قسم جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے! اس کا کلام ان (کفار) کے لیے تیر لگنے سے زیادہ تکلیف دِہ ہے۔

2894 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - عَنْ خَالِدِ الْحَذَّاءِ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَدِمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهٗ اُغَيْلِمَةُ بَنِيْ هَاشِمٍ - قَالَ - فَحَمَلَ وَاحِدًا بَيْنَ يَدَيْهِ وَآخَرَ خَلْفَهٗ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے' تو بنو ہاشم کے چند کم سن

2893-تقدم (الحديث 2873) .

2894-اخرجه البخاري في العمرة، باب استقبال الحاج القادمين و الثلاثة على الدابة (الحديث 1798) و في اللباس، باب الثلاثة على الدابة (الحديث 5965) . تحفة الاشراف (6053) .

بچوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ایک کو اپنے آگے بٹھالیا اور دوسرے کو اپنے پیچھے بٹھالیا۔

باب تَرْكِ رَفْعِ الْيَدَيْنِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ .

یہ باب بیت اللہ کو دیکھ کر دونوں ہاتھ بلند نہ کرنے میں ہے

2895 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا قَزَعَةَ الْبَاهِلِيَّ يُحَدِّثُ عَنِ الْمُهَاجِرِ الْمَكِّيِّ قَالَ سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ الرَّجُلِ يَرَى الْبَيْتَ اَيَرْفَعُ يَدَيْهِ قَالَ مَا كُنْتُ اَظُنُّ اَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا اِلَّا الْيَهُوْدَ حَجَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ نَكُنْ نَفْعَلُهُ .

☆☆ مہاجر کی بیان کرتے ہیں' حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو بیت اللہ کی زیارت کرتا ہے' کیا وہ اس وقت اپنے دونوں ہاتھ بلند کرے گا؟ تو انہوں نے فرمایا: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ کام کوئی یہودی ہی کرسکتا ہے' ہم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کیا ہے اور ہم نے ایسا نہیں کیا تھا۔

باب الدُّعَاءِ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ .

یہ باب بیت اللہ کی زیارت کے وقت دعا مانگنے میں ہے

2896 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ يَزِيْدَ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ طَارِقِ بْنِ عَلْقَمَةَ اَخْبَرَهُ عَنْ اُمِّهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا جَآءَ مَكَانًا فِيْ دَارِ يَعْلٰى اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَدَعَا .

☆☆ عبدالرحمٰن بن طارق اپنی والدہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دار یعلیٰ کی جگہ پر تشریف لاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگی۔

شرح

زائر بیت اللہ، مکہ پہنچ کر جب مسجد حرام میں داخل ہوتا ہے وہ خانہ کعبہ کو دیکھتے ہی دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے مسئلہ یہ ہے کہ کعبہ مقدس کے جمال دل ربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے مانگ لیا جائے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس وقت دعا مانگتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ بھی اٹھائے جائیں یا نہیں؟ چنانچہ یہ حدیث اس کا انکار کر رہی ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، حضرت امام شافع اور حضرت امام مالک کا مسلک بھی یہی ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر دعا مانگنے والا اپنے ہاتھ نہ اٹھائے، جب کہ حضرت امام احمد کا مسلک یہ ہے کہ خانہ کعبہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھائے جائیں اور دعا مانگی جائے۔ (طیبی)

ملاعلی قاری نے مرقات میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی کا مسلک اس کے برخلاف لکھا ہے یعنی ان کی

2895-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رفع اليدين اذا راى البيت (الحديث 1870) و الحديث عند: الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية رفع اليدين عند روية البيت (الحديث 855) . تحفة الاشراف (3116) .

2896-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب طواف الوداع (الحديث 2007) . تحفة الاشراف (18374) .

نقل کے مطابق ان دونوں ائمہ کے ہاں ہاتھ اٹھانا مشروع ہے لیکن انہیں ملا علی قاری نے اپنی ایک اور کتاب مناسک میں اسے مکروہ لکھا ہے اگرچہ بعض علماء سے اس کا جواز بھی نقل کیا ہے۔ فقہ حنفی کی مشہور و معتمد کتاب ہدایہ اور در مختار سے بھی یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ اس موقع پر ہاتھ نہ اٹھانا چاہئے۔

باب فَضْلِ الصَّلَاةِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ .

یہ باب مسجد الحرام میں نماز ادا کرنے کی فضیلت میں ہے

2897 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مُوسَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُهَنِيِّ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ" .

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ لَا اَعْلَمُ اَحَدًا رَوَى هٰذَا الْحَدِيْثَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ غَيْرَ مُوسَى الْجُهَنِيِّ . وَخَالَفَهُ ابْنُ جُرَيْجٍ وَّغَيْرُهُ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

میری اس مسجد (یعنی مسجد نبوی) میں نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی جگہ پر ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ مسجد حرام کا حکم مختلف ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف موسیٰ جہنی نامی راوی نے اس روایت کو نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جبکہ ابن جریج اور دیگر محدثین نے اسے مختلف طور پر نقل کیا ہے۔

2898 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ اِسْحَاقُ اَنْبَاَنَا وَقَالَ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ سَمِعْتُ نَافِعًا يَقُوْلُ حَدَّثَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدِ بْنِ عَبَّاسٍ حَدَّثَهُ اَنَّ مَيْمُوْنَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "صَلَاةٌ فِي مَسْجِدِي هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْمَسْجِدَ الْكَعْبَةَ" .

★★ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

میری مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اس کے علاوہ کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے البتہ مسجد کعبہ کا حکم مختلف ہے۔

2899 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا

2897-اخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة(الحديث 509م) . تحفة الاشراف (8451) .
2898-تقدم (الحديث 690) .

سَلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ الْاَغَرَّ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَ الْاَغَرُّ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَا هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "صَلَاةٌ فِيْ مَسْجِدِيْ هٰذَا اَفْضَلُ مِنْ اَلْفِ صَلَاةٍ فِيْمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِلَّا الْكَعْبَةَ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

میری اس مسجد میں ایک نماز ادا کرنا اور کسی بھی مسجد میں ایک ہزار نمازیں ادا کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' البتہ کعبہ (یعنی مسجد حرام) کا حکم مختلف ہے۔

باب بِنَاءِ الْكَعْبَةِ .

یہ باب خانہ کعبہ کی تعمیر کے بیان میں ہے

2900 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَخْبَرَ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلَمْ تَرَىْ اَنَّ قَوْمَكِ حِيْنَ بَنَوُا الْكَعْبَةَ اقْتَصَرُوْا عَنْ قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" . فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا تَرُدُّهَا عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ "لَوْلَا حِدْثَانُ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ" . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ لَئِنْ كَانَتْ عَائِشَةُ سَمِعَتْ هٰذَا مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اُرٰى تَرْكَ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ اللَّذَيْنِ يَلِيَانِ الْحِجْرَ اِلَّا اَنَّ الْبَيْتَ لَمْ يُتَمَّمْ عَلٰى قَوَاعِدِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ .

☆☆ ابن شہاب' سالم بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: عبداللہ بن محمد بن ابوبکر نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ بات بتائی: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کیا تم نے غور کیا ہے' تمہاری قوم نے جب خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی' تو انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں میں سے کچھ کم کر دیا تھا۔

میں نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر دوبارہ کیوں نہیں تعمیر کر دیتے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

2899-اخرجه البخاري في فضل الصلاة في مسجد مكة والمدينة، باب فضل الصلاة في مسجد مكة و المدينة (الحديث 1190) . و اخرجه مسلم في الحج، باب فضل الصلاة بمسجدي مكة و المدينة (الحديث 507) . و اخرجه الترمذي في الصلاة، باب ما جاء في اي المساجد افضل (الحديث 325) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها ، باب ما جاء في فضل الصلاة في المسجد الحرام و مسجد النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1404) . تحفة الاشراف (13464 و 14960) .

2900-اخرجه البخاري في الحج، باب فضل مكة و بنيانها (الحديث 1583)، و في الانبياء، باب 10 . (الحديث 3368)، و في التفسير، باب قوله تعالى: (واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت و اسماعيل ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم) (الحديث 4484) . و اخرجه مسلم في الحج، باب نقض الكعبة و بنائها (الحديث 399 و 400) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (واذ يرفع ابراهيم القواعد من البيت) (الحديث 19) . تحفة الاشراف (16287) .

اگر تمہاری قوم زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتی (تو میں ایسا کر دیتا)۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اگر سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی سنی ہے تو میرا خیال ہے حطیم کے پاس والے دو ارکان کا استلام اسی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک کیا تھا' کیونکہ بیت اللہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں کے مطابق مکمل نہیں بنایا گیا تھا۔

شرح

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ کے صرف دو رکن کا استلام کرتے دیکھا ہے جو یمن کی سمت ہیں۔ (بخاری مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1113)

کعبۂ مقدسہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں، ایک رکن تو وہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے، دوسرا اس کے سامنے ہے اور حقیقت میں "یمانی" اسی رکن کا نام ہے، مگر اس طرف کے دونوں ہی رکن کو تغلیبا رکن یمانی ہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو رکن اور ہیں جن میں سے ایک تو رکن عراقی ہے اور دوسرا رکن شامی مگر ان دونوں کو رکن شامی ہی کہتے ہیں۔ جن میں رکن حجر اسود ہے اس کو دوہری فضیلت حاصل ہے، ایک فضیلت تو اسے اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور دوسری فضیلت یوں حاصل ہے کہ اس میں حجر اسود ہے، جب کہ رکن یمانی کو صرف یہی ایک فضیلت حاصل ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نے بنایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں رکن کو رکن شامی وعراقی پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔ اسی لئے "اسلام" انہیں دونوں رکن کے ساتھ مختص ہے۔

استلام" کے معنی ہیں "لمس کرنا یعنی چھونا" یہ چھونا خواہ ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ ہو یا بوسہ کے ساتھ اور یا دونوں کے ساتھ لہٰذا جب یہ لفظ رکن اسود کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے حجر اسود کو چومنا مقصود ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے تو اس سے رکن یمانی کو صرف چھونا مراد ہوتا ہے۔ چونکہ رکن اسود، رکن یمانی سے افضل ہے اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ وغیرہ لگا کر یا کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومتے ہیں اور رکن یمانی کو صرف چوما جاتا ہے اس کو بوسہ نہیں دیا جاتا، بقیہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی کو نہ بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں، چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور پتھر وغیرہ کو نہ چومنا چاہئے اور نہ ہاتھ لگانا چاہئے۔

2901 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدَةُ وَاَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَا حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا حَدَاثَةُ عَهْدِ قَوْمِكِ بِالْكُفْرِ لَنَقَضْتُ الْبَيْتَ فَبَنَيْتُهٗ عَلٰى اَسَاسِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَجَعَلْتُ لَهٗ خَلْفًا فَاِنَّ قُرَيْشًا لَّمَّا بَنَتِ الْبَيْتَ اسْتَقْصَرَتْ".

☆☆ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی:

اگر تمہاری قوم زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتی' تو میں بیت اللہ کو گرا کر اسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا اور اس

2901-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17093) .

کے دوسری طرف بھی ایک دروازہ بناتا' قریش نے جب بیت اللہ کی تعمیر کی تھی' تو انہوں نے اسے چھوٹا کر دیا تھا۔

2902 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنِ الْاَسْوَدِ اَنَّ اُمَّ الْمُؤْمِنِيْنَ قَالَتْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنَّ قَوْمِى - وَفِىْ حَدِيْثِ مُحَمَّدٍ قَوْمَكِ - حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَّهَدَمْتُ الْكَعْبَةَ وَجَعَلْتُ لَهَا بَابَيْنِ" . فَلَمَّا مَلَكَ ابْنُ الزُّبَيْرِ جَعَلَ لَهَا بَابَيْنِ .

☆☆ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اگر میری قوم۔

محمد نامی راوی نے یہ لفظ نقل کیے ہیں:

اگر تمہاری قوم زمانۂ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی' تو میں خانہ کعبہ کو منہدم کر دیتا اور پھر (دوبارہ تعمیر کر کے) اس کے دو دروازے بناتا۔

(راوی بیان کرتے ہیں:) جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی حکومت کا زمانہ آیا' تو انہوں نے خانۂ کعبہ کے دو دروازے بنا دیئے تھے۔

2903 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ اَنْبَاَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَهَا "يَا عَائِشَةُ لَوْلَا اَنَّ قَوْمَكِ حَدِيْثُ عَهْدٍ بِجَاهِلِيَّةٍ لَاَمَرْتُ بِالْبَيْتِ فَهُدِمَ فَاَدْخَلْتُ فِيْهِ مَا اُخْرِجَ مِنْهُ وَاَلْزَقْتُهُ بِالْاَرْضِ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابَيْنِ بَابًا شَرْقِيًّا وَّبَابًا غَرْبِيًّا فَاِنَّهُمْ قَدْ عَجَزُوْا عَنْ بِنَائِهِ فَبَلَغْتُ بِهِ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" . قَالَ فَذٰلِكَ الَّذِىْ حَمَلَ ابْنَ الزُّبَيْرِ عَلٰى هَدْمِهِ . قَالَ يَزِيْدُ وَقَدْ شَهِدْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ حِيْنَ هَدَمَهُ وَبَنَاهُ وَاَدْخَلَ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ وَقَدْ رَاَيْتُ اَسَاسَ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِجَارَةً كَاَسْنِمَةِ الْاِبِلِ مُتَلَاحِكَةً .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: اے عائشہ! اگر تمہاری قوم زمانۂ جاہلیت کے قریب نہ ہوتی' تو میں بیت اللہ کو منہدم کرنے کا حکم دیتا (پھر اس کی دوبارہ تعمیر کرتا) میں اس میں اس حصے کو شامل کر لیتا' جسے اس میں سے نکال دیا گیا ہے' اسے زمین کے ساتھ ملا دیتا' میں اس کے دو دروازے بناتا' ایک مشرق کی سمت ہوتا اور ایک مغرب کی سمت میں ہوتا' وہ لوگ اس کی تعمیر پوری نہیں کر سکے تھے' میں اُسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنیادوں پر تعمیر کرتا۔

راوی کہتے ہیں: اسی روایت کی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کو منہدم کیا تھا۔

یزید نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں اس وقت وہاں موجود تھا جب حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اسے منہدم کروایا تھا' اور اس کی تعمیر نو کروائی تھی۔ انہوں نے حطیم کو اس میں شامل کر دیا تھا' میں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رکھی ہوئی بنیادوں کے پتھروں کو دیکھا تھا' جو اونٹ کی کوہان کی طرح کے تھے اور مضبوطی کے ساتھ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے تھے۔

2902-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كسر الكعبة (الحديث 875) . تحفة الاشراف (16030) .

2903-اخرجه البخاري في الحج، باب فضل مكة (الحديث 1586) . تحفة الاشراف (17353) .

2904 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ" .

☆☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

خانہ کعبہ کو حبشہ سے تعلق رکھنے والا دو پتلی پنڈلیوں کا مالک شخص منہدم کردے گا۔

تعمیر کعبہ کا واقعہ

حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کو بیت اللہ کو تعمیر کرنے کا واقعہ

ایک مدت کے بعد حضرت ابراہیم کو اجازت ملی اور آپ تشریف لائے تو حضرت اسمٰعیل کو زمزم کے پاس ایک ٹیلے پر تیر سیدھے کرتے ہوئے پایا، حضرت اسمٰعیل علیہ السلام باپ کو دیکھتے ہی کھڑے ہوگئے اور باادب ملے جب باپ بیٹے ملے تو خلیل اللہ علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل مجھے اللہ کا ایک حکم ہوا ہے آپ نے فرمایا ابا جان جو حکم ہوا ہو اس کی تعمیل کیجئے، کہا بیٹا تمہیں بھی میرا ساتھ دینا پڑے گا۔ عرض کرنے لگے میں حاضر ہوں اس جگہ اللہ کا ایک گھر بنانا ہے کہنے لگے بہت بہتر اب باپ بیٹے نے بیت اللہ کی نیو رکھی اور دیواریں اونچی کرنی شروع کیں، حضرت اسمٰعیل پتھر لا لا کر دیتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم چنتے جاتے تھے جب دیواریں قدرے اونچی ہوگئیں تو حضرت ذبیح اللہ یہ پتھر یعنی مقام ابراہیم کا پتھر لائے، اس اونچے پتھر پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم کعبہ کے پتھر رکھتے جاتے تھے اور دونوں باپ بیٹا یہ دعا مانگتے جاتے تھے کہ باری تعالیٰ تو ہماری اس ناچیز خدمت کو قبول فرمانا تو سننے اور جاننے والا ہے۔

بادل کے سائے تک بیت اللہ کی زمین ہونے کا واقعہ

یہ روایت اور کتب حدیث میں بھی ہے کہیں مختصر اور کہیں مفصلاً ایک صحیح حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت ذبیح اللہ کے بدلے جو دنبہ ذبح ہوا تھا اس کے سینگ بھی کعبۃ اللہ میں تھے اوپر کی لمبی روایت بروایت حضرت علی بھی مروی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب بھی کعبۃ اللہ شریف کے قریب پہنچے تو آپ نے اپنے سر پر ایک بادل سا ملاحظہ فرمایا جس میں سے آواز آئی کہ اے ابراہیم جہاں جہاں تک اس بادل کا سایہ ہے وہاں تک کی زمین بیت اللہ میں لے لو کمی زیادتی نہ ہو اس روایت میں یہ بھی ہے کہ بیت اللہ بنا کر وہاں حضرت ہاجرہ اور حضرت اسمٰعیل کو چھوڑ کر آپ تشریف لے گئے لیکن روایت ہی ٹھیک ہے اور اس طرح تطبیق بھی ہو سکتی ہے کہ بنا پہلے رکھدی تھی لیکن بنایا بعد میں، اور بنانے میں بیٹا اور باپ دونوں شامل تھے جیسے کہ قرآن پاک کے الفاظ بھی ہیں

ایک اور روایت میں ہے کہ لوگوں نے حضرت علی سے بناء بیت اللہ شروع کیفیت دریافت کی تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ

2904-اخرجه البخاري في الحج، باب قول الله تعالىٰ: (جعل الله البيت الحرام...... وان الله بكل شيء عليم) (الحديث 1591) . و اخرجه مسلم في الفتن و اشراط الساعة، باب لا تقوم الساعة حتى يمر الرجل بقبر الرجل فيتمنى ان يكون مكان الميت من البلاء (الحديث 57). و اخرجه النسائي في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالىٰ: (وجعل الله الكعبة البيت الحرام) (الحديث 172) . تحفة الاشراف (13116) .

نے حضرت ابراہیم کو حکم دیا کہ میرا گھر بناؤ حضرت ابراہیم گھبرائے کہ مجھے کہاں بنانا چاہئے کس طرح اور کتنا بڑا بنانا چاہئے وغیرہ اس پر سکینہ نازل ہوا اور حکم ہوا کہ جہاں یہ ٹھہرے وہاں تم میرا گھر بناؤ آپ نے بنانا شروع کیا جب حجر اسود کی جگہ پہنچے تو حضرت اسمٰعیل سے کہا بیٹا کوئی اچھا سا پتھر ڈھونڈ لاؤ تو دیکھا کہ آپ اور پتھر وہاں لگا چکے ہیں، پوچھا یہ پتھر کون لایا؟ آپ نے فرمایا اللہ کے حکم سے یہ پتھر حضرت جبرائیل آسمان سے لے کر آئے، حضرت کعب احبار فرماتے ہیں کہ اب جہاں بیت اللہ ہے وہاں زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر بلبلوں کے ساتھ جھاگ سی تھی یہیں سے زمین پھیلائی گئی،

حضرت علی فرماتے ہیں کعبۃ اللہ بنانے کے لیے حضرت خلیل آرمینیہ سے تشریف لائے تھے حضرت سدی فرماتے ہیں حجر اسود حضرت جبرائیل ہند سے لائے تھے اس وقت وہ سفید چمکدار یاقوت تھا جو حضرت آدم نے بنا کی،

مسند عبدالرزاق میں ہے کہ حضرت آدم ہند میں اترے تھے اس وقت ان کا قد لمبا تھا زمین میں آنے کے بعد فرشتوں کی تسبیح نماز و دعا وغیرہ سنتے تھے جب قد گھٹ گیا اور وہ پیاری آوازیں آنی بند ہو گئیں تو آپ گھبرانے لگے حکم ہوا کہ مکہ کی طرف رکھا اور اسے اپنا گھر قرار دیا، حضرت آدم یہاں طواف کرنے لگے اور مانوس ہوئے گھبراہٹ جاتی رہی حضرت نوح کے طوفان کے زمانہ میں یہ پھر اٹھ گیا اور حضرت ابراہیم کے زمانہ میں پھر اللہ تعالیٰ نے بنوایا حضرت آدم نے یہ گھر حرا طور زیتا جبل لبنان طور سینا اور جودی ان پانچ پہاڑوں سے بنایا تھا لیکن ان تمام روایتوں میں تفاوت ہے۔

بیت اللہ کے بارے میں بھیڑوں کی گواہی کا واقعہ

بعض روایتوں میں ہے کہ زمین کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بیت اللہ بنایا گیا تھا، حضرت ابراہیم کے ساتھ بیت اللہ کے نشان بتانے کے لیے حضرت جبرائیل چلے تھے اس وقت یہاں جنگلی درختوں کے سوا کچھ نہ تھا کس دور عمالیق کی آبادی تھی یہاں آپ حضرت ام اسماعیل کو اور حضرت اسمٰعیل کو ایک چھپر تلے بٹھا گئے ایک اور روایت میں ہے کہ بیت اللہ کے چار ارکان ہیں اور ساتویں زمین تک وہ نیچے ہوتے ہیں ایک اور روایت میں ہے کہ ذوالقرنین جب یہاں پہنچے اور حضرت ابراہیم کو بیت اللہ بناتے ہوئے دیکھا تو پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ تو انہوں نے کہا اللہ کے حکم سے اس کا گھر بنا رہے ہیں پوچھا کیا دلیل؟ کہا یہ بھیڑیں گواہی دیں گی پانچ بھیڑوں نے کہا ہم گواہی دیتی ہیں کہ یہ دونوں اللہ کے مامور ہیں، ذوالقرنین خوش ہو گئے اور کہنے لگے میں نے مان لیا الرزقی کی تاریخ مکہ میں ہے کہ ذوالقرنین نے خلیل اللہ اور ذبیح اللہ کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کیا۔

صحیح بخاری میں ہے قواعد بنیان اور اساس کو کہتے ہیں یہ قاعدہ کی جمع ہے قرآن میں اور جگہ آیت (وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَاءِ الّٰتِیْ لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ بِزِیْنَۃٍ) 24۔ النور: 60) بھی آیا ہے اس کا مفرد بھی قاعدۃ ہے حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کیا تم نہیں دیکھتیں کہ تمہاری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم نے جب بیت اللہ بنایا تو قواعد ابراہیم سے گھٹا دیا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ اسے بڑھا کر اصلی بنا کر دیں فرمایا کہ اگر تیری قوم کا اسلام تازہ اور ان کا زمانہ کفر کے قریب نہ ہوتا تو میں ایسا کر لیتا حضرت عبداللہ بن عمر کو جب یہ حدیث پہنچی تو

فرمانے لگے، شاید یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود کے پاس کے دوستونوں کو چھوتے نہ تھے۔

صحیح مسلم شریف میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اے عائشہ اگر تیری قوم کا جاہلیت کا زمانہ نہ ہوتا تو میں کعبہ کے خزانہ کو اللہ کی راہ میں خیرات کر ڈالتا اور دروازے کو زمین دوز کر دیتا اور حطیم کو بیت اللہ میں داخل کر دیتا صحیح بخاری میں یہ بھی ہے کہ میں اس کا دوسرا دروازہ بھی بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے چنانچہ ابن زبیر نے اپنے زمانہ خلافت میں ایسا ہی کیا اور ایک روایت میں ہے کہ اسے میں دوبارہ بنائے ابراہیمی پر بناتا۔ دوسری روایت میں ہے کہ ایک دروازہ مشرق رخ کرتا اور دوسرا مغرب رخ اور چھ ہاتھ حطیم کو اس میں داخل کر لیتا جسے قریش نے باہر کر دیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پانچ سال پہلے قریش نے نئے سرے سے کعبہ بنایا تھا۔

بیت اللہ کی تعمیر میں پاک مال خرچ کرنے کا واقعہ

اس بنا میں خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی شریک تھے آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی اور پتھر آپ بھی اٹھاتے تھے محمد بن اسحاق بن یسار رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال کی ہوئی اس وقت قریش نے کعبۃ اللہ کو نئے سرے سے بنانے کا ارادہ کیا ایک تو اس لئے کہ اس کی دیواریں بہت چھوٹی تھیں چھت نہ تھی دوسرے اس لئے بھی کہ بیت اللہ کا خزانہ چوری ہو گیا تھا جو بیت اللہ کے بیچ میں ایک گہرے گڑھے میں رکھا ہوا تھا یہ مال "دویک" کے پاس ملا تھا جو خزاعہ کے قبیلے بنی ملیح بن عمرو کا مولی تھا ممکن ہے۔

چوروں نے یہاں لا رکھا ہو لیکن اس کے ہاتھ اس چوری کی وجہ سے کاٹے گئے ایک اور قدرتی سہولت بھی اس کے لیے ہو گئی تھی کہ روم کے تاجروں کی ایک کشتی جس میں بہت اعلیٰ درجہ کی لکڑیاں تھیں وہ طوفان کی وجہ سے جدہ کے کنارے آ لگی تھی یہ لکڑیاں چھت میں کام آ سکتی تھیں اس لیے قریشیوں نے انہیں خرید لیا اور مکہ کے ایک بڑھئی جو قبطی قبیلہ میں سے تھا کو چھت کا کام سونپا یہ سب تیاریاں تو ہو رہی تھیں لیکن بیت اللہ کو گرانے کی ہمت نہ پڑتی تھی اس کے قدرتی اسباب بھی مہیا ہو گئے۔

بیت اللہ کے خزانہ میں ایک بڑا اژدھا تھا جب بھی لوگ اس کے قریب بھی جاتے تو وہ منہ پھاڑ کر ان کی طرف لپکتا تھا یہ سانپ ہر روز اس کنویں سے نکل کر بیت اللہ کی دیواروں پر آ بیٹھتا تھا ایک روز وہ بیٹھا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ایک بہت بڑا پرندہ بھیجا وہ اسے پکڑ کر لے اڑا قریشیوں نے سمجھ لیا کہ ہمارا ارادہ مرضی مولا کے مطابق ہے لکڑیاں بھی ہمیں مل گئیں بڑھئی بھی ہمارے پاس موجود ہے سانپ کو بھی اللہ تعالیٰ نے دفع کیا۔ اب انہوں نے مستقل ارادہ کر لیا کہ کعبۃ اللہ کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں۔ سب سے پہلے ابن وہب کھڑا ہوا اور ایک پتھر کعبۃ اللہ کو گرا کر اتارا جو اس کے ہاتھ سے اڑ کر پھر وہیں جا کر نصب ہو گیا اس نے تمام قریشیوں سے خطاب کر کے کہا سنو بیت اللہ کے بنانے میں ہر شخص اپنا طیب اور پاک مال خرچ کرے۔ اس میں زنا کاری کا روپیہ سودی بیوپار کا روپیہ ظلم سے حاصل کیا ہوا مال نہ لگانا۔

حجر اسود کو رکھنے پر اہل عرب کے جنگ پر تیار ہو جانے کا واقعہ

بعض لوگ کہتے ہیں یہ مشورہ ولید بن مغیرہ نے دیا تھا اب بیت اللہ کے حصے بانٹ لئے گئے دروازہ کا حصہ بنو عبد مناف اور

زہرہ بنائیں حجر اسود اور رکن یمانی کا حصہ بنی مخزوم بنائیں۔ قریش کے اور قبائل بھی ان کا ساتھ دیں۔ کعبہ کا پچھلا حصہ بنو جمح اور سہم بنائیں۔ حطیم کے پاس کا حصہ بنو عبدالدار بن قصف اور بنو اسد بن عبد العزی اور بنو عدی بن کعب بنائیں۔ یہ مقرر کر کے ابن بنی ہوئی عمارت کو ڈھانے کے لیے چلے لیکن کسی کو ہمت نہیں پڑتی کہ اسے مسمار کرنا شروع کرے۔

آخر ولید بن مغیرہ نے کہا لو میں شروع کرتا ہوں کدال لے کر اوپر چڑھ گئے اور کہنے لگے اے اللہ تجھے خوب علم ہے کہ ہمارا ارادہ برا نہیں ہم تیرے گھر کو اجاڑنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے آباد کرنے کی فکر میں ہیں۔ یہ کہہ کر کچھ حصہ دونوں رکن کے کناروں کا گرایا قریشیوں نے کہا بس اب چھوڑ دو اور رات بھر کا انتظار کرو اگر اس شخص پر کوئی وبال آ جائے تو یہ پتھر اسی جگہ پر لگا دینا اور خاموش ہو جانا اور اگر کوئی عذاب نہ آئے تو سمجھ لینا کہ اس کا گرانا اللہ کو ناپسند نہیں پھر کل سب مل کر اپنے اپنے کام میں لگ جانا چنانچہ صبح ہوئی اور ہر طرح خیریت رہی اب سب آ گئے اور بیت اللہ کی اگلی عمارت کو گرا دیا یہاں تک کہ اصلی نیو یعنی بناء ابراہیمی تک پہنچ گئے یہاں سبز رنگ کے پتھر تھے کے ہلنے کے ساتھ ہی تمام مکہ کی زمین ہلنے لگی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ انہیں جدا کر کے اور پتھر ان کی جگہ لگانا اللہ کو منظور نہیں اس لئے ہمارے بس کی بات نہیں اس ارادے سے باز رہے اور ان پتھروں کو اسی طرح رہنے دیا۔

پھر ہر قبیلہ نے اپنے اپنے حصہ کے مطابق علیحدہ علیحدہ پتھر جمع کئے اور عمارت بنی شروع ہوئی یہاں تک کہ باقاعدہ جنگ کی نوبت آ گئی فرقے آپس میں کھچ گئے اور لڑائی کی تیاریاں میں مشغول ہو گئے بنو عبدالدار اور بنو عدی نے ایک طشتری میں خون بھر کر اس میں ہاتھ ڈبو کر حلف اٹھایا کہ سب کٹ مریں گے لیکن حجر اسود کسی کو نہیں رکھنے دیں گے اسی طرح چار پانچ دن گزر گئے پھر قریش مسجد میں جمع ہوئے کہ آپس میں مشورہ اور انصاف کریں۔

نبی کریم ﷺ کی حکمت و دانائی نے سب قبائل کے دل جیت لئے

تو ابو امیہ بن مغیرہ نے جو قریش میں سب سے زیادہ معمر اور عقلمند تھے کہا سنو لوگو تم اپنا منصف کسی کو بنا لو وہ جو فیصلہ کرے سب منظور کر لو۔ لیکن پھر منصف بنانے میں بھی اختلاف ہوگا اس لئے ایسا کرو کہ اب جو سب سے پہلے یہاں مسجد میں آئے وہی ہمارا منصف۔ اس رائے پر سب نے اتفاق کر لیا۔ اب منتظر ہیں کہ دیکھیں سب سے پہلے کون آتا ہے؟ پس سب سے پہلے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آئے۔ آپ کو دیکھتے ہی یہ لوگ خوش ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں آپ کا فیصلہ منظور ہے ہم آپ کے حکم پر رضامند ہیں۔ یہ تو امین ہیں یہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ آپ کو کہہ سنایا آپ نے فرمایا جاؤ کوئی موٹی اور بڑی سی چادر لاؤ وہ لے آئے۔ آپ نے حجر اسود اٹھا کر اپنے دست مبارک سے اس میں رکھا پھر فرمایا ہر قبیلہ کا سردار آئے اور اس کپڑے کا کونہ پکڑ لے اور اس طرح ہر ایک حجر اسود کے اٹھانے کا حصہ دار بنے اس پر سب لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور تمام سرداروں نے اسے تھام کر اٹھا لیا۔ جب اس کے رکھنے کی جگہ تک پہنچے تو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے لے کر اپنے ہاتھ سے اسی جگہ رکھ دیا اور وہ نزاع واختلاف بلکہ جدال وقتال رفع ہو گیا اور اس طرح اللہ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ اپنے گھر میں اس

مبارک پتھر کو نصب کرایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہونے سے پہلے قریش آپ کو امین کہا کرتے تھے۔ اب پھر اوپر کا حصہ بنا اور کعبۃ اللہ کی عمارت تمام ہوئی ابن اسحاق مورخ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کعبہ اٹھارہ ہاتھ کا تھا۔ قباطی کا پردہ چڑھایا جاتا تھا پھر چادر کا پردہ چڑھنے لگا۔ ریشمی پردہ سب سے پہلے حجاج بن یوسف نے چڑھایا۔ کعبہ کی یہی عمارت رہی یہاں تک کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کی ابتدائی زمانہ میں ساٹھ سال کے بعد یہاں آگ لگی اور کعبہ جل گیا۔ یہ یزید بن معاویہ کی ولایت کا آخری زمانہ تھا اور اس نے ابن زبیر کا مکہ میں محاصرہ کر رکھا تھا۔ ان دنوں میں خلیفہ مکہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خالہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث سنی تھی اسی کے مطابق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پر بیت اللہ کو گرا کر ابراہیمی قواعد پر بنایا حطیم اندر شامل کر لیا، مشرق و مغرب دو دروازے رکھے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا اور دروازوں کو زمین کے برابر رکھا آپ کی امارت کے زمانہ تک کعبۃ اللہ یونہی رہا یہاں تک کہ ظالم حجاج کے ہاتھوں آپ شہید ہوئے۔ اب حجاج نے عبدالملک بن مروان کے حکم سے کعبہ کو پھر توڑ کر پہلے کی طرح بنالیا۔

استخارہ کر کے بیت اللہ کی تعمیر کرنے کا واقعہ

صحیح مسلم شریف میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں جب کہ شامیوں نے مکہ شریف پر چڑھائی کی اور جو ہونا تھا وہ ہوا۔ اس وقت حضرت عبداللہ نے بیت اللہ کو یونہی چھوڑ دیا۔ موسم حج کے موقع پر لوگ جمع ہوئے انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا بعد ازاں آپ نے لوگوں سے مشورہ لیا کہ کیا کعبۃ اللہ سارے کو گرا کر نئے سرے سے بنائیں یا جو ٹوٹا ہوا ہے اسکی اصلاح کر لیں؟ تو حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ آپ جو ٹوٹا ہوا ہے اسی کی مرمت کر دیں باقی سب پرانا ہے رہنے دیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم میں سے کسی کا گھر جل جاتا تو وہ تو خوش نہ ہوتا جب تک اسے نئے سرے سے نہ بناتا پھر تم اپنے رب عزوجل کے گھر کی نسبت اتنی کمزور رائے کیوں رکھتے ہو؟ اچھا میں تین دن تک اپنے رب سے استخارہ کروں گا پھر جو سمجھ میں آئے گا وہ کروں گا۔ تین دن کے بعد آپ کی رائے یہی ہوئی کہ باقی ماندہ دیواریں بھی توڑی جائیں اور از سر نو کعبہ کی تعمیر کی جائے چنانچہ یہ حکم دے دیا لیکن کعبے کو توڑنے کی کسی کی ہمت نہیں پڑتی تھی۔ ڈر تھا کہ جو پہلے توڑنے کے لیے چڑھے گا اس پر عذاب نازل ہو گا لیکن ایک باہمت شخص چڑھ گیا اور اس نے ایک پتھر توڑا۔

جب لوگوں نے دیکھا کہ اسے کچھ ایذاء نہیں پہنچی تو اب ڈھانا شروع کیا اور زمین تک برابر یکساں صاف کر دیا اس وقت چاروں طرف ستون کھڑے کر دیئے تھے اور ایک کپڑا تان دیا تھا۔ اب بناء بیت اللہ شروع ہوئی۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے سنا وہ کہتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر لوگوں کا کفر کا زمانہ قریب نہ ہوتا اور میرے پاس خرچ بھی ہوتا جس میں بنا سکوں تو حطیم میں سے پانچ ہاتھ بیت اللہ میں لے لیتا اور کعبہ کے دو دروازے کرتا ایک آنے کا اور ایک جانے کا حضرت عبداللہ نے یہ روایت بیان کر کے فرمایا اب لوگوں کے کفر کا زمانہ قریب کا نہیں رہا ان سے خوف جاتا رہا اور خزانہ بھی معمور ہے میرے پاس کافی روپیہ ہے پھر کوئی وجہ نہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تمنا پوری نہ کروں چنانچہ

پانچ ہاتھ حطیم اندر لے لی اور اب جو دیوار کھڑی کی تو ٹھیک ابراہیمی بنیاد نظر آنے لگی جو لوگوں نے اپنی آنکھوں دیکھ لی اور اسی پر دیوار کھڑی کی بیت اللہ کا طول اٹھارہ ہاتھ تھا اب جو اس میں پانچ ہاتھ اور بڑھ گیا تو چھوٹا ہو گیا اس لیے طول میں دس ہاتھ اور بڑھایا گیا اور دو دروازے بنائے گئے ایک اندر آنے کا دوسرا باہر جانے کا ابن زبیر کی شہادت کے بعد حجاج بن عبدالملک کو لکھا اور ان سے مشورہ لیا کہ اب کیا کیا جائے؟ یہ بھی لکھ بھیجا کہ مکہ شریف کے عادلوں نے دیکھا ہے ٹھیک حضرت ابراہیم کی نیو پر کعبہ تیار ہوا ہے لیکن عبدالملک نے جواب دیا کہ طول کو تو باقی رہنے دو اور حطیم کو باہر کر دو اور دوسرا دروازہ بند کر دو۔

حجاج نے اس حکم کے مطابق کعبہ کو تڑوا کر پھر اسی بنا پر بنا دیا لیکن سنت طریقہ یہی تھا کہ حضرت عبداللہ بن زبیر کی بناء کو باقی رکھا جاتا اس لئے کہ حضور علیہ السلام کی چاہت یہی تھی لیکن اس وقت آپ کو یہ خوف تھا کہ لوگ بدگمانی نہ کریں ابھی نئے نئے اسلام میں داخل ہوئے ہیں لیکن یہ حدیث عبدالملک بن مروان کو نہیں پہنچی تھی اس لئے انہوں نے اسے تڑوا دیا جب انہیں حدیث پہنچی تو رنج کرتے تھے اور کہتے تھے کاش کہ ہم یونہی رہنے دیتے اور نہ تڑاتے۔

چنانچہ صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ حارث عبیداللہ جب ایک وفد میں عبدالملک بن مروان کے پاس پہنچے تو عبدالملک نے کہا میرا خیال ہے کہ ابوحبیب یعنی عبداللہ بن زبیر نے (اپنی خالہ) حضرت عائشہ سے یہ حدیث سنی ہوگی حارث نے کہا ضرور سنی تھی خود میں نے بھی ام المومنین سے سنا ہے پوچھا تم نے کیا سنا ہے؟ کہا میں نے سنا ہے آپ فرماتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجھ سے فرمایا کہ عائشہ تیری قوم نے بیت اللہ کو تنگ کر دیا۔ اگر تیری قوم کا زمانہ شرک کے قریب نہ ہوتا تو میں نئے سرے سے ان کی کمی کو پورا کر دیتا لیکن آؤ میں تجھے اصلی نیو بتا دوں شاید کسی وقت تیری قوم پھر اسے اس کی اصلیت پر بنانا چاہے تو آپ نے حضرت صدیقہ کو حطیم میں سے قریباً سات ہاتھ اندر داخل کرنے کو فرمایا اور فرمایا میں اس کے دروازے بنا دیتا ایک آنے کے لیے اور دوسرا جانے کے لیے اور دونوں دروازے زمین کے برابر رکھتا ایک مشرق رخ رکھتا دوسرا مغرب رخ جانتی بھی ہو کہ تمہاری قوم نے دروازے کو اتنا اونچا کیوں رکھا ہے؟ آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خبر نہیں فرمایا محض اپنی اونچائی اور بڑائی کے لیے کہ جسے چاہیں اندر جانے دیں اور جسے چاہیں داخل نہ ہونے دیں جب کوئی شخص اندر جانا چاہتا تو اسے اوپر سے دھکا دے دیتے وہ گر پڑتا اور جسے داخل کرنا چاہتے اسے ہاتھ تھام کر اندر لے لیتے۔

عبدالملک نے کہا اسے حارث خود سنا ہے تو تھوڑی دیر تک تو عبدالملک اپنی لکڑی ٹکائے سوچتے رہے پھر کہنے لگے کاش کہ میں اسے یونہی چھوڑ دیتا صحیح مسلم شریف کی ایک اور حدیث میں ہے کہ عبدالملک بن مروان نے ایک مرتبہ طواف کرتے ہوئے حضرت عبداللہ کو کوس کر کہا کہ وہ حضرت عائشہ پر اس حدیث کا بہتان باندھتا تھا تو حضرت حارث نے روکا اور شہادت دی کہ وہ سچے تھے میں نے بھی حضرت صدیقہ سے یہ سنا ہے اب عبدالملک افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے اگر مجھے پہلے سے معلوم ہوتا تو میں ہرگز اسے نہ توڑتا۔

قاضی عیاض اور امام نووی نے لکھا ہے خلیفہ ہارون رشید نے حضرت امام مالک سے پوچھا تھا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں پھر کعبہ کو حضرت ابن زبیر کے بنائے ہوئے کے مطابق بنا دوں، امام مالک نے فرمایا آپ ایسا نہ کیجئے ایسا نہ ہو کہ کعبہ

بادشاہوں کا ایک کھلونا بن جائے جو آئے اپنی طبیعت کے مطابق توڑ پھوڑ کرتا رہے چنانچہ خلیفہ اپنے ارادے سے باز رہے یہ
بات ٹھیک بھی معلوم ہوتی ہے کہ کعبہ کو بار بار چھیڑنا ٹھیک نہیں۔

سیاہ فام حبشی کا کعبہ کو خراب کرنے کا واقعہ

بخاری و مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کعبہ کو دو چھوٹی پنڈلیوں والا ایک حبشی بر
خراب کرے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں وہ سیاہ فام ایک ایک پتھر الگ الگ کر دے گا اس کا
غلاف لے جائے گا اور اس کا خزانہ بھی وہ ٹیڑھے ہاتھ پاؤں والا اور گنجا ہوگا میں دیکھ رہا ہوں کہ گویا وہ کدال بجا رہا ہے اور برابر
ٹکڑے کر رہا ہے غالباً یہ ناشدنی واقعہ (جس کے دیکھنے سے ہمیں محفوظ رکھے) یاجوج ماجوج کے نکل چکنے کے بعد ہوگا۔ صحیح
بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم یاجوج ماجوج کے نکلنے کے بعد بھی بیت اللہ
شریف کا حج وعمرہ کرو گے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل اپنی دعا میں کہتے ہیں کہ ہمیں مسلمان بنالے یعنی مخلص بنالے مطیع
بنالے موجود ہر شر سے بچا۔ ریا کاری سے محفوظ رکھ خشوع وخضوع عطا فرما۔

حضرت سلام بن ابی مطیع فرماتے ہیں مسلمان تو تھے ہی لیکن اسلام کی ثابت قدمی طلب کرتے ہیں جس کے جواب میں
ارشاد باری ہوا قد فعلت میں نے تمہاری یہ دعا قبول فرمائی پھر اپنی اولاد کے لیے بھی یہی دعا کرتے ہیں جو قبول ہوتی ہے بنی
اسرائیل بھی آپ کی اولاد میں ہیں اور عرب بھی قرآن میں ہے آیت (وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ)
7۔ الاعراف: 159) یعنی موسیٰ کی قوم میں ایک جماعت حق عدل پر تھی لیکن روانی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ عرب کے لیے یہ
دعا گو عام طور پر دوسروں پر بھی مشتمل ہو اس لیے کہ اس کے بعد دوسری دعا میں ہے کہ ان میں ایک رسول بھیج اور اس رسول سے
مراد حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں چنانچہ یہ دعا بھی پوری ہوئی جیسے فرمایا آیت (ھو الذی بعث فی الامیین رسولا
منھم) لیکن اس سے آپ کی رسالت خاص نہیں ہوتی بلکہ آپ کی رسالت عام ہے عرب عجم سب کے لیے جیسے آیت (قُلْ
يٰٓاَيُّھَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا) 7۔ الاعراف:158) کہ دو کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔ ان
دونوں نبیوں کی یہ دعا جیسی ہے ایسی ہی ہر متقی کی دعا ہونی چاہئے۔ جیسے قرآنی تعلیم ہے کہ مسلمان یہ دعا کریں آیت (رَبَّنَا هَبْ
لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا) 25۔ الفرقان: 74) اے ہمارے رب ہمیں ہماری بیویوں اور
اولادوں سے ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی دلیل ہے انسان یہ چاہے کہ میری اولاد میرے بعد بھی اللہ کی عابد رہے۔ اور جگہ اس دعا کے
الفاظ یہ ہیں آیت (وَّاجْنُبْنِيْ وَبَنِيَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ) 14۔ ابراہیم:35) اے اللہ مجھے اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچا۔ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین کام جاری رہتے ہیں صدقہ، علم جس
سے نفع حاصل کیا جائے اور نیک اولاد جو دعا کرتی رہے (مسلم) پھر آپ دعا کرتے ہیں کہ ہمیں مناسک دکھا یعنی احکام وذبح
وغیرہ سکھا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام آپ کو لے کر کعبہ کی عمارت پوری ہو جانے کے بعد صفا پر آتے ہیں پھر مروہ پر جاتے ہیں اور فرماتے ہیں یہ شعائر اللہ ہیں پھر منی کی طرف لے چلے عقبہ پر شیطان درخت کے پاس کھڑا ہوا ملا تو فرمایا تکبیر پڑھ کر اسے کنکر مارو۔ ابلیس یہاں سے بھاگ کر جمرہ وسطی کے پاس جا کھڑا ہوا۔ یہاں بھی اسے کنکریاں ماریں تو یہ خبیث ناامید ہو کر چلا گیا۔ اس کا ارادہ تھا کہ حج کے احکام میں کچھ دخل دے لیکن موقع نہ ملا اور مایوس ہو گیا یہاں سے آپ کو مشعر الحرام میں لائے پھر عرفات میں پہنچایا پھر تین پوچھا کہو سمجھ لیا۔ آپ نے فرمایا ہاں دوسری روایت میں تین جگہ شیطان کو کنکریاں مارنی مروی ہیں اور یہ شیطان کو سات سات کنکریاں ماری ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

قبلہ کی تبدیلی کا واقعہ

صحیح بخاری شریف میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سولہ یا سترہ مہینے تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھی لیکن خود آپ کی چاہت یہ تھی کہ آپ کا قبلہ بیت اللہ شریف ہو۔ چنانچہ اب حکم آ گیا اور آپ نے عصر کی نماز اس کی طرف ادا کی۔ آپ کے ساتھ کے نمازیوں میں سے ایک شخص کسی اور مسجد میں پہنچا، وہاں جماعت رکوع میں تھی، اس نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ کی طرف نماز پڑھ کر ابھی آ رہا ہوں۔ جب ان لوگوں نے سنا تو اسی حالت میں وہ کعبہ کی طرف گھوم گئے، اب بعض لوگوں نے یہ کہا کہ جو لوگ اگلے قبلہ کی طرف نمازیں پڑھتے ہوئے شہید ہو چکے ہیں ان کی نمازوں کا کیا حال ہے۔ تب یہ فرمان نازل ہوا کہ (وما کان اللہ) الخ یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے یہاں تک کہ آیت (قد نری) الخ یعنی اللہ تمہارے ایمان کو ضائع نہ کرے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ "حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے تھے تو آپ اکثر آسمان کی طرف نظریں اٹھاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے یہاں تک کہ آیت جس پر فرمان (ما کان اللہ) الخ نازل ہوا اور ان کی نمازوں کی طرف سے اطمینان ہوا۔ اب بعض بیوقوف اہل کتاب نے قبلہ کے بدلے جانے پر اعتراض کیا، جس پر یہ آیتیں (سَیَقُوْلُ السُّفَهَآءُ) الخ نازل ہوئیں "شروع ہجرت کے وقت مدینہ شریف میں آپ کو بیت المقدس کی طرف نمازیں ادا کرنے کا حکم ہوا تھا۔ یہود اس سے خوش تھے لیکن آپ کی چاہت اور دعا قبلہ ابراہیمی کی تھی۔ آخر جب یہ حکم نازل ہوا تو یہودیوں نے جھٹ سے اعتراض جڑ دیا۔ جس کا جواب ملا کہ مشرق و مغرب اللہ ہی کے ہیں۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں خلاصہ یہ ہے کہ مکہ شریف میں آپ دونوں رکن کے درمیان نماز پڑھتے تھے تو آپ کے سامنے کعبہ ہوتا تھا اور بیت المقدس کے صخرہ کی طرف آپ کا منہ ہوتا تھا، لیکن مدینہ جا کر یہ معاملہ مشکل ہو گیا۔ دونوں جمع نہیں ہو سکتے تھے تو وہاں آپ کو بیت المقدس کی طرف نماز ادا کرنے کا حکم قرآن میں نازل ہوا تھا یا دوسری وحی کے ذریعہ یہ حکم ملا تھا۔ بعض بزرگ تو کہتے ہیں یہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اجتہادی امر تھا اور مدینہ آنے کے بعد کئی ماہ تک اسی طرف

آپ نمازیں پڑھتے رہے گو چاہت اور تھی۔ یہاں تک کہ پروردگار نے بیت العتیق کی طرف منہ پھیرنے کو فرمایا اور آپ نے اس طرف منہ کر کے پہلے نماز عصر پڑھی اور پھر لوگوں کو اپنے خطبہ میں اس امر سے آگاہ کیا۔ بعض روایتوں میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ ظہر کی نماز تھی۔ حضرت ابوسعید بن معلیٰ فرماتے ہیں "میں نے اور میرے ساتھی نے اول اول کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہے اور ظہر کی نماز تھی" بعض مفسرین وغیرہ کا بیان ہے کہ "نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جب قبلہ بدلنے کی آیت نازل ہوئی۔

دو قبلوں والی مسجد کا واقعہ

اس وقت آپ مسجد بنی سلمہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے، دو رکعت ادا کر چکے تھے پھر باقی کی دو رکعتیں آپ نے بیت اللہ شریف کی طرف پڑھیں، اسی وجہ سے اس مسجد کا نام ہی مسجد ذو قبلتین یعنی دو قبلوں والی مسجد ہے۔

حضرت نویلہ بنت مسلم فرماتی ہیں کہ ہم ظہر کی نماز میں تھے جب ہمیں یہ خبر ملی اور ہم نماز میں ہی گھوم گئے۔ مرد عورتوں کی جگہ آ گئے اور عورتیں مردوں کی جگہ جا پہنچیں۔ ہاں اہل قبا کو دوسرے دن صبح کی نماز کے وقت یہ خبر پہنچی بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لوگ مسجد قبا میں صبح کی نماز ادا کر رہے تھے۔ اچانک کسی آنے والے نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر رات کو حکم قرآنی نازل ہوا اور کعبہ کی طرف متوجہ ہونے کا حکم ہو گیا۔ چنانچہ ہم لوگ بھی شام کی طرف سے منہ ہٹا کر کعبہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ناسخ کے حکم کا لزوم اسی وقت ہوتا ہے۔ جب اس کا علم ہو جائے گو وہ پہلے ہی پہنچ چکا ہو۔ اس لئے کہ ان حضرات کو عصر مغرب اور عشا کو لوٹانے کا حکم نہیں ہوا۔

غلاف کعبہ کی مختصر تاریخی جزئیات

غلافِ کعبہ اور اس کی ابتداء

غلافِ کعبہ کی رسم کوئی نئی رسم نہیں بلکہ قبل البعثت تبابعہ یمن سے اس کا آغاز ہوا اور شاہانِ یمن میں سے اسعد نامی ایک بادشاہ نے جو تبع الحمیری کے لقب سے مشہور تھا سب سے پہلے کعبہ مطہرہ کو غلاف پہنایا۔ ہم سب سے پہلے اس بادشاہِ یمن کے متعلق کچھ تاریخی معلومات ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ اس کے بعد عہد جاہلیت میں غلاف کعبہ کا دوسرا دور تاریخ کی روشنی میں بیان کریں گے۔ پھر عہد رسالت میں عہد خلافت راشدہ میں کعبہ کو لباس پہنانے کا تذکرہ تاریخی اعتبار سے کریں گے۔ خلافت راشدہ کے بعد آنے والے ادوار میں مثلاً خلفاء عباسیہ، ان کے بعد سلاطین مصر اور سلاطین آل عثمان کے عہد میں غلاف کعبہ کی تاریخ اختصار کے ساتھ پیش کریں گے۔

نہایت مختصر وقت بلکہ چند گھنٹوں میں ہم نے یہ مواد شائقین کرام کے لیے زیارت غلاف کعبہ کی تقریب سعید کے موقعہ پر مہیا کیا ہے۔ اگر بالغ نظر حضرات اس میں کوئی کمی محسوس کریں تو ہم اس کے لیے پہلے سے معذرت خواہ ہیں۔

تبع ابو کرب تبان اسعد، ملك اليمن

شاہانِ یمن میں ایک بادشاہ تبع ابو کرم تبان اسعد گزرا ہے۔ یمن کا ہر بادشاہ تبع کہلاتا تھا جیسے زمانہ ماقبل میں فارس کے ہر

بادشاہ کو کسریٰ اور مصر کے ہر بادشاہ کو فرعون کہا جاتا تھا۔ فراعنہ مصر کی طرح تبابعہ یمن تابان ملک یمن ہوتے تھے۔ اسعد نامی بادشاہ یمن قبیلہ حمیری سے تھا اسی لیے اسے تبع الحمیری سے یاد کیا جاتا ہے۔ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ قبیلہ بنی عدی بن نجار کے کسی یہودی مذہب رکھنے والے شخص نے جو مدینہ کا باشندہ تھا اصحاب تبع میں سے کسی آدمی پر زیادتی کیا اور اسے معمولی سی بات پر قتل کر دیا۔ اس بنا پر تبع ان یہودیوں سے قتال کرتا رہا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع ابھی یہودیوں کے قتال میں مصروف تھا کہ اس کے پاس بنی قریظہ کے احبار یہود میں سے دو حبر (یعنی عالم) آئے جو اپنے علم میں بڑے راسخ تھے۔ انہوں نے سنا تھا کہ تبع مدینہ اور مدین کے رہنے والوں کو ہلاک کرنے کے در پے ہیں۔ ان دونوں نے اس سے کہا کہ اے بادشاہ! تو ایسا نہ کر۔ اگر تو اپنے اس ارادہ سے باز نہ آیا تو ہمیں خوف ہے کہ تیرے اس ارادہ فاسدہ کے بروئے کار آنے سے پہلے کہیں تجھ پر سخت عذاب نہ آ جائے۔ تبع نے کہا یہ کیوں؟ انہوں نے جواب دیا کہ شہر مدینہ اس نبی آخر الزمان کا مقام ہجرت ہے جو اس حرم سے قبیلہ قریش سے پیدا ہوگا اور مدینہ اس کا دار اور جائے قرار رہے گا۔ تبع یہ سن کر اپنے ارادہ سے باز آ گیا اور اس نے سوچا کہ یہ دونوں اہل علم ہیں۔ ان دونوں کی باتیں بھی اسے بہت پسند آئیں اور وہ ان دونوں کا دین اختیار کر کے مدینہ سے واپس چلا گیا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع اور اس کی ساری قوم بتوں کے پجاری تھے۔ تبع مدینہ سے یمن کی طرف جاتے ہوئے مکہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کیونکہ اس کا راستہ ہی مکہ کی طرف سے تھا جب وہ عسفان اور امج کے درمیان پہنچا تو اس کے پاس ہزیل بن مدرکہ بن الیاس بن معز بن نزار بن سعد بن عدنان کے قبیلے کے چند افراد آئے اور وہ کہنے لگے کہ اے بادشاہ! کیا ہم ایک ایسے گھر کی طرف تیری رہنمائی نہ کریں جو اموال کثیرہ کا مخزن ہے۔ آپ سے پہلے تمام بادشاہ اس کی طرف سے غافل رہے۔ اس میں موتی، زبرجد، یاقوت اور سونا چاندی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ تبع نے کہا کیوں نہیں! آپ ضرور میری راہنمائی کیجیے۔ انہوں نے کہا وہ ایک گھر ہے مکہ میں، مکے والے اس کی عبادت کرتے ہیں اور اس کے قریب اپنے مذہب کے مطابق عبادت کے طریقے بجالاتے ہیں۔ قبیلہ بنی ہزیل کے جن لوگوں نے اسے یہ مشورہ دیا تھا وہ چاہتے یہ تھے کہ تبع کسی طرح ہلاک ہو جائے کیونکہ وہ جان چکے تھے کہ جس بادشاہ نے بھی بیت اللہ شریف پر لشکر کشی کی وہ ضرور ہلاک ہو گیا۔ تبع ان لوگوں کے مشورہ کے مطابق عمل کرنے کے لیے جب تیار ہو گیا تو اس نے ان دونوں یہودی عالموں کے پاس پیغام بھیجا اور اس بارے میں ان سے دریافت کیا کہ آپ کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جن لوگوں نے آپ کو یہ مشورہ دیا ہے وہ صرف یہ چاہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا تمام لشکر ہلاک ہو جائے۔ خدا کی قسم! ہم تمام روئے زمین میں اس کے سوا کوئی ایسا گھر نہیں جانتے جسے اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک کی طرف منسوب ہونے کا شرف بخشا ہو۔ اگر آپ نے ان کے مشورہ پر عمل کیا تو یقیناً آپ اور آپ کے تمام ساتھی ہلاک ہو کر رہ جائیں گے۔ پھر تبع نے ان یہودی عالموں سے دوبارہ سوال کیا کہ اگر بالفرض میں بیت اللہ پر حاضر ہوں تو مجھے وہاں کیا کرنا چاہیے؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ وہی کام کریں جو وہاں جا کر بیت اللہ کے آداب بجالانے والے کرتے ہیں۔ آپ وہاں طواف کعبہ کریں۔ اس کی تعظیم و تکریم بجالائیں اور اپنا سر منڈائیں۔ اور وہاں سے واپس آنے تک برابر عاجزی کرتے رہیں۔ اس کے بعد تبع نے ان دونوں یہودی عالموں سے پوچھا کہ آپ خود ایسا کیوں نہیں کرتے؟ انہوں نے جواب دیا کہ خدا کی قسم وہ

بے شک ہمارے جدِّ امجد ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا گھر ہے اور وہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے ہم نے آپ کو بتایا۔ مگر بات یہ ہے کہ اس زمانہ میں جن لوگوں کا وہاں قبضہ ہے وہ ہمارے اور اس بیت اللہ کے درمیان حائل ہیں۔ انہوں نے کعبہ کے گرد و پیش بت نصب کئے ہوئے ہیں اور وہ خدا کے گھر کے نزدیک ان بتوں کے لیے جانوروں کا خون بہاتے ہیں۔ وہ لوگ اکثر اہل شرک ہیں اور شرک کی نجاست میں مبتلا ہیں۔ تبع ان کی نصیحت کو خوب سمجھا اور اسے ان کی باتوں کا پورا یقین ہو گیا۔ قبیلہ بنی ہزیل کے اس گروہ کو بلا کر اس نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے۔ پھر کعبہ کی حاضری دی۔ طواف کعبہ کیا اور حرم کعبہ کے نزدیک قربانی کی۔ اپنا سر منڈایا اور چھ دن مکہ میں قیام کیا۔ ان ایام میں وہ بہت سے جانور ذبح کر کے مکہ والوں کو کھلاتا رہا اور شہد وغیرہ پلا کر ان کی خاطر مدارات کرتا رہا۔ انہی دنوں اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ خانہ کعبہ کو غلاف پہنا رہا ہے۔ پہلے اس نے چمڑے کا موم غلاف پہنایا۔ پھر اس نے خواب دیکھا کہ وہ اچھا لباس پہنا رہا ہے۔ تو اس نے معافر کے کپڑوں کا بنا ہوا پہلے سے اچھا لباس خانہ کعبہ کو پہنایا۔ پھر تیسری مرتبہ اس نے خواب میں دیکھا کہ میں اس سے بھی اچھا لباس خانہ کعبہ کو پہنا رہا ہوں۔ چنانچہ اس نے بیدار ہونے کے بعد ایک خاص قسم کا قیمتی کپڑا جو اس زمانہ میں رانوں پر پہنا جاتا تھا جس کو ملاء کہتے ہیں اور بہترین یمنی چادروں کا لباس پہنایا۔ اور تبع لوگوں کے گمان کے موافق وہ پہلا شخص ہے جس نے خانہ کعبہ کو غلاف پہنایا اور اپنے حکام کو اس کی وصیت کی جو قبیلہ بنی جرہم سے تھے اور ان سب کو امر کیا کہ وہ خانہ کعبہ کو ہمیشہ پاک صاف رکھیں۔ کسی قسم کا خون اور مردار اور کسی قسم کی آلائش و نجاست اس کے قریب نہ آنے پائے۔ تبع نے خانہ کعبہ کا ایک دروازہ بھی تعمیر کر دیا اور اس کی ایک کنجی بھی بنا دی۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ملک تبع یہ سب کام کر کے اپنے ساتھیوں، تمام لشکروں اور دونوں یہودی عالموں کو ساتھ لے کر اپنے ملک یمن کی طرف متوجہ ہوا۔ جب اس میں داخل ہوا تو اس نے اپنی قوم کو بھی اپنے دین میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ سب نے انکار کر دیا اور وہ آگ کی طرف اپنا مقدمہ لے گئے۔ ابراہیم بن محمد بن طلحہ کا بیان ہے کہ تبع جب یمن کے قریب آیا اور اس نے اپنے ملک میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو قبیلہ حمیر اس کی راہ میں حائل ہو گیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تم نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا تو اب تم ہم پر داخل نہیں ہو سکتے۔ تبع نے ان کو اپنے دین کی طرف بلایا اور کہا کہ یہ تمہارے دین سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آگ کے سامنے اپنا مقدمہ پیش کرتے ہیں۔ تبع راضی ہو گیا۔ یمن میں ایک آگ تھی جس کے متعلق اہل یمن کا اعتقاد تھا کہ وہ باہمی اختلافات اور مقدمات کا فیصلہ کر دیتی ہے۔ ظالم کو پکڑ لیتی ہے اور مظلوم کو نقصان نہیں دیتی۔ قوم حمیر کے لوگ اپنے بتوں اور باطل معبودوں کے ساتھ میدان میں آئے اور وہ دونوں یہودی عالم بھی اپنے مصاحف کو اپنی گردنوں میں لٹکائے ہوئے حاضر ہو گئے۔ سب لوگ اس جگہ بیٹھ گئے جہاں سے آگ باہر نکلتی تھی۔ اچانک آگ نکلی جب لوگوں کی طرف بڑھی تو لوگ بھاگنے لگے۔ تبع نے تمام لوگوں کو جھڑکا اور کہا کہ سب ٹھہرے رہیں۔ لوگ ٹھہر گئے۔ یہاں تک کہ آگ نے سب لوگوں کو ڈھانک لیا۔ بتوں کو اور تمام باطل معبودوں کو ان سب لوگوں کو جو بت لے کر آئے تھے، آگ نے جلا دیا اور وہ دونوں یہودی عالم اپنی گردنوں میں اپنے صحیفے لٹکائے ہوئے اس آگ کی لپیٹ سے باہر نکل آئے۔ ان کی پیشانیاں عرق آلود تھیں مگر آگ نے انہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچایا تھا۔ یہ واقعہ دیکھ کر قبیلہ حمیر کے تمام لوگوں نے ان یہودی عالموں کا مذہب اختیار کر لیا۔

اسی وجہ سے یمن میں یہودیت نے جڑ پکڑی۔ ہم نے اس حدیث کی تفسیر میں جو نبی ﷺ سے وارد ہوئی "لاتسبوا تبعا فانہ قد کان اسلم" ہم نے ذکر کیا کہ سہیلی فرماتے ہیں کہ معمر نے ہمام بن منبہ سے روایت کی۔ وہ حضرت ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "لا تسبوا اسعد الحميری فانه اول من كسا الكعبة" "تم اسعد حمیری کو برا نہ کہو کیونکہ وہ پہلا شخص ہے جس نے کعبہ کو غلاف پہنایا۔"

سہیلی فرماتے ہیں کہ جب ان دونوں یہودی عالموں نے ملک تبع کو رسول اللہ ﷺ کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی تو ملک تبع نے یہ شعر کہے۔ شهدت على احمد انه رسول من الله بارى النسم

۔"میں اس بات پر شاہد ہوں کہ احمد مجتبیٰ ﷺ اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام جانوں کا پیدا کرنے والا ہے۔"

۔ فلو مد عمری الى عمره لكنت وزيرا له وابن عم

۔"اگر میری عمر رسول اللہ ﷺ کے زمانہ تک دراز ہوئی تو میں ان کا بوجھ اُٹھاؤں گا اور چچا زادوں کی طرف ان کی مدد کروں گا۔"

۔ وجاهدت بالسيف اعدائه وفرجت عن صدره كل هم

۔"اور تلوار لے کر میں ان کے دشمنوں سے لڑوں گا اور ان کے سینے سے ہر قسم کے رنج والم کو دُور کر دوں گا۔"

سہیلی کہتے ہیں کہ انصار توارث کے ساتھ ان اشعار کو محفوظ کرتے چلے آئے اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس یہ شعر تھے۔

"سہیلی نے کہا کہ ابن ابی الدنیا محدث کتاب القبور میں لکھتے ہیں کہ صنعاء میں ایک قبر کھودی گئی۔" اس میں دو عورتیں پائی گئیں۔ ان کے ساتھ چاندی کی ایک تختی تھی جس پر سونے کے پانی سے لکھا ہوا تھا یہ قبر لمیس اور حُبی کی ہے جو دونوں ملک تبع کی بیٹیاں ہیں۔ وہ دونوں اس حال میں مری ہیں کہ وہ شہادت دیتی تھیں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور اسی شہادت پر ان سے پہلے نیک لوگوں کی موت واقع ہوئی ہے۔ (البدایہ والنہایہ مصری)

غلافِ کعبہ کا ایک دُوسرا دَور

علامہ ارزقی فرماتے ہیں کہ سعید ابن ابی سالب ابن مُلکیہ سے روایت کرتے ہوئے مجھ سے بیان کیا کہ کعبہ کے لیے مختلف لباس بطور ہدایا بھیجے جاتے تھے۔ جب لباس بوسیدہ ہو جاتا تھا تو اسے اتارنے کے بجائے اس پر دوسرا غلاف چڑھا دیا جاتا تھا اور زمانہ جاہلیت میں (عہد رسالت سے قبل تمام قریش قصی ابن کلاب کے وقت سے لے کر ابوربیعہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن مخزومہ کے زمانہ تک) خانہ کعبہ کی غلاف پوشی کے سلسلہ میں باہمی تعاون کرتے تھے۔ اور ہر قبیلہ پر اس کی حسب استطاعت ایک رقم مقرر کر دیتے تھے۔ جب ابوربیعہ کا دور آیا تو چونکہ وہ ایک متمول اور بہت بڑا تاجر تھا۔ اس نے قریش سے کہا کہ ایک سال صرف تنہا میں غلاف کعبہ بناؤں گا اور ایک سال تمام قریش مشترکہ طور پر یہ خدمت انجام دیتے رہیں۔ ابوربیعہ کی حیات تک یہی دستور جاری رہا۔ چنانچہ قریش نے اس کا نام العدل رکھ دیا۔ عدل کے معنی برابری کے ہیں یعنی لباس پوشانی کعبہ کے

بارہ میں اس نے اپنی ایک ذات کو تمام قریش کے برابر قرار دیا۔ اس لیے اس کی اولاد کو بنو العدل کہا جاتا تھا۔

عہدِ رسالت ﷺ میں غلافِ کعبہ

علامہ ارزقی کا دوسرا بیان ہے کہ مجھے محمد بن یحییٰ نے بروایت مورخ واقدی خبر دی وہ اسمٰعیل بن ابراہیم بن ابی حبشہ سے روایت کرتے ہیں اور اسمٰعیل بن ابراہیم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کو یمانی چادروں کا غلاف پہنایا۔

عہدِ فاروقی وعثانی میں غلافِ کعبہ

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہما نے خانہ کعبہ کو کتان سے بنے ہوئے مصری ساخت کے قباطی کپڑے کا غلاف پہنایا اور دورِ عثانی میں ہر سال دو غلاف پہنائے جاتے تھے۔ پہلے لباس کا بالائی حصہ بغیر سیا ہوا یوم ترویہ یعنی آٹھویں ذی الحجہ کو لٹکا دیا جاتا تھا اور حصہ زیریں چھوڑ دیا جاتا تھا تاکہ ہجومِ حجاج کے چھونے اور چومنے سے پھٹ نہ جائے۔ پھر یوم عاشورا کو حصہ زیریں کا لباس بالائی حصہ کے ریشمی لباس کے ساتھ ملا کر آویزاں کر دیا جاتا تھا اور یہ مکمل لباسِ کعبہ رمضان المبارک تک آویزاں رہتا اور رمضان کو یہ لباس بدل کر مذکورہ بالا قباطی کپڑے کا لباس پہنا دیا جاتا تھا۔

عہد مامون الرشید میں ملبوسِ کعبہ کی نوعیت

مامون الرشید عباسی نے اپنے دورِ حکومت میں کعبہ شریف کو سال میں تین مرتبہ لباس پہنانے کا حکم جاری کیا جس کی ترتیب یہ تھی کہ یوم ترویہ ذی الحجہ کو سرخ ریشمی لباس پہنایا جاتا اور یکم رجب کو قباطی، پھر عید الفطر کو سفید ریشمی۔ یہ سلسلہ اسی طرح جاری رہا۔ پھر مامون الرشید کو معلوم ہوا کہ یوم عاشورہ میں جو چادر یوم ترویہ والی اوپر کی سرخ ریشمی چادر کے ساتھ ملا کر پہنائی جاتی ہے وہ پورے سال تک نہیں ٹھہرتی اور عید الفطر کے موقع پر عید والی سفید ریشمی چادر بالائی کے ساتھ نیچے کی نئی چادر پہنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو اس نے حکم دیا کہ عید رمضان میں بالائی حصہ کی نئی چادر پہنائی جاتی رہے۔

خلیفہ متوکل کے عہد میں اس ترتیب کی تبدیلی

خلیفہ متوکل کو اپنے عہد حکومت میں اس بات کا علم ہوا کہ کعبہ مطہرہ کے حصہ زیریں کی چادر ہجوم حجاج کے چھونے اور چومنے کی وجہ سے ماہ رجب سے پہلے ہی بوسیدہ ہو جاتی ہے تو اس نے حصہ زیریں کے لیے ایک اور چادر کا اضافہ کر دیا اور حکم دیا کہ اوپر کی سرخ ریشمی چادر زمین تک لٹکا دی جائے اور پھر ہر دو مہینے کے بعد اس کے اوپر ایک اور چادر پہنا دی جائے۔ یہ واقعہ ۲۴۰ھ کا ہے۔

شاہانِ مصر و یمن کے دور میں غلافِ کعبہ کا اہتمام

جب خلفائے عباسیہ کی شوکت وقوت کا دور ختم ہوا تو کعبہ شریفہ کا غلاف کبھی شاہانِ مصر کی طرف سے اور کبھی ملوک یمن کی

طرف سے آتا رہا۔ آخر میں یہ سعادت مستقل طور پر سلاطین مصر کے حصہ میں آ گئی اور سلطان مصر ملک صالح ابن سلطان ملک ناصر قلاودل نے مصر میں دو مواضع بیسوس اور سندنیس خرید کر سال بسال غلاف کعبہ کی تیاری اور مصارف روانگی کے لیے وقف کر دیے اور یہ سلسلہ مستقل طور پر جاری رہا۔ سلاطین مصر کا ایک طریقہ یہ بھی رہا کہ ہر نئے بادشاہ کے تخت نشین ہونے کے موقع پر اس سیاہ غلاف کعبہ کے ساتھ جو خانہ کعبہ کے ظاہری حصہ کو پہنایا جاتا تھا بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ کے لیے سرخ رنگ کا غلاف اور اس کے علاوہ مدینہ منور میں حجرہ شریفہ نبویہ کے لیے سبز رنگ کا غلاف بھیجتے رہے۔ ان تینوں سیاہ، سرخ، سبز غلافوں پر "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" لکھا ہوتا تھا۔ اور ان کے حاشیوں پر مناسب آیات قرآنیہ یا اسماء اصحاب رسول اللہ تحریر ہوتے تھے۔ کبھی یہ حاشیے سادہ بھی چھوڑ دیے جاتے تھے۔

سلاطین آل عثمان کا دور اور اس دستور کا استمرار

گزشتہ ادوار کے بعد جب ممالک عربیہ سلاطین آل عثمان کے قبضہ میں آ گئے تو سلطان سلیم خاں ابن سلطان بایزید خاں مرحوم نے سیاہ غلاف ہائے کعبہ اور سبز غلاف مدینہ منورہ حسب دستور مستقل طور پر جاری رکھے۔ اس کے بعد سلطان سلیمان خاں کے عہد حکومت میں یہ سلسلہ حسب سابق جاری رہا۔ ایک زمانہ کے بعد موضع بیسوس اور موضع سندنیس جو غلاف کعبہ کی تیاری و روانگی کے اہتمام کے لیے وقف تھے، ویران ہو گئے اور ان کی آمدنی اس مصرف مبارک کے لیے کافی نہ ہو سکی تو سلطان سلیمان خاں نے حکم دیا کہ مصر کے شاہی خزانے سے یہ مصارف پورے کیے جائیں اور اس کے بعد ان دونوں دیہات کے علاوہ چند مزید دیہات بھی غلاف کعبہ کے مصارف کے لیے وقف کر دیے اور یہ وقف دوامی قرار پایا۔ (تاریخ قطبی طبع مصر)

پاکستان میں غلاف کعبہ کی تیاری

غلاف کعبہ اب تک مصر سے آتا رہا۔ حتیٰ کہ امسال یعنی ۱۳۸۲ھ میں یہ سعادت ہمیں نصیب ہوئی کہ خدائے قدوس کے پاک گھر کا مقدس غلاف سرزمین پاکستان میں کمال اعزاز و اکرام کے ساتھ تیار کیا گیا اور اب لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں پاکستانی مسلمان انتہائی عقیدت و محبت اور کمال عزت و عظمت کے جذبات اپنے دلوں میں لئے ہوئے اس کی زیارت سے مشرف ہو رہے ہیں۔ ہمیں اپنے رب کعبہ کے لطف و کرم سے اُمید ہے کہ ہمارے دلوں کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی دُعائیں غلاف کعبہ کے دامن سے لپٹی ہوئی عنقریب حرم کعبہ میں پہنچ کر بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل کریں گی۔ (سید احمد سعید کاظمی امروہی)

ذبح ہو کر زندہ ہو جانے والے پرندے

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے ایک مرتبہ خداوند قدوس کے دربار میں یہ عرض کیا کہ یا اللہ تو مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ابراہیم کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں ہے، تو آپ نے عرض کیا کہ کیوں نہیں؟ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن میری تمنا یہ ہے کہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تا کہ میرے دل کو قرار آ جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور ان کو خوب کھلا پلا کر اچھی طرح ہلا ملا لو پھر تم انہیں ذبح کر کے اور ان کا قیمہ

بنا کر اپنے گردونواح کے چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دو۔ پھر ان پرندوں کو پکارو تو وہ پرندے زندہ ہو کر دوڑتے ہوئے تمہارے پاس آ جائیں گے اور تم مردوں کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک گدھ، ایک مور۔ ان چار پرندوں کو پالا اور ایک مدت تک ان چاروں پرندوں کو کھلا پلا کر خوب ہلا ملا لیا۔ پھر ان چاروں پرندوں کو ذبح کر کے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان چاروں کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا گوشت اطراف و جوانب کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور سے کھڑے ہو کر ان پرندوں کا نام لے کر پکارا کہ یاایھا الدیک اے مرغ یاایھا الحمامۃ اے کبوتر یاایھا النسر اے گدھ یاایھا الطاؤس اے مور آپ کی پکار پر ایک دم پہاڑوں سے گوشت کا قیمہ اڑنا شروع ہو گیا اور ہر پرند کا گوشت، پوست، ہڈی، پر، الگ ہو کر چار پرند تیار ہو گئے اور وہ چاروں پرند بلا سروں کے دوڑتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے اور اپنے سروں سے جڑ کر دانہ چگنے لگے اور اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے مردوں کے زندہ ہونے کا منظر دیکھ لیا اور ان کے دل کو اطمینان و قرار مل گیا۔

اس واقعہ کا ذکر خداوند کریم نے قرآن مجید کی سورہ بقرہ میں ان لفظوں کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ

واذ قال ابرھم رب ارنی کیف تحی الموتی ط قال اولم تومن ط قال بلی و لکن لیطمئن قلبی ط قال فخذ اربعۃ من الطیر فصر ھن الیك ثم اجعل علی کل جبل منھن جزاء ثم ادعھن یاتینك سعیا ط واعلم ان اللہ عزیز حکیم ٥ (پ3، البقرۃ: 260)

ترجمہ کنزالایمان: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔

درس ہدایت::: مذکورہ بالا قرآنی واقعہ سے مندرجہ ذیل مسائل پر خاص طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ان کو بغور پڑھئے اور ہدایت کا نور حاصل کیجئے اور دوسروں کو بھی روشنی دکھایئے۔

مردوں کو پکارنا

چاروں پرندوں کا قیمہ بنا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑوں پر رکھ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ثم ادعھن یعنی ان مردہ پرندوں کو پکارو۔ چنانچہ آپ نے چاروں کو نام لے کر پکارا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ مردوں کا پکارنا شرک نہیں ہے کیونکہ جب مردہ پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے پکارنے کا حکم فرمایا اور ایک جلیل القدر پیغمبر نے ان مردوں کو پکارا تو ہرگز ہرگز یہ شرک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند کریم کبھی بھی کسی کو شرک کا حکم نہیں دے گا نہ کوئی نبی ہرگز ہرگز کبھی شرک کا کام کر سکتا ہے۔ تو جب مرے ہوئے پرندوں کو پکارنا شرک نہیں تو وفات پائے ہوئے خدا کے ولیوں اور شہیدوں کا پکارنا کیونکر شرک ہو سکتا ہے، جو لوگ ولیوں اور شہیدوں کے پکارنے کو شرک کہتے ہیں اور یا غوث کا نعرہ لگانے والوں کو مشرک کہتے ہیں، انہیں تھوڑی دیر سر جھکا کر

سوچنا چاہیے کہ اس قرآنی واقعہ کی روشنی میں انہیں ہدایت کا نور نظر آئے اور وہ اہل سنت کے طریقے پر صراط مستقیم کی شاہراہ پر چل پڑیں۔ (واللہ الموفق)

تصوف کا ایک نکتہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جن چار پرندوں کو ذبح کیا ان میں سے ہر پرند ایک بری خصلت میں مشہور ہے مثلاً مور کو اپنی شکل وصورت کی خوبصورتی پر گھمنڈ رہتا ہے اور مرغ میں کثرت شہوت کی بری خصلت ہے اور گدھ میں حرص اور لالچ کی بری عادت ہے اور کبوتر کو اپنی بلند پروازی اور اونچی اڑان پر نخوت وغرور ہوتا ہے۔ تو ان چاروں پرندوں کے ذبح کرنے سے ان چاروں خصلتوں کو ذبح کرنے کی طرف اشارہ ہے کہ چاروں پرند ذبح کئے گئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مردوں کے زندہ ہونے کا منظر نظر آیا اور ان کے دل میں نور اطمینان کی تجلی ہوئی۔ جس کی بدولت انہیں نفس مطمئنہ کی دولت مل گئی تو جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا دل زندہ ہو جائے اور اس کو نفس مطمئنہ کی دولت نصیب ہو جائے اس کو چاہیے کہ مرغ ذبح کرے یعنی اپنی شہوت پر چھری پھیر دے اور مور کو ذبح کرے یعنی اپنی شکل وصورت اور لباس کے گھمنڈ کو ذبح کر ڈالے اور گدھ کو ذبح کرے یعنی حرص اور لالچ کا گلا کاٹ ڈالے اور کبوتر کو ذبح کرے یعنی اپنی بلند پروازی اور اونچے مرتبوں کے غرور ونخوت پر چھری چلا دے۔ اگر کوئی ان چاروں بری خصلتوں کو ذبح کر ڈالے گا تو انشاء اللہ عزوجل وہ اپنے دل کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لے گا اور اس کو نفس مطمئنہ کی سرفرازی کا شرف حاصل ہو جائے گا۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) (تفسیر جمل، ج1، ص328، پ3، البقرۃ: 260)

باب دُخُوْلِ الْبَیْتِ

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا

2905 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰی قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّهُ انْتَهٰی اِلَی الْكَعْبَةِ وَقَدْ دَخَلَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِلَالٌ وَاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَاَجَافَ عَلَيْهِمْ عُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ الْبَابَ فَمَكَثُوا فِيْهَا مَلِيًّا ثُمَّ فَتَحَ الْبَابَ فَخَرَجَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبْتُ الدَّرَجَةَ وَدَخَلْتُ الْبَيْتَ فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالُوْا هَا هُنَا . وَنَسِيْتُ اَنْ اَسْاَلَهُمْ كَمْ صَلَّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِی الْبَيْتِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے۔

حضرت عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس کا دروازہ بند کر دیا' یہ حضرات تھوڑی دیر تک اندر ہی ٹھہرے رہے' پھر انہوں نے اس کا دروازہ کھولا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے۔ (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں:) میں اس کی ایک سیڑھی پر چڑھا اور خانہ

2905-تقدم (الحدیث 691) .

کعبہ کے اندر آ گیا' میں نے دریافت کیا: نبی اکرم ﷺ نے کس جگہ نماز ادا کی؟ تو انہوں نے بتایا: اس جگہ پر' اس وقت مجھے یہ خیال نہیں رہا کہ میں ان سے یہ دریافت کرتا کہ نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر کتنی رکعات ادا کیں۔

2906 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَمَعَهُ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ وَّاُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّعُثْمَانُ بْنُ طَلْحَةَ وَبِلَالٌ فَاَجَافُوْا عَلَيْهِمُ الْبَابَ فَمَكَثَ فِيْهِ مَا شَآءَ اللّٰهُ ثُمَّ خَرَجَ . قَالَ ابْنُ عُمَرَ كَانَ اَوَّلُ مَنْ لَقِيْتُ بِلَالًا قُلْتُ اَيْنَ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ ﷺ کے ساتھ حضرت فضل بن عباس' حضرت اسامہ بن زید' حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم تھے۔ ان لوگوں نے دروازہ بند کر دیا' پھر نبی اکرم ﷺ کچھ دیر' جب تک اللہ کو منظور تھا اس کے اندر ہی رہے' پھر آپ ﷺ باہر تشریف لے آئے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ملا' میں نے دریافت کیا' کہ نبی اکرم ﷺ نے کہاں نماز ادا کی تھی؟ تو انہوں نے فرمایا: دوستونوں کے درمیان۔

باب مَوْضِعِ الصَّلَاةِ فِي الْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

2907 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ اَبِيْ مُلَيْكَةَ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ وَدَنَا خُرُوْجُهُ وَوَجَدْتُ شَيْئًا فَذَهَبْتُ وَجِئْتُ سَرِيْعًا فَوَجَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَارِجًا فَسَاَلْتُ بِلَالًا اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ رَكْعَتَيْنِ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ کچھ دیر بعد ہی تشریف لے آئے' مجھے اس وقت کوئی ضرورت پیش آ گئی' اس لیے میں چلا گیا تھا' اور جلدی سے واپس آ گیا تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو باہر تشریف لاتے ہوئے دیکھا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا نبی اکرم ﷺ نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! آپ ﷺ نے دوستونوں کے درمیان دو رکعات ادا کی ہیں۔

2908 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سَيْفُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُوْلُ اُتِيَ ابْنُ عُمَرَ فِيْ مَنْزِلِهٖ فَقِيْلَ هٰذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ دَخَلَ الْكَعْبَةَ فَاَقْبَلْتُ

2906-تقدم (الحديث 691) .

2907-تقدم (الحديث 691) . تحفة الاشراف (2037 و 7279) .

2908-تقدم (الحديث 691) .

فَاَجِدُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَرَجَ وَاَجِدُ بِلَالًا عَلَى الْبَابِ قَائِمًا فَقُلْتُ يَا بِلَالُ اَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ قَالَ نَعَمْ ـ قُلْتُ اَيْنَ قَالَ مَا بَيْنَ هَاتَيْنِ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِي وَجْهِ الْكَعْبَةِ .

✿✿ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے گھر کسی نے آ کر بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں: میں آیا' تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خانہ کعبہ سے باہر تشریف لاتے ہوئے پایا' میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دروازے پر کھڑے ہوئے پایا' میں نے کہا: اے حضرت بلال رضی اللہ عنہ! کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! میں نے دریافت کیا: اس؟ تو انہوں نے فرمایا: ان دوستونوں کے درمیان دو رکعات ادا کی ہیں۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کیں۔

2909 – اَخْبَرَنَا حَاجِبُ بْنُ سُلَيْمَانَ الْمَنْبِجِيُّ عَنِ ابْنِ اَبِي رَوَّادٍ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَعْبَةَ فَسَبَّحَ فِي نَوَاحِيهَا وَكَبَّرَ وَلَمْ يُصَلِّ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ" .

✿✿ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے تمام کناروں میں تکبیر پڑھی اور تکبیر کہی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا نہیں کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات ادا کیں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

باب الْحِجْرِ .

یہ باب ہے کہ حطیم کے بارے میں روایات

2910 – اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنِ ابْنِ اَبِي زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ سَمِعْتُ عَائِشَةَ تَقُوْلُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "لَوْلَا اَنَّ النَّاسَ حَدِيْثٌ عَهْدُهُمْ بِكُفْرٍ وَلَيْسَ عِنْدِي مِنَ النَّفَقَةِ مَا يُقَوِّي عَلَى بِنَائِهِ لَكُنْتُ اَدْخَلْتُ فِيْهِ مِنَ الْحِجْرِ خَمْسَةَ اَذْرُعٍ وَجَعَلْتُ لَهُ بَابًا يَدْخُلُ النَّاسُ مِنْهُ وَبَابًا يَخْرُجُوْنَ مِنْهُ" .

✿✿ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے'

2909-انفرد به النسائي، و سياتي في مناسك الحج، الذكر و الدعاء في البيت (الحديث 2914) مطولاً، و وضع الصدر و الوجه على ما استقبل من دبر الكعبة (الحديث 2915)، و مواضع الصلاة من الكعبة (الحديث 2916) . تحفة الاشراف (110) .

2910-اخرجه مسلم في الحج، باب نقض الكعبة و بنائها (الحديث 401) و (402) مطولاً . تحفة الاشراف (16190) .

نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اگر لوگ زمانۂ کفر کے قریب نہ ہوتے اور میرے پاس ویسے بھی اس کا خرچ نہیں ہے' جو اس کی تعمیر نو کے لیے کافی ہوتے تو میں حطیم کو پانچ ہاتھ تک خانہ کعبہ کے اندر داخل کر دیتا' اور اس کا ایک ایسا دروازہ بناتا جس میں سے لوگ اندر جاتے اور ایک وہ دروازہ بناتا جس میں سے لوگ باہر آتے۔

2911 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ سَعِيْدِ الرِّبَاطِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ عَمَّتِهٖ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ قَالَتْ حَدَّثَتْنَا عَآئِشَةُ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَا اَدْخُلُ الْبَيْتَ قَالَ "اُدْخُلِي الْحِجْرَ فَاِنَّهٗ مِنَ الْبَيْتِ".

★★ صفیہ بنت شیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں یہ حدیث سنائی' انہوں نے یہ بات بیان کی ہے' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میں خانہ کعبہ کے اندر نہ جاؤں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

تم حطیم کے اندر چلی جاؤ' یہ بھی خانہ کعبہ کا حصہ ہے۔

باب الصَّلَاةِ فِي الْحِجْرِ.

یہ باب حطیم میں نماز ادا کرنے میں ہے

2912 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلْقَمَةُ بْنُ اَبِي عَلْقَمَةَ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ اُحِبُّ اَنْ اَدْخُلَ الْبَيْتَ فَاُصَلِّيَ فِيْهِ فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَاَدْخَلَنِي الْحِجْرَ فَقَالَ "اِذَا اَرَدْتِ دُخُوْلَ الْبَيْتِ فَصَلِّي هَا هُنَا فَاِنَّمَا هُوَ قِطْعَةٌ مِّنَ الْبَيْتِ وَلٰكِنَّ قَوْمَكِ اقْتَصَرُوْا حَيْثُ بَنَوْهُ".

★★ سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میری یہ خواہش تھی کہ میں خانہ کعبہ کے اندر جا کر نماز ادا کرتی' تو نبی اکرم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں داخل کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

جب تم بیت اللہ کے اندر جانا چاہو تو تم یہاں نماز ادا کر لو' یہ بھی بیت اللہ کا ایک حصہ ہے' لیکن تمہاری قوم نے اسے تعمیر کرتے ہوئے چھوٹا کر دیا تھا۔

2911-اخرجه النسائي في عشرة النساء من الكبرى، النظر الى شعر ذي محرم (الحديث 352) مطولاً . و الحديث عند: مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج، و التمتع و القران و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 134) . تحفة الاشراف (17852) .

2912-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الصلاة في الحجر (2028) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصلاة في الحجر (الحديث 876) . تحفة الاشراف (17961) .

باب التَّكْبِيرِ فِي نَوَاحِي الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے کناروں میں تکبیر کہنا

2913 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَمْرٍو اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يُصَلِّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْكَعْبَةِ وَلٰكِنَّهٗ كَبَّرَ فِي نَوَاحِيهِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا نہیں کی تھی' بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے کناروں میں تکبیر کہی تھی۔

باب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ فِي الْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر ذکر کرنا اور دعا مانگنا

2914 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ اَبِي سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهٗ دَخَلَ هُوَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَاَمَرَ بِلَالًا فَاَجَافَ الْبَابَ - وَالْبَيْتُ اِذْ ذَاكَ عَلٰى سِتَّةِ اَعْمِدَةٍ - فَمَضٰى حَتّٰى اِذَا كَانَ بَيْنَ الْاُسْطُوَانَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ بَابَ الْكَعْبَةِ جَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ ثُمَّ قَامَ حَتّٰى اَتٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ فَوَضَعَ وَجْهَهٗ وَخَدَّهٗ عَلَيْهِ وَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَسَاَلَهٗ وَاسْتَغْفَرَهٗ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى كُلِّ رُكْنٍ مِّنْ اَرْكَانِ الْكَعْبَةِ فَاسْتَقْبَلَهٗ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّسْبِيحِ وَالثَّنَاءِ عَلَى اللّٰهِ وَالْمَسْاَلَةِ وَالْاِسْتِغْفَارِ ثُمَّ خَرَجَ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ مُسْتَقْبِلَ وَجْهِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ" .

★★ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' وہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا' انہوں نے دروازہ بند کر دیا' اس وقت خانہ کعبہ کے اندر چھ ستون تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے دروازے کے قریب والے دو ستونوں کے درمیان آ گئے' وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے' آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' اس سے دعا مانگی' اس سے مغفرت طلب کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور اس حصے تک آئے جو خانہ کعبہ کی پشت کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک اس کے ساتھ لگا دیا' اپنے رخسار اس کے ساتھ مس کیے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' اس سے دعا مانگی' اس سے مغفرت طلب کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے ہر کونے میں گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی طرف رخ کر کے تکبیر کہی' لا الہ الا اللہ پڑھا' تسبیح پڑھی' اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی' اس سے دعا مانگی' مغفرت طلب کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے' آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات نماز ادا کی' جب

2913-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الصلاة في الكعبة (الحديث 874) بنحوه . تحفة الاشراف (6302) .

2914-تقدم (الحديث 2909) .

آپ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے یہ قبلہ ہے۔

باب وَضْعِ الصَّدْرِ وَالْوَجْهِ عَلٰى مَا اسْتَقْبَلَ مِنْ دُبُرِ الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ کعبہ کی پشت کی طرف کی دیوار جو سامنے نظر آتی ہے اس پر سینہ اور چہرہ رکھنا

2915 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ فَجَلَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَكَبَّرَ وَهَلَّلَ ثُمَّ مَالَ اِلٰى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْبَيْتِ فَوَضَعَ صَدْرَهٗ عَلَيْهِ وَخَدَّهٗ وَيَدَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَهَلَّلَ وَدَعَا فَعَلَ ذٰلِكَ بِالْاَرْكَانِ كُلِّهَا ثُمَّ خَرَجَ فَاَقْبَلَ عَلَى الْقِبْلَةِ وَهُوَ عَلَى الْبَابِ فَقَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ هٰذِهِ الْقِبْلَةُ".

★★ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہوا آپ ﷺ بیٹھ گئے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اس کی کبریائی کا تذکرہ کیا اس کی معبودیت کا اعتراف کیا پھر آپ ﷺ خانہ کعبہ کے سامنے والے حصے کی طرف بڑھے آپ ﷺ نے اپنا سینہ مبارک اس پر رکھا اپنا رخسار اس پر رکھا دونوں ہاتھ اس پر رکھے پھر آپ نے تکبیر کہی پھر آپ نے لا الہ الا اللہ پڑھا پھر آپ نے دعا مانگی پھر آپ ﷺ نے اس کے تمام کناروں میں یہ عمل کیا پھر آپ باہر تشریف لے آئے آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کیا آپ ﷺ اس وقت دروازے پر موجود تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ قبلہ ہے یہ قبلہ ہے۔

باب مَوْضِعِ الصَّلَاةِ مِنَ الْكَعْبَةِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کرنے کی جگہ

2916 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ اُسَامَةَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْبَيْتِ صَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فِيْ قُبُلِ الْكَعْبَةِ ثُمَّ قَالَ "هٰذِهِ الْقِبْلَةُ".

★★ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ سے باہر تشریف لائے آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات نماز ادا کی پھر ارشاد فرمایا: یہ قبلہ ہے۔

2917 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ النَّسَائِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَخْبَرَنِيْ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْبَيْتَ فَدَعَا فِيْ

2915-اخرجه النسائي في مناسك الحج، الذكر و الدعاء في البيت (الحديث 2914) مطولاً . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، موضع الصلاة في البيت (الحديث 2909)، و موضع الصلاة من الكعبة (الحديث 2916) . تحفة الاشراف (110) .

2916-تقدم في مناسك الحج، موضع الصلاة في البيت (الحديث 2909 و 2914 و 2915) .

2917-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب دخول الكعبة للحاج وغيره و الصلاة فيها و الدعاء في نواحيها كلها (الحديث 395) مطولاً . تحفة الاشراف (96) .

نَوَاحِيهِ كُلِّهَا وَلَمْ يُصَلِّ فِيهِ حَتَّى خَرَجَ مِنْهُ فَلَمَّا خَرَجَ رَكَعَ رَكْعَتَيْنِ فِي قُبُلِ الْكَعْبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بات بتائی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے' آپ نے اس کے تمام اطراف میں دعا مانگی' لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اندر نماز ادا نہیں کی' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لے آئے' جب آپ باہر تشریف لائے' تو آپ نے خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے دو رکعات ادا کیں۔

2918 - أَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى قَالَ حَدَّثَنَا السَّائِبُ بْنُ عُمَرَ قَالَ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّهُ كَانَ يَقُودُ ابْنَ عَبَّاسٍ وَيُقِيمُهُ عِنْدَ الشُّقَّةِ الثَّالِثَةِ مِمَّا يَلِي الرُّكْنَ الَّذِي يَلِي الْحَجَرَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَا أُنْبِئْتَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي هَا هُنَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَتَقَدَّمُ فَيُصَلِّي .

☆☆ محمد بن عبداللہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو (جو اس وقت نابینا ہو چکے تھے) ساتھ لے کر گئے اور خانہ کعبہ کی اس طرف والی دیوار کے پاس کھڑا کر دیا جو حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے والے رکن کے ساتھ ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تمہیں یہ بات نہیں بتائی گئی ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نماز ادا کیا کرتے تھے' تو انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ آگے بڑھ گئے' اور انہوں نے وہاں نماز ادا کی۔

باب ذِكْرِ الْفَضْلِ فِي الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ .

یہ باب ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرنے کی فضیلت کا تذکرہ

2919 - حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَحْمَدُ بْنُ شُعَيْبٍ مِنْ لَفْظِهِ قَالَ أَنْبَأَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا أَرَاكَ تَسْتَلِمُ إِلَّا هَذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ "إِنَّ مَسْحَهُمَا يَحُطَّانِ الْخَطِيئَةَ" . وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ "مَنْ طَافَ سَبْعًا فَهُوَ كَعِدْلِ رَقَبَةٍ" .

☆☆ عبداللہ بن عبید بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے) کہا: اے ابوعبدالرحمٰن! کیا وجہ ہے آپ صرف ان دو ارکان کا استلام کرتے ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

2918-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الملتزم (الحديث 1900) . تحفة الاشراف (5317) .

2919-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في استلام الركنين (الحديث 959)، و قد اشار المزي الى طريق النسائي في ترجمة (عبيد بن عمير عن ابن عمر) فقال: و روى حماد بن زيد، عن عطاء بن السائب عن ابن عبيد بن عمير نحوه، و فاته ان يذكرها في ترجمة عبد الله بن عبيد بن عمير عن ابن عمر . تحفة الاشراف (7317) .

ان پہ ہاتھ پھیرنا گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

(انہوں نے یہ بھی بتایا:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ بھی ارشاد کرتے ہوئے سنا ہے:

جو شخص (خانہ کعبہ کا) سات مرتبہ طواف کرتا ہے تو یہ غلام آزاد کرنے کے مترادف ہے۔

شرح

عتیق، یہاں طواف سے مراد طواف زیارت ہے جو دسویں تاریخ ذی الحجہ کو رمی جمرہ اور قربانی کے بعد کیا جاتا ہے یہ طواف حج کا دوسرا رکن اور فرض ہے پہلا رکن وقوف عرفات ہے جو اس سے پہلے ادا ہو جاتا ہے۔ طواف زیارت پر احرام کے سب احکام مکمل ہو کر پورا احرام کھل جاتا ہے (روی ذلک عن ابن عباس ومجاہد والضحاک و جماعۃ بل قال الطبری وان لم یسلم لہ لا خلاف بین المتاولین فی انہ طواف الافاضہ ویکون ذلک یوم النحر از روح المعانی)

بیت عتیق، بیت اللہ کا نام بیت عتیق اس لئے ہے کہ عتیق کے معنے آزاد کے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے اپنے گھر کا نام بیت عتیق اس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو کفار و جبابرہ کے غلبہ اور قبضہ سے آزاد کر دیا ہے۔ (رواہ الترمذی وحسنہ والحاکم وصححہ وابن جریر والطبرانی وغیرھم از روح المعانی)

باب الْكَلاَمِ فِي الطَّوَافِ .

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا

2920 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ سُلَيْمَانُ الْاَحْوَلُ اَنَّ طَاوُسًا اَخْبَرَهُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ وَهُوَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ بِاِنْسَانٍ يَقُوْدُهُ اِنْسَانٌ بِخِزَامَةٍ فِىْ اَنْفِهٖ فَقَطَعَهُ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ثُمَّ اَمَرَهُ اَنْ يَقُوْدَهُ بِيَدِهٖ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوئے ایک شخص کے پاس سے گزرے: جو دوسرے شخص کو ساتھ لے کر چل رہا تھا' اس نے دوسرے شخص کی ناک میں نکیل ڈالی ہوئی تھی' تو نبی اکرم ﷺ نے اس رسّی کو اپنے دست مبارک کے ذریعے کاٹ دیا اور پھر اسے یہ ہدایت کی کہ وہ اپنے ہاتھ کے ذریعے (دوسرے شخص کو تھام کر) اُسے ساتھ لے کر چلے۔

2921 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِىْ سُلَيْمَانُ

2920-اخرجه البخاري في الحج، باب الكلام في الطواف (الحديث 1620) بنحوه، و في الايمان و النذور، باب النذر فيما لا يملك و في معصية (الحديث 6703) بنحوه . و اخرجه ابو داؤد في الايمان و النذور ، باب من راى عليه كفارة اذا كان في معصية (الحديث 3302) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الكلام في الطواف (الحديث 2921)، و في الايمان و النذور، النذر فيما لا يراد به وجه الله (الحديث 3819 و 3820) و الحديث عند: البخاري في الحج، باب اذا راى سيرًا او شيئًا يكره في الطواف قطعة (الحديث 1621)، و في الايمان و النذور، باب النذر فيما لا يملك و في معصية (الحديث 6702) . تحفة الاشراف (5704) .

2921-تقدم في مناسك الحج، الكلام في الطواف (الحديث 2920) .

الْاَحْوَلُ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ يَقُوْدُهُ رَجُلٌ بِشَيْءٍ ذَكَرَهُ فِيْ نَذْرٍ فَتَنَاوَلَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطَعَهُ قَالَ اِنَّهُ نَذْرٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کے پاس سے گزرے جو کسی دوسرے شخص کو کسی چیز کے ذریعے ساتھ لے کر چل رہا تھا' اس نے یہ تذکرہ کیا' کہ اس نے اس بات کی نذر مانی ہوئی ہے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پکڑ کر اسے کاٹ دیا اور فرمایا: یہ نذر ہے (یعنی صرف طواف کرنا نذر ہے)۔

باب اِبَاحَةِ الْكَلَامِ فِي الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کلام کرنا مباح ہے

2922 - اَخْبَرَنَا يُوْسُفُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ ح وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ رَجُلٍ اَدْرَكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ صَلَاةٌ فَاَقِلُّوْا مِنَ الْكَلَامِ" . اللَّفْظُ لِيُوْسُفَ . خَالَفَهُ حَنْظَلَةُ بْنُ اَبِيْ سُفْيَانَ .

★★ طاوس بیان کرتے ہیں' ایک صحابی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

بیت اللہ کا طواف کرنا نماز ادا کرنے کی مانند ہے' اس لیے تم اس دوران کم کلام کیا کرو۔

یوسف نامی راوی کے الفاظ ہیں' تاہم حنظلہ بن ابوسفیان نامی راوی نے اس سے مختلف روایت نقل کی ہے (جو درج ذیل ہے)۔

2923 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنْبَاَنَا السِّيْنَانِيُّ عَنْ حَنْظَلَةَ بْنِ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ طَاوُسٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ اَقِلُّوا الْكَلَامَ فِي الطَّوَافِ فَاِنَّمَا اَنْتُمْ فِي الصَّلَاةِ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: طواف کے دوران کم کلام کیا کرو' کیونکہ تم (طواف کے دوران) نماز کی حالت میں ہوتے ہو۔

باب اِبَاحَةِ الطَّوَافِ فِيْ كُلِّ الْاَوْقَاتِ

یہ باب ہے کہ تمام اوقات کے دوران طواف کرنا جائز ہے

2924 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَابَاهُ عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "يَا بَنِيْ عَبْدِ مَنَافٍ لَا تَمْنَعُنَّ اَحَدًا طَافَ

2922-انفرد به النسائي، و سياتي في مناسك الحج، اباحة الكلام في الطواف (الحديث 2923) . تحفة الاشراف (5694) .

2923-تقدم في مناسك الحج، اباحة الكلام في الطواف (الحديث 2922) .

2924-تقدم (الحديث 584) .

بِهٰذَا الْبَيْتِ وَصَلّٰى اَىَّ سَاعَةٍ شَآءَ مِنْ لَيْلٍ اَوْ نَهَارٍ".

★★ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے بنوعبد مناف! تم کسی بھی شخص کو دن یا رات کے کسی بھی حصے میں اس گھر کا طواف کرنے (اور یہاں) نماز ادا کرنے سے نہ روکنا۔

باب كَيْفَ طَوَافِ الْمَرِيضِ

یہ باب ہے کہ بیمار شخص کیسے طواف کرے گا؟

2925 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ شَكَوْتُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّىْ اَشْتَكِىْ فَقَالَ "طُوفِىْ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ". فَطُفْتُ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّىْ اِلٰى جَنْبِ الْبَيْتِ يَقْرَاُ بِ (الطُّوْرِ وَكِتَابٍ مَّسْطُوْرٍ)

★★ سیدہ زینب بنت ابوسلمہ' سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ شکایت کی کہ میں بیمار ہوں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم لوگوں سے پرے سوار ہو کر طواف کر لو تو میں نے اسی طرح طواف کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت خانہ کعبہ کی ایک سمت میں نماز ادا کر رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز میں سورۂ طور کی تلاوت کر رہے تھے۔

باب طَوَافِ الرِّجَالِ مَعَ النِّسَآءِ

یہ باب ہے کہ مردوں کا خواتین کے ہمراہ طواف کرنا

2926 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا طُفْتُ طَوَافَ الْخُرُوْجِ. فَقَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلَاةُ فَطُوفِىْ عَلٰى بَعِيْرِكِ مِنْ وَّرَاءِ النَّاسِ". عُرْوَةُ لَمْ يَسْمَعْهُ مِنْ اُمِّ سَلَمَةَ.

★★ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ کی قسم! میں طواف خروج نہیں کر سکی

2925-اخرجه البخاري في الصلاة، باب ادخال البعير في المسجد للعلة (الحديث 464)، و في الحج، باب طواف النساء مع الرجال (الحديث 1619)، و في الحج، باب المريض يطوف راكبًا (الحديث 1633)، و في التفسير، باب 1. (الحديث 4853). و اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 258). و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الطواف الواجب (الحديث 1882) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، طواف الرجال مع النساء (الحديث 2927) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب المريض يطوف راكبًا (الحديث 2961). و الحديث عند: البخاري في الحج، باب من صلى ركعتي الطواف خارجًا من المسجد (الحديث 1626). تحفة الاشراف (18262).

2926-انفرد به النسائي. تحفة الاشراف (18198).

(کیونکہ میں بیمار ہوں) تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

جب نماز کھڑی ہو جائے تو تم لوگوں سے پرے اپنے اونٹ پر طواف کر لینا۔

(امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں:) عروہ نے سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نہیں سنی ہے۔

2927 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ اَبِى الْاَسْوَدِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اُمِّ سَلَمَةَ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّهَا قَدِمَتْ مَكَّةَ وَهِىَ مَرِيضَةٌ فَذَكَرَتْ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "طُوفِىْ مِنْ وَّرَاءِ الْمُصَلِّيْنَ وَاَنْتِ رَاكِبَةٌ" . قَالَتْ فَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ يَقْرَاُ (وَالطُّوْرِ) .

★★ سیدہ زینب بنت اُم سلمہ، سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: وہ مکہ مکرمہ گئیں، تو وہ بیمار ہو گئیں، انہوں نے اس بات کا تذکرہ نبی اکرم ﷺ سے کیا، تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تم نماز ادا کرنے والوں سے پرے سوار ہو کر طواف کر لو۔

(سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:) میں نے نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کے پاس (نماز ادا کرتے ہوئے) سورۂ طور کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔

باب الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب ہے کہ سواری پر خانہ کعبہ کا طواف کرنا

2928 - اَخْبَرَنِىْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا شُعَيْبٌ - وَهُوَ ابْنُ اِسْحَاقَ - عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حَوْلَ الْكَعْبَةِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنِهٖ .

★★ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ نے اونٹ پر سوار ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا، آپ ﷺ اپنے ہاتھ میں موجود چھڑی کے ذریعے استلام کر رہے تھے۔

پیدل طواف کرنے کا بیان

حنفیہ کے ہاں چونکہ پیادہ پا طواف کرنا واجب ہے اس لئے اس حدیث کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی عذر اور مجبوری کی بناء پر اس طرح طواف کیا ہوگا۔ لہٰذا یہ طواف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مختص ہے کسی اور کو سواری پر بیٹھ کر طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ علامہ طیبی شافعی فرماتے ہیں کہ اگرچہ پیادہ پا طواف کرنا افضل ہے لیکن آنحضرت

2927-تقدم (الحديث 2925) .

2928-اخرجه مسلم فى الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 256) . تحفة الاشراف (16957) .

صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر اس لئے طواف کیا تا کہ سب لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہیں۔ یہاں ایک اشکال بھی واقع ہوتا ہے وہ یہ کہ احادیث سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر طواف کرتے ہوئے پہلے تین پھیروں میں رمل کیا تھا، جب کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر طواف کیا اور ظاہر ہے کہ اس صورت میں رمل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیادہ پا طواف کرنا اور اس کے تین پھیروں میں رمل کرنا طواف قدوم کے موقع پر تھا اور اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کا تعلق طواف افاضہ سے ہے جو فرض ہے اور قربانی کے دن (دسویں ذی الحجہ) ہوا تھا اور جسے طواف الرکن بھی کہتے ہیں۔ اور اس موقع پر اونٹ پر سوار ہو کر طواف کرنے کی وجہ یہی تھی کہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے رہیں۔ تا کہ طواف افعال و مسائل سیکھ لیں۔ "محجن" اس لکڑی کو کہتے ہیں جس کا سرا خمدار ہوتا ہے، اس کے ذریعہ حجر اسود کو بوسہ دینے کی صورت یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس لکڑی سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کو چومتے تھے۔

باب طَوَافِ مَنْ اَفْرَدَ الْحَجَّ

یہ باب حج افراد کرنے والے شخص کے طواف میں ہے

2929 - اَخْبَرَنَا عَبْدَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا سُوَيْدٌ - وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو الْكَلْبِيُّ - عَنْ زُهَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا بَيَانٌ اَنَّ وَبَرَةَ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ وَسَاَلَهُ رَجُلٌ اَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَقَدْ اَحْرَمْتُ بِالْحَجِّ قَالَ وَمَا يَمْنَعُكَ قَالَ رَاَيْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ يَنْهٰى عَنْ ذٰلِكَ وَاَنْتَ اَعْجَبُ اِلَيْنَا مِنْهُ ۔ قَالَ رَاَيْنَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْرَمَ بِالْحَجِّ فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَسَعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: ایک شخص نے ان سے دریافت کیا: اگر میں حج کا احرام باندھ لیتا ہوں تو کیا میں خانہ کعبہ کا طواف کروں گا؟ انہوں نے دریافت کیا: اس میں رکاوٹ کیا ہے؟ تو اس شخص نے عرض کی: میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو اس سے منع کرتے ہوئے سنا ہے اور آپ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ پسندیدہ شخصیت ہیں تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا احرام باندھنے کے بعد خانہ کعبہ کا طواف بھی کیا تھا اور صفا و مروہ کی سعی بھی کی تھی۔

باب طَوَافِ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ

یہ باب ہے کہ عمرے کا احرام باندھنے والے شخص کا طواف کرنا

2929-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف و السعي (الحديث 187 و 188) ۔ تحفة الاشراف (8555) ۔

2930 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ وَسَاَلْنَاهُ عَنْ رَجُلٍ قَدِمَ مُعْتَمِرًا فَطَافَ بِالْبَيْتِ وَلَمْ يَطُفْ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اَيَاْتِيْ اَهْلَهُ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ.

★★ عمرو نامی راوی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سنا' ہم نے ان سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا جو عمرہ کرنے کے لیے آتا ہے اور خانہ کعبہ کا طواف کر لیتا ہے' لیکن صفا و مروہ کی سعی نہیں کرتا' تو کیا ایسا شخص اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر سکتا ہے' انہوں نے بتایا: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تھے' تو آپ نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا تھا' پھر آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی تھی' پھر آپ نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی' اور تم لوگوں کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں بہترین اسوہ موجود ہے۔

باب كَيْفَ يَفْعَلُ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ وَلَمْ يَسُقِ الْهَدْىَ

یہ باب ہے کہ جو شخص حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھ لیتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ نہیں لاتا' وہ کیا کرے گا؟

2931 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا اَشْعَثُ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ اَنَسٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَرَجْنَا مَعَهُ فَلَمَّا بَلَغَ ذَا الْحُلَيْفَةِ صَلَّى الظُّهْرَ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهُ فَلَمَّا اسْتَوَتْ بِهِ عَلَى الْبَيْدَاءِ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ جَمِيْعًا فَاَهْلَلْنَا مَعَهُ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ وَطُفْنَا اَمَرَ النَّاسَ اَنْ يَّحِلُّوْا فَهَابَ الْقَوْمُ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "لَوْلَا اَنَّ مَعِىَ الْهَدْىَ لَاَحْلَلْتُ". فَحَلَّ الْقَوْمُ حَتّٰى حَلُّوْا اِلَى النِّسَآءِ وَلَمْ يَحِلَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يُقَصِّرْ اِلٰى يَوْمِ النَّحْرِ.

★★ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے' آپ کے ساتھ ہم بھی روانہ ہوئے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے تو آپ نے ظہر کی نماز ادا کی' پھر آپ اپنی سواری پر سوار ہوئے' جب بیداء میں آپ کی سواری کھڑی ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ تلبیہ پڑھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہم نے بھی تلبیہ پڑھا' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

2930-اخرجه البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) (الحديث 395)، و في الحج، باب صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين (الحديث 1623) بنحوه، باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام (الحديث 1627) مختصراً، باب ما جاء في السعي بين الصفا و المروة (الحديث 1645) و (الحديث 1647) مختصراً، و في العمرة، باب متى يحل المعتمر (الحديث 1793) و اخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف والسعي (الحديث 189) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، اين يصلي ركعتي الطواف (الحديث 2960) مختصراً، و ذكر خروج النبي صلى الله عليه وسلم الى الصفا من الباب الذي يخرج منه (الحديث 2966) . مختصراً . و اخرجه ابن ماجه في المناسك ، باب الركعتين بعد الطواف (الحديث 2959) مختصراً . تحفة الاشراف (7352) .

2931-انفرد به النسائي: والحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1774) و النسائي في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2661)، و العمل في الاهلال (الحديث 2754). تحفة الاشراف (524) .

مکہ تشریف لائے اور ہم نے طواف کر لیا تو آپ ﷺ نے لوگوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ احرام کھول دیں' لوگ اس بارے میں پریشان ہو گئے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس بارے میں فرمایا:

اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی احرام کھول دیتا' تو تمام لوگوں نے احرام کھول دیا اور ان کے لیے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت کرنا بھی جائز ہو گیا' لیکن نبی اکرم ﷺ نے احرام نہیں کھولا' نہ ہی آپ ﷺ نے بال چھوٹے کروائے' یہاں تک کہ قربانی کا دن آ گیا (تو اس دن آپ ﷺ نے احرام کھولا)۔

باب طَوَافِ الْقَارِنِ

یہ باب ہے کہ حج قران کرنے والے شخص کا طواف

2932 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَرَنَ الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ فَطَافَ طَوَافًا وَاحِدًا وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُهُ ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات منقول ہے: انہوں نے حج اور عمرے (کو ملا کر) حج قران کیا' تو ایک ہی مرتبہ طواف کیا اور یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

2933 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مَيْمُوْنٍ الرَّقِّيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَيُّوْبَ السَّخْتِيَانِيِّ وَاَيُّوْبَ بْنِ مُوْسٰى وَاِسْمَاعِيْلَ بْنِ اُمَيَّةَ وَعُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ خَرَجَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَلَمَّا اَتٰى ذَا الْحُلَيْفَةِ اَهَلَّ بِالْعُمْرَةِ فَسَارَ قَلِيْلًا فَخَشِيَ اَنْ يُّصَدَّ عَنِ الْبَيْتِ فَقَالَ اِنْ صُدِدْتُ صَنَعْتُ كَمَا صَنَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ مَا سَبِيْلُ الْحَجِّ اِلَّا سَبِيْلُ الْعُمْرَةِ اُشْهِدُكُمْ اَنِّيْ قَدْ اَوْجَبْتُ مَعَ عُمْرَتِيْ حَجًّا ۔ فَسَارَ حَتّٰى اَتٰى قُدَيْدًا فَاشْتَرٰى مِنْهَا هَدْيًا ثُمَّ قَدِمَ مَكَّةَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ هٰكَذَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ ۔

★★ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے' جب وہ ذوالحلیفہ پہنچے تو وہاں انہوں نے عمرے کا تلبیہ پڑھا' پھر کچھ دیر چلنے کے بعد انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ شاید انہیں بیت اللہ تک پہنچنے نہیں دیا جائے گا' تو انہوں نے فرمایا: اگر مجھے راستے میں روک دیا گیا تو میں ویسا ہی کروں گا' جس طرح نبی اکرم ﷺ نے کیا تھا' پھر انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! حج کا راستہ وہی ہے' جو عمرے کا ہے' میں تم لوگوں کو گواہ بنا کر یہ بات کہہ رہا ہوں کہ میں نے اپنے عمرے کے ساتھ حج کو بھی لازم کر لیا ہے' پھر وہ چلتے رہے' یہاں تک کہ قدید کے مقام پر آ گئے۔ وہاں سے انہوں نے قربانی کا جانور خریدا پھر وہ مکہ تشریف لائے' وہاں انہوں نے خانہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کیا' صفا و مروہ کی سعی کی' پھر یہ بات بیان کی کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

2932-انفرد به النسائي ۔ وسياتي (الحديث 2933) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (7602) ۔

2933-تقدم (الحديث 2932) ۔

2934 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَهْدِيٍّ اَخْبَرَنِیْ هَانِءُ بْنُ اَيُّوْبَ عَنْ طَاوُسٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ طَوَافًا وَّاحِدًا ۔

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حج اور عمرے) دونوں کے لیے ایک ہی مرتبہ طواف کیا تھا۔

باب ذِكْرِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے ذکر کے بیان میں ہے

2935 - اَخْبَرَنِیْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يَعْقُوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ دَاوٗدَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّةِ" ۔

★★ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
حجر اسود جنت سے تعلق رکھتا ہے۔

باب اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ

یہ باب حجر اسود کے استلام کے بیان میں ہے

2936 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى عَنْ سُوَيْدِ بْنِ غَفَلَةَ اَنَّ عُمَرَ قَبَّلَ الْحَجَرَ وَالْتَزَمَهٗ وَقَالَ رَاَيْتُ اَبَا الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَ حَفِيًّا ۔

★★ سوید بن غفلہ بیان کرتے ہیں' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو بوسہ دیا' اسے اپنے ساتھ چمٹایا اور بولے: میں نے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم پر مہربانی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

حجر اسود کے طریقہ استلام کا بیان

حجر اسود کو بوسہ دینے کا طریق تو یہ ہے کہ دونوں ہاتھ حجر اسود پر رکھ کر دونوں ہونٹوں کو حجر اسود پر لگایا جائے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجوم کی زیادتی اور لوگوں کے ازدحام کی وجہ سے حجر اسود کی طرف اشارہ کرتے اور اسے چومتے ہوں گے، چنانچہ حنفیہ کا یہی مسلک ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کو نہ چوما جائے۔ ہاں اگر کسی وجہ سے حجر اسود پر ہاتھ رکھنا اور اس کو چومنا ممکن نہ ہو تو پھر اشارہ کے ذریعہ ہی یہ سعادت حاصل کی جا سکتی ہے۔

2934-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2285) .

2935-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في فضل الحجر الاسود و الركن و المقام (الحديث 877) مطولاً . تحفة الاشراف (5571) .

2936-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود في الطواف (الحديث 252) . تحفة الاشراف (10460) .

باب تَقْبِيلِ الْحَجَرِ

یہ باب حجر اسود کو بوسہ دینے کے بیان میں ہے

2937 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ وَجَرِيْرٌ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيْعَةَ قَالَ رَاَيْتُ عُمَرَ جَاءَ اِلَى الْحَجَرِ فَقَالَ اِنِّىْ لَاَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ وَّلَوْلَا اَنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ . ثُمَّ دَنَا مِنْهُ فَقَبَّلَهُ .

★★ عابس بن ربیعہ بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حجر اسود کے پاس آئے اور بولے: مجھے معلوم ہے' تم ایک پتھر ہو' اگر میں نے رسول اللہ کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا' پھر وہ حجر اسود کے قریب ہوئے اور انہوں نے اسے بوسہ دیا۔

باب كَيْفَ يُقَبِّلُ

یہ باب ہے کہ بوسہ کس طرح دیا جائے؟

2938 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا الْوَلِيْدُ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ رَاَيْتُ طَاوُسًا يَمُرُّ بِالرُّكْنِ فَاِنْ وَّجَدَ عَلَيْهِ زِحَامًا مَرَّ وَلَمْ يُزَاحِمْ وَاِنْ رَآهُ خَالِيًا قَبَّلَهُ ثَلَاثًا ثُمَّ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَاَيْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ وَلَوْلَا اَنِّىْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ ثُمَّ قَالَ عُمَرُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ حنظلہ بیان کرتے ہیں' میں نے طاؤس کو دیکھا کہ جب وہ حجر اسود کے پاس سے گزرتے تھے' تو اگر وہاں ہجوم زیادہ ہوتا تھا تو آگے گزر جاتے تھے اور لوگوں کے ساتھ مزاحمت نہیں کرتے تھے' لیکن اگر وہ جگہ خالی ہوتی تھی' تو وہ تین مرتبہ حجر اسود کو بوسہ دیتے تھے۔ انہوں نے یہ بات بیان کی کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو بھی ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: تم ایک پتھر ہو' تم کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے' کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے' اگر میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمہیں بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تمہیں بوسہ نہ دیتا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ بات بتائی: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی کرتے ہوئے دیکھا ہے (یعنی اگر ہجوم زیادہ ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل جاتے تھے ورنہ اسے بوسہ دیتے تھے)۔

2937-اخرجه البخاري في الحج، باب ما ذكر في الحجر الاسود (الحديث 1597) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقبيل الحجر الاسود في الطواف (الحديث 251) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في تقبيل الحجر (الحديث 1873) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقبيل الحجر (الحديث 860) . تحفة الاشراف (10473) .

2938-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (10503) .

باب كَيْفَ يَطُوفُ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ وَعَلٰى اَيِّ شِقَّيْهِ يَاْخُذُ اِذَا اسْتَلَمَ الْحَجَرَ

یہ باب ہے کہ پہلی مرتبہ آنے والا شخص طواف کیسے کرے اور جب وہ حجر اسود کا استلام کرے گا تو اسے کون سے پہلو کی طرف رکھے گا؟

2939 - اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ وَاصِلِ بْنِ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ مَضٰى عَلٰى يَمِيْنِهٖ فَرَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ اَتَى الْمَقَامَ فَقَالَ "(وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى)". فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَالْمَقَامُ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْبَيْتِ ثُمَّ اَتَى الْبَيْتَ بَعْدَ الرَّكْعَتَيْنِ فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا' پھر آپ دائیں طرف سے چلنے لگے اور آپ نے تین مرتبہ رمل کیا (یعنی تیز چلتے ہوئے طواف کیا) اور چار مرتبہ عام رفتار سے چلے' پھر آپ مقامِ ابراہیم کے پاس تشریف لائے اور یہ پڑھا:

"تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو"۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' مقامِ ابراہیم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خانہ کعبہ کے درمیان تھا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو رکعات ادا کرنے کے بعد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کا استلام کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے۔

باب كَمْ يَسْعٰى

یہ باب ہے کہ طواف کے دوران کتنی مرتبہ دوڑتے ہوئے چلا جائے گا

2940 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَرْمُلُ الثَّلَاثَ وَيَمْشِى الْاَرْبَعَ وَيَزْعُمُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما طواف کے) تین چکروں میں رمل کرتے تھے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلتے تھے' وہ یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

2939-اخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء ان عرفة كلها موقف (الحديث 150) مختصراً . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856) . تحفة الاشراف (2597) .

2940-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (8218) .

باب كَمْ يَمْشِي

یہ باب ہے کہ (طواف کے دوران) کتنی مرتبہ عام رفتار سے چلا جائے گا؟

2941 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ عَنْ مُوْسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا طَافَ فِي الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ اَوَّلَ مَا يَقْدَمُ فَاِنَّهُ يَسْعَى ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ وَّيَمْشِي اَرْبَعًا ثُمَّ يُصَلِّي سَجْدَتَيْنِ ثُمَّ يَطُوفُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج یا عمرہ کے موقع پر طواف کرنے کے لیے جب سب سے پہلی مرتبہ تشریف لائے' تو پہلے تین چکروں میں آپ دوڑتے ہوئے چلے' اور پھر چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کی سعی کی۔

باب الْخَبَبِ فِي الثَّلَاثَةِ مِنَ السَّبْعِ

یہ باب ہے کہ سات میں سے تین چکروں کے دوران تیزی سے دوڑنا

2942 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِي يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ يَقْدَمُ مَكَّةَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ اَوَّلَ مَا يَطُوْفُ يَخُبُّ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ مِّنَ السَّبْعِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ تشریف لائے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے حجر اسود کا استلام کیا اور سب سے پہلے طواف میں سات چکروں میں سے تین چکروں میں دوڑتے ہوئے چلے۔

شرح

خانہ کعبہ کے گرد ایک پھیرے کو شوط کہتے ہیں اور سات شوط کا ایک طواف ہوتا ہے، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے وقت تین پھیروں میں تو اس طرح تیز چلتے کہ قدم پاس پاس رکھتے اور جلد جلد اٹھاتے اور دوڑتے اور اچھلتے نہ تھے اور باقی چار پھیرے اپنی معمولی رفتار سے چل کر کرتے۔

2941-اخرجه البخاري في الحج، باب من طاف بالبيت اذا قدم مكة قبل ان يرجع الى بيته ثم صلى ركعتين، ثم خرج الى الصفا (الحديث 1616) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 231) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدعاء في الطواف (الحديث 1893) . تحفة الاشراف (8453) .

2942-اخرجه البخاري في الحج، باب استلام الحجر الاسود حين يقدم مكة اول ما يطوف و يرمل ثلاثا (الحديث 1603) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 232) . تحفة الاشراف (6981) .

باب الرَّمَلِ فِى الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ

یہ باب ہے کہ حج اور عمرے (میں طواف کے دوران) رمل کرنا

2943 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدٌ وَّعَبْدُ الرَّحْمٰنِ ابْنَا عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ قَالَا حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ اللَّيْثِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ فَرْقَدٍ عَنْ نَّافِعٍ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ كَانَ يَخُبُّ فِىْ طَوَافِهٖ حِيْنَ يَقْدَمُ فِىْ حَجٍّ اَوْ عُمْرَةٍ ثَلَاثًا وَّيَمْشِىْ اَرْبَعًا قَالَ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْعَلُ ذٰلِكَ .

☆☆ نافع بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حج یا عمرے کے موقع پر جب مکہ آتے اور پہلی مرتبہ طواف کرتے تھے' تو اس کے ابتدائی تین چکروں کے دوران تیزی سے دوڑتے تھے اور باقی چار چکروں کے دوران عام رفتار سے چلتے تھے' وہ یہ بات بیان کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

باب الرَّمَلِ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ

یہ باب ہے کہ حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کرنا

2944 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ مِنَ الْحَجَرِ اِلَى الْحَجَرِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِ ثَلَاثَةَ اَطْوَافٍ .

☆☆ امام مالک' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود سے لے کر حجر اسود تک رمل کیا تھا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکر اس طرح لگائے تھے۔

باب الْعِلَّةِ الَّتِىْ مِنْ اَجْلِهَا سَعَى النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ

یہ باب ہے کہ اس وجہ کا تذکرہ جس کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوڑتے ہوئے خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا

2945 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنِ ابْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا

2943-اخرجه البخاري في الحج، باب الرمل في الحج، و العمرة (الحديث 1604) تعليقًا مختصراً . تحفة الاشراف (8262) .

2944-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 235 و 236) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرمل من الحجر الى الحجر (الحديث 857) و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الرمل حول البيت (الحديث 2951) . تحفة الاشراف (2594) .

2945-اخرجه البخاري في الحج، باب كيف كان بدء الرمل (الحديث 1602)، و في المغازي، باب عمرة القضاء (الحديث 4256) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 240) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في الرمل (الحديث 1886) . تحفة الاشراف (5438) .

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ مَكَّةَ قَالَ الْمُشْرِكُونَ وَهَنَتْهُمْ حُمَّى يَثْرِبَ وَلَقُوْا مِنْهَا شَرًّا فَاَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى ذٰلِكَ فَاَمَرَ اَصْحَابَهُ اَنْ يَرْمُلُوْا وَاَنْ يَمْشُوا مَا بَيْنَ الرُّكْنَيْنِ وَكَانَ الْمُشْرِكُونَ مِنْ نَاحِيَةِ الْحِجْرِ فَقَالُوْا لَهٰؤُلَاءِ اَجْلَدُ مِنْ كَذَا .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مکہ مکرمہ تشریف لائے' تو مشرکین نے کہا: یثرب (یعنی مدینہ منورہ) کے بخار نے انہیں کمزور کر دیا ہے اور انہیں بُری صورتِ حال کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اطلاع دے دی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کو یہ حکم دیا' کہ وہ رمل کریں اور جب وہ دو رکنوں کے درمیان پہنچیں' تو عام رفتار سے چلنا شروع کر دیں' مشرکین اس وقت حطیم والی طرف موجود تھے' انہوں نے (جب اس طرف سے گزرتے ہوئے صحابہ کو دوڑتے ہوئے دیکھا) تو بولے: یہ تو فلاں سے بھی زیادہ طاقتور لگ رہے ہیں۔

2946 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الزُّبَيْرِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ سَاَلَ رَجُلٌ ابْنَ عُمَرَ عَنِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ فَقَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ . فَقَالَ الرَّجُلُ اَرَاَيْتَ اِنْ زُحِمْتُ عَلَيْهِ اَوْ غُلِبْتُ عَلَيْهِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اجْعَلْ اَرَاَيْتَ بِالْيَمَنِ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ .

☆☆ زبیر بن عدی بیان کرتے ہیں' ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجرِ اسود کا استلام کرنے کے بارے میں دریافت کیا' تو انہوں نے بتایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے۔ اس شخص نے دریافت کیا: آپ کا کیا خیال ہے' اگر وہاں ہجوم زیادہ ہو یا وہاں تک پہنچا نہ جا سکتا ہو؟ تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

''آپ کے خیال'' کو یمن بھیج دو' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا استلام کرتے ہوئے اور اسے بوسہ دیتے ہوئے دیکھا ہے''۔

باب اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ فِيْ كُلِّ طَوَافٍ

یہ باب ہے کہ (طواف کے) ہر چکر کے دوران دو ارکان کا استلام کرنا

2947 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ اَبِيْ رَوَّادٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ الْيَمَانِيَ وَالْحَجَرَ فِيْ كُلِّ طَوَافٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طواف کے) ہر چکر کے دوران رکن یمانی اور حجرِ اسود کا

2946-اخرجه البخاري في الحج، باب تقبيل الحجر (الحديث 1611) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في تقبيل الحجر (الحديث 861) . تحفة الاشراف (6719) .

2947-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب استلام الاركان (الحديث 1876) . تحفة الاشراف (7761) .

استلام کیا کرتے تھے۔

2948 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ وَّمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَسْتَلِمُ اِلَّا الْحَجَرَ وَالرُّكْنَ الْيَمَانِيَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف حجر اسود اور رکن یمانی کا استلام کیا کرتے تھے۔

باب مَسْحِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ

یہ باب ہے کہ دو یمانی ارکان کو ہاتھ لگانا

2949 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مِنَ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صرف دو یمانی ارکان پر ہاتھ لگاتے ہوئے دیکھا ہے۔

شرح

کعبہ مقدسہ کے چار رکن یعنی چار کونے ہیں، ایک رکن تو وہ ہے جس میں حجر اسود نصب ہے، دوسرا اس کے سامنے ہے اور حقیقت میں "یمانی" اسی رکن کا نام ہے، مگر اس طرف کے دونوں ہی رکن کو تغلیبا رکن یمانی ہی کہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دو رکن اور ہیں جن میں سے ایک تو رکن عراقی ہے اور دوسرا رکن شامی مگر ان دونوں کو رکن شامی ہی کہتے ہیں۔ جن میں رکن حجر اسود ہے اس کو دوہری فضیلت حاصل ہے، ایک فضیلت تو اسے اس لئے حاصل ہے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بنایا ہوا ہے اور دوسری فضیلت یوں حاصل ہے کہ اس میں حجر اسود ہے، جب کہ رکن یمانی کو صرف یہی ایک فضیلت حاصل ہے کہ اسے حضرت ابراہیم نے بنایا ہے۔ حاصل یہ ہے کہ ان دونوں رکن کو رکن شامی و عراقی پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔

اسی لئے "اسلام" انہیں دونوں رکن کے ساتھ مختص ہے۔ "استلام" کے معنی ہیں "لمس کرنا یعنی چھونا" یہ چھونا خواہ ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ ہو یا بوسہ کے ساتھ اور یا دونوں کے ساتھ لہٰذا جب یہ لفظ رکن اسود کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو اس سے حجر اسود کو چومنا مقصود ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت استعمال ہوتا ہے تو اس سے رکن یمانی کو صرف چھونا مراد ہوتا ہے۔

چونکہ رکن اسود، رکن یمانی سے افضل ہے اس لئے اس کو بوسہ دیتے ہیں یا ہاتھ وغیرہ لگا کر یا کسی چیز سے اس کی طرف اشارہ کر کے چومتے ہیں اور رکن یمانی کو صرف چوما جاتا ہے اس کو بوسہ نہیں دیا جاتا، بقیہ دونوں رکن یعنی شامی اور عراقی کو نہ

2948-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 244) . تحفة الاشراف (7880) .

2949-اخرجه البخاري في الحج، باب من لم يستلم الا الركنين اليمانيين (الحديث 1609) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 242) . و اخرجه ابو داؤد في في المناسك، باب استلام الاركان (الحديث 1874) تحفة الاشراف (6906) .

بوسہ دیتے ہیں اور نہ ہاتھ لگاتے ہیں، چنانچہ مسئلہ یہی ہے کہ حجر اسود اور رکن یمانی کے علاوہ کسی اور پتھر وغیرہ کو نہ چومنا چاہئے اور نہ ہاتھ لگانا چاہئے۔

باب تَرْكِ اسْتِلَامِ الرُّكْنَيْنِ الْاٰخَرَيْنِ

یہ باب ہے کہ باقی دو ارکان کا استلام نہ کرنا

2950 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَابْنِ جُرَيْجٍ وَّمَالِكٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَاَيْتُكَ لَا تَسْتَلِمُ مِنَ الْاَرْكَانِ اِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ الْيَمَانِيَيْنِ . قَالَ لَمْ اَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ اِلَّا هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُخْتَصَرٌ .

☆☆ عبید بن جریج بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: میں نے آپ کے بارے میں یہ بات نوٹ کی ہے کہ آپ ان دو یمانی ارکان کا استلام کرتے ہیں' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف انہی دو ارکان کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

(امام نسائی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:) یہ روایت مختصر ہے۔

2951 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرٍو وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُ مِنْ اَرْكَانِ الْبَيْتِ اِلَّا الرُّكْنَ الْاَسْوَدَ وَالَّذِيْ يَلِيْهِ مِنْ نَّحْوِ دُوْرِ الْجُمَحِيِّيْنَ .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے ارکان میں سے صرف حجر اسود اور اس کے ساتھ والے رکن کا استلام کرتے تھے جو بنو جمح کے گھروں کی طرف تھا۔

2952 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ هٰذَيْنِ الرُّكْنَيْنِ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُمَا الْيَمَانِيَ

2950-اخرجه البخاري في الوضوء، باب غسل الرجلين في النعلين ولا يمسح على النعلين (الحديث 166) مطولاً، و في اللباس، باب النعال السبتية و غيرها (الحديث 5851) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الاهلال من حيث تنبعث الراحلة (الحديث 25 و 26) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في وقت الاحرام (الحديث 1772) . و الحديث عند: الترمذي في الشمائل، باب ما جاء في نعل رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 74) و النسائي في الطهارة، باب الوضوء في النعل (الحديث 117)، و في مناسك الحج، العمل في الاهلال (الحديث 2759)، و في الزينة، تصفير اللحية (الحديث 5258) . و ابن ماجه في اللباس، باب الخضاب بالصفرة (الحديث 3626) تحفة الاشراف (7316) .

2951-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 243) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب استلام الحجر (الحديث 2946) . تحفة الاشراف (6988) .

2952-اخرجه البخاري في الحج، باب الرمل في الحج و العمرة (الحديث 1606) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب استلام الركنين اليمانيين في الطواف دون الركنين الآخرين (الحديث 245) . تحفة الاشراف (8152) .

وَالْحَجَرَ فِي شِدَّةٍ وَّلَا رَخَاءٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب سے میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن یمانی اور حجر اسود کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے اس کے بعد میں نے کبھی بھی سختی یا گرمی کے دوران (یعنی ہجوم کی کثرت یا قلت) کے دوران ان دونوں ارکان کا استلام ترک نہیں کیا۔

2953 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ قَالَ حَدَّثَنَا اَيُّوْبُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مَا تَرَكْتُ اسْتِلَامَ الْحَجَرِ فِيْ رَخَاءٍ وَّلَا شِدَّةٍ مُنْذُ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهٗ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے اس کا استلام کرتے ہوئے دیکھا ہے میں نے کبھی بھی نرمی یا سختی (یعنی ہجوم کی کمی یا زیادتی) کے دوران حجر اسود کا استلام ترک نہیں کیا۔

باب اسْتِلَامِ الرُّكْنِ بِالْمِحْجَنِ

یہ باب ہے کہ چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کرنا

2954 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى وَسُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى بَعِيْرٍ يَسْتَلِمُ الرُّكْنَ بِمِحْجَنٍ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر بیٹھ کر طواف کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چھڑی کے ذریعے حجر اسود کا استلام کیا۔

باب الْاِشَارَةِ اِلَى الرُّكْنِ

یہ باب ہے کہ حجر اسود کی طرف اشارہ کرنا

2955 - اَخْبَرَنَا بِشْرُ بْنُ هِلَالٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ خَالِدٍ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ فَاِذَا انْتَهٰى اِلَى الرُّكْنِ اَشَارَ اِلَيْهِ ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر بیٹھ کر بیت اللہ کا طواف کیا تھا' جب آپ رکن کے پاس پہنچتے تھے تو اس کی طرف اشارہ کر دیتے تھے۔

2953-انفرد به النسائي ـ تحفة الاشراف (7596) ـ

2954-تقدم (الحديث 712) ـ

2955-اخرجه البخاري في الحج، باب من اشار الى الركن اذا اتى عليه (الحديث 1612)، و باب التكبير عند الركن (الحديث 1613)، وباب المريض يطوف راكبًا (الحديث 1632)، و في الطلاق، باب الاشارة في الطلاق و الامور (الحديث 5293) ـ و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الطواف راكبًا (الحديث 865) ـ تحفة الاشراف (6050) ـ

باب قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ (خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ)

یہ باب ہے کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو''

2956 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ مُسْلِمًا الْبَطِيْنَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الْمَرْاَةُ تَطُوْفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ تَقُوْلُ الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ اَوْ كُلُّهُ وَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا اُحِلُّهُ قَالَ فَنَزَلَتْ (يَا بَنِيْ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: پہلے (زمانۂ جاہلیت میں) عورت برہنہ ہو کر خانہ کعبہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہا کرتی تھی:

''آج اس کا کچھ حصہ یا وہ مکمل طور پر ظاہر ہوگا اور اس کا جو حصہ ظاہر ہوگا تو میں اسے حلال قرار نہیں دوں گی''۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تو یہ حکم نازل ہوا: ''اے اولادِ آدم! تم ہر نماز کے وقت زینت اختیار کرو''۔

طواف ونماز کے وقت زینت اختیار رکھنے کا بیان

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے اولادِ آدم! ہر عبادت کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو، اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچ نہ کرو، بیشک اللہ فضول خرچ کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ (الاعراف،۳۱)

برہنہ طواف کی ممانعت کا شانِ نزول اور لوگوں کے سامنے برہنہ ہونے کی ممانعت

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ پہلے عورت برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی اور یہ کہتی تھی: کوئی مجھے ایک کپڑا دے دیتا جس کو میں اپنی شرم گاہ پر ڈال دیتی، آج بعض یا کل کھل جائے گا اور جو کھل جائے گا میں اس کو کبھی حلال نہیں کروں گی۔ تب یہ آیت نازل ہوئی ہر نماز کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو۔ (صحیح مسلم تفسیر 302825)7416، مکتبہ نزار مصطفیٰ مکہ مکرمہ،1417ھ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو زینت کا حکم دیا۔ زینت سے مراد وہ لباس ہے جو شرم گاہ چھپائے۔ اس کے علاوہ عمدہ کپڑے اور اچھی چیزیں بھی زینت ہیں اور انہیں یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ ہر نماز کے وقت اپنی زینت کو پہنیں۔ (جامع البیان، ج8، ص211، مطبوعہ دارالفکر، بیروت، 5141ھ)

زہری بیان کرتے ہیں کہ عرب بیت اللہ کا برہنہ طواف کرتے تھے، ماسوا قریش اور ان کے حلیفوں کے۔ ان کے علاوہ جو لوگ طواف کرنے کے لیے آتے، وہ اپنے کپڑے اتار دیتے اور قریش کے دیے ہوئے کپڑے پہن لیتے اور اگر ان کو قریش میں سے کوئی عاریتاً کپڑے دینے والا نہ ملتا تو وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف کرتا اور اگر وہ اپنے کپڑے پھینک کر برہنہ طواف

2956-اخرجه مسلم في التفسير، باب في قوله تعالى: (خذوا زينتكم عند كل مسجد) (الحديث 25) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة الاعراف (الحديث 202) . تحفة الاشراف (5615) .

کرتا اور اگر وہ ان ہی کپڑوں میں طواف کر لیتا تو وہ طواف کے بعد ان کپڑوں کو پھینک دیتا اور ان کپڑوں کو اپنے اوپر حرام کر لیتا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہر نماز کے وقت اپنے کپڑے پہن لیا کرو۔

(جامع البیان، ج 8، ص 213، مطبوعہ دار الفکر، بیروت 1415ھ)

امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی 261ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس حج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امیر بنایا تھا جو حجۃ الوداع سے پہلے تھا، اس میں حضرت ابوبکر نے مجھے لوگوں کی ایک جماعت کے ساتھ قربانی کے دن یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ کوئی بیت اللہ کا برہنہ طواف کرے گا۔ (صحیح مسلم، ج: 435، 1347)(3229)۔ صحیح البخاری، ج 2، رقم الحدیث: 1622۔ سنن ابوداود، ج 2، رقم الحدیث: 1046۔ سنن نسائی، ج 5، رقم الحدیث: 2957)

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بھاری پتھر اٹھا کر لا رہا تھا اور میں نے چھوٹا سا تہبند باندھا ہوا تھا۔ اچانک میرا تہبند کھل گیا، اس وقت میرے کندھے پر وزنی پتھر تھا، اس وجہ سے میں تہبند کو اٹھا نہیں سکا، حتیٰ کہ میں نے پتھر کو اس کی جگہ پہنچا دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جا کر اپنا تہبند اٹھاؤ اور اس کو باندھ لو اور ننگے بدن نہ پھرا کرو۔ (صحیح مسلم، حیض 78، 341)(757۔ سنن ابوداود، ج 4، رقم الحدیث: 4016)

تعمیر کعبہ کے وقت تہبند اتار کر کندھے پر رکھنے کی روایت پر بحث ونظر: امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی 256ھ روایت کرتے ہیں: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب کعبہ کو بنایا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور عباس پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے۔ عباس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پتھروں کی وجہ سے اپنا تہبند اپنے کندھے پر رکھ لیں، آپ نے ایسا کیا پھر آپ زمین پر گر گئے اور آپ کی دونوں آنکھیں آسمان کی طرف لگی ہوئی تھیں، پھر آپ کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا میری چادر، میری چادر، پھر آپ پر چادر باندھ دی گئی۔ (صحیح البخاری، ج 2، رقم الحدیث: 1582، ج 4، رقم الحدیث: 3829۔ صحیح مسلم، الحیض: 76، (3409)(755، مسند احمد، ج 2، ص 295، ج 3، ص 380، 310)

اس حدیث میں یہ ذکر ہے کہ آپ نے اپنا تہبند اتار دیا تھا اور آپ معاذ اللہ برہنہ ہو گئے، اور اسی کی دہشت سے آپ بے ہوش ہو گئے۔ یہ حدیث آپ کے بلند منصب، آپ کی عظمت اور شان اور آپ کے مقام نبوت کے خلاف ہے۔ علامہ نووی، علامہ عینی اور علامہ عسقلانی میں سے کسی نے بھی اس اشکال کو دور کرنے کی کوشش نہیں کی۔ علامہ قرطبی نے اس حدیث کو المفہم میں شامل نہیں کیا۔ صرف علامہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی 828ھ نے اپنی شرح میں اس اشکال کو دور کرنے کی سعی کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں: اس حدیث میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ کا ستر کھل گیا تھا، کیونکہ آپ اول امر میں تہبند کھلتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑے اور غالباً اس وقت آپ پر کسی کی نظر نہیں پڑی تھی اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھے یہ عزت اور کرامت دی ہے کہ میں مختون پیدا ہوا اور میری شرم گاہ کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ (المعجم الصغیر، رقم الحدیث: 936۔ المعجم الاوسط، ج 7، رقم الحدیث: 6144۔ دلائل النبوۃ

لابی نعیم، ج 1، رقم الحدیث: 91۔ مجمع الزوائد، ج 8، ص 224۔ کنز العمال، ج 11، رقم الحدیث: 32134، 31924)۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی سفیان بن محمد فزاری متفرد ہے۔ علامہ ابن جوزی نے اس پر جرح کی ہے۔ العلل المتناھیہ، ج 1، ص 165، حافظ ابن کثیر نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ البدایہ والنہایہ، ج 2، ص 265)

اور بعض روایات میں ہے کہ فرشتہ نازل ہوا اور اس نے میرا تہبند باندھ دیا (اکمال اکمال المعلم، ج 2، ص 190، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ)

ہر دن کہ یہ حدیث جس میں آپ کے تہبند کھولنے کا ذکر ہے۔ سند صحیح کے ساتھ مروی ہے لیکن اول تو یہ مراسیل صحابہ میں سے ہے جن کا مقبول ہونا بہرحال مختلف فیہ ہے۔ ثانیاً یہ حدیث درایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ قریش نے بعثت سے پانچ سال پہلے کعبہ بنایا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر شریف پینتیس سال تھی اور پینتیس سال کے مرد کے لیے اس کے چچا کا ازراہ شفقت یہ کہنا کہ "تم اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لو تا کہ تم کو پتھر نہ چبھیں" درایتاً صحیح نہیں ہے۔ یہ بات کسی کم سن بچہ کے حق میں تو کہی جا سکتی ہے، پینتیس سال کے مرد کے لیے صحیح نہیں ہے اور علامہ بدر الدین عینی، علامہ ابن حجر وغیرہما نے امام ابن اسحاق سے یہی نقل کیا ہے کہ قریش کے کعبہ بنانے کا واقعہ بعثت سے پانچ سال پہلے کا ہے۔

علامہ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی لکھتے ہیں: امام عبدالرزاق نے اور اسی سند کے ساتھ امام حاکم اور امام طبرانی نے نقل کیا ہے کہ قریش نے وادی کے پتھروں سے کعبہ کو بنایا اور اس کو آسمان کی جانب بیس (20) ہاتھ بلند کیا اور جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اجیاد سے پتھر اٹھا اٹھا کر لا رہے تھے اس وقت آپ نے ایک دھاری دار چادر کا تہبند باندھا ہوا تھا۔ آپ نے اس چادر کا پلو اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور اس چادر کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے آپ کی شرم گاہ ظاہر ہوگئی۔ اس وقت ایک آواز آئی: اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی شرم گاہ ڈھانپ لیں، اس کے بعد آپ کو عریاں نہیں دیکھا گیا، اس وقت آپ کی بعثت میں پانچ سال تھے۔ اس کے بعد علامہ ابن حجر نے امام عبدالرزاق کی سند سے لکھا کہ مجاہد نے کہا کہ یہ بعثت سے پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے۔ (اس وقت آپ کی عمر پچیس سال تھی) امام عبدالبر نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اسی پر اعتماد کیا ہے۔ لیکن مشہور پہلا قول ہے (یعنی بعثت سے پانچ سال پہلے کا)

(فتح الباری ج 3، ص 441، 442، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، 1401ھ)

علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی 855ھ لکھتے ہیں: طبقات ابن سعد میں محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیر کے لیے پتھر لا رہے تھے، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال کی تھی۔ لوگوں نے اپنے اپنے تہبند اپنے اپنے کندھوں کے اوپر رکھے ہوئے تھے۔ سو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا کیا پھر آپ گر پڑے اور آپ کو ندا کی گئی "اپنی شرم گاہ کو ڈھکیے" اور یہ آپ کو پہلی ندا کی گئی تھی۔ ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! اپنا تہبند اپنے سر کے نیچے رکھ لو۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر جو مصیبت آئی ہے، وہ صرف برہنہ ہونے کی وجہ سے آئی ہے۔

(عمدۃ القاری، ج 9، ص 215۔ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ، 1348ھ)

امام عبدالملک بن ہشام متوفی 213ھ لکھتے ہیں: امام ابن اسحاق نے کہا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پینتیس سال کی ہوئی تو قریش نے کعبہ کے بنانے پر اتفاق کیا۔

(السیرۃ النبویہ، ج1، ص229، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1415ھ)

علامہ ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی المتوفی 581ھ لکھتے ہیں: کعبہ کو پانچ مرتبہ بنایا گیا پہلی بار شیث بن آدم نے بنایا۔ دوسری بار حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان ہی بنیادوں پر بنایا اور تیسری بار اسلام سے پانچ سال پہلے قریش نے بنایا۔ چوتھی بار حضرت عبداللہ بن زبیر نے بنایا اور پانچویں بار عبدالملک بن مروان نے بنایا۔

(الروض الانف، ج1، ص127، مطبوعہ مکتبہ فاروقیہ، ملتان)

علامہ ابی مالکی متوفی 828ھ نے بھی علامہ سہیلی کے حوالے سے اس عبارت کو نقل کیا ہے۔

(اکمال اکمال المعلم، ج2، ص189، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ)

علامہ محمد بن یوسف صالحی شامی متوفی 942ھ لکھتے ہیں: حافظ ابن حجر عسقلانی نے لکھا ہے کہ مجاہد سے منقول ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پندرہ سال پہلے کا واقعہ ہے اور امام ابن اسحاق نے جس پر جزم کیا ہے وہ یہ ہے کہ یہ آپ کی بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے اور یہی صحیح ہے۔ (سبل الہدیٰ والرشاد، ج2، ص173، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1414ھ)

ہم نے متعدد مستند کتب کے حوالہ جات سے یہ بیان کیا ہے کہ قریش نے جس وقت کعبہ کی تعمیر کی تھی، اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال تھی اور پینتیس سال کے کسی عام مہذب انسان کے حال سے بھی یہ بہت بعید ہے کہ وہ اپنا تہبند اتار کر اپنے کندھے پر رکھ لے۔ چہ جائیکہ وہ شخص ہو جس کی حیا اور وقار تمام دنیا میں سب سے عظیم اور مثالی ہو۔ اس لیے یہ احادیث ہر چند کہ سنداً صحیح ہیں لیکن درایۃً صحیح نہیں ہیں، جبکہ اس حدیث کے راوی حضرت جابر بن عبداللہ انصاری ہیں اور اس واقعہ کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔ کیونکہ یہ 94 سال کی عمر گزار کر 74ھ میں فوت ہوئے تھے۔ (الاستیعاب علی ہامش الاصابہ، ج1، ص222)۔ اس حساب سے ہجرت کے وقت ان کی عمر 20 سال تھی۔ اور بعثت کے وقت ان کی عمر سات سال تھی اور یہ بعثت سے پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے تو اس وقت ان کی عمر دو سال تھی اور اس وقت یہ مدینہ میں تھے حالانکہ یہ مکہ کا واقعہ ہے۔ اس لیے ظاہر ہے کہ انہوں نے یہ واقعہ کسی سے سنا ہوگا جس کے نام کی انہوں نے تصریح نہیں کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیا اور وقار پر کوئی حرف آنے کی بہ نسبت ہمیں یہ زیادہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت کو مسترد کر دیا جائے کیونکہ روایت حدیث میں امام بخاری اور امام مسلم کی جو عظمت اور مقام ہے، اس کی بہ نسبت کہیں زیادہ بلکہ سب سے زیادہ عظمت اور شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاء اور وقار کی ہے۔

2957 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ حُمَيْدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ اَخْبَرَهُ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ بَعَثَهُ فِي الْحَجَّةِ الَّتِيْ اَمَّرَهُ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فِيْ رَهْطٍ يُؤَذِّنُ فِي النَّاسِ "اَلَا لَا يَحُجَّنَّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ

عُرْيَانٌ" .

☆☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جس حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امیر حج مقرر کیا تھا' جو حجۃ الوداع سے ایک سال پہلے ہوا تھا' اس حج کے موقع پر حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے چند لوگوں کے ہمراہ بھیجا تھا تا کہ وہ لوگوں میں یہ اعلان کریں گے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک شخص حج نہیں کر سکے گا اور کوئی شخص برہنہ ہو کر بیت اللہ کا طواف نہیں کر سکے گا۔

2958 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ وَّعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيْرَةِ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ الْمُحَرَّرِ بْنِ اَبِیْ هُرَيْرَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ جِئْتُ مَعَ عَلِيِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ حِيْنَ بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى اَهْلِ مَكَّةَ بِبَرَائَةَ قَالَ "مَا كُنْتُمْ تُنَادُوْنَ" . قَالَ كُنَّا نُنَادِیْ "اِنَّهُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ مُّؤْمِنَةٌ وَّلَا يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ عُرْيَانٌ وَّمَنْ كَانَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَهْدٌ فَاَجَلُهُ اَوْ اَمَدُهُ اِلٰى اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فَاِذَا مَضَتِ الْاَرْبَعَةُ اَشْهُرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بَرِیْءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَرَسُوْلُهُ وَلَا يَحُجُّ بَعْدَ الْعَامِ مُشْرِكٌ" . فَكُنْتُ اُنَادِیْ حَتّٰى صَحِلَ صَوْتِیْ .

☆☆ محرر بن ابو ہریرہ اپنے والد (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں حضرت علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ آیا' جب اللہ کے رسول نے انہیں اہل مکہ کی طرف بری الذمہ ہونے کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا تھا۔

راوی نے دریافت کیا: آپ لوگوں نے کیا اعلان کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہم نے یہ اعلان کیا تھا کہ جنت میں صرف مؤمن شخص داخل ہو سکے گا اور کوئی برہنہ شخص خانہ کعبہ کا طواف نہیں کر سکے گا اور جس شخص کا اللہ کے رسول کے ساتھ کوئی معاہدہ ہے' تو اس کی مدت آئندہ چار ماہ تک ہے' جب چار ماہ گزر جائیں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول مشرکین (کے ساتھ کیے ہوئے معاہدے) سے بری الذمہ ہوں گے اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا۔ (حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:) میں یہ اعلان کرتا رہا یہاں تک کہ میری آواز بیٹھ گئی۔

باب اَيْنَ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ آدمی طواف کی دو رکعات کہاں ادا کرے گا؟

2957-اخرجه النسائي في الصلاة، باب ما يستر من العورة (الحديث 369)، و في الحج، باب لا يطوف بالبيت عريان و لا يحج مشرك (الحديث 1622)، و في الجزية و الموادعة، باب كيف ينبذ الى اهل العهد (الحديث 3177)، و في المغازي، باب حج ابي بكر بالناس في سنة تسع (الحديث 4363)، و في التفسير، باب (فسيحوا في الارض اربعة اشهر و اعلموا انكم غير معجزي الله و ان الله مخزي الكافرين) (الحديث 4655) مطولاً، وباب (واذان من الله و رسوله الى الناس يوم الحج الاكبر ان الله بري من المشركين و رسوله، فان تبتم فهو خير لكم و ان توليتم فاعلموا انكم غير معجزي الله و بشر الذين كفروا بعذاب اليم) (الحديث 4656) مطولاً . و اخرجه مسلم في الحج، باب لا يحج البيت مشرك و لا يطوف بالبيت عريان و بيان يوم الحج الاكبر (الحديث 435) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب يوم الحج الاكبر (الحديث 1946) . تحفة الاشراف (6624) .

2958-اخرجه النسائي في التفسير: سورة براءة (الحديث 233) تحفة الاشراف (14353) .

2959 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ يَّحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ كَثِيْرِ بْنِ كَثِيْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْمُطَّلِبِ بْنِ اَبِيْ وَدَاعَةَ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَ مِنْ سُبْعِهٖ جَآءَ حَاشِيَةَ الْمَطَافِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الطَّوَّافِيْنَ اَحَدٌ ۔

☆☆ حضرت مطلب بن ابووداعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے کہ جب آپ سات چکر لگا کر فارغ ہوئے تو آپ مطاف کے کنارے پر آئے اور آپ نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی' آپ کے اور طواف کرنے والوں کے درمیان کوئی چیز نہیں تھی۔

2960 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو قَالَ يَعْنِيْ ابْنَ عُمَرَ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَطَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا وَّصَلّٰى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَطَافَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَقَالَ (لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ) ۔

☆☆ عمرو بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے' آپ نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' پھر آپ نے مقامِ ابراہیم کے پاس دو رکعات نماز ادا کی' پھر آپ نے صفا و مروہ کی سعی کی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

بے شک اللہ کے رسول کے طریقے میں تمہارے لیے بہترین نمونہ ہے۔

باب الْقَوْلِ بَعْدَ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات ادا کرنے کے بعد گفتگو کرنا

2961 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ قَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) وَرَفَعَ صَوْتَهٗ يُسْمِعُ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ" . فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتّٰى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" . فَكَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَهٗ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهٗ ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتّٰى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْمَسِيْلِ فَسَعٰى حَتّٰى صَعِدَتْ

2959-تقدم (الحديث 757) .

2960-تقدم (الحديث 2930) .

2961-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856) مختصراً، و باب ما جاء انه يبدا بالصفا قبل المروة (الحديث 862) مختصرًا و اخرجه النسائي في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2962) مختصراً، و القراءة في ركعتي الطواف (الحديث 2963) مختصراً، و الذكر و الدعاء على الصفا (الحديث 2974) . و اخرجه ابن ماجه في اقامة الصلاة والسنة فيها، باب القبلة (الحديث 1008)مختصراً . و الحديث عند: ابي داؤد في الحروف و القرآن، باب 1 . (3969) . تحفة الاشراف (2595) .

قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتَّى اَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں:
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے سات چکر لگائے' ان میں سے تین چکروں میں آپ دوڑے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے' پھر مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کھڑے ہوئے اور آپ نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''اور تم مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز میں اسے تلاوت کیا' یہ آواز لوگوں تک پہنچی' پھر آپ نے نماز مکمل کی' پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا اور پھر تشریف لے گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہم آغاز اس سے کریں گے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا سے آغاز کیا' آپ اوپر چڑھ گئے یہاں تک کہ بیت اللہ آپ کے سامنے آ گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے' وہ زندگی دیتا ہے' وہ موت دیتا ہے' وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیا' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ کو منظور تھا وہ دعا مانگی' پھر چلتے ہوئے اس سے نیچے آئے' یہاں تک کہ آپ کے دونوں پاؤں نشیب تک پہنچ گئے' پھر آپ دوڑے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں اوپر کی طرف بلند ہونے لگے تو آپ نے چلنا شروع کر دیا' پھر آپ مروہ پر تشریف لائے' آپ اس پر چڑھ گئے' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا' اس کی پاکی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ کو منظور تھا وہ دعا مانگی' ایسا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم طواف سے فارغ ہو گئے (یعنی سعی سے فارغ ہو گئے)۔

2962 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ

رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَافَ سَبْعًا رَمَلَ ثَلَاثًا وَّمَشٰى اَرْبَعًا ثُمَّ قَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى سَجْدَتَيْنِ وَجَعَلَ الْمَقَامَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَعْبَةِ ثُمَّ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ ثُمَّ خَرَجَ فَقَالَ "اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَابْدَئُوْا بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ" .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف میں سات چکر لگائے' جن میں تین چکروں کے دوران آپ تیز رفتاری سے چلے' اور چار چکروں کے دوران عام رفتار سے چلے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو رکعات نماز ادا کی' آپ نے مقام ابراہیم کو اپنے اور کعبہ کے درمیان کرلیا' پھر آپ نے حجر اسود کو بوسہ دیا' پھر آپ باہر تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (یعنی یہ آیت تلاوت کی):

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

تو تم لوگ اس کے ذریعے آغاز کرو جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

باب الْقِرَاَةِ فِيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ

یہ باب ہے کہ طواف کی دو رکعات میں قرأت کرنا

2963 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ بْنِ سَعِيْدِ بْنِ كَثِيْرِ بْنِ دِيْنَارٍ الْحِمْصِيُّ عَنِ الْوَلِيْدِ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا انْتَهٰى اِلٰى مَقَامِ اِبْرَاهِيْمَ قَرَاَ (وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى) فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَقَرَاَ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ وَ (قُلْ يٰاَيُّهَا الْكَافِرُوْنَ) وَ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) ثُمَّ عَادَ اِلَى الرُّكْنِ فَاسْتَلَمَهٗ ثُمَّ خَرَجَ اِلَى الصَّفَا .

★★ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مقام ابراہیم کے پاس تشریف لائے تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں دو رکعات نماز ادا کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (پہلی رکعت میں) سورۂ فاتحہ اور سورۂ کافرون (جبکہ دوسری

2962-تقدم في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2961) .

2963-انفرد به النسائي: و الحديث عند: ابي داؤد في الحروف و القرآن، باب 1 . (3969) . و الترمذي في الحج، باب ما جاء في كيف الطواف (الحديث 856)، و باب ما جاء انه يبدا بالصفا قبل المروة (الحديث 862) . و النسائي في مناسك الحج، القول بعد ركعتي الطواف (الحديث 2961 و 2962) . و الذكر و الدعاء على الصفا (الحديث 2974) . تحفة الاشراف (2595) .

رکعت میں سورۂ فاتحہ) اور سورۂ اخلاص کی تلاوت کی' پھر آپ ﷺ واپس حجر اسود کے پاس تشریف لے گئے' اس کا استلام کیا' پھر آپ ﷺ صفا کی طرف تشریف لے گئے۔

باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ

یہ باب ہے کہ آب زم زم پینا

2964 - اَخْبَرَنَا زِيَادُ بْنُ اَيُّوْبَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَاصِمٌ وَّمُغِيْرَةُ ح وَاَنْبَاَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَاصِمٌ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَرِبَ مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ وَهُوَ قَائِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے کھڑے ہو کر آب زم زم پیا تھا۔

باب الشُّرْبِ مِنْ زَمْزَمَ قَائِمًا

یہ باب ہے کہ کھڑے ہو کر آب زم زم پینا

2965 - اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عَاصِمٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَقَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ زَمْزَمَ فَشَرِبَهُ وَهُوَ قَائِمٌ .

☆☆ حضرت ابن عباس ﷺ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کو آب زم زم پلایا' آپ نے کھڑے ہو کر اسے پیا۔

باب ذِكْرِ خُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِىْ يُخْرُجُ مِنْهُ .

یہ باب ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا اس دروازے سے باہر صفا کی طرف تشریف لے جانا جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے

2966 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ

2964-اخرجه البخاري في الحج، باب ما جاء في زمزم (الحديث 1637)، و في الاشربة، باب الشرب قائمًا (الحديث 5617) . و اخرجه مسلم في الاشربة، باب في الشرب من زمزم قائمًا (الحديث 117 و 118 و 119 و 120) . واخرجه الترمذي في الاشربة، باب ما جاء في الرخصة في الشرب قائمًا (الحديث 1882)، و في الشمائل، باب ما جاء في صفة شرب رسول الله صلى الله عليه وسلم (الحديث 197 و 199) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الشراب من ماء زمزم قائمًا (الحديث 2965) . و اخرجه ابن ماجه في الاشربة، باب الشرب قائمًا (الحديث 3422) . تحفة الاشراف (5767) .

2965-تقدم (الحديث 2964) .

ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ لَمَّا قَدِمَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ طَافَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا ثُمَّ صَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ خَرَجَ إِلَى الصَّفَا مِنَ الْبَابِ الَّذِي يُخْرَجُ مِنْهُ فَطَافَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . قَالَ شُعْبَةُ وَأَخْبَرَنِي أَيُّوبُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ قَالَ سُنَّةٌ .

★★ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے' پھر آپ نے مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت نماز ادا کی' پھر اُس دروازے میں سے صفا کی طرف تشریف لے گئے' جس دروازے سے باہر جایا جاتا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کا طواف کیا۔

ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول منقول ہے: ایسا کرنا سنت ہے۔

باب ذِكْرِ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ صفا اور مروہ کا تذکرہ

2967 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ قَرَأْتُ عَلَى عَائِشَةَ (فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) قُلْتُ مَا أُبَالِي اَنْ لَا اَطُوفَ بَيْنَهُمَا . فَقَالَتْ بِئْسَمَا قُلْتَ اِنَّمَا كَانَ نَاسٌ مِّنْ اَهْلِ الْجَاهِلِيَّةِ لَا يَطُوفُونَ بَيْنَهُمَا فَلَمَّا كَانَ الْإِسْلَامُ وَنَزَلَ الْقُرْآنُ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ) الْآيَةَ فَطَافَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطُفْنَا مَعَهُ فَكَانَتْ سُنَّةً .

★★ عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے (اس آیت کی تلاوت کی:)

''اور ایسے شخص پر کوئی گناہ نہیں ہے' جب وہ ان دونوں کا طواف کر لیتا ہے''۔

میں نے کہا: میں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا کہ اگر میں ان دونوں کا طواف نہیں کرتا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم نے بہت غلط بات کہی ہے' زمانہ جاہلیت کے لوگ ان دونوں کا طواف نہیں کیا کرتے تھے' جب اسلام آیا اور قرآن نازل ہوا تو (یہ آیت نازل ہوئی:)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں''۔

2966-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الصلاة، باب قول الله تعالى (واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى) (الحديث 395)، و في الحج، باب صلى النبي صلى الله عليه وسلم لسبوعه ركعتين (الحديث 1623) و باب من صلى ركعتي الطواف خلف المقام (الحديث 1627)، باب ماجاء في السعي بين الصفا و المروة (الحديث 1645 و 1647)، و في العمرة، باب متى يحل المعتمر (الحديث 1793) . و مسلم في الحج، باب ما يلزم من احرم بالحج ثم قدم مكة من الطواف و السعي (الحديث 189) . و النسائي في مناسك الحج، طواف من اهل بعمرة (الحديث 2930)، و اين يصلي ركعتي الطواف (الحديث 2960) . و ابن ماجه في المناسك، باب الركعتين بعد الطواف (الحديث 2959) تحفة الاشراف (7352) .

2967-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ومناة الثالثة الاخرى) (الحديث 4861) مختصراً . و اخرجه مسلم في الحج، باب بيان ان السعي بين الصفا و المروة ركن لا يصح الحج الا به (الحديث 261) مطولاً . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة البقرة) (الحديث 2965) . تحفة الاشراف (16438) .

تو نبی اکرم ﷺ نے بھی ان کا طواف کیا ہے اور آپ ﷺ کے ہمراہ ہم نے بھی ان کا طواف کیا ہے ایسا کرنا سنت ہے۔

صفا اور مروہ کے درمیان سعی میں مذاہب ائمہ کا بیان

صفا اور مروہ کے درمیان سات بار سعی کرنا واجب ہے یہ سعی صفا سے شروع ہو کر مروہ پر ختم ہوگی ائمہ ثلاثہ اور امام شافعی کا صحیح مذہب یہ ہے کہ صفا سے مروہ تک ایک طواف ہے علامہ نووی نے لکھا ہے کہ یہ جو مشہور ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صفا سے مروہ پھر مروہ سے صفا تک سعی ایک طواف ہے یہ غلط ہے۔ امام شافعی کا مذہب جمہور کے مطابق ہے۔

(شرح المہذب ج ۸ ص ۷۷۔۷۱ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

صفا اور مروہ میں سعی کے متعلق امام احمد کے دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ یہ سعی رکن ہے اس کے بغیر حج تمام نہیں ہوتا کیونکہ امام مسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ جس نے صفا اور مروہ میں طواف نہیں کیا اللہ نے اس کا حج تمام نہیں کیا سعی کرنا حج اور عمرہ دونوں میں رکن ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ یہ سعی سنت ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے کہ اس سعی میں کوئی گناہ نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ مباح ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو شعائر اللہ میں داخل کیا ہے اس لیے اس کا مرتبہ سنت سے کم نہیں ہے۔ (المغنی ج ۳ ص ۱۹۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: حج میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے دم دینے سے اس کی تلافی نہیں ہوگی اور محرم اس کے بغیر حلال نہیں ہوگا۔ (روضۃ الطالبین ج ۲ ص ۳۷۲ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ)

علامہ ابو العباس رملی شافعی نے لکھا ہے کہ صفا اور مروہ کا طواف کرنا عمرہ کا بھی رکن ہے۔

(نہایۃ المحتاج ج ۳ ص ۳۲۲ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۴ھ)

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں: حج اور عمرہ دونوں میں صفا اور مروہ میں سعی کرنا رکن ہے۔

(مواہب الجلیل ج ۳ ص ۸۴ مطبوعہ مکتبۃ النجاح لیبیا)

علامہ المرغینانی حنفی لکھتے ہیں کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا (حج اور عمرہ میں) واجب ہے رکن نہیں ہے امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ یہ رکن ہے کیونکہ رسول اللہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کردی پس سعی کرو۔ (مسند احمد ج ۶ ص ۴۲۱) ہم کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں ہے کہ صفا اور مروہ میں طواف کرنا گناہ نہیں ہے اور یہ مباح ہونے کو مستلزم ہے اور فرضیت کے منافی ہے نیز ہم نے رکن سے وجوب کی طرف اس لیے عدول کیا ہے کہ یہ حدیث خبر واحد ہے اور رکنیت دلیل قطعی سے ثابت ہوتی ہے۔

(ہدایہ اولین ص ۲۴۳ مطبوعہ شرکت علمیہ ملتان)

2968 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِیْ عَنْ شُعَیْبٍ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ عُرْوَةَ قَالَ سَاَلْتُ عَآئِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (فَلَاجُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَا) فَوَاللّٰهِ مَا عَلٰی اَحَدٍ جُنَاحٌ اَنْ لَا یَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ . قَالَتْ عَآئِشَةُ بِئْسَمَا قُلْتَ یَا ابْنَ اُخْتِیْ اِنَّ هٰذِهِ الْاٰیَةَ لَوْ كَانَتْ كَمَا اَوَّلْتَهَا كَانَتْ فَلَاجُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ

2968-اخرجه البخاري في الحج، باب وجوب الصفا و المروة و جعل من شعائر الله (الحديث 1643) . تحفة الاشراف (16471) .

لَا يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَلٰكِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الْاَنْصَارِ قَبْلَ اَنْ يُسْلِمُوْا كَانُوْا يُهِلُّوْنَ لِمَنَاةَ الطَّاغِيَةِ الَّتِيْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ عِنْدَ الْمُشَلَّلِ وَكَانَ مَنْ اَهَلَّ لَهَا يَتَحَرَّجُ اَنْ يَطُوْفَ بِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَلَمَّا سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَاجُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا) ثُمَّ قَدْ سَنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطَّوَافَ بَيْنَهُمَا فَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَتْرُكَ الطَّوَافَ بِهِمَا .

★★ عروہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں دریافت کیا:

''اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ ان دونوں کا طواف کر لیتا ہے''۔

(عروہ نے کہا:) اللہ کی قسم! کسی بھی شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ صفا اور مروہ کی سعی نہیں کرتا' تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے بھانجے تم نے بہت غلط بات کہی ہے' جو مفہوم تم مراد لے رہے ہو' اگر یہ مفہوم ہوتا تو آیت کے الفاظ یہ ہوتے:

تو اس شخص پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ ان دونوں کا طواف نہیں کرتا۔

(پھر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت کی:) یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی تھی' اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ لوگ منات طاغیہ سے احرام باندھتے تھے' یہ وہ بت ہے جس کی وہ مشلل کے قریب عبادت کرتے تھے' جو شخص وہاں سے احرام باندھتا تھا' وہ اس بات میں گناہ محسوس کرتا تھا کہ وہ صفا و مروہ کی سعی کرے' جب ان لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

''بے شک صفا اور مروہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں' تو جو شخص حج کرتا ہے یا عمرہ کرتا ہے' تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا' اگر وہ ان دونوں کا طواف کرتا ہے''۔

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی سعی کو سنت قرار دیا ہے' اب کسی بھی شخص کے لیے اس بات کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ ان دونوں کے طواف (یعنی سعی) کو ترک کر دے۔

صفا اور مروہ میں سعی گناہ نہیں ہے کے سبب کا بیان

صفا اور مروہ میں طوفاف کو مسلمان دو وجہوں سے گناہ سمجھتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ بتوں کی عبادت اوران کی تعظیم کے لیے صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اس لیے اسلام لانے کے بعد انہوں نے اس کو عمل جاہلیت کی بناء پر گناہ سمجھا اور بعض لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ میں طواف کو گناہ سمجھتے تھے تو انہوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد میں طواف کرنے کو گناہ سمجھا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

امام ابن جریر روایت کرتے ہیں: شعبی بیان کرتے ہیں ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں صفا پر اسعاف نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اور مروہ پر نائلہ نام کا ایک بت رکھا ہوا تھا اہل جاہلیت جب بیت اللہ کا طواف کرتے تو ان بتوں کو چھوتے تھے جب اسلام کا ظہور ہوا اور بت توڑ دیئے گئے تو مسلمانوں نے کہا: صفا اور مروہ میں تو ان بتوں کی وجہ سے سعی کی جاتی تھی اوران میں طواف

کرنا شعائر اسلام سے نہیں ہے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ (جامع البیان ج ۲ ص ۲۸ مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت ۱۴۰۹ھ)

حافظ سیوطی نے اس حدیث کو سعید بن منصور عبد بن حمید ابن جریر اور ابن منذر کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔

(الدرالمنثور ج ۱ ص ۱۶۰ مطبوعہ مکتبہ آیۃ اللہ النجفی ایران)

امام بخاری روایت کرتے ہیں: عروہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے (ان کا مطلب تھا: یہ سعی واجب نہیں ہے) سو بہ خدا اگر کوئی شخص صفا اور مروہ میں سعی نہ کرے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا! حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھتیجے! تم نے غلط کہا: جس طرح تم نے اس آیت کی تاویل کی ہے اگر اسی طرح ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا: جو ان کے درمیان سعی نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور اس طرح فرمانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت انصار کے متعلق نازل ہوئی ہے وہ اسلام سے پہلے منات (ایک بت) کے لیے احرام باندھتے تھے جس کی وہ مشلل کے پاس عبادت کرتے تھے تو جو شخص احرام باندھتا وہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں گناہ سمجھتا تھا جب وہ اسلام لے آئے تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا انہوں نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم صفا اور مروہ کے طواف میں گناہ سمجھتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: سو جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کی سعی کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طواف کو مقرر کیا ہے اور کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ان کے درمیان طواف کرنے کو ترک کر دے عروہ نے کہا: بلاشک وشبہ یہ علم کی بات ہے میں نے اس سے پہلے اس کو نہیں سنا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کرنے سے پہلے میں نے لوگوں سے یہ سنا تھا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ منات کے لیے احرام باندھتے تھے اور وہ سب لوگ صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اور جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور قرآن میں صفا اور مروہ کے درمیان طواف کا ذکر نہیں فرمایا تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم صفا اور مروہ میں طواف کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا حکم نازل کیا ہے اور صفا کا ذکر نہیں کیا آیا اگر ہم صفا اور مروہ میں طواف کر لیں تو کوئی حرج ہے؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: جس نے بیت اللہ کا حج یا عمرہ کیا اس پر ان دونوں کا طواف کرنے میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن (حدیث کے راوی) نے کہا: سنو! یہ آیت دونوں فریقوں کے متعلق نازل ہوئی ہے جو لوگ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ کے طواف کو گناہ سمجھتے تھے اور جو لوگ زمانہ جاہلیت میں ان کا طواف کرتے تھے پھر ظہور اسلام کے بعد انہوں نے ان کے طواف کو گناہ سمجھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا ذکر فرمایا اور صفا اور مروہ کے طواف کا ذکر نہیں فرمایا۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲۳-۲۲۲ ج ۲ ص ۶۴۶-۶۴۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

حج اور عمرہ اور سعی کا طریقہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے اور یہ سعی امام احمد کے نزدیک سنت مستحبہ ہے اور مالک اور شافعی کے نزدیک فرض ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک واجب ہے کہ ترک سے ایک بکری ذبح کرنا پڑتی ہے۔

آیت مذکورہ کے الفاظ سے یہ شبہ نہ کرنا چاہئے کہ اس آیت میں تو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرنے کے متعلق صرف اتنا فرمایا گیا ہے کہ وہ گناہ نہیں اس سے تو زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ سعی مباحات میں سے ایک مباح ہے وجہ یہ ہے کہ اس جگہ عنوان لَا جُنَاحَ کا سوال کی مناسبت سے رکھا گیا ہے سوال اسی کا تھا کہ صفا و مروہ پر بتوں کی مورتیں رکھی تھیں اور اہل جاہلیت انہی کی پوجا پاٹ کے لئے صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے اس لئے یہ عمل حرام ہونا چاہئے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس میں کوئی گناہ نہیں چونکہ یہ دراصل سنت ابراہیمی ہے کسی کے جاہلانہ عمل سے کوئی گناہ نہیں ہو جاتا یہ فرمانا اس کے واجب ہونے کے منافی نہیں۔

سعی میں صفا سے آغاز کرنے کا بیان

2969 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ خَرَجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَهُوَ يُرِيْدُ الصَّفَا وَهُوَ يَقُوْلُ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ".

★★ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا' جب آپ مسجد سے باہر تشریف لے جا رہے تھے اور صفا کی طرف جا رہے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے: ہم اس سے آغاز کریں گے' جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

2970 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الصَّفَا وَقَالَ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهٖ". ثُمَّ قَرَاَ "(اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللّٰهِ)".

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث مجھے سنائی ہے' وہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا کی طرف تشریف لے گئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں''۔

شرح

وہ سات اشواط پورے کرے۔ وہ صفا سے ابتداء کرے اور مروہ پر ختم کرے۔ اور شوط کرتے وقت وہ وادی بطن میں سعی کرے۔ اسی حدیث کی بناء پر جو ہم نے روایت کی ہے۔ اور صفا سے شروع کرنے کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اسی سے شروع کرے جس سے اللہ نے شروع کیا ہے۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا واجب ہے۔ اور رکن نہیں ہے۔

2969-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 2970) . تحفة الاشراف (2621) .

2970-تقدم (الحديث 2969) .

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ یہ سعی کرنا رکن ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو لکھ دیا ہے لہٰذا تم سعی کرو۔ (طبرانی، حاکم، دار قطنی)

ہماری دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حج یا عمرہ کرنے والے پر کوئی حرج نہیں کہ وہ صفا مروہ کا طواف کرے۔ یہ کلام اباحت میں استعمال ہوا کرتا ہے۔ لہٰذا اس رکنیت و وجوب دونوں ختم ہو جائیں گے۔ البتہ ہم نے وجوب میں اس کے خروج کیا تا کہ اس کی رکنیت ثابت نہ ہو سوائے دلیل قطعی کے۔ حالانکہ ایسی دلیل نہیں پائی گئی۔ اور حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ کی پیش کردہ حدیث کا معنی یہ ہے کہ مستحب ہونا لکھ دیا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان '' كُتِبَ عَلَيْكُمْ إِذَا حَضَرَ أَحَدَكُمُ الْمَوْتُ '' میں ہے۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

صفا مروہ کی سعی کے درمیان تیز چلنے کا بیان

اس کے دلائل میں سابقہ عبارت کی شرح میں مذاہب اربعہ ہم بیان کر چکے ہیں وہاں مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔ البتہ صفا مروہ خواتین سے متعلق سعی میں حدیث نقل کر رہے ہیں۔

حضرت صفیہ بنت شیبہ کہتی ہیں کہ ابو تجراۃ کی بیٹی نے مجھ سے بیان کیا کہ میں قریش کی عورتوں کے ساتھ آل ابوحسن کے گھر گئی تا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھیں۔ (اور اس طرح ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال سے مشرف اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل و برکت سے مستفید ہوں) چنانچہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا و مروہ کے درمیان اس طرح سعی کرتے ہوئے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تہہ بند سعی دوڑنے میں تیزی کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروں کے گرد گھوم رہا تھا، نیز میں نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے کہ سب لوگ سعی کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے سعی کو لکھ دیا ہے، (شرح السنہ) اس روایت کو احمد نے بھی کمی بیشی کے ساتھ نقل کیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1127)

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ صفا و مروہ پہاڑیوں کے درمیان سات مرتبہ چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں کہ جو حج کا ایک اہم رکن ہے صفا اور مروہ کی پہاڑیاں اب باقی نہیں رہی ہیں دونوں کٹ کٹا کر ختم ہو گئی ہیں صرف ان کی جگہیں متعین ہیں جہاں چند سیڑھیاں بنا دی گئی ہیں، دونوں میں آپس کا فاصلہ تقریباً ڈیڑھ فرلانگ کا ہے۔ یہ بھی پہلے بتایا جا چکا ہے یہ سعی درحقیقت حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی اس بھاگ دوڑ اور اضطراب کی یادگار ہے جس میں وہ اپنے شیر خوار بچے حضرت اسماعیل کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان مبتلا ہوئی تھیں۔

اس کے بعد اللہ نے زمزم شریف پیدا فرمایا تھا، اسلام سے قبل عربوں نے ان دونوں پہاڑیوں پر ایک ایک بت رکھ دیا تھا۔ صفا کے بت کا نام اِساف تھا اور مروہ کے بت کا نام نائلہ تھا۔ صفا کی پہاڑی جبل ابوقبیس کے دامن میں تھی وہیں سے سعی شروع کی جاتی ہے، صفا اور مروہ کے درمیان وہ راستہ جس پر سعی کی جاتی ہے اور جسے مسعیٰ کہتے ہیں بیت اللہ کے مشرقی جانب ہے، یہ پہلے مسجد حرام سے باہر تھا، اب اس کے ساتھ ہی شامل کر دیا گیا ہے۔

حدیث کے الفاظ فان الله كتب عليكم السعی کے معنی حضرت شافعی تو یہ مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو فرض کیا ہے، چنانچہ ان کے نزدیک صفا ومروہ کے درمیان سعی فرض ہے اگر کوئی شخص سعی نہیں کرے گا تو اس کا حج باطل ہو جائے گا۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں چونکہ سعی فرض نہیں ہے بلکہ واجب ہے اس لئے وہ اس جملہ کے یہ معنی مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی کو واجب کیا ہے۔ حنفی مسلک کے مطابق اگر کوئی شخص سعی ترک کرے تو اس پر دم یعنی دنبہ وغیرہ ذبح کرنا واجب ہو جاتا ہے حج باطل نہیں ہوتا۔

باب مَوْضِعِ الْقِيَامِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب صفا پر کھڑے ہونے کی جگہ کے بیان میں ہے

2971 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَقِيَ عَلَى الصَّفَا حَتّٰى اِذَا نَظَرَ اِلَى الْبَيْتِ كَبَّرَ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر چڑھ گئے' یہاں تک کہ جب آپ کی نظر بیت اللہ پر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پہاڑ پر تکبیر کہنا

2972 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ - وَاللَّفْظُ لَهُ - عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا وَقَفَ عَلَى الصَّفَا يُكَبِّرُ ثَلَاثًا وَيَقُوْلُ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" . يَصْنَعُ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَدْعُوْ وَيَصْنَعُ عَلَى الْمَرْوَةِ مِثْلَ ذٰلِكَ .

★★ امام مالک رحمہ اللہ' امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ' ان کے والد امام محمد باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صفا پہاڑ پر ٹھہرے تو آپ نے تین مرتبہ تکبیر کہی اور یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اسی کے لیے مخصوص ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی' پھر آپ نے مروہ پر بھی اسی طرح کیا۔

2971-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2622) .

2972-انفرد به النسائي، و سياتي في مناسك الحج، موضع القيام على المروة (الحديث 2984) . و التكبير عليها (الحديث 2985) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، التهليل على الصفا (الحديث 2973)، والا يضاع في وادي محسر (الحديث 3054) . تحفة الاشراف (2623) .

باب التَّهْلِيلِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پر لا الہ الا اللہ پڑھنا

2973 - اَخْبَرَنَا عِمْرَانُ بْنُ يَزِيدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَخْبَرَنِي ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اَنَّهُ سَمِعَ اَبَاهُ يُحَدِّثُ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ وَقَفَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا يُهَلِّلُ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو بَيْنَ ذٰلِكَ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: انہوں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجۃ الوداع کا ذکر کرتے ہوئے یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑ پر ٹھہر گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الہ الا اللہ پڑھا اور وہاں دعا مانگی۔

باب الذِّكْرِ وَالدُّعَاءِ عَلَى الصَّفَا

یہ باب ہے کہ صفا پہاڑی پر ذکر کرنا اور دعا مانگنا

2974 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ طَافَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَيْتِ سَبْعًا رَمَلَ مِنْهَا ثَلَاثًا وَمَشَى اَرْبَعًا ثُمَّ قَامَ عِنْدَ الْمَقَامِ فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ وَقَرَاَ (وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ اِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى) وَرَفَعَ صَوْتَهُ يُسْمِعُ النَّاسَ ثُمَّ انْصَرَفَ فَاسْتَلَمَ ثُمَّ ذَهَبَ فَقَالَ "نَبْدَاُ بِمَا بَدَاَ اللّٰهُ بِهِ" . فَبَدَاَ بِالصَّفَا فَرَقِيَ عَلَيْهَا حَتّٰى بَدَا لَهُ الْبَيْتُ وَقَالَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِي وَيُمِيتُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . وَكَبَّرَ اللّٰهَ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا قُدِّرَ لَهُ ثُمَّ نَزَلَ مَاشِيًا حَتّٰى تَصَوَّبَتْ قَدَمَاهُ فِي بَطْنِ الْمَسِيلِ فَسَعَى حَتّٰى صَعِدَتْ قَدَمَاهُ ثُمَّ مَشَى حَتّٰى اَتَى الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا عَلَيْهَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ .

★★ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگائے ان میں سے تین چکروں میں آپ دوڑتے ہوئے چلے اور چار چکروں میں عام رفتار سے چلے۔ پھر آپ نے مقام ابراہیم علیہ السلام کے پاس کھڑے ہو کر دو رکعات نماز ادا کی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

''تم لوگ مقامِ ابراہیم کو جائے نماز بنالو''۔

آپ ﷺ نے بلند آواز میں اسے تلاوت کیا اور لوگوں تک آواز پہنچ گئی' جب آپ دو رکعات پڑھ کر فارغ ہوئے تو آپ نے حجرِ اسود کو بوسہ دیا' پھر آپ (باہر تشریف لے گئے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہم اس سے آغاز کریں گے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے پہلے کیا ہے۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے صفا سے آغاز کیا' آپ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب بیت اللہ آپ ﷺ کے سامنے آ گیا تو آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' وہ زندگی دیتا ہے اور وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا تذکرہ کیا' اس کی حمد بیان کی' پھر جو آپ ﷺ کے نصیب میں تھا وہ دعا مانگی' پھر آپ ﷺ چلتے ہوئے نیچے کی طرف آئے' یہاں تک کہ جب آپ ﷺ کے قدم نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ ﷺ دوڑ پڑے یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں پھر بلندی کی طرف چڑھنے لگے تو آپ ﷺ عام رفتار سے چلنے لگے' یہاں تک کہ آپ مروہ پر آئے' آپ اس پر چڑھ گئے' جب آپ کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا' اس کی پاکی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ کو منظور تھا' آپ ﷺ نے اس پر دعا مانگی' ایسا ہی آپ نے کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ طواف سے (یعنی سعی سے) فارغ ہو گئے۔

شرح

اور مقامِ ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالو۔ (البقرہ:۱۲۵)

مقامِ ابراہیم کی تعیین و تحقیق کا بیان

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ کے دوران یہ جملہ معترضہ ہے اور اس کی توجیہ یہ ہے کہ جب ہم نے کعبہ کو یہ عظمت اور جلالت عطا کی کہ اس کو مشرق اور مغرب سے لوگوں کے بار بار آنے کی جگہ بنا دیا اور اس کو تمہارے لیے عبادت اور امن کی جگہ بنا دیا اور اس کو تمام روئے زمین کے نمازیوں کے لیے قبلہ بنا دیا تو جس شخص نے اس عظیم کعبہ کو بنایا ہے اس کے کھڑے ہونے کی جگہ کو تم اپنا مصلی بنالو۔

امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اپنے رب کی تین چیزوں میں موافقت کی ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقامِ ابراہیم کو

نماز پڑھنے کی جگہ بنالیں! تو یہ آیت نازل ہوئی: (آیت) **واتخذوا من مقام ابرٰھم مصلی** ۔ (البقرہ ۱۲۵) اور آیت حجاب میں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کاش! آپ اپنی ازواج کو یہ حکم دیں کہ وہ حجاب میں رہیں کیونکہ ان سے نیک اور بد (ہر قسم کے شخص) کلام کرتا ہے تو آیت حجاب نازل ہوئی اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج غیرت میں مجتمع ہوگئیں تو میں نے کہا: اگر وہ تمہیں طلاق دے دیں تو بعید نہیں کہ ان کا رب تمہارے بدلہ میں ان کو تم سے بہتر بیویاں دے دے تو یہ آیت نازل ہوئی:

(آیت) **عسی ربه ان طلقکن ان یبدله ازواجا خیرا منکن الایه** (تحریم: ۵)

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت اللہ کے ساتھ طواف کئے پھر مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعات نماز پڑھی اور صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

علامہ قرطبی لکھتے ہیں: مقام ابراہیم کی تعیین میں کئی اقوال ہیں عکرمہ اور عطاء نے کہا: پورا حج مقام ابراہیم ہے شعبی نے کہا: عرفہ مزدلفہ اور جمار مقام ابراہیم ہیں نخعی نے کہا: پورا حرم مقام ابراہیم ہے اور سب سے صحیح قول یہ ہے کہ وہ پتھر جس کو اب لوگ مقام ابراہیم کے عنوان سے پہچانتے ہیں اور جس کے پاس طواف کی دو رکعت پڑھتے ہیں وہ مقام ابراہیم ہے اور یہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو حجر اسود کی تعظیم دی اور پہلے تین طوافوں میں رمل کیا اور اس کے بعد چار طواف معمول کے مطابق چل کر کیے پھر مقام ابراہیم کی طرف گئے اور طواف کی دو رکعتیں پڑھیں اور امام بخاری نے روایت کیا ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس کو اس وقت بلند کر دیا گیا تھا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان پتھروں کے اٹھانے سے ضعف لاحق ہوا جوان کو حضرت اسماعیل لا کر دے رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدموں کے نشان اس پتھر میں نقش ہو گئے تھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے مقام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں ایڑیوں اور تلووں کے نشان ثبت دیکھے۔ سدی نے بیان کیا ہے کہ مقام ابراہیم وہ پتھر ہے جس کو حضرت اسمٰعیل کی زوجہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا سر دھوتے وقت ان کے قدموں کے نیچے رکھا تھا۔

(تفسیر قرطبی ج ۲ ص ۱۱۳۔۱۱۲ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ۱۳۸۷ھ)

حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر لاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان پتھروں کو جوڑ کر لگاتے تھے جب کعبہ کی عمارت بلند ہوگئی تو وہ اس پتھر کو لائے اور اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لیے رکھا حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پتھر پر کھڑے ہو کر بنانے لگے اور حضرت اسماعیل ان کو پتھر لا کر دے رہے تھے۔ (الحدیث) (صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۷۶ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ)

امام رازی نے سدی کی روایت کو ترجیح دی ہے (تفسیر کبیر ج ۱ ص ۴۷۳) لیکن صحیح یہ ہے کہ امام بخاری کی روایت کو ترجیح ہے۔ مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنانے کے حکم سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا مقام کس قدر بلند ہے اور آثار انبیاء سے برکتیں حاصل ہوتی ہیں۔

واتخذوا من مقام ابرٰھم مصلی اس میں تین مسائل ہیں۔

واتخذوا نافع اور ابن عامر نے خبر کے اعتبار سے خاء کے فتحہ کے ساتھ پڑھا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متبعین میں سے جنہوں نے مقام ابراہیم کو مصلی بنایا ان کے متعلق خبر ہے۔ اس کا عطف جعلنا پر ہے۔ یعنی جعلنا البیت مثابۃ واتخذوہ مصلی۔ ہم نے بیت اللہ کو لوٹنے کی جگہ بنایا اور لوگوں نے اسے مصلی بنایا۔ بعض علماء نے فرمایا: یہ اذ کی تقدیر پت معطوف ہے، گویا یوں فرمایا: واذ جعلنا البیت مثابۃ واذ اتخذوا۔

پہلی ترکیب پر ایک جملہ ہے اور دوسری ترکیب پر دو جملے ہیں۔ جمہور قراء نے اسے اتخذوا امر کے صیغہ کے اعتبار سے خاء کے کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔ انہوں نے پہلے کلام سے اسے الگ کیا ہے اور انہوں نے جملہ کا جملہ پر عطف کیا ہے، مہدوی نے کہا: اذکروا نعمتی پر اس کا عطف جائز ہے گویا یہ یہود سے فرمایا جا رہا ہے۔ یا اس کا عطف اذ جعلنا کے معنی پر ہے کیونکہ اس کا معنی ہے اذکروا اذ جعلنا یا اس کا عطف مثابۃ کے معنی پر ہے کیونکہ مثابۃ کا معنی ہے ثوبوا۔ (لوٹ کر آؤ)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے تین باتوں میں اپنے رب کی موافقت کی ہے: مقام ابراہیم میں، پردے کے بارے میں اور بدر کے قیدیوں کے بارے میں۔ اس روایت کو مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ بخاری نے یہ روایت حضرت انس سے روایت کی ہے، فرمایا: حضرت عمر نے فرمایا: میں نے تین چیزوں میں اللہ تعالیٰ کی موافقت کی ہے یا فرمایا: میرے رب نے تین چیزوں میں میری موافقت کی ہے۔۔۔ الحدیث۔۔۔ ابوداؤد نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، فرمایا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں چار چیزوں میں اپنے رب کی موافقت کی۔ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر آپ مقام کے پیچھے نماز پڑھیں تو یہ آیت نازل ہوگئی واتخذوا من مقام ابرٰھٖم مصلی میں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ اپنی ازواج مطہرات کو پردے کا حکم دے دیں کیونکہ ان کے پاس نیک اور فاجر ہر قسم کے لوگ آتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی: واذا سالتموھن متاعا فسئلوھن من وراء حجاب (الاحزاب: 53) اور یہ احسن الخالقین تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ الفاظ نازل ہوئے: فتبٰرک اللہ احسن الخلقین۔ (المومنون)

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس گیا۔ میں نے کہا: تم رک جاؤ ورنہ اللہ تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تم سے بہتر عورتیں عطا فرمادے گا تو یہ آیت نازل ہوئی: عسٰی ربہ ان طلقکن (التحریم: 5)

میں کہتا ہوں: اس روایت میں بدر کے قیدیوں کا ذکر نہیں ورنہ مقام، المقام لغت میں قدموں کی جگہ کو کہتے ہیں۔ نحاس نے کہا: مقام یہ قام یقوم سے ہے۔ مصدر ہوگا اور جگہ کا اسم اور مقام، اقام سے ہے۔ زہیر کا قول ہے:

و فیھم مقامات حسن وجوھھم والدیۃ ینتابھا القول والفعل

ان میں اہل مقام ہیں جن کے چہرے خوبصورت ہیں اور مجالس ہیں جن میں قول وفعل پے در پے ہوتا ہے۔ اس شعر میں مقامات سے مراد اہل مقامات ہیں۔

المقام کی تعیین میں بہت سے مختلف اقوال ہیں۔ ان میں سے اصح یہ ہے کہ وہ پتھر آج لوگ جس کو پہچانتے ہیں جن کے

پاس لوگ طواف قدوم کی دو رکعتیں پڑھتے ہیں یہ حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابن عباس، حضرت قتادہ وغیرہ کا قول ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت جابر کی طویل حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب بیت اللہ کو دیکھا تو رکن کو استلام کیا پھر تین چکروں میں رمل کیا، اور چار چکر آرام سے چلے پھر مقام ابراہیم کی طرف گئے اور یہ آیت پڑھی: **واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی** ۔ پھر رکعتیں پڑھیں ان میں سورۃ **قل هو الله احد** ۔ اور **قل یاایها الکفرون** ۔ پڑھی۔ یہ دلیل ہے کہ طواف کی دو رکعتیں اور دوسری اہل مکہ کے لئے افضل ہیں اور من وجہ یہ دلیل ہے کہ مسافروں کے لئے طواف افضل ہے۔ اس کا بیان آگے آئے گا۔ بخاری میں ہے: مقام سے مراد وہ پتھر ہے جس پر حضرت ابراہیم علیہ السلام چڑھے تھے جب ان پتھروں کو اٹھانے سے کمزور پڑ گئے تھے جو کعبہ کی تعمیر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام آپ کو پیش کرتے تھے۔ آپ کے قدم اس پتھر میں دھنس گئے تھے۔ حضرت انس نے کہا: میں نے المقام میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی انگلیوں، ایڑھی اور قدموں کے نیچے اٹھی ہوئی جگہ کا نشان دیکھا، لیکن لوگوں کے ہاتھوں کے چھونے نے اس اس نشان کو ختم کر دیا ہے۔ قشیری نے یہ بیان کیا ہے۔ سدی نے کہا: المقام سے مراد وہ پتھر ہے جو اسماعیل کی بیوی نے حضرت ابراہیم کے قدموں کے نیچے رکھا تھا۔ جب اس نے حضرت ابراہیم کا سر دھویا تھا۔ حضرات ابن عباس، مجاہد، عکرمہ اور عطا سے مروی ہے، مقام سے مراد مکمل حج ہے، عطا سے مروی ہے، عرفہ، مزدلفہ اور جمار ہے۔ یہ شعبی اور نخعی کا قول ہے۔ مجاہد نے کہا: پورا حرم مقام ابراہیم ہے۔

میں کہتا ہوں: صحیح پہلا قول ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں ثابت ہے۔ ابونعیم نے محمد بن سوقہ عن محمد بن المنکدر عن جابر کے سلسلہ سے روایت کیا ہے۔ حضرت جابر نے فرمایا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو رکن اور مقام یا دروازے اور مقام کے درمیان دیکھا وہ دعا مانگ رہا تھا اے اللہ! فلاں کو بخش دے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس شخص نے کہا: مجھے ایک شخص نے اس مقام میں دعا کرنے کے لئے کہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوٹ جا تیرے ساتھی کی بخشش ہوگئی۔

ابونعیم نے اس سند سے بھی روایت نقل کی ہے: **حدثناہ احمد بن محمد احمد بن ابراهیم القاضی، قال حدثنا محمد بن عاصم بن یحیی الکاتب، قال حدثنا عبدالرحمن بن القاسم القطان الکوفی، قال حدثنا الحارث بن عمران الجعفری عن محمد بن سوقه** ۔

ابونعیم نے کہا: اسی طرح یہ عبدالرحمن نے حارث سے انہوں نے محمد سے انہوں نے حضرت جابر سے روایت کی ہے۔ حارث کی حدیث محمد عن عکرمہ عن ابن عباس کی سند سے معروف ہے۔ مصلی کا معنی ایسی جگہ جہاں دعا کی جائے۔ یہ مجاہد کا قول ہے بعض نے فرمایا: نماز کی جگہ جس کے قریب نماز پڑھی جائے۔ یہ قتادہ کا قول ہے۔ بعض نے فرمایا: قبلہ جس کے پاس امام کھڑا ہوتا ہے۔ یہ حسن کا قول ہے۔ (تفسیر قرطبی، سورہ بقرہ، بیروت)

مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھنے کا بیان

امام مسلم، ابن ابی داؤد، ابونعیم نے الحلیہ میں اور بیہقی نے السنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے تین چکروں میں رمل (یعنی کندھے ہلاتے ہوئے تیز تیز قدم رکھا) فرمایا اور چار چکروں میں اپنی رفتار پر چلے۔ حتیٰ کہ جب فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم کی طرف جانے کا ارادہ فرمایا اور اس کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی پھر یہ آیت پڑھی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ماجہ، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہی وہ مقام ابراہیم ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! ہاں۔

طبرانی اور الخطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بنا لیتے (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

عبد بن حمید اور ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ لیں (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم بیت اللہ سے ملا ہوا تھا۔ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم اس کو بیت اللہ کی طرف ایک گوشے میں کرلیں تاکہ لوگ اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح کرلیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی داؤد اور ابن مردویہ نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر ہم مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ لیتے (تو اچھا تھا) اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى مقام ابراہیم کعبہ کے قریب تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو موجودہ جگہ میں منتقل فرما دیا (جہاں اب ہے) مجاہد رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو رائے دیتے تھے اسی کے مطابق قرآن نازل ہوتا تھا۔

ابن مردویہ نے عمر بن میمون رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ وہ مقام ابراہیم کے پاس سے گزرے اور عرض کیا کیا ہم اس کو نماز کی جگہ نہ بنالیں؟ ابھی تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی شیبہ نے المصنف میں، دارقطنی نے الافراد میں ابو میسرہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ یہ ہمارے رب کے خلیل کی جگہ ہے کیا ہم اس کو نماز کی جگہ نہ بنالیں؟ اس پر یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى ۔

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم جس کا یہاں ذکر ہے وہ یہی ہے جو مسجد میں ہے کثرت کے بعد پورے حج کو مقام ابراہیم بنادیا گیا۔

عبد بن حمید، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم سارا حرم ہے۔

ابن سعد، ابن المنذر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ یہ مقام ابراہیم آسمان سے اتارا گیا۔

ابن ابی حاتم اور عبدالرزاق نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ بلاشبہ مقام جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت تھا اس کے نور کو مٹا دیا گیا اگر ایسا نہ ہوتا تو آسمان وزمین کے درمیان ہر چیز روشن ہو جاتی اور رکن (یمانی) بھی اسی طرح ہے۔

ترمذی، ابن حبان، حاکم بیہقی نے دلائل میں ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رکن (یمانی) اور مقام ابراہیم جنت کے یاقوتوں میں سے دو یاقوت ہیں اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کے نور کو مٹا دیا۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان سب چیزوں کو روشن کر دیتے۔

امام حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رکن اور مقام (ابراہیم) جنت کے یاقوتوں سے دو یاقوت ہیں۔

عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن ابی حاتم نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ مقام ابراہیم کے پتھر کو اللہ تعالیٰ نے نرم کر دیا اور اس کو رحمت بنا دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہوئے تھے اور حضرت اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا کر لاتے تھے۔

امام بیہقی نے الشعب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ رکن اور مقام جنت کے یاقوت میں سے ہیں اگر بنی آدم کی خطائیں اس کو نہ چھوتیں تو یہ دونوں مشرق اور مغرب کے درمیان (سب چیزوں کو) روشن کر دیتے۔ اور ان دونوں کو کبھی آفت رسید یا بیمار نے نہیں چھوا مگر اس کو شفا ہوگئی۔

امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوع حدیث میں روایت کیا کہ اگر اس (مقا) کو جاہلیت کی بجاستیں نہ چھوتیں تو آفت زدہ اس سے شفا حاصل کرتا اور اس کے سوا زمین پر جنت میں سے کوئی چیز نہیں ہے۔

امام الجندی نے فضائل مکہ میں سعید بن مسیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ رکن اور مقام جنت کے پتھروں میں سے دو پتھر ہیں

حجر اسود و مقام ابراہیم قیامت کے دن میں

الازرقی نے تاریخ مکہ میں اور الجندی نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حجر اسود اور مقام ابراہیم ہر ایک کو قیامت کے دن احد پہاڑ کی طرف لایا جائے گا۔ ان دونوں کی دو آنکھیں اور دو ہونٹ ہوں گے دونوں اونچی آواز سے پکاریں گے اور دونوں اس شخص کے لیے گواہی دیں گے جس نے وفا کے ساتھ ان کی موافقت کی ہوگی۔

ابن ابی شیبہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انہوں نے ایک قوم کو دیکھا وہ مقام ابراہیم کو چھو رہے ہیں آپ نے فرمایا تمہیں اس کا حکم نہیں دیا گیا۔ تمہیں اس کے پاس نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذ ر اور الازرقی نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی سے مراد ہے کہ تمہیں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ تم اس کے پاس نماز پڑھو اور اس کو چھونے کا حکم نہیں دیا گیا۔ اور اس امت نے ایسے تکلفات کیے ہیں جو پہلی امتوں نے نہیں کیے ہم کو بعض لوگوں نے بتایا جنہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی ایڑھی اور انگلیوں کے نشانات کو دیکھا پس اس امت نے اس کو ہاتھ لگا لگا کر نشانات مٹا دیے۔

الازرقی نے نوفل بن معاویہ دیلمی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے مقام ابراہیم کو عبدالمطلب کے زمانہ میں مہاۃ کی طرح دیکھا ہے ابو محمد خزاعی نے فرمایا کہ مہاۃ سفید موتی ہے۔

مقام ابراہیم پر پاؤں کا نشان

الازرقی نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے اس نشان کے بارے میں پوچھا جو مقام ابراہیم پر تھا تو انہوں نے فرمایا یہ پتھر بھی اسی کیفیت میں تھا جیسا آج ہے مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی بنانے کا ارادہ فرمایا پھر جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو لوگوں میں حج کا اعلان کرنے کا حکم فرمایا تو آپ اس مقام پر کھڑے ہو گئے اور یہ مقام اوپر اٹھتا گیا یہاں تک کہ تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا اور فرمایا اے لوگو! اپنے رب کا حکم قبول کرو تو لوگوں نے اس کو قبول کیا اور کہا لبیک اللّٰھم لبیک (اے اللہ ہم حاضر ہیں) اور یہ اس میں ان کے پاؤں کا نشان تھا جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا اور وہ اپنے دائیں اور بائیں دیکھتے تھے کہ (اے لوگو) اپنے رب کی دوت کو قبول کرو۔ جب فارغ ہوئے تو اس مقام کے بارے میں حکم فرمایا اور آپ نے اس کو اپنے سامنے رکھا اور وہ دروازہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے اور آپ ان کا قبلہ رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام بھی ان کے بعد اسی کعبہ کے دروازہ کی طرف اس کے سامنے نماز پڑھتے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس کی طرف نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا تھا اور ہجرت سے پہلے اور بعد میں اسی کی طرف نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس بات کو پسند فرمایا کہ ان کو اس قبلہ کی طرف پھیر دیا جائے جو اللہ کی ذات اور دوسرے انبیاء کا پسندیدہ تھا۔ اور آپ نے میزاب کی طرف نماز پڑھی اور آپ مدینہ منورہ میں تھے پھر آپ مکہ مکرمہ تشریف لائے اور مقام ابراہیم کی طرف نماز پڑھتے رہے جب تک مکہ میں رہے۔

سعید بن منصور، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی کے بارے میں روایت کیا کہ اس سے مراد ہے مدعٰی۔

الازرقی نے کثیر بن ابی کثیر بن المطلب بن ابی ابو وداعہ سہمی رحمہ اللہ علیہ سے وہ اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں۔ سیلاب مسجد حرام میں بنی شیبہ کے دروازے سے داخل ہوتے تھے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابھی اونچا بند نہیں باندھا تھا۔ جب وئی سیلاب آتا تو مقام کو اپنی جگہ سے ہٹا دیتا اور بعض وقت اس کو کعبہ کے قریب کر دیتے۔ یہاں تک کہ حضرت عمر رضی ا...

عنہ کی خلافت کے زمانہ میں جب ام نہشل کا سیلاب آیا تو وہ بھی مقام ابراہیم کو اپنی جگہ سے بہا کر لے گیا یہاں تک کہ مکہ مکرمہ کے نشیبی حصہ میں اس کو پایا گیا۔ اس کو لایا گیا اور کعبہ کے پردوں کے ساتھ اس کو باندھا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس بارے میں لکھا گیا آپ رمضان المبارک کے مہینہ میں گھبرائے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ مقام (جگہ سیلاب نے) مٹا دی تھی۔ حضرت عمر نے لوگوں کو بلایا اور فرمایا میں اللہ کی قسم دیتا ہوں اس بندے کو جو ان کی جگہ کو جانتا ہو مطلب بن ابی وداعہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین اس کی جگہ میں جانتا ہوں مجھے اس کے متعلق پہلے یہی خطرہ تھا میں نے پیائش کی اس جگہ سے رکن یمانی تک اور اس کی جگہ سے باب حجر اسود تک اور اس جگہ سے زم زم تک پیمانہ کے ساتھ پیائش کی ہے اور وہ پیائش میرے پاس گھر میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ میں ان کے پاس بیٹھ گیا فرمایا اور کوئی دوسرا آدمی بھیج دے جو وہ پیائش کو لے آئے جب وہ پیائش لائی گئی تو وہ پیائش اسی جگہ پوری ہوئی پھر عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے پوچھا اور ان سے مشورہ کیا تو سب نے کہا ہاں یہی اس کی جگہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب یقین ہو گیا تو اسے نصب کرنے کا حکم دیا پہلے اس کی جگہ بیت اللہ کے قریب تھی پھر اسے تبدیل کر دیا۔ اور وہ (اس دن سے) اسی جگہ پر ہے جہاں آج کے دن تک۔

امام ازرقی نے سفیان بن عینیہ سے اور انہوں نے حبیب بن اسرس رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ام نہشل کا سیلاب آیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مکہ کی اونچی جگہ پر بند باندھنے سے پہلے وہ (سیلاب) مقام ابراہیم کو اس کی جگہ سے لے گیا اور کوئی نہیں جانتا تھا کہ اس کی جگہ کہاں ہے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب (مکہ مکرمہ) تشریف لائے تو آپ نے پوچھا کون اس کی جگہ کو جانتا ہے؟ عبد المطلب بن ابی وداعہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں جانتا ہوں میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے اور پیمانہ کے ساتھ اس کی پیائش کی ہے۔ اس لئے میں نے حجر اسود سے مقام تک پھر رکن سے مقام تک اور کعبہ شریف کی طرف سے سب پیائش کر رکھی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس پیائش کو لے آ تو وہ پیائش لے آیا تو اس کے مطابق مقام کو اپنی جگہ پر رکھا گیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیلاب کو روکنے کے لئے بند بھی باندھ دیا تھا اس بارے میں حضرت سفیان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ وہ بات ہے جو ہم کو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے بیان فرمائی کہ مقام ابراہیم پہلے بیت اللہ کے ایک گوشے میں تھا اور اسی جگہ پر رکھا گیا جس پر اب ہے۔ اور وہ جو لوگ کہتے ہیں کہ فلاں جگہ پر تھا یہ ٹھیک نہیں۔

امام الازرقی نے ابن ابی ملیکہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اس مقام ابراہیم کی جگہ وہی ہے جہاں وہ آج ہے۔ زمانہ جاہلیت میں بھی اس کی جگہ یہی تھی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بھی یہی جگہ تھی مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں سیلاب اس کو لے گیا تھا اور لوگوں نے اس کو کعبہ کے ساتھ رکھ دیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی موجودگی میں اس کو اپنی گہ پر لوٹا دیا۔

مقام ابراہیم کو پیچھے ہٹانا

امام بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ بلاشبہ مقام ابراہیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بیت اللہ کے ساتھ ملا ہوا تھا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو پیچھے ہٹا دیا۔

ابن سعد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ مقام ابراہیم کی جگہ کون جانتا ہے جہاں وہ تھا ابو وداعہ بن صبیرہ سہمی رحمہ اللہ علیہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین میں اس کی جگہ کو جانتا ہوں میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے دروازہ کی طرف سے اور میں نے اس کا اندازہ لگایا ہے رکن اور حجر اسود تک اور زم زم تک، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ پیائش لے آ و وہ لے آئے۔ پھر حضرت عمر نے اس کی پیائش کے مطابق مقام ابراہیم کو اپنی جگہ پر رکھ دیا (یعنی اسی جگہ پر) جو ابو وداعہ نے بتائی تھی۔

الحمید اور ابن نجار نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھے اور زم زم کا پانی پیے تو اس کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں (چاہے) جتنی مقدار کو پہنچ جائیں۔

الازرقی نے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ اور انہوں نے اپنے باپ دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کوئی آدمی (جب) بیت اللہ کے طواف کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ اللہ کی رحمت میں گھس جاتا ہے اور جب (مطاف میں) داخل ہوتا ہے تو (اللہ کی رحمت) اس کو ڈھانپ لیتی ہے پھر وہ (جب طواف میں) کوئی قدم اٹھاتا ہے یا کوئی قدم رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر قدم کے بدلہ میں پانچ سو نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اس سے پانچ سو برائیاں مٹا دیتے ہیں اور اس کے پانچ سو درجات بلند فرما دیتے ہیں۔ پھر جب وہ طواف سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم پر آتا ہے اور دو رکعت نماز پڑھتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک صاف ہو جاتا ہے اس دن کی طرح جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا۔ اور اس کے لیے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے دو غلاموں کے آزاد کرنے کا ثواب لکھ دیا جاتا ہے اور رکن یمانی پر ایک فرشتہ اس کا استقبال کرتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ جو تیری زندگی باقی ہے اس میں اب نئے سرے سے عمل کر، سابقہ گناہ تیرے معاف ہو گئے اور اپنے گھر والوں میں سے ستر آدمیوں کی سفارش کر۔

ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی یعنی فتح مکہ کے دن۔

ابوداؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے حجرت عبد اللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ ادا کرتے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔

الازرقی نے طلق بن حبیب رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ہم عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کے ساتھ حطیم میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک سایہ سمٹ گیا اور مجالس ختم ہو گئیں تو ہم نے ایک سانپ کی چمک دیکھی جو بنی شیبہ کے دروازے سے آیا تھا تو لوگوں کی آنکھیں اس کی طرف اٹھ گئیں اس نے اللہ کے گھر کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھیں پھر ہم اس کی طرف اٹھے اور ہم نے اس سے کہا کہ اے عمرہ کرنے والے اللہ تعالیٰ نے تیری عبادت کو پورا کر دیا اور کیونکہ ہماری

زمین میں لڑکے بھی ہیں اور بے وقوف بھی ہیں۔ ہمیں ان کے متعلق تجھ سے خطرہ ہے۔ تو اس نے بطحاء کے ٹیلہ کی طرف اپنے سر کو اٹھا کر ٹیلا بنایا اور اپنی دن کو اس پر رکھا پھر آسمان کی طرف بلند ہو گیا یہاں تک کہ ہم نے اس کو نہیں دیکھا۔

وادی ذی طویٰ کے ایک جن کا واقعہ

الازرقی نے ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں جنوں کی ایک عورت وادی ذی طوی میں رہتی تھی اس کا ایک بیٹا تھا اور اس کے علاوہ اس کا کوئی اور بیٹا نہیں تھا، وہ اس سے سخت محبت کرتی تھی وہ اپنی قوم میں شریف تھا اس نے شادی کی اور اپنی بیوی کے پاس آیا۔ جب (اس کی شادی کو) ساتواں دن تھا تو اس نے اپنی ماں سے کہا اے میری ماں میں اس بات کو محبوب رکھتا ہوں کہ میں دن کو اللہ کے گھر کے سات چکر لگاؤں اس کی ماں نے اس سے کہا اے میرے بیٹے مجھے تجھ پر قریش کے بے وقوف لوگوں کا خوف ہے۔

اس کی کہا سلامتی کی امید کرتا ہوں۔ اس کی ماں نے اجازت دے دی وہ سانپ کی صورت میں لوٹ گیا اور طواف کرنے لگا بیت اللہ کے ساتھ چکر لگائے اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت پڑھیں۔ پھر لوٹنے لگا تو قبیلہ بنی سہم کے ایک نوجوان نے اس کو قتل کر دیا (اس کے بعد) مکہ میں اتنا غبار اڑا کہ یہاں تک کہ پہاڑ بھی نظر نہ آتے تھے۔ ابوالطفیل نے فرمایا کہ ہم کو یہ بات پہنچی کہ جنات میں سے کسی بڑے کی موت کے وقت یہ غبار اڑا کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ صبح کو بنی سہم نے اپنی زمین پر بہت سے مردے افراد دیکھے جن کو جنات نے قتل کیا تھا ان میں سے ستر بوڑھے گنجے سر والے تھے جو نوجوانوں کے علاوہ تھے۔

الازرقی نے حسن بصری رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں کسی شہر کو نہیں جانتا کہ جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس میں نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو مگر مکہ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت واتخذوا من مقام ابراهيم مصلی کہا جاتا ہے مکہ مکرمہ میں پندرہ جگہ پر دعا قبول کی جاتی ہے۔

ملتزم کے پاس، میزاب کے نیچے، رکن یمانی کے پاس، صفا اور مروہ کے درمیان، رکن یمانی اور مقام ابراہیم کے درمیان، کعبہ شریف کے اندر، منیٰ میں، مزدلفہ میں، عرفات میں، اور تینوں جمرات کے پاس۔ (تفسیر درمنثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب الطَّوَافِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَلَى الرَّاحِلَةِ

یہ باب سواری پر صفا اور مروہ کی سعی کرنے میں ہے

2975 - اَخْبَرَنِي عِمْرَانُ بْنُ يَزِيْدَ قَالَ اَنْبَاَنَا شُعَيْبٌ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِي اَبُو الزُّبَيْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ يَقُوْلُ طَافَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيَرَاهُ النَّاسُ وَلِيُشْرِفَ وَلِيَسْاَلُوْهُ اِنَّ النَّاسَ غَشُوْهُ .

2975-اخرجه مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 255) . واخرجه الترمذي في المناسك، باب الطواف الواجب (الحديث 1880) و الحديث عند: مسلم في الحج، باب جواز الطواف على بعير وغيره و استلام الحجر بمحجن و نحوه للراكب (الحديث 254) . تحفة الاشراف (2803) .

★★ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی سواری پر (سوار ہو کے) خانہ کعبہ کا طواف کیا تھا' اور صفا و مروہ کی سعی کی تھی' تا کہ لوگ آپ ﷺ کو دیکھ لیں اور آپ ﷺ انہیں ملاحظہ کرتے رہیں اور لوگ آپ ﷺ سے سوالات کر لیں' اس وقت لوگوں کا ہجوم آپ کے گرد تھا۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی

(۱) امام مالک نے موطا میں امام احمد، بخاری، مسلم، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ، ابن جریر، ابن ابی داؤد، ابن الانباری نے مصاحف میں، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے سنن میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ عروہ نے (جو ان کے بھانجے تھے) ان سے پوچھا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے اس قول لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیہ ان یطوف بھما** کے بارے میں بتایئے میرا خیال یہ ہے کہ جو آدمی ان کا طواف نہ کرے اس پر کوئی گناہ نہیں کیا؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے تو نے غلط کہا ہے اگر یہ مطلب ہوتا جو تو نے بیان کیا ہے تو عبارت اس طرح ہوتی **فلا جناح علیہ ان یطوف بھما** لیکن یہ آیت نازل ہوئی جب انصار اسلام لانے سے پہلے مناۃ بت کے لئے احرام باندھتے تھے جس کی وہ عبادت کیا کرتے تھے اور جو اس بت کے لئے احرام باندھتا تھا وہ صفا مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتا تھا۔ اس بارے میں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ! کہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفا و مروہ کی سعی کرنے سے اجتناب کرتے تھے اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ** (الآیہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کی سعی کی سنت بنا دیا اب کسی کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ صفا مروہ کی سعی کو چھوڑے۔

(۲) عبد بن حمید، بخاری، ترمذی، ابن جریر، ابن ابی داؤد فی المصاحف، ابن ابی حاتم، ابن السکن اور بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ ان سے صفا مروہ کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم اس کو جاہلیت کے کام میں سے خیال کرتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو ہم اس سے رک گئے پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ**۔

(۳) امام حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور ابن مردویہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا فرماتی ہیں یہ آیت انصار کے بارے میں نازل ہوئی زمانہ جاہلیت میں جب وہ لوگ احرام باندھتے تھے تو صفا مروہ کے درمیان طواف کرنا ان کے لئے حلال نہ تھا جب ہم (مدینہ منورہ) آئے تو انہوں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی۔ تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) نازل فرمائی لفظ آیت **ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ**۔

صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے

(۴) ابن جریر، ابن ابی داؤد، فی المصاحف، ابن ابی حاتم اور حاکم نے (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں شیاطین صفا مروہ کے درمیان ساری رات جمع ہو کر جو یہ اشعار پڑھتے تھے صفا

مروہ میں بت تھے جن کو وہ خدا سمجھتے تھے۔ جب اسلام آیا تو مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! کیا ہم صفا مروہ کا طواف نہ کریں کیونکہ یہ ایک ایسا کام تھا جس کو ہم زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے تو (اس پر) اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت فمن حج البیت او اعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهما فرمایا کہ (صفا مروہ کا طواف کرنے میں) اس پر کوئی گناہ نہیں بلکہ اس کے لئے اجر ہے۔

(۵) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انصار (صحابہ) نے عرض کیا کہ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنا جاہلیت کے کاموں میں سے ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے (یہ آیت) اتاری لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله ۔

(۶) ابن جریر نے عمرو بن حبیش رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لفظ آیت ان الصفا والمروة الآیہ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس جاؤ اور ان سے پوچھو وہ زیادہ جاننے والے ہیں جو کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتارا گیا۔ میں ان کے پاس آیا اور ان سے (اس بارے میں) پوچھا تو انہوں نے فرمایا ان (دونوں پہاڑوں پر) بت رکھے ہوئے تھے۔ (اس لئے) جب وہ لوگ اسلام لائے تو ان دونوں کے درمیان سعی کرنے سے رک گئے یہاں تک کہ (یہ آیت) ان الصفا والمروة نازل ہوئی۔

(۷) ابن جریر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله کے بارے میں فرماتے ہیں کہ لوگ صفا مروہ کے درمیان سعی کرنے سے رک گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ بتایا کہ دونوں اللہ تعالیٰ کے شعائر میں سے ہے۔ اور ان دونوں کے درمیان سعی کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہے اب ان دونوں کے درمیان سعی کرنے کی سنت قائم ہوگئی۔

(۸) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عامر شعبی رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ صفا پر ایک بت تھا جس کو اساف کہتے تھے اور مروہ پر ایک بت تھا جس کو نائلہ کہتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں جب بیت اللہ کا طواف کرتے تھے تو صفا مروہ کے درمیان بھی سعی کرتے ہوئے بتوں کو ہاتھ لگاتے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم بتوں کی وجہ سے صفا مروہ کی سعی کرتے تھے اور ان کے درمیان سعی کرنا شعائر میں نہیں ہے (اس پر) اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة (الآیہ) اور لفظ آیت الصفا کو مذکر فرمایا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مذکر تھا۔ اور مروہ کو مؤنث ذکر فرمایا کیونکہ اس پر جو بت تھا وہ مؤنث تھا۔

(۹) سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ انصار نے کہا کہ ان پتھروں (یعنی صفا مروہ) کے درمیان سعی کرنا جاہلیت والوں کے کام میں سے ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله فرمایا کہ یہ عمل خیر میں سے ہے جس کے بارے میں، میں نے تم کو بتایا ہے اس پر کوئی حرج نہیں جو ان دونوں (کے درمیان) سعی نہ کرے لفظ آیت ومن تطوع خیرا فهو خیر له تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو بطور نفل کے کیا پس یہ

سنن میں سے ہے۔ عطار رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتے تو اس کی جگہ کو ستر کعبہ کے ساتھ بدل دیتے۔

(۱۰) ابن جریر نے قتادہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ زمانہ جاہلیت میں تھامہ کے لوگ صفا و مروہ کے درمیان سعی نہیں کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ اور ان کے درمیان سعی کرنا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی سنت ہے۔

مشرکین صفاء مروہ پر بتوں کو پوجتے تھے

(۱۱) عبد بن حمید، مسلم، ترمذی، ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے اپنی سنن میں زہری کے طریق سے عروہ رحمہ اللہ سے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا انصار میں سے کچھ لوگ مناۃ (بت) کے لئے زمانہ جاہلیت میں احرام باندھتے تھے اور مناۃ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک بت تھا انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کہ ہم مناۃ کی تعظیم کرتے ہوئے صفا مروہ کی سعی کرتے تھے اب ہم پر سعی میں کوئی حرج ہے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ عروہ رحمہ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں اگر میں صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کروں (کیونکہ) اللہ نے فرمایا لفظ آیت فلا جناح علیہ ان یطوف بھما حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے میرے بھانجے! کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔ زہری رحمہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بات میں نے ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحرث بن ہشام کو بتائی تو انہوں نے کہا یہ علم ہے (اور) ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اہل علم لوگوں کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کے بارے میں (حکم) نازل فرمایا اور صفا مروہ کے درمیان طواف کا (حکم) نازل فرمایا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ ہم زمانہ جاہلیت میں صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ نے بیت اللہ کے طواف کا تو ذکر فرمایا ہے اور صفا مروہ کے درمیان سعی نہ کریں تو اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ (الآیہ) ابوبکر نے فرمایا کہ یہ آیت دونوں فریقوں کے بارے میں نازل ہوئی ان کے بارے میں بھی جنہوں نے سعی کی اور ان کے بارے میں بھی جنہوں نے سعی نہ کی۔

(۱۲) امام وکیع، عبدالرزاق، عبد بن حمید، مسلم، ابن ماجہ اور ابن جریر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ قسم ہے میری عمر کی اللہ تعالیٰ اس کے حج اور عمرہ کو پورا نہیں فرمائیں گے جو شخص صفا و مروہ کے درمیان سعی نہ کرے گا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ ۔

(۱۳) عبد بن حمید اور مسلم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ انصار صفا مروہ کے درمیان سعی کو ناپسند کرتے تھے یہاں تک کہ یہ آیت نازل ہوئی لفظ آیت ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ پس ان کے درمیان سعی کرنا نفل ہے۔

(۱۴) ابو عبید نے فضائل میں، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن ابی داؤد نے المصاحف میں، ابن المنذر اور ابن الانباری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ اس آیت لفظ آیت فلا جناح علیہ ان لا یطوف بھما کو اس طرح

پڑھتے تھے۔

(۱۵) عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر نے عطار رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف میں اس طرح سے ہے۔ لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما ۔

(۱۶) حماد رحمہ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے والد کے مصحف میں (یوں) پایا لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما

(۱۷) ابن ابی داؤد نے مجاہد رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ وہ لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما پڑھتے تھے۔

(۱۸) امام طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ یوں پڑھتے تھے لفظ آیت فلا جناح علیه ان لا یطوف بهما تشدید کے ساتھ پس جس نے اس کو چھوڑ دیا تو اس پر کوئی حرج نہیں۔

(۱۹) سعید بن منصور اور حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہنے لگا کہ میں مروہ سے پہلے صفا سے شروع کرتا ہوں طواف کرنے سے پہلے نماز پڑھ لیتا ہوں یا نماز سے پہلے طواف کرتا ہوں اور ذبح کرنے سے پہلے حلق کرتا ہوں یا حلق کرانے کے بعد ذبح کرتا ہوں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ باتیں اللہ کی کتاب میں سے لے لو وہ یاد کرنے کے قابل ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله (اس میں) صفا (کا حکم) ہے مروہ سے پہلے اور فرمایا لفظ آیت لا تحلقوا رؤوسكم حتى يبلغ الهدى محلة یعنی ذبح ہے حلق سے پہلے اور فرمایا لفظ آیت وطهر بيتى للطايفين والقائمين والركع السجود (الحج آیت ۲۶) اور اس آیت میں نماز سے پہلے طواف ہے۔

(۲۰) امام وکیع نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ (سعی) مروہ سے پہلے صفا سے کیوں شروع کی جاتی ہے؟ انہوں نے فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله (یعنی مروہ سے پہلے صفا کا ذکر فرمایا)۔

(۲۱) امام مسلم، ترمذی، ابن جریر اور بیہقی نے سنن میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حج میں صفا کے قریب تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا لفظ آیت ان الصفا والمروة من شعائر الله میں پس اللہ تعالیٰ نے کلام کو جس سے شروع فرمایا ہے تم بھی اس سے شروع کرو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعی صفا سے شروع فرمائی اور اس پر چڑھ گئے۔

(۲۲) امام شافعی، ابن سعد، احمد، ابن المنذر، ابن قانع اور بیہقی نے حبیبہ بنت ابی تجران رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا لوگ آپ کے آگے تھے اور آپ ان کے پیچھے سعی فرما رہے تھے یہاں تک کہ میں نے تیز سعی کی وجہ سے آپ کے گھٹنے دیکھے آپ اپنی چادر مبارک لپیٹے ہوئے تھے اور فرما

رہے تھے کہ سعی کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض فرمادی ہے۔

(۲۳) امام طبرانی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے (کسی نے) پوچھا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر سعی فرض کی ہے پس تم سعی کرو۔

(۲۴) امام وکیع نے ابوفصیل عامر بن واثلہ رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سعی کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے سعی کی تھی۔

(۲۵) امام طبرانی اور بیہقی نے ابوطفیل رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ آپ کی قوم یہ گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تھی اور یہ سنت میں سے ہے آپ نے فرمایا انہوں نے سچ کہا جب ابراہیم علیہ السلام کو حج کے احکام کا حکم دیا گیا تو سعی کی جگہ کے درمیان شیطان نے ان کے سامنے اوران کے آگے جانے کی کوشش کی مگر ابراہیم علیہ السلام اس سے آگے نکل گئے۔

(۲۶) امام حاکم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ انہوں نے لوگوں کو صفا و مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے دیکھا اور فرمایا یہ ان کاموں میں سے ہے جس کا تم کو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ نے وارث بنایا۔

حضرت ہاجرہ واسماعیل علیہ السلام برکت

(۲۷) الخطیب نے التلخیص میں سعید بن جبیر رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے ان کے ساتھ ہاجرہ (ان کی بیوی) اور اسماعیل (ان کے بیٹے) بھی تھے ان دونوں (یعنی ہاجرہ اور اسماعیل علیہ السلام کو بیت اللہ کے پاس بٹھایا ان کی بیوی نے پوچھا کیا اس کام کا اللہ نے آپ کو حکم فرمایا ہے فرمایا ہاں! (پھر) بچے کو پیاس لگی حضرت ہاجرہ نے ادھر ادھر دیکھا پہاڑوں میں سب سے زیادہ قریب صفا کی پہاڑی تھی اس پر جاکر دیکھا تو کوئی چیز نظر نہ آئی یہ صفا مروہ کے درمیان پہلی سعی تھی۔ وہ واپس آئیں تو اپنے آگے ایک ہلکی سی آواز سنی اور فرمایا میں نے سن لیا ہے اگر تیرے پاس کوئی مدد ہے تو لے آ اچانک اس کے آگے جبرئیل علیہ السلام تھے جو اپنی ایڑھی کو زم زم پر مار رہے تھے تو پانی ابل آیا۔ وہ کوئی چیز لے آئیں تاکہ اس میں پانی کو جمع کریں۔ جبرئیل علیہ السلام نے ان سے فرمایا کیا تو پیاس سے ڈرتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کے مہمانوں کا شہر ہے تم پیاس سے نہ ڈرو۔

(۲۸) ابن ابی شیبہ، ابوداؤد، ترمذی، حاکم (انہوں نے اسے صحیح کہا ہے) اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بیت اللہ کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی۔ اور شیاطین کو کنکری مارنا اللہ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں ان کی اور کوئی غرض نہیں۔

(۲۹) الازرقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صفا مروہ میں سعی کرنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ صفا سے اترے پھر چلتے ہوئے گزرگاہ کے بطن میں پہنچ جائے جب اس جگہ میں آئے تو دوڑے حتیٰ کہ یہاں سے پار ہوجائے پھر (اپنی رفتار پر چلے حتیٰ کہ مروہ پر آجائے)۔

(۳۰) الازرقی نے مسروق کے طریق سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ صفا کی طرف نکلے پھر صدع (یعنی صفا کی چوڑائی) پر کھڑے ہو کر لبیک پڑھا میں نے ان سے کہا کہ لوگ یہاں ہلال (یعنی تلبیہ کہنے) سے منع کرتے ہیں انہوں نے فرمایا لیکن میں تم کو اس کا حکم کرتا ہوں کیا تو جانتا ہے اہلال کیا ہے؟ یہ وہ دعا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کو اپنے رب کے ہاں قبولیت ہے۔ جب آپ (نیچے) وادی میں آئے تو رمل کیا اور (یہ دعا) مانگی رب اغفر وارحم انک انت الاعندلاکرم (اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما بے شک تو بہت عزت والا اور بہت اکرام والا ہے۔

(۳۱) طبرانی اور بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے صدع (مقام) پر کھڑے ہوئے جو صفا میں ہے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ وہ مقام ہے جس پر سورۃ بقرہ نازل ہوئی۔

وما قولہ تعالیٰ: ومن تطوع خیرا:

(۳۲) ابن ابی داؤد نے المصاحف میں الاعمش رحمہ اللہ علیہ سے روایت کیا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی قرأت میں لفظ آیت ومن تطوع خیرا ہے۔

(۳۳) سعید بن منصور نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ وہ صفا مروہ پر یہ دعا کرتے تھے تین مرتبہ (یعنی اللہ اکبر) کہتے تھے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھتے تھے: لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيءٍ قدير لا اله الا الله ولا نعبد الا اياه مخلصين له الدين ولو كره الكفرون ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود (نہیں) اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اسی کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہم کسی کی عبادت نہیں کرتے مگر اسی کی اس کے دین کے لئے خالص ہو کر اگرچہ کافر اس کو ناپسند کریں۔

اور بہت سی دعائیں کرتے تھے یہاں تک کہ ہم تھک جاتے اگرچہ ہم جوان لوگ تھے اور ان کی دعا میں سے ایک یہ دعا بھی تھی:۔ اللّٰهم اجعلني ممن يحبك ويحب ملائكتك والى رسلك والى عبادك الصالحين اللّٰهم حببني اليك والى ملائكتك والى رسلك والى عبادك الصالحين

ترجمہ: اے اللہ مجھے بنا دے ان لوگوں میں سے جو تجھ سے اور تیرے فرشتوں سے اور تیرے رسولوں سے محبت کرتے ہیں اور تیرے نیک بندوں سے محبت کرتے ہیں۔ اور اے اللہ! مجھے اپنا اپنے فرشتوں، رسولوں اور نیک بندوں کا محبوب بنا دے۔

اللّٰهم يسرني لليسرى وجنبني للعسرى واغفرلي في الاخرة والاولى واجعلني من الائمة المتقين ومن ورثة جنة النعيم واغفرلي يوم الدين اللّٰهم انك قلت (ادعوني استجب لكم) وانك لا تخلف الميعاد ۔

ترجمہ: اے اللہ! آسانی کر دے میرے لئے آسانی کو اور بچا دے مجھے تنگی سے اور بخش دے مجھ کو دنیا میں اور آخرت میں اور مجھے متقین کے اماموں میں سے بنا دے اور جنت النعیم کے ورثا میں سے بنا دے اور میری خطاؤں کو قیامت کے دن بخش دے اے اللہ بے شک آپ نے فرمایا ہے مجھ سے دعا کرو اور میں تمہاری دعاؤں کو قبول کرونگا اور بلاشبہ آپ وعدہ خلافی نہیں

فرماتے۔

اللّٰھم اذھدیتنی للاسلام فلا تنزعہ منی ولا تنزعنی منه حتی توفان علی الاسلام وقد رضیت عنی

ترجمہ: اے اللہ جب آپ نے مجھ کو اسلام کی ہدایت دی اس کو مجھ سے نہ چھین لینا اور مجھے اس سے جدا نہ کر لینا اور مجھ سے راضی ہو جائیے۔

اللّٰھم لا تقدمنی للعذاب ولا تؤخرنی لسیء الفتن

ترجمہ: اے اللہ مجھے عذاب کے لئے پیش نہ کرنا اور مجھے برے فتنوں کے لئے پیچھے نہ چھوڑ دینا۔

(۳۴) سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ جو شخص تم میں سے حج کے لئے آئے تو اس کو چاہئے کہ بیت اللہ کے طواف سے شروع کرے اور سات چکر لگائے پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعتیں پڑھے پھر صفا پر آئے اور اس پر قبلہ رخ کھڑا ہو جائے پھر سات مرتبہ تکبیریں کہے دو تکبیروں کے درمیان اللہ کی حمد اور اس کی ثنا بیان کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اپنے لئے دعا کرے اور اسی طرح مروہ پر بھی کرے۔

(۳۵) ابن ابی شیبہ نے المصنف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ سات جگہوں میں ہاتھ بلند کئے جاتے ہیں جب نماز کی طرف کھڑے ہو، بیت اللہ کو دیکھو، صفا مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں، شیاطین کو کنکری مارتے وقت۔

(۳۶) امام شافعی نے الام میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاتھوں کو بلند کیا جائے نماز میں، جب بیت اللہ کو دیکھو، صفا مروہ پر، عرفات میں، مزدلفہ میں اور جمروں کے پاس اور میت پر۔

(تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب الْمَشْيِ بَيْنَهُمَا

یہ باب ان دونوں کے درمیان چلنے میں ہے

2976 – اَخْبَرَنَا مَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ السَّائِبِ عَنْ كَثِيرِ بْنِ جُمْهَانَ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ يَمْشِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ اِنْ اَمْشِي فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِي وَاِنْ اَسْعَى فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى .

☆☆ کثیر بن جمہان بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو صفا اور مروہ کے درمیان چلتے ہوئے دیکھا ہے۔ انہوں نے فرمایا: اگر میں چلتا ہوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو چلتے ہوئے بھی دیکھا ہے اور میں دوڑتا ہوں تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دوڑتے ہوئے بھی دیکھا ہے۔

2976-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب امر الصفا و المروة (الحديث 1904) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في السعي بين الصفا والمروة (الحديث 864) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السعي بين الصفا والمروة (الحديث 2988) تحفة الاشراف (7379) .

2977 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا الثَّوْرِيُّ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ رَاَيْتُ ابْنَ عُمَرَ وَذَكَرَ نَحْوَهُ اِلَّا اَنَّهُ قَالَ وَاَنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ .

☆☆ ایک اورسند کے ساتھ یہ بات منقول ہے: سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا ہے' تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں:

انہوں نے فرمایا: میں ایک عمر رسیدہ شخص ہوں۔

باب الرَّمَلِ بَيْنَهُمَا

یہ باب ہے کہ ان دونوں کے درمیان رمل کرنا

2978 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ بْنُ يَسَارٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ سَاَلُوْا ابْنَ عُمَرَ هَلْ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَلَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فَقَالَ كَانَ فِيْ جَمَاعَةٍ مِّنَ النَّاسِ فَرَمَلُوْا فَلَا اُرَاهُمْ رَمَلُوْا اِلَّا بِرَمَلِهِ .

☆☆ زہری بیان کرتے ہیں: لوگوں نے حضرت عبداللہ بن عمر ﷠ سے دریافت کیا کہ آپ نے نبی اکرم ﷺ کو صفا اور مروہ کے درمیان رمل کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے ساتھ اس وقت بہت سے لوگ تھے' انہوں نے رمل کیا تھا' میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان لوگوں نے اس لیے رمل کیا ہوگا کہ نبی اکرم ﷺ نے بھی رمل کیا تھا۔

شرح

سعی کرنا یعنی صفا و مروہ کے درمیان سات پھیرے کرنا حنفیہ کے نزدیک واجب ہے جب کہ حضرت اما شافعی کے ہاں رکن ہے۔ "بطن مسیل" صفا و مروہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے شناخت کے لئے اس کے دونوں سروں پر نشان بنے ہوئے ہیں' جنہیں "میلین اخضری" کہتے ہیں۔ سعی کے وقت اس جگہ تیز رفتاری سے چلنا تمام علماء کے نزدیک سنت ہے۔

باب السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا

2979 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَمَّارٍ الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّمَا سَعَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ لِيُرِيَ الْمُشْرِكِيْنَ قُوَّتَهُ .

2977-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7067) .

2978-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7446) .

2979-اخرجه البخاري في الحج، باب ما جاء في السعي بين الصفا و المروة (الحديث 1649)، و في المغازي، باب عمرة القضاء (الحديث 4257) . واخرجه مسلم في الحج، باب استحباب الرمل في الطواف و العمرة و في الطواف الاول من الحج (الحديث 241) . تحفة الاشراف (5943) .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا اور مروہ کے درمیان سعی کی تھی (یعنی دوڑ کے چلے تھے) تاکہ آپ مشرکین کے سامنے اپنی قوت کا اظہار کر سکیں۔

باب السَّعْيِ فِيْ بَطْنِ الْمَسِيلِ

یہ باب نشیبی حصے میں دوڑنے کے بیان میں ہے

2980 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ بُدَيْلٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنِ امْرَاَةٍ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْعَى فِيْ بَطْنِ الْمَسِيلِ وَيَقُوْلُ "لَا يُقْطَعُ الْوَادِیْ اِلَّا شَدًّا" .

☆☆ صفیہ بنت شیبہ ایک خاتون کا یہ بیان نقل کرتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نشیبی حصے میں دوڑتے ہوئے دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
نشیبی حصے کو دوڑ کر ہی عبور کیا جائے۔

باب مَوْضِعِ الْمَشْيِ

یہ باب چلنے کے مقام کے بیان میں ہے

2981 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِیْ مَالِكٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا نَزَلَ مِنَ الصَّفَا مَشٰى حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِيْ بَطْنِ الْوَادِیْ سَعٰى حَتّٰى يَخْرُجَ مِنْهُ .

☆☆ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب صفا کے نیچے تشریف لا رہے تھے تو آپ چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ جب آپ نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ نشیبی حصے سے باہر نکل گئے۔

باب مَوْضِعِ الرَّمَلِ

یہ باب رمل کے مقام کے بیان میں ہے

2982 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ لَمَّا تَصَوَّبَتْ قَدَمَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بَطْنِ الْوَادِیْ رَمَلَ حَتّٰى خَرَجَ مِنْهُ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل

2980-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب السعي بين الصفا و المروة (الحديث 2987) تحفة الاشراف (18382) .

2981-انفرد به النسائي، و سياتي (الحديث 2982 و 2983) . تحفة الاشراف (2624) .

2982-تقدم (الحديث 2981) .

کرتے ہیں: جب نبی اکرم ﷺ کے دونوں قدم نشیب میں پہنچے تو آپ دوڑ پڑے یہاں تک کہ اُس نشیبی حصے سے باہر چلے گئے۔

2983 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنِي اَبِي قَالَ حَدَّثَنَا جَابِرٌ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ - يَعْنِي - عَنِ الصَّفَا حَتّٰى اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ فِي الْوَادِيْ رَمَلَ حَتّٰى اِذَا صَعِدَ مَشٰى .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ جب نیچے تشریف لائے (یعنی صفا سے نیچے تشریف لائے) تو جب آپ کے قدم نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے یہاں تک کہ آپ جب (دوسری پہاڑی پر یا اُسی پہاڑی پر دوبارہ) چڑھنے لگے تو پھر عام رفتار سے چلنے لگے۔

باب مَوْضِعِ الْقِيَامِ عَلَى الْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ مروہ پہاڑی پر کھڑے ہونے کی جگہ

2984 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ قَالَ اَنْبَاَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْوَةَ فَصَعِدَ فِيهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ الْبَيْتُ فَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" . قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ ذَكَرَ اللّٰهَ وَسَبَّحَهُ وَحَمِدَهُ ثُمَّ دَعَا بِمَا شَاءَ اللّٰهُ فَعَلَ هٰذَا حَتّٰى فَرَغَ مِنَ الطَّوَافِ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ مروہ پہاڑی کے پاس تشریف لائے' آپ اوپر چڑھ گئے' پھر آپ کے سامنے بیت اللہ آیا تو آپ ﷺ نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

آپ ﷺ نے یہ کلمات تین مرتبہ پڑھے' پھر آپ نے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا' اس کی پاکی بیان کی' اس کی حمد بیان کی' پھر جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہ دعا مانگی' آپ ﷺ نے ایسا ہی کیا یہاں تک کہ آپ طواف کر کے (یعنی سعی کر کے) فارغ ہو گئے۔

باب التَّكْبِيرِ عَلَيْهَا

یہ باب ہے کہ اُسی (مروہ پہاڑی) پر تکبیر کہنا

2983-تقدم (الحديث 2981 و 2982) .

2984-تقدم (الحديث 2974) .

2985 - اَخْبَرَنَا عَلِیُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اِسْمَاعِیلُ قَالَ اَنْبَانَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلَی الصَّفَا فَرَقِیَ عَلَیْهَا حَتّٰی بَدَا لَهُ الْبَیْتُ ثُمَّ وَحَّدَ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَبَّرَهُ وَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ یُحْیِی وَیُمِیتُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" . ثُمَّ مَشٰی حَتّٰی اِذَا انْصَبَّتْ قَدَمَاهُ سَعٰی حَتّٰی اِذَا صَعِدَتْ قَدَمَاهُ مَشٰی حَتّٰی اَتَی الْمَرْوَةَ فَفَعَلَ عَلَیْهَا كَمَا فَعَلَ عَلَی الصَّفَا حَتّٰی قَضٰی طَوَافَهُ .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صفا پہاڑی پر تشریف لے گئے' آپ اس پر چڑھ گئے یہاں تک کہ جب بیت اللہ آپ کے سامنے آیا تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور اس کی کبریائی کا اعتراف کیا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات پڑھے:

اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے' وہی ایک معبود ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' بادشاہی اُسی کے لیے مخصوص ہے' حمد اُسی کے لیے مخصوص ہے' وہ زندگی دیتا ہے' وہ موت دیتا ہے اور وہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم عام رفتار سے چلتے رہے' یہاں تک کہ جب آپ کے پاؤں نشیبی حصے میں پہنچے تو آپ دوڑنے لگے' یہاں تک کہ جب آپ اوپر کی طرف چڑھنے لگے تو آپ پھر عام رفتار سے چلنے لگے' یہاں تک کہ آپ مروہ تشریف لائے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی ایسا ہی کیا' جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر کیا تھا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے طواف (یعنی سعی) کو مکمل کرلیا۔

باب كَمْ طَوَافُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

یہ باب ہے کہ حج قران یا حج تمتع کرنے والا شخص صفا اور مروہ کی کتنی مرتبہ سعی کرے گا؟

2986 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیٰی قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِی اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهُ سَمِعَ جَابِرًا یَقُوْلُ لَمْ یَطُفِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ بَیْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ اِلَّا طَوَافًا وَّاحِدًا .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب نے صفا اور مروہ کی صرف ایک مرتبہ سعی کی تھی۔

باب اَیْنَ یُقَصِّرُ الْمُعْتَمِرُ

یہ باب ہے کہ عمرہ کرنے والا شخص کہاں بال کٹوائے گا؟

2987 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰی عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ عَنِ ابْنِ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِی الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ اَنَّ

2985-تقدم (الحديث 2972).

2986-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 140) . واخرجه ابو داؤد في المناسك، باب طواف القارن (الحديث 1895) . تحفة الاشراف (2802) .

طَاوُسًا اَخْبَرَهُ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ اَخْبَرَهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ اَنَّهُ قَصَّرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ فِيْ عُمْرَةٍ عَلَى الْمَرْوَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمرہ کرنے کے بعد مروہ پہاڑی پر تیر کی (پیکان کے ذریعے) آپ کے بال چھوٹے کیے تھے۔

2988 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ اَنْبَاَنَا مَعْمَرٌ عَنِ ابْنِ طَاوُسٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَّرْتُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمَرْوَةِ بِمِشْقَصِ اَعْرَابِيٍّ .

☆☆ طاؤس کے صاحبزادے اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے' حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے ایک دیہاتی کے تیر کی پیکان کے ذریعے مروہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بال چھوٹے کیے تھے۔

باب كَيْفَ يُقَصِّرُ

یہ باب ہے کہ بال کیسے چھوٹے کیے جائیں؟

2989 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوْسٰى قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ اَخَذْتُ مِنْ اَطْرَافِ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ كَانَ مَعِيْ بَعْدَ مَا طَافَ بِالْبَيْتِ وَبِالصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِيْ اَيَّامِ الْعَشْرِ . قَالَ قَيْسٌ وَّالنَّاسُ يُنْكِرُوْنَ هٰذَا عَلٰى مُعَاوِيَةَ .

☆☆ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے تیر کی پیکان کے ذریعے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کناروں کے بال کاٹ دیے تھے' وہ پیکان میرے پاس تھی' یہ آپ کے بیت اللہ کا طواف کر لینے اور صفا و مروہ کی سعی کر لینے کے بعد کیا تھا' اور یہ ذوالحج کے دس دنوں میں ہوا تھا۔

قیس نامی راوی بیان کرتے ہیں: لوگوں نے اس حوالے سے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بات کو تسلیم نہیں کیا ہے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَاَهْدٰى

یہ باب ہے کہ جو شخص حج کا احرام باندھتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر چلتا ہے' وہ کیا کرے گا؟

2990 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ يَحْيٰى - وَهُوَ ابْنُ اٰدَمَ - عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ - قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا نُرٰى اِلَّا

2987-تقدم (الحديث 2736) .

2988-تقدم (الحديث 2736) .

2989-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11430) .

الْحَجَّ - قَالَتْ - فَلَمَّا اَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ وَبَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ قَالَ "مَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى اِحْرَامِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْىٌ فَلْيَحْلِلْ" .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہمارا ارادہ صرف حج کرنے کا تھا' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خانہ کعبہ کا طواف کرلیا اور صفا و مروہ کی سعی کر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود ہو' وہ اپنے احرام کی حالت میں برقرار رہے' اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور موجود نہ ہو' وہ احرام کھول دے۔

باب مَا يَفْعَلُ مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى

یہ باب ہے کہ جو شخص عمرے کا احرام باندھتا ہے اور قربانی کا جانور ساتھ لے کر جاتا ہے' وہ کیا کرے گا؟

2991 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِالْحَجِّ وَمِنَّا مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّاَهْدٰى فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ وَّلَمْ يُهْدِ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ فَاَهْدٰى فَلَا يَحِلَّ وَمَنْ اَهَلَّ بِحَجَّةٍ فَلْيُتِمَّ حَجَّهُ" . قَالَتْ عَائِشَةُ وَكُنْتُ مِمَّنْ اَهَلَّ بِعُمْرَةٍ .

☆☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ روانہ ہوئے' ہم میں سے بعض لوگوں نے حج کا احرام باندھا اور بعض (لوگوں) نے عمرے کا احرام باندھا اور قربانی کا جانور ساتھ رکھا' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا تھا' اس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں ہے' وہ احرام کھول دے' جس نے اپنے عمرے کا احرام باندھا تھا' اس کے ساتھ قربانی کا جانور ہے' تو وہ شخص بھی احرام نہ کھولے' اور جس شخص نے حج کا احرام باندھا ہے' وہ اپنا حج مکمل کرلے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ان افراد میں شامل تھی' جنہوں نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

2990-انفرد به النسائي . و الحديث عند: البخاري في الحيض، باب الامر بالنفساء اذا نفسن (الحديث 294)، و في الاضاحي، باب الاضحية للمسافر و النساء (الحديث 5548)، و باب من ذبح ضحية غيره (الحديث 5559) . و مسلم في الحج، باب بيان وجوه الاحرام و انه يجوز افراد الحج و التمتع و القرآن و جواز ادخال الحج على العمرة و متى يحل القارن من نسكه (الحديث 119) . و النسائي في الطهارة، باب ما تفعل المحرمة اذا حاضت (الحديث 289)، و في الحيض و الاستحاضة، باب بدء الحيض و هل يسمى الحيض نفاسًا (الحديث 347)، و في مناسك الحج، ترك التسمية عند الاهلال (الحديث 2740) . وابن ماجه في المناسك، باب الحائض تقضي المناسك الا الطواف (الحديث 2963) . تحفة الاشراف (17482) .

2991-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (16749) .

2992 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا وُهَيْبُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ مَنْصُوْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اُمِّهٖ عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ قَدِمْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُهِلِّيْنَ بِالْحَجِّ فَلَمَّا دَنَوْنَا مِنْ مَكَّةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيَحْلِلْ وَمَنْ كَانَ مَعَهُ هَدْيٌ فَلْيُقِمْ عَلٰى اِحْرَامِهٖ" : قَالَتْ وَكَانَ مَعَ الزُّبَيْرِ هَدْيٌ فَاَقَامَ عَلٰى اِحْرَامِهٖ وَلَمْ يَكُنْ مَعِيْ هَدْيٌ فَاَحْلَلْتُ فَلَبِسْتُ ثِيَابِيْ وَتَطَيَّبْتُ مِنْ طِيْبِيْ ثُمَّ جَلَسْتُ اِلَى الزُّبَيْرِ فَقَالَ اسْتَاْخِرِيْ عَنِّيْ ۔ فَقُلْتُ اَتَخْشٰى اَنْ اَثِبَ عَلَيْكَ

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ حج کا احرام باندھ کر آئے' جب ہم مکہ کے قریب پہنچے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہو' وہ احرام کھول دے اور جس شخص کے ساتھ قربانی کا جانور ہو' وہ اپنے احرام پر برقرار رہے۔

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت زبیر کے ساتھ قربانی کا جانور تھا' اس لیے وہ اپنے احرام کی حالت میں برقرار رہے اور میرے ساتھ چونکہ قربانی کا جانور نہیں تھا' اس لیے میں نے احرام کھول دیا اور کپڑے پہن لیے اور خوشبو لگائی' پھر میں حضرت زبیر کے پاس آ کر بیٹھی تو انہوں نے فرمایا: مجھ سے دور رہو' میں نے کہا کہ آپ کو یہ اندیشہ ہے کہ میں آپ پر حملہ کر دوں گی۔

باب الْخُطْبَةِ قَبْلَ يَوْمِ التَّرْوِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کے دن سے پہلے خطبہ دینا

2993 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ قَرَاْتُ عَلٰى اَبِيْ قُرَّةَ مُوْسٰى بْنِ طَارِقٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ رَجَعَ مِنْ عُمْرَةِ الْجِعِرَّانَةِ بَعَثَ اَبَا بَكْرٍ عَلَى الْحَجِّ فَاَقْبَلْنَا مَعَهُ حَتّٰى اِذَا كَانَ بِالْعَرْجِ ثَوَّبَ بِالصُّبْحِ ثُمَّ اسْتَوٰى لِيُكَبِّرَ فَسَمِعَ الرَّغْوَةَ خَلْفَ ظَهْرِهٖ فَوَقَفَ عَلَى التَّكْبِيْرِ فَقَالَ هٰذِهٖ رَغْوَةُ نَاقَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَدْعَاءِ لَقَدْ بَدَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجِّ فَلَعَلَّهٗ اَنْ يَّكُوْنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنُصَلِّيَ مَعَهٗ فَاِذَا عَلِيٌّ عَلَيْهَا فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ بَكْرٍ اَمِيْرٌ اَمْ رَسُوْلٌ قَالَ لَا بَلْ رَسُوْلٌ اَرْسَلَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِبَرَاءَةَ اَقْرَؤُهَا عَلَى النَّاسِ فِيْ مَوَاقِفِ الْحَجِّ ۔ فَقَدِمْنَا مَكَّةَ فَلَمَّا كَانَ قَبْلَ التَّرْوِيَةِ بِيَوْمٍ قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَرَاَ عَلٰى

2992-اخرجه مسلم في الحج، باب ما يلزم من طاف بالبيت و سعى من البقاء على الاحرام و ترك التحلل (الحديث 191 و 192) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب فسخ الحج (الحديث 2983) . تحفة الاشراف (15739) .

2993-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2777) .

النَّاسِ بَرَائَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ خَرَجْنَا مَعَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ مَنَاسِكِهِمْ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَاَ عَلَى النَّاسِ بَرَائَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا ثُمَّ كَانَ يَوْمُ النَّحْرِ فَاَفَضْنَا فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ بَكْرٍ خَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ عَنْ إِفَاضَتِهِمْ وَعَنْ نَحْرِهِمْ وَعَنْ مَنَاسِكِهِمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَاَ عَلَى النَّاسِ بَرَائَةَ حَتّٰى خَتَمَهَا فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ النَّفْرِ الْاَوَّلُ قَامَ اَبُوْ بَكْرٍ فَخَطَبَ النَّاسَ فَحَدَّثَهُمْ كَيْفَ يَنْفِرُوْنَ وَكَيْفَ يَرْمُوْنَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ فَلَمَّا فَرَغَ قَامَ عَلِيٌّ فَقَرَاَ بَرَائَةَ عَلَى النَّاسِ حَتّٰى خَتَمَهَا.

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنُ خُثَيْمٍ لَيْسَ بِالْقَوِيِّ فِي الْحَدِيْثِ وَاِنَّمَا اَخْرَجْتُ هٰذَا لِئَلَّا يُجْعَلَ ابْنُ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ وَمَا كَتَبْنَاهُ اِلَّا عَنْ اِسْحَاقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ الْقَطَّانُ لَمْ يَتْرُكْ حَدِيْثَ ابْنِ خُثَيْمٍ وَلَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ اِلَّا اَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِيْنِيِّ قَالَ ابْنُ خُثَيْمٍ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَكَاَنَّ عَلِيَّ بْنَ الْمَدِيْنِيِّ خُلِقَ لِلْحَدِيْثِ.

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب جعرانہ کے عمرہ سے واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو حج کرنے کے لیے بھیجا' ہم لوگ ان کے ہمراہ گئے' یہاں تک کہ جب وہ ''عرج'' کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے صبح کی نماز کے لیے تثویب کہی' پھر جب وہ تکبیر کہنے کے لیے کھڑے ہوئے تو انہوں نے اپنی پشت کے پیچھے اونٹنی کی آواز سنی تو وہ تکبیر کہنے سے رک گئے اور بولے: یہ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی جدعاء کی آواز ہے۔ شاید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حج کرنے کا ارادہ کرلیا ہے' ہوسکتا ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں' تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی نماز ادا کریں گے' لیکن وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے' حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا: کیا آپ امیر کے طور پر آئے ہیں یا قاصد کے طور پر؟ فرمایا: نہیں! بلکہ قاصد کے طور پر ہوں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بری الذمہ ہونے کا اعلان کرنے کے لیے بھیجا ہے' جسے میں حج کے مختلف مواقع پر لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنادوں گا۔

(راوی کہتے ہیں:) پھر جب ہم مکہ آگئے تو تلبیہ کے دن سے ایک دن پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے' انہوں نے لوگوں سے خطاب کیا اور انہیں حج کا طریقہ بتایا' جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ حکم پڑھ کر سنایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے ساتھ کیے ہوئے ہر معاہدے سے) بری الذمہ ہیں' انہوں نے اس کو پورا پڑھا' پھر ہم ان کے ہمراہ روانہ ہوئے' یہاں تک کہ عرفہ کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا' لوگوں کو حج کے احکام بتائے' جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بری الذمہ ہونے کا حکم لوگوں کے سامنے پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا' پھر قربانی کے دن جب ہم واپس آرہے تھے تو حضرت ابوبکر تشریف لائے تو انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں واپسی اور قربانی اور حج کے دیگر مناسک کے بارے میں بتایا' جب وہ اس سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے بری الذمہ ہونے کا حکم لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا' جب روانگی کا پہلا دن آیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیتے ہوئے انہیں بتایا کہ انہوں نے کس طرح روانہ ہونا ہے اور کس طرح رمی کرنی ہے' انہوں نے لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دی' وہ فارغ

ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے لوگوں کے سامنے بری الذمہ ہونے کا حکم پڑھ کر سنایا اور اسے مکمل پڑھا۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: ایک روایت کا ایک راوی ابن خثیم علم حدیث میں مستند نہیں ہے میں نے اس روایت کو یہاں اس لیے نقل کر دیا ہے تاکہ یہ ابن جریج کے حوالے سے ابوزبیر سے منقول نہ سمجھی جائے۔ ہم نے اس روایت کو صرف اسحاق بن ابراہیم اور یحییٰ بن سعید قطان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے ابن خثیم اور عبدالرحمٰن کی روایات کو ترک نہیں کیا ہے البتہ علی بن مدینی نے یہ بات کہی ہے کہ ابن خثیم منکر الحدیث ہے۔

علی بن مدینی کو گویا علم حدیث کی خدمت کے لیے ہی پیدا کیا گیا تھا۔

باب الْمُتَمَتِّعِ مَتَى يُهِلُّ بِالْحَجِّ

یہ باب ہے کہ حج تمتع کرنے والا شخص حج کا احرام کب باندھے گا؟

2994 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيلُ بْنُ مَسْعُودٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَرْبَعٍ مَضَيْنَ مِنْ ذِي الْحِجَّةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَحِلُّوْا وَاجْعَلُوْهَا عُمْرَةً". فَضَاقَتْ بِذٰلِكَ صُدُوْرُنَا وَكَبُرَ عَلَيْنَا فَبَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ "يَا اَيُّهَا النَّاسُ اَحِلُّوْا فَلَوْلَا الْهَدْيُ الَّذِي مَعِي لَفَعَلْتُ مِثْلَ الَّذِي تَفْعَلُوْنَ". فَاَحْلَلْنَا حَتّٰى وَطِئْنَا النِّسَاءَ وَفَعَلْنَا مَا يَفْعَلُ الْحَلَالُ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ وَجَعَلْنَا مَكَّةَ بِظَهْرٍ لَبَّيْنَا بِالْحَجِّ.

★★ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ذوالحج کی چار تاریخ کو (مکہ) آئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم لوگ احرام کھول دو اور اسے عمرے میں تبدیل کر دو تو ہمیں اس بات سے بڑی اُلجھن ہوئی اور ہمارے لیے یہ بہت مشکل کام تھا اس بات کی اطلاع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اے لوگو! احرام کھول دو اگر میرے ساتھ قربانی کا جانور نہ ہوتا تو میں بھی ایسا ہی کرتا جس طرح تم لوگ کرو گے۔

(راوی کہتے ہیں:) تو ہم نے احرام کھول دیئے یہاں تک کہ ہم نے اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت بھی کر لی اور ہم نے ہر وہ عمل کیا جو کوئی بھی حالت احرام کے بغیر والا شخص کر سکتا ہے یہاں تک کہ جب تلبیہ کا دن آیا تو ہم مکہ سے روانہ ہوئے اور ہم نے حج کا تلبیہ پڑھا۔

باب مَا ذُكِرَ فِي مِنًى

یہ باب ہے کہ منٰی کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

2995 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ وَالْحَارِثُ بْنُ مِسْكِيْنٍ قِرَاءَةً عَلَيْهِ وَاَنَا اَسْمَعُ عَنِ ابْنِ الْقَاسِمِ حَدَّثَنِي

2994-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2445) .

2995-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (7367) .

مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَلْحَلَةَ الدُّؤَلِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِمْرَانَ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ عَدَلَ اِلَيَّ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ وَاَنَا نَازِلٌ تَحْتَ سَرْحَةٍ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَقَالَ مَا اَنْزَلَكَ تَحْتَ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ فَقُلْتُ اَنْزَلَنِیْ ظِلُّهَا . قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا كُنْتَ بَيْنَ الْاَخْشَبَيْنِ مِنْ مِنًى وَّنَفَخَ - بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ - فَاِنَّ هُنَاكَ وَادِيًا يُقَالُ لَهُ السُّرَّبَةُ - وَفِیْ حَدِيْثِ الْحَارِثِ يُقَالُ لَهُ السُّرَرُ - بِهٖ سَرْحَةٌ سُرَّ تَحْتَهَا سَبْعُوْنَ نَبِيًّا" .

☆☆ محمد بن عمران انصاری اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پاس آئے' میں نے اس وقت مکہ کے راستے میں ایک درخت کے نیچے پڑاؤ کیا ہوا تھا' انہوں نے دریافت کیا: تم اس درخت کے نیچے کیوں رُکے ہو؟ میں نے جواب دیا: اس کے سائے کی وجہ سے میں یہاں رُکا ہوں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

جب تم لوگ منیٰ کے دو پہاڑوں کے درمیان ہو' آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا: تو یہاں ایک وادی ہے' جس کا نام سربہ ہے۔

حارث نامی راوی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اس کا نام سرر ہے اور وہاں ایک درخت ہے' جس کے نیچے ستر انبیاء کی ناف کاٹی گئی (یعنی ان کی پیدائش وہاں ہوئی)۔

2996 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ نُعَيْمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا سُوَيْدٌ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْوَارِثِ - ثِقَةٌ - قَالَ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ الْاَعْرَجُ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ التَّيْمِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِّنْهُمْ يُقَالُ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُعَاذٍ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى فَفَتَحَ اللّٰهُ اَسْمَاعَنَا حَتّٰى اِنْ كُنَّا لَنَسْمَعُ مَا يَقُوْلُ وَنَحْنُ فِیْ مَنَازِلِنَا فَطَفِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُهُمْ مَنَاسِكَهُمْ حَتّٰى بَلَغَ الْجِمَارَ فَقَالَ بِحَصَى الْخَذْفِ وَاَمَرَ الْمُهَاجِرِيْنَ اَنْ يَّنْزِلُوْا فِیْ مُقَدَّمِ الْمَسْجِدِ وَاَمَرَ الْاَنْصَارَ اَنْ يَّنْزِلُوْا فِیْ مُؤَخَّرِ الْمَسْجِدِ .

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منیٰ میں ہمیں خطبہ دیا' اللہ تعالیٰ نے ہماری ساعت کو کھول دیا' یہاں تک کہ ہم نے آپ کی تمام باتوں کو سن لیا' حالانکہ ہم اس وقت اپنے پڑاؤ کی جگہ پر تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو حج کے مناسک کی تعلیم دے رہے تھے' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرات کا تذکرہ کیا تو فرمایا: چھوٹی کنکریوں کے ذریعے اسے کنکریاں ماری جائیں گی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مسجد کے اگلے حصے میں پڑاؤ کریں اور انصار کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مسجد کے پچھلے حصے میں پڑاؤ کریں۔

باب اَيْنَ يُصَلِّي الْاِمَامُ الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ

یہ باب ہے کہ تلبیہ کے دن امام ظہر کی نماز کہاں ادا کرے گا؟

2996-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب ما يذكر الامام في خطبته بمنى (الحديث 1957) . تحفة الاشراف (9734) .

2997 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَلَّامٍ قَالَا حَدَّثَنَا اِسْحَاقُ الْاَزْرَقُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ رُفَيْعٍ قَالَ سَاَلْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ بِشَيْءٍ عَقَلْتَهُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَيْنَ صَلَّى الظُّهْرَ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ قَالَ بِمِنًى . فَقُلْتُ اَيْنَ صَلَّى الْعَصْرَ يَوْمَ النَّفْرِ قَالَ بِالْاَبْطَحِ .

☆☆ عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا' میں نے کہا کہ آپ مجھے ایسی چیز کے بارے میں بتائیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آپ کو یاد ہو' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلبیہ کے دن ظہر کی نماز کہاں ادا کی تھی؟ انہوں نے جواب دیا: منیٰ میں' میں نے دریافت کیا: روانگی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کہاں ادا کی تھی: انہوں نے فرمایا: ابطح میں۔

باب الْغُدُوِّ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ منیٰ سے عرفہ روانہ ہونا

2998 - اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَةَ فَمِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم لوگ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ منیٰ سے عرفہ روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے۔

2999 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ سَلَمَةَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ غَدَوْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى عَرَفَاتٍ فَمِنَّا الْمُلَبِّيْ وَمِنَّا الْمُكَبِّرُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عرفات روانہ ہوئے تو ہم میں سے بعض لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور بعض لوگ تکبیر کہہ رہے تھے۔

عرفہ کے دن کی فضیلت کا بیان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یعنی رحمت اور احسان و کریم کے ساتھ قریب ہوتا ہے) اور پھر فرشتوں کے سامنے حاجیوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے

2997-اخرجه البخاري في الحج، باب اين يصلي الظهر يوم التروية (الحديث 1653 و 1654)، و في الحج، باب من صلى العصر يوم النفر بالا بطح (الحديث 1763) . واخرجه مسلم في الحج، باب استحباب طواف الافاضة يوم النحر (الحديث 336) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الخروج الى منى (الحديث 1912) و اخرجه الترمذي في الحج، باب 116 . (الحديث 964) . تحفة الاشراف (988) .

2998-انفرد به النسائي . و سياتي (الحديث 2999) . تحفة الاشراف (7266) .

2999-تقدم في مناسك الحج، الغدو من منى الى عرفة (الحديث 2998) .

کہ ذرا میرے بندوں کی طرف تو دیکھو، یہ میرے پاس پراگندہ بال، گرد آلود اور لبیک و ذکر کے ساتھ آوازیں بلند کرتے ہوئے دور، دور سے آئے ہیں، میں تمہیں اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا، (یہ سن کر) فرشتے کہتے ہیں کہ پروردگار ان میں فلاں شخص وہ بھی ہے جس کی طرف گناہ کی نسبت کی جاتی ہے اور فلاں شخص اور فلاں عورت بھی ہے جو گنہ گار ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے انہیں بھی بخش دیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایسا کوئی دن نہیں ہے جس میں یوم عرفہ کی برابر لوگوں کو آگ سے نجات و رستگاری کا پروانہ عطا کیا جاتا ہو۔

(شرح السنہ، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1145)

منیٰ والی راتوں کو منیٰ میں رہنے میں مذاہب اربعہ کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہم لوگوں کا مال بیچا کرتے ہیں (جس کی بناء پر ہمارے ساتھ بہت سا مال رہتا ہے جس کی حفاظت ضروری ہے) تو کیا ہم میں سے کوئی شخص (منیٰ سے آکر) مکہ میں اپنے مال کے پاس رہ سکتا ہے؟ فرمایا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رات اور دن کو منیٰ ہی میں رہتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے منیٰ والی راتوں میں پانی پلانے کی غرض سے مکہ میں رہنے کی اجازت چاہی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اجازت دے دی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرورت اور مجبوری کے وقت ایسا کرنا جائز ہے۔

اب مسئلہ کی طرف آیئے، جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں ان میں منیٰ میں قیام اکثر علماء کے نزدیک واجب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں ان راتوں میں منیٰ میں رہنا سنت ہے، حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد کا ایک قول بھی یہی ہے۔

اس ضمن میں یہ بات ذہن میں رہے کہ رات کے قیام کے سلسلہ میں رات کے اکثر حصہ یعنی آدھی رات سے زیادہ کے قیام کا اعتبار ہے اور یہی حکم ان راتوں کا بھی ہے جن میں عبادت وغیرہ کے لئے شب بیداری مستحب ہے مثلاً لیلۃ القدر وغیرہ کہ ان راتوں کے اکثر حصہ کی شب بیداری کا اعتبار ہے۔ بہرکیف جن علماء کے نزدیک منیٰ میں رات کا قیام سنت ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، ان کی دلیل مذکورہ بالا حدیث ہے کہ اگر منیٰ میں رات میں قیام واجب ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو ان راتوں میں مکہ میں رہنے کی اجازت کیسے دیتے۔

بعض حنفی علماء کہتے ہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرح جس شخص کے سپرد زمزم کا پانی پلانے کی خدمت ہو یا جس کو کوئی شدید عذر لاحق ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ جو راتیں منیٰ میں گزاری جاتی ہیں وہ ان میں منیٰ کا قیام ترک کر دے، گویا اس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بلا عذر سنت کو ترک کرنا جائز نہیں ہے اور یہ کہ کسی عذر کی بناء پر سنت کو ترک کرنے میں اساءۃ بھی نہیں ہے۔

منیٰ میں رہنے والوں کے لئے رمی کرنے کا حکم

حضرت عاصم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی رات کو منیٰ میں رہنے کی اور ان کو یوم النحر کو رمی کرنے کا حکم فرمایا پھر دوسرے اور تیسرے دن دو دن کے لیے (اور اگر منیٰ میں رہیں) تو چوتھے دن بھی رمی کریں۔

حضرت عدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ چرانے والوں کو رخصت دی کہ ایک دن وہ رمی کریں اور ایک دن چھوڑ دیں (اور پھر رمی کریں یعنی ایک دن چھوڑ کر رمی کریں)۔ (سنن ابوداؤد)

باب التَّكْبِيْرِ فِي الْمَسِيْرِ اِلٰى عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کی طرف جاتے ہوئے تکبیر کہنا

3000 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا الْمُلَائِيُّ - يَعْنِيْ اَبَا نُعَيْمٍ الْفَضْلَ بْنَ دُكَيْنٍ - قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ الثَّقَفِيُّ قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ وَّنَحْنُ غَادِيَانِ مِنْ مِنًى اِلٰى عَرَفَاتٍ مَا كُنْتُمْ تَصْنَعُوْنَ فِي التَّلْبِيَةِ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ كَانَ الْمُلَبِّيْ يُلَبِّيْ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ وَيُكَبِّرُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكَرُ عَلَيْهِ .

☆☆ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہا' وہ لوگ اس وقت منیٰ سے عرفات جا رہے تھے (میں نے دریافت کیا:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں آج کے دن آپ لوگ تلبیہ کے بارے میں کیا طرزِ عمل اختیار کرتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: تلبیہ پڑھنے والا تلبیہ پڑھ لیتا تھا' اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا' اور تکبیر کہنے والا تکبیر کہہ دیتا تھا' اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا تھا۔

باب التَّلْبِيَةِ فِيْهِ

یہ باب ہے کہ اس موقع پر تلبیہ پڑھنا

3001 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَاءٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ - وَهُوَ الثَّقَفِيُّ - قَالَ قُلْتُ لِاَنَسٍ غَدَاةَ عَرَفَةَ مَا تَقُوْلُ فِي التَّلْبِيَةِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ قَالَ سِرْتُ هٰذَا الْمَسِيْرَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ وَكَانَ مِنْهُمُ الْمُهِلُّ وَمِنْهُمُ الْمُكَبِّرُ فَلَا يُنْكِرُ اَحَدٌ مِّنْهُمْ

3000-اخرجه البخاري في العيدين، باب التكبير ايام منى و اذا غدا الى عرفة (الحديث 970)، و في الحج، باب التلبية و التكبير اذا غدا من منى الى عرفة (الحديث 1659) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 274 و 275) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، التلبية فيه (الحديث 3001) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الغدو من منى الى عرفات (الحديث 3008) تحفة الاشراف (1452) .

3001-تقدم (الحديث 3000) .

عَلٰى صَاحِبِهٖ .

☆☆ محمد بن ابوبکر ثقفی بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عرفہ کی صبح دریافت کیا کہ آپ لوگ اس دن تلبیہ میں کیا پڑھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: میں نے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب کے ہمراہ یہ سفر کیا ہے' ان اصحاب میں سے کچھ لوگ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور کچھ لوگ تکبیر پڑھ رہے تھے' ان میں سے کسی ایک فریق نے بھی دوسرے فریق پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

تلبیہ پر جنت کی بشارت کا بیان

طبرانی نے الاوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو تلبیہ کہنے والا بھی تلبیہ کہتا ہے اور جو تکبیر کہنے والا بھی تکبیر (یعنی اللہ اکبر) کہتا ہے تو اس کو خوشخبری دی جاتی ہے پوچھا گیا یارسول اللہ! جنت کی (خوشخبری) آپ نے فرمایا ہاں۔

بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی تلبیہ کہنے والے نے تلبیہ نہیں کہا مگر سورج اس کے گناہوں کے ساتھ غروب ہوا (یعنی وہ گناہوں سے پاک صاف ہوگیا(

ابن ابی شیبہ نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ جو شخص اس گھر کی طرف آیا دین یا دنیا کی حاجت لے کر تو وہ اپنی حاجت لے کر واپس لوٹا۔

ابویعلی، طبرانی، دارقطنی اور بیہقی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اس طرح نکلا حج کے لئے یا عمرہ کے لئے اور اس میں مرگیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب لیا جائے گا اور اس کو جنت میں داخل ہونے کو کہا جائے گا (پھر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ طواف کرنے والوں پر فخر فرماتے ہیں۔

الحرث بن اسامہ نے اپنی سند میں اصبہانی نے الترغیب میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مکہ کے راستے میں جاتے ہوئے یا آتے ہوئے مرگیا تو اس پر نہ اعمال کی پیشی ہوگی اور نہ اس کا حساب لیا جائے گا۔

ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے الشعب میں ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک حج یا عمرہ کا احرام باندھا اس کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔

بیہقی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب حج کرنے والا اپنے گھر سے نکلتا ہے اور تین دن یا تین راتیں سفر کرلیتا ہے تو وہ گناہوں سے اس طرح صاف ہوتا ہے جس دن اس کی ماں نے اس کو جنا تھا اور سارے دنوں میں اس کے درجات کی بلندی ہوتی ہے۔ اور جس شخص نے کسی میت کو کفن پہنایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا

لباس پہنائے گا اور جس نے کسی میت کو غسل دیا تو اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے اور جس نے اس کی قبر پر لپ بھر بھر کر مٹی ڈالی تو اس کا چلو اس کے میزان میں پہاڑ سے بھی بھاری ہوگا۔ (تفسیر در منثور، سورہ بقرہ، بیروت)

باب مَا ذُكِرَ فِي يَوْمِ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن کے بارے میں جو کچھ مذکور ہے

3002 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقِ بْنِ شِهَابٍ قَالَ قَالَ يَهُوْدِيٌّ لِعُمَرَ لَوْ عَلَيْنَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ لَاتَّخَذْنَاهُ عِيْدًا (اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ) قَالَ عُمَرُ قَدْ عَلِمْتُ الْيَوْمَ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ فِيْهِ وَاللَّيْلَةَ الَّتِيْ اُنْزِلَتْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ وَنَحْنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ .

☆☆ طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں: ایک یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا: اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے نزول کے دن کو عید کا دن بنا لیتے (وہ آیت یہ ہے:)

''آج کے دن ہم نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ بات معلوم ہے کہ وہ کون سا دن تھا' جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور وہ کون سی رات تھی جس میں یہ نازل ہوئی تھی' یہ جمعہ کی رات میں نازل ہوئی تھی' ہم لوگ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں تھے۔

شرح

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین پسند کر لیا۔ (المائدہ:۳)

تدریجاً احکام کا نزول دین کے کامل ہونے کے منافی نہیں

یہ آیت حجۃ الوداع کے سال سال دس ہجری کو عرفہ کے دن نازل ہوئی ہے اور اس دن دین کامل ہوا ہے۔ اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ کیا اس سے پہلے دس سال تک دین ناقص رہا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اسلام میں فرائض اور واجبات اور محرمات اور مکروہات پر مشتمل احکام کا نزول تدریجاً ہوا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید کا نزول بھی تدریجاً ہوا ہے اور اس آیت میں دین کے کامل ہونے کا معنی یہ ہے کہ اصول اور فروع عقائد اور احکام شرعیہ کے متعلق جتنی آیات نازل ہونی تھیں وہ تمام آیات اللہ تعالیٰ نے نازل کر دی ہیں۔ عقائد کے باب میں تمام آیات نازل کر دی گئیں۔ اسی طرح قیامت تک پیش آنے والے مسائل اور

3002-اخرجه البخاري في الايمان، باب زيادة الايمان و نقصانه (الحديث 45)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 3307)، و في التفسير، باب (اليوم اكملت لكم دينكم) (الحديث 4606)، و في الاعتصام بالكتاب و السنة (الحديث 7268) . و اخرجه مسلم في التفسير، (الحديث 3 و 4 و 5) . و اخرجه الترمذي في تفسير القرآن، باب (ومن سورة المائدة) (الحديث 3043) . واخرجه النسائي في الايمان و شرائعه، تفاضل اهل ايمان (الحديث 5027) و في التفسير: سورة المائدة، قوله تعالى (اليوم اكملت لكم دينكم) (الحديث 157) . تحفة الاشراف (10468) .

حوادث کے متعلق تمام احکام کے متعلق آیات نازل کردی گئیں اوران کی تشریح زبان رسالت سے کردی گئی ہے۔ دین اسلام تو
ہمیشہ سے کامل ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے بندوں کی آسانی کے لیے اس کا بیان تدریجا فرمایا کیونکہ جولوگ کفراور برائی میں سر سے پیر
تک ڈوبے ہوئے تھے اگران کو یک لخت ان تمام احکام پر عمل کرنے کا حکم دیا جاتا تو یہ ان کی طبیعت پر سخت مشکل اور دشوار ہوتا۔
اس لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی سہولت کی خاطر اس کا بیان رفتہ رفتہ اور تدریجا فرمایا اور آج یہ بیان اپنے تمام وکمال کو پہنچ
گیا۔

اسلام کا کامل دین ہونا ادیان سابقہ کے کامل ہونے کے منافی نہیں۔

اس آیت پر دوسرا سوال یہ ہے کہ اس آیت میں اسلام کو کامل دین فرمایا ہے تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت عیسیٰ علیہ
السلام اور دیگر انبیاء سابقین کا دین کامل نہیں تھا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام ادیان سابقہ اپنے اپنے زمانوں کے لحاظ سے کامل
تھے۔ ان کے زمانوں میں تہذیب وتمدن کے جو تقاضے تھے اوران کی رعایت سے جس طرح کے شرعی احکام ہونے چاہئیں تھے
اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی احکام نازل فرمائے پھر حالات کے بدلنے اور تہذیب وثقافت کی ترقی سے تقاضے بدلنے لگے۔ اس لیے
اللہ تعالیٰ نے ہر بعد کی شریعت میں پہلی شریعت کے بعض احکام منسوخ کردیئے اور نسخ احکام کا یہ سلسلہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
بعثت تک جاری رہا بلکہ آپ کی شریعت میں بھی بعض احکام منسوخ کیے گئے۔ لیکن اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی حکم
منسوخ نہیں ہوگا اوراب جس قدر احکام ہیں وہ سب محکم ہیں اور ناقابل تنسیخ ہیں اور قیامت تک یہ تمام احکام نافذ العمل رہیں
گے الا یہ کہ جس حکم کی مدت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمادی ہے۔ مثلاً جزیہ کی مدت نزول عیسیٰ علیہ السلام تک ہے
اوراس کی وجہ بھی یہ ہے کہ اس وقت سب مسلمان ہوجائیں گے۔ لہٰذا کسی سے جزیہ لینے کی ضرورت ہی نہیں پیش آئے گی۔
خلاصہ یہ ہے کہ ادیان سابقہ میں سے ہر دین کامل ہے اوراس کا کمال حقیقی ہے یہ اپنے زمانہ نزول سے لے کر قیامت تک کے
لیے کامل ہے تمام لوگوں کے لیے اور تمام دنیا کے لیے اب یہی دین ہے اور یہی کمال حقیقی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

(آیت) وما ارسلنك الا كافة للناس بشيرا و نذيرا ۔ (سبا:۲۸)

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو قیامت تک کے تمام لوگوں کے لیے رسول بنایا درآنحالیکہ آپ خوشخبری دینے والے ہیں اور
ڈرانے والے ہیں۔

(آیت) تبرك الذی نزل الفرقان علی عبده ليكون للعلمين نذيرا ۔ (الفرقان:۱)

ترجمہ: وہ برکت والا ہے جس نے اپنے (مقدس) بندہ پر کتاب فیصل نازل فرمائی تاکہ وہ تمام جہانوں کے لیے ڈرانے
والا ہو۔ (آیت) ومن يبتغ غير الاسلام دينا فلن يقبل منه ۔ (ال عمران:۸۵)

ترجمہ: جس شخص نے اسلام کے سوا کسی اوردین کو طلب کیا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔

امام مسلم بن حجاج قشیری ۲۶۱ھ روایت کرتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: مجھے انبیاء پر چھ وجوہ سے فضیلت دی گئی ہے مجھے جوامع الکلم (ایسا کلام جس میں الفاظ کم ہوں اور معنی زیادہ

ہوں) عطا کیے گئے اور رعب سے میری مدد کی گئی اور غنیمتیں میرے لیے حلال کر دی گئیں اور میرے لیے تمام روئے زمین کو پاک کرنے والی (آلہ تیمم) اور مسجد بنا دیا گیا اور مجھے تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا اور مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا اور حضرت جابر کی روایت میں ہے ہر نبی کو بالخصوص اپنی قوم کی طرف مبعوث کیا جاتا تھا اور مجھے ہر کالے اور گورے کی طرف مبعوث کیا گیا ہے۔ (صحیح مسلم ج۲ رقم الحدیث: ۵۲۳-۵۲۱ سنن ترمذی ج۳ رقم الحدیث: ۱۵۵۹)

قرآن مجید کی آیات اور اس حدیث سے واضح ہو گیا کہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک تمام لوگوں کے لئے رسول بنایا گیا ہے اور اس کا معنی یہ ہے کہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اور اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اسلام کے سوا اور کوئی دین قبول نہیں کیا جائے گا۔ سو واضح ہو گیا کہ باقی ادیان اپنے اپنے زمانوں کے اعتبار سے کامل تھے اور اسلام قیامت تک کے لیے کامل دین ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اسلام کے متعلق فرمایا: آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کامل کر دیا۔

یوم میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عید ہونا۔

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ روایت کرتے ہیں: یہ آیت حجۃ الوداع کے سال یوم عرفہ کو بروز جمعہ نازل ہوئی اس کے بعد فرائض سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی نہ حلال اور حرام سے متعلق کوئی آیت نازل ہوئی اور اس آیت کے نازل ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اکیس روز زندہ رہے۔ ابن جریج سے اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

(جامع البیان جز ۶ ص ۱۰۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۱۵ھ)

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ روایت کرتے ہیں:

عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک یہودی کے سامنے یہ (آیت) **الیوم اکملت لکم دینکم** الایہ تو اس یہودی نے کہا اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ حضرت عباس نے فرمایا یہ آیت دو عیدوں کے دن نازل ہوئی ہے۔ یوم الجمعہ کو اور یوم عرفہ کو۔ (سنن ترمذی ج۵ رقم الحدیث: ۳۰۵۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کا دن مسلمانوں کی عید ہے اور عرفہ کا دن بھی مسلمانوں کی عید ہے اور جن لوگوں نے یہ کہا ہے کہ مسلمانوں کی صرف دو عیدیں ہیں انہوں نے اس حدیث پر غور نہیں کیا۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ مشہور عیدیں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں جن کے مخصوص احکام شرعیہ ہیں۔ عید الفطر میں صبح افطار کیا جاتا ہے اس کے بعد دو رکعت نماز عید گاہ میں پڑھی جاتی ہے اور اس کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اور عید الاضحیٰ میں پہلے نماز اور خطبہ ہے اور اس کے بعد صاحب نصاب پر قربانی کرنا واجب ہے۔ جمعہ کا دن مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے اور اس میں ظہر کے بدلہ میں نماز اور خطبہ فرض کیا گیا ہے اور عرفہ کے دن غیر حاجی کے لیے روزہ رکھنے میں بڑی فضیلت ہے اور اس سے دو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں: عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں عید کا دن یوم الفطر اور یوم النحر (قربانی کا دن) کے ساتھ مخصوص ہے اور جبکہ شریعت میں یہ دن خوشی کے لیے بنایا گیا ہے۔ جیسا

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس ارشاد میں متنبہ فرمایا ہے یہ کھانے پینے اور ازدواجی عمل کے دن ہیں اور عید کا لفظ ہر اس دن کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس میں کوئی خوشی حاصل ہو اور اس پر قرآن مجید کی اس آیت میں دلیل ہے:

(آیت) قال عیسیٰ ابن مریم اللّٰھم ربنا انزل علینا مآئدة من السمآء تکون لنا عیدا لاولینا واخرنا وایة منك (المائدہ:۱۱۴)

ترجمہ: عیسیٰ ابن مریم نے دعا کی: اے اللہ ہمارے رب! ہم پر آسمان سے (کھانے کا) خوان نازل فرما تا کہ (اس کے نزول کا دن) ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید اور تیری طرف سے نشانی ہو جائے۔

(المفردات ص۳۵۲ مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ)

یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ شرعی اور اصطلاحی عید تو صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہیں اور یوم عرفہ اور یوم عرفا عید ہیں اور جس دن کوئی نعمت اور خوشی حاصل ہو وہ بھی عرفا عید کا دن ہے اور تمام نعمتوں کی اصل سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ سو جس دن یہ عظیم نعمت حاصل ہوئی وہ تمام عیدوں سے بڑھ کر عید ہے اور یہ بھی عرفا عید ہے شرعا عید نہیں ہے اس لیے مسلمان ہمیشہ سے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے دن بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی مناتے ہیں۔

ایک سوال یہ کیا جاتا ہے کہ بارہ ربیع الاول نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یوم ولادت ہے اور بعض اقوال کے مطابق آپ کا یوم وفات بھی یہی ہے۔ تم اس دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہو۔ اس دن آپ کی وفات پر سوگ کیوں نہیں مناتے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شریعت نے ہمیں نعمت پر خوشی منانے اس اظہار اور بیان کرنے کا تو حکم دیا ہے اور کسی نعمت کے چلے جانے پر سوگ منانے سے منع کیا ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ ہم غم اور سوگ کیوں کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح پہلے زندہ تھے اب بھی زندہ ہیں۔ پہلے دار التکلیف میں زندہ تھے اب دار الجزاء اور جنت میں زندہ ہیں آپ پر امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں نیک اعمال پر آپ اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال پر آپ امت کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ آپ زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ طالبین شفاعت کے لیے شفاعت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مطالعہ اور مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اور آپ کے مراتب اور درجات میں ہر آن اور ہر لحظہ ترقی ہوتی رہتی ہے۔ اس میں غم کرنے کی کون سی وجہ ہے؟ جبکہ آپ نے خود یہ فرمایا ہے میری حیات بھی تمہارے لیے خیر ہے اور میری ممات بھی تمہارے لیے خیر ہے۔ (الوفاء باحوال المصطفیٰ ص۸۱۰)

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ لکھتے ہیں: عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم پیدائش کی عید میلاد منائی انکو دیکھ کر کچھ مسلمانوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پر عید میلاد النبی کے نام سے ایک عید بنا دی اس روز بازاروں میں جلوس نکالنے اور اس میں طرح طرح کی خرافات کو اور رات میں چراغاں کو عبادت سمجھ کر کرنے لگے۔ جس کی کوئی اصل صحابہ و تابعین اور اسلاف امت کے عمل میں نہیں ملتی۔ (معارف القرآن ج ۳ ص ۳۵ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ)

سید ابوالاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ نے ایک انٹرویو کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا سب سے پہلے تو آپ کو یہ پوچھنا چاہیے تھا کہ اسلام میں عید میلاد النبی کا تصور بھی ہے یا نہیں۔ اس تہوار کو جس کو ھادی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب

جاتا ہے حقیقت میں اسلامی تہوار ہی نہیں۔ اس کا کوئی ثبوت اسلام میں نہیں ملتا حتیٰ کہ صحابہ کرام نے بھی اس دن کو نہیں منایا۔ افسوس! اس تہوار کو دیوالی اور دسہرہ کی شکل دے دی گئی ہے لاکھوں روپیہ برباد کیا جاتا ہے۔ (ہفت روزہ قندیل لاہور ۳ جولائی ۱۹۶۶ء)

عام طور پر شیخ محمد بن عبدالوھاب کے متبعین اور علماء دیوبند یہ تاثر دیتے ہیں کہ بارہ ربیع الاول کو عید میلاد النبی منانا اہل سنت و جماعت کا طریقہ ہے اور ان کی ایجاد و اختراع ہے۔ جیسا کہ مذکور الصدر اقتباس سے ظاہر ہو رہا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ ہمیشہ سے اہل اسلام ماہ ربیع الاول میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت پر خوشی کا اظہار کرتے رہے ہیں اور ان ایام کو عید مناتے رہے ہیں۔

علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ ھ لکھتے ہیں: ہمیشہ سے اہل اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے مہینہ میں محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں اور دعوتیں کرتے رہے ہیں اور اس مہینہ کی راتوں میں مختلف قسم کے صدقات کرتے ہیں خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور نیک اعمال زیادہ کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔ اس کی برکت ،ان پر فضل عام ظاہر ہوتا ہے۔ میلاد شریف منعقد کرنے سے یہ تجربہ کیا گیا ہے کہ انسان کو اپنا نیک مطلوب حاصل ہو جاتا ہے۔ سو اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس نے مولود مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عیدیں بنا دیا۔

(المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۷۸ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

علامہ احمد قسطلانی نے علامہ محمد بن محمد ابن الجزری متوفی ۸۳۳ھ کی اس عبارت کو ان کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی متوفی ۱۱۲۶ھ اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ جلال الدین سیوطی نے لکھا ہے کہ قرون ثلاثہ میں اس محفل کے انعقاد کا اہتمام نہیں ہوتا تھا لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔ اس عمل میں بعض دنیا دار لوگوں نے جو منکرات شامل کر لیے ہیں علامہ ابن الحاج مالکی نے مدخل میں ان کا رد کیا ہے اور یہ تصریح کی ہے کہ اس مہینہ میں نیکی کے کام زیادہ کرنے چاہئیں اور صدقات خیرات اور دیگر عبادات کو بکثرت کرنا چاہئے اور یہی مولود منانے کا مستحسن عمل ہے۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اربل کے بادشاہ ملک مظفر ابوسعید متوفی ۶۳۰ ھ نے سب سے پہلے میلاد النبی کی محفل منعقد کی۔ یہ بہت بہادر عالم عاقل نیک اور صالح بادشاہ تھا یہ تین سو دینار خرچ کر کے بہت عظیم دعوت کا اہتمام کرتا تھا۔ (المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۱۳۹ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۶ھ)

شرح صحیح مسلم جلد ثالث میں ہم نے بہت تفصیل سے میلاد النبی منانے پر بحث کی ہے اور علامہ سیوطی ملا علی قاری اور دیگر علماء نے کتاب وسنت سے جو میلاد النبی کی اصل نکالی ہے اور معترضین کے جوابات دیئے ہیں اور اس پر دلائل فراہم کیے ہیں ان کو تفصیل سے لکھا ہے۔ بعض شہروں میں میلاد النبی کے جلوس میں بعض لوگ باجے گاجے اور غیر شرعی کام کرتے ہیں اور ہمارے علماء ہمیشہ اس سے منع کرتے ہیں۔ تاہم اکثر شہروں میں بالکل پاکیزگی کے ساتھ جلوس نکالا جاتا ہے۔ میں دو مرتبہ برطانیہ گیا اور میں نے وہاں اس مہینہ میں متعدد جلوسوں میں شرکت کی۔ ان جلوسوں میں نعت خوانی اور ذکر اذکار کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا کوئی غیر شرعی کام نہیں ہوتا اور تمام شرکاء جلوس باجماعت نماز پڑھتے ہیں اور بعد ازاں جلسہ ہوتا ہے جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

کے فضائل اور محامد بیان کیے جاتے ہیں۔

پہلے دیوبند اور جماعت اسلامی کے علماء عید میلاد النبی منانے اور جلوس نکالنے پر انکار کرتے تھے لیکن اب تقریباً پندرہ بیس سال کے عرصہ سے دیوبند اور جماعت اسلامی کے مقتدر علماء میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جلوس نکالنے اور اس میں شرکت کرنے لگے ہیں اور سپاہ صحابہ کے اکابر علماء حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان کے ایام بھی منانے لگے ہیں۔ ان دنوں میں جلوس نکالتے ہیں اور حکومت سے ان ایام میں سرکاری تعطیل کا مطالبہ کرتے ہیں۔

مفتی محمد شفیع متوفی ۱۳۹۶ھ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کہیں قوم کے بڑے آدمی کی پیدائش یا موت کا یا تخت نشینی کا دن منایا جاتا ہے اور کہیں کسی خاص ملک یا شہر کی فتح اور کسی عظیم تاریخی واقعہ کا جس کا حاصل اشخاص خاص کی عزت افزائی کے سوا کچھ نہیں۔ اسلام اشخاص پرستی کا قائل نہیں ہے اس نے ان تمام رسوم جاہلیت اور شخصی یادگاروں کو چھوڑ کر اصول اور مقاصد کی یادگاریں قائم کرنے کا اصول بنا دیا ہے۔

(معارف القرآن ج ۳ ص ۳۴ مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ)

لیکن اب ہم دیکھتے ہیں کہ علماء دیوبند کی طرف سے نہ صرف ایام صحابہ منائے جاتے ہیں بلکہ وہ اپنے اکابرین مثلاً شیخ اشرف علی تھانوی اور شیخ شبیر احمد عثمانی کے ایام بھی مناتے ہیں اور دیوبند کا صد سالہ جشن بھی منایا گیا۔ ہم پہلے میلاد النبی کے جلسوں اور جلوسوں میں مقتدر علماء دیوبند کی شرکت کو باحوالہ بیان کریں گے۔ پھر ایام صحابہ اور ایام اکابرین دیوبند کو ان حضرات کا منانا بیان کریں گے۔ جماعت اسلامی کا ترجمان روزنامہ جسارت لکھتا ہے:

پاکستان قومی اتحاد کے سربراہ مولانا مفتی محمود نے کہا ہے کہ ملک میں اسلامی قوانین کے بعد قومی اتحاد نے وہ مثبت مقصد حاصل کرلیا ہے جس کے لیے اس نے ان تھک اور مسلسل تحریک چلائی تھی۔ وہ آج یہاں مسجد نیلا گنبد پر نماز ظہر کے بعد قومی اتحاد کے زیر اہتمام عید میلاد النبی کے عظیم الشان جلوس کے شرکاء سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر قومی اتحاد کے نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خان امیر جماعت اسلامی پاکستان میں محمد طفیل وفاقی وزیر قدرتی وسائل چودھری رحمت الٰہی اور مسلم لیگ چٹھہ گروپ کے سیکرٹری جنرل ملک محمد قاسم نے بھی خطاب کیا۔ تقریروں کے بعد مفتی محمود اور دیگر رہنماؤں نے مسجد نیلا گنبد میں ہی نماز عصر ادا کی جس کے بعد ان رہنماؤں کی قیادت میں یہ عظیم الشان جلوس مختلف راستوں سے مسجد شہداء پہنچ کر ختم ہوا جہاں شرکاء جلوس نے مولانا مفتی محمود کی قیادت میں نماز مغرب ادا کی۔ (روزنامہ جسارت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

جماعت اسلامی اور دیوبندی ارکان پر مشتمل قومی اتحاد کی حکومت کے دور میں عید میلاد النبی کے موقع پر روزنامہ جنگ کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمائیے۔

جشن عید میلاد النبی آج جوش وخروش سے منایا جائے گا تقریبات کا آغاز ۲۱ توپوں کی سلامی سے ہوگا گورنر کی صدارت میں جلسہ ہوگا شہر بھر میں جلوس نکالے جائیں گے نشتر پارک آرام باغ اور دیگر علاقوں میں جلسے ہوں گے۔

(روزنامہ جنگ کراچی ۹ فروری ۱۹۷۹ء)

روزنامہ حریت کی ایک خبر کی سرخیاں ملاحظہ فرمائیں:

اسلامی قوانین کے نفاذ کے بعد قومی اتحاد کی تحریک کا مثبت مقصد حاصل ہوگا۔ مفتی محمود نے کہا معاشرے کو مکمل طور پر اسلامی بنانے میں کچھ وقت لگے گا عید میلاد کے موقع پر مفتی محمود کی قیادت میں عظیم الشان جلوس۔ (روزنامہ حریت ۱۱ فروری ۱۹۷۹ء)

روزنامہ مشرق کی ایک خبر ملاحظہ ہو:

لاہور ۹ فروری (پ پ ا) قومی اتحاد کے صدر مفتی محمود اور نائب صدر نوابزادہ نصر اللہ خاں کل یہاں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلوس کی قیادت کریں گے یہ اجلاس نیلا گنبد سے نکل کر مسجد شہداء پر ختم ہوگا۔ (روزنامہ مشرق کراچی ۱۰ فروری ۱۹۷۹ء)

جمعیت علماء اسلام کے مولانا محمد اجمل خاں نے مطالبہ کیا ہے کہ خلفاء راشدین کے ایام سرکاری طور پر منائے جائیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور، ۲۰ جون، ۱۹۹۲ء)

سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر شیخ حاکم علی نے یکم محرم الحرام کو یوم فاروق اعظم کی سرکاری تعطیل پر کہا ہے کہ آج کا دن عید کا دن ہے۔ (نوائے وقت ۱۷ جون ۱۹۹۴ء)

سپاہ کے زیر اہتمام گزشتہ روز ۲۲ فروری کو پورے ملک میں مولانا حق نواز جھنگوی شہید کو یوم شہادت انتہائی عقیدت واحترام سے منایا گیا۔ سپاہ صحابہ جھنگ کے زیر اہتمام احرار پارک محلہ حق نواز شہید میں ایک تاریخی کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے سپاہ صحابہ کے قائم مقام سرپرست اعلی مولانا محمد اعظم طارق ایم۔ این۔ اے، نے کہا کہ ۲۲ فروری کی نسبت سے حضرت جھنگوی شہید کی شہادت کا دن ہے۔ اور ۲۱ رمضان المبارک کی نسبت کی وجہ سے یہی دن حضرت علی مرتضی شیر خدا کی شہادت کا دن ہے۔ (نوائے وقت ۲۳ فروری ۱۹۹۵ء)

سپاہ صحابہ کے بانی مولانا حق نواز جھنگوی کی دوسری برسی کے موقع پر ۲۲ فروری کو پاکستان سمیت دیگر ممالک میں مولانا جھنگوی کی یاد میں سپاہ صحابہ جلسے سیمینار اور دیگر تقریبات منعقد کرے گی۔ سپاہ صحابہ کے تمام مراکز ودفاتر میں ایصال ثواب کے لیے صبح نو بجے قرآن خوانی ہوگی۔ مرکزی تقریب جھنگ میں مولانا جھنگوی کی مسجد میں قرآن خوانی سے شروع ہوگی اور بعد میں عظیم الشان جلسہ ہوگا جس میں قائدین خطاب کریں گے۔ (نوائے وقت ۲۱ فروری، ۱۹۹۲ء)

یوم فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کا مظاہرہ:

خلفائے راشدین کے یوم سرکاری سطح پر نہ منانا ناقابل فہم ہے محمد احمد مدنی کا مظاہرین سے خطاب۔ کراچی (پ ر) سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام یوم شہادت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عقیدت واحترام سے منایا گیا اس سلسلے میں جامعہ صدیق اکبر ناگن چورنگی میں اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے ڈویژنل رہنما علامہ محمد اویس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے کارناموں پر روشنی ڈالی۔ بعدازاں یوم شہادت حضرت عمر فاروق پر عام تعطیل نہ کرنے کے خلاف سپاہ صحابہ کے تحت احتجاجی مظاہرہ کیا گیا مظاہرین پلے کارڈ اور بینر اٹھائے ہوئے تھے جن پر یوم خلفائے راشدین کو سرکاری سطح پر منانے اس روز عام تعطیل کرنے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لٹریچر کی ضبطی اور اسیر رہنماؤں اور کارکنوں کی رہائی پر مشتمل مطالبات درج تھے۔ مظاہرین سے

خطاب کرتے ہوئے صوبائی سیکرٹری جنرل مولانا محمد احمد مدنی نے کہا کہ ملک میں ملکی اور علاقائی سطح کے رہنماؤں کے یوم منائے جاتے ہیں لیکن اسلامی ملک میں خلفائے راشدین کے یوم پر تعطیل نہ کرنا ناقابل فہم ہے۔ اس موقع پر ایک قرارداد کے ذریعے مولانا علی شیر حیدری مولانا اعظم طارق حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ مولانا غفور ندیم اور دیگر کی رہائی کا مطالبہ کیا گیا۔ دریں اثناء سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس کراچی ڈویژن کے جنرل سیکرٹری حافظ سفیان عباسی شفیق الرحمٰن ابو عمار ج۔ اے قادری اور ایم۔ اے کشمیری نے مظاہرہ میں شرکت پر طلبہ کا شکریہ ادا کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ مئی ۱۹۹۷ء)

عشرہ حکیم الامت منایا جائے گا مفتی نعیم

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا محمد نعیم نے کہا ہے کہ مولانا اشرف علی تھانوی کی تعلیمی تصنیفی ا اصلاحی خدمات ہمارے لیے مشعل رہ ہیں جسے کوئی بھی عاشق رسول اور محب پاکستانی فراموش نہیں کر سکتا۔ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہمارا بزرگوں کے ساتھ لگاؤ اور تعلق اظہر من الشمس ہے۔ اجلاس میں سنی مجلس عمل پاکستان کے زیر اہتمام عشرہ حکیم الامت منانے کا اعلان کرتے ہوئے مفتی محمد نعیم نے کہا کہ کراچی کے تمام اضلاع میں مولانا اشرف علی تھانوی کی یاد میں مختلف پروگرام منعقد کیے جائیں گے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۳۰ جون ۱۹۹۷ء)

کراچی (پ ر) سنی مجلس عمل پاکستان کے قائد مولانا مفتی محمد نعیم جامع مسجد صدیق اورنگی ٹاؤن میں عشرہ حضرت حکیم الامت کے سلسلہ میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمیں چاہیے کہ ہم حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی تصانیف کا مطالعہ کر کے اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کریں۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا مذہب کسی پر بلا تحقیق بات کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اس لیے جھوٹ فریب اور غیبت سے پرہیز کیا جائے۔ اجتماع سے مولانا غلام رسول مولانا انصر محمود اور مولانا محمد صدیق نے بھی خطاب کیا۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۴ جولائی ۱۹۹۷ء) (تفسیر تبیان القرآن، سورہ مائدہ، لاہور)

یوم عرفات کی فضیلت کا بیان

3003 – اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ اَخْبَرَنِيْ مَخْرَمَةُ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سَمِعْتُ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "مَا مِنْ يَوْمٍ اَكْثَرَ مِنْ اَنْ يُّعْتِقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيْهِ عَبْدًا اَوْ اَمَةً مِّنَ النَّارِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ اِنَّهُ لَيَدْنُوْ ثُمَّ يُبَاهِيْ بِهِمُ الْمَلَائِكَةَ وَيَقُوْلُ مَا اَرَادَ هٰؤُلَاءِ".

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ يُشْبِهُ اَنْ يَّكُوْنَ يُوْنُسَ بْنَ يُوْسُفَ الَّذِيْ رَوٰى عَنْهُ مَالِكٌ وَّاللّٰهُ تَعَالٰى اَعْلَمُ.

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس دن میں اللہ تعالیٰ عرفات کے دن سے زیادہ تعداد میں بندوں اور کنیزوں کو جہنم سے آزاد کرتا ہے اس دن اللہ تعالیٰ اپنا خاص فضل کرتا ہے اور ان لوگوں پر فرشتوں کے سامنے فخر کا اظہار کرتا ہے اور دریافت کرتا ہے: یہ

3003-اخرجه مسلم في الحج، باب في فضل الحج و العمرة و يوم عرفة (الحديث 436) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الدعاء بعرفة (الحديث 3014) . تحفة الاشراف (16131) .

لوگ کیا چاہتے ہیں!

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: اس بات کا امکان موجود ہے' اس روایت میں منقول یونس نامی راوی یونس بن یوسف ہو جس کے حوالے سے امام مالک نے احادیث روایت کی ہیں' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

بَاب النَّهْيِ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روزہ رکھنے کی ممانعت

3004 - اَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ فَضَالَةَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ - قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسٰى بْنُ عُلَيٍّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِيْ يُحَدِّثُ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اِنَّ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَاَيَّامَ التَّشْرِيْقِ عِيْدُنَا اَهْلَ الْاِسْلَامِ وَهِيَ اَيَّامُ اَكْلٍ وَّشُرْبٍ" .

☆☆ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

عرفہ کا دن' قربانی کا دن اور ایام تشریق ہم مسلمانوں کی عید ہے اور یہ کھانے پینے کے دن ہیں۔

ایام تشریق میں روزہ رکھنے کی ممانعت کا بیان

حضرت نبیشہ ہزلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایام تشریق کھانے پینے اور اللہ کو یاد کرنے کے دن ہیں۔ (مسلم، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 561)

ایام تشریق تین دن ہیں ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخ، یہاں ایام تشریق کا لفظ تغلیباً ذکر کیا گیا ہے کیونکہ یوم نحر بقرعید کا دن بھی کھانے پینے کا دن ہے بلکہ اصل تو وہی دن ہے اور تین دن اس کے بعد تابع ہیں لہٰذا ان چاردنوں میں روزے رکھنے حرام ہیں۔

حضرت ابن ہمام فرماتے ہیں کہ نوروز اور مہرجان کو روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ ان دنوں میں روزہ رکھنے سے ان ایام کی تعظیم لازم آئے گی جو شریعت اسلامی میں ممنوع ہے ہاں اگر کوئی شخص اپنے معمول کے مطابق پہلے سے روزہ رکھتا چلا آرہا ہو اور اتفاق سے یہ ایام بھی اس کے معمول کے درمیان آجائیں تو پھر ان دنوں کے روزے ممنوع نہیں ہوں گے۔ وذکر اللہ اس جملہ سے یہ انتباہ مقصود ہے کہ یہ ایام اگرچہ خوشی ومسرت اور کھانے پینے کے دن ہیں مگر ان امور میں مشغولیت کے باوجود اللہ کی یاد اور عبادت سے غافل نہ ہونا چاہئے گویا اس آیت کی طرف اشارہ ہے کہ۔ آیت (وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ، البقرۃ: 203)۔ اور یاد کرو اللہ تعالیٰ کو گنتی کے چند دنوں میں۔ اور ذکر اللہ سے مراد ایام تشریق میں نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیرات، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت تکبیرات اور حج کرنے والوں کے لئے رمی جمار وغیرہ ہیں۔

3004-اخرجه ابو داؤد في الصوم، باب صيام ايام التشريق (الحديث 2419) . و اخرجه الترمذي في الصوم، باب ما جاء في كراهية الصوم في ايام التشريق (الحديث 773) . تحفة الاشراف (9941) .

باب الرَّوَاحِ يَوْمَ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن روانہ ہونا

3005 - اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَشْهَبُ قَالَ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ اَنَّ ابْنَ شِهَابٍ حَدَّثَهُ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَتَبَ عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ يَاْمُرُهُ اَنْ لَا يُخَالِفَ ابْنَ عُمَرَ فِىْ اَمْرِ الْحَجِّ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ عَرَفَةَ جَاءَهُ ابْنُ عُمَرَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهُ فَصَاحَ عِنْدَ سُرَادِقِهِ اَيْنَ هٰذَا فَخَرَجَ اِلَيْهِ الْحَجَّاجُ وَعَلَيْهِ مِلْحَفَةٌ مُعَصْفَرَةٌ فَقَالَ لَهُ مَا لَكَ يَا اَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ . فَقَالَ لَهُ هٰذِهِ السَّاعَةَ فَقَالَ لَهُ نَعَمْ . فَقَالَ اُفِيْضُ عَلَىَّ مَاءً ثُمَّ اَخْرُجُ اِلَيْكَ . فَانْتَظَرَهُ حَتّٰى خَرَجَ فَسَارَ بَيْنِىْ وَبَيْنَ اَبِىْ فَقُلْتُ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ السُّنَّةَ فَاقْصُرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الْوُقُوْفَ . فَجَعَلَ يَنْظُرُ اِلَى ابْنِ عُمَرَ كَيْمَا يَسْمَعَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ ابْنُ عُمَرَ قَالَ صَدَقَ .

☆☆ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: (اُس وقت کے خلیفہ) عبدالملک بن مروان نے (مکّہ کے گورنر) حجاج بن یوسف کو خط لکھا اور اُسے یہ ہدایت کی کہ وہ حج کے معاملات میں کسی بھی کام کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مخالفت نہ کرے' جب عرفہ کا دن آیا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سورج ڈھلنے کے بعد حجاج کے پاس تشریف لائے' میں ان کے ساتھ تھا' انہوں نے خیمے کے پاس سے اُسے آواز دی: تم کہاں ہو؟ وہ نکل کر ان کے پاس آیا' اس نے زعفرانی رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی' حجاج نے ان سے دریافت کیا: اے ابوعبدالرحمٰن! آپ کیا چاہتے ہیں؟ تو حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو روانہ ہو جاؤ۔ حجاج نے ان سے دریافت کیا: اس وقت! انہوں نے فرمایا: جی ہاں! حجاج نے کہا: میں اپنے جسم پر کچھ پانی بہالوں' پھر میں نکل کر آپ کی طرف آؤں گا' حضرت عبداللہ اس کا انتظار کرتے رہے یہاں تک کہ وہ باہر آیا تو وہ میرے اور میرے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے درمیان چلنے لگا' میں نے کہا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو خطبہ مختصر دینا اور وقوف جلدی کر لینا۔ وہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھنے لگا کہ وہ اس بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں' جب حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے یہ صورت حال ملاحظہ فرمائی تو انہوں نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔

باب التَّلْبِيَةِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں تلبیہ پڑھنا

3006 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ حَكِيْمٍ الْاَوْدِىُّ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَلِىُّ بْنُ صَالِحٍ عَنْ مَيْسَرَةَ بْنِ حَبِيْبٍ عَنِ الْمِنْهَالِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ ابْنِ عَبَّاسٍ بِعَرَفَاتٍ فَقَالَ

3005-اخرجه البخاري في الحج، باب التهجير بالرواح يوم عرفة (الحديث 1660)، و باب الجمع بين الصلاتين بعرفة (الحديث 1662)، و باب قصر الخطبة بعرفة (الحديث 1663) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، قصر الخطبة بعرفة (الحديث 3009) . تحفة الاشراف (6916) .

3006-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5630) .

مَا لِيَ لَا اَسْمَعُ النَّاسَ يُلَبُّونَ قُلْتُ يَخَافُونَ مِنْ مُعَاوِيَةَ . فَخَرَجَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِنْ فُسْطَاطِهِ فَقَالَ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ فَاِنَّهُمْ قَدْ تَرَكُوا السُّنَّةَ مِنْ بُغْضِ عَلِيٍّ .

☆☆ سعید بن جبیر بیان کرتے ہیں: میں عرفات میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا' انہوں نے فرمایا: کیا وجہ ہے کہ مجھے لوگوں کے تلبیہ پڑھنے کی آواز نہیں آ رہی' میں نے جواب دیا: وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے خوف کی وجہ سے (بلند آواز میں تلبیہ نہیں پڑھ رہے) تو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے اور بلند آواز میں پڑھنے لگے: میں حاضر ہوں' اے اللہ! میں حاضر ہوں' میں حاضر ہوں۔

(پھر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:) ان لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض کی وجہ سے سنت کو ترک کر دیا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں نماز سے پہلے خطبہ دینا

3007 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ بِعَرَفَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ .

☆☆ سلمہ بن نبیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ میں نماز سے پہلے سرخ اونٹ پر (بیٹھ کر) خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔

باب الْخُطْبَةِ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلَى النَّاقَةِ

یہ باب ہے کہ عرفہ کے دن اونٹنی پر (بیٹھ کر) خطبہ دینا

3008 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنِ ابْنِ الْمُبَارَكِ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ نُبَيْطٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ يَوْمَ عَرَفَةَ عَلٰى جَمَلٍ اَحْمَرَ .

☆☆ سلمہ بن نبیط اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عرفہ کے دن سرخ اونٹ پر (بیٹھ کر) خطبہ دیتے ہوئے سنا ہے۔

باب قَصْرِ الْخُطْبَةِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں مختصر خطبہ دینا

3007-انفرد به النسائي . و الحديث عند: ابي داؤد في المناسك، باب الخطبة على المنبر بعرفة (الحديث 1916) والنسائي في مناسك الحج، الخطبة يوم عرفة على الناقة (الحديث 3008) . و ابن ماجه في اقامة الصلاة و السنة فيها، باب ما جاء في الخطبة في العيدين (الحديث 1286) . تحفة الاشراف (11589) .

3008-تقدم في مناسك الحج، الخطبة بعرفة قبل الصلاة (الحديث 3007) .

3009 - اَخْبَرَنَا اَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ السَّرْحِ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ اَخْبَرَنِىْ مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ جَآءَ اِلَى الْحَجَّاجِ بْنِ يُوْسُفَ يَوْمَ عَرَفَةَ حِيْنَ زَالَتِ الشَّمْسُ وَاَنَا مَعَهُ فَقَالَ الرَّوَاحَ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ السُّنَّةَ . فَقَالَ هٰذِهِ السَّاعَةَ قَالَ نَعَمْ . قَالَ سَالِمٌ فَقُلْتُ لِلْحَجَّاجِ اِنْ كُنْتَ تُرِيْدُ اَنْ تُصِيْبَ الْيَوْمَ السُّنَّةَ فَاَقْصِرِ الْخُطْبَةَ وَعَجِّلِ الصَّلَاةَ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ صَدَقَ .

☆☆ سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حجاج بن یوسف کے پاس عرفہ کے دن سورج ڈھلنے کے بعد تشریف لائے' میں ان کے ساتھ تھا' انہوں نے فرمایا: اگر تم سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو روانہ ہو جاؤ' اس نے دریافت کیا: اس وقت؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں!

سالم کہتے ہیں کہ میں نے حجاج سے کہا: اگر تم آج سنت پر عمل کرنا چاہتے ہو' تو خطبے کو مختصر کرنا اور نماز جلدی ادا کرنا' تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اس نے ٹھیک کہا ہے۔

باب الْجَمْعِ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

3010 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ عَنْ خَالِدٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّى الصَّلَاةَ لِوَقْتِهَا اِلَّا بِجَمْعٍ وَّعَرَفَاتٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کو اس کے مخصوص وقت میں ادا کرتے تھے' البتہ مزدلفہ اور عرفات میں (آپ صلی اللہ علیہ وسلم دو نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے)۔

باب رَفْعِ الْيَدَيْنِ فِى الدُّعَاءِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ میں دعا مانگنے کے وقت دونوں ہاتھ بلند کرنا

3011 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ هُشَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ كُنْتُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فَرَفَعَ يَدَيْهِ يَدْعُو فَمَالَتْ بِهِ نَاقَتُهُ فَسَقَطَ خِطَامُهَا فَتَنَاوَلَ

3009-تقدم في مناسك الحج، الرواح يوم عرفة (الحديث 3005) .

3010-انفرد به النسائي . والحديث عند: البخاري في الحج، باب متى يصلي الفجر بجمع (الحديث 1682) . و مسلم في الحج، باب استحباب زيادة التغليس بصلاة الصبح يوم النحر بالمزدلفة و المبالغة فيه بعد تحقق طلوع الفجر (الحديث 292) . و ابي داؤد في المناسك، باب الصلاة بجمع (الحديث 1934) . و النسائي في المواقيت، الجمع بين المغرب و العشاء بالمزدلفة (الحديث 607)، و في مناسك الحج، الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 3027)، و الوقت الذي يصلي فيه الصبح بالمزدلفة (الحديث 3038) . تحفة الاشراف (9384) .

3011-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (111) .

الْخِطَامَ بِإِحْدٰى يَدَيْهِ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَهُ الْأُخْرٰى .

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: عرفات میں، میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا' آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دعا کے لیے بلند کیے' آپ کی اونٹنی ایک طرف مائل ہوئی تو اس کی لگام گرگئی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک دست مبارک کے ذریعے اس کی لگام کو پکڑا اور دوسرے ہاتھ کو بدستور اُٹھائے رکھا۔

3012 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ قَالَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَتْ قُرَيْشٌ تَقِفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ وَيُسَمَّوْنَ الْحُمْسَ وَسَائِرُ الْعَرَبِ تَقِفُ بِعَرَفَةَ فَاَمَرَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى نَبِيَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَقِفَ بِعَرَفَةَ ثُمَّ يَدْفَعَ مِنْهَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ (ثُمَّ اَفِيْضُوا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ) .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ قریش مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے' وہ خود کو حمس کا نام دیتے تھے جبکہ باقی سب عرب' عرفہ میں وقوف کرتے تھے' اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم دیا تھا کہ آپ عرفہ میں وقوف کریں' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ حکم نازل کیا:

''پھر تم وہاں سے روانہ ہو' جہاں سے لوگ روانہ ہوتے ہیں''۔

شرح

مزدلفہ " حدود حرم میں واقع ہے، جب کہ عرفات حرم سے باہر ہے۔ چنانچہ قریش اور ان کے حواری دوسرے لوگوں پر اپنی برتری اور فوقیت جتانے کے لئے مزدلفہ میں وقوف کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم " اہل اللہ " ہیں اور اللہ کے حرم کے باشندہ ہیں اس لئے ہم حرم سے باہر وقوف نہیں کر سکتے، قریش کے علاوہ اور تمام اہل عرب قاعدہ کے مطابق میدان عرفات ہی میں قیام کرتے تھے چنانچہ جب اسلام کی روشنی نے طبقاتی اور اونچ نیچ کی تاریکیوں کو ختم کر دیا اور قبیلہ و ذات کے دنیاوی فرق و امتیاز کو مٹا ڈالا تو یہ حکم دیا گیا کہ جس طرح تمام لوگ میدان عرفات میں وقوف کرتے ہیں اسی طرح قریش بھی میدان عرفات ہی میں وقوف کریں اور اس طرح اپنے درمیان امتیاز و فوقیت کی کوئی دیوار کھڑی نہ کریں۔

آثار تابعین کے مطابق حدود مزدلفہ کا بیان

حضرت اثر عطاء بن ابی رباح: ابن جریج سے مروی ہے کہ میں نے عطاء بن ابی رباح سے پوچھا کہ مزدلفہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب تم عرفہ کے دونوں جانب پہاڑیوں کے دونوں تنگ نائے سے کوچ کر لو وہیں سے مزدلفہ وادی محسر تک ہے۔ لیکن عرفہ کے دونوں تنگنائے مزدلفہ کا حصہ نہیں ہیں، لیکن ان دونوں کا وہ حصہ جہاں سے کوچ کا آغاز ہوتا ہے وہ مزدلفہ میں شامل و داخل نہیں ہے۔

حضرت عطاء نے بتایا: جب تم عرفہ کے دونوں تنگنائے سے کوچ کر جاؤ تو تم اس میں دائیں بائیں اور جہاں بھی چاہو

3012-اخرجه البخاري في التفسير، باب (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 4520) . و اخرجه مسلم في الحج، باب في الوقوف و قوله تعالٰى (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 151) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الوقوف بعرفة (الحديث 1910) . و اخرجه النسائي في التفسير: سورة البقرة، قوله تعالى: (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 54) . تحفة الاشراف (17195) .

نزول کر سکتے ہو۔ میں نے کہا: آپ مجھے بتائیے کہ اگر میں لوگوں کی منازل سے الگ تھلگ رہوں؟ اور اس حرف (کنارہ والے حصہ میں چلا جاؤں جو عرفہ سے آنے والے کے دائیں واقع ہے اور کسی کے نزدیک نہ رہوں؟) آپ نے فرمایا: اس میں کوئی کراہت نہیں سمجھتا ہوں۔ (اخرجہ الفاکہی،) (والازرقی۔) وسندہ صحیح۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت کا بیان ہے کہ عطاء بن ابی رباح سے مزدلفہ میں موقف کے متعلق استفسار کیا گیا، انہوں نے جواباً کہا: بطن وادی محسر کے آگے مزدلفہ کا موقف ہے۔ان سے پوچھا گیا کہ جبل قزح تک ہے۔اس کے بعد سارا خطہ مشعر حرام ہے۔ (اخرجہ الفاکہی: وسندہ صحیح)۔اپنے زمانہ میں مکہ کے اندر مفتی حرم جلیل القدر تابعی امام عطاء بن ابی ریاح کے دو اہم ترین نص ہیں۔

پہلے نص میں آپ عرفہ سے متصل مشرق سے منیٰ سے متصل مغرب تک مزدلفہ کے حدود کو بیان کیا۔آپ نے مشرق میں عرفہ کے دونوں مأزم یعنی تنگ حصہ سے وادئ محسر تک اس کی حد کو متعین کیا۔

سب سے اہم سوال اور قابل غور نکتہ یہ ہے کہ عرفہ کے دونوں مأزم سے کیا مراد ہے؟ اکثر لوگوں حتیٰ کہ بعض اہل بحث و تحقیق حضرات کا یہ گمان ہے کہ المازمان سے مراد دو پہاڑ ہیں۔درحقیقت وہ کلمہ مأزم کے صیغہ تثنیہ سے دھوکا کھا گئے۔

مأزم کی لغوی تحقیق کا بیان

چنانچہ وہ یہ کہتے ہیں مأزمان درحقیقت وہی دونوں پہاڑ ہیں جن کا اس وقت اخشبان نام ہے جو اخشب کا تثنیہ ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہی گمان اور غلط فہمی ہی موجودہ حال میں مزدلفہ کے حدود کی تنگی کا سبب ہے لہٰذا اس اہم مسئلہ کی توضیح وتشریح لازم ہے اس کی وضاحت بتوفیق الٰہی حسب ذیل ہے۔

اولاً: مأزمان کا معنی جبلان، دو پہاڑ سرے سے ہے ہی نہیں اس سے مراد نہ تو وہ دونوں پہاڑ ہیں جو اخشبان سے موسوم ہیں نہ ان دونوں کے علاوہ کوئی دوسے ہی دو پہاڑ مراد ہیں۔

درحقیقت مازم کا لغوی معنی ومطلب دو چیزوں کے درمیان تنگ مقام ہے خواہ دو پہاڑوں کے درمیان یا کسی وادی کے دو چھور کے درمیان ہو۔اس کو صرف لفظاً تثنیہ استعمال کیا جاتا ہے کیونکہ وہ دو چیزوں کے درمیان واقع ہے۔یہی درست اور حق بات ہے، علماء لغت کی وضاحت ملاحظہ فرمائیں: ابن منظور نے لسان العرب میں کہا: والمازم المضیق مثل المازل مازم کا معنی تنگ جگہ جیسے مازل۔

اس کو امام اصمعی نے بیان کیا ہے اور انہوں نے اس پر ابومہدیہ کے قول سے استشہاد کیا: هذا طريق يازم المآزم . وعضواتٌ تمشق اللذازما .

والمازم: كل طريق ضيق بين جبلين: مازم، ہر وہ تنگ راستہ جو دو پہاڑوں کے مابین واقع ہو۔اسی سے ساعدہ بن جویہ ہذلی کا قول ہے: ومقامهن اذا حبسن بمازم . ضيق الفك وصدهن الأخشب شاعران اونٹنیوں کی قسم کھا رہا ہے جو مأزم یعنی تنگ راہ میں روک لی گئیں۔والمأزم: جزونہ میں وادی کا تنگ راستہ (لسان العرب،)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مازم تنگ راہ کو کہتے ہیں خواہ وہ دو پہاڑوں کے درمیان ہو خواہ وادی کے دو کناروں کے درمیان ہو۔ وادی کے تنگ راستہ کو مأزم کہا جاتا ہے، بسا اوقات اسے دونوں کناروں کی وجہ سے لفظاً تثنیہ استعمال کیا جاتا ہے اور مأزمان بولا جاتا ہے۔

لسان العرب ہی میں ابن منظور رقم طراز ہیں۔

اور اسی معنی کے پیش نظر وہ جگہ جو المشعر الحرام اور عرفہ کے درمیان واقع ہے مأزمان سے موسوم ہے، امام اصمعی نے فرمایا: روایت میں وارد المازم مزدلفہ اور عرفہ کے درمیان ایک تنگ راستہ ہے۔

یہ صاحب لسان العرب ابن منظور الافریقی کی صراحت ہے جس کو انہوں نے علامۃ العرب اور دیوان الأدب امام عبدالملک بن قریب الاصمعی سے نقل کیا ہے کہ المازمان درحقیقت مزدلفہ اور عرفہ کے درمیان فاصل تنگ راستہ کا نام ہے۔

یہ ہم جان چکے ہیں کہ فاصل تنگ راستہ درحقیقت وہی وادی عرفہ ہے اس کے علاوہ کچھ اور نہیں جیسا کہ صحابہ کرام کے سابقہ کلام میں اس کا بیان پہلے آچکا ہے۔ اس تفصیل سے یہ بات ثابت ہوجاتی ہے مأزمین سے مراد عطاء بن ابی رباح اور ان کے علاوہ دوسرں کے نزدیک عرفات اور مزدلفہ کے درمیان فاصل وادی کا تنگ راستہ ہی ہے، جو نہ مزدلفہ کا حصہ ہے نہ ہی وہ عرفات کا حصہ ہے۔

ثانیاً: عطاء بن ابی رباح اور ان کے علاوہ کے سابق نص میں مازمان کی اضافت عرفہ کی طرف کی گئی ہے۔ یعنی مازمی عرفہ کہا گیا ہے۔ یہ اضافت اس لئے ہے کیونکہ مازمان اسی عرفہ سے متصل ہے اس لئے اس کی جانب اضافت درست ہے اور عرفہ سے متصل وادی عرنہ کے تنگ راستے کے سوا کچھ اور نہیں ہے اور مازمان سے یہی مراد ہے اسی لئے نبی ﷺ نے لوگوں کو متنبہ کیا کہ وہ بطن عرنہ سے دور رہیں کیونکہ وہ عرفہ سے حد درجہ قریب اور بالکل متصل اور اسی سے لگا ہوا ہے۔ اس کا احتمال تھا کہ کوئی اس وادی عرنہ کو بھی عرفات کا حصہ سمجھ بیٹھے۔

ثالثاً: سابقہ معنی ومراد کی تاکید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اگر مازمان سے مراد اخشبان نامی دو پہاڑ ہوتے تو زیادہ مناسب بات یہ ہوتی کہ ان دونوں مازمی مزدلفہ کہا جاتا نہ کہ مازمی عرفہ اس لئے یہ دونوں پہاڑ عرفہ سے دور ہیں اور مزدلفہ سے بیحد قریب اور متصل ہیں، بلکہ ان دونوں پہاڑوں کے دونوں مغربی کنارے تو موجودہ حدود کے مطابق مزدلفہ کے اندر ہیں۔

رابعاً: اگر مازمان سے مراد اخشبان نامی دونوں پہاڑ ہی مان لیا جائے اور یہ کہ مزدلفہ کے حدود ان دونوں کے مغربی کناروں سے شروع ہوتے ہیں تو ایسی صورت میں حجاج ایک بہت بڑی مسافت سے محروم رہ جاتے ہیں جو قطعی طور پر مشعر حرام کا حصہ ہے جیسا کہ اس کا بیان ہوچکا ہے واضح رہے کہ یہ مسافت آج کل بعض اطراف و جہات میں تقریباً سات کلومیٹر ہے۔ اتنی بڑی مسافت اور یہ طویل رقبہ یوں ہی بیکار اور ویران باقی رہتا ہے بلا دلیل و برہان۔

خامساً: اس سابقہ توضیح شدہ مسئلہ کی تاکید اس طرح بھی ہوتی ہے کہ امام عطاء کے دوسرے نص مغرب سے مشرق تک مزدلفہ کی حد بیان کی گئی ہے انہوں نے مغرب میں وادی محسر کے اوپر سے اس کی حد بیان کی اور مشرق کی طرف رخ کیا ان سے

کہنے والے نے کہا کہ جبل قزح تک؟ تو اس پر انہوں نے کہا اس کے بعد جو کچھ ہے وہ مشعر حرام ہے۔ اس طرح مزدلفہ کا سلسلہ مشرق میں جب تک ہم حرم خطہ میں ہوں اس تنگ وادی تک جاری رہتا ہے جو عرفہ اور مشعر حرام کے درمیان حد فاصل ہے۔ واللہ اعلم۔

سادساً: مورخ مکہ ابوالولید الازرقی نے کہا: اور نمرہ سے۔ نمرہ وہ پہاڑ ہے جس پر حرم کی علامات ہیں جو آپ کے دائیں واقع ہوتا ہے جب آپ عرفہ کے تنگ راستہ سے نکلے ہیں موقف کا ارادہ کریں اور نمرہ پہاڑ کے نیچے چار نمرات ہیں جن کا طول و عرض پانچ گز لمبا اور چند گز چوڑا ہے۔

اس نص سے یہ بخوبی واضح ہے کہ مازمان عرفہ خود عرفہ سے بہت قریب ہے اور وہ اس نمرہ نامی پہاڑی کے بالمقابل ہے جس پر حرم کی علامات نصب ہیں جو خطہ ارض حرم کے آغاز پر دلالت کرتی ہیں۔

علماء وفقہاء کے اقوال کے مطابق حدود مزدلفہ کا بیان

حدود مزدلفہ کے بیان میں علماء وفقہا کے بہت سارے اقوال ہیں، جو اس مقصود پر دلالت کرتے ہیں، اس بحث میں چند علماء وفقہاء کے اقوال درج ذیل ہیں۔

(۱) امام مفسر ابوجعفر محمد بن جریر الطبری رحمہ اللہ کا قول: امام طبری نے فرمایا: جہاں تک مشعر کا معاملہ ہے وہ تمام جگہ ہے جو مزدلفہ کے دونوں پہاڑوں کے مابین واقع ہے، عرفہ کے تنگ راستہ سے شروع ہو کر وادی محسر تک۔ البتہ عرفہ کا تنگ راستہ مشعر کا حصہ نہیں ہے۔ مازمین عرفہ کا معنیٰ و مراد اس سے قبل بیان کیا جا چکا ہے۔

(۲) امام فقیہ ابومحمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی رحمہ اللہ کا قول: امام ابن قدامہ المقدسی نے فرمایا: مزدلفہ کے تین نام ہیں: مزدلفہ، مشعر اور جمع۔ اس کی حد عرفہ کے تنگ راستہ سے لے کر قرن محسر تک ہے اس کے دائیں بائیں جو گھاٹیاں ہیں ان میں سے کسی جگہ پر حاجی وقوف کر لے اس کے لئے کافی ہوگا۔ اس کا وقوف درست ہوگا۔ البتہ یاد رہے وادی محسر مزدلفہ کا حصہ نہیں ہے۔ (المغنی)

چنانچہ عرفہ کے تنگ رستہ سے وادی مسر تک طول وعرض تمام گھاٹیاں نشیب وفراز مقامات اور پہاڑیاں سبھی مزدلفہ ہیں جہاں مزدلفہ کا وقوف درست ہے۔

اور امام ابومحمد ابن قدامہ المقدسی کی رائے میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے جس کا استثناء کیا جائے سوائے بطن وادی محسر کے۔ اور محسر انتہائی چھوٹی اور حد درجہ تنگ وادی ہے۔

اگر عرفہ سے حدود مزدلفہ تک پھیلی ہوئی وہ مسافت جو آج یوں ہی رکھ چھوڑی گئی ہے مزدلفہ کا حصہ نہیں ہے تو حد درجہ تنگ وادی محسر کے مقابلہ میں اس پر متنبہ کرنا زیادہ بہتر تھا۔

(۳) امام محی الدین یحییٰ بن اشرف النووی الشافعی رحمہ اللہ کا قول: امام نووی نے فرمایا: معلوم ہونا چاہئے کہ پورا مزدلفہ حرم ہے امام ازرقی نے تاریخ مکہ میں، امام مندنجی اور ماوردی صاحب الحاوی نے اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ اور ہمارے شوافع میں

ان دونوں کے علاوہ دیگر ائمہ نے فرمایا: مزدلفہ کی حد وادی محسر اور عرفہ کے تنگ راستے کے مابین ہے اور دونوں حد یعنی مازمی عرفہ اور بطن محسر مزدلفہ میں شامل وداخل نہیں ہے۔ آمنے سامنے آگے پیچھے کی ساری گھاٹیاں اور مذکورہ حد میں داخل تمام پہاڑیاں مزدلفہ میں داخل شمار ہوں گی۔ ہاں وادی محسر ایک ایسی جگہ ہے جو منی اور مزدلفہ کے مابین حد فاصل ہے وہ دونوں میں سے کسی کا حصہ نہیں ہے۔ (المجموع شرح المھذب)

امام نووی کا یہ قول مزدلفہ پورا حرم ہے قابل غور و تدبر ہے ہیں یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ حرم عرفات کے بعد فوراً شروع ہو جاتا ہے۔ ان کا یہ قول بھی قابل تامل ہے کہ انہوں نے تمام شعاب (گھاٹیوں) اور اس سے متصل پہاڑیوں کو مزدلفہ کا حصہ بتایا ہے اور سوائے وادی محسر کے کسی بھی جگہ کا استثناء نہیں کیا، محسر نہ تو مشعر ہے نہ مزدلفہ کا حصہ ہے اور نہ منیٰ کا۔

(۴) ابن تیمیہ نے فرمایا: پورے مزدلفہ کو مشعر حرام کہا جاتا ہے اور وہ مأزمان عرفہ سے بطن محسر تک دراز ہے، ہر دو مشعر کے درمیان ایک ایسی حد ہے جو دونوں ہی مشعر کا حصہ نہیں ہے، عرفہ اور مزدلفہ کے مابین بطن عرنہ اور مزدلفہ اور منیٰ کے بطن محسر حد فاصل ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: عرفه كلها موقف وارفعوا عن بطن عرنه و مزدلفة كلها موقف وارفعوا عن بطن محسر، و منى كلها منحر و فجاج مكة كلها طريق (مجموع الفتاویٰ)

اور اس حدیث کو امام احمد نے مسند میں روایت کیا ہے، اس نص میں ابن تیمیہ نے مزدلفہ مشعر حرام کی حد کو جیسا پہلے بھی اوروں سے منقول ہو چکا ہے۔ عرفہ کے تنگ راستے سے لے کر وادی محسر تک بیان کیا ہے۔ اور شیخ الاسلام نے تشریح کرتے مأزمان عرفہ کے معنی و مراد کو بیان کیا اور یہ بھی ذکر کیا ہے وہ کہاں ہے؟ اور کہاں شروع ہوتا ہے؟ آپ نے وضاحت کر کے بتلایا کہ مشعر عرفہ اور مشعر مزدلفہ کے درمیان ایک فاصل ہے جو نہ اس کا حصہ ہے نہ اس کا۔ وہ حد فاصل کیا ہے؟ ابن تیمیہ نے واضح طور پر فرمایا: وہ صرف بطن عرنہ کی وادی ہے نہ کہ کوئی چیز آپ نے اس پر دلالت کرنے والی حدیث سے استدلال کیا یہ امر آپ کے کلام سے بالکل واضح ہے اور اس رائے کے بالکل موافق ہے جس کو پہلے ثابت کیا جا چکا ہے۔ والحمد للہ۔

(۵) حافظ امام ابن قیم الجوزیہ کا قول: آپ نے فرمایا: وادی محسر منی اور مزدلفہ کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل ہے جو اس میں شامل ہے نہ اس میں۔ اور وادی عرنہ عرفہ اور مشعر حرام کے درمیان ایک قدرتی حد فاصل ہے۔ اس طور پر ہر دو مشعر کے درمیان ایک ایسا قدرتی حد فاصل جو دونوں کا حصہ نہیں ہے۔ منیٰ: حرم کا حصہ ہے اور مشعر بھی، وادی محسر حرم کا خطہ ہے اور یہ مشعر نہیں ہے۔ اور مزدلفہ حرم بھی ہے اور مشعر بھی۔ وادی عرنہ: نہ ہی مشعر ہے اور نہ حرم بلکہ حصۂ حل ہے، عرفہ حل ہے اور یہ مشعر ہے۔

(زاد المعاد)

حافظ ابن القیم کے کلام میں بڑی وضاحت اور صراحت ہے اس میں پانچ جگہوں کا بیان ہے۔

(۱) عرفہ: یہ وہ مشعر ہے جہاں پر حجاج نویں ذوالحجہ کو وقوف کرتے ہیں یہ ارض حرم نہیں ہے بلکہ حل ہے۔ (۲) عرنہ: یہ عرفہ

کے مغرب ٹھیک اس کے سامنے اسی سے ملی ہوئی تنگ وادی ہے یہ مشعر نہیں ہے، وہاں پر وقوف جائز نہیں ہے، نبی ﷺ کا
فرمان وارفعوا عن بطن عرنہ وقوف عرفہ کے وقت عرنہ کی وادی سے دور رہو۔ (مقدم تخریج الحدیث) یہ عرنہ حل
ہے۔ (۳) مزدلفہ: یہ مشعر بھی ہے اور حرم بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاذکروا اللہ عند المشعر الحرام (البقرۃ) اس کو عرفات سے
صرف وادی عرنہ الگ کرتی ہے۔ (۴) وادی محسر: یہ حرم ہے لیکن مشعر بالکل نہیں ہے نبی ﷺ نے فرمایا: وارفعوا عن بطن
محسر (تقدم تخریجہ) (۵) منیٰ: یہ حرم ہے اور مشعر بھی اور اسے مزدلفہ سے صرف وادی محسر جدا کرتی ہے۔
صحابہ تابعین علماء اور فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ سے منقول آثار واقوال کی روشنی میں یہ امر یوں بخوبی واضح ہوجاتا ہے جس میں
کسی چوں وچرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

درحقیقت مشعر حرام مزدلفہ خوب کشادہ ہے اور وہ بلاشبہ مشرق میں وادی عرنہ سے شروع ہوتا ہے اور یہ وادی وہ طبعی وقدرتی حد ہے جو مزدلفہ کو عرفات سے جدا کرتی ہے اور اسی طرح مزدلفہ مغرب کی جانب وادی محسر تک دراز ہے اور یہ وادی قدرتی حد ہے جو اسے منی سے جدا کرتی ہے۔ الحمدللہ یہ کافی بڑی مسافت ہے اور بڑا رقبہ ہے جس میں اللہ کی جانب سے حجاج کے لئے کافی کشادگی ہے۔

اہل حمس کے وقوف کا بیان

3013 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اَضْلَلْتُ بَعِيْرًا لِّيْ فَذَهَبْتُ اَطْلُبُهُ بِعَرَفَةَ يَوْمَ عَرَفَةَ فَرَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا فَقُلْتُ مَا شَاْنُ هٰذَا اِنَّمَا هٰذَا مِنَ الْحُمْسِ .

☆☆ محمد بن جبیر اپنے والد (حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میرا اونٹ گم ہوگیا' میں اسے تلاش کرتا ہوا عرفہ کے دن عرفہ آیا' تو میں نے نبی اکرم ﷺ کو وہاں وقوف کیے ہوئے دیکھا' میں نے سوچا کہ یہ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ ان کا تعلق تو حمس (یعنی قریش) سے ہے (اور وہ لوگ مزدلفہ میں وقوف کرتے ہیں)۔

3014 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ اَنَّ يَزِيْدَ بْنَ شَيْبَانَ قَالَ كُنَّا وُقُوْفًا بِعَرَفَةَ مَكَانًا بَعِيْدًا مِّنَ الْمَوْقِفِ فَاَتَانَا ابْنُ مِرْبَعٍ الْاَنْصَارِيُّ فَقَالَ اِنِّيْ رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْكُمْ يَقُوْلُ "كُوْنُوْا عَلٰى مَشَاعِرِكُمْ فَاِنَّكُمْ عَلٰى اِرْثٍ مِّنْ اِرْثِ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ" .

☆☆ عمرو بن عبداللہ بن صفوان بیان کرتے ہیں: یزید بن شیبہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ ہم نے عرفہ میں عام وقوف

3013-اخرجه البخاري في الحج، باب الوقوف بعرفة (الحديث 1664) . و اخرجه مسلم في الحج، باب في الوقوف وقوله تعالى: (ثم افيضوا من حيث افاض الناس) (الحديث 153) . تحفة الاشراف (3193) .

3014-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب موضع الوقوف بعرفة (الحديث 1919) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الوقوف بعرفات و الدعاء بها (الحديث 883) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الموقف بعرفات (الحديث 3011) . تحفة الاشراف (15526) .

کی جگہ سے ہٹ کر ایک جگہ پر وقوف کیا ہوا تھا۔ حضرت ابن مربع انصاری ہمارے پاس تشریف لائے انہوں نے بتایا کہ میں اللہ کے رسول کی طرف سے پیغام رساں کے طور پر تمہارے پاس آیا ہوں' آپ ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:
''تم اپنی اسی جگہ پر ٹھہرے رہنا' کیونکہ تم اپنے جد امجد حضرت ابراہیم کی وراثت کو لیے ہوئے ہو (یعنی ان کے طریقے پر عمل کر رہے ہو)''۔

شرح

عرب میں زمانہ اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ میدان عرفات میں ہر قبیلہ اور ہر قوم کے لئے الگ الگ ایک جگہ موقف کے لئے متعین ہوتی تھی، ہر شخص اسی جگہ وقوف کرتا جو اس کی قوم کے لئے متعین ہوتی، چنانچہ حضرت یزید بن شیبان کے قبیلہ کا موقف جس جگہ تھا وہ جگہ اس مقام سے بہت دور تھی جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وقوف فرمایا تھا، لہٰذا حدیث امام کے موقف سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موقف ہے۔ بہرکیف میدان عرفات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دوری اور بعد کی بنا پر یزید بن شیبان نے چاہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ عرض کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بھی اپنے قریب ہی وقوف کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ محسوس کیا کہ یہ اس بات کی درخواست کرنے والے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ذریعے کہ جن کا نام ابن مربع تھا یہ پیغام بھیجا کہ تم لوگ اپنے قدیمی موقف پر ہی وقوف کرو چنانچہ حدیث "مشاعر" سے مراد ان کا قدیمی موقف ہے اور تم لوگ اپنے اس موقف سے جو تمہارے دادا سے تمہارے لئے متعین چلا آ رہا ہے منتقل ہونے کی خواہش نہ کرو، کیونکہ اول تو پورا میدان عرفات موقف ہے۔

دوسرے یہ کہ میدان عرفات میں امام کے موقف کی دوری یا نزدیکی سے کوئی فرق نہیں پڑتا پھر یہ کہ اگر ہر شخص یہی خواہش کرنے لگے کہ میں اپنے امام اور اپنے امیر کے قریب ہی وقوف کروں تو یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ان کی تسلی کے لئے کہلائی تا کہ آپس میں نزاع واختلاف کی صورت پیدا نہ ہو جائے۔

3015 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِىْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَسَاَلْنَاهُ عَنْ حَجَّةِ النَّبِىِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثَنَا اَنَّ نَبِىَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "عَرَفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ" .

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے نبی اکرم ﷺ کے حج کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے ہمیں یہ بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

3015-اخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء ان عرفة كلها موقف (الحديث 149) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1907 و 1908) . و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (الحديث 3045) . تحفة الاشراف (2596) .

عرفات سارے کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے۔

باب فَرْضِ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفات میں وقوف فرض ہے

3016 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْمَرَ قَالَ شَهِدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَاهُ نَاسٌ فَسَاَلُوْهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَلْحَجُّ عَرَفَةُ فَمَنْ اَدْرَكَ لَيْلَةَ عَرَفَةَ قَبْلَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ مِنْ لَيْلَةِ جَمْعٍ فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ"۔

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا' کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج سے بارے میں دریافت کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حج عرفہ (میں وقوف) کا نام ہے' جو شخص مزدلفہ کی رات کی صبح صادق ہونے سے پہلے عرفہ کی رات میں (وقوف کو) پالیتا ہے' اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے۔

3017 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ حَدَّثَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَانَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِيْ سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَاتٍ وَرِدْفُهُ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَجَالَتْ بِهِ النَّاقَةُ وَهُوَ رَافِعٌ يَدَيْهِ لَا تُجَاوِزَانِ رَاْسَهُ فَمَا زَالَ يَسِيْرُ عَلٰى هِيْنَتِهِ حَتّٰى انْتَهٰى اِلٰى جَمْعٍ۔

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفات سے روانہ ہوئے تو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر سوار تھے' آپ کی اونٹنی آہستہ رفتاری سے چل رہی تھی' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے ہوئے تھے' لیکن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے بلند نہیں تھے' آپ آہستہ رفتاری کے ساتھ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ مزدلفہ آ گئے۔

3018 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيْمُ بْنُ يُوْنُسَ بْنِ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ عَرَفَةَ وَاَنَا رَدِيْفُهُ فَجَعَلَ

3016-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من لم يدرك عرفة (الحديث 1949) بنحوه مطولاً ۔ و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (الحديث 889 و 990) مطولاً ۔ و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (الحديث 3044) مطولاً ۔ و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (الحديث 3015) مطولاً ۔ تحفة الاشراف (9735) ۔

3017-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (11053) ۔

3018-اخرجه البخاري في الحج، باب الركوب والارتداف في الحج (الحديث 1543) مختصراً ۔ و اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 282) مختصراً ۔ تحفة الاشراف (95) ۔

"يَاأَيُّهَا النَّاسُ عَلَيْكُمْ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ يَكْبَحُ رَاحِلَتَهُ حَتَّى اَنَّ ذِفْرَاهَا لَيَكَادُ يُصِيبُ قَادِمَةَ الرَّحْلِ وَهُوَ يَقُولُ فَإِنَّ الْبِرَّ لَيْسَ فِي إِيضَاعِ الْإِبِلِ".

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عرفہ سے روانہ ہوئے تو میں آپ کے پیچھے سواری پر سوار تھا' آپ اپنی سواری کو آہستہ لے کر چل رہے تھے' یہاں تک کہ اس کے دونوں کان کجاوے کے اگلے حصے تک پہنچ رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے:

اے لوگو! آرام سے اور وقار سے چلو کیونکہ اونٹ کو تیز چلانا کوئی نیکی کا کام نہیں ہے۔

عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم ملا کہ وہ یہاں سے مزدلفہ جائے تا کہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے، اور یہ بھی فرما دیا کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے، جیسے کہ عام لوگ یہاں ٹھہرتے تھے البتہ قریشیوں نے فخر وتکبر اور نشان امتیاز کے طور پر یہ ٹھہرا لیا تھا کہ وہ حد حرم سے باہر نہیں جاتے تھے، اور حرم کی آخری حد پر ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں اسی کے شہر کے رئیس ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک جایا کرتے تھے اور اپنا نام حمس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جا کر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے اسی لئے اسلام نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہی سے لوٹا کرو، حضرت ابن عباس، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت قتادہ، حضرت سدی رضی اللہ عنہم وغیرہ یہی فرماتے ہیں۔

امام ابن جریر بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر اجماع بتاتے ہیں، مسند احمد میں ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اونٹ عرفات میں گم ہو گیا میں اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ٹھہرے ہوئے دیکھا کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ یہ حمس ہیں اور پھر یہاں حرم کے باہر آ کر ٹھہرے ہیں، ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افاضہ سے مراد یہاں مزدلفہ سے رمی جمار کے لئے منیٰ کو جاتا ہے، واللہ اعلم، اور الناس سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں، بعض کہتے ہیں مراد امام ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اگر اس کے خلاف اجماع کی حجت نہ ہوتی تو یہی قول رائج رہتا۔ پھر استغفار کا ارشاد ہوتا ہے جو عموماً عبادات کے بعد فرمایا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ (مسلم)

آپ لوگوں کو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر تینتیس تینتیس مرتبہ پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے (بخاری ومسلم) یہ بھی مروی ہے کہ عرفہ کے دن شام کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے استغفار کیا (ابن جریر) آپ کا یہ ارشاد بھی مروی ہے کہ تمام استغفاروں کا سردار یہ استغفار ہے دعا (اللّٰهم انت ربی لا اله الا انت خلقتنی وانا عبدك وانا علی عهدك ووعدك ما استطعت اعوذ بك من شر ما صنعت ابوء لك بنعمتك علی وابوء بذنبی فاغفرلی فانه لا يغفر الذنوب الا انت) حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص اسے رات کے وقت پڑھ لے اگر اسی رات مر جائے گا تو قطعاً جنتی ہوگا اور جو شخص اسے دن کے وقت پڑھے گا اور اسی دن مرے گا تو وہ بھی جنتی ہے۔ (بخاری)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی دعا سکھائے کہ میں نماز میں اسے پڑھا کروآپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ پڑھو دعا (اللّٰھم انی ظلمت نفسی ظلما کثیرا ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفر لی مغفرۃ من عندك وارحمنی انك انت الغفور الرحیم)۔ (بخاری ومسلم)

عرفات کو عرفات کہنے کی وجہ اور وقوف عرفات کا بیان

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں۔لیکن عرفات جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف و جوانب کے اعتبار سے ہے۔

عرفات مکہ مکرمہ سے تقریباً ساڑھے پندرہ میل (پچیس کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ایک وسیع وادی یا میدان ہے جو اپنے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمۃ ہے۔

عرفات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت اقوال ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جب جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے۔ اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا ہے اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افعال حج کی تعلیم دے رہے تھے تو وہ اس دوران ان سے پوچھتے کہ عرفت (یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے) تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے عرفت (ہاں میں جان لیا) اور آخر کار دونوں کے سوال و جواب میں اس کلمہ کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کو ہر حاجی کا میدان عرفات میں پہنچنا اس کی ادائیگی حج کے سلسلہ میں ایک سب سے بڑا رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، چنانچہ حج کے دو رکنوں یعنی طواف الافاضہ اور وقوف عرفات میں وقوف عرفات چونکہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے اس لئے اگر یہ ترک ہوگیا تو حج ہی نہیں ہوگا۔

مقام عرفہ یا عرفات، مکہ مکرمہ کے جنوب مشرق میں جبل رحمت کے دامن میں واقع ہے۔ جہاں وقوف عرفات جیسا حج کا بنیادی رکن ادا کیا جاتا ہے۔ یہ میدان مکے سے تقریباً **16** کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔

عرفات سال کے **354** دن غیر آباد رہتا ہے اور صرف ایک دن کے **8** سے **10** گھنٹوں کے لیے **9**) ذی الحج) ایک عظیم الشان شہر بنتا ہے۔ یہ **9** ذی الحج کی صبح آباد ہوتا ہے اور غروب آفتاب کے ساتھ ہی اس کی تمام آبادی رخصت ہو جاتی ہے اور حجاج ایک رات کیلیے مزدلفہ میں قیام کرتے ہیں۔ دور جاہلیت میں قریش نے حرم سے متعلق دیگر بدعات کے علاوہ مناسک حج سے وقوف عرفات کو بھی خارج کر دیا تھا۔قبل از اسلام دیگر لوگ تو عرفات تک جاتے تھے لیکن قریش مزدلفہ سے آگے نہ بڑھتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اہل حرم ہیں اس لیے حرم کی حدود سے باہر نہیں نکلیں گے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع) کے موقع پر ارشاد خداوندی کے تحت عام لوگوں کے ساتھ خود بھی عرفات تک گئے۔

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک عرفات کو پالینے والے کا حج ہوگیا

حضرت امام مالک رحمہ اللہ، امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کا یہی مذہب ہے کہ دسویں کی فجر سے پہلے جو شخص عرفات میں پہنچ جائے، اس نے حج پالیا، حضرت امام احمد، فرماتے ہیں کہ ٹھہرنے کا وقت عرفہ کے دن کے شروع سے ہے ان کی دلیل وہ حدیث ہے جس میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مزدلفہ میں نماز کے لئے نکلے تو ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں طی کی پہاڑیوں سے آرہا ہوں اپنی سواری کو میں نے تھکا دیا اور اپنے نفس پر بڑی مشقت اٹھائی واللہ ہر ہر پہاڑ پر ٹھہرتا آیا ہوں کیا میرا حج ہوگیا؟ آپ نے فرمایا جو شخص ہمارے یہاں کی اس نماز میں پہنچ جائے اور ہمارے ساتھ چلتے وقت تک ٹھہرا رہے اور اس سے پہلے وہ عرفات میں بھی ٹھہر چکا ہو خواہ رات کو خواہ دن کو اس کا حج پورا ہوگیا اور وہ فریضہ سے فارغ ہوگیا۔ (مسند احمد وسنن) امام ترمذی اسے صحیح کہتے ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو بھیجا اور انہوں نے آپ کو حج کرایا جب عرفات میں پہنچے تو پوچھا کہ (عرفت) کیا تم نے پہچان لیا؟

حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے جواب دیا (عرفت) میں نے جان لیا کیونکہ اس سے پہلے یہاں آچکے تھے اس لئے اس جگہ کا نام ہی عرفہ ہوگیا، حضرت عطاء، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابومجلز سے بھی یہی مروی ہے واللہ اعلم۔

"مشعر الحرام" "مشعر الاقصی" اور "الال" بھی ہے، اور اس پہاڑ کو بھی عرفات کہتے ہیں جس کے درمیان جبل الرحمۃ ہے، ابو طالب کے ایک مشہور قصیدے میں بھی ایک شعر ان معنوں کا ہے، اہل جاہلیت بھی عرفات میں ٹھہرتے تھے جب پہاڑ کی دھوپ چوٹیوں پر ایسی باقی رہ جاتی جیسے آدمی کے سر پر عمامہ ہوتا ہے تو وہ وہاں سے چل پڑتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں سے اس وقت چلے جب سورج بالکل غروب ہوگیا، پھر مزدلفہ میں پہنچ کر یہاں پڑاؤ کیا اور سویرے اندھیرے ہی اندھیرے بالکل اول وقت میں رات کے اندھیرے اور صبح کی روشنی کے ملے جلے وقت میں آپ نے یہیں نماز صبح ادا کی اور جب روشنی واضح ہوگئی تو صبح کی نماز کے آخری وقت میں آپ نے وہاں سے کوچ کیا۔

حضرت مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں عرفات میں خطبہ سنایا اور حسب عادت حمد وثنا کے بعد اما بعد کہہ کر فرمایا کہ حج اکبر آج ہی کا دن ہے دیکھو مشرک اور بت پرست تو یہاں سے جب دھوپ پہاڑوں کی چوٹیوں پر اس طرح ہوتی تھی جس طرح لوگوں کے سروں پر عمامہ ہوتا ہے تو سورج غروب ہونے سے پیشتر ہی لوٹ جاتے تھے لیکن ہم سورج غروب ہونے کے بعد یہاں سے واپس ہوں گے وہ مشعر الحرام سے سورج نکلنے کے بعد چلتے تھے جبکہ اتنی وہ پہاڑوں کی چوٹیون پر دھوپ اس طرح نمایاں ہو جاتی جس طرح لوگوں کے سروں پر عمامے ہوتے ہیں لیکن ہم سورج نکلنے سے پہلے ہی چل دیں گے ہمارا طریقہ مشرکین کے طریقے کے خلاف ہے (ابن مردویہ ومستدرک حاکم) امام حاکم نے اسے شرط شیخین پر اور بالکل صحیح بتلایا ہے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے ان لوگوں کا قول ٹھیک

نہیں جو فرماتے ہیں کہ حضرت مسور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے لیکن آپ سے کچھ سنا نہیں، حضرت معرور بن سوید کا بیان ہے کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عرفات سے لوٹتے ہوئے دیکھا گویا اب تک بھی وہ منظر میرے سامنے ہے، آپ کے سر کے اگلے حصے پر بال نہ تھے اپنے اونٹ پر تھے اور فرما رہے تھے ہم واضح روشنی میں لوٹے صحیح مسلم کی حضرت جابر والی ایک مطول حدیث جس میں حجۃ الوداع کا پورا بیان ہے اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج کے غروب ہونے تک عرفات میں ٹھہرے جب سورج چھپ گیا اور قدرے زردی ظاہر ہونے لگی تو آپ نے اپنے پیچھے اپنی سواری پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو سوار کیا اور اونٹنی کی نکیل تان لی یہاں تک کہ اس کا سر پالان کے قریب پہنچ گیا اور دائیں ہاتھ سے لوگوں کو اشارہ فرماتے جاتے تھے کہ لوگو آہستہ آہستہ چلو رہی اطمینان وسکون اور دلجمعی کے ساتھ چلو جب کوئی پہاڑی آئی تو نکیل قدرے ڈھیلی کرتے تاکہ جانور بہ آسانی اوپر چڑھ جائے، مزدلفہ میں آ کر آپ نے مغرب اور عشاء کی نماز ادا کی اذان ایک ہی کہلوائی اور دونوں نمازوں کی تکبیریں الگ الگ کہلوائیں مغرب کے فرضوں اور عشا کے فرضوں کے درمیان سنت نوافل کچھ نہیں پڑھے پھر لیٹ گئے، صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد نماز فجر ادا کی جس میں اذان واقامت ہوئی پھر قصوی نامی اونٹنی پر سوار ہو کر مشعر الحرام میں آئے قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا میں مشغول ہو گئے اور اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ اور اللہ کی توحید بیان کرنے لگے یہاں تک کہ خوب سویرا ہو گیا، سورج نکلنے سے پہلے ہی پہلے آپ یہاں سے روانہ ہو گئے،

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے سوال ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب یہاں سے چلے تو کیسی چال چلتے تھے فرمایا اور درمیانہ دھیمی چال سواری چلا رہے تھے ہاں جب راستہ میں کشادگی دیکھتے تو ذرا تیز کر لیتے (بخاری ومسلم)

پھر فرمایا عرفات سے لوٹتے ہوئے مشعر الحرام میں اللہ کا ذکر کرو یعنی یہاں دونوں نمازیں جمع کر لیں، عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مشعر الحرام کے بارے میں دریافت فرماتے ہیں تو آپ خاموش رہتے ہیں جب قافلہ مزدلفہ میں جا کر اترتا ہے تو فرماتے ہیں سائل کہاں ہے یہ مشعر الحرام، آپ سے یہ بھی مروی ہے کہ مزدلفہ تمام کا تمام مشعر الحرام ہے، پہاڑ بھی اور اس کے آس پاس کی کل جگہ، آپ نے لوگوں کو دیکھا کہ وہ قزح پر بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں تو فرمایا یہ لوگ کیوں بھیڑ بھاڑ کر رہے ہیں؟ یہاں کی سب جگہ مشعر الحرام ہے، اور بھی بہت سے مفسرین نے یہی فرمایا ہے کہ دونوں پہاڑوں کے درمیان کی کل جگہ مشعر الحرام ہے،

حضرت عطاء سے سوال ہوتا ہے کہ مزدلفہ کہاں ہے آپ فرماتے ہیں جب عرفات سے چلے اور میدان عرفات کے دونوں کنارے چھوڑے پھر مزدلفہ شروع ہو گیا وادی محسر تک جہاں چاہو ٹھہرو لیکن میں تو قزح سے ادھر ہی ٹھہرنا پسند کرتا ہوں تاکہ راستے سے یکسوئی ہو جائے، مشاعر کہتے ہیں ظاہری نشانوں کو مزدلفہ کو مشعر الحرام اس لئے کہتے ہیں کہ وہ حرم میں داخل ہے، سلف صالحین کی ایک جماعت کا اور بعض اصحاب شافعی کا مثلاً قفال اور ابن خزیمہ کا خیال ہے کہ یہاں کا ٹھہرنا حج کا رکن ہے بغیر یہاں ٹھہرے حج صحیح نہیں ہوتا کیونکہ ایک حدیث حضرت عروہ بن مضرس سے اس معنی کی مروی ہے، بعض کہتے ہیں یہ ٹھہرنا واجب ہے۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا ایک قول یہ بھی ہے اگر کوئی یہاں نہ ٹھہرا تو قربانی دینی پڑے گی، امام صاحب کا دوسرا قول یہ ہے کہ مستحب ہے اگر نہ بھی ٹھہرا تو کچھ حرج نہیں، پس یہ تین قول ہوئے۔ ایک مرسل حدیث میں ہے کہ عرفات کا سارا میدان ٹھہرنے کی جگہ ہے، عرفات سے بھی اٹھو اور مزدلفہ کی کل حد بھی ٹھہرنے کی جگہ ہے ہاں وادی محسر نہیں۔

عرفات سے امام سے پہلے جانیوالے سے متعلق مذاہب اربعہ

جو بندہ عرفات سے امام سے پہلے چلا گیا تو اس پر دم واجب ہے۔ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس پر کوئی شئی واجب نہیں ہے کیونکہ اصل رکن وقوف عرفہ ہے لہٰذا ترک طواف کی وجہ سے کچھ واجب نہ ہوگا۔ اور امام شافعی کے دوسرے قول کے مطابق اس پر دم واجب ہے، جس طرح ہمارا موقف ہے۔ اور امام مالک اور امام احمد علیہ الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے اگرچہ انہوں نے رات کے وقوف اور دن کے وقوف کو جمع نہیں کیا۔ اور علامہ کاکی نے بھی کہا ہے دن رات کو جمع کرنا شرط نہیں ہے۔ علامہ سروجی نے کہا ہے امام مالک علیہ الرحمہ نے اشتراط وقوف میں دن کو کچھ قرار نہیں دیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک رکن ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ۵، ص، ۲۶۷، حقانیہ ملتان)

جو شخص غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چلا گیا دَم دے پھر اگر غروب سے پہلے واپس آیا تو ساقط ہو گیا اور غروب کے بعد واپس ہوا تو نہیں اور عرفات سے چلا آنا خواہ باختیار ہو یا بلا اختیار ہو مثلاً اونٹ پر سوار تھا وہ اسے لے بھاگا دونوں صورت میں دَم ہے۔

اگر کسی نے اس واجب کو بلا عذر شرعی ترک کر دیا تو اسے بعض ائمہ (مالک، شافعی، اور ایک روایت میں امام احمد) کے نزدیک دَم دینا پڑے گا جبکہ امام احمد کی مشہور روایت اور اَحناف کے نزدیک ترکِ قیامِ منیٰ پر فدیہ نہیں ہے۔ لیکن اُنہیں رمی کرنا ہوگی، ایسے لوگ ایک دن بکریاں چرائیں اور ایک دن میں دونوں کی اکٹھی کنکریاں مار لیں۔ (ابن حبان، رقم، ۲۹۷۵)

بَابُ الْأَمْرِ بِالسَّكِيْنَةِ فِي الْإِفَاضَةِ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے روانگی کے وقت سکون سے چلنے کا حکم

3019 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحْرِزُ بْنُ الْوَضَّاحِ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ - يَعْنِيْ ابْنَ اُمَيَّةَ - عَنْ اَبِيْ غَطَفَانَ بْنِ طَرِيفٍ حَدَّثَهُ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ لَمَّا دَفَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَنَقَ نَاقَتَهُ حَتّٰى اَنَّ رَاْسَهَا لَيَمَسُّ وَاسِطَةَ رَحْلِهِ وَهُوَ يَقُوْلُ لِلنَّاسِ "السَّكِيْنَةَ السَّكِيْنَةَ" - عَشِيَّةَ عَرَفَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تو آپ نے اپنی اونٹنی کی مہار کو زور سے کھینچا ہوا تھا یہاں تک کہ اونٹنی کا سر پالان کے اگلے حصے کو چھو رہا تھا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے یہ فرما رہے تھے کہ آرام سے چلو آرام سے چلو یہ عرفہ کی شام کی بات ہے۔

3019- انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (6568) .

3020 - اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِى مَعْبَدٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ وَّكَانَ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِى عَشِيَّةِ عَرَفَةَ وَغَدَاةِ جَمْعٍ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوا "عَلَيْكُمُ السَّكِيْنَةَ" . وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ مُحَسِّرًا وَّهُوَ مِنْ مِنًى قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِىْ يُرْمٰى بِهٖ" . فَلَمْ يَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُلَبِّى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح لوگوں سے فرمایا' یعنی اس وقت جب لوگ روانہ ہو رہے تھے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

تم پر سکون لازم ہے (یعنی آرام سے چلو)۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی کو بھی کھینچا ہوا تھا (یعنی اس کی رفتار آہستہ کی ہوئی تھی) یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وادی محسر میں پہنچے جو منیٰ میں ہے' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی کنکریاں لینا جس کے ذریعے رمی کی جاتی ہے' اس کے بعد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کی رمی کرلی (تو تلبیہ پڑھنا موقوف کیا)۔

3021 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ اَفَاضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ السَّكِيْنَةُ وَاَمَرَهُمْ بِالسَّكِيْنَةِ وَاَوْضَعَ فِىْ وَادِىْ مُحَسِّرٍ وَّاَمَرَهُمْ اَنْ يَّرْمُوا الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب روانہ ہوئے تو آپ آرام سے چل رہے تھے' آپ نے لوگوں کو بھی آرام سے چلنے کی ہدایت کی' البتہ آپ نے وادی محسر میں اونٹنی کی رفتار تیز کردی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ حکم دیا:

وہ چھوٹی سی کنکریوں کے ذریعے رمی جمرات کریں۔

3022 - اَخْبَرَنِىْ اَبُوْ دَاؤُدَ قَالَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ اَيُّوْبَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ وَجَعَلَ يَقُوْلُ "السَّكِيْنَةَ عِبَادَ اللّٰهِ" . يَقُوْلُ بِيَدِهٖ هٰكَذَا وَاَشَارَ اَيُّوْبُ بِبَاطِنِ كَفِّهٖ اِلَى السَّمَاءِ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

3020-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 268) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3052)، و من اين يلتقط الحصى (الحديث 3058) . تحفة الاشراف (11057) .

3021-اخرجه ابو داو في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1944) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الوقوف بجمع (الحديث 3023) مطولًا . تحفة الاشراف (2747) .

3022-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2672) .

اے اللہ کے بندو! آرام سے چلو!

آپ ﷺ اپنے دست مبارک کے ذریعے اس طرح اشارہ بھی کر رہے تھے۔

ایوب نے اپنی ہتھیلی کے ذریعے آسمان کی طرف اشارہ کر کے یہ بات بیان کی۔

باب كَيْفَ السَّيْرُ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے کس طرح چلا جائے؟

3023 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوبُ بْنُ اِبْرَاهِيمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ هِشَامٍ عَنْ اَبِيهِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّهُ سُئِلَ عَنْ مَسِيرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ قَالَ كَانَ يَسِيرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ وَالنَّصُّ فَوْقَ الْعَنَقِ .

☆☆ ہشام اپنے والد کے حوالے سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: ان سے حجۃ الوداع کے موقع پر نبی اکرم ﷺ کے روانہ ہونے کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ درمیانی رفتار سے چل رہے تھے، جب آپ ﷺ کچھ آدمی پاتے تھے (یعنی رش کم ہوتا تھا) تو آپ رفتار تیز کر دیتے تھے۔

(راوی کہتے ہیں:) نص لفظ کے ذریعے جس رفتار کا تذکرہ کیا جاتا ہے، وہ عنق سے زیادہ تیز ہوتی ہے۔

شرح

عرفہ ایک مخصوص جگہ کا نام ہے اور یہ زمان کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے بایں طور کہ نویں ذی الحجہ کو عرفہ کا دن کہتے ہیں۔ لیکن "عرفات" جمع کے لفظ کے ساتھ صرف اس مخصوص جگہ ہی کے لئے استعمال ہوتا ہے اور یہ جمع اطراف و جوانب کے اعتبار سے ہے۔ "عرفات" مکہ مکرمہ سے تقریبا ساڑھے پندرہ میل (پچیس کلومیٹر) کے فاصلہ پر واقع ہے یہ ایک وسیع وادی یا میدان ہے جو اپنے تین طرف سے پہاڑیوں سے گھرا ہوا ہے، درمیان میں اس کے شمالی جانب جبل الرحمۃ ہے۔ عرفات کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت اقوال ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا جب جنت سے اتر کر اس دنیا میں آئے تو وہ دونوں سب سے پہلے اسی جگہ ملے۔ اس تعارف کی مناسبت سے اس کا نام عرفہ پڑ گیا ہے اور یہ جگہ عرفات کہلائی۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام جب اس جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو افعال حج کی تعلیم دے رہے تھے تو وہ اس دوران ان سے پوچھتے کہ عرفت (یعنی جو تعلیم میں نے دی ہے) تم نے اسے جان لیا؟ حضرت ابراہیم جواب میں کہتے

3023-اخرجه البخاري في الحج، باب السير اذا دفع من عرفة (الحديث 1666)، و في الجهاد، باب السرعة في السير (الحديث 2999)، و في المغازي، باب حجة الوداع (الحديث 4413) . و اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 283 و 284) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1923) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3051) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الدفع من عرفة (الحديث 3017) تحفة الاشراف (104) .

عرفت (ہاں میں جان لیا) اور آخرکار دونوں کے سوال و جواب میں اس کلمہ کا استعمال اس جگہ کی وجہ تسمیہ بن گیا۔ ان کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

وقوف عرفات یعنی نویں ذی الحجہ کو ہر حاجی کا میدان عرفات میں پہنچنا اس کی ادائیگی حج کے سلسلہ میں ایک سب سے بڑا رکن ہے جس کے بغیر حج نہیں ہوتا، چنانچہ حج کے دو رکنوں یعنی طواف الافاضہ اور وقوف عرفات میں وقوف عرفات چونکہ حج کا سب سے بڑا رکن ہے اس لئے اگر یہ ترک ہو گیا تو حج ہی نہیں ہوگا۔

باب النُّزُولِ بَعْدَ الدَّفْعِ مِنْ عَرَفَةَ

یہ باب ہے کہ عرفہ سے روانہ ہونے کے بعد سواری سے نیچے اترنا

3024 – اَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ اَفَاضَ مِنْ عَرَفَةَ مَالَ اِلَى الشِّعْبِ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ اَتُصَلِّي الْمَغْرِبَ قَالَ "الْمُصَلّٰى اَمَامَكَ".

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب عرفہ سے روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک گھاٹی کی طرف چلے گئے' میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ مغرب کی نماز ادا کریں گے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نماز کی جگہ آگے ہے۔

3025 – اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ عَنْ كُرَيْبٍ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الشِّعْبَ الَّذِيْ يَنْزِلُهُ الْاُمَرَاءُ فَبَالَ ثُمَّ تَوَضَّاَ وُضُوْءًا خَفِيْفًا فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ الصَّلَاةَ. قَالَ "الصَّلَاةُ اَمَامَكَ". فَلَمَّا اَتَيْنَا الْمُزْدَلِفَةَ لَمْ يَحُلَّ اٰخِرُ النَّاسِ حَتّٰى صَلّٰى.

☆☆ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس گھاٹی میں اترے جہاں امراء پڑاؤ کرتے ہیں' وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشاب کیا' پھر آپ نے مختصر سا وضو کیا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! نماز؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نماز آگے ہو گی۔ پھر جب ہم مزدلفہ آئے تو ابھی آخری فرد مزدلفہ نہیں پہنچا ہو گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز ادا کر لی۔

3024-اخرجه البخاري في الوضوء، باب اسباغ الوضوء (الحديث 139) مطولًا، و باب الرجل يوضيء صاحبه (الحديث 181)، و في الحج، باب النزول بين عرفة و جمع (الحديث 1667)، و باب الجمع بين الصلاتين بالمزدلفة (الحديث 1672) مطولًا . و اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعًا بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 276 و 277 و 278 و 279 و 280) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1925) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، النزول بعد الدفع من عرفة (الحديث 3025) . تحفة الاشراف (115) .

3025-تقدم في مناسك الحج، النزول بعد الدفع من عرفة (الحديث 3024) .

بَابُ الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنا

وقوف مزدلفہ کی شرعی حیثیت کا بیان

ہمارے نزدیک یہ وقوف واجب ہے رکن نہیں ہے کیونکہ اگر حج کرنے والے نے اس کو ترک کیا تو اس پر دم لازم آئے گا۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ یہ رکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جب تم عرفات سے واپس آؤ تو مشعر حرام کے پاس اللہ کا ذکر کرو۔ اور اس طرح کے حکم سے رکن ہونا ثابت ہوتا ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل میں کمزوروں کو رات میں پہلے بھیج دیا اور اگر وقوف مزدلفہ رکن ہوتا تو آپ ﷺ اس طرح حکم نہ دیتے۔

اور تمہاری تلاوت کردہ آیت میں ذکر مذکور ہے جو بہ اجماع رکن نہیں ہے۔ اور وقوف مزدلفہ کا وجوب ہم نے نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے پہنچایا کہ جس نے ہمارے ساتھ اس موقف میں وقف کیا حالانکہ اس سے پہلے وہ عرفات سے ہو آیا ہو۔ تو اس کا حج مکمل ہو گیا۔ آپ ﷺ نے تمام حج کو وقوف مزدلفہ کے ساتھ معلق کیا ہے اور یہی واجب ہونے کی علامت کے قابل ہے ہاں البتہ جب حاجی نے اس کو عذر کی بناء پر ترک کیا یعنی اس وجہ سے کہ اس میں کمزوری یا بیماری یا وہ عورت جو بھیڑ سے ڈرنے والی ہو تو اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔ اسی حدیث کی بناء پر جو ہم نے روایت کی ہے۔ (ہدایہ، حج، لاہور)

وقوف مزدلفہ کے وجوب میں فقہی اختلاف کا بیان

علامہ علی بن سلطان ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ ہمارے نزدیک مزدلفہ کا وقوف واجب ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے ہمارے یہ وقوف مزدلفہ کیا تو اس کا حج مکمل ہو گیا ہے اس حدیث کو اصحاب سنن نے روایت کیا ہے اور امام طحاوی علیہ الرحمہ عروہ بن مضرس سے روایت کیا ہے اور اس کے ساتھ حج کی تکمیل کو معلق کیا ہے۔ لہٰذا اس سے وجوب ثابت ہوگا رکنیت ثابت نہ ہوگی۔ کیونکہ یہ خبر واحد ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اہل و کمزوروں کو رات کو روانہ کر دیا۔ لہٰذا اگر وقوف مزدلفہ رکن ہوتا تو اہل و ضعفاء وغیرہ کو رات کو ہی روانہ نہ کیا جاتا۔ لہٰذا اس سے لیث بن سعد کا قول بھی دور ہو گیا کیونکہ وہ کہتے ہیں رکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ھے "فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوا اللَّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ" اس میں مامور بہ اللہ کا ذکر ہے۔ لہٰذا بہ اجماع وقوف مزدلفہ رکن نہ ہوا۔ کیونکہ اس کے ترک پر کچھ واجب نہیں ہے جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔

حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے کہا ہے وقوف سنت ہے۔ اور مزدلفہ میں رات گزارنے کے بارے امام شافعی کے دو اقوال ہیں۔ ایک وجوب کا ہے اور ایک سنت کا ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے۔ اور علامہ عینی نے "شرح تحفۃ الملوک" میں اسی

طرح ذکر کیا ہے۔

اور امام شافعی علیہ الرحمہ کے نزدیک وقوف مزدلفہ رکن ہونے کا قول جس کی اتباع صاحب ہدایہ نے کی ہے وہ صحیح نہیں ہے بلکہ صراحت کے ساتھ وہم ہے۔ (شرح الوقایہ، ج ۲، ص ۳۰، بیروت)

3026 – اَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيْبِ بْنِ عَرَبِيٍّ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ يَحْيَى عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ اَبِىْ اَيُّوْبَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ .

☆☆ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3027 – اَخْبَرَنَا الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّا قَالَ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3028 – اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنِ ابْنِ اَبِىْ ذِئْبٍ قَالَ حَدَّثَنِى الزُّهْرِيُّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَمَعَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ لَّمْ يُسَبِّحْ بَيْنَهُمَا وَلَا عَلٰى اِثْرِ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا .

☆☆ سالم اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک اقامت کے ساتھ ایک ساتھ ادا کی تھیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی اور نہ ہی ان دونوں میں سے کسی ایک نماز کے بعد (کوئی نفل نماز ادا کی تھی)۔

3029 – اَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عُبَيْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ اَخْبَرَهٗ اَنَّ اَبَاهُ قَالَ جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ لَيْسَ بَيْنَهُمَا سَجْدَةٌ صَلَّى الْمَغْرِبَ ثَلَاثَ رَكَعَاتٍ وَّالْعِشَاءَ رَكْعَتَيْنِ . وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ يَجْمَعُ كَذٰلِكَ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ .

☆☆ عبیداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: ان کے والد نے یہ بات بتائی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان کوئی نفل نماز ادا نہیں کی تھی' آپ نے مغرب کی تین

3026-تقدم (الحديث 604) .

3027-تقدم (الحديث 607) .

3028-تقدم (الحديث 659) .

3029-اخرجه مسلم في الحج، باب الافاضة من عرفات الى المزدلفة و استحباب صلاتي المغرب و العشاء جميعاً بالمزدلفة في هذه الليلة (الحديث 287) . تحفة الاشراف (7309) .

رکعات پڑھی تھیں اور عشاء کی دو رکعات پڑھی تھیں۔

(راوی کہتے ہیں:) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی اسی طرح دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کیا کرتے تھے' یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے (یعنی وہ زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے)۔

3030 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ نُعَيْمٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَغْرِبَ وَالْعِشَآءَ بِجَمْعٍ بِاِقَامَةٍ وَّاحِدَةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں ایک ہی اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی تھیں۔

3031 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَ اَنْبَاَنَا حِبَّانُ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ اَنَّ كُرَيْبًا قَالَ سَاَلْتُ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ - وَكَانَ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ - فَقُلْتُ كَيْفَ فَعَلْتُمْ قَالَ اَقْبَلْنَا نَسِيْرُ حَتّٰى بَلَغْنَا الْمُزْدَلِفَةَ فَاَنَاخَ فَصَلَّى الْمَغْرِبَ ثُمَّ بَعَثَ اِلَى الْقَوْمِ فَاَنَاخُوْا فِيْ مَنَازِلِهِمْ فَلَمْ يَحِلُّوْا حَتّٰى صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِشَآءَ الْاٰخِرَةَ ثُمَّ حَلَّ النَّاسُ فَنَزَلُوْا فَلَمَّا اَصْبَحْنَا انْطَلَقْتُ عَلٰى رِجْلَيَّ فِيْ سُبَّاقِ قُرَيْشٍ وَّرَدِفَهُ الْفَضْلُ .

☆☆ کریب بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا: وہ عرفہ کی شام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سوار تھے' میں نے دریافت کیا: تو آپ لوگوں نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے بتایا: ہم لوگ چلتے رہے' یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آ گئے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سواری کو بٹھایا' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز ادا کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف پیغام بھیجا کہ وہ اپنی اپنی جگہ پر سواریاں بٹھالیں اور ابھی سب لوگ مزدلفہ نہیں پہنچے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز بھی ادا کر لی' پھر سب لوگوں نے اپنی اپنی جگہ پر پڑاؤ کر لیا' اگلے دن صبح میں قریش کے پہلے جانے والے افراد کے ساتھ چلا گیا تھا' اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سواری پر بیٹھ کر آئے تھے۔

امام مغرب وعشاء کی نماز ایک اذان واقامت کے ساتھ پڑھائے

امام لوگوں کو مغرب اور عشاء کی نماز ایک اذان واقامت کے ساتھ پڑھائے۔ جبکہ حضرت امام زفر علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔ کیونکہ اس کو ظہر وعصر کو جمع کرنے پر قیاس کیا گیا ہے۔ اور ہماری دلیل یہ ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ جمع فرمایا ہے۔ کیونکہ عشاء اپنے وقت میں ہے۔ اس لئے خبردار کرنے کے لئے الگ اقامت کی ضرورت نہیں ہے۔ جبکہ عصر عرفہ میں حکم

3030-تقدم (الحدیث 480) .

3031-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الدفعة من عرفة (الحديث 1921) بنحوه و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب النزول بين عرفات، و جمع لمن كانت له حاجة (الحديث 3019) . تحفة الاشراف (116) .

مختلف ہے کیونکہ وہ اپنے وقت سے مقدم ہے۔لہٰذا خبردار کرنے کے لئے وہاں اقامت کہی جائے گی۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز کو ایک ساتھ پڑھنے میں احادیث کا بیان

حضرت سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مغرب اور عشاء کی نماز مزدلفہ میں جمع کر کے پڑھی اور ان دونوں (نمازوں) کے درمیان ایک رکعت بھی نہیں پڑھی اور مغرب کی تین رکعت اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اور سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ بھی اسی طرح (مغرب اور عشاء) جمع کر کے پڑھتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے مل گئے۔ (مسلم۔714:)

حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوٹ کر مزدلفہ میں آئے تو وہاں انہوں نے ہمیں مغرب اور عشاء ایک تکبیر سے پڑھائی۔ پھر لوٹے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اسی مقام پر اسی طرح نماز پڑھائی تھی۔

حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ہمیشہ نماز وقت پر ہی پڑھتے دیکھا مگر دو نمازیں۔ ایک مغرب وعشاء کہ مزدلفہ میں آپ ﷺ نے ملا کر پڑھیں اور (دوسری) اس کی صبح کو نمازِ فجر اپنے (مقروف) وقت سے پہلے پڑھی۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نمازوں کو جمع کیا (یعنی عشاء کے وقت دونوں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا) اور ان میں سے ہر ایک کے لئے تکبیر کہی گئی (یعنی مغرب کے لئے علیحدہ تکبیر ہوئی اور عشاء کے لئے علیحدہ) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو ان دونوں کے درمیان نفل نماز پڑھی اور نہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے بعد۔ (بخاری)

ان نمازوں کے بعد نفل پڑھنے کی جو نفی کی گئی ہے تو اس سے ان دونوں کے بعد سنتیں اور وتر پڑھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔ باب قصۃ حجۃ الوداع میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی جو طویل حدیث گزری ہے اس کے ان الفاظ لم يسبح بينهما شيأ کی وضاحت اس طرح ہے۔

معروف حنفی محقق علامہ علی بن سلطان لکھتے ہیں: جب مزدلفہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مغرب اور عشاء کی نمازیں پڑھ چکے تو مغرب وعشاء کی سنتیں اور نماز وتر بھی پڑھی۔ چنانچہ ایک روایت میں بھی یہ منقول ہے کہ نیز شیخ عابد سندھی نے درمختار کے حاشیہ میں اس بارہ میں علماء کے اختلافی اقوال نقل کرنے کے بعد یہی لکھا ہے کہ زیادہ صحیح بات یہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز کے بعد سنتیں اور وتر پڑھی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اپنے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھی ہو سوائے دو نمازوں کے کہ وہ مغرب وعشاء کی ہیں جو مزدلفہ میں پڑھی گئی تھیں (یعنی مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور اس دن (یعنی مزدلفہ میں قربانی کے دن) فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم

نے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ (بخاری ومسلم)

یہاں صرف مغرب وعشاء کی نمازوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز بھی ایک ساتھ اسی طرح پڑھی تھی کہ عصر کی نماز مقدم کر کے ظہر کے وقت ہی پڑھ لی گئی تھی، لہٰذا یہاں ان دونوں نمازوں کو اس سبب سے ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دن کا وقت تھا، سب ہی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے وقت پڑھا ہے اس لئے اس کو بطور خاص ذکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فجر کی نماز وقت معمول یعنی اجالا پھیلنے سے پہلے تاریکی ہی میں پڑھ لی تھی، یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت سے پہلے پڑھی تھی کیونکہ تمام ہی علماء کے نزدیک فجر کی نماز، فجر سے پہلے پڑھنی جائز نہیں ہے۔

امام ابوداؤد اپنی سند کے ساتھ لکھتے ہیں: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم عرفات سے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ لوٹے جب مزدلفہ میں پہنچے تو انہوں نے ہم کو مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں ایک ہی تکبیر سے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما ہم سے کہا کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو اس جگہ اسی طرح نماز پڑھائی تھی (یعنی دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے)

سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

اشعث بن سلیم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کو آیا راستے میں وہ برابر تکبیر و تہلیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پس انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی یا یہ کہا کہ انہوں نے کسی شخص کو حکم کیا اس نے اذان دی اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے ہم کو مغرب کی تین رکعت پڑھائیں اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایک اور نماز پڑھو اور انہوں نے ہم کو عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اس کے بعد انہوں نے اپنا رات کا کھانا طلب کیا اشعث کہتے ہیں کہ علاج بن عمرو نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح میرے والد سلیم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اس طریقہ کے متعلق ابن عمر سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔ (سنن ابوداؤد)

مزدلفہ میں جمع شدہ نمازوں کے درمیان نفل نہ پڑھنے کا بیان

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم عرفات سے لوٹے یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں اترے اور پیشاب کیا اور وضو کیا لیکن مکمل وضو نہیں کیا (اس کے دو مفہوم ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو شرعی نہیں کیا بلکہ وضو لغوی کیا یعنی ہاتھ منہ دھویا یا یہ کہ اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ نہیں دھویا بلکہ ایک مرتبہ دھونے پر اکتفاء کیا) میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ لیجئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چل کر پڑھیں گے پھر سوار ہوئے جب مزدلفہ میں پہنچے تو وہاں اترے اور پورا وضو کیا نماز کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز پڑھی پھر ہر ایک آدمی نے اپنا اونٹ اپنے ٹھکانے میں بٹھایا اس کے بعد عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز پڑھی اور مغرب وعشاء کے درمیان میں کوئی نفل نماز نہیں پڑھی۔ (سنن ابوداؤد)

امام اعظم کے نزدیک مغرب وعشاء کی نماز میں جماعت کی عدم شرط کا بیان

حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک اس جمع میں جماعت شرط نہیں ہے کیونکہ مغرب اپنے وقت سے مؤخر ہے جبکہ عرفہ کی جمع میں ایسا نہیں ہے کیونکہ عصر اپنے وقت سے مقدم ہے۔ (ہدایہ، کتاب الحج لاہور)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء کی نماز ملا کر پڑھی۔

حضرت زہری سے اسی سند ومفہوم کی روایت مذکور ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ الگ الگ تکبیر سے اور احمد نے وکیع سے نقل کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں نمازیں ایک ہی تکبیر سے پڑھیں۔

حضرت زہری سے سابقہ سند ومفہوم کے ساتھ روایت مروی ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ ہر نماز کے لیے ایک تکبیر کہی اور پہلی نماز کے لیے اذان نہ دی اور نہ ان دونوں نمازوں میں سے کسی نماز کے بعد نفل پڑھے مخلد نے کہا کسی نماز کے لیے اذان نہ دی۔

حضرت عبداللہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مغرب کی تین اور عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں تو مالک بن حارث نے پوچھا یہ کس طرح کی نماز ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان دونوں نمازوں کو اسی جگہ ایک تکبیر سے پڑھا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مالک سے روایت ہے کہ ہم نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز ایک تکبیر کے ساتھ پڑھی اس کے بعد ابن کثیر کی حدیث (سابقہ حدیث) کا مضمون ذکر کیا۔

حضرت سلمہ بن کہیل سے روایت ہے کہ میں نے سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے مزدلفہ میں تکبیر کہی اور مغرب کی تین رکعتیں پڑھیں پھر عشاء کی دو رکعتیں پڑھیں اس کے بعد فرمایا میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ تھا انہوں نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ ایسا ہی کیا تھا۔

حضرت اشعث بن سلیم سے روایت ہے کہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کو آیا راستے میں وہ برابر تکبیر وتہلیل میں مشغول رہے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ پہنچ گئے پس انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی یا یہ کہا کہ انہوں نے کسی

شخص کو حکم کیا اس نے اذان دی اور اقامت کہی اس کے بعد انہوں نے ہم کو مغرب کی تین رکعت پڑھائیں اور پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ایک اور نماز پڑھو اور انہوں نے ہم کو عشاء کی دو رکعتیں پڑھائیں اس کے بعد انہوں نے اپنا رات کا کھانا طلب کیا اشعث کہتے ہیں کہ علاج بن عمرو نے مجھ سے اسی طرح بیان کیا جس طرح میرے والد سلیم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب اس طریقہ کے متعلق ابن عمر سے کہا گیا تو انہوں نے کہا کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسی طرح نماز پڑھی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی غیر وقت پر نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا سوائے مزدلفہ کے وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کی نماز جمع کی اور اگلے دن صبح کی نماز معمول کے وقت (اسفار) سے پہلے پڑھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب (مزدلفہ میں) رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم قزح (پہاڑ کا نام) کے پاس کھڑے ہوئے اور فرمایا یہ قزح ہے اور یہ وقوف کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ وقوف کی جگہ ہے (اور منیٰ تشریف لائے تو فرمایا) میں نے یہاں نحر کیا اور منیٰ نحر کی جگہ ہے پس تم اپنے ٹھکانوں پر نحر (قربانی) کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں عرفات میں یہاں پر کھڑا اور عرفات سارا کا سارا ٹھہرنے کی جگہ ہے اور میں مزدلفہ میں یہاں پر ٹھہرا اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے (اور منیٰ میں فرمایا کہ) میں نے یہاں قربانی کی اور سارا منیٰ قربانی کی جگہ ہے پس تم اپنے اپنے ٹھکانوں پر قربانی کرو۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سارا عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے اور سارا منیٰ نحر (قربانی) کی جگہ ہے اور سارا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے اور مکہ کے تمام راستے چلنے کی جگہ ہیں اور قربانی کی جگہ ہیں۔

حضرت عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دور جہالت کے لوگ (مزدلفہ سے) نہیں لوٹتے تھے تاوقتیکہ ثبیر پہاڑ پر سورج کو نہ دیکھ لیتے تھے پس رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور سورج نکلنے سے پہلے (مزدلفہ سے لوٹ آئے)۔

غروب آفتاب کے بعد مزدلفہ کی طرف جانے کا حکم

اور جب سورج غروب ہو گیا تو امام واپس آئے اور لوگ بھی وقار کے ساتھ اس کے ساتھ ہوں۔ حتیٰ کہ مزدلفہ میں آجائیں۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ غروب کے بعد روانہ ہوئے تھے۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ مشرکین کے ساتھ مخالفت کا اظہار ہے۔ نبی کریم ﷺ اپنی اونٹنی پر راستے میں آرام کے ساتھ چلتے تھے۔ (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ، حاکم، ابن ابی شیبہ)

اگر اس کو بھیڑ کا خوف ہو اور وہ امام سے پہلے چل دیا اور عرفہ کی حدود سے باہر نہیں گیا تو جائز ہے۔ اس لئے کہ وہ عرفہ سے گیا نہیں ہے۔ اور فضیلت یہ ہے کہ اپنی جگہ پر ٹھہرا رہے تا کہ وہ وقت سے پہلے ادائیگی شروع کرنے والا نہ ہو۔ اور اگر حاجی

سورج غروب ہونے اور امام کے روانہ ہونے کے بعد بھیڑ کی وجہ سے کچھ دیر ٹھہر گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ کیونکہ یہ روایت ہے کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے امام کے روانہ ہونے کے بعد پانی طلب کیا۔ اس کے بعد روزہ افطار کیا اور پھر وہاں سے روانہ ہوئیں۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

عرفات سے لوٹنے اور مزدلفہ میں نماز کا بیان

امام مسلم علیہ الرحمہ اپنی اسناد کے ساتھ لکھتے ہیں کہ حضرت اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ قریش اور وہ لوگ جو قریش کے دین پر تھے، مزدلفہ میں وقوف کرتے تھے اور اپنے کو حمس کہتے تھے (ابوالہیثم نے کہا ہے کہ یہ نام قریش کا ہے اور ان کی اولاد کا اور کنانہ اور جدیلہ قیس کا اس لئے کہ وہ اپنے دین میں حمس رکھتے تھے یعنی تشدد اور سختی کرتے تھے) اور باقی عرب کے لوگ عرفہ میں وقوف کرتے تھے۔ پھر جب اسلام آیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو حکم فرمایا کہ عرفات میں آئیں اور وہاں وقوف فرمائیں اور وہیں سے لوٹیں۔ اور یہی مطلب ہے اس آیت کا کہ وہیں سے لوٹو جہاں سے سب لوگ لوٹتے ہیں۔ (صحیح مسلم، کتاب الحج)

حضرت سیدنا جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرا ایک اونٹ کھو گیا، میں عرفہ کے دن اس کی تلاش میں نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ عرفات میں کھڑے ہیں تو میں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ تو حمس کے لوگ ہیں یہ یہاں تک کیسے آ گئے؟ (یعنی قریش تو مزدلفہ سے آگے نہیں آتے تھے) اور قریش حمس میں شمار کئے جاتے تھے (جو لوگ مزدلفہ سے باہر نہ جاتے تھے)۔

مسلم، کریب سے روایت ہے کہ انہوں نے سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جب تم عرفہ کی شام رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سوار تھے تو تم نے کیا کیا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس گھاٹی تک آئے جہاں لوگ نمازِ مغرب کے لئے اونٹوں کو بٹھاتے ہیں، پس رسول اللہ ﷺ نے اونٹنی کو بٹھایا اترے اور پیشاب کیا۔ اور پانی بہانے کا ذکر سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ نے نہیں کیا۔ پھر وضو کا پانی مانگا اور ہلکا سا وضو کیا، پورا نہیں (یعنی ایک ایک بار اعضاء دھوئے) اور میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نماز؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نماز تمہارے آگے ہے۔ پھر آپ ﷺ سوار ہوئے یہاں تک کہ ہم مزدلفہ آئے اور مغرب کی نماز کی تکبیر ہوئی اور لوگوں نے اونٹ بٹھائے اور کھولے نہیں یہاں تک کہ عشاء کی تکبیر ہوئی اور آپ ﷺ نے نمازِ عشاء پڑھائی پھر اونٹ کھول دیئے۔ میں نے کہا کہ پھر تم نے صبح کو کیا کیا؟ انہوں نے کہا کہ پھر سیدنا فضل بن عباس رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ساتھ پیچھے سوار ہوئے اور میں قریش کے پہلے چلنے والوں کے ساتھ پیدل چلا۔ (صحیح مسلم)

عرفات سے واپسی تیز چلنے کا بیان

ہشام بن عروہ نے خبر دی، ان سے ان کے والد نے بیان کیا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا (میں بھی وہیں موجود تھا) کہ حجۃ الوداع کے موقع پر عرفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واپس ہونے کی چال کیا تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پاؤں اٹھا کر چلتے تھے ذرا تیز، لیکن جب جگہ پاتے (ہجوم نہ ہوتا) تو تیز چلتے تھے، ہشام نے

فجوہ کے معنی کشادہ جگہ، اس کی جمع فجوات اور فجاء ہے جیسے زکوۃ
کہا کہ عنق تیز چلنا اور نص عنق سے زیادہ تیز چلنے کو کہتے ہیں۔
(صحیح بخاری، رقم ۱۶۶۶)
مفرد زکاء اس کی جمع اور سورۃ ص میں مناص کا جو لفظ آیا ہے اس کے معنی بھاگنا ہے۔ یہ تو ایک ادنیٰ بھی جس کی
علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ اس سے نص مشتق نہیں جو حدیث میں مذکور ہے، اور مناص معتل ہے۔ اب یہ خیال کرنا
عربیت سے ذرا سی استعداد ہو سمجھ سکتا ہے کہ مناص کو نص سے کیا علاقہ، نص مضاعف ہے
کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے مناص کو نص سے مشتق سمجھا ہے اس لیے یہاں اس کے معنی بیان کر دیئے جیسے عینی نے نقل کیا
ہے یہ بالکل کم فہمی ہے، اصل یہ ہے کہ اکثر نسخوں میں یہ عبارت ہی نہیں ہے اور جن نسخوں میں موجود ہے ان کی توجیہ یوں ہو سکتی
ہے کہ بعض لوگوں کو کم استعدادی سے یہ وہم ہوا ہوگا کہ مناص اور نص کا مادہ ایک ہی ہے امام بخاری نے مناص کی تفسیر کر کے اس
وہم کا رد کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ عرفہ کے دن (میدان عرفات سے) وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ آرہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے سخت شور (اونٹ ہانکنے کا) اور اونٹوں کی مار دھاڑ کی آواز سنی تو آپ نے ان
کی طرف اپنے کوڑے سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ لوگو! آہستگی و وقار اپنے اوپر لازم کر لو، (اونٹوں کو) تیز دوڑانا کوئی نیکی نہیں
ہے۔ امام بخاری فرماتے ہیں کہ (سورۃ بقرہ میں) اوضعوا کے معنی: ریشہ دوانیاں کریں، خلالکم کا معنی تمہارے بیچ میں، اسی
سے (سورہ کہف) میں آیا ہے فجرنا خلالھا یعنی ان کے بیچ میں۔ (صحیح بخاری، رقم ۱۶۷۱)

چونکہ حدیث میں ایضاع کا لفظ آیا ہے تو امام بخاری نے اپنی عادت کے موافق قرآن کی اس آیت کی تفسیر کر دی جس میں
ولا اوضعوا خلالکم آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی خلالکم کے بھی معنی بیان کر دیئے پھر سورۃ کہف میں بھی
خلالکم کا لفظ آیا تھا اس کی بھی تفسیر کر دی۔

راستے میں مغرب ادا کرنے والے کی نماز کا حکم

حضرت امام اعظم اور حضرت امام محمد علیہما الرحمہ کے نزدیک راستے میں نماز مغرب پڑھنے والے کی نماز کافی نہ ہوگی۔ اور
طلوع فجر سے پہلے تک اس پر نماز کو لوٹانا واجب ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے نزدیک اس کی نماز کافی ہے۔ لیکن اس نے برا کیا ہے۔ اس کا وہی اختلاف ہے جو
مغرب عرفات میں پڑھ لے۔ حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی دلیل یہ ہے کہ اس شخص نے مغرب کی نماز کو اپنے وقت میں
پڑھا ہے۔ جس طرح طلوع فجر کے بعد ہے البتہ مؤخر کرنا سنت ہے۔ لہٰذا ترک سنت کی وجہ سے برا ہوا۔

طرفین کی دلیل وہی حدیث ہے جس کو حضرت اسامہ بن زیاد رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ
بن زیاد کو مزدلفہ کے راستے میں فرمایا۔ نماز تیرے سامنے ہے۔ اس سے مراد نماز کا وقت ہے۔ اور یہی اشارہ ہے کہ مؤخر کرنا
واجب ہے اور اس کی تاخیر کی دلیل یہ ہے کہ مزدلفہ میں دونوں نمازوں کو جمع کرنا ممکن ہو جائے۔ لہٰذا جب تک طلوع فجر نہ ہوا اس
پر مغرب کو لوٹانا واجب ہے۔ تاکہ مغرب و عشاء کو جمع کرنے والا ہو جائے۔ اور جب فجر طلوع ہو جائے تو جمع کرنا ممکن نہیں۔ لہٰذا

اعادہ ساقط ہوگیا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

مزدلفہ کے راستے میں نماز پڑھنے سے متعلق مذاہب اربعہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ اور امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک جس نے
مغرب راستے میں پڑھی تو وہ کافی نہیں ہے۔ اور طلوع فجر سے پہلے تک اس پر اعادہ واجب ہے۔ امام زفر اور حسن بن زیاد علیہما
الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت امام ابو یوسف علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ وہی نماز کافی ہوگی البتہ اس نے مخالفت سنت کی وجہ سے برا کیا
ہے۔ حضرت امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد علیہم الرحمہ نے بھی اسی طرح کہا ہے۔ البتہ یہ اختلاف فقہاء احناف کے نزدیک
مابین طرفین وامام ابو یوسف علیہ الرحمہ ہے۔ (البنائیہ شرح الہدایہ، ج۵، ص۱۱۹، حقانیہ ملتان)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم شارح کلام مبین بھی ہیں اور شارع قوانین بھی چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے تشریعی
اختیار سے نویں ذی الحجہ کو وقوف عرفہ کے بعد نماز مغرب مزدلفہ میں پہنچ کر عشاء کے وقت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے
ساتھ اکٹھی ادا فرمائی ہے اس لئے نماز مغرب کا وقت حجاج کے حق میں سورج غروب ہونے کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ مزدلفہ
میں نماز عشاء کا وقت داخل ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے، اب حکم شریعت یہی کہ حجاج کرام مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا وقت شروع
ہونے کے بعد مغرب وعشاء ایک اذان، ایک اقامت کے ساتھ ادا کی نیت سے پڑھیں، تاہم ازدحام یا کسی عذر کی بناء پر اگر یہ
اندیشہ ہو کہ مزدلفہ پہنچنے تک عشاء کا وقت فوت ہوجائیگا اور صبح صادق نمودار ہوجائیگی تو راستہ میں یا جہاں کہیں ہوں مغرب وعشاء
ادا کرلی جائے، فقہائے کرام نے صراحت کی ہے کہ جب مغرب وعشاء کو جمع کرنے کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز اصل
وقت میں ادا کرنی ضروری ہے۔

جیسا کہ مناسک ملاعلی قاری مع حاشیہ ارشاد الساری باب احکام المزدلفة ص
میں ہے (ولا یصلی) ای احداهما (خارج المزدلفة) ای مطلقا (الا اذا خاف طلوع الفجر
فیصلی) ای فیه کما فی نسخه (حیث هو) ای لضرورة ادراك وقت اصل الصلوٰة وفوت وقت
الواجب للجمع ولو کان فی الطریق اوبعرفات اومنی ونحوها .

اگر عشاء کا وقت ختم ہونے سے پہلے مزدلفہ پہنچ جائیں تو ضروری ہے کہ مغرب وعشاء پھر سے دہرالی جائے۔

جیسا کہ فتاوی عالمگیری، کتاب المناسك، الباب الخامس فی کیفیة اداء الحج، ہے: ولو
صلی المغرب بعد غروب الشمس قبل ان یاتی المزدلفة فعلیه ان یعیدها اذا اتی بمزدلفة فی
قول ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله تعالیٰ وکذلك لو صلی العشاء فی الطریق بعد دخول
وقتها .

حجاج کرام اس بات کا لازمی طور پر اہتمام کریں کہ جلد از جلد وقوف واجب کے لئے مزدلفہ پہنچیں، وقوف مزدلفہ صبح صادق

سے طلوع آفتاب سے پہلے تک ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو واجب ہے اگر اس کو ترک کردیا جائے تو دم دینا لازم ہے، جو حاجی صاحبان وقوف عرفہ کے بعد راہ بھٹکنے کی وجہ یا ٹریفک کی مجبوری کے باعث طلوع آفتاب سے پہلے تک مزدلفہ نہ پہنچ سکیں ان پر ترک واجب کے سبب دم دینا لازم ہے۔

عرفات میں دو نمازوں کو جمع کرنے کا بیان

اور وہ ان کو ظہر اور عصر کی نماز ظہر کے وقت میں ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ پڑھائے۔اور نمازوں کو جمع کرنے والی روایات کے رواۃ کے اتفاق کے ساتھ یہی نقل کیا گیا ہے۔اور وہ حدیث جس کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ وہ ظہر کے لئے اذان دے اور ظہر کے لئے اقامت کہے اور پھر عصر کے لئے اقامت کہے۔کیونکہ عصر اپنے مقررہ وقت سے پہلے ادا کی جاتی ہے لہٰذا لوگوں کو انتباہ کرنے کے لئے صرف اقامت ہی کافی ہے۔

عرفات کی دو نمازوں میں ایک تکبیر و دو اقامتوں میں مذاہب اربعہ

جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیر کے ساتھ پڑھی تھی چنانچہ حضرت امام شافعی حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد کا یہی مسلک ہے لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاں مزدلفہ میں یہ دونوں نمازیں ایک اذان اور ایک ہی تکبیر کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں کیونکہ اس موقع پر عشاء کی نماز چونکہ اپنے وقت میں پڑھی جاتی ہے اس لئے زیادتی اعلام کے لئے علیحدہ سے تکبیر کی ضرورت نہیں برخلاف عرفات میں عصر کی نماز کے کہ وہاں عصر کی نماز چونکہ اپنے وقت میں نہیں ہوتی بلکہ ظہر کے وقت ہوتی ہے اس لئے وہاں زیادتی اعلام کے لیے علیحدہ تکبیر کی ضرورت ہے، صحیح مسلم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہی روایت منقول ہے اور ترمذی نے بھی اس کی تحسین وتصحیح کی ہے۔ عرفات ومزدلفہ کے علاوہ نمازوں کو جمع کرنے رد میں فقہ حنفی کے دلائل:

امام احمد رضا بریلوی حنفی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں: سیدنا حضرت امام محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہنچی کہ امیر المؤمنین امام العادلین ناطق بالحق والصواب عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے تمام آفاق میں فرمان واجب الاذعان نافذ فرمائے۔ کہ کوئی شخص ایک وقت میں دو نمازیں نہ جمع کرنے پائے اور ان میں ارشاد فرمایا: ایک وقت میں دو نمازیں ملانا گناہ کبیرہ ہے۔۔ الموطا لمحمد ، الجمع بین الصلوتین ☆

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ الحمدللہ، امام عادل فارق الحق والباطل نے حق واضح فرمایا۔اور انکے فرمانوں پر کہیں سے انکار نہ آنے نے گویا مسئلہ درجہ اجماع تک مترقی کیا۔اقول: یہ حدیث بھی ہمارے اصول پر حسن جید حجت ہے۔علاء بن الحارث تابعی صدوق فقیہ رجال صحیح مسلم وسنن اربعہ سے ہیں۔ نیز علاء کا مختلط ہونا ہمارے نزدیک مضر نہیں جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ یہ روایت اس اختلاط سے بعد لی گئی ہے۔ کیونکہ شیخ ابن ہمام نے فتح القدیر کتاب الصلوۃ باب الشہید میں احمد کی روایت ذکر کی ہے جسکا ایک راوی عطاء بن سائب ہے اور عطاء بن سائب کا مختلط ہونا سب کو معلوم ہے۔مگر ابن ہمام نے

کہا مجھے امید ہے کہ حماد بن سلمہ نے یہ روایت عطاء کے اختلاط میں مبتلاء ہونے سے پہلے اس سے اخذ کی ہوگی۔ پھر اسکی دلیل بیان کی کہ اگر ابہام پایا بھی جائے تو حسن کے درجے سے کم نہیں۔

اور امام مکحول ثقہ فقیہ حافظ جلیل القدر بھی رجال مسلم واربعہ سے ہیں۔

نیز مرسل ہمارے اور جمہور کے نزدیک حجت ہے۔ رہا امام محمد کے اساتذہ کا مبہم ہونا، تو مبہم کی توثیق ہمارے نزدیک مقبول ہے۔ جیسا کہ مسلم وغیرہ میں ہے۔ خصوصا جب توثیق کرنے والی امام محمد جیسی ہستی ہو۔

اور اس سے قطع نظر یہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ متعدد اسنادوں سے مروی ہونے کی وجہ سے اسکی یہ خامی دور ہوگئی ہے۔ فتح المغیث میں مقلوب کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ مشائخ بخاری میں احمد بن عدی سے مروی ہے کہ میں نے متعدد مشائخ حدیث بیان کرتے سنا ہے ابن عدی کے واسطے سے یہ بات خطیب نے بھی اپنی تاریخ میں ذکر کی ہے اور دیگر علماء نے بھی ابن عدی کے اساتذہ کا مبہم ہونا مضر نہیں کیونکہ انکی تعداد اتنی ہے کہ اسکی وجہ سے وہ مجہول نہیں رہے۔

حضرت ابوقتادہ عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر المؤمنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا شقہ دفرمان سنا کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں سے ہیں۔ دو نمازیں جمع کرنا۔ جہاد میں کفار کے مقابلہ سے بھاگنا۔ اور کسی کا مال لوٹ لینا۔ (کنز العمال للمتقی)

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث اعلی درجہ کی صحیح ہے۔ اسکے سب رجال اسمعیل بن ابراہیم ابن علیہ سے آخر تک ائمہ ثقات عدول رجال صحیح مسلم سے ہیں۔ وللہ الحمد، طیفہ: حدیث مؤطا کے جواب میں تو ملا جی کو وہی انکا عذر معمولی عارض ہوا کہ منع کرنا عمر کا حالت اقامت میں بلا عذر تھا۔

اقول: اگر ہر جگہ ایسی ہی تخصیص تراش لینے کا دروازہ کھلے تو تمام احکام شرعیہ سے بے قیدوں کو سہل چھٹی ملے۔ جہاں چاہیں کہدیں یہ حکم خاص فلاں لوگوں کے لئے ہے۔ حدیث صحیحین کو تین طرح رد کرنا چاہا۔

اول: انکار جمع اس سے بطور مفہوم نکلتا ہے اور حنفیہ قائل مفہوم نہیں۔ اس جواب کی حکایت خود اسکے رد میں کفایت ہے۔ اس سے اگر بطور مفہوم نکلتی ہے تو مزدلفہ کی جمع۔ کہ مابعد الا ہمارے نزدیک مسکوت عنہ ہے۔ انکار جمع تو اسکا صریح منطوق ومدلول مطابقی ومنصوص عبارۃ النص ہے

اقول: اولاً۔ اسکی نسبت اگر بعض اجلہ شافعیہ کے قلم سے براہ بشریت لفظ مفہوم نکل گیا۔ ملا مدعی اجتہاد وحرمت تقلید ابو حنیفہ وشافعی کو کیا لائق تھا کہ حدیث صحیح بخاری وصحیح مسلم رد کرنے کے لئے ایسی بدیہی غلطی میں ایک متاخر مقلد کی تقلید جامد کرتے۔ شاید رد احادیث صحیحہ میں یہ شرک صریح جائز وصحیح ہوگا۔ اب نہ اس میں شائبہ نصرانیت ہے نہ اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ کی آفت۔ کبر مقتا عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔

ثانیاً: بالفرض غلط مفہوم ہی سہی اب یہ نا مسلم کہ حنفیہ اس کے قائل نہیں۔ صرف عبارات شارع غیر متعلقہ بعقوبات میں اسکی نفی کرتے ہیں۔ کلام صحابہ و من بعد ھم من العلماء میں مفہوم مخالف بے خلاف مرعی و معتبر۔ کمانص

عليه في تحرير الاصول والنهر الفائق والدر المختار وغيرها من الاسفار ، قد ذكرنا نصوصها ، في رسالتنا القطوف الدانية لمن احسن الجماعة الثانية ۔

دوم: ایک رامپوری ملا سے نقل کیا کہ ابن مسعود سے مسند ابی یعلی میں روایت یہ بھی ہے کہ کان صلی اللہ علیہ وسلم یجمع بین الصلوتین فی السفر ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں دو نمازیں جمع کرتے تھے ۔ تو موجود ہے کہ حدیث صحیح حسن کو حالت نزول منزل اور روایت ابی یعلی کو حالت سیر پر عمل کریں ۔ یہ مذہب امام مالک کی طرف عود کر جائیگا۔

اقول: اولاً ۔ ملا جی خود ہی اسی بحث میں کہہ چکے ہو کہ شاہ صاحب نے مسند ابی یعلی کو طبقہ ثالثہ میں جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح، حسن، غریب، معروف، منکر، شاذ، مقلوب موجود ہیں ٹھہرایا ہے ۔ پھر خود ہی اس طبقے کی کتاب کو کہا کہ اس کتاب کی حدیث بدوں تصحیح کسی محدث کے یا پیش کرنے سند کے کیونکر تسلیم کی جاوے ۔ یہ کتاب اس طبقے کی ہے جس میں سب اقسام کی حدیثیں صحیح اور سقیم مختلط ہیں ۔ یہ کیا دھرم ہے کہ اوروں پر منہ آؤ اور اپنے لئے ایک رامپوری ملا کی تقلید سے حلال بتاؤ ۔ اتخذوا احبارهم ورهبانهم

ثانیاً: ملا جی، کسی ذی علم سے التجا کرو تو وہ تمہیں صریح و مجمل اور متعین و محتمل کا فرق سکھائے ۔ حدیث صحیحین انکار جمع حقیقی میں نص صریح ہے اور روایت ابی یعلی حقیقی جمع کا اصلاً پتہ نہیں دیتی ۔ بلکہ احادیث جمع صوری میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیثیں صاف صاف جمع صوری بتا رہی ہیں ۔ تمہاری ذی ہوشی کہ نص و محتمل کو لا کر اختلاف محامل سے راہ توفیق ڈھونڈتے ہو۔

لطیفہ اول: ملا جی کا اضطراب قابل تماشہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہیں راوی جمع ٹھہرا کر عدد رواۃ پندرہ بتاتے ہیں ۔ کہیں نانی سمجھ کر چودہ ۔ صدر کلام میں جہاں راویان جمع گنائے صاف صاف کہا ابن مسعود فی احدی الروایتین ، اب رامپوری ملا کی تقلید سے وہ احدی روایتین بھی گئی ۔ ابن مسعود خاصے مثبتان جمع ٹھہر گئے ۔

سوم: جسے ملا جی بہت ہی علق نفیس سمجھے ہوئے ہیں ۔ ان دو کو عربی میں بولے تھے ۔ یہاں چمک چمک کر اردو میں چہک رہے ہیں کہ ۔

اگر کہو جس جمع کو ابن مسعود نے نہیں دیکھا وہ درست نہیں تو تم پر یہ پہاڑ مصیبت کا ٹوٹیگا کہ جمع بین الظهر اور عصر کو عرفات میں کیوں درست کہتے ہو باوجودیکہ اس قول ابن مسعود سے تو نفی جمع فی العرفات کی بھی مفہوم ہوتی ہے ۔ پس جو تم جواب رکھتے ہو اسی کو ہماری طرف سے سمجھو یعنی اگر کہو نہ ذکر کرنا ابن مسعود کا جمع فی العرفات کو بنا بر شہرت عرفات کے تھا تو ہم کہیں گے کہ جمع فی السفر بھی قرن صحابہ میں مشہور تھی ۔ کیونکہ چودہ صحابی سوبن مسعود کے اسکے ناقل ہیں ۔ تو اسی واسطے ابن مسعود نے اسکا استثناء نہ کیا ۔ اور اب محتمل نفی کا جمع بلا عذر ہو گی ۔ اور اگر کہو کہ جمع فی العرفات بالقائسہ معلوم ہوتی ہے تو ہم کو کون مانع ہے مقائسہ سے ۔ وعلی ہذا القیاس جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا ہے ۔

معیار الحق مصنفہ میاں نذیر حسین ملا جی اس جواب کو ملا جی گل سر سبز بنا کر سب سے اول ذکر کیا ۔ ان دو کی تو امام نووی و سلام اللہ رامپوری کی طرف نسبت کی ۔ مگر اسے بہت پسند کر کے بلا نقل و نسبت اپنے نامہ اعمال میں ثبت رکھا حالانکہ یہ بھی کلام

امام نووی میں مذکور اور فتح الباری وغیرہ میں ماثور تھا۔شہرت جمع عرفات سے جو جواب امام محقق علی الاطلاق محمد بن الہمام وغیرہ علماء اعلام حنفیہ کرام نے افادہ فرمایا۔اس کا نفیس وجلیل مطلب ملاجی کی فہم تنگ میں اصلا نہ دھنسا۔اجتہاد کے نشہ میں ادعائے باطل شہرت جمع سفر کا آوازہ کسا،اب فقیر غفرلہ القدیر سے تحقیق حق سنئے۔

اولا: فاقول وبحول ربی اصول۔ ملاجی جواب علماء کا یہ مطلب سمجھے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھیں تو تین نمازیں غیر وقت میں۔مگر ذکر دو کیں۔مغرب وصبح مزدلفہ،اور تیسری یعنی عصر عرفہ کو بوجہ شہرت ذکر نہ فرمایا: جس پر آپ نے یہ کہنے کی گنجائش سمجھی کہ یونہی جمع سفر بھی بوجہ شہرت ترک کی۔اس ادعائے باطل کا لفافہ تو بحمد اللہ اوپر کھل چکا

کہ شہرت درکنار نفس ثبوت کے لالے پڑے ہیں۔حضرت نے چودہ صحابہ کرام کا نام لیا پھر آپ ہی دس سے دست بردار ہوئے۔چار باقی ماندہ میں دو کی روایتیں نری بے علاقہ اتر گئیں۔رہے دو،وہاں بعونہ تعالٰی وہ قاہر جواب پائے کہ جی ہی جانتا ہو گا۔

اگر بالفرض دو سے ثبوت ہو بھی جاتا تو کیا صرف دو کی روایت قرن صحابہ میں شہرت ہے۔مگر یہاں تو کلام علماء کا وہ مطلب ہی نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف انہیں دو نمازوں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ کا غیر وقت میں پڑھنا ثابت۔انہیں دو کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے دیکھا۔انہیں دو کو صلاتین کہہ کر یہاں ارشاد فرمایا۔اگرچہ تفصیل میں بوجہ شہرت عامہ تامہ ایک کا نام لیا۔صرف ذکر مغرب پر اقتصار فرمایا۔ایسا اکتفا کلام صحیح میں شائع۔

قال عزوجل . وجعل لکم سرابیل تقیکم الحر . اور تمہارے لئے لباس بنائے جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔

خود انہیں نمازوں کے بارے میں امام سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کا ارشاد دیکھئے۔کہ پوچھا گیا۔کیا عبداللہ رضی اللہ عنہ سفر میں کوئی نماز جمع کرتے تھے۔

فرمایا : لا الا بجمع ، نہ مگر مزدلفہ میں، کما قد منا عن سنن النسائی ، یہاں بھی کہہ دیجیو کہ جمع سفر کو شہرۃ چھوڑ دیا ہے۔اور سنئے،امام ترمذی اپنی صحیح میں فرماتے ہیں ۔

العمل علی ھذا عند اھل العلم ان لا یجمع بین الصلاتین الا فی السفر اوبعرفۃ ۔

اہل علم کے یہاں عمل اسی پر ہے کہ بغیر سفر اور یوم عرفہ دو نمازیں جمع نہ کریں۔امام ترمذی نے صرف نماز عرفہ کا استثناء کیا نماز مزدلفہ کو چھوڑ دیا۔تو ہے یہ کہ دونوں جمعین متلازم ہیں اور ایک کا ذکر دوسری کا یقیناً مذکر۔خصوصاً نماز عرفہ کہ اظہر واشہر۔تو مزدلفہ کا ذکر دونوں کا ذکر ہے،غرض ان صلاتین کی دوسری نماز ظہر عرفہ ہے نہ فجر نحر۔وہ مسئلہ جداگانہ کا افادہ ہے۔کہ دو نمازیں تو غیر وقت میں پڑھیں اور فجر وقت معمول سے پیشتر تاریکی میں،اور بلاشبہ اجماع امت ہے کہ فجر حقیقۃً وقت سے پہلے نہ تھی، نہ ہرگز کہیں کبھی اس کا جواز اور خود اسی حدیث ابومسعود کے الفاظ مسلم کے یہاں بروایت جریر عن الاعمش ، قال قبل وقتھا بغلس اس پر شاہد،اگر رات میں پڑھی جاتی تو ذکر غلس کے کیا معنی تھے۔صحیح بخاری میں تو تصریح صریح ہے کہ فجر بعد طلوع فجر پڑھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ گیا۔ پھر ہم مزدلفہ آئے تو آپ نے دونمازیں جمع کیں ایک ہی اذان واقامت سے۔ درمیان میں رات کا کھانا کھایا۔ پھر طلوع فجر کے بعد صبح کی نماز پڑھی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حج ادا فرمایا پھر ہم مزدلفہ آئے جب عشا کی اذان کا وقت ہو چکا تھا یا قریب تھا۔ ایک شخص کو اذان واقامت کا حکم دیا اور نماز مغرب ادا کی اور بعد کی دو رکعتیں بھی۔ پھر شام کا کھانا منگا کر تناول فرمایا: پھر عشا کی دو رکعتیں پڑھیں جب صبح صادق ہوئی تو فرمایا: حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز فجر کے علاوہ اس دن اور اس مقام کے سوا کبھی نماز فجر اتنے اول وقت میں نہیں پڑھتے تھے۔ (الجامع الصحیح للبخاری، المناسک)

(الجامع للبخاری المناسک، ر

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اجماع موافق ومخالف ہے کہ عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ حقیقۃ غیر وقت میں پڑھیں۔ تو فجر نحر ومغرب مزدلفہ کا حکم یقیناً مختلف ہے۔ ہاں عصر عرفہ ومغرب مزدلفہ متحد الحکم اور غیر وقت میں پڑھنے کے حقیقی معنی انہیں کے ساتھ خاص۔ اور جب تک حقیقت بنتی ہو مجاز کی طرف عدول جائز نہیں۔ نہ جمع بین الحقیقۃ والمجاز ممکن۔ خصوصاً ملا جی کے نزدیک تو جب تک مانع قطعی موجود نہ ہو ظاہر پر حمل واجب۔

اور شک نہیں کہ بے وقت پڑھنے سے ظاہر متبادر وہی معنی ہیں جو ان عصر ومغرب میں حاصل نہ وہ کہ فجر میں واقع۔ تو واجب ہوا کہ جملہ صلی الفجر ان صلوتین کا بیان نہ ہو بلکہ یہ جملہ مستقلہ ہے اور صلوتین سے وہی عصر ومغرب مراد۔ تو ان میں اصلا ہرگز کسی کا ذکر متروک نہیں۔ ہاں تفصیل میں پتے کے لئے ایک ہی کا نام لیا بوجہ کمال اشتہار۔ دوسری کا ذکر مطوی کیا۔

بحمد اللہ یہ معنی ہیں جواب علماء کے جس سے ملا جی کی فہم بے مس اور ناحق آنچہ انساں می کند کی ہوس۔ ملا جی! اب اس برابری کے بڑے بول کی خبریں کہیے کہ جو جواب تمہارا ہے وہی ہمارا سمجھئے۔ خدا کی شان۔

ع، اوگماں بردہ کہ من کردم چو او ☆ فرق را کے بیند آں استیزہ جو

فائدہ: یہ معنی نفیس فیض فتاح علیم جل مجدہ سے قلب فقیر پر القا ہوئے۔ پھر ارکان اربعہ ملک العلماء بحر العلوم قدس سرہ مطالعہ میں آئی دیکھا تو بعینہ یہی معنی افادہ فرمائے ہیں۔ والحمد للہ

ثانیا: اقول و باللہ التوفیق۔ اگر نظر تتبع کو جولاں دیجئے تو بعونہ تعالیٰ واضح ہو کہ یہ جواب علماء محض تنزلی تھا۔ ورنہ اسی حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جمع عرفات بھی ذکر فرما چکے۔ یہ حدیث سنن نسائی کتاب المناسک باب الجمع بین الظہر والعصر بعرفہ میں یوں ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز اس کے وقت ہی میں پڑھتے تھے مگر مزدلفہ اور عرفات میں۔

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ فرماتے ہیں

ملاجی !اب کہئے: مصیبت کا پہاڑ کس پر ٹوٹا؟ ملاجی !ابھی آپکی نازک چھاتی پر دلی کی پہاڑی آتی ہے۔سخت جانی کے آسرے پر سانس باقی ہو تو سر بچایئے کہ عنقریب مکہ کا پہاڑ ابوقبیس آتا ہے۔ملاجی !دعوی اجتہاد پر ادھار کھائے پھرتے ہو اور علم حدیث کی ہوا نہ لگی احادیث مرویہ بالمعنی صحیحین وغیرہما صحاح وسنن، مسانید ومعاجیم، جوامع واجزاء وغیرہا میں دیکھئے صدہا مثالیں اس کی پایئے گا کہ ایک ہی حدیث کو رواۃ بالمعنی کس کس متنوع طور سے روایت کرتے ہیں۔کوئی ایک ٹکڑا کوئی دوسرا کوئی کسی طرح کوئی کسی طرح۔جمع طرق سے پوری بات کا پتہ چلتا ہے۔

ولہذا امام الشان ابوحاتم رازی معاصر امام بخاری فرماتے ہیں جب تک حدیث کو ساٹھ وجہ سے نہ لکھتے اسکی حقیقت نہ پہچانتے۔

یہاں بھی مخرج اعمش بن عمارۃ عن عبدالرحمن عن عبداللہ ہے۔اعمش کے بعد حدیث منتشر ہوئی۔ان سے حفص بن غیاث، ابومعاویۃ، ابوعوانۃ، عبدالواحد بن زیاد، جریر سفین، داؤد، شعبہ وغیرہم اجلہ نے روایت کی۔

یہ روایتیں الفاظ واطوار، بسط واختصار، اور ذکر واقتصار میں طرق شتی پر آئیں۔کسی میں مغرب وفجر کا ذکر ہے۔ظہر عرفہ مذکور نہیں۔کروایۃ الصحیحین، کسی میں ظہر عرفہ ومغرب کا بیان ہے فجر مزدلفہ ماثور نہیں۔کروایۃ النسائی۔کسی میں صرف مغرب کا تذکرہ ہے ظہر فجر وصیغہ ما رأیت، وغیرہ کچھ مسطور نہیں کحدیث النسائی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب وعشاء کو مزدلفہ میں جمع کیا۔(فتاوی رضویہ)

شیعہ پانچ نمازوں کو تین اوقات میں کیوں پڑھتے ہیں؟

اہل تشیع کے نامور محقق لکھتے ہیں: بہتر ہے کہ اس بحث کی وضاحت کے لئے سب سے پہلے اس بارے میں فقہاء کے نظریات بیان کردیئے جائیں۔سارے اسلامی فرقے اس مسئلہ پر متفق ہیں کہ میدان عرفات میں ظہر کے وقت نماز ظہر اور نماز عصر کو اکھٹا اور بغیر فاصلے کے پڑھا جاسکتا ہے اسی طرح مزدلفہ میں عشا کے وقت نماز مغرب اور عشا کو ایک ساتھ پڑھنا جائز ہے۔

حنفی فرقہ کا کہنا ہے کہ: نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو اکھٹا ایک وقت میں پڑھنا صرف دو ہی مقامات میدان عرفات اور مزدلفہ میں جائز ہے اور باقی جگہوں پر اس طرح ایک ساتھ نمازیں نہ پڑھی جائیں۔

حنبلی، مالکی اور شافعی فرقوں کا کہنا ہے کہ نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو ان گزشتہ دو مقامات کے علاوہ سفر کی حالت میں بھی ایک ساتھ ادا کیا جاسکتا ہے ان فرقوں میں سے کچھ لوگ بعض اضطراری موقعوں جیسے بارش کے وقت یا نمازی کے بیمار ہونے پر یا پھر دشمن کے ڈر سے ان نمازوں کو ساتھ میں پڑھنا جائز قرار دیتے ہیں۔

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نماز ظہر وعصر اور اسی طرح نماز مغرب وعشاء کے لئے ایک خاص وقت ہے اور ایک مشترک وقت

(الف) نماز ظہر کا خاص وقت شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لے کر اتنی دیر تک ہے جس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے

(ب) نماز عصر کا مخصوص وقت وہ ہے کہ جب غروب آفتاب میں اتنا وقت باقی بچا ہو کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے۔(ج) نماز ظہر وعصر کا مشترک وقت نماز ظہر کے مخصوص وقت کے ختم ہونے اور نماز عصر کے مخصوص وقت کے شروع ہونے تک ہے۔

شیعہ یہ کہتے ہیں کہ ہم ان تمام مشترک اوقات میں نماز ظہر وعصر کو اکٹھا اور فاصلے کے بغیر پڑھ سکتے ہیں۔لیکن اہل سنت کہتے ہیں۔کہ نماز ظہر کا مخصوص وقت، شرعی ظہر (زوال آفتاب) سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے اس وقت میں نماز عصر نہیں پڑھی جاسکتی اور اس کے بعد سے لے کر غروب آفتاب تک نماز عصر کا مخصوص وقت ہے اس وقت میں نماز ظہر نہیں پڑھی جاسکتی۔(د) نماز مغرب کا مخصوص وقت شرعی مغرب کی ابتدا سے لے کر اس وقت تک ہے (الفقه علی المذاهب الاربعه کتاب الصلوٰة الجمع بین الصلا تین تقدیمًا و تاخیرًا، سے اقتباس)

کہ جس میں تین رکعت نماز پڑھی جاسکتی ہے۔اس وقت میں صرف نماز مغرب ہی پڑھی جاسکتی ہے۔نماز عشاء کا مخصوص وقت یہ ہے کہ جب آدھی رات میں صرف اتنا وقت رہ جائے کہ اس میں چار رکعت نماز پڑھی جاسکے تو اس کوتاہ وقت میں صرف نماز عشاء ہی پڑھی جائے گی۔

مغرب وعشاء کی نمازوں کا مشترک وقت نماز مغرب کے مخصوص وقت کے ختم ہونے سے لے کر نماز عشاء کے مخصوص وقت تک ہے۔

شیعہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس مشترک وقت کے اندر مغرب وعشاء کی نمازیں ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے ادا کی جاسکتی ہیں لیکن اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ نماز مغرب کا مخصوص وقت غروب آفتاب سے لے کر مغرب کی سرخی زائل ہونے تک ہے اور اس وقت میں نماز عشاء نہیں پڑھی جاسکتی پھر مغرب کی سرخی کے زائل ہونے سے لے کر آدھی رات تک نماز عشاء کا خاص وقت ہے اور اس وقت میں نماز مغرب ادا نہیں کی جاسکتی۔

نتیجہ: یہ نکلتا ہے کہ شیعوں کے نظریئے کے مطابق شرعی ظہر کا وقت آجانے پر نماز ظہر بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عصر ادا کر سکتے ہیں نماز ظہر کو اس وقت نہ پڑھ کر نماز عصر کے خاص وقت تک پڑھتے ہیں۔اس طرح کہ نماز ظہر کو نماز عصر کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عصر پڑھ لیں اس طرح نماز ظہر وعصر کو جمع کیا جاسکتا ہے اگرچہ مستحب یہ ہے کہ نماز ظہر کو زوال کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عصر کو اس وقت ادا کیا جائے کہ جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

اسی طرح شرعی مغرب کے وقت نماز مغرب کے بجالانے کے بعد بلا فاصلہ نماز عشا پڑھ سکتے ہیں یا پھر اگر چاہیں تو نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے قریب پڑھیں وہ اس طرح کہ نماز مغرب کو نماز عشاء کے خاص وقت کے پہنچنے سے پہلے ختم کر دیں اور اس کے بعد نماز عشاء پڑھ لیں اس طرح نماز مغرب وعشاء کو ساتھ میں پڑھا جاسکتا ہے۔اگرچہ مستحب یہ ہے کہ نماز مغرب کو شرعی مغرب کے بعد ادا کیا جائے اور نماز عشاء کو مغرب کی سرخی کے زائل ہو جانے کے بعد بجالایا جائے یہ شیعوں کو نظریہ تھا۔

لیکن اہل سنت کہتے ہیں کہ نماز ظہر وعصر یا مغرب وعشاء کو کسی بھی جگہ اور کسی بھی وقت میں ایک ساتھ ادا کرنا صحیح نہیں ہے
اس اعتبار سے بحث اس میں ہے کہ کیا ہر جگہ اور ہر وقت میں دونمازیں ایک ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں ٹھیک اسی طرح جیسے میدان
عرفہ اور مزدلفہ میں دونمازوں کو ایک ساتھ ایک ہی وقت میں پڑھا جاتا ہے۔

سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے دونمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں لیکن اس روایت کی تفسیر میں
دونظریے پائے جاتے ہیں۔

الف: شیعہ کہتے ہیں کہ اس روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کے ابتدائی وقت میں ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عصر کو
بجالایا جاسکتا ہے اور اسی طرح نماز مغرب کے ابتدائی وقت میں مغرب کی نماز ادا کرنے کے بعد نماز عشا کو پڑھا جاسکتا ہے اور یہ
مسئلہ کسی خاص وقت اور کسی خاص جگہ یا خاص حالات سے مخصوص نہیں ہے بلکہ ہر جگہ اور ہر وقت میں ایک ساتھ دونمازیں ادا کی
جاسکتی ہیں۔

ب: اہل سنت کہتے ہیں مذکورہ روایت سے مراد یہ ہے کہ نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول
وقت میں پڑھا جائے اور اسی طرح نماز مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔

اب ہم اس مسئلے کی وضاحت کے لئے ان روایات کی تحقیق کرکے یہ ثابت کریں گے کہ ان روایات میں دونمازوں کو جمع
کرنے سے وہی مراد ہے جو شیعہ کہتے ہیں، یعنی دونمازوں کو ایک ہی نماز کے وقت میں پڑھا جاسکتا ہے اور یہ مراد نہیں ہے کہ
ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے۔

دونمازوں کو جمع کرنے میں اہل تشیع کے دلائل کا بیان

(۱) جابر بن زید کا بیان ہے کہ انہوں نے ابن عباس سے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے: میں نے پیغمبر اکرم ﷺ کے ساتھ
آٹھ رکعت نماز (ظہر وعصر) اور سات رکعت نماز (مغرب وعشاء) کو ایک ساتھ پڑھا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے
ابوشعثاء سے کہا: میرا یہ گمان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے نماز ظہر کو تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عصر کو جلد ادا کیا ہے اسی طرح نماز
مغرب کو بھی تاخیر سے پڑھا ہے اور نماز عشاء کو جلدی ادا کیا ہے ابوشعثاء نے کہا میرا بھی یہی گمان ہے۔ (مسند احمد ابن حنبل)

اس روایت سے اچھی طرح معلوم ہو جاتا ہے کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ اور
بغیر فاصلے کے پڑھا تھا۔ احمد ابن حنبل نے عبداللہ بن شقیق سے درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۲) ایک دن عصر کے بعد ابن عباس نے ہمارے درمیان خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہوگیا اور ستارے چمکنے لگے
اور لوگ نماز کی ندائیں دینے لگے ان میں سے بنی تمیم قبیلے کا ایک شخص ماز نماز کہنے لگا ابن عباس نے غصے میں کہا کیا تم مجھے سنت
پیغمبر کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ میں نے خود رسول خدا ﷺ کو ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے دیکھا ہے
عبداللہ نے کہا اس مسئلے سے متعلق میرے ذہن میں شک پیدا ہوگیا تو میں ابو ہریرہ کے پاس گیا اور ان سے سوال کیا تو انہوں نے
ابن عباس کی بات کی تائید کی۔

(۳) اس حدیث میں دو صحابی عبداللہ ابن عباس اور ابو ہریرہ اس حقیقت کی گواہی دے رہے ہیں کہ پیغمبر اکرم (ﷺ) نے نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھا ہے اور ابن عباس نے بھی پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عمل کی پیروی کی ہے۔

(۴) مالک بن انس کا اپنی کتاب موطأ میں بیان ہے: رسول خدا (ﷺ) نے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی تھیں جبکہ نہ تو کسی قسم کا خوف تھا اور نہ ہی آپ ﷺ سفر میں تھے۔

(۵) مالک بن انس نے معاذ بن جبل سے یہ روایت نقل کی ہے: رسول خدا (ﷺ) نماز ظہر عصر اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ بجالاتے تھے۔

(۶) مالک بن انس نے نافع سے اور انہوں نے عبداللہ بن عمر سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم ﷺ جب دن میں سفر کرنا چاہتے تھے تو ظہر اور عصر کی نمازوں کو اکٹھا ادا کرلیا کرتے تھے اور جب رات میں سفر کرنا ہوتا تھا تو مغرب اور عشاء کی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھتے تھے۔ (موطأ مالک کتاب الصلوٰۃ ص حدیث)

(۷) محمد زرقانی نے موطأ کی شرح میں ابن شعثا سے یوں روایت نقل کی ہے بے شک ابن عباس نے بصرہ میں نماز ظہر و عصر کو ایک ساتھ اور بغیر فاصلے کے پڑھا تھا اور اسی طرح نماز مغرب وعشاء کو بھی اکٹھا اور بغیر فاصلے کے بجالائے تھے۔ زرقانی نے طبرانی سے اور انھوں نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے:

(۸) پیغمبر اکرم ﷺ نے جب نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھا تو آنحضرت ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا (موطأ پر زرقانی کی شرح، جز اول باب الجمع بین الصلاتین فی الحضر والسفر ص طبع مصر) جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس عمل کو اس لئے انجام دیا ہے تاکہ میری امت مشقت میں نہ پڑ جائے۔

(۹) مسلم بن حجاج نے ابو زبیر سے اور انہوں نے سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباس سے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف وسفر کے نماز ظہر وعصر کو ایک ساتھ پڑھا تھا۔ اس کے بعد ابن عباس نے پیغمبر اکرم ﷺ کے اس عمل کے بارے میں کہا کہ: آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت میں سے کوئی بھی شخص مشقت میں نہ پڑنے پائے۔

(۱۰) پیغمبر اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں بغیر خوف اور بارش کے نماز ظہر وعصر اور نماز مغرب وعشاء کو اکھٹا پڑھا تھا۔ اس وقت سعید ابن جبیر نے ابن عباس سے پوچھا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے اس طرح کیوں کیا؟ تو ابن عباس نے کہا آنحضرت ﷺ اپنی امت کو زحمت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے۔

(۱۱) ابوعبداللہ بخاری نے اپنی کتاب صحیح بخاری میں اس سلسلے میں باب تأخیر الظہر الی العصر کے نام سے ایک مستقل باب قرار دیا ہے۔ یہ خود عنوان اس بات کا بہترین گواہ ہے کہ نماز ظہر میں تاخیر کر کے اسے نماز عصر کے وقت میں اکھٹا بجالایا جاسکتا ہے اس کے بعد بخاری نے اسی مذکورہ باب میں درج ذیل روایت نقل کی ہے:

(۱۲) ایک شخص نے ابن عباس سے کہا: نماز تو ابن عباس نے کچھ نہ کہا اس شخص نے پھر کہا نماز پھر بھی ابن عباس نے اسے

کوئی جواب نہ دیا تو اس شخص نے پھر کہا نماز لیکن ابن عباس نے پھر کوئی جواب نہیں دیا جب اس شخص نے چوتھی مرتبہ کہا: نماز تب ابن عباس بولے او بے اصل! تم ہمیں نماز کی تعلیم دینا چاہتے ہو؟ جبکہ ہم پیغمبر خدا ﷺ کے زمانے میں دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالایا کرتے تھے۔

(۱۳) مسلم نے یوں روایت نقل کی ہے: پیغمبر خدا ﷺ نے غزوہ تبوک کے سفر میں نمازوں کو جمع کر کے نماز ظہر و عصر اور مغرب عشاء کو ایک ساتھ پڑھا تھا سعید بن جبیر نے کہا کہ میں نے ابن عباس سے آنحضرت ﷺ کے اس عمل کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے جواب دیا آنحضرت چاہتے تھے کہ ان کی امت مشقت میں نہ پڑے۔

(۱۴) مسلم ابن حجاج نے معاذ سے اس طرح نقل کیا ہے: ہم پیغمبر خدا ﷺ کے ساتھ غزوہ تبوک کی طرف نکلے تو آنحضرت ﷺ نے نماز ظہر و عصر اور نماز مغرب وعشاء کو ایک ساتھ پڑھا۔ مالک ابن انس کا اپنی کتاب الموطأ میں بیان ہے کہ :ابن شہاب نے سالم بن عبداللہ سے سوال کیا کہ کیا حالت سفر میں نماز ظہر وعصر کو ایک ساتھ بجالایا جاسکتا تھا؟ سالم بن عبداللہ نے جواب دیا ہاں اس کام میں کوئی خرج نہیں ہے کیا تم نے عرفہ کے دن لوگوں کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا ہے؟

یہاں پر اس نکتے کا ذکر ضروری ہے کہ عرفہ کے دن نماز ظہر و عصر کو نماز ظہر کے وقت میں بجالانے کو سب مسلمان جائز سمجھتے ہیں اس مقام پر سالم بن عبداللہ نے کہا تھا کہ جیسے لوگ عرفہ کے دن دو نمازوں کو اکھٹا پڑھتے ہیں اسی طرح عام دنوں میں بھی دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا جاسکتا ہے۔ متقی ہندی اپنی کتاب کنز العمال میں لکھتے ہیں: عبداللہ ابن عمر نے کہا: پیغمبر خدا ﷺ نے بغیر سفر کے نماز ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کو اکھٹا پڑھا تھا ایک شخص نے ابن عمر سے سوال کیا کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ تو ابن عمر نے جواب دیا کہ آنحضرت ﷺ اپنی امت کو مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتے تھے تا کہ اگر کوئی شخص چاہے تو دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالائے۔ (کنز العمال کتاب الصلوٰۃ)

نتیجہ:

اب ہم گزشتہ روایات کی روشنی میں دو نمازوں کو جمع کرنے کے سلسلے میں شیعوں کے نظریہ کے صحیح ہونے پر چند دلیلیں پیش کریں گے۔

دو نمازوں کو ایک وقت میں ایک ساتھ بجالانے کی اجازت نمازیوں کی سہولت اور انہیں مشقت سے بچانے کے لئے دی گئی ہے، متعدد روایات میں اس حقیقت کو بیان کیا گیا ہے کہ اگر نماز ظہر وعصر یا مغرب۔ (کنز العمال، کتاب الصلوٰۃ)

عشاء کو ایک وقت میں بجالانا جائز نہ ہوتا تو یہ امر مسلمانوں کے لئے زحمت و مشقت کا باعث بنتا اسی وجہ سے پیغمبر اسلام ﷺ نے مسلمانوں کی سہولت اور آسانی کے لئے دو نمازوں کو ایک وقت میں بجالانے کو جائز قرار دیا ہے۔

واضح ہے کہ اگر ان روایات سے یہ مراد ہو کہ نماز ظہر کو اسکے آخری وقت (جب ہر چیز کا سایہ اسکے برابر ہو جائے) تک تاخیر کر کے پڑھا جائے اور نماز عصر کو اسکے اول وقت میں بجالایا جائے اس طرح ہر دو نمازیں ایک ساتھ مگر اپنے اوقات ہی میں پڑھی جائیں (اہل سنت حضرات ان روایات سے یہی مراد لیتے ہیں) تو ایسے کام میں کسی طرح کی سہولت نہیں ہوگی بلکہ یہ کام

مزید مشقت کا باعث بنے گا جبکہ دو نمازوں کو ایک ساتھ بجالانے کی اجازت کا یہ مقصد تھا کہ نمازیوں کے لئے سہولت ہو۔

اس بیان سے یہ واضح ہوجاتا ہے کہ گزشتہ روایات سے مراد یہ ہے کہ دو نمازوں کو ان کے مشترک وقت کے ہر حصے میں بجالایا جاسکتا ہے اب نماز گزار کو اختیار ہے کہ وہ مشترک وقت کے ابتدائی حصے میں نماز پڑھے یا اس کے آخری حصے میں اوران روایات سے یہ مراد نہیں ہے کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں ادا کیا جائے۔

روز عرفہ دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے حکم سے باقی دنوں میں نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنے کا جواز معلوم ہوتا ہے تمام اسلامی فرقوں کے نزدیک عرفہ کے دن ظہر و عصر کی نمازوں کو ایک وقت میں بجالانا جائز ہے۔

مزید براں گزشتہ روایات میں سے بعض اس بات کی گواہ ہیں کہ میدان عرفات کی طرح باقی مقامات پر بھی نمازوں کو اکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اب اس اعتبار سے روز عرفہ اور باقی عام دنوں کے درمیان یا عرفات کی سرزمین اور باقی عام جگہوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

لہٰذا جس طرح مسلمانوں کے متفقہ نظریئے کے مطابق عرفہ میں ظہر و عصر کی نمازوں کو ظہر کے وقت پر ایک ساتھ پڑھا جاتا ہے اسی طرح عرفہ کے علاوہ بھی ان نمازوں کو ظہر کے وقت اکٹھا پڑھنا بالکل صحیح ہے۔

سفر کی حالت میں دو نمازوں کو اکٹھا پڑھنے کے حکم سے غیر سفر میں بھی نمازوں کے ایک ساتھ بجالانے کا جواز معلوم ہوتا ہے۔ ایک طرف سے حنبلی، مالکی، اور شافعی یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حالت سفر میں دو نمازوں کو اکٹھا بجالایا جاسکتا ہے اور دوسری طرف گزشتہ روایات صراحت کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ اس اعتبار سے سفر اور غیر سفر میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں حالتوں میں نمازوں کو اکٹھا پڑھا تھا۔ **الفقه علی المذاهب الاربعه ، کتاب الصلوٰة ،الجمع بین الصلوتین تقدیما و تاخیرا** ۔ نمازوں کو اکٹھا بجالانا صحیح ہے اسی طرح عام حالات میں بھی دو نمازوں کو اکٹھا پڑھا جاسکتا ہے۔

اضطراری حالت میں دو نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کے حکم سے عام حالت میں بھی نمازوں کے اکٹھا پڑھنے کا جواز معلوم ہوجاتا ہے۔ اہل سنت کی صحیح اور مسند کتابوں میں سے بہت سی روایات اس حقیقت کی گواہی دیتی ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ اوران کے اصحاب نے چند اضطراری موقعوں پر جیسے بارش کے وقت یا دشمن کے خوف سے یا بیماری کی حالت میں نمازوں کو ایک ساتھ اور ایک ہی وقت میں (ٹھیک اسی طرح جیسے شیعہ کہتے ہیں) پڑھا تھا اور اسی وجہ سے مختلف اسلامی فرقوں کے فقہاء نے بعض اضطراری حالات میں دو نمازوں کو ایک ساتھ پڑھنا جائز قرار دیا ہے جب کہ گزشتہ روایات اس بات کو وضاحت کے ساتھ بیان کررہی ہیں کہ اس سلسلے میں اضطراری اور عام حالت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور پیغمبر اکرم ﷺ نے دونوں حالتوں میں اپنی نمازوں کو ایک ساتھ پڑھا ہے۔

اہل تشیع کا نمازوں کو جمع کرنے کا رد شیعہ کتب کی روشنی میں

اسلام میں پانچ وقت کی نمازوں کا حکم ہے لیکن شیعہ حضرات صرف **3** وقت کی نمازوں کا اہتمام کرتے ہیں فجر، ظہرین اور مغربین لیکن خود انکا مذہب اس سلسلے میں کیا کہتا ہے اسپر آج روشنی ڈالی جائے گی۔

میں نے امام ع سے پوچھا کہ حنظلہ آپ کی طرف وقت لایا ہے۔حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم پر جھوٹ نہیں بولا ہوگا میں نے کہا کہ آپ نے ان سے بیان کیا ہے کہ پہلی نماز اللہ نے اپنے نبی پر اس آیت کے ذریعے سے نازل کی نماز پڑھو زوال شمس کے بعد سے،تو یہ وقت ظہر ہے جب سایہ قدآدم نہ ہو وقت ظہر ہے جب یہ ہو جائے تو عصر ہے یہ آخر وقت عصر کا ہے حضرت نے فرمایا سچ کہا اس نے۔(فروع کافی جلد دوم باب4)

شیعہ عصر کی نماز چھوڑ دیتے ہیں لیکن خود انکی کتب میں لکھا ہے کہ ظہر کی نماز کے بعد عصر کی نماز پڑھنی چاہیے دیکھیں فروع کافی جلد دوم باب4میں ہی میں نے حضرت سے کہا کہ میں ظہر کی نماز کب پڑھوں تو فرمایا آٹھ رکعت ظہر کی نماز پڑھ پھر عصر کی نماز پڑھ۔

اسی طرح عشاء کا ذکر بھی موجود ہے جب سورج ڈوب جائے تو دونوں نمازوں کا وقت آجاتا ہے مغرب پہلے ہوگی اور عشاء بعد میں(فروع کافی جلد دوم باب4)۔

یعنی خلاصہ کلام یہ ہے کہ شیعہ ان کتب کو اپنے لیے متبرک سمجھتے ہیں انکا دعوہ ہے کہ ہم نے براہ راست احادیث خاندان نبوی ص سے لیا ہے لیکن اپنی کتب میں اپنے اکابرین کے قول کی نفی کرتے نظر آتے ہیں جو شیعہ حضرات کے لیے یقیناً ایک لمحہ فکر یہ ہے۔میرے مضمون کا مقصد اگر یہاں کوئی شیعہ حضرات ہو تو اسکی دل آزاری نہیں بلکہ حقیقت بیانی ہے کافی اور صافی کتب کو شیعہ حضرات قرآن سے بھی بڑھ کر مانتے ہیں۔تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ غار سرمن رآیہ میں بارہویں امام کی تصدیق شدہ اس کتب کی ان روایات کو شیعہ حضرات آخر کیوں نظرانداز کرتے ہیں۔

اہل تشیع کی مستدل روایات کا تخصیص پر محمول ہونا

ہم نے اہل تشیع کے دلائل من وعن بیان کر دیئے ہیں۔لیکن ان کے استدلال میں کثیر روایات مروی ہیں۔جو تخصیص پر دلالت کرتی ہیں۔جبکہ اس سے پہلے فقہ حنفی کے مطابق کثرت روایات جو قرآنی نصوص کے موافق ہونے کے ساتھ تواتر کے ساتھ موجود ہیں۔ان کی دلالت عموم پر ہے۔اہل تشیع حضرات اگر درجن تو کیا ہزاروں بھی روایات پیش کر دیں تو پھر بھی وہ ایک ایسی روایت پیش نہیں کر سکتے جس میں زمان ومکان کی تخصیص کے بغیر نمازوں کو جمع کرنے کا مسئلہ بیان ہوا ہو۔محض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت رضی اللہ عنہم سے تعصب کرتے ہوئے جاہلانہ استدلال سے مسائل کا استنباط کرنا کس قدر قرآن وسنت کے احکام پر ڈاکہ ڈالنا ہے۔

اہل تشیع کو استدلال کرنے سے پہلے اس اصول کو مدنظر رکھنا چاہیے تھا کہ جب کسی عمل کے خلاف قول آجائے تو عمل تخصیص کا احتمال رکھنے والا ہوتا ہے۔پوری امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ اجماع ہے کہ نمازوں کو جمع کرنے کی تخصیص صرف عرفات ومزدلفہ میں ان خاص ایام میں ہے۔اس کے سوا دنیا کے کسی ملک،شہر،گاؤں۔گلی یا مکان کو یہ تخصیص حاصل نہیں ہے۔لہٰذا اگر کسی نے کہیں تخصیص ثابت کرنے کی کوشش کی تو وہ نص قطعی''' کا منکر ہوگا۔کیونکہ قرآن کی اس نص میں تصریح کے ساتھ اوقات نماز کا حکم دیا گیا ہے۔اور جب نص سے صراحت ثابت ہو جائے تو کسی طرح بھی محتمل نہیں ہوتی۔لیکن اس نص کی

صراحت کے باوجود کوئی تخصیص کو ثابت کرے تو اس کو سوائے اسلام دشمنی کے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اہل سنت کے مؤقف میں کثیر احادیث بیان ہو چکی ہیں۔ لیکن ہم مزید تردید کے لئے فقہ کا اصول پیش کر دیتے ہیں تا کہ شک وشبہ بھی ختم ہو جائے اور روز روشن کی طرح اہل سنت کی حقانیت واضح ہو جائے۔

حکم خاص سے استدلال کرتے ہوئے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جائے گا

اس قاعدہ کا ماخذ یہ ہے۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ ﷺ میدان عرفات سے واپس لوٹے تو میں آپ کے ساتھ سوار تھا، جب آپ گھاٹی پر آئے تو آپ نے سواری بٹھائی اور قضاء حاجت کے لئے نیچے اتر گئے جب واپس آئے تو میں نے برتن سے پانی لے کر آپ کو وضو کرایا، پھر آپ سوار ہو کر مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز کو جمع کر کے پڑھا۔ (مسلم، ج ۱، ص ۴۱۶، قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث میں نماز مغرب اور عشاء کو جمع کر کے پڑھنے کا ثبوت ہے جو کہ ایام حج میں اس کے احکام کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس حدیث سے کوئی یہ استدلال کرتے ہوئے نہیں کہہ سکتا کہ نماز مغرب اور عشاء کو جہاں چاہیں جمع کر کے پڑھ سکتے ہیں کیونکہ حکم خاص سے عمومی حکم کو ثابت نہیں کیا جا سکتا۔

حکم عام کے استدلال سے حکم خاص کی تخصیص

ترجمہ: بے شک نماز مومنوں پر وقت مقررہ پر فرض ہے۔ (النساء) اس آیت میں بیان کردہ حکم کا تقاضہ یہ ہے کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت کے اندر ادا کرنا ضروری ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دو نمازوں کو جمع کرنے والا حکم ایام حج میں اس کے مناسک ادا کرنے والے کے ساتھ خاص ہے لہٰذا اس عام حکم کو اس سے ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ دو نمازوں کو جمع کرنے کے باوجود اس عمومی حکم یعنی ہر نماز کو اس کے وقت کے اندر پڑھا جائے اس پر بھی عمل ہو گا۔

باب تَقْدِيمِ النِّسَآءِ وَالصِّبْيَانِ اِلٰى مَنَازِلِهِمْ بِمُزْدَلِفَةَ

یہ باب ہے کہ خواتین اور بچوں کو مزدلفہ میں ان کی مخصوص جگہ پر پہلے بھیج دینا

3032 – اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ اَنْبَانَا سُفْيَانُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ يَزِيْدَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنَا مِمَّنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان افراد میں شامل تھا جنہیں نبی اکرم ﷺ نے مزدلفہ کی

3032-اخرجه البخاري في الحج، باب من قدم ضعفة اهله بليل (الحديث 1678)، و في جزاء الصيد، باب حج الصبيان (الحديث 1856) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بالمزدلفة (الحديث 300 و 301) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 193) و الحديث عند: البخاري في الجنائز، باب اذا اسلم الصبي فمات هل يصلى عليه و هل يعرض على الصبي الاسلام (الحديث 1357) و التفسير، باب قوله (و ما لكم لا تقاتلون في سبيل الله . الى . الظالم اهلها) (الحديث 4587) . تحفة الاشراف (5864) .

رات اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ پہلے بھیج دیا تھا۔

3033 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ فِيْمَنْ قَدَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْمُزْدَلِفَةِ فِيْ ضَعَفَةِ اَهْلِهِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: میں ان لوگوں میں شامل تھا' جنہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ مزدلفہ کی رات پہلے بھیج دیا تھا۔

3034 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ دَاوُدَ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ وَّعَفَّانُ وَسُلَيْمَانُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ مُشَاشٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ ضَعَفَةَ بَنِيْ هَاشِمٍ اَنْ يَّنْفِرُوْا مِنْ جَمْعٍ بِلَيْلٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوہاشم کے کمزور افراد کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مزدلفہ کی رات پہلے روانہ ہو جائیں۔

3035 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءٌ عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ اَنَّ اُمَّ حَبِيْبَةَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَهَا اَنْ تُغَلِّسَ مِنْ جَمْعٍ اِلٰى مِنًى .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منیٰ چلی جائیں۔

3036 - اَخْبَرَنَا عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَمْرٍو عَنْ سَالِمِ بْنِ شَوَّالٍ عَنْ اُمِّ حَبِيْبَةَ قَالَتْ كُنَّا نُغَلِّسُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ اِلٰى مِنًى .

☆☆ سیدہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں ہم لوگ اندھیرے میں ہی مزدلفہ سے منیٰ آ گئے تھے۔

باب الرُّخْصَةِ لِلنِّسَآءِ فِي الْاِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ قَبْلَ الصُّبْحِ

یہ باب ہے کہ خواتین کے لیے صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے جانے کی اجازت

3033-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 302) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، الرخصة للضعفة ان يصلوا يوم النحر الصبح بمنى (الحديث 3048) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من تقدم من جمع الى منى لرمي الجمار (الحديث 3026) : تحفة الاشراف (5944) .

3034-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11052) .

3035-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 298 و 299) بنحوه و اخرجه النسائي في مناسك الحج،تقديم النساء و الصبيان الى منازلهم بمزدلفة (الحديث 3036) . تحفة الاشراف (15850) .

3036-تقدم في مناسك الحج، تقديم النساء و الصبيان الى منازلهم بمزدلفة (الحديث 3035) .

3037 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ قَالَ اَنْبَاَنَا مَنْصُوْرٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَآئِشَةَ قَالَتْ اِنَّمَا اَذِنَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِسَوْدَةَ فِی الْاِفَاضَةِ قَبْلَ الصُّبْحِ مِنْ جَمْعٍ لِاَنَّهَا كَانَتِ امْرَاَةً ثَبِطَةً ۔

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا کو یہ اجازت دی تھی کہ صبح ہونے سے پہلے ہی مزدلفہ سے چلی جائیں' اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ ایک بھاری بھر کم خاتون تھیں۔

باب الْوَقْتِ الَّذِیْ يُصَلّٰى فِيْهِ الصُّبْحُ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ اس وقت کا بیان جس میں مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھی جاتی ہے

3038 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ مَا رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلَاةً قَطُّ اِلَّا لِمِيْقَاتِهَا اِلَّا صَلَاةَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ صَلَّاهُمَا بِجَمْعٍ وَّصَلَاةَ الْفَجْرِ يَوْمَئِذٍ قَبْلَ مِيْقَاتِهَا ۔

☆☆ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نماز اس کے مخصوص وقت پر ہی ادا کرتے ہوئے دیکھا ہے' البتہ مغرب اور عشاء کی نمازیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں ایک ساتھ ادا کی تھیں' جبکہ اس دن فجر کی نماز آپ نے اس کے مخصوص وقت سے کچھ پہلے ادا کر لی تھی۔

دسویں ذوالحج میں فجر کو اندھیرے میں پڑھنے کا بیان

اور جب فجر طلوع ہو جائے تو امام لوگوں کو فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھائے۔ کیونکہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن اندھیرے میں نماز پڑھائی۔ (بخاری، مسلم) اور یہ بھی دلیل ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھانا وقوف کی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے لہٰذا یہ اسی طرح جائز ہوگا جس طرح عرفہ میں عصر کو مقدم کرنا جائز ہے۔

(ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی نماز اپنے وقت کے علاوہ کسی اور وقت میں پڑھی ہو سوائے دو نمازوں کے کہ وہ مغرب وعشاء کی ہیں جو مزدلفہ میں پڑھی گئی تھیں (یعنی مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں پڑھی) اور اس دن (یعنی مزدلفہ میں قربانی کے دن) فجر کی نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت سے پہلے پڑھی تھی۔ (بخاری ومسلم)

یہاں صرف مغرب وعشاء کی نمازوں کو ذکر کیا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں مغرب کی نماز عشاء کے وقت پڑھی، حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر وعصر کی نماز بھی ایک ساتھ اسی طرح پڑھی تھی کہ عصر کی نماز مقدم کر

3037-انفرد به النسائي ۔ تحفة الاشراف (17527) ۔

3038-تقدم (الحديث 607) ۔

کے ظہر کے وقت ہی پڑھ لی گئی تھی، لہٰذا یہاں ان دونوں نمازوں کو اس سبب سے ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ دن کا وقت تھا، سب ہی جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کو مقدم کر کے ظہر کے وقت پڑھا ہے اس لئے اس کو بطور خاص ذکر کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

فجر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی کا مطلب یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن فجر کی نماز وقت معمول یعنی اجالا ہونے سے پہلے تاریکی ہی میں پڑھ لی تھی، یہاں یہ مراد نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فجر کے وقت سے پہلے پڑھی تھی کیونکہ تمام ہی علماء کے نزدیک فجر کی نماز، فجر سے پہلے پڑھنی جائز نہیں ہے۔

باب فِيْمَنْ لَمْ يُدْرِكْ صَلَاةَ الصُّبْحِ مَعَ الْإِمَامِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ جو شخص مزدلفہ میں امام کے ہمراہ فجر کی نماز باجماعت ادا نہ کر سکے (اس کا حکم)

3039 – اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ اِسْمَاعِيْلَ وَدَاوُدَ وَزَكَرِيَّا عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاقِفًا بِالْمُزْدَلِفَةِ فَقَالَ "مَنْ صَلّٰى مَعَنَا صَلَاتَنَا هٰذِهٖ هَاهُنَا ثُمَّ اَقَامَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزدلفہ میں وقوف کیے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جس شخص نے ہمارے ساتھ یہ نماز ادا کر لی ہے' اور اس نے ہمارے ساتھ یہاں قیام کر لیا ہے اور وہ اس سے پہلے عرفہ میں رات کے وقت یا دن کے وقت وقوف کر چکا ہو' تو اس کا حج مکمل ہو جائے گا۔

3040 – اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جَرِيْرٌ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ اَدْرَكَ جَمْعًا مَعَ الْاِمَامِ وَالنَّاسِ حَتّٰى يُفِيْضَ مِنْهَا فَقَدْ اَدْرَكَ الْحَجَّ وَمَنْ لَمْ يُدْرِكْ مَعَ النَّاسِ وَالْاِمَامِ فَلَمْ يُدْرِكْ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

جو شخص امام کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ (میں وقوف) کو پالیتا ہے اور پھر وہ وہاں سے روانہ ہوتا ہے' تو اس نے حج کو پالیا' جو شخص امام کے ساتھ اور لوگوں کے ساتھ مزدلفہ میں وقوف کو نہیں پاتا ہے' اس نے حج کو نہیں پایا۔

3041 – اَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ الْحُسَيْنِ قَالَ حَدَّثَنَا اُمَيَّةُ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سَيَّارٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ مُضَرِّسٍ

3039- اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب من لم يدرك عرفة (الحديث 1950) و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء فيمن ادرك الامام بجمع فقد ادرك الحج (الحديث 891) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، فيمن لم يدرك صلاة الصبح مع الامام بالمزدلفة (الحديث 3040 و 3041 و 3042 و 3043) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من اتى عرفة قبل الفجر ليلة جمع (الحديث 3016) . تحفة الاشراف (9900) .

3040- تقدم (الحديث 3039) .

قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَقْبَلْتُ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ لَمْ اَدَعْ حَبْلًا اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "مَنْ صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَقَدْ وَقَفَ قَبْلَ ذٰلِكَ بِعَرَفَةَ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: یارسول اللہ! میں طے کے دو پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں' میں نے راستے میں ہر ٹیلے پر پڑاؤ کیا ہے' کیا میرا حج ہوگیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہ نماز ہمارے ساتھ ادا کر لیتا ہے اور جو اس سے پہلے رات کے وقت یا دن کے وقت عرفہ میں وقوف کر چکا ہو' تو اس کا حج مکمل ہو جاتا ہے اور وہ اپنی ذمہ داری کو پورا کر لیتا ہے۔

3042 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي السَّفَرِ قَالَ سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسِ بْنِ اَوْسِ بْنِ حَارِثَةَ بْنِ لَامٍ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَمْعٍ فَقُلْتُ هَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ "مَنْ صَلّٰى هٰذِهِ الصَّلَاةَ مَعَنَا وَوَقَفَ هٰذَا الْمَوْقِفَ حَتّٰى يُفِيْضَ وَاَفَاضَ قَبْلَ ذٰلِكَ مِنْ عَرَفَاتٍ لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَقَدْ تَمَّ حَجُّهُ وَقَضٰى تَفَثَهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مزدلفہ میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: کیا میرا حج ہوگیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص یہ نماز ہمارے ساتھ ادا کر لے' اور اس نے یہاں وقوف کر لیا' یہاں تک کہ وہ اس وقت روانہ ہوا' یا اس سے پہلے رات کے وقت یا دن کے وقت عرفات سے روانہ ہوگیا تو اس کا حج مکمل ہوگیا اور اس کی ذمہ داری پوری ہوگئی۔

3043 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عَامِرٌ قَالَ اَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بْنُ مُضَرِّسٍ الطَّائِيُّ قَالَ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَتَيْتُكَ مِنْ جَبَلَيْ طَيِّءٍ اَكْلَلْتُ مَطِيَّتِيْ وَاَتْعَبْتُ نَفْسِيْ مَا بَقِيَ مِنْ حَبْلٍ اِلَّا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فَهَلْ لِيْ مِنْ حَجٍّ فَقَالَ "مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الْغَدَاةِ هَا هُنَا مَعَنَا وَقَدْ اَتٰى عَرَفَةَ قَبْلَ ذٰلِكَ فَقَدْ قَضٰى تَفَثَهُ وَتَمَّ حَجُّهُ".

☆☆ حضرت عروہ بن مضرس طائی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' میں نے عرض کی: میں طے کے دو پہاڑوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں' میں نے اپنی سواری کو مشقت کا شکار کر دیا ہے اور خود کو تھکا لیا ہے' راستے میں جو بھی ٹیلا آیا' میں نے اس پر پڑاؤ کیا ہے' تو کیا میرا حج ہوگیا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جو شخص یہاں صبح کی نماز ہمارے ساتھ پڑھ لے' اور اس سے پہلے وہ عرفہ جا چکا ہو' تو اس نے اپنی پراگندگی کو مکمل کر لیا اور

3041-تقدم (الحديث 3039) .

3042-تقدم (الحديث 3039) .

3043-تقدم (الحديث 3039) .

اس کا حج مکمل ہو گیا۔

3044 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِيْ بُكَيْرُ بْنُ عَطَاءٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ يَعْمَرَ الدِّيْلِيَّ قَالَ شَهِدْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَةَ وَاَتَاهُ نَاسٌ مِّنْ نَّجْدٍ فَاَمَرُوْا رَجُلًا فَسَاَلَهُ عَنِ الْحَجِّ فَقَالَ "اَلْحَجُّ عَرَفَةُ مَنْ جَآءَ لَيْلَةَ جَمْعٍ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ فَقَدْ اَدْرَكَ حَجَّهُ اَيَّامُ مِنًى ثَلَاثَةُ اَيَّامٍ (مَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ)". ثُمَّ اَرْدَفَ رَجُلًا فَجَعَلَ يُنَادِيْ بِهَا فِي النَّاسِ۔

☆☆ حضرت عبدالرحمٰن بن یعمر دیلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں عرفہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا' نجد سے تعلق رکھنے والے کچھ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے' انہوں نے ایک شخص کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حج کے بارے میں دریافت کرے۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حج عرفہ میں (وقوف کا نام) ہے' جو شخص فجر کی نماز ہونے سے پہلے مزدلفہ کی رات آ جائے' اس نے حج کو پالیا' منیٰ کے دن تین دن ہیں' جو دو دن کے بعد چلا جاتا ہے' تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اور جو (تیسرے دن بھی) ٹھہرا رہتا ہے' اسے بھی کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیچھے ایک شخص کو بٹھا لیا' اس نے لوگوں کے درمیان یہ اعلان کیا۔

3045 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا اَبِيْ قَالَ اَتَيْنَا جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ فَحَدَّثَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ "اَلْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ"۔

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ' امام باقر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' تو انہوں نے ہمیں بتایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے: مزدلفہ سارے کا سارا وقوف کی جگہ ہے۔

باب التَّلْبِيَةِ بِالْمُزْدَلِفَةِ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ میں تلبیہ پڑھنا

3046 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ فِيْ حَدِيْثِهٖ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ حُصَيْنٍ عَنْ كَثِيْرٍ - وَهُوَ ابْنُ مُدْرِكٍ - عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ وَّنَحْنُ بِجَمْعٍ سَمِعْتُ الَّذِيْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ يَقُوْلُ فِيْ هٰذَا الْمَكَانِ "لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ"۔

3044-تقدم (الحديث 3016) .

3045-اخرجه مسلم في الحج، باب ما جاء ان عرفة كلها موقف (الحديث 149) مطولاً . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب صفة حجة النبي صلى الله عليه وسلم (الحديث 1907 و 1908) مطولاً، و الحديث عند: النسائي في مناسك الحج، باب رفع اليدين في الدعاء بعرفة (الحديث 3015) . تحفة الاشراف (2596) .

3046-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 269 و 270 و 271) . تحفة الاشراف (9391) .

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا: ہم لوگ اس وقت مزدلفہ میں موجود تھے انہوں نے فرمایا: میں نے اس ہستی کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پر یہ کہا تھا:

''میں حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں''۔

دعائے بخشش وشفاعت کا بیان

حضرت عباس بن مرداس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کی شام کو اپنی امت کے لئے بخشش کی دعا مانگی، جو قبول کی گئی اور حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو بخش دیا۔ علاوہ بندوں کے حقوق کے کہ میں ظالم سے مظلوم کا حق لوں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ میرے پروردگار! اگر تو چاہے تو مظلوم کو اس حق کے بدلہ میں کہ جو ظالم نے کیا ہے جنت کی نعمتیں عطا فرما دے اور ظالم کو بھی بخش دے۔ مگر عرفہ کی شام کو یہ دعا قبول نہیں کی گئی، جب مزدلفہ میں صبح ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی دعا کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو چیز مانگی وہ عطا فرما دی گئی راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے یا راوی نے یہ کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے۔ (یہ دیکھ کر) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ میرا باپ اور میری ماں آپ پر قربان! یہ ایسا وقت ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہنستے نہیں تھے۔ (یعنی یہ وقت ہنسنے کا تو نہیں ہے) پھر کس چیز نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنسایا۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دانتوں کو ہنستا رکھے (یعنی اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ خوش وخرم رکھے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، دشمن خدا ابلیس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ بزرگ و برتر نے میری دعا قبول کر لی ہے اور میری امت کو بخش دیا تو اس نے مٹی لی اور اسے اپنے سر پر ڈالنے لگا اور واویلا کرنے اور چیخنے چلانے لگا چنانچہ اس کی بدحواسی اور اضطراب نے مجھے ہنسنے پر مجبور کر دیا۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

چونکہ اس حدیث کے ظاہری مفہوم سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ امت کو مغفرت عام سے نوازا گیا ہے کہ حقوق اللہ بھی بخش دیئے ہیں اور حقوق العباد بھی اس لئے بہتر یہ ہے کہ حدیث کے مفہوم میں یہ قید لگا دی جائے کہ اس مغفرت عام کا تعلق ان لوگوں کے ساتھ جو اس سال حج کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، یا یہ بات اس شخص کے حق میں ہے جس کا حج مقبول ہو بایں طور کہ اس کے حج میں فسق وفجور کی کوئی بات نہ ہو۔

یا پھر یہ کہ مفہوم اس ظالم پر محمول ہے جس کو توبہ کی توفیق ہوئی اور اس نے صدق نیت اور اخلاص کے ساتھ توبہ کی مگر حق کی واپسی سے عاجز ومعذور رہا۔ پھر یہ کہ رحمت خداوندی جسے چاہے اپنے دامن میں چھپا سکتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت اور مغفرت عام کے سلسلہ میں فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہر مسلمان کو حاصل ہو گی خواہ وہ صالح ہو یا گنہگار، اور اس کی صورت یہ ہو گی کہ اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی وجہ سے جنت میں صالح اور نیکوکار لوگوں کے تو درجات بلند کرے گا اور اکثر

گنہگاروں کو بخش کر جنت میں داخل کرے گا۔ اب رہ گئے وہ لوگ جو دوزخ میں ہوں گے تو ان کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا اثر یہ ہوگا کہ ان کے عذاب میں تخفیف اور مدت عذاب میں کمی کر دی جائے گی۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور بخشش بھی ان شاء اللہ ہر مسلمان کو حاصل ہوگی خواہ وہ صالح ہو یا گنہگار۔ بایں طور کہ جنت میں صالح و نیکوکاروں کے درجات اس جزاء و انعام سے زیادہ بلند ہوں گے جس کا وہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے مستحق ہوگا۔ اور فاجر و گنہگار کے حق میں اس کی مغفرت یہ ہوگی کہ یا تو انہیں اپنے فضل و کرم سے بغیر عذاب ہی کے جنت میں داخل کر دے گا یا پھر ان کے عذاب کی شدت میں کمی کر دے گا جو مغفرت ہی کی ایک نوع ہے۔

باب وَقْتِ الْاِفَاضَةِ مِنْ جَمْعٍ

یہ باب ہے کہ مزدلفہ سے روانہ ہونے کا وقت

3047 - اَخْبَرَنَا اِسْمَاعِيْلُ بْنُ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ اَبِىْ اِسْحَاقَ عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ شَهِدْتُ عُمَرَ بِجَمْعٍ فَقَالَ اِنَّ اَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوْا لَا يُفِيْضُوْنَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَيَقُوْلُوْنَ اَشْرِقْ ثَبِيْرُ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَالَفَهُمْ ثُمَّ اَفَاضَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

☆☆ عمرو بن میمون بیان کرتے ہیں: میں مزدلفہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا' انہوں نے ارشاد فرمایا: زمانہ جاہلیت کے لوگ اس وقت تک روانہ نہیں ہوتے تھے' جب تک سورج نہیں نکل آتا تھا' وہ یہ کہا کرتے تھے: اے ثبیر (پہاڑ)! تو روشن ہو جا! نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی مخالفت کی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے سے پہلے ہی وہاں سے روانہ ہو گئے۔

مزدلفہ سے روانگی کا وقت طلوع شمس سے پہلے ہے

حضرت محمد بن قیس بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ایام جاہلیت میں (یعنی اسلام سے پہلے) لوگ عرفات سے اس وقت واپس ہوتے جب آفتاب غروب ہونے سے پہلے مردوں کے چہروں پر پگڑیوں کی طرح نظر آتا (یعنی عرفات سے غروب آفتاب سے پہلے چلتے) اور مزدلفہ سے طلوع آفتاب کے بعد اس وقت روانہ ہوتے جب آفتاب مردوں کے چہروں پر پگڑیوں کی طرح نظر آتا، مگر ہم عرفات سے اس وقت تک نہیں چلیں گے جب تک کہ آفتاب غروب نہ ہو جائے اور مزدلفہ سے ہم سورج نکلنے سے پہلے روانہ ہوں گے کیونکہ ہمارا طریقہ بت پرستوں اور مشرکین سے مختلف ہے۔ (مشکوۃ المصابیح)

مطلب یہ ہے کہ ایام جاہلیت میں لوگ عرفات سے ایسے وقت چلتے تھے جب آفتاب آدھا تو غروب ہو چکا ہوتا اور اس کا آدھا حصہ باہر ہوتا آفتاب کی اسی صورت کو پگڑی سے مشابہت دی گئی ہے کہ آفتاب کا آدھا گرد وہ پگڑی کی شکل کا ہوتا ہے، اسی

3047-اخرجه البخاري في الحج، باب متى يدفع من جمع (الحديث 1684)، و في مناقب الانصار، باب ايام الجاهلية (الحديث 3838) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الصلاة بجمع (الحديث 1938) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء ان الافاضة من جمع قبل طلوع الشمس (الحديث 896) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب الوقوف بجمع (الحديث 3022) . تحفة الاشراف (10616) .

طرح مزدلفہ سے ایسے وقت روانہ ہوتے جب آفتاب کا آدھا حصہ طلوع ہو چکا ہوتا اور آدھا حصہ اندر رہتا۔
صاحب مشکوٰۃ کو اس کی تحقیق نہیں ہو سکی تھی کہ یہ روایت کس نے نقل کی ہے، چنانچہ مشکوٰۃ کے اصل نسخہ میں لفظ رواہ کے بعد جگہ چھوٹی ہوئی ہے البتہ ایک دوسرے صحیح نسخہ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان وقال خطبنا وساقه نحوه ۔ثُمَّ أَفِيضُوا مِنْ حَيْثُ أَفَاضَ النَّاسُ وَاسْتَغْفِرُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔
پھر جہاں سے اور لوگ واپس ہوں وہیں سے تم بھی واپس ہو اور خدا سے بخشش مانگو بیشک خدا بخشنے والا اور رحمت کرنے والا ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: "ثم" یہاں پر خبر کا خبر پر عطف ڈالنے کے لئے ہے تاکہ ترتیب ہو جائے، گویا کہ عرفات میں ٹھہرنے والے کو حکم ملا کہ وہ یہاں سے مزدلفہ جائے تاکہ مشعر الحرام کے پاس اللہ تعالیٰ کا ذکر کر سکے، اور یہ بھی فرما دیا کہ وہ تمام لوگوں کے ساتھ عرفات میں ٹھہرے، جیسے کہ عام لوگ یہاں ٹھہرتے تھے البتہ قریشیوں نے فخر و تکبر اور نشان امتیاز کے طور پر یہ ٹھہرالیا تھا کہ وہ حدِ حرم سے باہر نہیں جاتے تھے، اور حرم کی آخری حد پر ٹھہر جاتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم اللہ والے ہیں اسی کے شہر کے رئیس ہیں اور اس کے گھر کے مجاور ہیں، صحیح بخاری شریف میں ہے کہ قریش اور ان کے ہم خیال لوگ مزدلفہ میں ہی رک جایا کرتے تھے اور اپنا نام حمس رکھتے تھے باقی کل عرب عرفات میں جا کر ٹھہرتے تھے اور وہیں سے لوٹتے تھے اسی لئے اسلام نے حکم دیا کہ جہاں سے عام لوگ لوٹتے ہیں تم وہی سے لوٹا کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت مجاہد، حضرت عطاء، حضرت قتادہ، حضرت سدی رضی اللہ عنہم وغیرہ یہی فرماتے ہیں، امام ابن جریر بھی اسی تفسیر کو پسند کرتے ہیں اور اسی پر اجماع بتاتے ہیں، مسند احمد میں ہے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرا اونٹ عرفات میں گم ہو گیا میں اسے ڈھونڈنے کے لئے نکلا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ٹھہرے ہوئے دیکھا کہنے لگا یہ کیا بات ہے کہ یہ حمس ہیں اور پھر یہاں حرم کے باہر آ کر ٹھہرے ہیں،

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ افاضہ سے مراد یہاں مزدلفہ سے رمی جمار کے لئے منیٰ کو جاتا ہے، واللہ اعلم، اور الناس سے مراد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں، بعض کہتے ہیں مراد امام ہے، ابن جریر فرماتے ہیں اگر اس کے خلاف اجماع کی حجت نہ ہوتی تو یہی قول راجح رہتا۔ پھر استغفار کا ارشاد ہوتا ہے جو عموماً عبادات کے بعد فرمایا جاتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز سے فارغ ہو کر تین مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے (تفسیر ابن کثیر)

باب الرُّخْصَةِ لِلضَّعَفَةِ اَنْ يُصَلُّوا يَوْمَ النَّحْرِ الصُّبْحَ بِمِنًى

یہ باب ہے کہ کمزور لوگوں کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ قربانی کے دن فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر لیں

3048 - اَخْبَرَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ اَشْهَبَ اَنَّ دَاوُدَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُمْ اَنَّ عَمْرَو بْنَ دِيْنَارٍ حَدَّثَهُ اَنَّ عَطَاءَ بْنَ اَبِیْ رَبَاحٍ حَدَّثَهُمْ اَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

3048-تقدم (الحديث 3033) .

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِىْ ضَعَفَةِ اَهْلِهٖ فَصَلَّيْنَا الصُّبْحَ بِمِنًى وَّرَمَيْنَا الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے خاندان کے کمزور افراد کے ہمراہ بھجوا دیا تھا' تو ہم نے منیٰ میں صبح کی نماز ادا کر لی تھی اور ہم نے جمرہ کو کنکریاں بھی مار لی تھیں۔

3049 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحِيْمِ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَآئِشَةَ قَالَتْ وَدِدْتُ اَنِّىْ اسْتَاْذَنْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اسْتَاْذَنَتْهُ سَوْدَةُ فَصَلَّيْتُ الْفَجْرَ بِمِنًى قَبْلَ اَنْ يَّاْتِىَ النَّاسُ وَكَانَتْ سَوْدَةُ امْرَاَةً ثَقِيْلَةً ثَبِطَةً فَاسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا فَصَلَّتِ الْفَجْرَ بِمِنًى وَّرَمَتْ قَبْلَ اَنْ يَّاْتِىَ النَّاسُ .

☆☆ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میری یہ خواہش تھی کہ میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اُسی طرح اجازت لے لیتی جس طرح سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لی تھی اور میں لوگوں کے آنے سے پہلے ہی منیٰ میں فجر کی نماز ادا کر لیتی۔ سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا ایک بھاری بھر کم خاتون تھیں' انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تھی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اجازت دے دی تھی' انہوں نے فجر کی نماز منیٰ میں ادا کر لی تھی اور لوگوں کے آنے سے پہلے رمی کر لی تھی۔

3050 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ يَّحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِىْ رَبَاحٍ اَنَّ مَوْلًى لِاَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ اَخْبَرَهٗ قَالَ جِئْتُ مَعَ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِىْ بَكْرٍ مِّنًى بِغَلَسٍ فَقُلْتُ لَهَا لَقَدْ جِئْنَا مِنًى بِغَلَسٍ . فَقَالَتْ قَدْ كُنَّا نَصْنَعُ هٰذَا مَعَ مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْكَ .

☆☆ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے غلام یہ بیان کرتے ہیں: میں سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ اندھیرے میں ہی منیٰ آ گیا' میں نے ان سے کہا: ہم اندھیرے میں منیٰ آ گئے ہیں' تو سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جو ہستی تم سے بہتر تھی' ہم نے ان کے ساتھ بھی اسی طرح کیا تھا۔

3051 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ قَالَ حَدَّثَنِىْ مَالِكٌ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ سُئِلَ اُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ وَّاَنَا جَالِسٌ مَعَهٗ كَيْفَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِىْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ حِيْنَ دَفَعَ قَالَ كَانَ يَسِيْرُ الْعَنَقَ فَاِذَا وَجَدَ فَجْوَةً نَصَّ .

☆☆ ہشام بن عروہ اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا' میں اس وقت ان کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا (سوال یہ کیا گیا:) حجۃ الوداع کے موقع پر جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روانہ ہوئے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح چلتے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو آہستہ رفتار سے لے کر چل رہے تھے' لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کشادگی

3049-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب تقديم دفع الضعفة من النساء و غيرهن من مزدلفة الى منى في اواخر الليالي قبل زحمة الناس و استحباب المكث لغيرهم حتى يصلوا الصبح بمزدلفة (الحديث 295) . تحفة الاشراف (17503) .

3050-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1943) بنحوه . تحفة الاشراف (15737) .

3051-تقدم (الحديث 3023) .

پاتے تھے تو اس کی رفتار تیز کر دیتے تھے۔

3052 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ "عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ" . وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِيْنَ هَبَطَ مُحَسِّرًا قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِىْ يُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ" . وَقَالَ قَالَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ كَمَا يَخْذِفُ الْاِنْسَانُ .

☆☆ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' جب لوگ عرفہ کی رات اور مزدلفہ کی صبح روانہ ہوئے' تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے فرمایا:

آرام سے چلو!

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو بھی آرام سے چلا رہے تھے' یہاں تک کہ آپ منیٰ میں داخل ہوئے' نیچے کی طرف اُترتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے اُترے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر لازم ہے' تم جمرہ کو مارنے کے لیے چھوٹی کنکریاں حاصل کرو۔

راوی بیان کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک کے ذریعے اشارہ کر کے بتایا' جس طرح کوئی شخص کنکری چٹکی میں لیتا ہے۔

جمرہ عقبہ سے رمی کی ابتداء کرنے کا بیان

امام قدوری علیہ الرحمہ نے کہا ہے کہ اس کے بعد وہ جمرہ عقبہ سے شروع کرے۔ پس وہ وادی بطن سے اس پر ٹھیکری کی طرح سات کنکریاں پھینکے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب منیٰ تشریف لائے تو کسی چیز پر توقف نہیں کیا حتیٰ کہ جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم پر کنکریاں مارنا لازم ہے البتہ تمہارے بعض کو بعضوں سے تکلیف نہ ہو۔ (طبرانی، ابو داؤد، ابن ماجہ، مسلم)

اور اگر حج کرنے والے نے انگلی کے پورے سے بڑی کنکری پھینکی تو جائز ہے اس لئے کہ اس طرح بھی رمی حاصل ہوگئی۔ ہاں البتہ دوسروں کو اذیت پہنچانے سے بچنے کے لئے بڑا پتھر نہ پھینکے۔ اور اگر اس نے عقبہ کے اوپر سے رمی کی تو وہ بھی کافی ہے۔ کیونکہ جمرہ کے گردونواح میں مقام نسک ہے اور ہماری روایت کردہ حدیث کی بنیاد پر وادی کے اوپر سے رمی کرنا افضل ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کے مطابق ہر کنکری مارنے کے ساتھ تکبیر کہے۔ اور اگر اس نے تکبیر کے مقام پر تسبیح پڑھی تو بھی کافی ہے کیونکہ اللہ کا ذکر اس طرح بھی حاصل ہوگیا۔ اور اللہ ذکر کرنا یہ رمی

3052-تقدم (الحديث 3020) .

کے آداب میں سے ہے۔

نبی کریم ﷺ جمرہ عقبہ کے پاس نہیں ٹھہرے تھے اور وہ پہلی تسبیح کے ساتھ ہی تلبیہ ختم کردے اسی حدیث کی بناء پر جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہم تک پہنچی ہے۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب جمرہ عقبہ کی رمی فرمائی تو آپ ﷺ نے پہلی کنکری کے وقت تلبیہ ختم کردیا تھا۔ (مسلم، ابوداؤد، ابن ماجہ، بخاری)

اس کے بعد کنکری پھینکنے کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کنکری کو اپنے دائیں انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی کی مدد کے ساتھ رمی کرے۔ اور رمی کی مقدار یہ ہے کہ پھینکنے والے سے گرنے کی جگہ تک پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہو۔ حضرت امام حسن علیہ الرحمہ نے حضرت امام اعظم علیہ الرحمہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس نے اس کم کیا تو وہ ڈالنا ہے۔ اور اگر وہ کنکری رکھے تو یا کفایت کرنے والا نہ ہوگا کیونکہ یہ رمی نہیں ہے۔

اور اگر اس نے رمی کی اور جمرہ کے قریب گری تو اس کے لئے کافی ہے کیونکہ اتنی مقدار سے بچنا ممکن نہیں ہے اور اگر وہ جمرہ سے دور گری تو کافی نہیں ہوگا۔ کیونکہ اس طرح اس کی عبادت پہچانی نہ گئی ہاں البتہ ایک خاص مقام تک ہے۔

رمی جمرات کا مفہوم

جمار دراصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور جمار حج ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے جاتے ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے جمرات کہتے ہیں۔

جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔ (۱) جمرہ اولیٰ۔ (۲) جمرہ وسطیٰ۔ (۳) مرہ عقبہ۔ یہ تینوں جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقرعید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی جمار کرنے کے وقت میں مذاہب فقہاء

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن کو چاشت کے وقت (یعنی زوال سے پہلے) منارے پر کنکریاں پھینکیں اور بعد کے دنوں میں دوپہر ڈھلنے کے بعد کنکریاں پھینکیں۔ (بخاری ومسلم)

ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔

علامہ ابن ہمام حنفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارھویں تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارھویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اب اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرھویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جاسکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد

کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا
مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس
ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔
اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں مناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف مناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔

حدیث پاک میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو پہلے سے روانہ کر دیا اور ان سے فرمایا کہ رمی جمرہ عقبہ آفتاب طلوع ہونے کے بعد ہی کرنا، چنانچہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کا مسلک یہی ہے کہ رمی جمرہ عقبہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد شروع ہوتا ہے لیکن بعض روایت میں یہ منقول ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے بس اتنا ہی فرمایا تھا کہ جاؤ اور رمی جمرہ عقبہ کرو، اس روایت میں طلوع آفتاب کی قید نہیں ہے، چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد نے اسی روایت پر عمل کیا کہ ان کے ہاں رمی جمرہ عقبہ کا وقت نصف شب کے بعد ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔

رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ یا راستہ سے لے لی جائیں

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے جو (مزدلفہ سے منیٰ آتے ہوئے) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، بیان کیا کہ جب عرفہ کی شام کو (عرفات سے مزدلفہ آتے ہوئے) اور مزدلفہ کی صبح کو (مزدلفہ سے منیٰ جاتے ہوئے) لوگوں نے سواریوں کو تیزی سے ہانکنا اور مارنا شروع کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اطمینان و آہستگی کے ساتھ چلنا تمہارے لئے ضروری ہے اور اس وقت خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی کو روکے ہوئے بڑھا رہے تھے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادی محسر میں جو منیٰ (کے قریب مزدلفہ کے آخری حصہ) میں ہے پہنچے تو فرمایا کہ تمہیں (اس میدان سے) خذف کی کنکریاں اٹھا لینی چاہئیں جو جمرہ (یعنی مناروں) پر ماری جائیں گی۔ اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک برابر لبیک کہتے رہے تھے (یعنی جمرہ عقبہ پر پہلی کنکری ماری تو لبیک کہنا موقوف کر دیا)۔ (مسلم)

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔

خذف اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی گٹھلی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔ اور یہاں خذف کی مانند کنکریوں سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو چنے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھا لو جو رمی جمار کے کام آئیں گی۔

اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے اور یا جہاں سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں جمرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو جمرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے اگر کوئی شخص جمرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمنی نے شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے رمی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔

اس بارے میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے کام آ ئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منیٰ کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں سکون ووقار تھا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون واطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان محسر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے رمی کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری ومسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم وتاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت ووداع کیا، پھر اگلے سال یعنی بارہ ہجری کے ماہ ربیع الاول میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔

صاحب مشکوٰۃ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ صاحب مصابیح نے اس حدیث کو پہلی فصل میں نقل کیا ہے، جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث صحیحین یعنی بخاری ومسلم کی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ بلکہ یہ ترمذی کی روایت ہے۔ اس لئے صاحب مصابیح کو چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس روایت کو پہلی فصل کی بجائے دوسری فصل میں نقل کرتے۔ اگرچہ اس صورت میں تقدیم وتاخیر کا اعتراض پھر بھی باقی رہتا۔

رمی جمار کے وقت تکبیر کہنے کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ (رمی کے لئے) جمرہ کبریٰ (یعنی جمرہ عقبہ) پر پہنچے تو (اس طرح کھڑے ہوئے کہ) انہوں نے خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف کیا اور منیٰ کو دائیں طرف اور پھر انہوں نے سات کنکریاں (اس طرح) پھینکیں کہ ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہتے تھے، پھر انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح اس ذات گرامی (یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے پھینکی ہیں جس پر سورہ بقرہ نازل ہوئی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔

رمی جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ بیہقی کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللّٰھم اجعلہ حجا مبرورا وذنبا

مغفوراً عملا مشكوراً) .

یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورہ بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام وافعال مذکور ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مناروں پر کنکریاں مارنا اور صفا اور مروہ کے درمیان پھرنا ذکر اللہ کے قیام کے لئے ہے (ترمذی، دارمی) امام ترمذی نے فرمایا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ظاہری طور پر یہ فعل ایسے ہیں کہ ان کا عبادت ہونا معلوم نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ یہ دونوں فعل اللہ تعالیٰ کے ذکر کو قائم کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہیں، چنانچہ یہ معلوم ہی ہے کہ ہر کنکری مارتے وقت تکبیر سنت اور سعی کے دوران وہ دعائیں پڑھنا بھی سنت ہے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

رمی کی کنکریوں میں کمی یا زیادتی کرنے کا بیان

رمی جمار حج کے واجبات سے ہے، جن جمرات کی رمی کی جاتی ہے ان میں سے ہر ایک کی رمی کے وقت سات کا عدد پورا کرنا رمی کا رکن ہے، تاہم چار یا اس سے زیادہ کنکریاں مارنے سے بھی یہ رکن ادا ہو جاتا ہے، تین یا اس سے کم کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا نہیں ہوتا، اسی لئے اگر کسی حاجی صاحب نے تین یا اس سے کم کنکریاں ماری ہوں تو ان پر دم واجب ہوگا جس طرح مطلقاً رمی نہ کرنے والے پر واجب ہوتا ہے، اگر وہ دوبارہ سات کنکریاں مار لیں تو دم واجب نہ ہوگا، اس طرح چار یا اس سے زائد کنکریاں ماری جائیں تو رمی کا رکن ادا ہو جائے گا اور دم واجب نہ ہوگا، تاہم جتنی کنکریاں کم ہونگی ہر ایک کے بدلہ صدقہ واجب ہوگا۔

صدقہ کی مقدار گیہوں دینے کی صورت میں آدھا صاع یعنی سوا کلو اور جو یا کھجور دینا چاہیں تو ایک صاع یعنی ڈھائی کلو ہے، ایک صاع 2، کلو 212، گرام کے برابر ہوتا ہے اور آدھا صاع ایک کلو 104، گرام کے معادل ہوتا ہے، بطور احتیاط آدھے صاع کیلئے سوا کلو اور ایک صاع کیلئے ڈھائی کلو صدقہ کرنا چاہیے۔ شمالی ہند کے علماء کے پاس آدھا صاع ایک کلو 590، گرام اور ایک صاع تین کلو، 180، گرام ہوتا ہے۔

اگر کسی شخص کو اس امر میں شک ہو کہ اس نے چھ کنکریاں ماری ہیں یا سات، اور شک دور کرنے کیلئے اس نے ایک اور کنکری ماری جبکہ وہ سات کنکریاں مار چکا تھا تو کوئی حرج نہیں بالارادہ سات سے زائد کنکریاں مارنا مکروہ تنزیہی ہے۔

جیسا کہ مناسک ملا علی قاری مع حاشیہ ارشاد الساری، فصل فی احکام الرمی وشرائطہ وواجباتہ، ص 275، میں ہے: (التاسع اتمام العدد او اتيان اكثره) وفيه ان هذا ركن الرمي لاشرطه (فلونقص الاقل منها) اى من السبعة بان رمى اربعة وترك ثلاثة او اقل (لزمه جزاؤه) اى كماسياتى (مع الصحة) اى مع صحة رميه لحصول ركنه (ولوترك الاكثر) اى بان رمى ثلاثة او اقل (فكانه لم يرم)اى حيث انه يجب عليه دم كما لو ترك الكل

نیز اس کے ص 277، میں ہے: (ولورمی اکثر من سبعة یکره) ای اذا رماه عن قصد واما اذا شك فی السابع ورماه وتبین انه ثامن فانه لایضره هذا ۔ صدقہ کے متعلق ص 436، میں ہے: (فالمراد نصف صاع من بر او صاع من غیره) کالتمر والشعیر۔

رمی کی تاخیر میں وجوب دم میں مذاہب اربعہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ قربانی کے دن منیٰ میں لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (تقدیم وتاخیر کے سلسلہ میں) مسائل دریافت کر رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم جواب میں یہی فرماتے تھے کہ کوئی حرج نہیں ہے چنانچہ ایک شخص نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ میں نے شام ہونے کے بعد کنکریاں ماری ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں ہے۔ (بخاری)

دوسرے ائمہ (ثلاثہ) کا مسلک تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قربانی کے دن کنکریاں مارنے میں اتنی تاخیر کرے کہ آفتاب غروب ہو جائے تو اس پر دم واجب ہوگا، چنانچہ ان کے نزدیک حدیث میں شام کے بعد سے مراد بعد عصر ہے۔

احناف کے نزدیک اس بارے میں تفصیل ہے اور وہ یہ کہ دسویں ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے کا وقت کنکریاں مارنے کے لئے وقت جواز ہے مگر اساءۃ کے ساتھ، یعنی اگر کوئی شخص طلوع فجر کے بعد ہی کنکریاں مارے تو یہ جائز ہو جائے گا مگر یہ اچھا نہیں ہوگا۔ طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب تک کا وقت، وقت مسنون ہے۔ زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک کا وقت، وقت جواز ہے مگر بغیر اساءۃ کے یعنی اگر کوئی شخص زوال آفتاب کے بعد سے غروب آفتاب تک کے کسی حصہ میں کنکریاں مارے تو یہ جائز بھی ہوگا اور اس کے بارے میں یہ بھی نہیں کہیں گے کہ اس نے اچھا نہیں کیا۔ البتہ وقت مسنون کی سعادت اسے حاصل نہیں ہوگی۔ اور غروب آفتاب کے بعد یعنی رات کا وقت، وقت جواز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

مگر اتنی بات ذہن میں رہے کہ کراہت اس صورت میں ہے جب کہ کوئی شخص بلا عذر اتنی تاخیر کرے کہ آفتاب بھی غروب ہو جائے اور پھر وہ رات میں کنکریاں مارے، چنانچہ اگر چرواہے یا ان کے مانند وہ لوگ جو کسی عذر کی بناء پر رات ہی میں کنکریاں مار سکتے ہوں تو ان کے حق میں کراہت نہیں ہے، البتہ اس حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ سائل کوئی چرواہا ہوگا جس نے شام کے بعد یعنی رات میں کنکریاں ماریں اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں فرمایا کہ تم چونکہ دن میں کنکریاں مارنے سے معذور تھے اس لئے رات میں کنکریاں مارنے کی وجہ سے تم پر کوئی گناہ نہیں۔

علامہ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بلا عذر رمی کنکریاں مارنے میں اتنی تاخیر کرے کہ صبح ہو جائے تو وہ رمی کرے گا مگر اس پر بطور جزاء دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہو جائے گا، یہ حضرت امام اعظم کا قول ہے صاحبین کا اس سے اختلاف ہے۔

یوم نحر کے بعد کے دو دنوں یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں کنکریاں مارنے کا وقت مسنون زوال آفتاب

کے بعد سے غروب آفتاب تک ہے اور غروب آفتاب کے بعد سے فجر طلوع ہونے تک مکروہ ہے، لہٰذا فجر طلوع ہوتے ہی حضرت امام اعظم کے نزدیک وقت ادا ختم ہو جاتا ہے جب کہ صاحبین یعنی حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد کے نزدیک وقت ادا طلوع فجر کے بعد بھی باقی رہتا ہے، گویا رمی کا وقت طلوع فجر کے بعد بالاتفاق باقی رہتا ہے فرق صرف اتنا ہے کہ اس وقت کی رمی حضرت امام اعظم کے ہاں وقت قضا میں ہوگی اور صاحبین کے ہاں وقت ادا ہی میں! اور چوتھے دن یعنی ذی الحجہ کی تیرہویں تاریخ کو آفتاب غروب ہوتے ہی متفقہ طور پر سب کے نزدیک رمی کا وقت ادا بھی فوت ہو جاتا ہے اور وقت قضا بھی ہے۔

باب الْإِيضَاعِ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ

یہ باب ہے کہ وادی محسر سے تیزی سے گزرنا

3053 - اَخْبَرَنَا اِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْضَعَ فِي وَادِي مُحَسِّرٍ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسر میں رفتار تیز کر لی تھی۔

شرح

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (منیٰ کے لئے) مزدلفہ سے چلے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار میں سکون و وقار تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے لوگوں کو بھی سکون و اطمینان کے ساتھ چلنے کا حکم دیا۔ ہاں میدان محسر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹنی کو تیز رفتاری کے ساتھ گزارا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حکم دیا کہ خذف کی کنکریوں جیسی (یعنی چنے کی برابر) سات کنکریوں سے رمی کریں، نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صحابہ رضی اللہ عنہم سے) یہ بھی فرمایا کہ شاید اس سال کے بعد میں تمہیں نہیں دیکھوں گا۔ (صاحب مشکوۃ فرماتے ہیں کہ) میں نے یہ حدیث بخاری و مسلم میں تو پائی نہیں۔ ہاں ترمذی میں یہ حدیث کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ مذکور ہے۔ (مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1156)

حدیث کے آخری الفاظ کا مطلب یہ ہے کہ یہ سال میری دنیاوی زندگی کا آخری سال ہے، آئندہ سال میں اس دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا، اس لئے تم لوگ مجھ سے دین کے احکام اور حج کے مسائل سیکھ لو۔ چنانچہ اسی وجہ سے اس حج کو حجۃ الوداع کہا جاتا ہے کہ اسی حج کے موقعہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین کے احکام پورے طور پر لوگوں تک پہنچا دیئے اور اپنے صحابہ کو رخصت و وداع کیا۔

3054 - اَخْبَرَنِي اِبْرَاهِيمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيهِ

3053-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الافاضة من عرفات (الحديث 886) . تحفة الاشراف (2751) .

3054-انفرد به النسائي . والحديث عند: النسائي في مناسك الحج، التكبير على الصفا (الحديث 2972)، و التهليل على الصفا (الحديث 2973)، و موضع القيام على المروة (الحديث 2984)، وعدد الحصى التي يرمى بها الجمار (الحديث 3076) . تحفة الاشراف (2623 و 2636) .

قَالَ دَخَلْنَا عَلٰی جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ حَجَّةِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَفَعَ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ وَاَرْدَفَ الْفَضْلَ بْنَ الْعَبَّاسِ حَتّٰی اَتٰی مُحَسِّرًا حَرَّكَ قَلِیْلًا ثُمَّ سَلَكَ الطَّرِیْقَ الْوُسْطٰی الَّتِیْ تُخْرِجُكَ عَلَی الْجَمْرَةِ الْكُبْرٰی حَتّٰی اَتَی الْجَمْرَةَ الَّتِیْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ فَرَمٰی بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ یُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا حَصَی الْخَذْفِ رَمٰی مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ ۔

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں بتائیں! تو انہوں نے بتایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سورج نکلنے سے پہلے مزدلفہ سے روانہ ہو گئے تھے' آپ نے اپنے پیچھے حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کو بٹھا لیا تھا' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وادیٔ محسر میں تشریف لائے' تو آپ نے اپنی سواری کی رفتار کو ذرا سا تیز کر لیا' پھر اُس کے بعد آپ درمیانی راستے پر چلتے ہوئے گئے' یہ وہی راستہ ہے' جو آپ کو بڑے جمرہ تک لے جاتا ہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس جمرہ کے پاس تشریف لائے' جو درخت کے پاس ہے' آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں' ان میں سے ہر ایک کنکری کے ہمراہ آپ نے تکبیر کہی' آپ نے چھوٹی کنکریاں ماری تھیں' آپ نے بطن وادی (وادی کے نشیبی حصے سے یا درمیانی حصے سے) کنکریاں ماری تھیں۔

شرح

عرفہ کے دن شام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب میدان عرفات سے مزدلفہ کو چلے تو اس وقت حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ "خذف" اصل میں تو چھوٹی کنکری یا کھجور کی گٹھلی دونوں شہادت کی انگلیوں میں رکھ کر پھینکنے کو کہتے ہیں۔

اور یہاں "خذف کی مانند کنکریوں" سے مراد یہ ہے کہ چھوٹی چھوٹی کنکریاں جو چنے کے برابر ہوتی ہیں یہاں سے اٹھا لو جو رمی جمار کے کام آئیں گی۔ اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ رمی جمار کے واسطے کنکریاں مزدلفہ سے روانگی کے وقت وہیں سے یا راستہ میں سے اور یا جہاں سے جی چاہے لے لی جائیں ہاں جمرہ کے پاس سے وہ کنکریاں نہ لی جائیں جو جمرہ پر ماری جا چکی ہیں کیونکہ یہ مکروہ ہے ویسے اگر کوئی شخص جمرہ کے پاس ہی سے پہلے پھینکی گئی کنکریاں اٹھا کر مارے تو یہ جائز تو ہو جائے گا مگر خلاف اولیٰ ہوگا۔ چنانچہ شمنی نے شرح نقایہ میں لکھا ہے کہ ان کنکریوں سے رمی کافی ہو جائے گی مگر ایسا کرنا برا ہے۔ اس بارہ میں بھی اختلافی اقوال ہیں کہ کنکریاں کتنی اٹھائی جائیں؟ آیا صرف اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے لئے سات کنکریاں اٹھائی جائیں یا ستر کنکریاں اٹھائی جائیں جن میں سات تو اسی دن رمی جمرہ عقبہ کے کام آئیں اور تریسٹھ بعد کے تینوں دنوں میں تینوں جمرات پر پھینکی جائیں گی۔

باب التَّلْبِيَةِ فِي السَّيْرِ

یہ باب ہے کہ چلتے ہوئے تلبیہ پڑھنا

3055 - اَخْبَرَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ عَنْ سُفْيَانَ - وَهُوَ ابْنُ حَبِيْبٍ - عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ جُرَيْجٍ وَّعَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ اَبِي سُلَيْمَانَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ (وہ فرماتے ہیں:) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو کنکریاں مارلیں۔

3056 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَبّٰى حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ کو کنکریاں مارلیں۔

باب الْتِقَاطِ الْحَصَى

یہ باب ہے کہ کنکریاں چن لینا

3057 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الدَّوْرَقِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِي الْعَالِيَةِ قَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ قَالَ لِي رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ عَلٰى رَاحِلَتِهِ "هَاتِ الْقُطْ لِي" . فَلَقَطْتُ لَهُ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَلَمَّا وَضَعْتُهُنَّ فِي يَدِهِ قَالَ بِاَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ "وَاِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّ فِي الدِّيْنِ فَاِنَّمَا اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمُ الْغُلُوُّ فِي الدِّيْنِ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' عقبہ سے اگلے دن صبح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ادھر آ ؤ اور مجھے کنکریاں چن دو' تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کنکریاں چن کر دیں' جو چھوٹی سی تھیں' جب میں نے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس میں رکھیں' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس طرح کی (کنکریاں مارنی چاہئیں) اور دین

3055-اخرجه البخاري في الحج، باب التلبية و التكبير غداة النحر حين يرمي الجمرة و الارتداف في السير (الحديث 1685) . و اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب ادامة الحاج التلبية حتى يشرع في رمي جمرة العقبة يوم النحر (الحديث 267) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب متى يقطع التلبية (الحديث 1815) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء متى تقطع التلبية في الحج (الحديث 918) . تحفة الاشراف (11050) .

3056-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (5485) .

3057-اخرجه النسائي في مناسك الحج، قدر حصى الرمي (الحديث 3059) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب قدر حصى الرمي (الحديث 3029) . تحفة الاشراف (5427) .

میں غلو کرنے سے پرہیز کرنا چاہیے' کیونکہ تم سے پہلے کے لوگ دین میں غلو کرنے کی وجہ سے ہلاکت کا شکار ہو گئے تھے۔

باب مِنْ اَيْنَ يُلْتَقَطُ الْحَصَى

یہ باب ہے کہ آدمی کنکریاں کہاں سے چُنے گا؟

3058 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِىْ اَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ اَبِىْ مَعْبَدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلنَّاسِ حِيْنَ دَفَعُوْا عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَغَدَاةَ جَمْعٍ "عَلَيْكُمْ بِالسَّكِيْنَةِ" . وَهُوَ كَافٌّ نَاقَتَهُ حَتّٰى اِذَا دَخَلَ مِنًى فَهَبَطَ حِيْنَ هَبَطَ مُحَسِّرًا قَالَ "عَلَيْكُمْ بِحَصَى الْخَذْفِ الَّذِىْ تُرْمٰى بِهِ الْجَمْرَةُ" . قَالَ وَالنَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيْرُ بِيَدِهٖ كَمَا يَخْذِفُ الْاِنْسَانُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت لوگوں سے یہ فرمایا جب وہ لوگ عرفہ کی شام اور مزدلفہ کی صبح روانہ ہوئے تھے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:)

تم سکون سے چلو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی اپنی سواری کو آہستہ روی سے لے کر چل رہے تھے' یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں داخل ہوئے' تو وادیٔ محسر میں آپ نیچے کی طرف آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم چھوٹی کنکریاں چننا' جن کے ذریعے جمرہ کو کنکریاں ماری جائیں گی۔

راوی بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس کے ذریعے اشارہ کرتے ہوئے یہ بتایا کہ چھوٹی کنکریاں لینی ہیں۔

باب قَدْرِ حَصَى الرَّمْيِ

یہ باب ہے کہ رمی کے لیے لی جانے والی کنکریوں کی مقدار

3059 - اَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَوْفٌ قَالَ حَدَّثَنَا زِيَادُ بْنُ حُصَيْنٍ عَنْ اَبِى الْعَالِيَةِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَدَاةَ الْعَقَبَةِ وَهُوَ وَاقِفٌ عَلٰى رَاحِلَتِهٖ "هَاتِ الْقُطْ لِىْ" . فَلَقَطْتُ لَهٗ حَصَيَاتٍ هُنَّ حَصَى الْخَذْفِ فَوَضَعْتُهُنَّ فِىْ يَدِهٖ وَجَعَلَ يَقُوْلُ بِهِنَّ فِىْ يَدِهٖ وَوَصَفَ يَحْيٰى تَحْرِيْكَهُنَّ فِىْ يَدِهٖ بِاَمْثَالِ هٰؤُلَاءِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم' عقبہ کی صبح' جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی سواری پر سوار تھے فرمایا: ادھر آؤ اور مجھے کنکریاں چن دو! تو میں نے آپ کے لیے کنکریاں چن دیں' جو چھوٹی چھوٹی تھیں' جب میں نے وہ

3058-تقدم (الحديث 3020) .

3059-تقدم (الحديث 3057) .

آپ ﷺ کے دست اقدس میں رکھیں تو آپ ﷺ انہیں ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ میں منتقل کرنے لگے۔
یحییٰ نامی راوی نے اپنے ہاتھ کو حرکت دے کر بتایا: اس طرح حرکت دینے سے مراد یہ ہے اس طرح کی کنکریاں چننی چاہیے۔

باب الرُّكُوبِ اِلَى الْجِمَارِ وَاسْتِظْلَالِ الْمُحْرِمِ

یہ باب ہے کہ جمرات کی طرف سوار ہو کر جانا اور احرام والے شخص کا سائے میں آنا

حالت احرام میں سر پر سایہ کرنے کا بیان

3060 - اَخْبَرَنِیْ عَمْرُو بْنُ هِشَامٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحِیْمِ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَبِیْ اُنَیْسَةَ عَنْ یَحْیَی بْنِ الْحُصَیْنِ عَنْ جَدَّتِهٖ اُمِّ حُصَیْنٍ قَالَتْ حَجَجْتُ فِیْ حَجَّةِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرَاَیْتُ بِلَالًا یَقُوْدُ بِخِطَامِ رَاحِلَتِهٖ وَاُسَامَةَ بْنَ زَیْدٍ رَافِعٌ عَلَیْهِ ثَوْبَهٗ یُظِلُّهٗ مِنَ الْحَرِّ وَهُوَ مُحْرِمٌ حَتّٰی رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ ثُمَّ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَاَثْنٰی عَلَیْهِ وَذَكَرَ قَوْلًا كَثِیْرًا .

☆☆ سیدہ اُم حصین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: میں نے نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ حج کیا ہے میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ نبی اکرم ﷺ کی سواری کی لگام پکڑ کر چل رہے تھے جبکہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنی چادر نبی اکرم ﷺ پر بلند کر کے اس کے ذریعے آپ ﷺ کو گرمی سے بچنے کے لیے سایہ فراہم کر رہے تھے حالانکہ نبی اکرم ﷺ اُس وقت احرام باندھے ہوئے تھے یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں۔

شرح

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک پر کپڑے سے اس طرح سایہ کر رکھا تھا کہ وہ کپڑا اونچا ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک سے لگتا نہیں تھا۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ وہ سایہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک سر پر چھتر کی مانند ایک چیز اٹھائے ہوئے تھے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محرم کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اپنے سر پر کسی چیز سے سایہ کر لے بشرطیکہ سایہ کرنے والی چیز اس کے سر کو نہ لگے، چنانچہ اکثر علماء کا یہی قول ہے لیکن حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد نے اسے مکروہ کہا ہے۔

جمرہ عقبہ کی رمی کا بیان

3061 - اَخْبَرَنَا اِسْحَاقُ بْنُ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ اَنْبَاَنَا وَكِیْعٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَیْمَنُ بْنُ نَابِلٍ عَنْ قُدَامَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ

3060-اخرجه مسلم في مناسك الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا و بيان قوله صلى الله عليه وسلم (لتا خذوا مناسككم) (الحديث 311 و 312) و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في المحرم يظلل (الحديث 1834) مختصراً . تحفة الاشراف (18310) .

رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْمِیْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ یَوْمَ النَّحْرِ عَلٰی نَاقَةٍ لَّهٗ صَهْبَاءَ لَا ضَرْبَ وَلَا طَرْدَ وَلَا اِلَیْكَ اِلَیْكَ .

☆☆ حضرت قدامہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے قربانی کے دن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا' آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی' آپ اپنی سواری پر سوار تھے' جس کا نام صہباء تھا' وہاں کوئی مار پیٹ کوئی دھکم پیل' کوئی ہٹو بچو نہیں تھی۔

3062 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِیٍّ قَالَ حَدَّثَنَا یَحْیَی بْنُ سَعِیْدٍ قَالَ اَنْبَاَنَا ابْنُ جُرَیْجٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ اَبُو الزُّبَیْرِ اَنَّهٗ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ یَقُوْلُ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَرْمِی الْجَمْرَةَ وَهُوَ عَلٰی بَعِیْرِهٖ وَهُوَ یَقُوْلُ "یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مَنَاسِكَكُمْ فَاِنِّیْ لَا اَدْرِیْ لَعَلِّیْ لَا اَحُجُّ بَعْدَ عَامِیْ هٰذَا" .

☆☆ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اونٹ پر سوار ہو کر جمرہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! حج کے اعمال کی تعلیم حاصل کرلو' کیونکہ مجھے یہ نہیں معلوم شاید اس سال کے بعد میں حج نہ کرسکوں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نگاہ فراست کا بیان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مرض وفات کے ایام میں ایک دن، یا جیسا کہ ایک روایت میں وضاحت بھی ہے، وفات سے پانچ راتیں پہلے) منبر پر تشریف فرما ہوئے اور (ہمیں خطاب کرتے ہوئے) فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک بندہ کو دونوں چیزوں کے درمیان اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو وہ اس دنیا کی بہار کا انتخاب کرلے جو اللہ دینا چاہے (یا جو خود لینا چاہے) اور چاہے اس چیز کا انتخاب کرلے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (یعنی آخرت کی نعمتیں) پس اس بندہ نے اللہ کے ہاں کی نعمتوں (اور آخرت کے اجر و ثواب) کا انتخاب کرلیا ہے (کیونکہ اصل اور ابدی نعمتیں تو وہی ہیں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر) ایک دم رو پڑے اور عرض کیا: (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہماری جانوں کا نذرانہ کچھ کارگر ہوسکے تو) ہم آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قربان ہوں، ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوجائیں۔ ہم لوگوں (یعنی وہاں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر سخت حیرت ہوئی (کہ آخر اس موقع پر جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کا باعث کیا چیز بنی ہے!؟ چنانچہ کچھ لوگوں نے تو (آپس میں ایک دوسرے سے) یہ بھی کہا کہ ذرا ان بڑے میاں کو تو دیکھو، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو کسی بندے کا حال بیان فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو دونوں چیزوں کا اختیار دے دیا ہے کہ چاہے دنیا کی بہار کا انتخاب کرے اور چاہے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اور یہ بڑے میاں کہہ رہے ہیں کہ (یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر

3061-اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في كراهية طرد الناس عند رمي الجمار (الحديث 903) . و اخرجه الترمذي في المناسك، باب رمي الجمار راكبًا (الحديث 3035) تحفة الاشراف (11077) .

3062-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب رمي جمرة العقبة يوم النحر راكبًا و بيان قوله صلى الله عليه وسلم: لتأخذوا مناسككم (الحديث 310) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1970) . تحفة الاشراف (2804)

قربان ہوں ہمارے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہو جائیں !؟ (لیکن مراد خود اپنی ذات مبارک تھی) بلاشبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تمام لوگوں میں سب سے زیادہ دانا تھے (انہوں نے شروع ہی میں اس رمز کو پہچان لیا کہ جس بندہ کو اختیار دیئے جا رہا ہے وہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ (بخاری ومسلم)

یہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے فہم وادراک کا کمال تھا، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سنتے ہی تاڑ لیا کہ ذات رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مفارقت کا وقت قریب آ گیا ہے اور ہمارے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم چند ہی دنوں کے مہمان ہیں انہوں نے یہ حقیقت یا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید علالت قرینہ سے پہنچائی تھی یا انہوں نے اس گہرائی میں جا کر ارشادگرامی کے رمز کو تلاش کیا کہ دنیا کی عزت اور پر بہار نعمتوں سے منہ موڑ لینا اور آخرت کی ابدی حقیقتوں کو برضاء ورغبت اختیار کر لینا وہ وصف ہے جو صرف اللہ کے نیک ترین اور مقرب ترین بندوں کے مقام تسلیم ورضا اور قرب کو ظاہر کرتا ہے، ادھر وہ جانتے ہی تھے کہ اس دنیا کی نعمتیں، مقام سید الانبیاء علیہم السلام کے شایان شان نہیں ہیں، لہٰذا ان کا ذہن اس حقیقت کی طرف منتقل ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم "ایک بندہ" کے ذریعہ دراصل اپنی ذات کی طرف اشارہ فرما رہے ہیں کہ دنیاوی حیات وبقاء کو چھوڑ کر حق اور بقاء حق کو اختیار کر لینے کا فیصلہ کر لیا گیا ہے۔

باب وَقْتِ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ

یہ باب ہے کہ قربانی کے دن جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کا وقت

چاشت کے وقت رمی کرنے کا بیان

3063 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى بْنِ اَيُّوْبَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ الثَّقَفِيُّ الْمَرْوَزِيُّ قَالَ اَنْبَاَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَمٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجَمْرَةَ يَوْمَ النَّحْرِ ضُحًى وَّرَمٰى بَعْدَ يَوْمِ النَّحْرِ اِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ .

☆☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قربانی کے دن چاشت کے وقت جمرہ کی رمی کی تھی' جبکہ قربانی کے دن کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج ڈھلنے کے بعد رمی کی تھی۔

شرح

ضحیٰ دن کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو طلوع آفتاب کے بعد سے زوال آفتاب سے پہلے تک ہوتا ہے، بعد کے دنوں سے مراد ایام تشریق یعنی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ ان دنوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زوال آفتاب کے بعد رمی کی۔ ابن ہمام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ دوسرے دن یعنی گیارہویں تاریخ کو رمی جمار کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہوتا ہے اسی طرح تیسرے دن یعنی بارہویں تاریخ کو بھی رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہی ہوتا ہے۔ اب

3063-اخرجه مسلم في الحج، باب بيان وقت استحباب الرمي (الحديث 314) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1971) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في رمي النحر ضحى (الحديث 894) .

اس کے بعد اگر کوئی شخص مکہ جانا چاہے تو وہ تیرہویں تاریخ کو طلوع فجر سے پہلے جا سکتا ہے اور اگر طلوع فجر کے بعد مکہ جانا چاہے گا تو پھر اس پر اس دن کی رمی جمار واجب ہو جائے گی اب اس کے لئے رمی جمار کئے بغیر مکہ جانا درست نہیں ہوگا ہاں اس دن یعنی تیرہویں تاریخ کو زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی جمار جائز ہو جائے گی۔ اس موقع پر ایک یہ مسئلہ بھی جان لیجئے کہ اگر کوئی شخص کنکریاں مناروں پر پھینکے نہیں بلکہ ان پر ڈال دے تو یہ کافی ہو جائے گا مگر یہ چیز غیر پسندیدہ ہوگی بخلاف مناروں پر کنکریاں رکھ دینے کے کہ یہ اس طرح کافی بھی نہیں ہوگا۔

باب النَّهْيِ عَنْ رَّمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ

یہ باب ہے کہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی کرنے کی ممانعت

3064 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْمُقْرِءُ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ بَعَثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُغَيْلِمَةَ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ عَلٰى حُمُرَاتٍ يَّلْطَحُ اَفْخَاذَنَا وَيَقُوْلُ "اُبَيْنِيَّ لَا تَرْمُوْا جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں بنوعبدالمطلب کے کم سن بچوں کے ہمراہ سرخ اونٹنیوں پر سوار کر کے بھیج دیا تھا' آپ نے ہمارے زانوؤں پر ہاتھ مارتے ہوئے فرمایا تھا:

میرے بچو! سورج نکلنے سے پہلے جمرہ عقبہ کی رمی نہیں کرنا۔

3065 - اَخْبَرَنَا مَحْمُوْدُ بْنُ غَيْلَانَ قَالَ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ السَّرِيِّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدَّمَ اَهْلَهُ وَاَمَرَهُمْ اَنْ لَا يَرْمُوا الْجَمْرَةَ حَتّٰى تَطْلُعَ الشَّمْسُ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اہل خانہ کو پہلے بھیج دیا تھا' اور انہیں یہ ہدایت کی تھی کہ وہ سورج نکلنے سے پہلے جمرہ کی رمی نہ کریں۔

باب الرُّخْصَةِ فِيْ ذٰلِكَ لِلنِّسَآءِ

یہ باب ہے کہ اس بارے میں خواتین کے لیے رخصت

3066 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الطَّائِفِيُّ عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ عَائِشَةُ بِنْتُ طَلْحَةَ عَنْ خَالَتِهَا عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ اِحْدٰى نِسَائِهِ اَنْ تَنْفِرَ مِنْ جَمْعٍ لَيْلَةَ جَمْعٍ فَتَاْتِيَ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَتَرْمِيَهَا

3064-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1940) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من تقدم من جمع الى منى لرمي الجمار (الحديث 3025) . تحفة الاشراف (5396) .

3065-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب التعجيل من جمع (الحديث 1941) . تحفة الاشراف (5888) .

3066-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (17877) .

وَتُصْبِحَ فِي مَنْزِلِهَا . وَكَانَ عَطَاءٌ يَفْعَلُهُ حَتَّى مَاتَ .

☆☆ عائشہ بنت طلحہ اپنی خالہ سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ کا یہ بیان نقل کرتی ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اپنی ایک زوجہ محترمہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ مزدلفہ کی رات ہی مزدلفہ سے روانہ ہو جائیں اور جمرہ عقبہ جائیں' وہاں اس کی رمی کریں اور صبح اپنی رہائش گاہ پر چلی جائیں۔

(راوی کہتے ہیں:) عطا زندگی بھر ایسا ہی کرتے رہے۔

باب الرَّمْيِ بَعْدَ الْمَسَاءِ

یہ باب ہے کہ شام کے بعد رمی کرنا

3067 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بَزِيعٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ - وَهُوَ ابْنُ زُرَيْعٍ - قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْاَلُ اَيَّامَ مِنًى فَيَقُوْلُ "لَا حَرَجَ" . فَسَاَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ حَلَقْتُ قَبْلَ اَنْ اَذْبَحَ . قَالَ "لَا حَرَجَ" . فَقَالَ رَجُلٌ رَمَيْتُ بَعْدَ مَا اَمْسَيْتُ . قَالَ "لَا حَرَجَ" .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس ؓ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم ﷺ سے منیٰ کے ایام کے دوران جس مسئلے کے بارے میں بھی دریافت کیا گیا' آپ ﷺ نے یہی فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے' ایک شخص نے آپ ﷺ سے سوال کیا' اس نے عرض کی: میں نے ذبح کرنے سے پہلے سر منڈوا لیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے! ایک شخص نے عرض کی: میں نے شام ہو جانے کے بعد رمی کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کوئی حرج نہیں ہے۔

باب رَمْيِ الرُّعَاةِ

یہ باب ہے کہ چرواہوں کا رمی کرنا

ایام تشریق کی رمی میں تقدم وتاخر کا بیان

3068 - اَخْبَرَنَا الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرُّعَاةِ اَنْ يَرْمُوْا يَوْمًا وَيَدَعُوْا يَوْمًا .

☆☆ ابوالبداح بن عدی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ

3067-اخرجه البخاري في الحج، باب الذبح قبل الحلق (الحديث 1723)، و باب اذا رمى بعدما امسى او حلق قبل ان يذبح ناسيًا او جاهلًا (الحديث 1735) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب الحلق و التقصير (الحديث 1983) . واخرجه ابن ماجه في المناسك، باب من قدم نسكًا قبل نسك (الحديث 3050) . تحفة الاشراف (6047) .

3068-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1975 و 1976) بنحوه و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء في الرخصة للرعاء ان يرموا يومًا و يدعوا يومًا (الحديث 954 و 955) . و اخرجه النسائي في مناسك الحج، رمي الرعاة (الحديث 3069) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب تاخير رمي الجمار من عذر (الحديث 3036 و 3037) . تحفة الاشراف (5030) .

ایک دن رمی کرلیا کریں اور ایک دن نہ کیا کریں۔

3069 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَبِيْ بَكْرٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ اَبِي الْبَدَّاحِ بْنِ عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَخَّصَ لِلرُّعَاةِ فِي الْبَيْتُوْتَةِ يَرْمُوْنَ يَوْمَ النَّحْرِ وَالْيَوْمَيْنِ اللَّذَيْنِ بَعْدَهُ يَجْمَعُوْنَهُمَا فِيْ اَحَدِهِمَا۔

☆☆ ابوالبداح بن عاصم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے چرواہوں کو یہ اجازت دی تھی کہ وہ رات (اپنے جانوروں کے ساتھ) گزار لیں اور قربانی کے دن رمی کریں' اس کے بعد دو دنوں کی رمی ایک ہی دن ایک ساتھ کر لیں۔

شرح

امام ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں کہ حدیث کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چرواہوں کو یہ اجازت عطا فرمادی تھی کہ وہ ایام تشریق کی راتوں میں منیٰ میں نہ رہیں کیونکہ وہ اپنے جانوروں کی دیکھ بھال اور ان کے چرانے وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں، نیز انہیں اس بات کی بھی اجازت دے دی کہ وہ صرف بقرعید کے دن جمرہ عقبہ پر کنکریاں ماریں اس کے بعد دوسرے دن یعنی گیارہویں کو رمی جمرات نہ کریں بلکہ تیسرے دن یعنی بارہویں کو دونوں دن کی ایک ساتھ رمی کریں اس طرح گیارہویں کی رمی تو بطور قضا ہوگی اور بارہویں کی ادا ہی ہوگی۔ اس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ ائمہ کے نزدیک عید کے دوسرے دن کی رمی کی تقدیم جائز نہیں ہے یعنی اگر کوئی عید کے دوسرے دن یعنی گیارہویں کو اس دن کی رمی کے ساتھ تیسرے دن یعنی بارہویں کی رمی بھی کرے تو یہ درست نہیں ہوگا ہاں تاخیر درست ہے کہ دوسرے دن کی رمی بھی تیسرے دن کی رمی کے ساتھ کی جاسکتی ہے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔

افعال حج میں تقدیم وتاخیر کی وجہ سے وجوب دم میں مذاہب اربعہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے موقع پر جب منیٰ میں ٹھہرے تاکہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مسائل دریافت کریں تو ایک شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ ناواقفیت کی وجہ سے میں نے ذبح کرنے سے پہلے اپنا سر منڈا لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب ذبح کرلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ پھر ایک اور شخص نے آ کر عرض کیا کہ میں نے ناواقفیت کی بناء پر کنکریاں مارنے سے پہلے جانور ذبح کرلیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کنکریاں مارلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس فعل کی بھی تقدیم یا تاخیر کے بارے میں سوال کیا گیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ اب کرلو۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ (بخاری ومسلم)

مسلم کی ایک اور روایت میں یوں ہے کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا

3069-تقدم في مناسك الحج، رمي الرعاة (الحديث 3068) .

کہ میں نے کنکریاں مارنے سے پہلے سر منڈا لیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب کنکریاں مارلو، اس میں کوئی حرج نہیں ہے، ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کہ میں نے خانہ کعبہ کا فرض طواف کنکریاں مارنے سے پہلے کرلیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب کنکریاں مارلو، اس میں کوئی حرج نہیں۔

اس روایت میں ان افعال حج کی تقدیم وتاخیر کے سلسلے میں فرمایا گیا ہے اور سائلین کے جواب دیئے گئے ہیں جو قربانی کے دن یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو کئے جاتے ہیں، چنانچہ اس دن چار چیزیں ہوتی ہیں جن کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے منیٰ میں پہنچ کر جمرہ عقبہ پر جو ایک مینار ہے سات کنکریاں ماری جائیں، پھر جانور کہ جن کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے ذبح کئے جائیں اس کے بعد سر منڈایا جائے یا بال کتروائے جائیں اور پھر مکہ جا کر خانہ کعبہ کا طواف کیا جائے، اس ترتیب کے ساتھ ان افعال کی ادائیگی اکثر علماء کے نزدیک مذکورہ بالا حدیث کی روشنی میں سنت ہے

چنانچہ حضرت امام شافعی اور حضرت امام احمد بھی انہیں میں شامل ہیں۔ ان حضرات کے نزدیک اگر ان افعال کی ادائیگی میں تقدیم وتاخیر ہو جائے تو بطور جزاء (اس کے بدلہ میں) دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب نہیں ہوتا۔ علماء کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ بالا ترتیب واجب ہے۔

حضرت امام اعظم اور حضرت امام مالک بھی اس جماعت کے ساتھ ہیں۔ یہ حضرات کہتے ہیں کہ ارشاد گرامی اس میں کوئی حرج نہیں ہے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ یہ تقدیم وتاخیر چونکہ ناواقفیت یا نسیان کی وجہ سے ہوئی ہے اس لئے اس میں کوئی گناہ نہیں ہے لیکن جزاء کے طور پر دم یعنی جانور ذبح کرنا واجب ہوگا۔ لہٰذا ان حضرات کے مسلک کے مطابق ان چاروں چیزوں میں سے کوئی چیز اگر مقدم یا مؤخر ہو گئی تو بطور جزاء ایک بکری یا اس کے مانند کوئی جانور ذبح کرنا ضروری ہوگا۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایسی ہی ایک حدیث روایت کی ہے جب کہ خود انہوں نے مذکورہ افعال کی تقدیم وتاخیر کے سلسلہ میں دم واجب کیا ہے اگر وہ حدیث کے وہ معنی نہ سمجھتے جو حضرت امام اعظم اور ان کے ہمنواء علماء نے سمجھے ہیں تو وہ خود دم واجب کیوں کرتے؟

باب الْمَكَانِ الَّذِىْ تُرْمٰى مِنْهُ جَمْرَةُ الْعَقَبَةِ

یہ باب ہے کہ وہ جگہ جہاں سے جمرہ عقبہ کو کنکریاں ماری جائیں گی

3070 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِىْ مُحَيَّاةَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ - يَعْنِىْ ابْنَ يَزِيْدَ - قَالَ قِيْلَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ اِنَّ نَاسًا يَرْمُوْنَ الْجَمْرَةَ مِنْ فَوْقِ الْعَقَبَةِ . قَالَ فَرَمٰى عَبْدُ اللّٰهِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ ثُمَّ

3070-اخرجه البخاري في الحج، باب رمي الجمار من بطن الوادي (الحديث 1747)، و باب رمي الجمار بسبع حصيات (الحديث 1748)، و باب من رمى جمرة العقبة فجعل البيت عن يساره (الحديث 1749)، و باب يكبر مع كل حصاة (الحديث 1750) . و اخرجه مسلم في الحج، باب رمي جمرة العقبة من بطن الوادي و تكون مكة عن يساره و يكبر مع كل حصاة (الحديث 305 و 306 و 307 و 308 و 309) . و اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1974) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء كيف ترمي الجمار (الحديث 901) و اخرجه النسائي في مناسك الحج، المكان الذي ترمى منه جمرة العقبة (الحديث 3071 و 3072 و 3073) . و اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب قدر حصى الرمي (الحديث 3030) . تحفة الاشراف (9382) .

قَالَ مِنْ هَا هُنَا وَالَّذِیْ لَا اِلٰـهَ غَیْرُهُ رَمَی الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: کچھ لوگ گھاٹی کے اوپر سے جمرہ کو کنکریاں مارتے ہیں۔ راوی کہتے ہیں: حضرت عبداللہ نے وادی کے نشیب سے اُسے کنکریاں ماریں اور پھر فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! جس شخصیت پر سورة البقرہ نازل ہوئی تھی' انہوں نے یہاں سے کنکریاں ماری تھیں۔

شرح

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جمرہ عقبہ پر اس طرح کھڑے ہوئے کہ خانہ کعبہ تو ان کی بائیں سمت میں تھا اور منیٰ دائیں سمت لیکن دوسرے جمرات پر اس طرح کھڑا ہونا مستحب ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہو۔ رمی جمرہ میں سات کنکریاں پھینکی جاتی ہیں اور ہر کنکری پھینکتے ہوئے تکبیر کہی جاتی ہے چنانچہ بیہقی کی روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر کنکری کے ساتھ اس طرح تکبیر کہتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر دعا (اللّٰھم اجعله حجا مبرورا وذنبا مغفورا عملا مشکورا)۔ یوں تو پورا قرآن ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا ہے لیکن اس موقع پر خاص طور پر سورت بقرہ کا ذکر اس مناسبت سے کیا گیا ہے کہ اس سورت میں حج کے احکام وافعال مذکور ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو اہمیت دینے کا بیان

3071 – اَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدٍ الزَّعْفَرَانِیُّ وَمَالِكُ بْنُ الْخَلِیْلِ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِیْ عَدِیٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْحَكَمِ وَمَنْصُوْرٍ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ رَمٰی عَبْدُ اللّٰهِ الْجَمْرَةَ بِسَبْعِ حَصَیَاتٍ جَعَلَ الْبَیْتَ عَنْ یَسَارِهٖ وَعَرَفَةَ عَنْ یَمِیْنِهٖ وَقَالَ هَا هُنَا مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ عَلَیْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ ۔

قَالَ اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ مَا اَعْلَمُ اَحَدًا قَالَ فِیْ هٰذَا الْحَدِیْثِ مَنْصُوْرٌ غَیْرَ ابْنِ اَبِیْ عَدِیٍّ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَمُ ۔

☆☆ عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں' حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جمرہ کو سات کنکریاں ماریں' اس وقت بیت اللہ ان کے بائیں طرف تھا' عرفہ ان کے دائیں طرف تھا' پھر وہ بولے: اس جگہ سے اس شخصیت نے کنکریاں ماری تھیں' جن پر سورة البقرہ نازل ہوئی تھی۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں: میرے علم کے مطابق صرف ابن ابی عدی نامی راوی نے اس کی سند میں منصور کا تذکرہ کیا ہے' باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

3072 – اَخْبَرَنَا مُجَاهِدُ بْنُ مُوْسٰی عَنْ هُشَیْمٍ عَنْ مُغِیْرَةَ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ یَزِیْدَ قَالَ رَاَیْتُ ابْنَ مَسْعُوْدٍ رَمٰی جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مِنْ بَطْنِ الْوَادِیْ ثُمَّ قَالَ هَا هُنَا وَالَّذِیْ لَا اِلٰـهَ غَیْرُهُ مَقَامُ الَّذِیْ اُنْزِلَتْ

3071-تقدم (الحدیث 3070) .

3072-تقدم (الحدیث 3070) .

عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ .

عبدالرحمٰن بن یزید بیان کرتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو وادی کے نشیب سے جمرہ عقبہ کی رمی کرتے ہوئے دیکھا' پھر انہوں نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! یہ اُس شخصیت کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جن پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں کھڑے ہو کر کنکریاں ماری تھیں)۔

3073 - اَخْبَرَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ قَالَ اَنْبَانَا ابْنُ اَبِىْ زَائِدَةَ قَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ سَمِعْتُ الْحَجَّاجَ يَقُوْلُ لَا تَقُوْلُوْا سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ قُوْلُوْا السُّوْرَةُ الَّتِىْ يُذْكَرُ فِيْهَا الْبَقَرَةُ . فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِاِبْرَاهِيْمَ فَقَالَ اَخْبَرَنِىْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيْدَ اَنَّهٗ كَانَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ حِيْنَ رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَاسْتَبْطَنَ الْوَادِىَ وَاسْتَعْرَضَهَا يَعْنِى الْجَمْرَةَ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّكَبَّرَ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ فَقُلْتُ اِنَّ اُنَاسًا يَصْعَدُوْنَ الْجَبَلَ . فَقَالَ هَا هُنَا وَالَّذِىْ لَا اِلٰهَ غَيْرُهٗ رَاَيْتُ الَّذِىْ اُنْزِلَتْ عَلَيْهِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ رَمٰى .

اعمش کہتے ہیں: میں نے حجاج کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم لوگ سورۃ البقرہ نہ کہا کرو بلکہ تم لوگ یہ کہا کرو کہ وہ سورت جس میں گائے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

راوی کہتے ہیں: میں نے اس بات کا تذکرہ ابراہیم نخعی سے کیا تو وہ بولے: عبدالرحمٰن بن یزید نے مجھے یہ بات بتائی ہے' ایک مرتبہ وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے' اس وقت جب انہوں نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی' حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وادی کے نشیبی حصے میں آئے' وہ جمرہ کے سامنے آئے' انہوں نے اُسے سات کنکریاں ماریں' ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی' میں نے ان سے کہا: کچھ لوگ پہاڑ پر چڑھ جاتے ہیں (وہاں سے کنکریاں مارتے ہیں) تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اس ذات کی قسم جس کے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے! میں نے اس ہستی کو یہیں سے (کنکریاں مارتے ہوئے دیکھا ہے) جس پر سورۃ البقرہ نازل ہوئی تھی۔

3074 - اَخْبَرَنِىْ مُحَمَّدُ بْنُ اٰدَمَ عَنْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ وَذَكَرَ اٰخَرَ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوٹی سی کنکریاں جمرہ کو ماری تھیں۔

3075 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ اَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمِى الْجِمَارَ بِمِثْلِ حَصَى الْخَذْفِ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ بات یاد ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرات کو

3073-تقدم (الحديث 3070) .

3074-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (2883) .

3075-اخرجه مسلم في الحج، باب استحباب كون حصى الجمار بقدر حصى الخذف (الحديث 313) . و اخرجه الترمذي في الحج، باب ما جاء ان الجمار يرمى بها مثل حصى الخذف (الحديث 897) . تحفة الاشراف (2809) .

چھوٹی کنکریاں ماری تھیں' جو چٹکی میں آ جاتی ہیں۔

شرح

مناروں پر کنکریاں پھینکنے کا طریقہ کئی طرح سے منقول ہے لیکن زیادہ صحیح اور آسان ترین طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو شہادت کی انگلی اور انگوٹھے کے سروں سے پکڑ کر یعنی چٹکی میں رکھ کر پھینکا جائے، چنانچہ اب معمول بھی اسی طرح ہے۔

باب عَدَدِ الْحَصَى الَّتِىْ يُرْمٰى بِهَا الْجِمَارُ

یہ باب ہے کہ ان کنکریوں کی تعداد جو جمرات کو ماری جاتی ہیں

3076 - اَخْبَرَنِىْ اِبْرَاهِيْمُ بْنُ هَارُوْنَ قَالَ حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ اِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ حُسَيْنٍ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ دَخَلْنَا عَلٰى جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِىْ عَنْ حَجَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ. فَقَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِىْ عِنْدَ الشَّجَرَةِ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ مِّنْهَا حَصَى الْخَذْفِ رَمٰى مِنْ بَطْنِ الْوَادِىْ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلَى الْمَنْحَرِ فَنَحَرَ.

☆☆ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے والد (امام محمد باقر رضی اللہ عنہ) کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ہم لوگ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے' میں نے کہا: آپ مجھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حج کے بارے میں بتایئے تو انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے درخت کے پاس سے جمرہ کو کنکریاں ماری تھیں' آپ نے سات کنکریاں ماری تھیں اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہی

تھی' وہ چھوٹی سی کنکریاں تھیں' آپ نے وادی کے نشیبی حصے سے کنکریاں ماری تھیں' پھر آپ قربان گاہ کی طرف تشریف لے گئے اور آپ نے قربانی کی۔

3077 - اَخْبَرَنِىْ يَحْيَى بْنُ مُوْسَى الْبَلْخِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ اَبِىْ نَجِيْحٍ قَالَ قَالَ مُجَاهِدٌ قَالَ سَعْدٌ رَجَعْنَا فِى الْحَجَّةِ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَعْضُنَا يَقُوْلُ رَمَيْتُ بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّبَعْضُنَا يَقُوْلُ رَمَيْتُ بِسِتٍّ فَلَمْ يَعِبْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ.

☆☆ مجاہد بیان کرتے ہیں' حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ بات بیان کی ہے' ہم لوگ حج کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ واپس آئے' تو بعض افراد یہ کہہ رہے تھے: میں نے سات کنکریاں ماری تھیں' جبکہ بعض یہ کہہ رہے تھے: میں نے چھ کنکریاں ماری تھیں' تو ان میں سے کسی ایک نے بھی دوسرے پر اعتراض نہیں کیا۔

3078 - اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْاَعْلٰى قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ قَالَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا

3076-تقدم (الحديث 3054) .

3077-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (3917) .

3078-اخرجه ابو داؤد في المناسك، باب في رمي الجمار (الحديث 1977) . تحفة الاشراف (6541) .

مِجْلَزٍ يَقُوْلُ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ عَنْ شَيْءٍ مِّنْ اَمْرِ الْجِمَارِ فَقَالَ مَا اَدْرِيْ رَمَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسِتٍّ اَوْ بِسَبْعٍ .

☆☆ ابومجلز بیان کرتے ہیں' میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جمرات کو کنکریاں مارنے کے بارے میں کچھ دریافت کیا' تو انہوں نے فرمایا:

مجھے اس بارے میں علم نہیں ہے' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ کنکریاں ماری تھیں' یا سات کنکریاں ماری تھیں۔

باب التَّكْبِيْرِ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ

یہ باب ہے کہ ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہنا

3079 - اَخْبَرَنَا هَارُوْنُ بْنُ اِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيُّ الْكُوْفِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا حَفْصٌ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ اَخِيْهِ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كُنْتُ رِدْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَرَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ مَعَ كُلِّ حَصَاةٍ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے بھائی حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا' نبی اکرم مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی' آپ نے اسے سات کنکریاں ماری تھیں اور ہر کنکری کے ہمراہ تکبیر کہی تھی۔

باب قَطْعِ الْمُحْرِمِ التَّلْبِيَةَ اِذَا رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ

یہ باب ہے کہ احرام والا شخص جب جمرہ عقبہ کی رمی کر لے' تو وہ تلبیہ پڑھنا منقطع کر دے گا

3080 - اَخْبَرَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ عَنْ اَبِي الْاَحْوَصِ عَنْ خُصَيْفٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ الْفَضْلُ بْنُ عَبَّاسٍ كُنْتُ رِدْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا زِلْتُ اَسْمَعُهُ يُلَبِّيْ حَتّٰى رَمٰى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَلَمَّا رَمٰى قَطَعَ التَّلْبِيَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ بات بیان کی ہے' میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا' میں آپ کو مسلسل تلبیہ پڑھتے ہوئے سنتا رہا' یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی' جب آپ نے رمی کی تو آپ نے تلبیہ پڑھنا منقطع کر دیا۔

شرح

جمار" دراصل سنگریزوں اور کنکریوں کو کہتے ہیں اور "جمار جح" ان سنگریزوں اور کنکریوں کا نام ہے جو مناروں پر مارے

3079-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11054) .

3080-اخرجه النسائي في مناسك الحج، قطع المحرم التلبية اذا رمى جمرة العقبة (الحديث 3081) . اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب متى يقطع الحاج التلبية (الحديث 3040) . تحفة الاشراف (11056) .

جاتے ہیں اور جن مناروں پر کنکریاں ماری جاتی ہیں انہیں جمار کی مناسبت سے "جمرات" کہتے ہیں۔ جمرات یعنی وہ منارے جن پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں تین ہیں۔(۱) جمرہ اولیٰ۔(۲) جمرہ وسطیٰ۔(۳) مرہ عقبہ۔ یہ تینوں جمرات منیٰ میں واقع ہیں اور بقرعید کے روز یعنی دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرہ عقبہ پر کنکریاں پھینکی جاتی ہیں، پھر گیارھویں، بارھویں اور تیرھویں کو تینوں جمرات پر کنکریاں مارنا واجب ہے۔

رمی کے وقت تلبیہ پڑھتے رہنے کا بیان

3081 - اَخْبَرَنَا هِلاَلُ بْنُ الْعَلاَءِ بْنِ هِلاَلٍ قَالَ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ قَالَ حَدَّثَنَا اَبُوْ خَيْثَمَةَ قَالَ حَدَّثَنَا خُصَيْفٌ عَنْ مُجَاهِدٍ وَّعَطَاءٍ وَّسَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ الْفَضْلَ اَخْبَرَهُ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّهُ لَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى الْجَمْرَةَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما نے انہیں یہ بات بتائی ہے' وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' نبی اکرم ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ ﷺ نے جمرہ کی رمی کر لی۔

3082 - اَخْبَرَنَا اَبُوْ عَاصِمٍ خُشَيْشُ بْنُ اَصْرَمَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْبَدٍ قَالَ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ اَعْيَنَ عَنْ عَبْدِ الْكَرِيْمِ الْجَزَرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ الْعَبَّاسِ اَنَّهُ كَانَ رَدِيفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَزَلْ يُلَبِّي حَتّٰى رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما' حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں یہ بات نقل کرتے ہیں: وہ نبی اکرم ﷺ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے' (وہ بیان کرتے ہیں:) نبی اکرم ﷺ مسلسل تلبیہ پڑھتے رہے' یہاں تک کہ آپ نے جمرہ عقبہ کی رمی کر لی۔

حج کے بعض ضروری مسائل واحکام کا بیان

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں نے وادی عقیق میں (جو مدینہ کا ایک جنگل ہے) رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آج کی رات میرے پروردگار کی طرف سے ایک آنے والا یعنی فرشتہ میرے پاس آیا اور کہا کہ اس مبارک وادی میں نماز پڑھئے اور وہ عمرہ کہئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ اور عمرہ وحج کہئے (یعنی اس وادی میں نماز پڑھنا حج وعمرہ کے برابر ہے۔

(بخاری، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم، رقم الحدیث، 1308)

پہلے تو یہ سمجھ لیجئے کہ عربی قواعد کے مطابق لفظ' قول" فعل کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے، لہٰذا حدیث کے آخری جملہ قل عمرۃ فی حجۃ کے معنی ہیں" اور اس نماز کو وہ عمرہ شمار کیجئے جو حج کے ساتھ ہوتا ہے" گویا اس جملہ کے ذریعہ وادی عقیق میں ادا کی

3081-تقدم (الحديث 3080) .

3082-انفرد به النسائي . تحفة الاشراف (11046) .

جانے والی نماز کی فضیلت کو بیان کرنا مقصود ہے کہ وادی عقیق میں جو نماز پڑھی جاتی ہے اس کا ثواب اس عمرہ کے برابر ہے جو حج کے ساتھ کیا جاتا ہے، اسی طرح دوسری روایت کے الفاظ وقل عمرۃ وحجۃ کا مطلب یہ ہے کہ وادی عقیق میں پڑھی جانے والی نماز عمرہ وحج کے برابر ہے۔

مدینہ منورہ کے کچھ اور فضائل علماء نے لکھا ہے کہ حکیم مطلق اللہ جل شانہ نے اس شہر پاک کی خاک پاک اور وہاں کے میوہ جات میں تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے۔ اکثر احادیث ہیں منقول ہے کہ "مدینہ کے غبار میں ہر قسم کے مرض کی شفا ہے" بعض دوسرے طرق سے منقول احادیث میں ہے کہ "مدینہ کے غبار میں جذام اور برص کی شفا ہے" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو حکم فرمایا تھا کہ وہ بخار کا علاج اس کی خاک پاک سے کریں۔

چنانچہ نہ صرف مدینہ ہی میں اس حکم پر عمل ہوتا رہا ہے بلکہ اس خاک پاک کو بطور دوا لے جانے کے سلسلہ میں بھی کتنے ہی آثار منقول ہیں اور بعض علماء نے تو اس معالجہ کا تجربہ بھی کیا ہے، حضرت شیخ مجد الدین فیروز آبادی کا بیان ہے کہ میں نے خود اس کا تجربہ کیا ہے کہ میرا ایک خدمت گار مسلسل ایک سال سے بخار کے مرض میں مبتلا تھا میں نے مدینہ کی وہ تھوڑی سی خاک پاک پانی میں گھول کر اس خدمت گار کو پلا دی اور وہ اسی دن صحت یاب ہو گیا۔

حضرت شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ مدینہ کی خاک پاک سے معالجہ کا تجربہ مجھے بھی ہوا ہے وہ اس طرح کہ جن دنوں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پاؤں میں ایک سخت مرض پیدا ہو گیا جس کے بارہ میں تمام اطباء کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ اس کا آخری درجہ موت ہے اور اب صحت دشوار ہے۔ میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا، تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی۔ اسی قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجور کے بارہ میں بھی منقول ہیں چنانچہ صحیح احادیث میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص سات عجوہ کھجوریں (عجوہ مدینہ کی کھجور کی ایک قسم ہے) نہار منہ کھا لیا کرے تو کوئی زہر اور کوئی سحر اس پر اثر نہیں کرے گا۔ فضائل مدینہ کے سلسلہ میں یہ بات بھی بطور خاص قابل لحاظ ہے کہ اس مقدس شہر کی عظمت و بزرگی ہی کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اس شہر کے رہنے والوں کی تعظیم وتکریم کی یہ وصیت کی تھی کہ میری امت کے لوگوں کو چاہئے کہ وہ میرے ہمسایوں یعنی اہل مدینہ کے احترام کو ہمیشہ پیش ملحوظ رکھیں، ان کے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کریں، ان سے اگر کوئی لغزش ہو جائے تو اس پر مواخذہ نہ کریں اور اس وقت تک ان کی خطاؤں سے درگزر کریں جب تک کہ وہ کبائر سے اجتناب کریں (یعنی اگر وہ کبائر کے مرتکب ہوں تو پھر رعایت اور درگزر کا کوئی سوال نہیں ہے بلکہ اللہ اور بندوں کے حقوق کے سلسلے میں شریعت کا جو حکم ہو اسے جاری کرے) یاد رکھو، جو شخص ان کے احترام کو ہمیشہ ملحوظ رکھے گا میں قیامت کے دن اس کا گواہ اور شفاعت کرنے والا ہوں گا اور جو شخص اہل مدینہ کے احترام وحرمت کو ملحوظ نہیں رکھے گا اسے طینۃ الخبال کا سیال پلایا جائے گا (واضح رہے کہ "طینۃ الخبال" دوزخ کے ایک حوض کا نام ہے جس میں دوزخیوں کی پیپ اور لہو جمع ہوتا ہے) ایک روایت میں یہ منقول ہے کہ "ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دست دعا بلند کئے اور یوں گویا ہوئے" خداوندا! جو شخص میرے اور میرے شہر والوں کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اس کو جلد ہی ہلاک کر دے" نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جس شخص نے اہل مدینہ کو

ڈرایا اس نے گویا مجھے ڈرایا" نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ "جس شخص نے اہل مدینہ کو اپنے ظلم کے خوف میں مبتلا کیا اسے (اللہ تعالیٰ خوف میں مبتلا کرے گا اور اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہوگی" اور ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ "ایسے شخص کا کوئی بھی عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوگا خواہ فرض ہو یا نفل"۔ حج کے کچھ مسائل اور ادائیگی حج کا طریقہ اگرچہ احادیث کی تشریح میں حج کے اکثر مسائل بیان کئے جا چکے ہیں مگر اب "کتاب الحج" کے اختتام پر مناسب ہے کہ کچھ اور مسائل یکجا طور پر ذکر کر دیئے جائیں اور حج کی ادائیگی کا طریقہ بھی بیان کر دیا جائے۔

حج کے فرائض کا بیان

حج میں چار چیزیں فرض ہیں۔ (۱) احرام۔ (۲) عرفہ کے دن وقوف عرفات (۳) طواف الزیارت (۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف عرفات پر وقوف عرفات کو طواف الزیارت پر مقدم کرنا۔ واجبات حج یہ ہیں، وقوف مزدلفہ، صفا و مروہ کے درمیاں سعی، رمی جمار، آفاقی کے لئے طواف قدوم، حلق یا تقصیر، احرام میقات سے باندھنا، غروب آفتاب تک وقوف عرفات، طواف حجر اسود سے شروع کرنا (بعض علماء نے اسے سنت کہا ہے) طواف کی ابتداء دائیں طرف سے کرنا، طواف پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی عذر لاحق نہ ہو، طواف باطہارت کرنا، طواف میں ستر ڈھانکنا، سعی کی ابتداء صفا سے کرنا، سعی پا پیادہ کرنا بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو، قارن اور متمتع کو بکری یا اس کی مانند جانور ذبح کرنا، ہر سات شوط یعنی ایک طواف کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، رمی حلق اور قربانی میں ترتیب کا لحاظ رکھنا بایں طور کہ پہلے رمی کی جائے پھر قربانی پھر حلق اور پھر طواف زیارت کی جائے، طواف الزیارۃ ایام نحر میں کرنا، طواف اس طرح کرنا کہ حطیم طواف کے اندر آ جائے، سعی طواف کے بعد کرنا، حلق حرم اور ایام نحر میں کرنا، وقوف عرفہ کے بعد ممنوعات احرام مثلاً جماع وغیرہ سے اجتناب، نیز دہ چیزیں بھی واجبات حج میں شامل ہیں، جن کو ترک کرنے سے دم لازم آتا ہے، ان چیزوں کے علاوہ اور سب حج کے مستحبات اور آداب میں سے ہیں۔

غنی کا حج فقیر کے حج سے افضل ہے، والدین کی فرمانبرداری سے حج فرض تو اولیٰ ہے لیکن حج نفل اولیٰ نہیں ہے۔ بلکہ والدین کی فرمانبرداری ہی حج نفل سے افضل ہے۔ سرائے بنانا حج نفل سے افضل ہے۔ البتہ صدقہ کے بارے میں اختلافی اقوال ہیں کہ بعض تو صدقہ کو افضل کہتے ہیں۔

اور بعض نے حج نفل کو افضل کہا ہے، تاہم بزازیہ میں ہے کہ حج نفل کی فضیلت ہی کو ترجیح دی گئی ہے، کیونکہ حج میں مال بھی خرچ ہوتا ہے اور جسمانی مشقت بھی ہوتی ہے جب کہ صدقہ میں صرف مال خرچ ہوتا ہے۔ جس حج میں وقوف عرفات جمعہ کے دن ہو وہ حج ستر حجوں پر فضیلت رکھتا ہے اور اس حج میں ہر شخص کی بلا واسطہ مغفرت ہوتی ہے، اس بارہ میں اختلافی اقوال ہیں کہ آیا حج کی وجہ سے کبیرہ گناہ ساقط ہو جاتے ہیں یا نہیں؟ بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ ساقط ہو جاتے ہیں جس طرح کہ جب کوئی حربی کافر اسلام قبول کرتا ہے تو اس کے سب گناہ ساقط ہو جاتے ہیں لیکن بعض حضرات کا یہ قول ہے کہ حج کی وجہ سے حقوق اللہ تو معاف ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوتے جس طرح کہ جب کوئی ذمی کافر، اسلام قبول کر لیتا ہے تو اس کے ذمہ سے حقوق اللہ تو ساقط ہو جاتے ہیں لیکن حقوق العباد ساقط نہیں ہوتے۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ تمام علماء اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ کبیرہ گناہ صرف توبہ ہی سے ساقط ہوتے ہیں، محض حج کی وجہ سے بھی ساقط نہیں ہوتے، نیز کوئی بھی عالم حج کی وجہ سے دین (قرض) کے ساقط ہونے کا بھی قائل نہیں ہے۔ خواہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ ہی سے ہو جیسے نماز و زکوۃ، ہاں ادائیگی قرض یا ادائیگی نماز وغیرہ میں تاخیر کا گناہ ضرور ساقط ہو جاتا ہے لہٰذا جو علماء کبیرہ گناہ کے ساقط ہو جانے کے قائل ہیں ان کی مراد بھی یہی ہے۔ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہونا مستحب ہے بشرطیکہ خود اس کو یا کسی اور کو اس سے تکلیف نہ پہنچے، خانہ کعبہ کا غلاف اور پردہ بنی شیبہ سے خریدنا جائز نہیں ہے ہاں امام سے یا اس کے نائب سے لینا جائز ہے، خانہ کعبہ کے غلاف و پردہ کو لباس میں استعمال کرنا جائز ہے اگرچہ جنبی (ناپاک) یا حائضہ ہی کیوں نہ ہو، اگر کوئی شخص کسی کو قتل کر کے حرم میں پناہ لے۔ تو اس کو بطور قصاص قتل کرنا اس وقت تک جائز نہیں ہے جب تک کہ وہ حرم میں رہے، ہاں اگر قاتل نے حرم ہی میں قتل کا ارتکاب کیا ہو تو اس کو بھی حرم میں مار ڈالنا جائز ہے لیکن خانہ کعبہ کے اندر قاتل کو اس صورت میں بھی قتل کرنا جائز نہیں ہے جب کہ اس نے خانہ کعبہ کے اندر ہی قتل کا ارتکاب کیا ہو۔ آب زمزم سے استنجا کرنا تو مکروہ ہے لیکن نہانا مکروہ نہیں ہے۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ سے افضل ہے لیکن مدینہ منورہ کی زمین کا وہ قطعہ پاک جس پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہیں مطلقاً افضل ہے حتیٰ کہ کعبہ اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت کرنا مستحب ہے بلکہ بعض علماء تو یہ کہتے ہیں کہ اس شخص کے لئے واجب ہے جسے فراغت میسر ہو! حج فرض کی ادائیگی کی صورت میں حج روضہ اطہر کی زیارت سے پہلے کرنا چاہئے ہاں نفل کی صورت میں اختیار ہے کہ چاہے تو پہلے کیا جائے چاہے پہلے زیارت کی جائے بشرطیکہ مدینہ راستہ میں نہ پڑتا ہو۔ اگر مکہ کا راستہ مدینہ سے ہو کر گزرتا ہو تو پھر پہلے روضہ اطہر کی زیارت کرنا ضروری ہے، روضہ اطہر کی زیارت کے ساتھ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی نیت بھی کرنی چاہئے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مسجد نبوی میں ادا کی جانے والی ایک نماز مسجد حرام کے علاوہ دوسری مساجد میں ادا کی جانے والی ہزار نمازوں سے بہتر ہے، مسجد حرام کا استثناء اس لئے ہے کہ اس میں ادا کی جانے والی ایک نماز کا ثواب دس لاکھ نمازوں کے ثواب کے برابر ہوتا ہے) حج کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جس خوش نصیب کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے حج کی سعادت عظمی کی توفیق بخشے اور وہ حج کا ارادہ کرے تو اسے چاہئے کہ پہلے وہ اپنی نیت کو درست کرے کہ اس کے پیش نظر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور ادائیگی فرض ہو، کوئی دنیاوی غرض یا نام و نمود کا کوئی ہلکا سا تصور بھی نہ ہو ورنہ سب محنت اکارت جائے گی، پھر اپنے ماں باپ سے اجازت لے کر، اعزہ و احباب سے رخصت ہو کر، سب سے معافی تلافی کر کے اپنے وطن سے کم از کم ایسے وقت روانہ ہو کہ مکہ مکرمہ میں ساتویں ذی الحجہ سے پہلے پہنچ جائے اور ساتویں تاریخ کا خطبہ سن سکے، جب میقات پر پہنچے (ہندوستانیوں کی میقات یلملم ہے) تو احرام باندھے، اگر مفرد ہو تو صرف حج، کا قارن ہو تو حج و عمرہ دونوں کا اور متمتع وہ تو صرف عمرہ کا احرام باندھے، مستحب یہ ہے کہ احرام باندھنے سے پہلے ہاتھ پاؤں کے ناخن کٹوائے، زیر ناف اور بغل کے بال صاف کرے، حجامت بنوائے، اگر سر منڈانے کی عادت ہو تو سر منڈائے ورنہ بال درست کرائے اور ان میں کنگھی کرے۔

اگر بیوی ہمراہ ہو تو صحبت کرے، پھر وضو کرے یا نہائے لیکن نہانا افضل ہے اس کے بعد احرام کا لباس پہنے یعنی ایک لنگی باندھے اور ایک چادر اس طرح اوڑھے کہ سر کھلا رہے، یہ دونوں کپڑے نئے ہوں تو افضل ہے ورنہ صاف دھلے ہوئے ہونے چاہئیں، اگر کسی کے پاس دو کپڑے میسر نہ ہوں تو ایک ایسا کپڑا لپیٹ لینا بھی جائز ہے جس سے ستر پوشی ہو جائے پھر خوشبو لگائے، اس کے بعد نیت کرے، اگر قران کا ارادہ ہو تو اس طرح کہے۔ دعا (اللّٰهم انی ارید الحج والعمرة فیسر هما لی وتقبلهما منی)۔ اگر تمتع کا ارادہ ہو تو یوں کہے۔ دعا (اللّٰهم انی ارید العمرة فیسرها لی وتقبلها منی)۔ اور اگر افراد کا ارادہ رکھتا ہو تو اس طرح کہے دعا (اللّٰهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی۔

اگر نیت کے مذکورہ بالا الفاظ زبان سے ادا نہ کئے جائیں بلکہ دل ہی میں نیت کر لی جائے تو بھی جائز ہے، نیت کے بعد لبیک کہے حج یا عمرہ کی نیت کے ساتھ لبیک کہتے ہی محرم ہو جائے گا، لبیک کے الفاظ یہ ہیں۔ لبیک اللّٰهم لبیک لبیک لا شریك لك لبیك ان الحمد والنعمة لك والملك لا شریك لك ۔ ان الفاظ میں کمی نہ کی جائے ہاں زیادتی جائز ہے چنانچہ یہ الفاظ بھی منقول ہیں جن کے اضافہ میں کوئی حرج نہیں ہے۔ لبیك وسعدیك والخیر بیدیك لبیك والرغباء الیك والعمل لبیك لبیك اله الخلق لبیك ۔ بعد ازاں اکثر اوقات آواز بلند لبیک کہتا رہے خصوصاً نماز کے بعد خواہ فرض ہو خواہ نفل نماز، صبح کے وقت، باہم ملاقات کے، بلندی پر چڑھتے یا نشیب میں اترتے وقت، غرضیکہ یہ سفر حج چونکہ نماز کے حکم میں ہے کہ جس طرح نماز میں ہر حالت کی تبدیلی پر تکبیر کہی جاتی ہے اس طرح اس سفر میں ہر حالت کی تبدیلی کے وقت لبیک کہنی چاہئے! احرام باندھ لینے کے بعد ان تمام چیزوں سے اجتناب کرنا ضروری ہے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں مثلاً سلے ہوئے کپڑے جیسے کرتہ، انگرکھا، پاجامہ، فرغل، جبہ، قبا، بارانی موزہ، دست تانہ اور ٹوپی وغیرہ نہ پہنے جائیں، جو کپڑے رنگ دار خوشبو جیسے زعفران وغیرہ میں رنگے ہوئے ہوں وہ بھی استعمال نہ کئے جائیں ہاں دھلنے کے بعد کہ جس سے خوشبو نہ آتی ہو استعمال کرنا جائز ہے، سر اور منہ کسی چیز سے نہ ڈھانکا جائے، جوئیں نہ ماری جائیں، بیوی سے نہ تو صحبت کی جائے اور نہ ان چیزوں کا ارتکاب کیا جائے جو جماع کا باعث بنتی ہیں مثلاً بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ عورت کو ہاتھ لگانا یا اس کے سامنے فحش باتیں یا جماع کا ذکر کرنا وغیرہ وغیرہ۔

فسق و فجور سے پرہیز کیا جائے کسی کے ساتھ جنگ و جدل سے گریز کیا جائے، صحرائی وحشی جانوروں کا شکار نہ کیا جائے حتیٰ کہ کوئی محرم نہ تو شکار کی طرف اشارہ کرے اور نہ شکار میں کسی کی اعانت کرے، ہاں دریائی جانوروں مثلاً مچھلی کا شکار درست ہے۔ خوشبو کا استعمال نہ کیا جائے، ناخن نہ کٹوائے جائیں، سر داڑھی بلکہ تمام بدن کے بال نہ کتروائے جائیں نہ منڈوائے جائیں اور نہ اکھاڑے جائیں، سر و داڑھی کے بالوں کو خطمی سے نہ دھویا جائے البتہ محرم نہا سکتا ہے، حمام میں داخل ہو سکتا ہے، گھر اور کجاوہ کے سایہ میں بیٹھ سکتا ہے، ہمیانی (یعنی روپیہ رکھنے والی تھیلی) کمر میں باندھ سکتا ہے اور اپنے دشمن سے دفاعی لڑائی لڑ سکتا ہے۔

احرام کی حالت میں جن جانوروں کو مارنا جائز ہے اور جن کے مارنے کی وجہ سے بطور جزا نہ دم لازم ہوتا ہے نہ صدقہ وہ

یہ ہیں۔ کوا، چیل، سانپ، بچھو، چوہا، چچڑی، کچھوا، بھیڑیا، گیدڑ، پتنگا، مکھی، چیونٹی، گرگٹ، بھڑ، مچھر، حملہ آور درندہ اور موذی جانور۔ جب مکہ مکرمہ کے قریب آ جائے تو غسل کرے کہ یہ مستحب ہے پھر دن میں کسی وقت باب المعلیٰ سے مکہ میں داخل ہو اور اپنی قیام گاہ پر سامان وغیرہ رکھ کر سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے، مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں لبیک کہتا ہوا اور باب السلام سے داخل ہو اور اس وقت نہایت خشوع وخضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقدس مقام کی عظمت وجلالت کا تصور دل میں رکھے اور کعبہ کے جمال دلربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب کرے پھر تکبیر وتہلیل کرتا ہوا حمد وصلوٰۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے سامنے آئے اور اس کو بوسہ دے اور بوسہ کے وقت اپنے دونوں ہاتھ کو اس طرح اٹھائے جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھاتے ہیں، اگر اژدھام کی وجہ سے بوسہ نہ دے سکے تو حجر اسود کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چوم لے اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو کسی لکڑی سے حجر اسود کو چھو کر چومے۔

اور اگر یہ بھی نہ کر سکے تو پھر دونوں ہتھیلیوں سے حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے ہتھیلیوں کو چوم لے، حجر اسود کے استلام کے بعد حجر اسود کے پاس ہی سے اپنی داہنی جانب سے طواف قدوم شروع کرے، طواف میں سات شوط (چکر) کرے اور ہر شوط کو حجر اسود ہی پر ختم کرتے اور ہر شوط ختم کرنے کے بعد مذکورہ بالا طریقے سے حجر اسود کا استلام اور تکبیر وتہلیل کرے طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے، طواف میں اضطباع کرے اور پہلے تین شوطوں میں رمل کرے نیز ہر شوط میں رکن یمانی کا بھی استلام کرے مگر اس کے استلام میں اس کو چومنا نہیں چاہئے طواف ختم کرنے کے بعد دو رکعت نماز طواف مقام ابراہیم کے قریب پڑھے، یہ نماز حنفیہ کے نزدیک واجب ہے، اگر اژدحام وغیرہ کی وجہ سے اس نماز کو مقام ابراہیم کے قریب پڑھنا ممکن نہ ہو تو پھر مسجد حرام میں جہاں بھی چاہے پڑھ لے، اس نماز کی پہلی رکعت میں سورت فاتحہ کے بعد سورت قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ کی قرات کرے اور دعا میں جو چاہے اللہ سے مانگے، اس کے بعد چاہ زمزم پر آئے اور زمزم کا پانی پیٹ بھر کر پئے پھر مقام ملتزم میں آئے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے مقصد کے لئے دعا مانگے پھر صفا سے مروہ کی طرف اپنی چال کے ساتھ چلے مگر جب وادی بطن پہنچے، تو میلین اخضرین کے درمیان تیز تیز چلے اور پھر جب مروہ پر چڑھے تو وہی کچھ یعنی تکبیر وتہلیل وغیرہ کرے جو صفا پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صفا ومروہ کے درمیان سات شوط کرے، ہر شوط کی ابتداء صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط میں میلین اخضرین کے درمیان تیز تیز چلے، یہ بات ذہن میں رہے کہ سعی سے پہلے طواف کرنا ضروری ہے۔

اگر کسی نے طواف سے پہلے سعی کر لی تو اس کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ طواف کے بعد پھر دوبارہ سعی کرے۔ یہ بھی معلوم رہنا چاہئے کہ اس سعی، وقوف عرفات، وقوف مزدلفہ اور رمی جمار کے لئے طہارت (پاکی) شرط نہیں ہے لیکن اولیٰ ضرور ہے جب کہ طواف کے لئے طہارت شرط ہے۔ نیز طواف وسعی کے وقت ٹھہرا رہے اور اس کے دوران نفل طواف جس قدر ہو سکے کرتا رہے، مگر نفل طواف کے درمیان رمل اور اس کے بعد سعی نہ کرے، پھر ساتویں ذی الحجہ کو مسجد حرام میں خطبہ سنے، اس خطبہ میں جو ظہر کی نماز کے بعد ہوتا ہے امام حج کے احکام ومسائل بیان کرتا ہے، پھر اگر احرام کھول چکا ہو تو آٹھ ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھ کر طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہو جائے۔

اگر ظہر کی نماز پڑھ کر منیٰ میں پہنچے تو بھی کوئی مضائقہ نہیں، رات منیٰ میں گزارے اور عرفہ کے روز یعنی نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھ کر طلوع آفتاب کے بعد عرفات جائے اگر کوئی آٹھویں تاریخ کو منیٰ میں نہ جائے بلکہ نویں کو عرفات میں پہنچ جائے تو بھی جائز ہے مگر یہ خلاف سنت ہے۔ عرفات میں بطن عرنہ کے علاوہ جس جگہ چاہے اترے لیکن جبل عرفات کے نزدیک اترنا افضل ہے پھر اسی دن زوال آفتاب کے بعد غسل کرے (جو سنت ہے) اور عرفات میں وقوف کرے (جو فرض ہے اور جس کے بغیر حج ہوتا ہی نہیں) امام جو خطبہ دے اسے سنے اور امام کے ساتھ بشرط احرام ظہر وعصر کی نماز ایک وقت میں پڑھے اور جبل رحمت کے پاس کھڑا ہو کر نہایت خشوع وخضوع اور تذلل واخلاص کے ساتھ تکبیر وتہلیل کرے، تسبیح پڑھے، اللہ کی ثنا کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے اور اپنے تمام اعزہ واحباب کے لئے استغفار کرے اور تمام مقا دینی ودنیوی کے لئے دعا مانگے، پھر غروب آفتاب کے بعد امام کے ہمراہ مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور راستہ میں استغفا لبیک، حمد وصلوۃ اور اذکار میں مشغول رہے مزدلفہ پہنچ کر امام کے ہمراہ مغرب وعشاء کی نماز ایک ساتھ پڑھے اور رات میں وہیں رہے کیونکہ رات میں وہاں رہنا واجب ہے، نیز اس پوری رات میں نماز، تلاوت قرآن اور ذکر ودعا میں مشغول رہنا مستحب ہے، جب صبح ہو جائے تو (یعنی دسویں ذی الحجہ کو) فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے اور وہاں وقوف کرے، مزدلفہ میں سوائے بطن محسر کے جہاں چاہے وقوف کر سکتا ہے۔

اس وقوف کی حالت میں نہایت الحاح وزاری کے ساتھ اپنے دینی ودنیاوی مقصد کے لئے خداوند عالم سے دعا مانگے، آفتاب نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کر لیا جائے، پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب سے پہلے منیٰ واپس پہنچ کر جمرۃ العقبہ پر سات کنکریاں مارے اور پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ موقوف کر دے، اس کے بعد قربانی کرے پھر سر منڈوائے یا بال کتروائے، اس کے بعد وہ تمام چیزیں جو حالت احرام میں ممنوع تھیں، سوائے رفث کے، جائز ہو جائیں گی، پھر عید کی نماز منیٰ ہی میں پڑھ کر اسی دن مکہ آجائے اور طواف زیارت کرے، اس طواف کے بعد سعی نہ کرے ہاں اگر پہلے سعی نہ کر چکا ہو تو وہ پھر اس طواف کے بعد سعی کرے، اس کے بعد رفث بھی جائز ہو جائے گا طواف زیارت سے فارغ ہو کر پھر منیٰ واپس آجائے اور رات میں وہاں قیام کرے۔

گیارہویں تاریخ کو تینوں جمرات کی رمی کرے بایں طور کہ پہلے تو اس جمرہ پر سات کنکریاں مارے جو مسجد خیف کے قریب ہے اور جس کو جمرۃ اولیٰ کہتے ہیں اس کے بعد اس جمرہ پر جو اس کے قریب ہے اور جس کو جمرۃ وسطیٰ کہتے ہیں سات کنکریاں مارے اور پھر سوار ہو کر یا پیادہ ہی جمرہ عقبہ پر سات کنکریاں مارے اور ہر کنکری مارتے وقت تکبیر کہتا رہے، اسی طرح بارہویں تاریخ ہی کو منیٰ سے رخصت ہو گیا تو پھر اس پر تیرہویں تاریخ کو واجب نہیں ہو گی۔ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخوں میں رمی کا وقت زوال آفتاب کے بعد ہے لیکن تیرہویں تاریخ کو اگر طلوع فجر کے بعد اور زوال آفتاب سے پہلے بھی رمی کرے تو جائز ہے مگر مسنون زوال آفتاب کے بعد ہی ہے جب کہ گیارہویں اور بارہویں تاریخوں میں زوال آفتاب سے پہلے رمی جائز نہیں ہے۔

آخری دن رمی سے فارغ ہو کر مکہ روانہ ہو جائے اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لئے محصب میں اترے، پھر جب مکہ مکرمہ سے وطن کے لئے روانہ ہونے لگے طواف وداع کرے اس طواف میں بھی رمل اور اس کے بعد سعی نہ کرے طواف کے بعد دو رکعت پڑھ کر زمزم کا مبارک پانی گھونٹ گھونٹ کر کے پیے اور ہر مرتبہ کعبہ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہ سرد بھرے نیز اس مبارک پانی کو منہ، سر اور بدن پر ملے پھر خانہ کعبہ کی طرف آئے اگر ممکن ہو بیت اللہ کے اندر داخل ہو اگر اندر نہ جا سکے تو اس کی مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے اور اپنا سینہ اور منہ ملتزم پر رکھ دے اور کعبہ مکرمہ کے پردوں کو پکڑ پکڑ کر دعا کرے اور روئے اور اس وقت بھی تکبیر وتہلیل، حمد وثنا اور دعاء استغفار میں مشغول رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے مقاصد کی تکمیل طلب کرے۔ اس کے بعد پچھلے پیروں یعنی کعبہ مکرمہ کی طرف پشت نہ کر کے مسجد حرام سے باہر نکل آئے حج تمام افعال ختم ہو گئے۔

باب الدُّعَاءِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

یہ باب ہے کہ جمرات کو کنکریاں مارنے کے بعد دعا مانگنا

3083 – اَخْبَرَنَا الْعَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيْمِ الْعَنْبَرِيُّ قَالَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ قَالَ اَنْبَاَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ بَلَغَنَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ الَّتِيْ تَلِي الْمَنْحَرَ مَنْحَرَ مِنًى رَمَاهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ تَقَدَّمَ اَمَامَهَا فَوَقَفَ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو يُطِيلُ الْوُقُوفَ ثُمَّ يَاْتِي الْجَمْرَةَ الثَّانِيَةَ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ يُكَبِّرُ كُلَّمَا رَمَى بِحَصَاةٍ ثُمَّ يَنْحَدِرُ ذَاتَ الشِّمَالِ فَيَقِفُ مُسْتَقْبِلَ الْبَيْتِ رَافِعًا يَدَيْهِ يَدْعُو ثُمَّ يَاْتِي الْجَمْرَةَ الَّتِيْ عِنْدَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ وَّلَا يَقِفُ عِنْدَهَا ۔ قَالَ الزُّهْرِيُّ سَمِعْتُ سَالِمًا يُحَدِّثُ بِهٰذَا عَنْ اَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَفْعَلُهُ ۔

☆☆ زہری بیان کرتے ہیں' ہمیں یہ بات پتا چلی ہے' نبی اکرم ﷺ نے جب قربان گاہ کے قریب موجود جمرہ کی رمی کر لی' وہ قربان گاہ جو منیٰ کے قریب ہے' تو آپ ﷺ نے اسے سات کنکریاں ماریں' ہر ایک کنکری مارتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی' پھر آپ تھوڑا سا آگے ہو کر قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے' اپنے دونوں ہاتھ آپ نے اُٹھا لیے' آپ نے دعا کی اور کافی دیر وہاں ٹھہرے رہے' پھر آپ دوسرے جمرہ کے پاس تشریف لائے' آپ نے اُسے بھی سات کنکریاں ماریں' اُسے کنکریاں مارتے ہوئے آپ نے تکبیر کہی' پھر آپ بائیں طرف ہو گئے اور بیت اللہ شریف کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے' آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ بلند کیے' دعا کی' پھر آپ جمرہ عقبہ کے پاس تشریف لائے' آپ نے اُسے سات کنکریاں ماریں' لیکن آپ اس کے پاس ٹھہرے نہیں۔

زہری کہتے ہیں: میں نے سالم کو یہ روایت اپنے والد (حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما) کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے نقل

3083-اخرجه البخاري في الحج، باب اذا رمى الجمرتين يقوم مستقبل القبلة و يسهل (الحديث 1751 و 1752)، و باب الدعاء عند الجمرتين (الحديث 1753) تعليقاً . و الحديث عند: ابن ماجه في المناسك، باب اذا رمى جمرة العقبة لم يقف عندها (الحديث 3032) . تحفة الاشراف (6986) .

پھینکی جائیں تو اس طرح بھی رمی ہو جائے گی مگر یہ خلاف سنت ہے۔

جمرہ اولیٰ اور جمرہ وسطیٰ کے پاس ٹھہرنا اور حمد وصلوٰۃ اور وہاں دعا میں مشغول ہونا تو ثابت ہے لیکن تیسرے جمرہ یعنی جمرہ عقبی کے پاس ٹھہرنا اور دعا مانگنا ثابت نہیں ہے اور اس کی کوئی وجہ علت منقول نہیں ہے اگرچہ بعض علماء نے اس بارے میں کچھ نہ کچھ لکھا ہے۔

باب مَا يَحِلُّ لِلْمُحْرِمِ بَعْدَ رَمْيِ الْجِمَارِ

یہ باب ہے کہ رمی جمار کے بعد محرم کے لیے کیا چیز حلال ہو جاتی ہے؟

3084 - اَخْبَرَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى قَالَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِذَا رَمَى الْجَمْرَةَ فَقَدْ حَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ اِلَّا النِّسَآءَ . قِيْلَ وَالطِّيْبُ قَالَ اَمَّا اَنَا فَقَدْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَضَمَّخُ بِالْمِسْكِ اَفَطِيْبٌ هُوَ .

☆☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جب آدمی جمرہ کو کنکریاں مار لیتا ہے تو خواتین کے علاوہ ہر چیز اُس کے لیے حلال ہو جاتی ہے ان سے دریافت کیا گیا: کیا خوشبو بھی؟ تو انہوں نے فرمایا: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشک میں بسے ہوئے دیکھا تھا تو کیا یہ خوشبو ہوتی ہے (یعنی ایسا کرنا جائز ہے)۔

سوائے عورت کے تمام ممنوعات کی حلت کا بیان

اور اس کے لئے سوائے عورت کے ہر چیز حلال ہو گئی۔ جبکہ حضرت امام مالک علیہ الرحمہ نے کہا ہے سوائے خوشبو کے کیونکہ وہ جماع کی طرف بلانے والی ہے۔

ہماری دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کے لئے سوائے عورت کے ہر چیز حلال ہوئی اور یہی دلیل قیاس پر مقدم ہے۔ اور ہمارے نزدیک فرج کے سوا میں جماع حلال نہیں ہے۔ جبکہ حضرت امام شافعی علیہ الرحمہ نے اختلاف کیا ہے کیونکہ یہ عورتوں کے ساتھ شہوت کو پورا کرنا ہے لہٰذا اس کو پورے حلال ہونے تک مؤخر کیا جائے گا۔ (ہدایہ اولین، کتاب الحج، لاہور)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی رمی جمرہ عقبہ سے فارغ ہو جاتا ہے اور سر منڈوا لیتا ہے یا بال کتروا لیتا ہے تو اس کے لئے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے یعنی بیوی کے ساتھ جماع ان چیزوں کے بعد بھی حلال نہیں ہوتا، بلکہ یہ طواف زیارت سے فراغت کے بعد ہی حلال ہوتا ہے اس روایت کو صاحب مصابیح نے شرح السنہ میں نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی اسناد ضعیف ہے۔ اور احمد ونسائی نے اس روایت کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں نقل کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے رمی جمرہ عقبہ کر لی تو سر منڈوانے یا بال کتروانے کے بعد اس کے لئے عورت کے علاوہ ہر چیز حلال ہو جاتی ہے۔

3084-اخرجه ابن ماجه في المناسك، باب ما يحل للرجل اذا رمى جمرة العقبة (الحديث 3041) . تحفة الاشراف (5397) .

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتروا کراحرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفث (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جو احرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے۔

دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ پر کنکریاں مارنے کے بعد منیٰ ہی میں ہدی ذبح کی جاتی ہے اس کے بعد سر منڈا کر یا بال کتروا کر احرام کھول دیا جاتا ہے اس طرح رفث (عورت سے جماع وغیرہ) کے علاوہ ہر وہ چیز جو احرام کی حالت میں ممنوع تھی، جائز ہو جاتی ہے، چنانچہ اس باب میں سر منڈوانے اور بال کتروانے دونوں چیزوں کا ذکر ہے، اگرچہ عنوان میں صرف سر منڈوانے کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے کیونکہ احرام سے نکلنے کے لئے بال کتروانے کی بہ نسبت سر منڈانا افضل ہے۔ یہ بات جان لیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں یہ کہیں ثابت نہیں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج وعمرہ کے علاوہ اور کبھی سر منڈایا ہو۔

حاجی سے سلام لینے اور دعا منگوانے کا بیان

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم حاجی سے ملاقات کرو تو اس کو سلام کرو اس سے مصافحہ کرو اور اس سے اپنے لئے بخشش کی دعا کرنے کو کہو اس سے پہلے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو اور یہ اس لئے کہ اس کی بخشش کی جا چکی ہے۔ (مسند احمد، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 1077)

جیسا کہ ایک روایت سے ثابت ہوتا ہے حاجی مستجاب الدعوات ہو جاتے ہیں جس وقت کہ وہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے ہیں اور گھر واپس آنے کے چالیس روز بعد تک ایسے ہی رہتے ہیں۔ چنانچہ گزشتہ زمانہ میں دستور تھا اور اب بھی ہے کہ جب حجاج اپنے گھر واپس آتے تھے تو لوگ ان کے استقبال کے واسطے جایا کرتے تھے اور ان کی غرض یہ ہوتی تھی کہ چونکہ اس شخص کی مغفرت ہو چکی ہے اور یہ گناہوں سے پاک ہو کر آیا ہے اس سے مل کر مصافحہ کریں پیشتر اس کے کہ وہ دنیا میں ملوث ہو جائے تا کہ ہم کو بھی ان سے کچھ فیض پہنچے۔

اگرچہ آج کل یہ غرض کم اور نام ونمود کا جذبہ زیادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ اس حدیث میں بھی حاجی سے سلام و مصافحہ کرنے کے لئے گھر میں داخل ہونے سے پہلے کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ نہ صرف یہ کہ وہ اس وقت تک دنیا میں ملوث اور اپنے اہل و عیال میں مشغول نہیں ہوتا بلکہ اس وقت تک وہ اللہ کے راستہ ہی میں ہوتا ہے اور گناہوں سے پاک وصاف ہوتا ہے اور اس صورت میں حاجی چونکہ مستجاب الدعوات ہوتا ہے اس لئے فرمایا کہ اس سے اپنے لئے مغفرت وبخشش کی دعا کراؤ تا کہ اللہ تعالیٰ اسے قبول کرے اور تمہیں مغفرت وبخشش سے نوازے۔

علماء لکھتے ہیں کہ عمرہ کرنے والا، جہاد کرنے والا اور دینی طالب علم بھی حاجی کے حکم میں یعنی جب یہ لوگ لوٹ کر اپنے گھر آئیں تو ان سے بھی گھر میں داخل ہونے سے پہلے سلام و مصافحہ کیا جائے اور دعاء بخشش ومغفرت کی درخواست کی جائے کیونکہ یہ لوگ بھی مغفور ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حج کرنے والے اور عمرہ کرنے

والے اللہ تعالیٰ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا ہے۔(ابن ماجہ، مشکوۃ المصابیح، جلد دوم: رقم الحدیث، 1075)

شرح سنن نسائی کے اختتامی کلمات کا بیان

الحمد للہ! آج بروز پیر ۲۶ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ بہ مطابق ۹ نومبر ۲۰۱۵ء کو شرح سنن نسائی کی تیسری جلد مکمل ہوگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ دین ودنیا کی بھلائی نصیب کرے۔ اے اللہ! معاف فرما میری خطا کو میری نادانی کو (یعنی جن چیزوں کو جاننا یا ان پر عمل کرنا واجب تھا اور میں نے ان کو نہیں جانا اسے معاف فرما) کاموں میں میری زیادتی کو اور اس گناہ سے جس کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ اے اللہ! معاف فرما میرے اس برے کام کو جسے میں نے قصداً کیا ہے، اس کام کو جسے میں نے ہنسی دل لگی میں کیا ہو اور اس کام کو جسے میں نے دانستہ یا نادانستہ کیا ہو اور یہ سب باتیں مجھ میں ہیں۔ اے اللہ بخشش فرما میرے ان گناہوں کو جو میں نے پہلے کیے ہیں ان گناہوں کی جو (بالفرض والتقدیر) بعد میں ہوں گے۔ ان گناہوں کی جو پوشیدہ سرزد ہوئے ہوں ان گناہوں کی جو کھلم کھلا کیے ہوں اور ان گناہوں کی جن کا علم مجھ سے زیادہ تجھ کو ہے۔ تو ہی (جس کو چاہے اپنی توفیق کے ساتھ اپنی رحمت کی طرف آگے کرنے والا ہے اور تو ہی) جس کو چاہے اپنی رحمت سے پیچھے ڈالنے والا ہے اور تو ہی ہر چیز پر قادر ہے۔ (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر، قاری، مؤلف، کاتب وغیرہ کے گناہوں کی بخشش کا سبب فرمائے۔ اور اس کتاب کو ہمارے لئے سعادت دارین بنائے۔ آمین،

محمد لیاقت علی رضوی بن محمد صادق

جامعہ انوار مدینہ لاہور